ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

45
بدھ 21 ذیقعدہ 1424ھ مطابق 14 جنوری 2004ء

یہ باوے اور بابے

محبت کی شادیاں ناکام شادیاں

قیمت: روزنامہ اسلام کے ساتھ 7 روپے، صرف میگزین 5 روپے میں

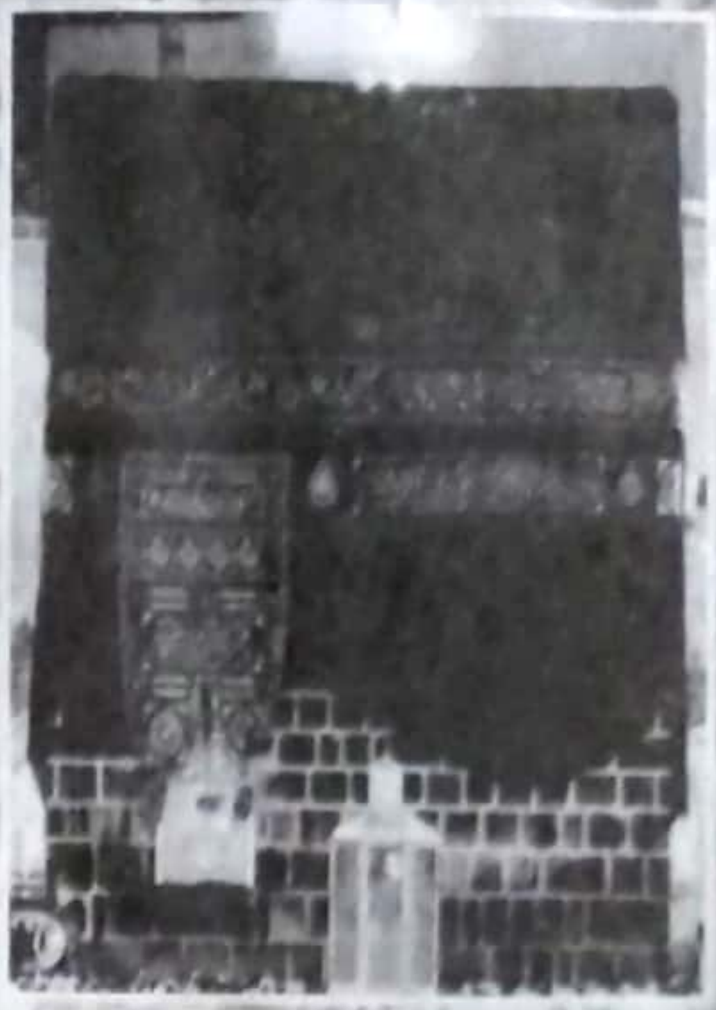

درسِ قرآن

لعان کے بارے میں حکم

اور جو لوگ عیب لگائیں اپنی بیویوں کو اور ان کے پاس گواہ نہ ہوں سوائے اپنے آپ کے تو ایسے شخص کی گواہی کی صورت یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کی قسم کھا کر کہ وہ سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اس پر اگر وہ جھوٹا ہے۔ اور عورت سے ٹل جائے گی ماریوں کہ وہ بھی گواہی دے چار گواہیاں اللہ کی قسم کے ساتھ کہ وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہے۔ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تمہارے اوپر اور اس کی رحمت اور یہ کہ اللہ معاف کرنے والا ہے حکمتیں جاننے والا (تو کیا کچھ نہ ہوتا) (سورہ نور 7 تا 10)

تشریح: (گزشتہ سے پیوستہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب قرآن مجید میں حد قذف کی آیات نازل ہوئیں (والذین یرمون المحصنت الخ) یعنی عورت پر زنا کا الزام لگانے والا چار گواہ پیش کرے تو یہ آیات سن کر انصار مدینہ کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے (تعجب سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا یہ آیات اسی طرح نازل ہوئی ہیں؟ اس سوال پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعجب ہوا اور انصار سے فرمایا تم لوگ سن رہے ہو کہ تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے؟ اس پر حضرت سعد بن عبادہ نے وضاحت کی کہ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ آیات حق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں لیکن مجھے تعجب اس بات پر ہے کہ اگر میں بے حیا بیوی کو اس حال میں دیکھوں کہ اس پر کوئی غیر آدمی چڑھا ہوا ہے تو کیا میرے لئے جائز نہیں ہوگا کہ میں اس کو ڈانٹوں اور وہاں سے ہٹادوں بلکہ میرے لئے ضروری ہوگا کہ چار آدمیوں کو لاکر یہ حالت دکھلاؤں اور اس پر چار گواہ بناؤں اور جب تک گواہوں کو جمع کروں وہ آدمی اپنا کام کر کے بھاگ جائے؟" حضرت سعد کے اس کلام کو ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ ہلال بن امیہ کو یہ واقعہ پیش آگیا اور انہوں نے بہ چشم خود اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو دیکھا اور ان کی باتیں اپنے کانوں سے سنیں، موقع پر انہوں نے کچھ نہیں کیا، اگلے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر ساری بات بتادی۔ اب انصار جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہلال بن امیہ کو حد قذف لگے گی اور مردود الشہادت قرار پائیں گے اس لئے کہ ان کے پاس اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لئے چار گواہ نہیں تھے۔ مگر ہلال بن امیہ نے کہا اللہ کی قسم مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس مصیبت سے نکالیں گے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما بھی دیا کہ چار گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد قذف جاری ہوگی، ہلال بن امیہ نے عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اپنے کلام میں سچا ہوں اور ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی حکم نازل فرمائیں گے جو میری پیٹھ کو حد قذف کی سزا سے بری کردے گا۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ جبرئیل امین یہ آیات جن میں لعان کا قانون ہے لے کر نازل ہوئے جن کا اوپر ترجمہ دیا گیا ہے۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال بن امیہ کو بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مشکل کا حل نازل فرمادیا ہے، ہلال نے عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اسی کی امید لگائے ہوئے تھا۔ چناں چہ ان دونوں میاں بیوی کے درمیان اسی طریق کے مطابق لعان ہوا جیسا گزشتہ ہفتے کے درس میں ذکر کیا گیا ہے اور ان دونوں کے درمیان جدائی کردی گئی۔ ایسا ہی ایک واقعہ عامر بن عدی رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی عویمر کے ساتھ بھی پیش آیا تھا، چناں چہ ان میاں بیوی کے درمیان بھی اسی حکم کے مطابق لعان ہوا۔ (واللہ اعلم)

منافق کی نماز

درسِ حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: یہ تو منافق والی نماز ہوئی کہ بے پروائی سے بیٹھا آفتاب کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ جب زرد ہو گیا اور اس کے غروب ہونے کا وقت قریب آگیا تو نماز کو کھڑا ہوا، چڑیا کی طرح چار چونچیں مار کے ختم کردی اور اللہ کا ذکر بھی اس میں بہت کم کیا۔ (مسلم)

تشریح: اوپر ذکر کی گئی حدیث میں منافق کی نماز کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ ایک مومن عورت کی شان یہ ہے کہ وہ خوب توجہ سے، دل لگا کر خشوع وخضوع والی نماز پڑھتی ہے۔ وہ نماز کے وقت کے انتظار میں رہتی ہے اور جب وقت آئے تو نہایت خوشی اور مستعدی سے کھڑی ہو کر نماز میں مشغول ہو جاتی ہے۔ قیام، رکوع، سجود غرض نماز کے ہر رکن کو بہترین طریقے سے ادا کرتی ہے، لیکن اگر دل و دماغ میں نفاق کا بھس بھرا ہوا ہو تو یہی نماز بوجھ محسوس ہونے لگتی ہے۔ ایسی عورت نماز کو ٹالتی رہتی ہے کہ ابھی پڑھتی ہوں بس ابھی پڑھتی ہوں، یوں جب وقت بہت تنگ ہو جاتا ہے تو پھر کھڑی ہو کر جلدی جلدی نماز پڑھ لیتی ہے، جس میں نہ قیام صحیح ہوتا ہے نہ رکوع وسجود، بس چڑیا کی طرح چار ٹھونگیں ماریں اور مصلیٰ لپیٹ کر ایک طرف رکھ دیا۔ ظاہر ہے ایسی نماز یقیناً منافقوں والی ہے اور منہ پر ماردی جاتی ہے۔ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ رکوع اور سجدے میں اپنی پشت کو سیدھی برابر نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی طرف دیکھتے بھی نہیں۔ نماز کی طرف نہ دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نماز قابل قبول نہیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ زمین وآسمان کی کوئی چیز بھی اللہ کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ اصل میں سمجھنا چاہئے کہ نماز ہے کیا؟ نماز اللہ تعالیٰ کے حضور میں جسم وجان اور قول وعمل سے ایک خاص طریقے سے اپنی بندگی اور عاجزی کے اظہار کا نام ہے۔ اس عبادت میں نہ صرف جسمانی عاجزی لازم ہے بلکہ دل ودماغ اور دماغ کی سوچوں اور لہروں کو بھی باندھ کر اللہ کے حضور کھڑا کردینے کا نام نماز ہے۔ ورنہ اگر جسم تو خوب عاجزی کا اظہار کر رہا ہو مگر دماغ کی سوچیں ادھر ادھر آوارہ پھر رہی ہوں تو ایسی نماز بالکل فائدہ مند نہیں ہوتی۔ اپنے آپ کو اللہ کے حضور جھکا دینا، نماز کے ارکان وواجبات اور سنن ومستحبات کی پوری رعایت رکھنا نہایت ضروری ہے۔ خواتین عام طور پر گھر اور بچوں میں مصروفیت کے سبب تساہل کا مظاہرہ کرتی ہیں اور عام طور پر ان کا بہانہ یہ ہوتا ہے کہ کام میں مصروفیت کی وجہ سے پتہ ہی نہیں چلا کہ نماز کا وقت تنگ ہو گیا۔ میری بہن قیامت کے روز اللہ تبارک وتعالیٰ اس طرح کے بودے عذر قبول نہیں فرمائیں گے، خوب سوچ سمجھ لیجئے کہ آپ کی نماز پڑھنے کے باوجود رد کردی گئی تو اس کا مطلب ہوا نماز نہیں پڑھی گئی جبکہ آپ کے اپنے خیال میں یہ ہوگا کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے اور آخرت میں جب حساب کتاب کا رجسٹر کھلے گا تو نماز والا خانہ خالی ملے گا مگر اس وقت افسوس کوئی کام نہیں دے گا۔

صبح وشام کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِیَةَ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِیَةَ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَدُنۡیَایَ وَاَھۡلِیۡ وَمَالِیۡ، اَللّٰھُمَّ اسۡتُرۡ عَوۡرَاتِیۡ وَاٰمِنۡ رَوۡعَاتِیۡ، اَللّٰھُمَّ احۡفَظۡنِیۡ مِنۡ بَیۡنِ یَدَیَّ وَمِنۡ خَلۡفِیۡ وَعَنۡ یَّمِیۡنِیۡ وَعَنۡ شِمَالِیۡ وَمِنۡ فَوۡقِیۡ وَاَعُوۡذُ بِکَ بِعَظۡمَتِکَ اَنۡ اُغۡتَالَ مِنۡ تَحۡتِیۡ۔ (ابو داؤد)

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے دنیا وآخرت میں معافی اور عافیت کی طلب گار ہوں، اے میرے اللہ! میں اپنے دین اور دنیا اور اپنے اہل اور مال کے بارے میں معافی اور عافیت کی طلب گار ہوں، اے میرے اللہ! میری شرم وعار والی باتوں کی پردہ داری فرما، میرے دل کی گھبراہٹ اور تشویش کو دور فرما، مجھے امن واطمینان نصیب فرما، اے اللہ میری حفاظت فرما میرے سامنے سے، میرے پیچھے سے اور میرے دائیں سے، میرے بائیں سے اور میرے اوپر کی جانب سے اور میں آپ کی عظمت کی پناہ چاہتی ہوں کہ میرے نیچے سے کوئی آفت آئے۔

تعمیر فکر

اپنے گھر سے ابتداء

آج جدھر چلے جاؤ عورت چھائی ہوئی ہے، ذہنوں پر...... دماغوں پر...... سائن بورڈوں پر...... اشتہاروں پر...... گھریلو استعمال کی چیزوں پر...... ٹی وی...... اخبارات...... اور انٹرنیٹ پر...... بڑی سے لے کر چھوٹی چیز تک ہر ایک کی تشہیر کے لئے عورت ہی کا چہرہ دکھایا جاتا ہے۔ کیا عورت اس تشہیر کو اپنی عزت تصور کر کے اس پر فخر کرسکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں...... یہ تو عورت کی رسوائیوں کا سامان ہے۔ عورت کو اس کے عافیت کدے سے نکال کر بیچ بازار میں لانے والے اور حفاظت کے مضبوط حصار سے نکال کر اسے اشتہار بنانے والے صنفِ نازک کے بہت بڑے دشمن اور نسوانیت کے بے رحم قاتل ہیں...... آج میڈیا کا دور ہے اور یہود کے ہاتھ میں اس کی ڈور ہے۔ یہودیوں کے خفیہ پروٹوکولز میں جواب خفیہ بھی نہیں رہے صاف لکھا ہوا ہے کہ ہم ذرائع ابلاغ کے زور پر دنیا بھر کے لوگوں کو فحاشی وعریانی اور بے حیائی کا دلدادہ بنادیں گے اور عورت ہمارا خصوصی ہتھیار ہوگی۔ چناں چہ یہود ونصاریٰ کے زیر اثر میڈیا نے عریانیت کا سیلاب بہایا ہوا ہے۔ ہمارے ملک میں چھپنے والے اخبارات، میگزین اور ڈائجسٹوں نے بنتِ حوا کا جو تصور لوگوں کے دماغوں میں بٹھادیا ہے وہ بہت ہی تکلیف دہ ہے۔ ادب کے نام پر چھپنے والے افسانوں، ناولوں اور شعروشاعری کے ذریعے معاشرے میں زہر پھیلایا جارہا ہے۔ گناہ کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے...... لڑکیوں کو گھروں سے بھاگ کر اپنے آشناؤں سے شادی کے طریقے بتائے جاتے ہیں...... ٹی وی ڈراموں نے تو ساری حدیں توڑ دی ہیں۔ کلچر، آرٹ اور ثقافت کے نام پر ان ڈراموں میں معاشرے کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں...... اداکاران ڈراموں میں جو فقرے بولتے اور جملے کستے ہیں انہیں کوئی بھی باحیا اور باغیرت انسان سننے کی تاب نہیں لاسکتا۔ مگر عجیب تر بات ہے کہ گھر بھر کے سارے افراد اکٹھے بیٹھ کر ان خرافات کو دیکھتے سنتے اور پڑھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ لڑکیاں والدین کی عزت کو دھبہ لگا کر اپنے آشناؤں کے ساتھ گھروں سے بھاگ کھڑی ہوتی ہیں۔ عدالتیں انہیں قانون کی آڑ میں تحفظ فراہم کرتی ہیں جبکہ ذرائع ابلاغ ''پریمی جوڑے'' کی حوصلہ افزائی کرتے اور والدین کی عزت کو مزید خاک میں ملاتے ہیں۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے ایسے کیس سامنے آتے رہتے ہیں کہ کوئی لڑکی گھر سے بھاگی تو مغربی این جی اوز نے اسے ہاتھوں ہاتھ لے کر اس کی حوصلہ افزائی کی۔ اس موقع پر مغرب کے ایجنٹوں کو خوب بولنے اور زبان چلانے کا موقع ہاتھ آجاتا ہے اور وہ ہماری معاشرتی روایات، مشرقی اقدار اور سب سے بڑھ کر اسلامی قوانین کے خلاف اپنے دل ودماغ میں بھری غلاظت کو خوب انڈیلتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہمارے اس پاکستان میں ہورہا ہے جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔ محترم خواتین! کیا یہ ہمارے اور آپ کے سوچنے کا مقام نہیں کہ معاشرہ کیوں تباہی کے راستے پر نکل کھڑا ہوا ہے؟ یہ صرف سوچنے کا نہیں بلکہ تباہی کے آگے بند باندھنے کا بھی وقت ہے۔ آپ معاشرے کا نہایت اہم حصہ ہیں اور اس سلسلے میں آپ کا کردار بھی نہایت اہم ہے تو کیوں نہ ان خرافات کے خاتمے کے لئے آج ہی سے اور اپنے گھر ہی سے ابتداء کردی جائے!؟ والسلام محمد احمد حافظ

آداب زندگی

ہدیہ کیسے دیا جائے؟

ہدیہ لینا دینا سنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھادُوا تحابُّوا ''ہدیہ لیا دیا کرو آپس میں محبت بڑھے گی''، مگر اس کے بھی کچھ آداب ہیں:

- جس کو ہدیہ دے پوشیدہ دے آگے اس کی مرضی ہے ظاہر کرے یا نہ کرے۔
- جو چیز ہدیہ کی جارہی ہے اس کے متعلق اطمینان کرلیا جائے کہ جسے ہدیہ کی جارہی ہے اسے رغبت بھی ہے یا نہیں۔
- ہدیہ لینے اور دینے سے پہلے اپنی کوئی غرض پیش نہ کی جائے تاکہ خودغرضی کا شبہ نہ ہو۔
- ہدیہ کی مقدار اتنی زیادہ نہ ہو کہ ہدیہ لینے والے کی طبیعت پر گراں گزرے۔
- ہدیہ دے کر جتایا نہ جائے اور نہ ادھر ادھر تذکرہ کیا جائے۔
- ہدیہ لینے والے کو چاہئے کہ وصول کرنے کے فوراً بعد اسے تقسیم نہ کردے تاکہ ہدیہ دینے والے کو معلوم ہو تو اس کی دل شکنی نہ ہو۔
- ہدیہ میں ایسی چیز دینے سے احتراز کیا جائے جس کے راستے میں خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔

خط وکتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301 موبائل: 03009213888
خواتین کا اسلام اب انٹرنیٹ پر بھی www.dailyislam.net.pk

مرد و عورت کے حج کا فرق:

(۱۱) حج میں قربانی کے بعد اور عمرہ میں سعی کے بعد مرد کے لئے بال منڈوانا یا کتروانا واجب ہے لیکن عورت کے لئے بال منڈوانا حرام ہے ہاں چوتھائی سر کے بال انگلی کے پورے کے برابر کتروانا واجب ہے لیکن بال چونکہ چھوٹے بڑے ہوتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ہاتھ کے پورے سے کچھ زائد کٹوائے تا کہ سب بال آجائیں اور پورے سر کے بال پورے کے برابر کتروانا مسنون ہے (غنیہ ص ۹۳)

(۱۲) طواف زیارت کا وقت ۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق سے ۱۲ ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے۔ اس کے بعد کسی نے طواف زیارت کیا تو اس پر دم واجب ہوگا۔ لیکن عورت اگر ان ایام میں حالت حیض یا نفاس میں ہے تو اس کے لئے طواف جائز نہیں۔ پاک ہونے پر طواف کرے اور اس تاخیر کے سبب اس پر دم وغیرہ کوئی چیز واجب نہیں۔ فلا شئ علی الحائض بتاخیرہ اذا لم تطہر الا بعد ایام النحر (غنیہ ص ۹۵)

(۱۳) اگر عورت حیض یا نفاس سے ۱۲ ذی الحجہ کی شام کو ایسے وقت پاک ہوئی کہ غسل کرکے مسجد میں پہنچ کر پورا طواف زیارت یا کم از کم اس کے چار چکر پورے کرسکتی ہے تو اس پر ضروری ہے کہ ایسا کرلے ورنہ دم واجب ہوگا (البحر الرائق ص ۳۴۸ ج ۲)

(۱۴) عورت کو احساس ہوگیا کہ اسے حیض آنے والا ہے اور اتنا وقت گزر گیا جس میں پورا طواف یا کم از کم چار چکر پورے کرسکتی ہے لیکن اس نے نہیں کیا اور حیض آگیا تو اس پر دم واجب ہے۔ قربانی کے ایام گزرنے کے بعد پاک ہوکر طواف کرلے تب بھی یہ دم ساقط نہ ہوگا، ہاں اگر وقت اتنا کم تھا کہ اس میں چار چکر بھی پورے نہیں کرسکتی تو دم واجب نہیں۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۳۴۸)

(۱۵) عورت جب تک حیض و نفاس سے پاک نہ ہو اس کے لئے طواف جائز نہیں۔ صحت طواف کے لئے پاک ہونے کا انتظار ضروری ہے اور طواف زیارت چونکہ فرض ہے اس لئے اس کے بغیر حج نہ ہوگا۔ ایسی صورت میں انتظار ضروری ہے، طواف چھوڑ کر وطن واپسی قطعاً جائز نہیں جب تک طواف زیارت نہ کرے حالت احرام میں رہے گی، خواہ کتنی ہی مدت گزر جائے۔ (غنیہ ص ۹۵)

(۱۶) اگر طواف زیارت سے قبل کسی عورت کو حیض یا نفاس آجائے اور اس کے طے شدہ پروگرام کے مطابق اس کی گنجائش نہ ہو کہ وہ حیض یا نفاس سے پاک ہوکر طواف زیارت کرسکے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر طرح اس کی کوشش کرے کہ اس کے سفر کی تاریخ آگے بڑھ سکے تا کہ وہ پاک ہوکر طواف زیارت ادا کرنے کے بعد اپنے گھر واپس جاسکے، لیکن اگر ایسی ساری ہی کوششیں ناکام ہوجائیں اور پاک ہونے سے پہلے اس کا سفر ناگزیر ہوجائے تو ایسی حالت میں وہ طواف زیارت ادا کرسکتی ہے یہ طواف زیارت شرعاً معتبر ہوگا اور وہ پورے طور پر حلال ہوجائے گی۔ لیکن اس پر ایک بدنہ (بڑے جانور) کی قربانی بطور دم جنابت حدود حرم میں لازم ہوگی۔ (حج وعمرہ کے جدید مسائل اور ان کا حل ص ۶۰۰)

(۱۷) طواف صدر یا طواف وداع ہر آفاقی (حدود میقات سے باہر رہنے والے شخص) پر واجب ہے البتہ عورت اس موقع پر حالت حیض یا نفاس میں ہو تو طواف صدر اسے معاف ہے۔ مسجد میں اس کا داخلہ چونکہ ممنوع ہے اس لئے رخصتی کے وقت چاہئے کہ مسجد حرام کے کسی دروازہ پر کھڑی ہوکر دعا کرلے اور رخصت ہوجائے۔

(۱۸) حیض یا نفاس کے سبب عورت طواف صدر کئے بغیر واپس جا رہی تھی لیکن ابھی مکہ مکرمہ کی آبادی سے نکلی نہ تھی کہ پاک ہوگئی تو اس پر واجب ہے کہ لوٹ آئے اور طواف کرلے ورنہ دم واجب ہوگا اور حدود شہر سے نکل جانے کے بعد پاک ہوئی تو لوٹنا ضروری نہیں (غنیہ ص ۱۰۲)

(۱۹) عورت حج وعمرہ کے موقع پر نمازیں اپنی قیام گاہ پر ادا کرے اور اللہ تعالیٰ سے اسی اجر وثواب کی امید رکھے جو مسجد حرام اور مسجد نبوی کی نماز باجماعت پر مردوں کے لئے موعود ہے۔ نماز کے لئے عورت کو مسجد میں نہ آنا چاہئے، بالخصوص جبکہ مردوں کا ہجوم ہو، ہاں طواف اور کعبہ مکرمہ کی زیارت کے لئے آسکتی ہے۔ اسی طرح روضۂ اقدس کی زیارت کے لئے مسجد نبوی میں بھی آسکتی ہے۔ اس دوران اگر نماز کی جماعت شروع ہو اور عورت مردوں سے الگ کھڑی ہوکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لے تو نماز ہوجائے گی۔ تاہم فضیلت گھر میں نماز پڑھنے کی ہے (بدائع الصنائع ص ۱۱۳ ج ۲)

(۲۰) مدینہ منورہ حاضری کے موقع پر اگر عورت حالت حیض یا نفاس میں ہے تو روضۂ اقدس کی زیارت کے لئے اسے مسجد نبوی میں آنا جائز نہیں۔ ہاں مسجد سے باہر کسی بھی دروازے پر کھڑی ہوکر صلوٰۃ وسلام عرض کرسکتی ہے۔

(۲۱) سفر حج میں کسی خاتون کے شوہر کا انتقال ہوگیا اور اس نے ابھی احرام نہیں باندھا ہے اور اس کے لئے وطن واپسی ممکن ہے تو وہ اپنے وطن واپس جاکر عدت گزارے اور اگر احرام باندھ چکی ہے یا واپسی کا سفر دشوار ہے تو وہ ایام عدت میں حج وعمرہ ادا کرلے۔ (حج وعمرہ کے جدید مسائل اور ان کا حل ص ۶۰۰)

"عبرت آموز"

"خواتین کا اسلام" میں عن قریب ایک نیا سلسلہ "عبرت آموز" کے نام سے شروع کیا جارہا ہے، جس میں ایسی آپ بیتیاں اور جگ بیتیاں اور واقعات شامل ہوں گے جو عبرت آموز ہوں اور ان میں کوئی نہ کوئی سبق بھی پنہاں ہو، یقیناً آپ کو بھی اپنی زندگی میں اس طرح کے بے شمار واقعات سے سابقہ پڑا ہوگا جو آپ کے دل و دماغ پر نقش ہوگئے ہوں اور ان میں عبرت و موعظت کا کوئی نہ کوئی سبق موجود ہوگا...... تو پھر آپ قلم اٹھایئے اور اس طرح کا واقعہ تحریر کرکے ہمیں بھیجئے۔ "خواتین کا اسلام" میں اسے جگہ دی جائے گی۔

صادق آباد چک نمبر 173/P سے جناب محمد سعید اقبال صاحب تحریر فرماتے ہیں ''ایک مسئلہ جس کی طرف جناب کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ آج کل اخبارات خصوصاً سنڈے میگزین میں جادو ٹونے والوں کی بھرمار ہے۔ بی۔اے ناگی، اسی اے ناگی، بنگالی باوا، رحمت مسیح، اصلی بنگالی علم اور پتہ نہیں کیا واہیات بکواس ہوتی ہے اور پھر ان کے دعوے ایسے ہوتے ہیں کہ زندگی کے تمام مسائل اور آفات وبلیات سے کامل اطمینان دلا دیتے ہیں جیسے کہ وہ قادر مطلق اور مختار کل ہوں اور عوام کو پھنسانے کے لیے ایک اور ہتھکنڈا استعمال کرتے ہیں کہ انگلینڈ سے خط، امریکا سے خط، جس میں کوئی شخص خط کے ذریعے مذکورہ عامل سے اپنے مسائل کا کامل حل ہوجانا ذکر کرتا ہے اور باقی عوام کو بھی ترغیب دیتا ہے۔ حضرت! آپ جانتے ہیں کہ ہمارے عوام، سادہ لوح بلکہ بعض تو بے وقوف بھی ہیں، پھر مسائل میں گھرا ہوا شخص تو ذرا سے تنکے کے سہارے کو بھی تلاش کرتا ہے، اس طرح عوام کی عزت اور پیسے سے کھیلنے کا جو سلسلہ جاری ہے وہ نہ جانے کتنے گھرانوں کو برباد کرچکا ہے، میرا سوال یہ ہے کہ ان باووں اور بابوں کے پاس جانا کیسا ہے؟ آپ میرے سوال کا جواب ضرور دیں تاکہ لوگوں کی اصلاح ہو اور ان کے اندر شعور بیدار ہو۔''

● ایسے باوے، بابے، عامل اور تعویذ فروش جو بیمار کو شفا دینے، غریب کو امیر بنادینے، تقدیر بدل دینے، افسروں کا دل موم کردینے، محبوب کو قدموں میں گرادینے اور مستقبل کی خبر دینے کے دعوے کرتے ہیں وہ جھوٹے، مکار، دین فروش اور ڈاکو ہیں ان کے پاس جانا حرام ہے اس لیے کہ:

یہ خدائی دعوے ہیں جو اللہ کے سوا کسی کو زیب نہیں دیتے، اگر اللہ تعالیٰ کسی کو بیمار کرنا چاہے تو کوئی بابا شفا نہیں دے سکتا، اگر رب کریم کسی کو نوازنا چاہے تو کوئی باوا اسے محروم نہیں رکھ سکتا، جن دو افراد کے درمیان رشتہ اور تعلق ہمارے پروردگار کو منظور نہ ہو کوئی عامل ان کے درمیان رشتہ اور تعلق پیدا نہیں کرسکتا، یہ بابے کسی دوسرے کا مستقبل تو کیا بتائیں گے انہیں خود اپنا مستقبل بھی معلوم نہیں، ہم مستقبل بعید کی نہیں مستقبل قریب کی بات کررہے ہیں، سورۂ لقمان میں ہے ''کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کام کرے گا'' یعنی کوئی بھی انسان خواہ وہ ولی اور نبی ہی کیوں نہ ہو وہ بھی کل کے بارے میں نہیں جانتا، جب اولیاء اور انبیاء تک مستقبل کے بارے میں نہیں بتاسکتے تو یہ دنیا کے حریص عامل مستقبل کے بارے میں کیا بتاسکتے ہیں، آپ نے اس باوے کا واقعہ ضرور سنا ہوگا جس نے بادشاہ کو چند ماہ بعد موت کی خبر سنا کر پریشان کردیا تھا، سمجھدار اور وفادار وزیر نے باواجی سے پوچھا کہ آپ کا خود اپنی موت کے بارے میں کیا خیال ہے؟ باواجی نے بڑھی ہوئی توند پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ ابھی پچیس سال تک تو مجھے موت آنے کی نہیں، وزیر باتدبیر نے نیام سے تلوار نکالی اور دفعۃً حملہ کرکے اس کی گردن اڑادی، پھر کورنش بجالاتے ہوئے حضور بادشاہ میں عرض کیا ''میرے آقا! جو بدبخت اپنی موت اور زندگی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا وہ آپ کی موت اور زندگی کے بارے میں کیا بتا سکتا ہے؟''

● انبیاء اور اولیاء کی شان تواضع اور فنائیت ہے وہ اللہ کے سامنے مٹے ہوتے ہیں، ایسے مواقع پر بھی وہ کبھی بڑائی کے دعوے نہیں کرتے جب ظاہر بین نگاہیں دیکھ رہی ہوتی ہیں کہ ان کے ہاتھوں سے کوئی بڑا کارنامہ سرانجام پارہا ہے، کوئی معجزہ ظاہر ہو یا کسی لشکر پر انہیں فتح حاصل ہوجائے، کسی

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

کو اللہ ان کے ہاتھوں شفا دے دے یا ان کی دعا سے کسی کے حالات بدل جائیں، ان کی زبان پر کسی صورت بھی انانیت کے بول نہیں آتے، ان کے مبارک منہ سے اگر کچھ سننے کو ملتا ہے تو یہی کہ جو کچھ ہوا، اس کے کرم سے ہوا، ہم تو اسی کے عاجز بندے ہیں، وہ جاہل تعویذ فروش جو چند روپوں کے عوض کسی کو ثریا تک اٹھادینے اور کسی کو ثریٰ تک گرادینے کے دعوے کرتے ہیں انہیں ولایت اور نبوت کی غلامی کی ہوا بھی نہیں لگی۔

● ان بابوں اور باووں کے پاس جانے سے دین بھی ضائع ہوتا ہے اور دنیا بھی برباد ہوتی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قسم کے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ ''جو شخص کسی ''عراف'' کے پاس گیا پس اس سے کوئی بات دریافت کی تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی''۔ ''عراف'' سے مراد وہ سب لوگ ہیں جو مستقبل شناسی کا دعویٰ کرتے ہیں خواہ وہ نجومی ہوں یا ہاتھ دیکھنے والے۔ ایسے لوگوں کے پاس آمد ورفت رکھنے والوں کا اللہ سے تعلق کمزور ہوجاتا ہے اور وہ توہمات کا شکار ہوجاتے ہیں، اللہ سے مانگنے اور اسی سے امیدیں رکھنے کی بجائے وہ عاملوں ہی سے سب کچھ مل جانے کی آرزوئیں دل میں پال لیتے ہیں، دنیا یوں برباد ہوتی ہے کہ وہ ان سے بھاری بھرکم فیس لیتے ہیں اور چکر پر چکر لگواتے رہتے ہیں، ایسی گول مول اور ذومعنی باتیں کرتے ہیں جن کا کچھ بھی مطلب نکل سکتا ہے۔

● ایسے واقعات اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سنگدل لوگ بہنوں اور بیٹیوں کی عزت وناموس تک برباد کرنے سے نہیں چوکتے اور بعض اوقات انہیں ورغلا کر اغوا بھی کرلیتے ہیں، ایسی خواتین کے شوہر اور والدین بعد میں بصد ذلت وخواری تھانے میں رپورٹ درج کرواتے اور لوگوں کے سامنے ہائے واویلا کرتے ہیں لیکن اس وقت اپنی خواتین اور نوجوان بیٹیوں کو نہیں روکتے جب وہ ان اشتہاری مجرموں کے پاس من چاہی مرادیں پانے کے لیے جاتی ہیں، ابھی کچھ ہی عرصہ پہلے کراچی کے اس عامل کی سیاکاریوں کی داستانیں شائع ہوچکی ہیں جس ظالم نے اپنی قریبی رشتہ کی بچیوں تک کو معاف نہ کیا ان کی ناموس بھی برباد کی اور بربادی کی ویڈیو فلمیں بھی بنوائیں۔

● ان جھوٹے عاملوں کی اکثریت اور عوام کا ان کے جھانسے میں آجانا، ہماری شامتِ اعمال کے سوا کچھ نہیں، ہم نے اللہ کے در پر آنا چھوڑ دیا، اللہ نے ہمیں در در کا بھکاری بنادیا، ہم کبھی اس در پر جاتے ہیں اور کبھی اس در پر، کبھی ایک مزار پر چادر چڑھاتے ہیں اور کبھی دوسرے مزار پر، کبھی ایک باوے کے ہاتھوں لٹتے ہیں اور کبھی دوسرے باوے کے ہاتھوں، گناہوں کی وجہ سے ہماری عقل پر پردے پڑگئے ہیں جو قادر ومختار ہے اس سے نہیں مانگتے اور جو ہمارے جیسے عاجز ولاچار ہیں ان کے سامنے کشکول گدائی لیے کھڑے ہیں، اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنے مالک ومولیٰ کی طرف سچے دل سے رجوع کریں، نئے عزم کے ساتھ توبہ کریں، اس کی نافرمانی سے باز آجائیں، توہمات کو دماغ سے نکال دیں، ایمان سے سینوں کو منور کریں، یقین کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی حاجت روا، مشکل کشا اور بگڑی بنانے والا نہیں ہے، جب یہ یقین دلوں میں پیدا ہوگیا تو بہت سارے بابوں اور باووں کی دکانیں خود بخود بند ہوجائیں گی۔

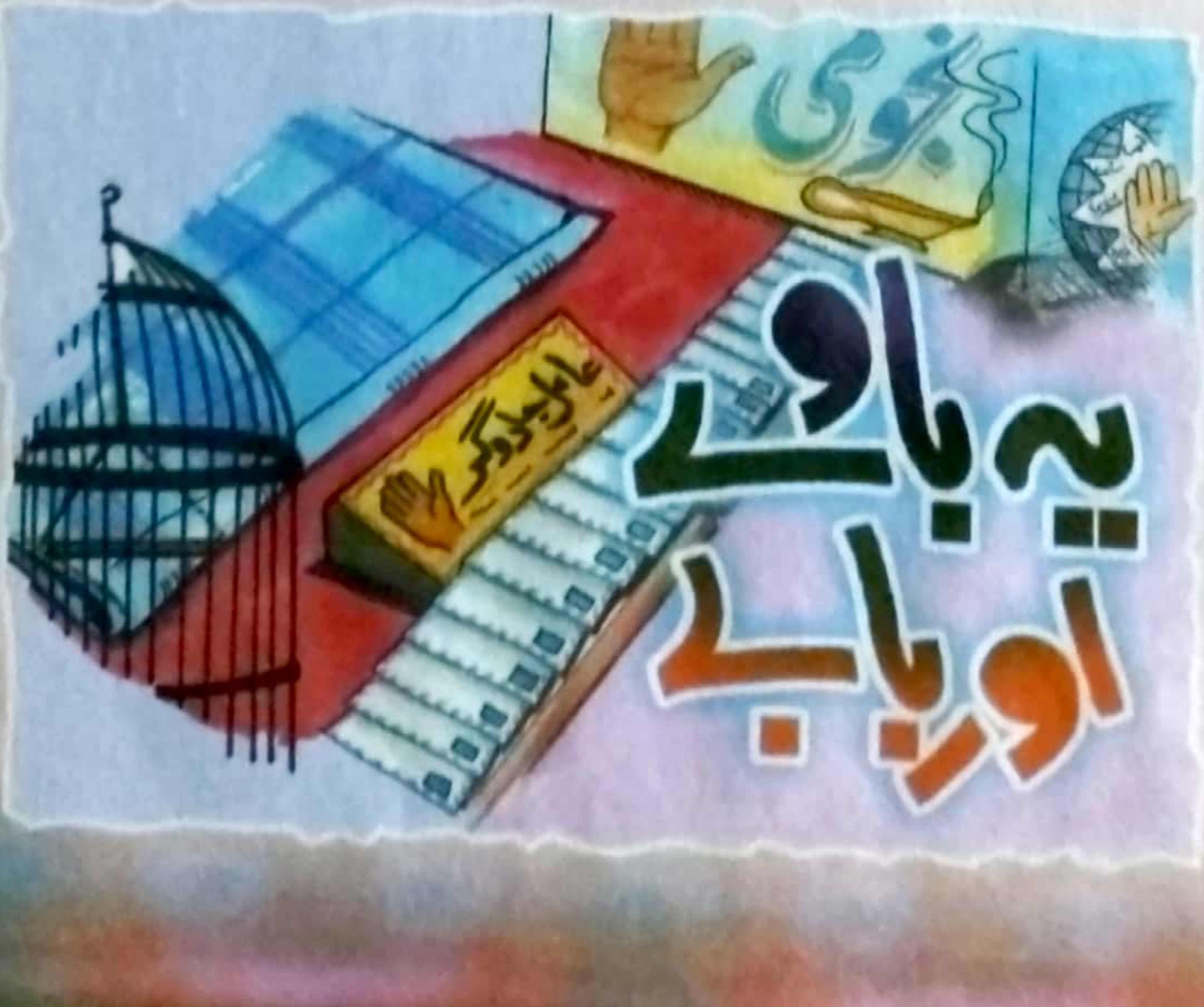

نکاح اور طلاق

چند احکام و مسائل

اختر حسین احمد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ہے کہ ''نکاح میری سنت ہے جو کوئی میری سنت سے منہ پھیرے وہ مجھ میں سے نہیں''۔ نکاح کرنا سنت اور ضروری ہے اور نکاح ایک معاملہ اور معاہدہ بھی ہے اور سنت وعبادت بھی ہے۔ معاملہ کاروبار کو بھی کہتے ہیں کہ اس میں کسی چیز کو لیا جاتا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے کہ نکاح کرنا گویا کہ ایک چیز کو حاصل کرلینا ہے، نکاح میں لڑکی کو لیا جاتا ہے اور اس کی قیمت مہر ہے۔ اسلام میں مہر کا معاملہ فرض قرار دیا گیا ہے چاہے وہ مہر معجّل کی شکل میں ہو یا مؤجل کی شکل میں ہو۔ عرب ممالک میں فی الحال جو اسلامی احکامات باقی ہیں اس میں سے ایک حکم مہر کی ادائیگی بھی ہے یعنی لڑکے والے پابندی سے مقررہ مہر ادا کرتے ہیں اور ہمارے یہاں معاملہ برعکس ہے، یہاں پر لڑکا اور اس کے والدین جوڑے کی رقم اور جہیز کا مطالبہ کرتے ہیں اور ان کی مرضی کے مطابق تمام چیزیں مل جاتی ہیں تو وہ لڑکی سے نکاح کرتے ہیں ورنہ اس کو ٹھکرا دیتے ہیں اور جیسے اس سے پہلے بتایا گیا کہ نکاح کی حیثیت معاملہ کی طرح ہے اور لین دین اور خرید وفروخت کا نام بھی معاملہ ہے لیکن ان دونوں معاملات میں فرق ہے، نکاح کے معاملہ کو دیگر معاملات کی طرح نہیں کہہ سکتے، ان دونوں معاملات میں شریعت نے فرق بتایا ہے، نکاح جو معاملہ ہے اس کے وجود میں لانے کے لئے چند شرائط اور گواہوں کا ہونا ضروری ہے دیگر دنیاوی معاملات میں خریداری کے لئے گواہوں کی موجودگی لازم نہیں ہوتی بلکہ آدمی جو چاہے جب چاہے جتنا چاہے معاملہ کرسکتا ہے۔ نکاح کے اندر یہ شرط بھی لگائی گئی ہے کہ ہر شخص ہر عورت سے نکاح نہیں کرسکتا جیسے اپنی ماں سے، حقیقی ونسبتی بہن سے اور خالہ وغیرہ سے نکاح نہیں کرسکتا جس کی تفصیل چوتھے پارے کے آخری رکوع کی آخری آیت میں موجود ہے۔

قرآن پاک میں اولیاء اور سرپرست حضرات کو تاکید کی گئی کہ اپنے ماتحتوں (اولادوں) کا نکاح کرنے میں جلدی کرو، ان کے بلوغ عمر کو پہنچتے ہی نکاح کی فکر کرو لہٰذا نکاح کا انعقاد حکم ربانی کی تکمیل ہے اس لئے یہ عبادت کا باعث بنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو کیا ہے اس لئے یہ سنت ہے۔ نکاح ہونے کے بعد اس معاملہ کو اور اس سنت کو شریعت اسلام نے اس کے فضائل سنا کر اور اس کے معاملات اور معاہدات کو ممتاز کر کے اس کے اوپر کچھ پابندیاں لگائی ہیں۔ ان پابندیوں کے ساتھ گویا اسلام زبانِ حال سے یہ کہنا چاہتا ہے کہ اے انسان! اس معاملہ نکاح کو ختم نہیں کرنا جس طرح عام معاملات کو ختم کرتے ہو اور اس معاملہ کو معمولی مت سمجھو کہ جب چاہو طلاق دے دو۔ لیکن ہاں جب آپس کے تعلقات میں صحیح نبھاؤ نہ ہوسکتا ہو اور اسلامی حدود کو قائم نہ رکھ سکتے ہو تو آخری صورت میں یہ طے کیا گیا کہ طلاق دے سکتے ہو۔ اسلامی احکامات سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کو ختم کرنے سے بہت برا اثر پڑتا ہے، ایک اثر تو خود زوجین پر پڑتا ہے اسی طرح دوسرا اثر اولاد پر پڑتا ہے اور ان کے خاندان پر پڑتا ہے طلاق سے بدظنی اور عداوت پیدا ہوتی۔ جس کی بناء پر خون خرابہ بھی ہوسکتا ہے کیونکہ طلاق مبغوض چیز ہے، حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین پر جو کچھ پیدا فرمایا ہے ان میں سب سے زیادہ محبوب چیز غلاموں کو آزاد کرنا ہے اور مبغوض چیز طلاق ہے، بہر حال جب نبھاؤ اور آپس کا تعلق مشکل ہوجائے تو اس کو صحیح کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ پہلے ان کو سمجھایا جائے، جب خاندان کے لوگ سمجھائیں اور اصلاح نہ ہو تو تب طلاق کی باری آتی ہے۔ مرد کو طلاق کا حق تو ہے لیکن مرد کو یہ حکم نہیں دیا کہ فوراً طلاق دے دے بلکہ اس کے بھی کچھ قانون بتائے گئے لیکن آج کے دور میں ان قوانین کی پرواہ نہیں کی جاتی ہے، طلاق کا اختیار صرف مرد کو دیا گیا کیونکہ عورت میں فکر، صبر، حکمت اور تدبر کا مادہ نسبتاً کم ہوتا ہے اس لئے طلاق کی ڈور کو مرد کے ہاتھ میں رکھا گیا ہے اور اگر مرد ظالم بھی ہے اور طلاق بھی نہیں دے رہا ہے تو ایسی صورت میں عورت کو اختیار ہے کہ وہ عدالت میں جائے اور قاضی کے پاس جاکر خلع لے لے۔

اسلام نے عورت کا اتنا خیال کیا ہے کہ ایسے موقع پر بھی جب مرد اپنی بیوی کو طلاق دے رہا ہو اور کسی ایسے معاملے پر دے رہا ہو جو غصے کا موجب ہو تب بھی حدود اسلام سے آگے نہ بڑھنے کی تاکید ہے اور کہا گیا کہ اس کو تکلیف دہ عمل میں مبتلا نہ کرنا۔ طلاق ایسی حالت میں دو جب وہ حالت طہر (پاکی کی حالت) میں ہو اور اتنا ہی نہیں بلکہ طلاق دینے کے بعد نان ونفقہ کی بھی تعلیم دی گئی اور ایک ساتھ تین طلاق دینے سے بھی منع فرمایا ہے، قرآن حکیم کے دوسرے پارے میں جہاں پر طلاق کا ذکر ہے، اولاً صرف دو طلاقوں کا ذکر ملتا ہے اور تیسری طلاق کو بعد میں بیان کیا گیا جو اس جانب اشارہ کرتا ہے کہ تیسری طلاق آخری درجہ رکھتی ہے۔

یہاں یہ بات بھی سمجھنے سے تعلق رکھتی ہے کہ آج کل طلاق کو بازیچۂ اطفال بنالیا گیا ہے۔ معمولی باتوں پر طلاق کی توپ چلادی جاتی ہے، قطع نظر اس بات کے کہ بچوں کا مستقبل برباد ہوگا یا عورت کو مشکلات اور پریشانیاں پیش آسکتی ہیں۔ مرد تو دوسرا نکاح کر کے ہنسی خوشی اور چین سے رہتا ہے جبکہ مطلقہ عورت بے چاری سارے جیون کیلئے الٹی سیدھی باتوں، طعنوں اور طنز کے نشتروں کا نشانہ بن جاتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں مطلقہ عورت کو نکو بنادیا جاتا ہے اور تو اور اس کے اپنے میکے والے ہی اس کی زندگی برباد کرنے پر تلے رہتے ہیں، شاید یہی وجہ ہے طلاق کو شریعت میں انتہائی مغبوض بتایا گیا ہے۔ بہر حال اگر نکاح اور طلاق کے معاملات میں شریعت کو مدنظر رکھا جائے اور اخلاقیات کی بھی پاسداری کی جائے تو ہمارے بہت سے مسئلے حل ہوسکتے ہیں۔

● ● ● ● ●

پھر یاد اس کی ہستی آئے

جب ضبط کے بندھن ٹوٹ جائیں
جب آنکھ سے آنسو چھوٹ جائیں
جب دھڑکنیں بے ربط ہوجائیں
جب جذبے بے ضبط ہوجائیں
جب پکتا لاوا پھوٹنا چاہے
کچھ اپنے اندر ٹوٹنا چاہے
پھر انسان واپس لوٹنا چاہے
جہاں پھر کبھی نہ وہ ٹوٹنے پائے
پھر یاد اُسی کی ہستی آئے
دکھ درد میں بھی جو مستی لائے
پھر وہی خدا ہمیں تھامتا جائے
اور آدم ہوش کو بھانپتا جائے

م۔ احمد خان سرگودھا

خوبصورت بننے کا آسان طریقہ:

آج کل لڑکیاں اور خواتین خوبصورت بننے کے لئے طرح طرح کے جتن کرتی ہیں لیکن فطرتی خوبصورتی اور حسن حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوتیں۔ یہ میک اپ اور ٹوٹکے ہمیں وقتی طور پر تو خوبصورت بنا دیتے ہیں لیکن دائمی حسن حاصل نہیں ہوتا، سو اب میں آپ کو چند ایسی باتیں بتاتی ہوں جن پر عمل کرنے سے ظاہری و باطنی دونوں طرح کی خوبصورتی حاصل ہوسکتی ہے۔ ہمارے دین میں تہجد کو بہت اہمیت حاصل ہے اس سے چہرے پر نور اور خوبصورتی بڑھتی ہے اور جو فجر کی نماز ترک کردے اس کے چہرے سے رونق جاتی رہتی ہے، پنج وقتہ نماز کی پابندی خوبصورت بننے میں اہم کردار ادا کرتی ہے اس کے علاوہ پردہ کرنے سے بھی واضح طور پر چہرے پُر رونق اور حسین ہو جاتے ہیں علاوہ ازیں صغیرہ گناہوں سے پرہیز بھی خوبصورت بننے میں مدد دیتا ہے، یاد رہے صغیرہ گناہوں سے لاپرواہی کبیرہ گناہوں میں مبتلا کردیتی ہے اور صغائر سے اجتناب ہی کبائر سے بچاتا ہے، ہمیں یہ حقیقت مدنظر رکھنی چاہئے کہ گناہوں میں مبتلا ہو کر کبھی بھی فطری حسن حاصل نہیں کر سکتے اور عبادت اور نیک کام کرنے اور پرہیز گاری سے انسان خود بخود پُر نور اور خوبصورت ہو جاتا ہے، ہاں ان اعمال کے کرنے سے نیت اللہ پاک کی رضا حاصل کرنے کی ہو نہ کہ خوبصورت ہونے کی۔ اللہ آپ کو اور ہمیں عمل کی توفیق دے آمین شکریہ۔

(م، احمد خان۔ سرگودھا)

بچوں کی تربیت کا بنیادی اصول:

اس میں شک نہیں کہ برے سے برے ماں باپ بھی یہ نہیں چاہتے کہ ان کی اولاد خراب اور بدچلن ہو لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اکثر مائیں تعلیم و تربیت کے بنیادی اصول سے واقف نہیں ہوتیں اور وہ اس حقیقت کو نہیں جانتیں کہ انسان فطرتاً نقال پیدا ہوا ہے اس لئے جو کچھ دوسروں کو کرتے دیکھتا ہے وہ بھی اسی طرح کرنے لگتا ہے اور یہ نقل اصل کی طرح ہی اس کی فطرت پر اتنا گہرا اثر کرتی ہے کہ پھر وہ طبیعت کا ایک اہم جزو بن جاتی ہے، اس لئے ماں باپ کو اور خاص کر کے ماں کو بچوں کے سامنے کوئی ایسی حرکت نہ کرنی چاہئے جو ان کی نفسیات پر برا اثر ڈالے بلکہ ان کے سامنے ہمیشہ ایسی بات کرنی چاہئے جن پر آگے چل کر اپنے بچوں کو چلانا چاہتے ہیں، نیز بچوں کے معاملات میں ایسا خیال ہرگز نہ کریں کہ وہ تو ابھی بچے ہیں نادان ہیں ایسی باتوں کو وہ کیا سمجھیں، یاد رکھیں! بچے آنکھ اور کان کے ذریعہ اچھی اور بری باتیں اپنی طبیعت میں اتارتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو بھی دودھ پینے کے لئے شور نہ مچاتے اور ماں کو آتا دیکھ کر اور اس کی آواز کو سن کر خاموش نہ ہو جاتے۔ مختصر یہ کہ بچہ کم سے کم عمر میں آنکھ اور کان کے ذریعہ سے اچھی اور بری باتیں اخذ کرتا رہتا ہے اور اس کو پھر اپنی طبیعت میں جماتا رہتا ہے لہٰذا ماؤں کو بچوں کی تربیت کے اس اصول پر ہمیشہ نگاہ رکھنی چاہئے۔

(ماخوذ از مثالی ماں) (بنت محبوب الٰہی۔ ملتان خورد)

جدید ترکی کا بانی کمال اتاترک:

جدید ترکی کا بانی مصطفیٰ کمال اتاترک ترکی میں آباد "دوغہ" یہودیوں کی نسل سے تعلق رکھتا تھا۔ ایک سازش کے تحت فوج میں شامل ہوا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد شکست خوردہ سلطنت عثمانیہ ترکی کا مالک و مختار بن بیٹھا۔ مسلمانوں کی اجتماعی قوت کی علامت "خلافت" کا سقوط کیا اور نئے ترکی کی بنیاد سیکولر جمہوری نظام پر رکھی۔ اس نے ترکی کا عربی رسم الخط ترک کر کے لاطینی رسم الخط نافذ کردیا۔ اذان، نماز باجماعت، اسلامی لباس پر پابندیاں لگادیں۔ قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا ممنوع قرار دیا گیا۔ عورتوں کو مجبور کیا جاتا کہ وہ حجاب ترک کردیں۔ مصطفیٰ کمال کے رگ و پے میں اسلام دشمنی بھری ہوئی تھی اور اس کی کوشش رہتی تھی کہ ہر اس چیز کا خاتمہ کردیا جائے جس کا تعلق اسلام اور مسلمانوں کی اجتماعیت سے ہو۔ ہٹلر نے جب یہودیوں کا قتل عام کیا تو مقبوضہ یورپ سے یہودی بھاگ بھاگ کر ترکی آئے اور ترکی کی سیکولر انتظامیہ نے انہیں ملک میں بڑے بڑے عہدے دیئے۔ اسی اتاترک کے بارے میں پاکستان کے صدر پرویز نے کہا تھا کہ وہ میرا آئیڈیل ہے۔

(مرسلہ: اخت محمد نواز۔ لاہور)

انسان کیا ہے:

لفظ انسان پانچ حروف پر مشتمل ہے۔

الف: اللہ پر یقین رکھنے والا
ن: نبی کی اطاعت کرنے والا
س: سلامتی چاہنے والا
الف: (امر بالمعروف) نیکی کا حکم کرنے والا
ن: (نہی عن المنکر) برائی سے روکنے والا

دشمن کون ہے:

لفظ دشمن میں چار حروف ہیں:

د: دنیا
ش: شیطان
م: ماحول
ن: نفس

یعنی انسان کے چار دشمن ہیں۔ دنیا، شیطان، ماحول اور نفس جن سے محتاط رہنے کی ضرورت ہے دنیا کو دینداری میں بدلا جائے، شیطان کی اطاعت نہ کی جائے، ماحول کو دینی بنایا جائے، نفس کی نہ مانی جائے۔

(ام حمزہ۔ ملیر کراچی)

اقوال زرین:

1: اپنے نفس سے بھاگنا خدا سے ملنا ہے۔
2: دل کو خدا کے خوف سے زندہ کرو۔
3: اطاعت کی اصل خوف، امید اور محبت ہے۔
4: آدمیوں کی ہلاکت تین باتوں میں ہے: توبہ کی امید پر گناہ کرنا، زندگی کی امید پر توبہ نہ کرنا، توبہ کئے بغیر رحمت کی امید رکھنا۔
5: جس آدمی میں کوئی نیک خصلت نہ پاؤ اس سے جدائی اختیار کرو۔
6: زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے بہت زیادہ خطرناک ہے۔
7: دانائیوں میں بڑی دانائی تقویٰ ہے۔
8: سچائیوں میں بڑی سچائی امانت ہے۔
9: جھوٹ میں بدترین جھوٹ خیانت ہے۔

(بنت عبدالعلیم)

نماز:

1: نماز کو اپنے وقت پر ادا کریں۔
2: نماز باجماعت ادا کریں۔
3: نماز کو دھیان سے ادا کریں۔
4: بے نمازی کے ہاتھ کا کھانا کھانے سے بچتے رہیں۔
5: بے نمازی کو دوست بنانے سے بچیں۔

(بنت عبدالعلیم)

حضور کا ارشاد ہے:

میرے امتیوں پر وہ زمانہ جلد آئے گا کہ وہ پانچ چیزوں سے محبت رکھیں گے اور پانچ کو بھول جائیں گے۔ ا: دنیا سے محبت کریں گے اور آخرت کو بھول جائیں گے۔ ۲: مال سے محبت کریں گے اور حساب کو بھول جائیں گے۔ ۳: مخلوق سے محبت کریں گے خالق کو بھول جائیں گے۔ ۴: گناہوں سے محبت کریں گے اور توبہ کو بھول جائیں گے۔ ۵: محلات سے محبت کریں گے اور قبرستان کو بھول جائیں گے۔

(مرسلہ: بنت عبداللہ کراچی)

●●●●●

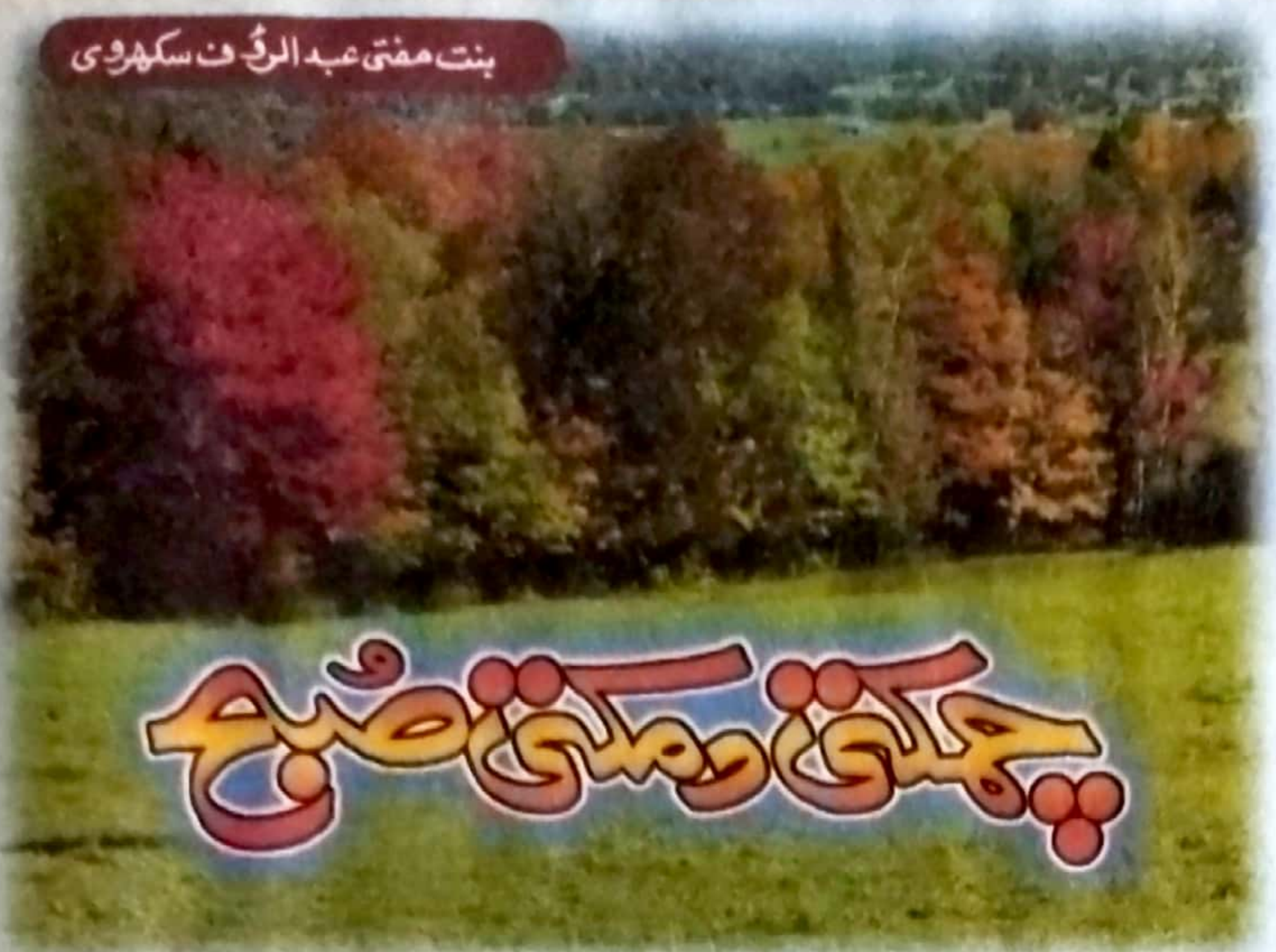

چمکتی دمکتی صبح

بنت مفتی عبدالرؤف سکھروی

اپنی صبح کا آغاز چمکتے دمکتے...... مسکراتے روشن روشن چہرے کے ساتھ کیجئے...... اٹھنے کے فوراً بعد اپنی آنکھوں کے خمار کو دور کیجئے۔ یعنی سنت کے طریقے کے مطابق دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کے ابھار سے دونوں آنکھوں کو ہلکے سے ملئے۔ پھر دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر لیجئے اور ہاں سوکر اٹھنے کی دعا پڑھنا مت بھولئے، اور اپنا موڈ بھی فوراً درست کر لیجئے۔ مثلاً اگر کوئی اللہ کا بندہ یا بندی یعنی گھر کا کوئی فرد آپ سے کوئی ضروری بات کرنا چاہے تو وہ ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے۔ اگر وہ کوئی سوال کریں تو خواہ کس قدر ہی ناگوار محسوس ہو مگر آپ آرام سے شائستگی کے ساتھ جواب دیجئے، اور چڑ چڑے پن کا مظاہرہ مت کیجئے...... اور اٹھ کر کارِ جہاں میں الجھنے کے بجائے خدا تعالیٰ کے حضور حاضری دینے کی تیاری شروع کر دیجئے اور تمام عبادات کو احسن واجمل طریقے سے بجالائیے۔

کھلے کھلے، نکھرے اور چمکتے چہرے...... اچھی صحت کی علامت ہیں۔ جبکہ پژمردگی، بیمار جسم اور بیمار ذہن کی عکاس ہے۔ جس لمحے بیماری ان کو گھیرتی ہے تو نہ صرف جسمانی اعضاء کے وظائف میں خلل آجاتا ہے بلکہ ذہن میں سوچ و فکر، تصور اور خیال کے تانے بانے الجھنے لگتے ہیں۔

ذہنی دباؤ اور انتشار کا بنیادی سبب قنوطیت ہوتی ہے۔ اور ایسے افراد یاسیت میں گھر کر اپنے آپ کو شدید ذہنی دباؤ کا شکار بنالیتے ہیں۔ جو شخصیت کے لئے زہرِ قاتل ہے اور جس کا وار شخصیت کو ایسا بکھیرتا ہے کہ دوبارہ سمیٹنا سخت دشوار ہو جاتا ہے۔

زندگی پھولوں کی سیج نہیں۔ وہ اُن دریاؤں کی طرح ہے جن میں بھنور کبھی ختم نہیں ہوتے، اور جن میں تیز رفتار چلنے والا جہاز بھی ذراسی بے احتیاطی سے سخت آبی چٹانوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ غموں اور فکروں سے خالی نہیں ہے۔ آپ اپنی ذات کو پہچانئے۔ اصل کو جانئے جو آپ کے دل و دماغ میں ہے اور پھر اپنے آپ کو حالات کے مطابق ڈھال لیجئے۔ ذہنی دباؤ اور پریشانیوں کے خلاف مضبوطی حاصل کیجئے۔ اس کارخانہ قدرت میں آپ نیت اور کوشش کے مکلف ہیں۔ نتائج آپ کے اختیار میں نہیں۔ اسباب آپ اختیار کیجئے اور پھر صبر و توکل کا دامن تھام لیجئے وسوسوں اور خدشات سے احتراز ضروری ہے۔ پریشانی اور ذہنی دباؤ یعنی ٹینشن کے اسباب کو جان کر تدارک کی کوشش کی جائے۔ پریشانی کی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں...... مثلاً:

۱: رہائش گاہ کی منتقلی، یا شہر چھوڑنا وغیرہ۔ ۲: کسی قریبی دوست، عزیز و قرابت دار کی ناگہانی موت۔ ۳: بڑھتے ہوئے اخراجات اور خانگی ذمہ داریاں۔ ۴: شہر سے باہر مختلف منازل تک در پیش سفر۔ ۵: گھر والوں کی بے توجہی یا ناقدری کا اظہار۔ ۶: بچوں کا اکثر بیمار رہنا۔ ۷: خود بیمار اور کمزور رہنا۔ ۸: بہت بند گھر جس میں سورج کی روشنی صحیح طریقے سے نہ پہنچ سکے۔ ۹: اولاد کا نافرمان ہونا۔ ۱۰: بہت زیادہ گھریلو ذمہ داریاں۔ ۱۱: جھوٹ بولنے کی عادت۔ ۱۲: بہت زیادہ بولنے کی عادت۔ ۱۳: احساسِ ذمہ داری کا فقدان۔ ۱۴: میوزک سننا، گانے سننا، فلمیں دیکھنا، ٹی وی، وی سی آر وغیرہ دیکھنا، آج کل یہ سب سے بڑا سبب ہے ذہنی پریشانیوں اور بیماریوں کا۔ ۱۵: ریاکاری اور دکھاوے کی عادت۔ ۱۶: دل کی تنگی (کنجوسی) اور مال کی محبت اور دنیا کی حرص۔ ۱۷: دنیا کی ساری فکریں اور آخرت سے غفلت۔ ۱۸: نماز نہ پڑھنا، حج و زکوٰۃ کی ادائیگی نہ کرنا۔ ۱۹: جھوٹے ناول اور ڈائجسٹوں کا مطالعہ، یہ چیز عورتوں کی ذہنی ساخت کو کم عمری میں ہی برباد کر ڈالتی ہے۔ ۲۰: جھوٹ، غیبت، رشوت خوری چور بازاری، بے حیائی، فحاشی، عریانی اور ظلم و ستم کی عادات۔

افراد کے اپنے حالات کے لحاظ سے یہ فہرست اور بھی طویل ہوسکتی ہے۔ یہاں ان وجوہات کا تذکرہ کیا گیا ہے جو عام طور پر ذہنی دباؤ کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اب اہم سوال یہ ہے کہ ذہنی دباؤ، انتشار اور پریشانی، یعنی ٹینشن کے پیدا ہونے کی علامات کیا ہیں اور اس کا نقطۂ آغاز کہاں سے ہے؟ آیئے چند علامتوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ۱: مستقل سر میں درد رہنے لگے۔ ۲: شانے اکڑنے لگیں اور درد اٹھنے لگے۔ ۳: مسلسل بے خوابی۔ ۴: کمر کے نچلے حصے میں درد۔ ۵: کام کرتے کرتے اونگھ آنے لگے۔ ۶: بہت دنوں تک اعصابی تھکن سوار رہے۔ ۷: معمولی باتوں پر غصہ آنے لگے۔ چڑچڑاہٹ، بیزاری کا اظہار ہونے لگے۔ ۸: فیصلہ کرنے کی سکت باقی نہ رہے۔ ۹: بے رابطہ، جلد بازی میں گفتگو کرنے لگے۔ ۱۰: بے ہنگم اور غیر مربوط حرکات و سکنات کا مظاہرہ۔ ۱۱: بال تیزی سے سفید ہونے لگیں۔ ۱۲: سر میں مستقل خشکی ہو جائے۔ اگر مندرجہ بالا علامت میں سے ایک یا زائد علامتیں ظاہر ہوں تو اس دھوکے میں نہ رہیئے کہ سب ٹھیک ہو جائے گا، بلکہ مان لیجئے کہ ''خطرناک قاتل'' کی واردات کا آغاز ہو چکا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ اس کا ذکر اپنے کسی قریبی دوست یا عزیز سے ضرور کریں جو یقیناً آپ کو خطرے سے آگاہ کریں گے۔ بحث مت کیجئے اور مان کر فوراً ڈاکٹر سے رجوع کیجئے اور اگر ڈاکٹر کے پاس نہیں جانا چاہتے تو اس ''دباؤ'' کے خلاف مزاحمت کے لئے خود حفاظتی اقدام کے لئے تیار ہو جائے۔ اس مزاحمتی حصار کے لئے چند تدابیر پیشِ خدمت ہیں۔

O سنتوں اور مستحبات کے ساتھ اچھی طرح وضو کیجئے۔ ایک مشہور آبی علاج کے ماہر کا کہنا ہے کہ کامل وضو کرنے سے متعدد انسانی رگوں کا مساج ہوتا ہے جو کئی بیماریوں کا پانی سے مؤثر علاج ہے جس میں ذہنی دباؤ سرفہرست ہے۔ O خشوع و خضوع اور پابندی وقت کے ساتھ نماز پڑھئے نماز میں شفاء ہے۔ O دھیان جما کر، وقت مقرر کر کے اللہ کا ذکر کیجئے۔ ذہنی دباؤ جاتا رہے گا۔ O ''اب تک جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا''۔ ''جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کے حکم سے ہو رہا ہے۔'' اور جو کچھ ہوگا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہوگا''۔ بار بار یہ جملے اپنے ذہن میں سوچئے پریشانی جاتی رہے گی۔ O روزانہ کم از کم چالیس منٹ تک چہل قدمی کیجئے یا ہلکی پھلکی ورزش کا معمول بنائیے۔ O اپنے بچوں اور گھر والوں کو وقت دیجئے۔ O ذہنی دباؤ سے بچنے کے لئے مسکرائیے۔ مسکرانے سے چہرے کے 16 عضلات فعال ہوتے ہیں۔ جبکہ غصہ کے اظہار کے لئے چہرے کے چھیالیس عضلات میں کھنچاؤ پیدا ہوتا ہے۔ مسکراہٹ میں توانائی بچتی ہے اور ''دباؤ'' کا تدارک بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمیشہ مسکرائیے...... بلاشبہ ذہنی دباؤ ایک خطرناک قاتل ہے، اور اس سے بچنا ہم سب پر لازم ہے۔ اپنے دوست بنئے۔ دشمن پر نظر رکھئے۔ آپ کا سب سے بڑا دشمن ''منفی خیالات'' ہیں مثبت اور روشن پہلوؤں پر نظر رکھئے۔ صحت بھی خوشحالی بھی اور کامیابی بھی...... آپ کے قدم چومے گی انشاء اللہ۔

ملاحظہ! اس مضمون کی تیاری میں (ذوق وشوق حصۂ پنجم۔ محمد سعد صاحب) سے مدد لی گئی ہے۔

عورت کی خوبصورتی اس کے اچھے اخلاق میں ہے

اہلیہ عارف لاہور

اکثر اوقات ایسی خواتین سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے کہ جن پر ایک نظر ڈال کر ہی ان کی خوبصورتی کا قائل ہونا پڑتا ہے، لیکن کیا ظاہری خوبصورتی ہی اصل چیز ہے؟ کیا خوش شکل، خوش لباس ہونا ہی خوبصورتی کا معیار ہونا چاہیے؟ عام طور پر تو ایسا ہی خیال کیا جاتا ہے، لیکن اصل حقیقت یہ نہیں ہے، دراصل عورت کی اصل خوبصورتی اس کے اچھے اخلاق میں پوشیدہ ہے۔ اگر خوش شکل اور خوش لباس عورت اچھے اخلاق اور اچھے طور اطوار کی بھی مالک ہو تو سونے پہ سہاگے والی بات ہو جاتی ہے۔

دینِ اسلام میں عورت کو بیٹی، بیوی، بہن اور بہو ہر حیثیت سے ایک خاص مقام حاصل ہے، اس مقام کو قائم رکھنا، اس کا بھرم رکھنا، اس کی پاس داری کرنا ہر عورت کی انفرادی ذمہ داری ہے، یہ ذمہ داری ایک اچھے اخلاق کی حامل عورت ہی احسن طریقے سے پوری کر سکتی ہے۔ خوش اخلاقی سے عورت ہر کسی کا دل جیت سکتی ہے خصوصاً اپنے شوہر اور اس کے گھر والوں کا۔ ظاہر ہے اس میں بعض دفعہ تھوڑی دشواری بھی پیش آتی ہے، بہت سی باتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں، کبھی کبھی گھریلو پریشانیاں بھی ہوتی ہیں، اپنے مزاج کے خلاف بھی بہت کچھ کرنا پڑتا ہے، لیکن ان مواقع پر خوش اخلاقی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اچھے اخلاق انسان سے کوئی چھین نہیں سکتا، یہ اس کی ذاتی ملکیت ہوتے ہیں۔ اچھے اخلاق کا مطلب صرف یہ نہیں کہ مہمانوں کی اچھی خاطر تواضع کردی جائے اور ان کو ایک سجے سجائے ڈرائنگ روم میں بٹھایا جائے، بلکہ یہ کہ آپ اپنے عمل اور رویے سے ہر ایک کو یہ یقین دلائیں کہ وہ آپ کے لئے بہت اہم ہے اور آپ کے دل میں سب کے لئے بے حد عزت اور احترام ہے۔ آپ کی زبان اور آپ کے عمل سے سب آپ کے گرویدہ ہو جائیں۔ بڑوں کی عزت، بچوں سے پیار و شفقت، ناداروں سے ہمدردی، غم زدہ لوگوں کی دلجوئی سب اچھے اخلاق کا حصہ ہیں۔

آپ کے اچھے اخلاق کا اثر سب سے زیادہ آپ کے قریب رہنے والوں پر پڑتا ہے یعنی آپ کے شوہر، بہن بھائی، والدین، پڑوسی، ملازمین وغیرہ۔

یقین جانئے! آپ کے بلند اخلاق آپ کی ظاہری شکل وصورت پر حاوی ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ اچھے اخلاق کی مالک نہیں ہیں تو آپ کی ظاہری خوبصورتی چند دنوں میں آپ کے پول کھول دے گی اور آپ کے ظاہری حُسن کا جادو جلد ہی اپنا اثر کھو دے گا۔

اچھی بیوی کا معیار

بنت دہلوی

اسلام میں اچھی بیوی کا معیار یہ نہیں ہے کہ وہ کسی کالج اور یونیورسٹی سے ایسی ڈگریاں اور ڈپلومے لے کر نکلے، جو خود مردوں کے حق میں بھی اب بے کار ہو چکے ہیں۔

ہمارے اور سب کے ہادی و آقا صلی اللہ علیہ وسلم، (جن پر اللہ کی بے شمار رحمتیں نازل ہوں) کا ارشاد ہے کہ اللہ پاک فرماتے ہیں!

''اگر کسی کو حکم دیتا اس کا کہ کسی کو سجدہ کرے تو یقیناً حکم دیتا عورت کو کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔''

لہٰذا اچھی بیوی وہ ہے جو اس حدیث کا مطلب سمجھ کر خود کو مٹادے، شوہر کی اطاعت میں فنا کردے، اپنی مرضی کو شوہر کی مرضی میں، اپنے دل کے ولولے، حوصلے، اپنی آرزوئیں، امنگیں، اپنا چین، اپنا آرام سب نثار کردے، کانٹوں کا بستر ملے ان کو پھولوں کی سیج خیال کرے، پہلے دن سے اپنی زندگی کو شوہر کی خدمت کیلئے اور اطاعت کیلئے وقف کردے اور آزمائشوں پر صبر کرے۔

اے نیک بیوی! زہر میں قند کا مزا حاصل کرنا سیکھ، سوکھی روٹی کے ٹکڑے ملیں تو جنت کے خوان سمجھ، پھٹے پرانے کپڑے پہننے میں آئیں تو ریشم کے جوڑے خیال کر، زبان درازیاں ہوں تو اپنے کانوں کو بہرا بنالے، آوازیں کسی جائیں تو اپنی زبان پر مہر لگالے، کلیجے میں نشتر بن کر چبھنے والے ساس کے ہر طعنے کو ماں کا لاڈ پیار سمجھ اور چڑھی ہوئی نند و ساس کی طرف سے ملنے والی ہر تکلیف کو اپنی تقدیر کا حصہ سمجھ۔ ساری کی ساری زندگی صبر و ضبط کے ساتھ شکر و اطمینان کے ساتھ گزار دے اور دنیا کو دکھا جا کہ اپنے بڑوں کے نام کی لاج رکھنے والیاں، شریفوں کی لاڈلیاں، خدائے واحد کی بندیاں، رسول برحق کی باندیاں، عائشہ و خدیجہ کے اشاروں پر نثار ہو جانے والیاں اس چودھویں صدی میں بھی پیدا ہو سکتی ہیں دینداری و خدا ترسی کے ساتھ شوہر کی اطاعت و محبت کی ڈھیروں نیکیاں اپنے آنچل میں کیسے سمیٹ کر اس دنیا سے رخصت ہوتی ہیں! دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائیں، ان باتوں پر عمل کرنے کی ہمت دیں اور زندگی بھر اپنی مرضیات کے مطابق چلنے والا بنائیں، ناراضگی والے امور سے بچائیں اور ہر مسلمہ کو (خیر متاع الدنیا) ''دنیا کا بہترین سامان'' اور ہر مسلم کو (خیارکم خیارکم لنسائھم)۔ ''تم میں بہترین مرد وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہو'' ایسا مرد بنائیں۔ (آمین) از تحفہ دلہن ص ۳۰-۳۲

غزل

ڈاکٹر محمد علی اثر

دیکھ لکھا ہے آسمان میں کیا
سن ہوا کہہ رہی ہے کان میں کیا
میری آواز گونجتی ہے فقط
ہے کوئی اور اس مکان میں کیا
تیری شہ رگ سے بھی قریب ہے وہ
ڈھونڈتا ہے تو آسمان میں کیا
کیا وہ ہوجائے گا جو تو کہہ دے
اتنی تاثیر ہے زبان میں کیا
حادثوں سے میں کیوں ڈروں یارب
میں نہیں ہوں تری امان میں کیا
اس کے سائے میں آؤ پھر دیکھو
ہے دعاؤں کے سائبان میں کیا
تیری آواز کیوں نہیں آتی
کچھ رکاوٹ ہے درمیان میں کیا
اس کی مدحت اثر نہیں ممکن
لکھ رہا ہے تو اس کی شان میں کیا

"سنو بیٹے! میں نے تمہارے لیے ایک لڑکی دیکھی ہے، لڑکی اچھی ہے، پڑھی لکھی ہے، اچھے گھرانے کی ہے۔ شکل وصورت کے لحاظ سے بھی اس میں کوئی کمی نہیں، قد بھی متناسب ہے، عادات کے لحاظ سے میں نے اسے اچھا ہی پایا ہے لیکن ..."

ماں جب کہتے کہتے رک گئی تو اس نے چونک کر ان کی طرف دیکھا، لیکن منہ سے کچھ نہ بولا، تاہم اس کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا کہ جیسے اس نے کہا ہو:

"لیکن کیا ماں؟"

"لیکن لڑکی کی پہلے ایک جگہ منگنی ہوئی تھی، لڑکے والوں نے منگنی توڑ دی تھی، وجہ مجھے معلوم نہیں، میں نے ان سے پوچھا نہیں، لڑکی کے بارے میں کوئی ایسی ویسی بات سننے میں نہیں آئی ... بس اس ایک بات کے علاوہ اور کوئی بات سرے سے نہیں، میں نے سوچا، تمہیں یہ بات بتادوں، تاکہ بعد میں تمہیں معلوم ہو تو تمہارے ذہن میں کوئی الجھن نہ پیدا ہو ... کیا خیال ہے، میں رضامندی ظاہر کردوں۔"

"ماں! کیا وہ لڑکی کو ایک نظر دکھائیں گے نہیں۔"

اس نے دبی آواز میں کہا۔

"میں نے ان سے کہا تھا، لیکن انہوں نے اس بات کو پسند نہیں کیا، لہٰذا تمہیں میری پسند پر ہی اعتبار کرنا ہوگا۔"

"لیکن ماں! اس کا بھی تو حق ہے۔" اس نے مشکل سے کہا۔

"کیا مطلب۔" ماں چونکی۔

"کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ وہ مجھے ایک نظر دیکھ لے۔"

"لڑکی کے والدین نے تمہیں دیکھا ہوا ہے، اس لیے انہوں نے بھی اپنی لڑکی کو یہی اطمینان دلایا ہے، جو میں نے تمہیں دلایا ہے، اس نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔"

"تب پھر ٹھیک ہے ... مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں۔"

"اچھی بات ہے، آج میں ان سے بات کرتی ہوں، پھر لڑکی کے والدین تم سے ملنے کے لیے آئیں گے، میں اور تمہارے ابو وہاں ہو آئیں گے، اس طرح بات طے ہو جائے گی۔"

"ٹھیک ہے ماں۔"

O

تیسرے دن اسے ڈاک سے ایک لفافہ ملا۔ لفافے پر بھیجنے والے کا نام پتا نہیں تھا۔ اس نے لفافہ چاک کیا۔ خط کسی لڑکی کا تھا، اس نے لکھا تھا:

"محترم ارشد صاحب! میرا نام ریحانہ ہے، میرے ماں باپ میری منگنی آپ سے کر رہے ہیں۔ میرے بارے میں آپ کو یہ بتایا گیا ہے کہ کسی سے میری منگنی ہوئی تھی، لیکن پھر وہ منگنی ٹوٹ گئی لیکن بات صرف اتنی سی نہیں ہے، آپ کی والدہ سے بھی بات چھپائی گئی ہے، اس لیے ان کا کوئی قصور نہیں، قصور میرے ماں باپ کا بھی نہیں، اس لیے کہ ماں باپ تو ہر حال میں اپنی بیٹی کی شادی کر دینا چاہتے ہیں، اچھا رشتہ مل جائے، بیٹی اپنے گھر کی ہو جائے، وہ وہاں ہنسی خوشی رہنے لگ جائے، اس سے بڑھ کر ماں باپ کی کوئی خواہش نہیں ہوتی ... سو میرے ماں باپ نے یہ بات چھپائی ہے ... ماں باپ کے احترام کا تقاضا تو یہی تھا کہ میں بھی خاموشی اختیار کرتی اور اس

صاف گو

بات کا ذکر نہ کرتی، لیکن اگر میری آپ سے شادی ہو جاتی ہے اور اس کے بعد آپ کو اصل بات کا پتا چلتا ہے ... تو آپ ضرور پریشان ہوں گے، اس وقت کیا ہوتا، میں نہیں جانتی، لیکن اس وقت کا خوف مجھے مارے

اشتیاق احمد

ڈالتا ہے، اس لیے میں نے سوچا، کیوں نہ میں پہلے ہی آپ کو بتادوں ... لیکن بتانے سے پہلے میری ایک درخواست ہے، یہ کہ اگر میری بات سن کر آپ اس رشتے سے انکار کرنا چاہیں تو ضرور کردیں، لیکن یہ نہ بتائیے گا کہ آپ کس بنا پر رشتے سے انکار کر رہے ہیں، ورنہ میرے ماں باپ کو میری ذات سے تکلیف ہوگی ... امید ہے، آپ اس بارے میں ہمدردانہ رویہ اختیار کریں گے۔

اب میں اصل بات کی طرف آتی ہوں، بات صرف یہ ہے کہ میری صرف منگنی نہیں ہوئی تھی ... شادی بھی ہوئی تھی، میں اپنے خاوند کے ساتھ ان کے گھر میں دو سال تک رہی تھی ... لیکن میرے خاوند مجھے پسند نہیں کرتے تھے، دو سال تو انہوں نے جیسے تیسے گزارے، اس کے بعد گویا انہوں نے ماں باپ سے بغاوت کردی اور صاف کہہ دیا کہ بس اب میں اس کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتا، لہٰذا طلاق دیتا ہوں، اس طرح مجھے طلاق ہوگئی ... میرے ماں باپ نے سوچا، اس شہر میں اب ان کی لڑکی کو رشتہ شاید ہی ملے، لہٰذا انہوں نے اپنا تبادلہ اس شہر میں کرالیا ... یہ ہے میری کہانی ... اب آپ کی مرضی ... رشتے سے انکار کرنا چاہیں، تو صرف یہ کہہ دیں کہ آپ کہیں اور کرنا چاہتے ہیں، اس طرح میرے ماں باپ کو زیادہ دکھ نہیں ہوگا، شکریہ! میں نے آپ کا بہت وقت لیا ... امید ہے، معاف فرمائیں گے۔ خطا کار

راشدہ

O

خط پڑھ کر وہ چند لمحے تک سوچ میں ڈوبا رہا، پھر اٹھ کر اپنی والدہ کے پاس آیا اور خط ان کے سامنے رکھ دیا:

"یہ کیا ہے بیٹا۔"

"یہ خط ہے اس لڑکی کا جس سے آپ میری شادی کرنا چاہتے ہیں۔"

"کک ... کیا مطلب ... راشدہ نے تمہیں خط لکھا ہے۔" ماں ہکا بکا رہ گئیں۔

"ہاں ماں! آپ اس خط کو پڑھ لیں۔"

"توبہ توبہ ... کیا زمانہ آگیا ہے ... اب تو میں ..."

"ابھی کچھ نہ کہیں ماں ... پہلے خط پڑھ لیں۔"

ماں نے خط پڑھنا شروع کیا ... پھر ان کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ یہ بل گہرے ہوتے چلے گئے، چہرہ سرخ ہوتا چلا گیا ... یہاں تک کہ ان کا چہرہ مارے غصے کے تمتما اٹھا ... اور انہوں نے خط فرش پر پھینکتے ہوئے کہا:

"حد ہوگئی ... اتنا بڑا دھوکا ... اتنا بڑا جھوٹ ... تم فکر نہ کرو ... اچھا ہوا، ہمیں اس بات کا پتا چل گیا، میں آج ہی انکار کردوں گی، تاہم اس لڑکی کی درخواست پر میں یہ نہیں بتاؤں گی کہ رشتہ کیوں منظور نہیں، اس حد تک ہم اس کا ساتھ ضرور دیں گے، اس لیے کہ اس نے بھی تو ہمارے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے، ہمیں پہلے ہی ساری بات بتادی ..."

یہاں تک کہہ کر ماں خاموش ہوگئیں۔

"لیکن ماں ..." اس کے منہ سے نکلا۔

"ہاں کہو ... رک کیوں گئے ... تمہارے لیے رشتوں کی کمی نہیں ... جلد ہی کسی اور گھرانے سے بات چلاؤں گی۔"

"نہیں ماں۔" اس نے کہا۔

"نہیں ماں کیا؟" انہوں نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

"ایسی صاف گو لڑکی کو میں گنوانا نہیں چاہتا۔"

"کیا۔ کیا کہا۔ تم۔ تم اس مطلقہ لڑکی کو گھر میں لاؤ گے۔"

"تو کیا ہوا ماں ... کیا ہمارا دین ہمیں ایسا کرنے سے روکتا ہے۔"

"نن نہیں ... دین نہیں روکتا۔"

"اگر دین نہیں روکتا تو آپ کو کیا اعتراض ہے ماں، میرے خیال میں تو یہ بہترین رشتہ ہے۔"

"یہ ... یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔" ماں حیرت زدہ رہ گئیں۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ماں ... بالکل ٹھیک۔"

یہ کہہ کر اس نے ماں کے سامنے سر جھکا دیا ... ماں نے دونوں ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیے۔

اور پھر ان کے چہروں پر مسکراہٹیں پھیل گئیں ... بہت جلد وہ یہ مسکراہٹیں لڑکی والوں کو دینے والے تھے۔

آج کل لو میرجز ''Love Marriages'' کا رجحان ہماری نئی نسل میں بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ ہمارا الیکٹرانک میڈیا، رومانوی ناول، میگزین، بچوں کا مخلوط تعلیمی ماحول اور مغربی وغیر اسلامی تہذیبوں کی اندھا دھند پیروی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں ''Love Marriage'' کا بالکل بھی تصور نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات اس کو سختی سے منع کرتی ہیں۔ ایک عورت کا غیر محرم کے ساتھ بیٹھنا منع ہے اور جہاں دو نامحرم بیٹھے ہوں تنہائی میں، وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ اگر ''محبت'' کو شادی کی بنیاد بنائیں گے تو بہت کمزور بنیاد ہوگی۔ شادی سے پہلے تو محبت بہت عروج پر چلی جاتی ہے لیکن جو توقعات وہ ایک دوسرے سے لگاتے ہیں وہ پوری نہیں ہوتی ہیں۔ صرف شادی کے لئے ایک دوسرے کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے مگر جب شادی کے بعد جذبات کا بہاؤ کم ہوتا ہے اور کندھوں پر ذمہ داریوں کا بوجھ آن پڑتا ہے تو ایک دوسرے کی وہی غلطیاں اور کوتاہیاں جن کو پہلے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ وہ بعد میں ناقابلِ برداشت ہو جاتی ہیں۔ پھر بات بڑھتے بڑھتے، نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔

اس کے برعکس بڑوں کی طرف سے طے کردہ شادی کے معاملات میں چونکہ مذکورہ باتیں نہیں ہوتیں اس لئے وہ شادی بہت کم ناکام ہوتی ہے۔ جب والدین وکیل بن کر لڑکے کے لئے بہتر لڑکی اور لڑکی کے لئے بہتر لڑکا تلاش کر لیں تو اب میاں بیوی بن کر محبت و پیار سے زندگی گزارنے کے لئے راہ بالکل ہموار ہو جاتی ہے۔ چونکہ ان کے پہلے سے کوئی وعدے اور توقعات نہیں ہوتیں اور پھر جب کوئی مسئلہ درپیش ہو بھی تو دونوں فریق حالات کو خوشگوار بنانے اور سمجھوتہ کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔

حدیث نبوی ہے کہ:

''جب کوئی بیوی اپنے خاوند کی طرف دیکھ کر مسکراتی ہے اور خاوند بیوی کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہیں۔''

محبت کی شادیوں کی ناکامی کی بڑی وجہ میاں بیوی کا ایک دوسرے کی توقعات پر پورا نہ اترنا ہے۔ یہ بات سوشل ایڈ آرگنائزیشن (SAO) شعبہ خواتین کی جانب سے کئے گئے

موٹے

ایک سروے میں سامنے آئی ہے۔ SAO کی طرف سے ''ارینج میرج'' اور ''لو میرج'' کی کامیابی کے تناسب پر کرائے گئے سروے میں پتہ چلا ہے کہ ارینج میرج کی صورت میں ناکامی کا تناسب صرف اٹھائیس فیصد ہے اور طلاق کا تناسب نہ ہونے کے برابر یعنی صرف 0.7 فیصد ہے۔ جبکہ محبت کی 80% شادیاں ناکام اور طلاق کا تناسب 6 فیصد ہے۔ وجہ یہ ہے کہ لو میرج کرنے والے جوڑوں کے خاندان بھی اختلافات کی صورت میں جوڑوں کے مابین صلح کروانے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ اُن کی کوشش ہوتی ہے کہ میاں بیوی کو اپنی مرضی کرنے کی سزا ملے اور انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو اور اگر اس جوڑے کو خدانخواستہ کوئی مسئلہ درپیش ہو تو بھی خاندان والے سرد مہری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

''محبت کی شادیوں میں فریقین کو ایک دوسرے سے توقعات بہت زیادہ ہوتی ہیں اور اُن کی خواہش ہوتی ہے کہ مخالف فریق اس کے ساتھ وہی رویہ رکھے جس کا وہ شادی سے پہلے مظاہرہ کرتا تھا اور ان دعوؤں میں پورا اترے جس کی وہ شادی سے پہلے قسمیں کھاتا تھا۔ لو میرج کے بعد مرد روزگار کی تلاش میں اور عورتیں گھریلو کاموں میں مصروف ہو کر پہلے والا رویہ رکھنے میں ناکام ہو جاتی ہیں۔ ناقدری کا احساس بھی جھگڑے کا باعث بنتا ہے۔ لو میرج کی صورت میں میاں بیوی ایک دوسرے سے ''فرینک'' (بے تکلف) ہوتے ہیں اور وہ برابری کی بنیاد پر زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ برابری کا عدم توازن بھی اختلافات کا سبب بنتا ہے۔ ارینج میرج کی صورت میں اگر خاندانوں کے تعلقات آپس میں اچھے ہوں تو اس کا اثر جوڑوں کی ازدواجی زندگی پر بھی خوشگوار ہی ثابت ہوتا ہے۔ جبکہ لو میرج کرنے والے جوڑے مشترکہ خاندانی نظام میں ایڈجسٹ نہیں ہو پاتے۔ شادی سے پہلے کی انڈر اسٹینڈنگ عملی زندگی میں ناکام ہو جاتی ہے۔ کیونکہ شادی کے بعد کے مسائل دوسرے ہوتے ہیں۔ ارینج میرج کی شکل میں بھی والدین کو لڑکے اور لڑکی کی پسند کا خیال رکھنا چاہئے۔ ذہنی ہم آہنگی ہونی چاہئے، لڑکی اور لڑکے کی حیثیت اور تعلیم میں زیادہ فرق نہیں ہونا چاہئے اور گھر والوں کو اپنی اولاد کے ذہنوں کو سمجھتے ہوئے رشتے طے کرنے چاہئیں۔'' (از ''ارینج اینڈ لو میرج گائیڈ۔ لوری میری)

ہمارے معاشرے میں بے جوڑ شادی، ذہنی ہم آہنگی نہ ہونے کی وجہ سے اور زبردستی کی شادی کی وجہ سے شرح ناکامی اور طلاق روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ جو یقیناً ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

(واللہ اعلم بالغیب!)

محبّت کی شادیاں ناکام شادیاں

آپ کی صحت

ڈاکٹر ام محمد

نگاہ اور جسم کی کمزوری:

﴾ محترمہ ڈاکٹر صاحبہ میری چھوٹی بہن کی عمر 19 سال ہے صحت بہت کمزور ہے، جسم بالکل ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے۔ لوگوں نے احساس کمتری کا شکار کر دیا ہے۔ پلیز یہ نہ کہئے گا کہ اگر تندرستی ہے تو صحت کمزور ہی ٹھیک ہے آپ یقین کریں جسمانی طور پر بالکل فٹ ہے۔ بس جسم بالکل کمزور ہے کوئی دوا دیں، جس سے جسم اور چہرہ بھر جائے۔ دوسری بات کہ میری نظر 5 نمبر کمزور ہے۔ کیا ہومیو پیتھک دوا سے نظر کی مکمل بحالی ممکن ہے؟ اگر ہے تو پلیز مجھے کوئی دوا لکھ دیں تاکہ میری عینک سے جان چھوٹے۔ ہم نے آپ کے تجویز کردہ نسخے کی تیاری کے لئے لیفسولین اور پراکس پاؤڈر کے لئے سارے شہر کے میڈیکل اسٹورز چھان مارے ہیں مگر نہیں ملی۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں یہ چیزیں کیا ہیں اور کہاں سے ملیں گی۔ (بنتِ محمد خان)

☆ آپ چھاتی کے لئے دوا اوسموڈیم .CM ہفتے میں ایک خوراک 3-4 قطرے لے لیں ساتھ ہی روزانہ CHIMAPHILLA30 تقریباً 4-5 قطرے روزانہ 3 مرتبہ لیں، چھوٹی بہن کو تازہ پھلوں کا جوس اور دودھ دہی کا استعمال زیادہ کروائیں، نہار منہ ایک سیب اور دودھ کا ایک گلاس ضرور لیں۔ موٹا ہونے کے لئے غذا میں نشاستے دار اشیاء کا استعمال مفید ہوتا ہے نظر کی کمزوری کے لئے آپ عینک کا باقاعدہ استعمال کیا کریں کیونکہ مکمل بحالی بہت مشکل ہوتی ہے۔ لیفسولین اور پراکس پاؤڈر کسی اچھے میڈیکل اسٹور یا بڑے حکیم کی دکان پر مل جاتے ہیں ویسے آپ نے اپنا علاقہ نہیں لکھا تو اس حساب سے آپ کی رہنمائی کر دیتی۔

بہت دبلی ہوں:

﴾ ڈاکٹر صاحبہ میری عمر 20 سال ہے۔ میں بہت کمزور ہوں باقی سب ٹھیک ہے گزارے کے لائق ہے۔ مگر میری جسامت ایسی ہے کہ مجھے شرم آتی ہے کپڑے پہنے بھی اچھے نہیں لگتے۔ آپ میرا مسئلہ سمجھ رہی ہوں گی۔ مجھے کوئی نسخہ بتائیں جس سے میں اچھی جسامت حاصل کر سکوں۔ آپ کی بہت بہت مہربانی ہوگی۔ میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں گی۔ (ایک بیٹی۔ ساہیوال)

☆ آپ دوا CHIMAPHILLA 30 (چما فیلا) اور سیکل کور Secal cor.30 روزانہ 3 مرتبہ دونوں میں سے 5-5 قطرے ایک چمچے پانی میں لے لیا کریں۔ کھانے میں انڈے اور دودھ کا استعمال زیادہ کریں آپ کے انشاء اللہ تعالیٰ دونوں مسئلے حل ہو جائیں گے۔

وزن بڑھ گیا ہے:

﴾ میری عمر 34 سال قد 5½ اور وزن 81kg ہے میرے تین بچے ہیں۔ سب سے چھوٹا بچہ دس ماہ کا ہے میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں اپنا وزن کم کرنا چاہتی ہوں اس کے لئے میں نے ہومیو پیتھک دوائی فائٹولاکا بیری بھی استعمال کی تھی مگر کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ یہ دوائی میں نے اس لئے چھوڑ دی تھی کہ ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ اس دوائی سے Veins کمزور ہو جائے گی میں نے اس کے علاوہ بھی کئی دوائیں استعمال کی ہیں لیکن ان کو چھوڑنے کے بعد میرا وزن اور بڑھ جاتا تھا۔ میرا بلڈ پریشر بھی اکثر لو رہتا ہے اور آج کل میرے گھٹنوں میں بھی درد ہے ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ یہ درد وزن کی وجہ سے ہے۔ میں اپنے اس مسئلہ کی وجہ سے بہت پریشان ہوں میں گھر کے کام مثلاً جھاڑو پونچھا وغیرہ نہیں کر سکتی کیونکہ میرے الٹے ہاتھ کی disc naerow ہو گئی ہیں۔ براہ مہربانی میرے اس مسئلہ کا جواب ضرور دیں اور دوائی کے نام کے ساتھ مدت استعمال بھی بتا دیں جس سے میرا وزن اور جسم دونوں کم ہو جائے۔ (مسز مطاہر۔ کراچی)

☆ آپ اپنے وزن کے لئے Trim Tab اور L111 کے دس قطرے دن میں تین مرتبہ لے لیا کریں۔ گولیاں دن میں تین مرتبہ 2-2 لیا کریں۔ وزن میں کمی کے لئے آپ ڈائٹنگ نہ کریں بلکہ صرف نشاستے والی اشیاء سے پرہیز کریں ڈائٹنگ کی وجہ سے بھی بلڈ پریشر لو ہو سکتا ہے۔

زبان میں لکنت:

﴾ ڈاکٹر صاحبہ میری بہن کی زبان میں لکنت ہے اس کی عمر 20 سال ہے وہ جب بات آہستہ آہستہ کرتی ہے تو لکنت کم ہو جاتی ہے اور جب جوش میں بات کرتی ہے یا غصہ میں بات کرتی ہے تو پھر بات اچھی طرح نہیں کر سکتی۔ بہت سے لوگوں نے ہمیں آپریشن کا بتایا لیکن ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں اس سے زیادہ خراب نہ ہو جائے میری بہن اپنی زبان کی وجہ سے اکثر احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتی ہے اور محفل میں بات کرنے سے جھجکتی ہے۔ برائے مہربانی آپ ہمیں کوئی مناسب مشورہ دے دیں۔ ڈاکٹر صاحبہ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے بال بہت زیادہ گر رہے ہیں۔ پہلے بہت گھنے تھے اور اب بہت کم ہو گئے ہیں۔ ہر بال کے دو دوسر ہیں، جس کی وجہ سے نہیں بڑھ رہے ہیں۔ جب کھانا وغیرہ پکاتی ہوں تو اس میں اکثر بال آجاتے ہیں حالانکہ میں اچھی طرح سر کو ڈھانکتی ہوں۔ آپ ہمیں کوئی مشورہ دے دیں۔ (بنات عبدالرحمٰن۔ م۔ ن۔ صوابی)

☆ میری پیاری بہن! عورت ہونے کے ناطے تو آرام اور آہستگی سے ہی بات کرنی چاہئے اس سے وقار قائم رہتا ہے غصہ تو ویسے بھی حرام ہے۔ باقی جہاں تک آپریشن کا معاملہ ہے تو آپ ذرا ہمت وحوصلہ سے کام لیں اور اگر آپریشن کروایا جائے تو آپ کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس لئے کہ کم عمری میں تو دوائیوں کے ذریعے لکنت ختم ہو سکتی ہے بڑی عمر میں مشکل ہو جاتا ہے۔ میں آپ کی بہن کے لئے تہہ دل سے دعا گو ہوں۔ ساتھ ہی بالوں کے لئے بتا دوں کہ چائے کے جوشاندے سے بالوں کو کھنگالنا ایک بہترین کنڈیشنر ہے۔ پتی کو بہت زیادہ جوش نہیں دینا ہے درمیانے رنگ میں ابالیں اور ٹھنڈا کر لیں۔ سرسوں کی کھلی سے سر دھو کر اس پانی سے سر کو دھوئیں سادہ پانی سے سر نہ دھوئیں اور سر کو تولئے سے ہلکے ہلکے خشک کر لیں۔ غذا میں سبز پتوں کی سبزیاں زیادہ استعمال کریں۔

قد چھوٹا ہے:

﴾ ڈاکٹر صاحبہ میری عمر 18 سال ہے اور مجھ سے چھوٹی بہن کی عمر 17 سال ہے میری اور میری چھوٹی بہن کا قد تقریباً چار فٹ سے تھوڑا سا کم ہے۔ آپ مہربانی فرما کر کوئی اچھا نسخہ تجویز کریں۔ (بنت قاری عطاء اللہ۔ گجرات)

☆ آپ کے خط سے اندازہ ہوا کہ قد کا مسئلہ آپ کا شاید یہ موروثی مسئلہ ہے ویسے میں آپ کو دوائیں لکھ دیتی ہوں استعمال کریں انشاء اللہ افاقہ ہوگا۔ ا۔ ٹیوبر کولینم ۲۔ برائکا کارب ۳۔ تھوجا۔ یہ ادویات 200 کی طاقت میں 5-5 قطرے ہر ہفتے ادل بدل کر 6 ماہ تک یا زیادہ دیر تک دی جائیں۔ دوا میں مستقل مزاجی شرط ہے۔ مندرجہ بالا دواؤں سے آپ کے دانے بھی انشاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گے۔

والدہ اونچا سنتی ہیں:

﴾ میری والدہ تقریباً 3 سالوں سے کافی اونچا سننے لگی ہیں رات سوتے وقت ان کے کانوں میں سیٹی بجنے کی آوازیں آتی ہیں اور "شاں شاں" کی آوازیں بھی آتی ہیں۔ بہرے پن کی وجہ سے ان کو روزمرہ معاملات میں کافی مشکلات کا سامنا ہے اس سلسلے میں بھی آپ سے مفید سا مشورہ درکار ہے۔ (طلال۔ اٹک شہر)

☆ محترم آپ اپنا مسئلہ کسی مرد ڈاکٹر کو بتائیں۔ آپ کی والدہ کے لئے CHININUM Sulph چنی نم سلف CM میں ہفتے میں ایک خوراک یعنی 4-5 قطرے ہفتے میں ایک مرتبہ لیں۔ ساتھ ہی گلیسرین کے چند قطرے ماؤف کان میں ڈالیں تھوڑی دیر کے بعد نیم گرم پانی سے پچکاری کریں کافی افاقہ محسوس ہوگا۔

اعلان

"آپ کی صحت" کے سلسلے میں یکم محرم تک نئی ڈاک کی وصولی بند رہے گی۔ صرف پہلے سے آئے ہوئے خطوط کے جواب دئے جائیں گے۔

انعت اقبال

آپ کا دسترخوان

ڈنٹھل

ضروری اشیاء:

ڈنٹھل (گوبھی کا اندر کا سخت حصہ) 1 کلو۔ سرسوں کا تیل 1/2 1 کھانے کا چمچہ۔ زیرہ (بھنا اور پسا ہوا) 2 چائے کے چمچے۔ نمک 1/2 1 چائے کا چمچہ۔ انار دانہ 4 چائے کے چمچے۔ چلی پوڈر 1/2 چائے کا چمچہ۔ دھنیا پسا ہوا 3 چائے کے چمچے۔ گرم مصالحہ 1/2 1 چائے کا چمچہ۔ امچور پوڈر 1/2 چائے کا چمچہ۔

برائے گرم مصالحہ:

دار چینی 2 اسٹک۔ تیج پات 1 عدد۔ لونگ 2 عدد۔ زیرہ 1/2 چائے کا چمچہ۔ ثابت دھنیا 1/2 چائے کا چمچہ۔ سیاہ مرچ 2 عدد۔

ترکیب:

ڈنٹھل کو صاف کر کے 2 لمبے ٹکڑوں میں کاٹ لیں۔ انہیں اچھی طرح [illegible] لیں۔

سیاہ رنگ کی کڑھائی میں تیل گرم کریں اور اس میں ڈنٹھل ڈال دیں۔ تھوڑی سی دیر فرائی کریں۔ آخر میں نمک، زیرہ پسا ہوا، انار دانہ، چلی پوڈر، ہینگو پوڈر، گرم مصالحہ اور پسا ہوا دھنیا شامل کر دیں۔ اسے اچھی طرح مکس کر لیں۔ ڈھکنا ڈھانپ کر ہلکی آنچ پر گلنے تک پکائیں۔ گرم مصالحہ اور ہرے دھنیے سے گارنش کریں۔ روٹی اور دال کے ساتھ گرما گرم سرو کریں۔

گرم مصالحہ:

ہلکی آنچ پر تمام اشیاء کو روسٹ کر لیں۔ حتی کہ مصالحوں کی مہک اٹھنے لگے۔ انہیں ٹھنڈا کر کے پوڈر کی شکل میں گرائنڈ کر لیں۔

بند گوبھی چھولے

ضروری اشیاء:

بند گوبھی چھوٹی 1 عدد (1/2 کلو)۔ چھولے (ابلے ہوئے) 1/2 کپ۔ نمک 1/2 چائے کا چمچہ۔ ہری مرچ 2 (کاٹ لیں)9۔ ہینگ 1 چٹکی۔ ادرک 1 انچ کا ٹکڑا (کاٹ لیں)۔ چلی پوڈر 1/2 چائے کا چمچہ۔ زیرہ 1/2 چائے کا چمچہ۔ ہلدی ایک چٹکی۔ تیل یا گھی 5 تا 6 چائے کے چمچے۔ ہرا دھنیا (کٹا ہوا) 2 چائے کے چمچے۔

ترکیب: گوبھی کو باریک کاٹ لیں ایک کڑھائی میں تیل/گھی گرم کریں اور اس میں ہینگ، زیرہ، ہری مرچ اور ادرک ڈال دیں۔ تھوڑی سی فرائی کر لیں۔ پھر اس میں گوبھی، چنے، نمک چلی پوڈر اور ہلدی ڈال کر اچھی طرح مکس کر لیں۔ دھیمی آنچ پر اس وقت تک پکائیں جب تک گوبھی گل جائے۔ ہرا دھنیا اور گرم مصالحہ چھڑک کر مکھن لگے گرما گرم پراٹھے کے ساتھ سرو کریں۔

میتھی اور چنے کی دال کا ساگ

ضروری اشیاء:

میتھی 1 کلو۔ چنے کی دال 1 کپ۔ ادرک 1 انچ کا ٹکڑا۔ ہری مرچ 5 تا 6۔ گندم کا آٹا 1 کھانے کا چمچہ۔ نمک حسب ذائقہ۔ مکھن یا اصلی گھی 1/2 1 کھانے کا چمچہ۔

ترکیب:

میتھی کے پتوں کو چن کر، صاف کر کے دھو لیں۔ اسے پریشر ککر میں ڈال دیں اور ہری مرچ، ادرک، نمک اور 1/2 کپ پانی ملا دیں۔ تیز آنچ پر 10 منٹ پریشر کک کریں اور پھر ہلکی آنچ پر 20 منٹ تک پریشر ککر کھول کر میتھی کو گرائنڈ کر لیں اور اس میں دال چنا شامل کر دیں۔ 2 سیٹیاں بجنے تک پریشر کک کریں۔ پریشر ککر کھول لیں اور اس میں آٹا ملا کر اچھی طرح مکس کر لیں۔ اب ڈھکن ڈھانپے بغیر 5 تا 7 منٹ تک پکائیں۔ (اس کا طریقہ بھی وہی ہے جو سرسوں کا ساگ کا ہے۔)

ایک فرائنگ پین میں گھی گرم کریں اور کٹی ہوئی مرچیں ملا دیں۔ جب وہ رنگ بدلنے لگیں تو اسے میتھی کے ساتھ پر انڈیل دیں۔ گرم گرم پراٹھوں کے ساتھ سرو کریں۔

کانجی

ضروری اشیاء:

کانجی گاجریں 250 گرام۔ نمک حسب ذائقہ۔ پانی 1 لیٹر۔ رائی پوڈر 1/2 2 چائے کا چمچہ۔ کالا نمک 1/2 چائے کا چمچہ۔ چلی پوڈر 1/2 چائے کا چمچہ۔ دہی پکوڑیاں (پانی میں بھگو دیں) چند عدد۔

ترکیب: گاجروں کو چھیل کر چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لیں ان ٹکڑوں کو ایک لیٹر پانی میں ڈال دیں۔ اس میں نمک رائی پوڈر، کالا نمک اور چلی پوڈر شامل کر دیں۔ اسے شیشے کے ایک مرتبان میں ڈال کر 3 سے 4 دن تک دھوپ میں رکھ دیں۔ جب یہ کھٹی ہو جائیں تو اس میں ایک آئس کیوب (برف کا ٹکڑا) اور چند بھیگی ہوئی دہی پکوڑیاں ملا دیں۔ ٹھنڈا کر کے سرو کریں۔ (یہ ڈش صرف سردیوں میں بنائی جا سکتی ہے)۔

رنگین کپڑوں کا بلیچ

aci
Color Bleach

اب بلیچ سے رنگین کپڑے دھونا بھی ویسا ہی آسان جیسا سفید کپڑے۔ آج تک بلیچ جیسی صاف ترین صفائی صرف سفید کپڑوں پر ہی ممکن تھی لیکن کلر بلیچ کی آمد نے اب رنگین کپڑوں کی صاف ترین دھلائی بھی ممکن بنا دی اور وہ بھی اس یقین کے ساتھ کہ کپڑوں کے رنگ بالکل محفوظ... دھاگے مضبوط... اور لباس لگے ہر دھلائی کے بعد بالکل نیا۔

یقیناً....

ڈسٹری بیوشن اور دیگر معلومات کیلئے رابطہ کریں:

اٹلانٹس کیمیکل انڈسٹریز ڈی ۸۳، سائٹ کراچی۔ فون: 2581720 ای میل: atlantis@cyber.net.pk موبائل: 0320-5023398

باورچی خانے کی دیکھ بھال اور صفائی

جب کھانا پکانا ختم کر چکیں تو برتنوں کو دھو کر رکھ دیجئے۔ گندے برتن نہ صرف کھانے کا ذائقہ خراب کر دیتے ہیں بلکہ صحت کے لئے بھی مضر ہوتے ہیں۔

دودھ، آٹے اور انڈوں کے لئے استعمال ہونے والے برتنوں کو صاف کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ان کو نل کے پانی سے بھر دیا جائے جبکہ دیگچی اور کمرے کا درجہ حرارت تقریباً ایک ہو چکنے برتنوں کو دھونے کے لئے گرم پانی استعمال کیجئے۔ جلے ہوئے حصوں کو کبھی چاقو سے کھرچ کر صاف کرنے کی کوشش ہرگز نہ کیجئے۔ اس سے نشان پڑ جاتے ہیں جن میں جراثیم کے گھر بنا لینے کا اندیشہ ہے۔ کام ختم کرنے کے بعد جھاڑنوں کو دھو کر کسی جراثیم کش دوا میں بھگو دینا چاہئے۔ قبل اس کے کہ ہم آگے بڑھیں ایک بات اور یاد رکھئے۔ اپنے چولہے ہمیشہ صاف اور ستھرے رکھئے۔

باورچی خانے کی صفائی:

آپ کا باورچی خانہ ہر وقت صاف ستھرا ہونا چاہئے۔ یقین کیجئے یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ اگر آپ ان باتوں پر عمل کریں تو آپ اس کام کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے سکتی ہیں۔

گوشت اور سبزیاں تیار کرتے وقت چھلکوں اور دوسرے غیر ضروری اجزاء کو چاروں طرف نہ پھینکئے بلکہ انہیں ایک تھال میں اکٹھا کر کے کوڑا کرکٹ کے ڈبے میں ڈال دیجئے۔ باورچی خانے کی دیواروں پر باقاعدگی سے سفیدی کرواتی رہئے اور انہیں گندگی اور مکڑی کے جالوں وغیرہ سے پاک رکھئے۔

مرسلہ بنت نعیم اللہ صدیقی

دارچینی

دارچینی باورچی خانے کا ایک لازمی جزو سمجھی جاتی ہے۔ اس کے مختلف استعمالات ہیں۔ اس کا تذکرہ قدیم طبی کتابوں میں مذکور ہے۔ اس کا مزاج گرم خشک ہے۔ یہ دل دماغ اور جگر کی تقویت کے لئے مفید ہے۔ کاسر ریاح (ریح ختم کرنے والی) ہے، خفقان ختم کرتی اور اسہال و پیچش میں فائدہ دیتی ہے۔ آواز صاف کرتی اور سینے کے بوجھ کو کم کرتی ہے۔ دارچینی، سونٹھ، دانہ الائچی خورد ہم وزن پیس کر کھانا کھانے سے پہلے تین گرام کی تعداد تازہ پانی کے ساتھ استعمال کرنے سے نظام ہضم کی اصلاح ہوگی اور معدہ بھی مضبوط ہوگا۔ بعض لوگوں کو دودھ ہضم نہیں ہوتا اور لوگ اس کے بادی ہونے اور اس سے ریاح پیدا ہونے کی شکایت کرتے ہیں ایسے لوگ اگر ایک لیٹر دودھ میں دارچینی تین گرام کا سفوف ملا کر دودھ کو جوش دے کر پئیں تو اس سے نہ صرف دودھ ہضم ہوگا بلکہ قوت ہضم بھی بڑھے گی۔ حاملہ خواتین کو ولادت کے بالکل قریب دنوں میں دارچینی اور سہاگہ ہم وزن پیس کر صبح و شام تین تین گرام تازہ پانی کے ساتھ دینے سے زچگی آسانی کے ساتھ ہوتی ہے۔

(مرسلہ: بنت اختر علی شان۔ لاہور)

مکمل اعتماد

میاں بیوی صرف دو رشتوں کا نام نہیں بلکہ خاندان کا نام ہے۔ انہی سے نسل انسانی پروان چڑھتی ہے، مکان گھر بنتا ہے، خاندان تعمیر ہوتا اور مختلف خاندان مل کر ایک معاشرے کی بنیاد رکھتے ہیں۔ میاں بیوی کی زندگی تبھی مثالی ہو سکتی ہے جب وہ دونوں گھریلو معاملات میں مکمل طور پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور ایک دوسرے پر اعتماد کریں۔ ایک دوسرے کی پریشانیوں کو سمجھیں اور دلی ہمدردی کے ساتھ انہیں دور کرنے کی کوشش کریں۔ جہاں میاں بیوی میں اعتماد کی فضا ختم ہو جائے وہاں گھر ویران اور خاندان تباہ ہو جایا کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کو شک کی نگاہ سے دیکھنا نہایت مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔ جس گھر میں ایک دوسرے پر اعتماد نہ کیا جاتا ہو، میاں اپنی بیوی سے دور اور بیوی اپنے میاں سے روٹھی رہے وہ گھر مکان میں بدل جاتا ہے جہاں کچھ لوگ زبردستی رہنے پر مجبور ہوں، وہاں صرف در و دیوار رہ جاتے ہیں۔ اخلاق، احساس، رواداری، برداشت جیسی خوبیاں کہیں اور جا ڈیرہ جماتی ہیں۔

(مرسلہ: ام میمون۔ خانیوال)

گھریلو چٹکلے

1۔ کالی سیاہی کے داغ دور کرنے کے لئے اس پر ٹماٹر کا رس لگائیں پھر Washing Soap کا جھاگ مل دیں پھر کسی Washing Powder سے دھو کر استری کر لیں۔

2۔ اگر ہاتھ میں پھانس چبھ جائیں تو فوراً پیاز کا ایک پرت گرم کر کے پھانس والی جگہ پر رکھیں پھانس خود بخود اوپر آ جائے گی۔

3۔ پھلوں سے زیادہ رس نکالنے کے لئے تھوڑی دیر پہلے گرم پانی میں بھگو دیں۔

4۔ دہی جلدی جمانا ہو تو دودھ میں تھوڑا سا سٹرک ایسڈ ملا دیں۔

5۔ دانتوں کا برش صاف کرنے کے لئے خوب ڈھیر سارا نمک ڈال کر کھولتا گرم پانی ڈالیں برش چمکنے لگے گا۔

6۔ سفید کپڑوں کی پیلاہٹ دور کرنے کے لئے دھونے کے بعد آدھی بالٹی پانی میں دو لیموں کا رس ملا کر دھلے کپڑے آدھے گھنٹے کے لئے بھگو دیں۔ کپڑے چمک جائیں گے۔

7۔ قلعی والے برتن ہمیشہ نمک سے مانجھیں قلعی کبھی خراب نہیں ہوگی۔

8۔ مرجھائے پھولوں کو دوبارہ تازہ کرنے کے لئے دو ڈسپرین کی گولیاں پانی میں گھول کر پھولوں پر چھڑک دیں۔ پھول تازہ ہو جائیں گے۔

9۔ چمڑے کے جوتوں کو بارش کا کیچڑ وغیرہ سے بچانا ہو تو ان کے اوپر پیٹرولیم جیلی مل دیں۔ محفوظ رہیں گے۔

10۔ تنگ جوتا بالکل صحیح ناپ کا کرنا ہو تو رات میں ایک فلالین کپڑا لے کر گرم پانی میں بھگو کر بالکل نچوڑ کر جوتوں کے اندر ٹھونس کر رکھ دیں۔ جوتے کا ناپ بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔

اخت قاسم ہنگو

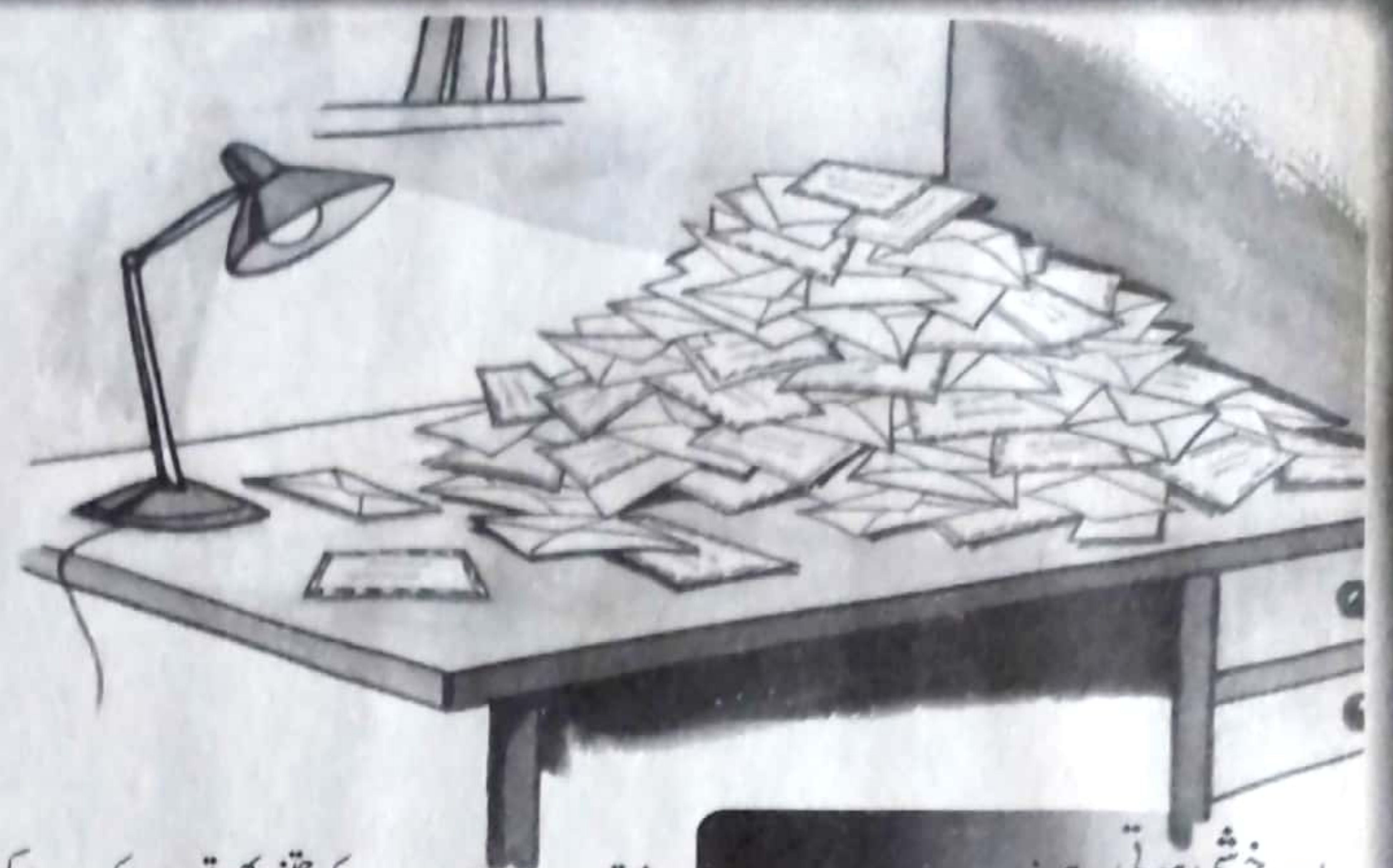

بے حد خوشی ہوتی ہے:

مجھے آپ کا ''خواتین کا اسلام'' پڑھ کر بے حد خوشی محسوس ہوتی ہے میں پہلے بھی آپ کے ہاں لیٹر لکھ چکی ہوں اور حسد کے بارے میں کچھ معلومات بھیجی تھیں جو کہ آپ کو شاید شائع کرنے کا موقع نہیں ملا۔ چلو کوئی بات نہیں اتنے امور میں یاد بھول ہو ہی جاتا ہے۔ میں یہ لیٹر آپ کو یہ بتانے کے لیے لکھ رہی ہوں کہ آپ کی ایک دینی بہن جو کہ دین کو پھیلانے کی دل میں تڑپ رکھتی ہے برائے مہربانی اسے بھی موقع دیں۔ ناقص قلم سے کچھ ارسال ہے۔ (بنت محمد یاسین، ساہیوال)

اللہ ترقی عطا فرمائے:

میں اور میرے تمام گھر والے ''خواتین کا اسلام'' بہت شوق سے پڑھتے ہیں، اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ عید والے دن کا ''خواتین کا اسلام'' بہت پسند آیا، اللہ تعالیٰ ''خواتین کا اسلام'' کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ (آمین) (ع بنت محمد خالد۔ کراچی)

انقلابی پرچہ:

☆ اللہ پاک آپ کو اس کی جزا دے کہ آپ نے اس پُرفحش اور پُرفتن دور میں بنات عائشہ کے لئے ایسا زبردست میگزین ترتیب دیا۔ بلاریب وتردد خواتین کا اسلام ایک ایسا میگزین ہے جو بنات عائشہ کی زندگیوں میں انقلاب برپا کردینے والا ہے۔ آج کا یہ دور جس میں دشمنان اسلام کی سازشوں میں سے ایک سازش یہ بھی ہے کہ وہ امت مسلمہ کی ماؤں بہنوں کو دین اسلام کے پاکیزہ طور طریقوں سے منحرف اور بے رغبت کر کے یورپین طریقوں اور بے حیائی کے ماحول میں رنگ دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ''خواتین کے اسلام'' کے وسیلے اور ذریعہ سے اُن کے ناپاک عزائم کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے (انشاء اللہ) آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ ''خواتین کا اسلام'' کو مزید سے مزید ترقی دے اور اللہ آپ کو مزید اپنے دین کے لئے قبول فرمائے۔ آمین

(ز۔ بنت بخت رواں۔ کراچی)

بہت ہی خوب:

☆ ہم لوگ ''خواتین کا اسلام'' اور ''بچوں کا اسلام'' پابندی سے پڑھتے ہیں زیرلب اور جو آپ نے لکھا بہت ہی خوب ہیں میں ایک تحریر قسط وار بھیج رہی ہوں امید ہے کہ آپ ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ جزاک اللہ خیراً۔ (بنت مولانا منیب الرحمٰن لدھیانوی۔ فیصل آباد)

ہدایت کا سرچشمہ:

☆ خواتین کے لئے اتنا معیاری رسالہ نکالنے پر اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ میری دعا ہے اللہ رب العزت آپ کے بلکہ ہم سب کے اس قیمتی رسالے کو سارے عالم کی خواتین کے لئے ہدایت کا سرچشمہ بنادے۔ آمین۔ (بنت محمود احمد۔ جہانگیر روڈ کراچی)

زیرِ لب

بنت علی احمد چوہان

باڈی بلڈر:

ایک ہیلتھ کلب میں ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ ایک باڈی بلڈر نے ریسیور اٹھایا، دوسری طرف سے آواز آئی ''کیا آپ کے پاس **40** کلوگرام کا ویٹ ہے؟''

باڈی بلڈر نے جواب دیا ''ہاں'' دوسری طرف سے آواز آئی ''اٹھا لیجئے''

باڈی بلڈر کو بہت غصہ آیا اس نے ایکسچینج سے اس فون کے متعلق پوچھا، آپریٹر نے وجہ پوچھی تو باڈی بلڈر نے واقعہ بیان کیا، آپریٹر بولا ''کتنی دیر ہوگئی ہے'' ''تقریباً پانچ منٹ'' آپریٹر مسکراتے ہوئے بولا۔

''آپ تھک گئے ہوں گے لہٰذا ویٹ رکھ دیجئے، شکریہ''

دانشور:

ایک دانشور کسی تقریب سے خطاب کر رہے تھے، خطاب کے اختتام پر انہوں نے کہا ''اب آپ جو سوالات پوچھنا چاہتے ہیں پوچھ لیجئے'' حاضرین کی جانب سے مختلف پرچیاں موصول ہوئیں، آخر میں ایک پرچی کھولی اس پر لکھا تھا ''گدھا'' دانشور تھے سمجھ گئے بولے ''یہ مجھے پرچی موصول ہوئی ہے، بھیجنے والے نے اپنا نام بھی ساتھ ہی لکھ دیا ہے۔''

پتے کی بات:

ایک وزیر ایک پاگل خانے کے دورے کے دوران خطاب کر رہے تھے کہ ایک پاگل نے غصے سے کہا ''اب بس کرو اپنی بکواس ہم بہت بور ہو چکے ہیں'' وزیر نے غصے سے انچارج کی طرف دیکھا وہ بولا: معاف کیجئے گا جناب! یہ ہے تو پاگل مگر کبھی کبھی بات بہت پتے کی کہہ جاتا ہے۔''

قیدی:

ایک نئے قیدی نے پرانے قیدی سے پوچھا

''کیا بات ہے یار تمہارا کوئی بھی رشتہ دار تم سے ملنے نہیں آتا'' پرانا قیدی بولا ''ملنے کون آئے ہم سب ہی یہیں رہتے ہیں۔''

خط:

ایک دوست دوسرے دوست سے: ''یار! یہ تمہاری قمیص پر گرہ کیوں لگی ہوئی ہے؟''

دوسرا دوست: یہ میری امی نے لگائی تھی کہ میں خط لیٹر بکس میں ڈالنا نہ بھول جاؤں''

پہلا دوست: ''تو پھر خط ڈال دیا''

دوسرا دوست: ''نہیں''

پہلا دوست ''کیوں؟''

دوسرا دوست: ''وہ دراصل امی مجھے خط دینا ہی بھول گئی تھیں۔''

وکیل

تین امریکی بچے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بچہ بولا ''میں بڑا ہو کر ممی بنوں گا''

دوسرا بولا ''میں بڑا ہو کر ڈیڈی بنوں گا''

تیسرا بچہ خاموش بیٹھا تھا دونوں بچوں نے اس سے پوچھا ''کیوں بھئی تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟''

تیسرا بچہ بولا نہیں مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں دونوں میں طلاق دلانے والا وکیل بن جاؤں گا۔''

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

46 بدھ 28 ذی قعدہ 1424ھ مطابق 21 جنوری 2004ء

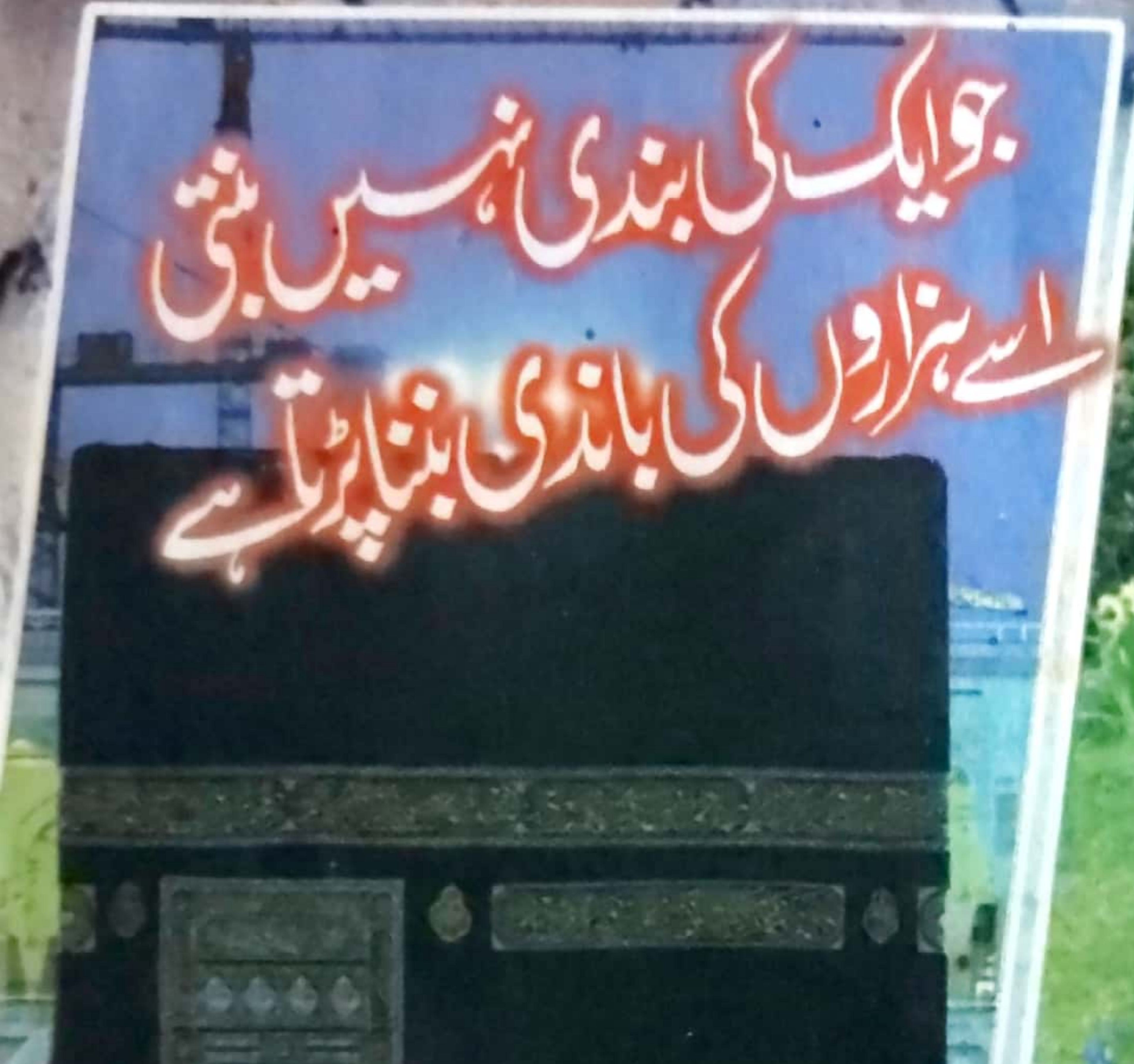

Rs. 20

درسِ قرآن

واقعۂ افک

جو لوگ لائے ہیں یہ طوفان تمہی میں سے ایک جماعت ہیں، تم اس کو بُرا نہ سمجھو اپنے حق میں بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں، ہر آدمی کے لئے ان میں سے وہ ہے جتنا اس نے گناہ کمایا اور جس نے اٹھایا اس کا بڑا بوجھ اس کے واسطے بڑا عذاب ہے ○ کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا خیال کیا ہوتا ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں نے اپنے لوگوں پر اچھا خیال، اور کہا ہوتا کہ یہ صریح طوفان ہے ○ کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار شاہد پھر جب نہ لائے شاہد تو اللہ کے یہاں وہی ہیں جھوٹے۔ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں تو تم پر پڑتی اس چرچا کرنے میں کوئی بڑی آفت ○ جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں پر اور بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہیں اور تم سمجھتے ہو اس کو ہلکی بات اور یہ اللہ کے ہاں بہت بڑی ہے ○ اور کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا کہا ہوتا کہ ہم کو نہیں لائق کہ منہ پر لائیں یہ بات، اللہ تو پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے ○ اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ پھر نہ کرو کبھی بھی ایسا کام اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اور اللہ کھولتا ہے تمہارے واسطے پتے کی باتیں اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ہے ○ جو لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ان کے لئے عذاب ہے دردناک دنیا میں اور آخرت میں، اور اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ تم نہیں جانتے ہو ○ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت اور یہ کہ اللہ نرمی کرنے والا ہے مہربان تو کیا کچھ نہ ہوتا ○ اے ایمان والو نہ چلو شیطان کے قدموں پر، اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلے گا سو وہ تو یہی بتلائے گا بے حیائی اور بری بات، اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت تو نہ سنورتا تم میں ایک شخص بھی کبھی اور لیکن اللہ سنوارتا ہے جس کو چاہتا ہے، اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے ○ اور نہ قسم کھائیں بڑے درجے والے تم میں سے اور کشائش والے اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ○ جو لوگ عیب لگاتے ہیں حفاظت والیوں بے خبر ایمان والیوں کو، ان کو پھٹکار ہے دنیا میں اور آخرت میں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے ○ جس دن کہ ظاہر کردیں گی ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں جو کچھ وہ کرتے تھے ○ اس دن پوری دے گا اللہ ان کو سزا جو چاہئے، اور جان لیں گے کہ اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا ○ گندی عورتیں گندے مردوں کے واسطے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے واسطے ہیں، اور پاک دامن عورتیں پاک دامن مردوں کے واسطے ہیں اور پاک دامن مرد پاک دامن عورتوں کے واسطے ہیں، وہ بے تعلق ہیں جو یہ کہتے ہیں، ان کے واسطے بخشش ہے اور روزی ہے عزت کی۔ (النور ۱۱ تا ۲۶)

تشریح: جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ سورۂ نور کا بیشتر حصہ ان احکام سے متعلق ہے جو عفت و عصمت کی حفاظت کے لئے جاری کئے گئے ہیں، اس کے بالمقابل عفت و عصمت پر دست اندازی اور اس کی خلاف ورزی کی دنیوی سزائیں اور ان پر آخرت کا وبالِ عظیم ذکر کیا گیا ہے، اس سلسلے میں پہلے حدِ زنا پھر حدِ قذف اور پھر لعان کا بیان آیا ہے۔ حدِ قذف کے ضمن میں کسی پاک دامن عورت پر جب تک چار گواہوں کی شہادت نہ ہو زنا کا الزام لگانا گناہِ عظیم قرار دیا ہے اور ایسا کرنے والے کو اسی کوڑے حدِ شرعی جاری کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ ایسا ایک واقعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے محبوب و محترم زوجہ، ہم اور آپ کی مقدس اماں جان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھی پیش آیا۔ ایک معمولی بات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے منافقین نے تہمت گھڑی۔ اور بعض عام مسلمان بھی منافقین کی ہم نوائی کرنے لگے تھے، چوں کہ یہ معاملہ کسی عام مسلمان عورت کا نہیں تھا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم محترم کا تھا اس لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت اور پاکی بیان کرنے کے لئے اس جگہ آیات نازل فرمائیں۔ یہ واقعہ قرآن و حدیث میں افک کے نام سے معروف ہے۔ اوپر مذکورہ آیات میں اس واقعے کے علاوہ بعض نہایت اہم احکام آگئے ہیں ان شاء اللہ آیندہ درس میں ان کا بیان ہوگا۔

درسِ حدیث

بعض مُنافقانہ اعمال

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار عادتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ چاروں جمع ہو جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں اُن چاروں میں سے کوئی ایک خصلت ہے تو اس کا حال یہ ہے کہ اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے اور وہ اسی حال میں رہے گا جب تک کہ اس عادت کو نہ چھوڑ دے، وہ چاروں عادتیں یہ ہیں کہ: جب اس کو کسی امانت کا امین بنایا جائے تو اس میں خیانت کرے، جب باتیں کرے تو جھوٹ بولے، اور جب عہد کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب کسی سے جھگڑا اور اختلاف ہو تو بدزبانی کرے (بخاری)

تشریح: حقیقی اور اصلی نفاق انسان کی جس بدترین حالت کا نام ہے وہ تو یہ ہے کہ آدمی نے دل سے تو اسلام قبول نہ کیا ہو بلکہ دل میں ایک گونہ اسلام سے نفرت و بغض کا مادہ ہو لیکن کسی وجہ سے وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہو جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عبداللہ بن اُبی منافق تھا، یہ نفاق دراصل بدترین اور ذلیل ترین قسم کا کفر ہے۔ بعض بری عادتیں اور بدخصلتیں ایسی بھی ہیں جن کو منافقت سے خاص نسبت ہے۔ کسی صاحبِ ایمان پر اس کی پرچھائیں بھی نہیں ہونی چاہئیں۔ خدانخواستہ اگر کسی مسلمان میں ان عادتوں میں سے کوئی عادت ہے تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس میں یہ منافقانہ عادت ہے، اور اگر کسی میں بدبختی سے منافقوں والی وہ ساری عادتیں جمع ہو جائیں تو سمجھا جائے گا کہ وہ شخص اپنی سیرت میں پورا منافق ہے۔ الغرض ایک نفاق تو ایمان و عقیدے کا ہے جو دراصل بدترین کفر ہے، اس کے علاوہ کسی شخص میں منافقوں والی عادات ہیں تو یہ بھی ایک قسم کا نفاق ہے لیکن وہ عقیدے کا نہیں سیرت و کردار کا نفاق ہے۔ جس طرح ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ کفر و شرک اور اعتقادی نفاق کی نجاست سے بچے اسی طرح اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ منافقانہ سیرت اور منافقانہ کردار سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔ بعض دیگر احادیث میں نفاق کی مزید نشانیاں بتائی گئی ہیں مثلاً ایک حدیث میں ذکر ہے کہ جو شخص اس حال میں مرا کہ نہ تو اس نے جہاد کیا اور نہ اپنے جی میں اس کی تجویزیں سوچیں اور نہ تمنا کی تو وہ نفاق کی ایک صفت پر مرا"۔

پچھلے درس حدیث میں تو آپ یہ حدیث پڑھ چکی ہوں گی کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو نفاق والی نماز ہوئی کہ بے پروائی سے بیٹھا آفتاب کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ جب وہ زرد ہو گیا اور اس کے غروب ہونے کا وقت قریب آ گیا تو نماز کو کھڑا ہوا اور چڑیا کی طرح چار چونچیں مار کے ختم کردی اور اللہ کا ذکر بھی اس میں تھوڑا کیا۔"...... سب سے پہلے جو حدیث ذکر کی گئی اور اس کے بعد جو دو حدیثیں ذکر کی گئی ہیں ان میں درج ذیل منافقانہ خصلتیں آگئی ہیں۔ ۱: خیانت۔ ۲: جھوٹ۔ ۳: عہد شکنی۔ ۴: بدزبانی۔ ۵: نہ جہاد کرنا نہ جہاد کے لئے غور و فکر کرنا۔ ۶: تنگ وقت میں نماز جلدی جلدی ادا کرنا...... یہ سب منافقت کی علامات ہیں۔ آج ہم اپنے معاشرے پر نظر دوڑا کر دیکھیں کہ کس قدر لوگ ہیں ان بری عادات سے محفوظ ہیں، ایسے لوگ تو بہت نظر آئیں گے جن میں یہ ساری بری عادتیں پائی جاتی ہوں لیکن ایسے لوگ خال خال ملیں گے جو ان سے محفوظ ہوں، حالاں کہ اس کے برعکس ہونا چاہئے تھا۔ بہرحال ہر انسان اپنی ذات کا جواب دہ تو ہے اور اسے اپنی ذات کی حد تک تو ضرور منافقانہ اعمال و عادات سے محفوظ رہنے کا اہتمام کر لینا چاہئے۔ اس مختصری زندگی کو بھی انسان اگر بے فائدہ کاموں میں گزار دے اور نفع مند امور سے اجتناب کرے تو یہ اس کے لئے سراسر گھاٹے اور خسران کا سودا ہے۔

پریشانیوں میں اپنے رب کو پکاریے

لا الٰہ الا اللہُ العظیمُ الحلیم، لا الٰہ الا اللہُ ربُّ العرشِ العظیم، لا الٰہ الا اللہُ ربُّ السمٰوٰتِ وربُّ الارضِ ربُّ العرشِ الکریم۔

ترجمہ: کوئی مالک و معبود نہیں اللہ کے سوا وہ بڑی عظمت والا اور حلیم ہے، کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا وہ رب العرش العظیم ہے، کوئی مالک و معبود نہیں اللہ کے سوا وہ رب السمٰوات والارض اور رب العرش الکریم ہے۔

فائدہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو آپ کی زبان مبارک پر یہ کلمات جاری ہوتے۔

دعاء

حمد باری تعالیٰ

ممتاز اطہر

جو سورج کو شبِ تاریک میں مستور کرتا ہے
وہی اندر کی آنکھوں کو چراغِ طور کرتا ہے
چھلکتا ہے اسی کے ہاتھ سے رنگوں کا پیمانہ
ہواؤں میں جو ساری خوشبوئیں محصور کرتا ہے
دعاؤں کا قبول و رد اسی کے بس میں ہے اطہر
مرے بے صوت لفظوں کو بھی وہ منظور کرتا ہے

تعمیر فکر

دو خبریں

دو خبریں ہیں.....
بظاہر ان دونوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں، مگر پھر بھی ایک تعلق ہے۔ پہلی خبر تو فرانس کے دارالحکومت پیرس کی ہے جہاں مسلم خواتین نے حجاب پر پابندی کے خلاف مظاہرہ کیا ہے۔ فرانس کے صدر ژاک شیراک نے اعلان کیا تھا کہ ''ہر اس چیز پر پابندی لگادی جائے گی جو کسی مذہب کی علامت ہے۔'' حجاب ایک عرصے سے فرانسیسی حکومت کے نشانے پر ہے اور وقتاً فوقتاً حجاب کے سلسلے میں حکومت فرانس کا تکلیف دہ طرزِ عمل سامنے آتا رہتا ہے۔ پہلے یہ سلسلہ مختلف تعلیمی اداروں سے ہوتا ہوا عدالتوں تک پہنچا اور اب فرانس کے صدر نے اعلان کردیا ہے کہ ''اگلے تعلیمی سال سے سرکاری اسکولوں میں سر ڈھانپنے پر پابندی عائد کردی جائے گی۔'' اس پر فرانس میں موجود مسلم کمیونٹی میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے چناں چہ اسی تشویش کی وجہ سے انہوں نے پیرس میں اس پابندی کے خلاف مظاہرے بھی کئے ہیں۔ پیرس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ فن اور فیشن کا شہر ہے۔ دنیا بھر میں خواتین کے ملبوسات کے حوالے سے جو بھی نیا فیشن آتا ہے پیرس اس کا مرکز اور منبع ہوتا ہے۔ الٹے سیدھے، آڑھے ترچھے ڈیزائن جو انسانی جسم کو چھپانے کی بجائے چھپاتے ہیں، بعض ایسے لباس بھی ہوتے ہیں جنہیں محض ''دھجیوں'' کا نام دیا جاسکتا ہے اسے لباس کہنا لباس کی توہین ہے۔ اس پس منظر کو جاننے کے بعد آپ کے لئے یہ بات سمجھنی آسان ہوجائے گی کہ فرانسیسی قوم کا کلچر اور ثقافت کیا ہے اور وہ کیوں حجاب کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں۔ چوں کہ ان کی اپنی عورتیں ننگی ہیں، کاسیاتٌ عاریاتٌ، ممیلاتٌ، مائلاتٌ کا زندہ مصداق ہیں، اس لئے وہ نہیں چاہتے کہ دوسری قومیں خصوصاً مسلم خواتین ساتر لباس پہنیں چناں چہ اس سلسلے میں باقاعدہ قانون بنایا جارہا ہے۔ یہاں یہ بات آپ کے علم میں اضافہ ہوگی کہ سرکاری اسکولوں میں پڑھنے والی مسلم بچیاں مکمل شرعی پردہ نہیں کئے ہوتی ہیں بلکہ انہوں نے صرف اپنا سر اسکارف کے ذریعے ڈھانپا ہوتا ہے۔ چہرہ کھلا ہوتا ہے مگر اس پر بھی فرانس کی حکومت کو اعتراض ہے اور وہ چاہتی ہے سر پر لیا گیا اسکارف بھی اتار دیا جائے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ انتہا پسندی نہیں؟ طالبان پر مغربی اور یورپی ممالک سب سے بڑا الزام لگاتے تھے کہ انہوں نے عورتوں کی آزادی چھین لی ہے، فرانس اپنے آپ کو ایک مہذب ملک کہلاتا ہے کیا وہ خود اسی انتہا پسندی کا شکار نہیں ہورہا؟ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا بات ہو رہی تھی حجاب کی کہ حجاب دراصل مسلم خواتین کا امتیازی اسلامی شعار ہے۔ یہ عورت کے تحفظ اور آزادی کا ضامن ہے۔ شرعی پردے میں رہنے والی خاتون کو جو دینی و دنیاوی فوائد و ثمرات حاصل ہوتے ہیں وہ ہر عقل سلیم رکھنے والے پر عیاں ہیں، خود مغرب کی غیر مسلم عورتیں بھی اس کی افادیت کی قائل ہیں۔ فرانس ہی کی بات ہے کہ ایک خاتون مبلغہ کی تبلیغ سے متاثر ہوکر ایک ہی دن میں ایک سو نو نومسلم خواتین نے برقعے سلوائے تھے۔ فرانس ہی کی ایک نومسلم خاتون ''نوریہ'' جنہیں پردہ کرنے کے ''جرم'' میں اسکول سے نکالا جاچکا ہے کا کہنا ہے کہ ''میں پہلے بہت زیادہ پختہ مسلمان نہ تھی مگر پردہ کے مسئلے نے مجھے اور پکا مسلمان کردیا ہے اور اب میری ایمانی قوت میں اضافہ ہوا ہے۔'' شاید یہی وجہ ہے کہ مغربی تہذیب کے علم برداروں نے اپنی ہمہ نوع چیرہ دستیوں اور سازشوں کے ذریعے سے مسلم خواتین کے دینی شعار ''پردہ'' کو اپنا خاص ہدف بنایا ہے اور پورے زور و شور سے اس کو ختم کرنے کی کوششیں کی ہیں، جہاں طاقت کے ذریعے بس چلا وہاں طاقت کا استعمال کیا اور جہاں طاقت نہ چل سکی وہاں عریانی و فحاشی کے آلات کے ذریعے اس کو ختم کیا جارہا ہے تاکہ مسلم دنیا میں بے پردگی عام ہو۔ جہاں بے پردگی عام ہوجائے وہاں کیا ہوتا ہے اس کا اندازہ ایک دوسری خبر سے ہوسکے گا۔ امریکا سے خبر ہے کہ ''امریکا کی ہر چوتھی عورت کو اپنے بوائے فرینڈ یا شوہر کے ہاتھوں بے آبرو ہونا پڑتا ہے، ہر 45 سیکنڈ کے بعد ایک عورت بے آبرو ہوجاتی ہے اور ہر سال سترہ لاکھ خواتین زنا بالجبر کا شکار ہوتی ہیں اور ہر سال کئی لاکھ کم عمر لڑکیاں بغیر رشتۂ ازدواج کے مائیں بن جاتی ہیں''۔ یہ اعداد و شمار امریکا کے ہی ایک ادارے کے جمع کردہ ہیں۔ انہیں پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ امریکی معاشرہ انسانوں کا نہیں درندوں جنگلیوں، کتوں بلوں کا ہے..... یہ ہے بے پردگی کا انجام۔ امید ہے آپ کو بھی دونوں خبروں میں تعلق معلوم ہوگیا ہوگا۔ والسلام۔ محمد احمد حافظ۔

خط و کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301 موبائل: 03009213888
خواتین کا اسلام اب انٹرنیٹ پر بھی www.dailyislam.net.pk

خواتین کے دینی مسائل

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

حالت احرام میں چہرے کا پردہ:

سوال: بہت سی عورتیں حج کے دوران چہرے کا پردہ نہیں کرتیں حتیٰ کہ منیٰ وعرفات اور دیگر مقامات مقدسہ میں بھی کھلے منہ پھرتی ہیں، ان کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ اگر حج میں بھی چہرے کا پردہ ضروری ہے تو اس کی صورت کیا اختیار کی جائے؟ (ام محمد، کراچی)

جواب: خواتین پر پردہ حالت احرام میں بھی ایسے ہی فرض ہے جیسے بغیر احرام کے عام دنوں میں۔ لیکن دوران احرام اس کا اہتمام ضروری ہے کہ چہرے پر کپڑا نہ لگے۔ اور تھوڑی سی احتیاط سے یہ مقصد بآسانی حاصل ہوسکتا ہے، مثلاً ولایتی ہیٹ (جو شہروں میں عام دستیاب ہے) لے کر اس کے سامنے کے حصہ پر جو چھجا کی طرح آگے لگا ہوتا ہے باریک کپڑے کا نقاب سی لیا جائے تو چہرے کا پردہ ہو جائے گا لیکن ضروری ہے کہ نقاب اس قدر باریک نہ ہو کہ اس سے چہرے کا رنگ جھلکے اور یہ کہ نقاب کو ہاتھ سے تھامے رکھیں کہ ہوا سے اڑ اڑ کر چہرے پر نہ لگے، یا کوئی سا طریقہ اختیار کرلیا جائے جس سے چہرے کا پردہ بھی ہو جائے اور اس پر کپڑا بھی نہ لگے۔

چہرہ ڈھانپنے کا کفارہ:

سوال: اگر عورت حالت احرام میں چہرہ کپڑے سے ڈھانپ لے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

جواب: ایک دن یا ایک رات تک چہرہ ڈھانپنے پر دم واجب ہوتا ہے۔ دن یا رات سے کم لیکن کم از کم ایک گھنٹہ ڈھانپنے پر صدقۂ فطر کی مقدار میں صدقہ کرنا واجب ہے، گھنٹے سے کم وقت پر ایک مٹھی گندم کا صدقہ واجب ہے۔ اگر چہرے پر کپڑا لگتے ہی فوراً ہٹالے تو کوئی چیز واجب نہیں۔ خواہ کپڑا بار بار لگتا رہے۔ لیکن حتی الامکان اس سے بچنا چاہئے (غنیۃ ص: ۱۳۷)

عورتوں کا سر پر رومال باندھنا:

سوال: آج کل اکثر عورتیں احرام میں سفید رومال سر پر باندھتی ہیں اس کی کیا اصل ہے؟ کیا یہ بھی احرام کا حصہ ہے؟

جواب: یہ رسم بے اصل ہے اس کا احرام سے کوئی تعلق نہیں، رومال باندھنا فی نفسہ جائز ہے بلکہ عورت اگر اس نیت سے باندھے کہ غیر محرم مردوں سے سر کا مکمل پردہ ہو یا یہ کہ احرام میں سر سے کوئی بال ٹوٹ کر نہ گرے تو یہ مستحسن ہے۔ بشرطیکہ رومال صرف سر پر ہو اور پیشانی کھلی رکھی جائے، لیکن عورتوں نے واجب کی طرح اس کا التزام کرلیا ہے اور اسے احرام کا ایک لازمی جزء سمجھا جانے لگا ہے۔ حالانکہ عوت کا احرام چہرے میں ہے اس کا سر سے تعلق نہیں۔ اس التزام و غلو نے اسے ایک طرح کی بدعت بنادیا ہے اس لئے اس کی اصلاح ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب قدس سرہ لکھتے ہیں:

عورتیں احرام میں سر پر رومال باندھنا ضروری سمجھتی ہیں اور اس کو احرام سمجھتی ہیں یہ جہالت اور بدعت ہے، غیر محرم سے سر اور چہرے کا پردہ فرض ہے۔ اور بالوں کی حفاظت کے لئے سر پر رومال باندھنا بھی فی نفسہ جائز ہے، مگر چونکہ عوام اس کو احرام سمجھنے لگے ہیں اور رومال باندھنے سے ان کے غلط عقیدے کی تائید ہوتی ہے اس لئے بہرصورت اس سے احتراز لازم ہے، پردے کے لئے برقع یا چادر کافی ہے، نقاب یا چادر چہرے پر اس طرح لٹکائیں کہ کپڑا چہرے سے نہ چھوئے، بعض عورتیں وضو کے وقت بھی سر سے رومال نہیں کھولتیں اور رومال پر مسح کرتی ہیں ان کا نہ وضو ہوتا ہے نہ نماز۔ (احسن الفتاویٰ ص: ۵۷۶۔ ج: ۴)

حج وعمرہ کی دعائیں:

سوال: مسائل حج کی کتابوں میں طواف اور دیگر مواقع کی جو طویل دعائیں درج ہیں ان کی حیثیت کیا ہے؟ ان کا پڑھنا فرض ہے یا واجب یا سنت؟ اور ان کا پڑھنا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ مفصل جواب دیجئے۔ (ام محمد)

جواب: ان دعاؤں کا پڑھنا فرض و واجب یا سنت نہیں، ان میں جو دعائیں ماثورہ ہیں ان کا پڑھنا مستحب اور بقیہ دعاؤں کا پڑھنا مستحسن ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مطاف ہو یا مسعیٰ۔ بیر زمزم ہو یا مقام ابراہیم یا دیگر مقامات حج، یہ سب مقامات نہایت متبرک و مقدس مقامات ہیں۔ عام جگہوں کی بنسبت ان جگہوں پر قبولیت دعاء کی زیادہ امید ہے۔ اس لئے حج وعمرہ کرنے والے ہر مسلمان کو چاہئے کہ ان مقامات پر ذکر و دعاء کا خاص اہتمام کرے۔ لیکن آداب دعاء کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ جن میں ایک ضروری ادب یہ ہے کہ دعاء تضرع و عاجزی کے ساتھ خاموشی سے کی جائے۔ آج کل دوران طواف جتھوں کی شکل میں مل کر لوگ بلند آواز سے دعائیہ کلمات پڑھتے ہیں یہ چیز آداب دعاء کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ عبادت میں مشغول دوسرے مسلمانوں کے لئے باعث ایذاء و تشویش بھی ہے، مزید یہ کہ ان دعائیہ کلمات کو سننے سمجھنے کے لئے بعض اوقات لوگ طواف روک کر ٹھہر جاتے ہیں۔ یہ بھی سخت مکروہ ہے۔ پھر ان دعاؤں کا التزام اس درجہ ہوگیا ہے کہ عوام نے ان کو طواف کا ایک لازمی جز سمجھ لیا ہے، ان مفاسد کی بناء پر یہ طریقہ واجب الترک ہے، صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص خشوع خضوع کے ساتھ خاموشی سے اپنی اپنی دعاء میں مشغول رہے۔ اگر عربی الفاظ کے معانی و مطالب معلوم ہوں تو عربی میں ورنہ اپنی زبان میں دعاء کرے۔ چند ماثورہ دعاؤں کے سوا جو طویل دعائیں کتابوں میں درج ہیں ان کی خصوصیت نہیں۔ کوئی سی دعاء بھی کی جاسکتی ہے۔ بلکہ دعاء کی بجائے کوئی ذکر و تلاوت کرتا رہے۔ یا کچھ پڑھے بغیر خاموشی سے طواف کرے تب بھی حرج نہیں۔ اس سے طواف میں کمی نہیں آجائے گی۔ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

معلم لوگ طواف میں حاجیوں سے بعض خاص دعائیں پڑھواتے ہیں جو عام طور سے بیچارے حاجیوں کو یاد نہیں ہوتیں اور نہ وہ بے چارے ان کے کسی لفظ کا مطلب سمجھتے ہیں۔ یہ نہایت مہمل اور غلط طریقہ ہے۔ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ طواف کے لئے کوئی خاص دعا ہرگز ضروری نہیں ہے۔ (آپ حج کیسے کریں ص: ۳۳) حضرات علماء کرام پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ عوام کو یہ مسئلہ سمجھائیں اور بار بار سمجھائیں کہ کتابوں میں درج حج وعمرہ کی تمام دعائیں حدیث کی دعائیں نہیں، اس لئے ان کو مسنون یا مستحب نہ سمجھا جائے۔ نہ ہی سنت کی طرح التزام کیا جائے اور یہ کہ یہ دعائیں انفرادی نوعیت کی ہیں۔ جتھے بنا بنا کر ان کو اجتماعی شکل میں پڑھنا اور ان میں آواز بلند کرنا بدعت ہے۔

حج کے مقاصد اور حکمتیں

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے چوتھا رکن ہے، حج کا عمل اور فریضہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل بھی ادا کیا جاتا تھا۔ قرآن کریم میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام تعمیرِ کعبہ سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا ''اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو، لوگ تمہارے پاس پیدل بھی آئیں گے اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی'' آپ نے تعمیلِ ارشاد میں پہاڑ پر چڑھ کر اعلان فرمادیا، اللہ نے جنہیں یہ اعلان سنانا تھا اپنی قدرتِ کاملہ سے سنا دیا، تب سے لے کر اب تک یہ فریضہ ادا کیا جارہا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک ادا ہوتا رہے گا، مقاماتِ حج تک جانے کے لیے آج کل اگر جدید ذرائعِ حمل ونقل استعمال ہورہے ہیں تو ماضی میں جب نہ ہوائی جہاز تھے نہ کاریں اور ریل گاڑیاں، اس وقت تشنگانِ عشق پاپیادہ، بادبانی کشتیوں، اونٹوں اور گدھوں گھوڑوں پر طویل مسافتیں طے کر کے آتے تھے اور اپنی آنکھوں کی پیاس زیارتِ حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً سے بجھاتے تھے، سوال اٹھایا گیا ہے کہ حج کی فرضیت میں کیا مقاصد اور حکمتیں پوشیدہ ہیں، اس سوال کا جواب دینا اس لیے بھی ضروری ہے کیونکہ اب ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو حج کو ایک ''بین الاقوامی سیاسی کانفرنس'' قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے کل کلاں یہی لوگ یہ سوال بھی اٹھا سکتے ہیں کہ یہ ''کانفرنس'' ہر سال مکہ ہی میں کیوں منعقد ہوتی ہے۔ جنیوا، پیرس، نیویارک، لندن، کراچی اور لاہور میں اس کا انعقاد کیوں نہیں کیا جاتا، تو جان لیجئے کہ حج اس لیے فرض کیا گیا ہے کہ:

● انسان کی فطرت میں ایک ایسی چیز کی جستجو داخل ہے جسے وہ اپنی ان مادی آنکھوں سے دیکھ سکے، اس کے ذریعے وہ اپنے تقاضاءِ وصال کی تسکین کر سکے جو ہمیشہ سے اس کے خمیر میں ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی ظاہری اور محسوس چیزیں مقرر کی ہیں جو اس کی ذاتِ اقدس کے ساتھ خصوصی تعلق رکھتی ہیں اور ان پر اس کی رحمت کی ایسی تجلی نازل ہوتی ہے کہ ان کو دیکھ کر ہی خدا یاد آجاتا ہے، ان کی تعظیم کو اللہ نے خود اپنی تعظیم قرار دیا ہے، ایسی چیزوں کا نام اس نے ''شعائر اللہ'' رکھا ہے، کعبہ بھی ان میں سے ایک ہے، اس کے اندر اللہ نے ایسی کشش رکھی ہے کہ عاشقانِ الٰہی اس کی زیارت کے لیے بے تاب رہتے ہیں، جو اس تک پہنچ نہیں پاتے وہ روتے اور تڑپتے ہیں اور جنہیں اللہ تعالیٰ حج کی سعادت نصیب فرمادیتا ہے وہ قرب ووصال کے حاصل ہونے پر سجدہ ہائے شکر بجالاتے ہیں۔

● انسان کوئی ایسا مشینی پرزہ نہیں ہے جو کسی خاص قانون کے مطابق ایک دائرہ میں گردش کرتا رہتا ہے، وہ عقل بھی ہے، دل بھی، ایمان بھی ہے اور وجدان بھی، اطاعت بھی ہے اور محبت بھی، اس کا اپنے رب کے ساتھ محض قانونی اور عقلی رشتہ نہیں ہے بلکہ یہ محبت اور عشق کا رشتہ بھی ہے، یہ عشق ہے جو اس کے دل کو گرم اور آنکھوں کو نم کر دیتا ہے، اس سے دعا میں رقت کی کیفیت اور دل میں سرفروشی کا جوش پیدا ہوتا ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ محبت اور شوق ایک زندہ اور سلیم الطبع انسان کی حقیقی ضرورت ہے، وہ اس کی تسکین کے لیے ہمیشہ طلب اور جستجو میں رہتا ہے، یہی محبت اور شوق اور یہی طلب اور جستجو ہے جو اسے اس دنیا میں پہنچا دیتی ہے جہاں محبت کی فرماں روائی اور شوق کی حکمرانی ہے، رنگ ونسل اور ملک ووطن کی حد بندیاں ختم ہوجاتی ہیں اور جہاں وہ اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مل کر اللہ کی حمد کا یہ ترانہ گاتا اور نعرۂ محبت لگاتا ہے۔

لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک.

اے میرے اللہ! میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور نعمتیں تیرے ہی لیے زیبا ہیں اور حکومت وبادشاہت بھی تیرا ہی حق ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

● حج حقیقت میں عقل اور مادیت کے پرستاروں کے خلاف نعرۂ بغاوت ہے اسی لیے دورانِ حج ایسے اعمال اور ایسی نقل وحرکت کی جاتی ہے جن کی حقیقت تک عقل کی رسائی نہیں ہوسکتی، مثال کے طور پر رمی جمار (شیطان کو ایک خاص جگہ پہنچ کر پتھر مارنا) صفا مروہ کے درمیان بار بار دوڑنا، منیٰ سے عرفات، عرفات سے مزدلفہ اور مزدلفہ سے دوبارہ منیٰ چلے آنا، سلا ہوا لباس اتار کر مارے مارے پھرنا، کعبہ کے ارد گرد چکر لگانا یہ سب ایسے اعمال ہیں جن کے معنی اور مفہوم سمجھنے سے عقل قاصر رہتی ہے، جس کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے اندر حکم کو محض حکم سمجھ کر بجالانے کا جذبہ پیدا ہو اور اس عقل کو تھوڑی دیر کے لیے اپنے اس منصب سے ہٹا دیا جائے جو ہر چیز کو منطق وفلسفہ اور دلیل وحجت کے پیمانہ سے ناپتی ہے، شاید اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر خصوصیت کے ساتھ یہ الفاظ ارشاد فرمائے

لبیک لحجة حقاً تعبداً ورقاً

لبیک حج پر سچے دل کے ساتھ، غلامی اور عبدیت کے جذبہ کے ساتھ۔

حج کے علاوہ یہ الفاظ آپ نے کسی اور عبادت حتی کہ نماز کے لیے بھی استعمال نہیں فرمائے۔

● حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ حج کی حکمت اور حقیقت پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''حج کی حقیقت یہ ہے کہ صالحین کی ایک بڑی جماعت ایک خاص زمانہ میں جمع ہو اور ان لوگوں کا حال یاد کرے جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا۔ مثلاً انبیاء وصدیقین، شہداء وصالحین اور اس جگہ جمع ہو جہاں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں موجود ہیں اور جہاں ائمہ دین اور صالحینِ امت شعائر اللہ کی تعظیم میں سرشار ہو کر گڑگڑاتے، روتے ہوئے خیر وبخشش کے طالب اور کفارہ سیئات کے امیدوار بن کر آئے ہیں اس لیے کہ جب ہمتیں اس کیفیت کے ساتھ جمع ہوتی ہیں تو رحمت ومغفرت کے نزول میں تخلف نہیں ہوتا۔'' (حجۃ اللہ البالغہ)

● حج کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ ملتِ حنفی کے امام حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تعلق کی تجدید کی جائے، ان کی زندگی اپنے سامنے رکھ کر اپنی زندگی کا موازنہ کیا جائے اور اجتماعی طور پا اپنا محاسبہ کرتے ہوئے گمراہ قوموں کے اثرات اور برے اخلاق سے اپنے آپ کو پاک کیا جائے۔

● حجاجِ کرام حرمین شریفین کی زیارت اور مناسکِ حج کی ادائیگی سے دل کے سرد خانہ کو پھر سے گرم اور روشن کرتے ہیں، مساوات اور اتحاد کا عملی سبق حاصل کرتے ہیں وہاں سجدے کرتے ہیں جہاں کبھی سابقین اولین، شہداء اور صالحین بلکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے کیے تھے، وہ آقا کے حضور بلاواسطہ درود وسلام کے نذرانے پیش کرتے ہیں، آقا کے شہر اور گلی کوچوں میں پھرتے ہیں، یہ چلت پھرت انہیں صدیوں پیچھے لے جاتی ہے، پھر ان میں جو مخلصین ہوتے ہیں وہ اپنے دامنِ دل کو صدیوں کی خوشبو سے معطر کر لیتے ہیں، وہ وہاں سے یوں پاک صاف ہو کر لوٹتے ہیں جیسے اس دن پاک صاف تھے جس دن شکمِ مادر سے پیدا ہوئے تھے۔ جی ہاں! حاجی واقعی نیا جنم لیتا ہے بشرطیکہ وہ واقعی حاجی ہو۔

(اس مضمون کا زیادہ تر حصہ حضرت مولانا علی میاں نور اللہ مرقدہ کی مشہور کتاب ''ارکانِ اربعہ'' میں حج کے بارے میں لکھے گئے مضمون کی تلخیص پر مبنی ہے)

جو ایک کی بندی نہیں بنتی

اسے ہزاروں کی باندی بننا پڑتا ہے

بنت عبداللہ، کراچی

نہیں جھکتا جو سر اللہ کے احکام کے آگے
اسے جھکنا پڑے گا ناتواں اصنام کے آگے

میری محترم بہنو! جو ایک اللہ کی بندی نہیں بنتی اسے ہزاروں کی باندی بننا پڑتا ہے اسے ہزاروں کی نوکرانی بننا پڑتا ہے، جو عورت بالکل بے پردہ یا بغیر شرعی برقع کے باہر نکلتی ہے اور اللہ کے حکم کو نہیں مانتی آپ یہ نہ سمجھیں کہ وہ آزاد ہے۔ یاد رکھئے! جو ایک اللہ کی غلامی میں نہیں اس کو سینکڑوں ہزاروں کی غلامی اختیار کرنی پڑتی ہے، جو ایک کی ہوجائے ایک کی غلامی اختیار کرلے اس کو سب سے آزادی مل جاتی ہے اور اس کا دل اللہ تعالیٰ سکون سے بھر دیتے ہیں، ایک بے پردہ خاتون سے آپ پوچھئے کہ آپ کو برقع پہننے میں کیا چیز مانع ہے، آپ پردہ کیوں نہیں کرتیں؟ وہ کہے گی معاشرہ کی وجہ سے، رشتہ داروں کی وجہ سے، خاندان کی وجہ سے، معلوم ہوا کہ احکم الحاکمین کی غلامی چھوڑ کر معاشرہ کی غلام ہے خاندان کی، منیجر کی، پرنسپل کی، ڈائریکٹر کی، سسرال کی، سہیلیوں کی، دفتروں میں کلرکی کے منصب پر بیٹھ کر افسروں کی غلام ہے، ایئر ہوسٹس بن کر ہوائی جہاز کے لاکھوں مسافروں کی، ریسپشن (Reciption) اور استقبالیہ کی سیٹ پر بیٹھ کر تمام آنے جانے والوں کی، سیکریٹری بن کر اجنبی مردوں کی غلام ہے، اسی طرح یہ عورت لاکھوں کی غلام بن گئی۔ صرف احکم الحاکمین کی غلامی چھوڑ کر آزادی کے دل فریب نعروں کی آڑ میں عورت کو گھسیٹ کر سڑکوں پر لایا گیا اسے دفتروں میں کلرکی عطا کی گئی ''اسے'' ''اسٹینوٹائپسٹ'' بننے کا اعزاز ملا اسے تجارت چمکانے کے لئے ''سیلز گرل'' اور ''ماڈل گرل'' بننے کا شرف بخشا گیا اس کے ایک ایک عضو کو برسر بازار رسوا کرکے گاہکوں کو دعوت دی گئی کہ آؤ اور ہم سے مال خریدو یہاں تک کہ وہ عورت جس کے سر پر دین فطرت نے عزت وآبرو کا تاج رکھا تھا اور جس کے گلے میں عفت وعصمت کے ہار ڈالے تھے۔ لیکن آج عورت تجارتی اداروں کیلئے ایک شوپیس بن کر رہ گئی، ہر ایڈورٹائزبورڈ پر عورتوں کی تصاویر بنی ہوئی ہیں، دوکانوں میں عورتوں کے مجسموں کو اپنی اشیاء کے شو کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ دوکان دار کہتے ہیں کہ اس کے بغیر ہماری بکری نہیں ہوتی۔ آج کی نئی تہذیب کا عجیب فلسفہ ہے کہ اگر ایک عورت اپنے لئے اور اپنے شوہر کیلئے اپنے بچوں کے لئے کھانا تیار کرتی ہے تو یہ رجعت پسندی اور دقیانوسیت ہے، اگر وہی عورت ہوائی جہاز میں ایئر ہوسٹس بن کر سینکڑوں انسانوں کی ہوس ناک نگاہوں کا نشانہ بن کر ان کی خدمت کرتی ہے تو اس کا نام آزادی ہے اور جدت پسندی ہے، اگر عورت گھر میں رہ کر ماں، باپ، بہن بھائیوں کیلئے خانہ داری کا انتظام کرے تو وہ قید اور ذلت ہے لیکن دکانوں پر سیلز گرل بن کر اپنی مسکراہٹوں سے گاہکوں کو متوجہ کرے یا دفاتر میں اپنے افسروں کی ناز برداری کرے تو یہ آزادی ہے اور اعزاز ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

میری بہنو! آج ہم لوگوں کی حیاء کہاں چلی گئی، ذرا سوچئے تو سہی چہرے کی آنکھیں بند کرکے اور دل کی آنکھیں کھول کر! ہمیں احساس کیوں نہیں؟

ہمارے دل سے آخرت کا ڈر اور خوف کہاں چلا گیا؟ یہ ہماری کوتاہیاں، یہ ہمارے ہی گناہ ہیں جس کی دلدل میں ہم دھنستے چلے جارہے ہیں۔

ہائے افسوس! آج ہمیں کیا ہوگیا ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم اب بھی اپنے اندر حیاء پیدا کریں اللہ تعالیٰ بے حیائی کرنے والوں کی جلدی پکڑ فرماتے ہیں۔ جو عورت اپنے پیدا کرنے والے مالک کے حکموں کو ماننے والی بن گئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی پیروی کرنے والی بن گئی وہ انسانیت کے شرف سے مالا مال ہوگئی اس کا نفس مہذب ہوگیا، انس والفت کا مجسمہ اور محبت واخوت کا پتلا بن گئی تو وہ دوسروں کی خاطر تکلیف برداشت کرسکتی ہے۔ سہیلیوں اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک رکھتی ہے۔ اس سے جو بھی قریب ہوگا خوش رہے گا اس کی حیاء اور اچھے اخلاق گھر والوں کو پڑوسیوں کو گرویدہ کردینگے۔ اگر کسی بھی عورت کے اندر شرم وحیاء اور دوسری ساری اچھی صفات پیدا ہوجائیں تو اس کا درجہ ومرتبہ مردوں سے بھی اونچا ہوجائے گا اور وہ جنت میں مردوں سے پہلے جائے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان بہنو! اس دنیا کی زندگی میں پردہ کرنا کوئی قید نہیں، اصل ناکامی اور قید تو آخرت کی ہے۔

ماں کی یاد

مرسلہ: بنت محمد اشرف، ملتان

اندھیرے میں جو گھبراؤں مجھے تم یاد آتی ہو
اکیلے میں جو ڈر جاؤں مجھے تم یاد آتی ہو
تیری یادیں ہیں اب سہارا زندگانی کا
جہاں بھی میں چلی جاؤں مجھے تم یاد آتی ہو
خلوت ہو یا جلوت ساتھ ہو تم ہر لمحہ میرے
میں جاگوں یا سوجاؤں مجھے تم یاد آتی ہو
میرے گرنے پر تھامے گا لپک کر کون اب مجھ کو
میں جب بھی لڑکھڑا جاؤں مجھے تم یاد آتی ہو
مجھے معلوم ہے تم اب نہ لوٹو گی کبھی، پھر بھی
میں روؤں اشک برساؤں مجھے تم یاد آتی ہو
تمہیں ملنے کو یہ دل ہر گھڑی بے چین رہتا ہے
میں اس کو کیسے سمجھاؤں مجھے تم یاد آتی ہو

ایک نیا سلسلہ

''عبرت آموز''

ایک نیا سلسلہ

''خواتین کا اسلام'' میں عن قریب ایک نیا سلسلہ ''عبرت آموز'' کے نام سے شروع کیا جارہا ہے، جس میں ایسی آپ بیتیاں اور جگ بیتیاں اور واقعات شامل ہوں گے جو عبرت آموز ہوں اور ان میں کوئی نہ کوئی سبق بھی پنہاں ہو، یقیناً آپ کو بھی اپنی زندگی میں اس طرح کے بے شمار واقعات سے سابقہ پڑا ہوگا جو آپ کے دل ودماغ پر نقش ہوگئے ہوں اور ان میں عبرت وموعظت کا کوئی نہ کوئی سبق موجود ہوگا...... تو پھر آپ قلم اٹھائیے اور اس طرح کا واقعہ تحریر کرکے ہمیں بھیجئے۔ ''خواتین کا اسلام'' میں اسے جگہ دی جائے گی۔

انسان کے چھ سفر

جب سے انسان کی تخلیق کی گئی ہے اس وقت سے وقت قرار تک ہم چھ سفروں میں منتقل ہوتے رہیں گے۔ ہمارا پہلا سفر مٹی سے خمیر کا ہے، دوسرا پشت سے رحم کا ہے، تیسرا رحم سے زمین کا ہے، چوتھا زمین کی پشت سے قبر کا ہے، پانچواں قبر سے محشر کا ہے، چھٹا محشر سے مقام اقامت کا ہے (جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف) ہم نے آدھا راستہ طے کرلیا ہے اور باقی بہت کٹھن ہے۔ اے برادر! دنیا سے دور رہ کیونکہ دنیا ایک تاریک راہ گزر ہے اس سے اپنی حسب ضرورت غذا حاصل کر اور یہ بھی یاد رکھ کہ تونے بھی مرنا ہے۔ (ماخوذ: آنسوؤں کا سمندر) (اخت محسن الیاس۔ کراچی)

حسد کی برائی اور اس کا علاج

کسی کو کھاتا پیتا یا پھلتا پھولتا، عزت آبرو سے رہتا ہوا دیکھ کر دل میں جلنا اور رنج کرنا اور اس کے زوال سے خوش ہونا اس کو حسد کہتے ہیں، یہ بہت بری چیز ہے۔ حسد کرنے والے کی دنیا اور دین دونوں بے مزہ ہوجاتے ہیں اس لئے اس آفت سے نکلنے کی بہت کوشش کرنی چاہئے۔ حسد کا علاج یہ ہے کہ پہلے یہ سوچے کہ میرے حسد کرنے سے مجھ ہی کو نقصان اور تکلیف ہے اس کا کیا نقصان؟ اور میرا نقصان یہ ہے کہ میری نیکیاں برباد ہورہی ہیں کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ ''حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھالیتی ہے'' جس پر حسد ہوا ہے دوسرے لوگوں کے روبرو اس کی تعریف کریں اور یوں کہیں کہ اللہ پاک کا شکر ہے کہ جس نے اُس کو ان نعمتوں سے نوازا اللہ اس کو اور زیادہ دے۔ جہاں اس شخص سے ملنا ہو اس کی تعظیم کریں اور عاجزی سے پیش آئیں۔ پہلے پہلے ایسے برتاؤ سے نفس کو بہت تکلیف ہوگی مگر رفتہ رفتہ آسانی ہوجائے گی اور حسد جاتا رہے گا۔ (ماخوذ از: بہشتی زیور ساتواں حصہ) (مرسلہ: ا، ر۔ ملتان)

دیور سے بے پردگی اور ہنسی مذاق حرام ہے

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار عورتوں کے پاس آنے جانے سے بچو۔ تو ایک انصاری نے آپ سے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اور دیور (یعنی یہ کیا بھابھی کے پاس نہ جائے) اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ تو موت ہے یعنی عفت یا ایمان کے اعتبار سے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۸۷)

اس حدیث پاک میں دیور کو بھابھی کے لئے موت کہا گیا ہے۔ شرح بخاری میں ہے کہ جس طرح موت سے آدمی بچتا ہے اس طرح دیور سے بھابھی کو بچنے کی تاکید کی گئی۔ اصل میں بھائی کی بیوی ہونے کی وجہ سے شیطان یہاں بہت دخیل ہوتا ہے، اسی وجہ سے ہمارے ماحول میں دیور کا بھابھی سے ہنسی مذاق اور بے تکلفی کا ماحول ہے یہ سب حرام ہے، ناجائز ہے۔ دیور کا بھابھی سے بے پردگی اور ہنسی مذاق ایک حق سمجھا جاتا ہے، حالانکہ ہنسی مذاق تو دور کی بات بلا ضرورت بات بھی نہیں کرنی چاہئے۔ مردوں کو بھی چاہئے کہ بھابھی سے پردہ کریں آج دیور سے پردہ کرلوگی، اور ان سے ہنسی مذاق بند کروگی تو کل جنت میں مزے کی زندگی گزاروگی۔ (بحوالہ جنتی عورت) (زوجہ عبدالناصر بنگالی بلوچ۔ کراچی)

شوہر سے طلاق مانگنے پر جنت حرام

''حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اپنے شوہر سے بلا کسی ضرورت شدیدہ و پریشانی کے طلاق مانگے اس پر جنت حرام ہے۔''

فائدہ: طلاق اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہے کیونکہ اس سے دو خاندانوں کے درمیان عناد اور مخالفت پیدا ہوتی ہے۔ تعلقات ٹوٹتے اور خراب ہوتے ہیں، اسی وجہ سے طلاق کے مطالبہ پر سخت وعید ہے کہ ایسی عورت جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گی جبکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی دوری سے آئے گی۔

عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ شوہر بیوی میں لڑائی ہوجاتی ہے، گھریلو زندگی میں ایسی باتیں پیش آجاتی ہیں سو عورت مارے غصہ کے کہتی ہے کہ ہمیں چھوڑ دیجئے، بسا اوقات شوہر غصہ اور غیظ میں ہونے کی وجہ سے کہتا ہے جاؤ۔ بیوی کو ہرگز زبان سے ایسی بات نہ نکالنی چاہئے کہ جہاں مرد کو پریشانی بھگتنی پڑتی ہے وہاں عورت کی زندگی بھی اجیرن بن جاتی ہے۔ چھوٹے بچے ہوں تو اور پریشانی ہوتی ہے، دین و دنیا خراب ہوتے ہیں۔ جہاں تک ہوسکے برداشت کیا جائے، طلاق کی نوبت نہ آنے دی جائے۔ (زوجہ عبدالناصر بنگالی۔ کراچی)

گیسوئے اُردو ابھی منت پذیر شانہ ہے

بنت کلیم اللہ قیصرانی

زبان ثقافت کا ایک اہم جزو ہے کیونکہ خیالات، احساسات اور جذبات کے اظہار کے لئے زبان اہم ترین ذریعہ ہے۔ زبان قوم کی شناخت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قوم اپنی زبان کو عزیز رکھتی ہے اور اس کے فروغ و ترقی کے لئے مناسب اقدامات کرتی ہے۔ زبان زندگی کا نہایت اہم جزو ہے زندگی کے ہر شعبے کے ساتھ اس کا لگاؤ اس قدر گہرا ہے کہ تہذیب کی ترقی جو ہم اس وقت دیکھتے ہیں اس میں بہت کچھ زبان کا دخل پایا جاتا ہے۔ زبان کی ترقی درحقیقت عقل کی ترقی، قومیت کی ترقی اور انسانیت کی ترقی ہے۔ پاکستان کی قومی زبان اردو ہے۔

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زبان کی

یہ وہ واحد زبان ہے جو برصغیر پاک و ہند کے طول و عرض میں معمولی تبدیلیوں کے ساتھ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اس میں دوسری بہت سی زبانوں کے الفاظ گھل مل گئے ہیں۔ اردو زبان کا مطلب ہے۔ لشکر ''ترکی'' میں لشکر کو ''اردو'' کہتے ہیں پاکستان کے لئے اردو کی خصوصی اہمیت ہے، یہ مسلمہ طور پر پاکستان کی واحد قومی زبان ہے، مگر آج کل لمحہ فکریہ یہ ہے کہ ہماری روزمرہ کی بول چال میں انگریزی الفاظ کا استعمال بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے جابجا انگریزی بولنے کی عادت پڑ چکی ہے۔ بچہ جیسے ہی اسکول جانے کے قابل ہوتا ہے اسے انگلش میڈیم اسکول میں داخل کروا دیا جاتا ہے۔ پھر بچے شروع سے ہی انگریزی، اردو کی ملی جلی زبان کے عادی بن جاتے ہیں۔ انگلش میڈیم اسکولوں میں سارا زور انگلش سکھانے پر ہوتا ہے، اردو پڑھانے میں انتہائی کم توجہ دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بچے بڑے ہو کر اردو کی علمی کتابوں کے مطالعے میں بہت مشکل محسوس کرتے ہیں مولانا حالی، اکبر الہ آبادی تو دور کی بات علامہ اقبال تک کے اشعار اچھی طرح سے نہیں سمجھ سکتے۔ جب شعر ہی نہیں سمجھ سکتے تو اس میں پوشیدہ افکار اور مضامین کا ادراک کس طرح کر سکتے ہیں؟ انگلش میڈیم اسکولوں میں پڑھنے والے بچوں کو ''بابا بلیک شپ'' اور ''ٹوئنکل ٹوئنکل لٹل اسٹار'' تو فر فر یاد ہوتی ہے مگر اردو کی کوئی نظم یا حمد و نعت وغیرہ بالکل یاد نہیں ہوتی۔ یہ ہمارے معاشرے کا بہت بڑا المیہ ہے، تجربہ کر کے دیکھ لیں۔ آج ہمارے معاشرے میں ہر گھرانہ دو تہذیبوں کا میدان جنگ معلوم ہوتا ہے۔ بچے تو آج کل کے جدید دور میں ہیں۔ کسی سے اس کی مثالی (آئیڈیل) شخصیت پوچھ لیں۔ وہ لیڈی ڈیانا، مدر ٹریسا، مائیکل جیکسن وغیرہ بتائے گا۔ اسلام کی باتیں یاد رکھنا تو دور کی بات ان کو تو اسلام کے بارے میں ٹھیک طرح سے پتا بھی نہیں کہ اسلام کیا ہے؟ ہم انگریزوں سے اس قدر متاثر ہیں کہ ہمارے ملک میں انگلش کا مضمون لازمی ہے، جبکہ انگریزوں نے تو کبھی اردو کو اہمیت نہیں دی۔ دوسرے ممالک انگریزی سے اس حد تک خائف ہیں کہ فرانس کی حکومت نے اپنی زبان سے انگریزی کے الفاظ چن چن کر نکال پھینکے ہیں۔ فرانس مغرب کا ہی حصہ ہے لیکن اسے اپنی زبان و ثقافت کی حفاظت اور اسے مکار انگریز قوم کے اثرات سے بچانے کی اتنی فکر ہے کہ تمام سرکاری دفاتر، وزارتوں، ویب سائٹس کی مطبوعات اور دستاویز میں ای میل کی اصطلاح پر پابندی لگا دی ہے اور الیکٹرانک میل کے مخفف ای میل کی بجائے اب فرانسیسی لفظ ''کوریل'' کو استعمال کیا جائے گا۔ فرانسیسی حکومت نے انگلش کے متبادل الفاظ کے لئے الگ سے ایک ڈکشنری بنا لی ہے۔ دوسرے ممالک کے وزراء انگریزی زبان جانتے ہوئے بھی اپنی زبان بولتے ہیں۔ انگریزوں سے بات کرتے وقت مترجم ان کی بات کا انگلش میں ترجمہ کر دیتا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ انگریز کے پڑوس میں رہتے ہوئے بھی دوسری قومیں انگریزوں کی مکاریوں سے نفرت کرتی ہیں اور انہیں کسی قسم کا احساس کمتری نہیں ہے۔ ہمارے ملک میں ''اعلیٰ تعلیم یافتہ'' لوگ انگلش اور اردو ملی جلی زبان بولتے ہیں مگر وہ لوگ جو زیادہ امیر نہیں ہیں، زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہیں وہ بھی انگریزی بولتے نظر آتے ہیں۔ غلط سلط جس طرح بھی ہو بس انگریزی بولنا ضروری ہے۔ یہ ایک طرح کا فیشن ہے جگہ جگہ انگلش لینگویج سنٹر کھلے ہوئے ہیں۔ مائیں جب بچوں کو پینٹ پتلون پہنا کے تیار کریں گی تو ہر ایک سے کہتی پھریں گی میرا ٹونی بالکل انگریز لگ رہا ہے حالانکہ انگریز کون سے خوبصورت ہوتے ہیں، پھیکے شلجم جیسی تو ان کی شکلیں ہوتی ہیں۔ خواتین میں انگریزی بولنے کا شوق روز بروز زور پکڑتا جا رہا ہے، جو جتنی مہارت سے انگریزی بولے گی (چاہے غلط ہو یا صحیح) وہ اتنی پڑھی لکھی تصور کی جائے گی۔ آج کل جس نے ایم اے انگلش کیا ہو اس کو لوگ بڑی عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حالانکہ ہماری اپنی خوبصورت تہذیب ہے۔ زبان کسی قوم کی شناخت و پہچان کا ذریعہ ہے کسی قوم کا دینی علمی و ادبی سرمایہ زبان ہی کے ذریعے منظر عام پر آتا ہے۔ عربی و فارسی کے بعد اردو زبان کو ہی یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس میں ہمارے دین و مذہب کا قیمتی سرمایہ محفوظ ہے، حدیث، فقہ، سیرت، تاریخ اسلام، بزرگان کے تذکرے و ملفوظات کا ایک وسیع اور بیش قیمت سرمایہ اردو کے دامن میں محفوظ ہے، دینی سرمایہ کے علاوہ اردو کا دامن ہمارے علم و ادب اور تہذیبی و ثقافتی ورثے سے مالا مال ہے۔ ہم اپنے اس قیمتی سرمائے کو پورے فخر کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ اگر ہمارے دماغوں سے ابھی تک انگریز کی غلامی نہیں نکلی یا ہمیں یہ احساس کمتری ہے کہ اردو زبان کی اہمیت نہیں ہے تو یہ بات واضح ہے کہ اردو زبان کی اہمیت اب بین الاقوامی سطح پر بھی تسلیم کی جاتی ہے۔ مشرق وسطیٰ میں یہ رواج پا رہی ہے اور انڈیا ریڈیو، وائس آف امریکا اور بی بی سی وغیرہ سے اردو کے خصوصی پروگرام نشر ہوتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اردو زبان کی اہمیت کو تسلیم کیا جائے۔ بقول علامہ اقبال:

گیسوئے اردو ابھی منت پذیر شانہ ہے
شمع یہ دل سودائی دل سوزی پروانہ ہے

اگر انگریزی بولنے کے اس تیز رفتار رجحان پر توجہ نہ دی گئی تو خدانخواستہ ذلت و رسوائی ہمارا مقدر بن جائے گی۔ ہماری ثقافت، ہمارا دینی، علمی و ادبی سرمایہ اردو، فارسی و عربی میں محفوظ ہے۔ ہمیں ان پر توجہ دینے کی ضرورت ہے مگر ہم انگریزی بولنے اور سیکھنے کے چکر میں باؤلے ہوئے جا رہے ہیں۔ نجانے کیوں ہم پر غضب ہے کہ انگریز جیسی شاطر اور عیار قوم سے سینکڑوں میل دور ہوتے ہوئے اور اس کے ظلم و زیادتی کا مسلسل شکار ہوتے ہوئے بھی ہم ان کی نقالی فرض سمجھتے ہیں۔ شاید لاشعوری طور پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بولتے وقت اردو کم اور انگریزی زیادہ بولنے سے ہمارا علمی قد اونچا ہو جائے گا تو یہ ہماری سب سے بڑی بھول ہے یہ نری حماقت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ پچھلے دنوں ایک میگزین میں پاکستان کے ایک ماہر لسانیات کا انٹرویو پڑھا۔ ان کے انٹرویو میں سارا زور ایک ہی بات پر تھا'' کہ ہمارے ہاں اچھی انگریزی بولنے والے کم کیوں ہیں، ہم کب تک دوسروں کو ترقی کرتے اور اچھی انگریزی بولتے دیکھتے رہیں گے؟ انہوں نے مزید کہا کہ جنگ عظیم دوم سے موجودہ عراقی بحران تک انگریزی بولنے والے ممالک حاوی نظر آتے ہیں۔ انگریزی کو فرنگی کی زبان سمجھ کر رد کر دینا کوئی منطق نہیں۔ پھر ہم نے اپنی زبان کے لئے بھی کوئی کام نہیں کیا۔ اگر کوئی فرد یا ادارہ کام کر بھی رہا ہے تو اس کا حال بھی ''جنگل میں مورنا چا کس نے دیکھا'' والا ہے۔'' یہ ٹھیک ہے انگریزی بین الاقوامی زبان ہے مگر اپنی زبان کو چھوڑ کر انگریزی بولنا کوئی دانشمندی نہیں ہے۔ ماہر لسانیات اپنی دانست میں تو کامیابی کی راہ دکھا رہے تھے مگر حقیقتاً یہ غلامی کی راہ ہے۔ میری آپ سب سے درخواست ہے کہ اردو زبان کو ترقی دیں کیونکہ یہ مسلم تہذیب کی ترجمان ہے۔

اپنی ملت کو قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

ماں کی دعا

حبیب بن عطاء الرحمٰن درخواستی

رات کا پچھلا پہر تھا، دنیا کی ہر چیز پرسکون تھی کبھی کبھی چوکیدار کی آواز کانوں سے ٹکراتی ہوئی نکل جاتی تھی، قریب ہی ایک سمت سے ایک درد بھری نسوانی آواز آرہی تھی جس میں بلا کا درد واثر تھا۔ ایک عورت بڑے کرب اور بے چینی کے ساتھ اپنے مالک کے آگے ہاتھ پھیلائے دعا مانگ رہی تھی، ''اے میرے مالک جس کے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے دَر دَر کی ٹھوکریں نصیب کرتا ہے۔

اے وہ مالک جس کے ہاتھ میں ہدایت وضلالت دونوں ہیں چاہے تو ہدایت دے اور چاہے تو گمراہ کردے، میں تیری ناچیز اور گناہ گار بندی ہوں، تو نے مجھ پر بے انتہا احسانات کیے، کسی ایک احسان کا بدلہ بھی دینا چاہوں تو نہیں دے سکتی، تیری نعمتوں کو گننا چاہوں تو گن نہیں سکتی۔ اے ماں باپ سے زیادہ شفیق میری ایک التجا ہے سن لے، اے اللہ مجھ کو ایمان کی دولت عطا فرما، میں فقیر و بے نوا ہوں تیرے سوا کوئی میرا نہیں، دنیا میں سب ہیں، بھائی ہیں، شوہر ہے اولاد ہے مگر صرف دنیا میں کام آنے والے ہیں، قیامت میں کوئی کام نہ آئے گا۔ میری یہ سب سے بڑی خواہش ہے کہ میں جب اس دنیا سے رخصت ہوں تو ایمان کی حالت میں۔ اے اللہ تو اپنی رحمت کے پردے میں میرے گناہوں کو چھپالے، ان کو زائل کردے، دوزخ کی آگ سے مجھ کو بچا۔ اے اللہ میری بے قراری کی لاج رکھ لے، تو نے اگر نہ بخشا تو میرا کوئی ٹھکانا نہیں۔

اے رؤف ورحیم ذات میرے ان آنسوؤں پر جو تیرے خوف سے بہہ رہے ہیں رحم فرما۔

اے میرے مالک! مجھ کو نہ دولت کی ضرورت ہے اور نہ کسی کی خدمت مطلوب ہے، صرف رضا اور تیری رضا چاہتی ہوں۔ اے دونوں جہاں کے مالک میری اولاد ہے، ہر ماں اپنی اولاد کو دل وجان سے چاہتی ہے اور میں نے بھی خون جگر سے ان کو پروان چڑھایا ہے، ان کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دیتی ہوں لیکن میں ان کو دنیا میں امیر ترین نہیں دیکھنا چاہتی، میں صرف یہ نہیں دیکھنا چاہتی کہ دنیا کے اعتبار سے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوں، میں تو یہ چاہتی ہوں کہ تو ان کو نیک اطوار بنا، ان کو ایمان کی دولت سے نواز دے، یہ زندہ رہیں پھولیں پھلیں مگر تیرے بن کر اور تیرے دین کے پرستار ہوکر۔ یاالٰہی میں جب ان کی ایک انگلی جلتی ہوئی دیکھ نہیں سکتی تو کیسے میری مامتا یہ برداشت کرسکتی ہے کہ یہ دوزخ کی ہولناک آگ میں جلیں، جب میں ان کے کپڑے اور چہرے کو غبار آلود دیکھنا گوارا نہیں کرسکتی تو کیسے قیامت میں ان کو مغموم اور متفکر دیکھ سکتی ہوں۔

اے میرے رحیم وکریم مولیٰ! ہمارے ان معصوم بچوں پر رحم فرما ان کو اپنے نیک بندوں میں شامل کر، ان کو دنیا کی ذلتوں سے بھی بچا اور آخرت کے عذاب سے بھی محفوظ رکھ۔

اے اللہ! میں دنیا کے سارے فتنوں، آزمائشوں اور تکلیفوں سے حفاظت مانگتی ہوں، ان بچوں کو اپنی حفاظت میں رکھ، ان کو علم دین کی دولت سے نواز، یہ تیرے بندے ہیں اور تو ان پر ان کے ماں باپ سے زیادہ شفیق ہے، میں تیری اس شفقت کا واسطہ دے کر دعا کرتی ہوں کہ میرے بعد یہ میری آرزؤں اور تمناؤں کو رسوا کرنے والے نہ بنیں، بلکہ میری روح کی تازگی کا باعث ہوں، میری آنکھیں ان سے ٹھنڈی ہوں اور دل ان کے نیک کاموں سے باغ باغ ہوں۔ اے اللہ! میں ان کو صرف تیری حفاظت میں کرتی ہوں تو ان کا نگہبان اور پروردگار رہے اور پھر اس نیک اطوار ماں کی آواز رندھ گئی۔ اتنے میں قریب محلہ کی مسجد سے مؤذن کی آواز سنائی دی اللہ اکبر اللہ اکبر

اور میری زبان سے بے ساختہ نکلا

موذن مرحبا بروقت بولا

تیری آواز مکے اور مدینے

اب دورِ اُمہات کے اطوار چاہیئے

ام سالم

اسلام نے عورت کو بہت سے حقوق دئے ہیں۔ اسلامی معاشرے میں عورت اور مردوں کو تقریباً برابر حقوق مہیا کئے گئے ہیں بلکہ عورت کے حقوق مرد کے مقابلے میں کچھ زیادہ ہی ہیں کہ وہ بہت سی تکلیفیں اٹھا کر ایک نئی زندگی، ایک ننی منی جان کی منجانب اللہ تخلیق کرتی ہے، علاوہ اس کے اسلامی معاشرہ تو بنتا ہی عورت کے دم سے ہے کیونکہ عورت کے اندر احساس ذمہ داری ہے وہ گھر چلانے کا فن بخوبی جانتی ہے، عورت واحد مخلوق ہے جو ہر شے سے زیادہ قابل صد احترام ہے چاہے وہ بہن ہو جو اپنے بھائیوں کی صحت وسلامتی کے لئے لیل ونہار دعائیں کرتی ... جو اپنے باپ کی عزت کی چادر کو سر سے کھسکنے ... نہیں دیتی، جو شوہر کی اطاعت وفرمانبردار بن کر گھر کو جنت نما بنا دیتی ہے اور جو اولاد کی پرورش اور درخشاں مستقبل کی خاطر اپنا سب کچھ ان پر قربان اور نچھاور کردیتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ عہد حاضر کی عورتوں کو ان کے ماضی کا وہ سبق دوبارہ یاد دلایا جائے جسے انہوں نے عرصہ ہوا فراموش کردیا تاکہ صنف نازک غیروں کی آلہ کار بن کر اسلام اور مسلمانوں کی تباہی وبربادی کا سبب نہ بنے بلکہ ان کی عظمت وترقی اور پیش قدمی کا سبب بنے جیسے ماضی میں ان گنت مسلم خواتین نے اسی طرح فرض کو انجام دیا اور اپنا نام سنہرے حروف میں ان مٹ نقوش کی طرح ثبت کرگئیں، بقول کسی شاعر کے:

مائیں ہماری آج خدیجہ صفات ہوں
اور فاطمہ صفات ہماری بنات ہوں
گھر گھر میں عائشہ کی ضرورت ہے آج کل
ہر گھر میں فاطمہ کی ضرورت ہے آج کل
اب دور امہات کے اطوار چاہیے
اب دور صحابیات کے انوار چاہیے

پہلی روٹی

بنتِ عبد الرؤف بھکر

شاہد دوڑتا ہوا چولہے کی طرف آیا اور گرم گرم روٹی اٹھالی، اس سے پہلے کہ وہ روٹی سے لقمہ توڑتا، اس کی والدہ کا چمٹے والا ہاتھ اس کی طرف اٹھا:

''خبردار! روٹی نہ توڑنا، واپس رکھ دو چنگیری میں ... یہ پہلی روٹی ہے۔''

شاہد سہم گیا، اس نے روٹی واپس رکھ دی، پھر بولا:

''کیا ہوا امی جان! مجھے بھوک لگی ہے، آپ دیکھ نہیں رہیں، میں اسکول سے آیا ہوں ... آج چھٹی جلدی ہوگئی ہے ... امتحانات ختم ہوئے ہیں نا۔''

''ہاں! ہر روز تو یہی ہوتا ہے، میں تمام روٹیاں پہلے پکا لیتی ہوں، تم بعد میں آتے ہو۔''

''لیکن امی! اگر میں روٹی توڑ لیتا تو کیا ہوتا؟''

''برکت نہ رہتی۔'' گھر میں داخل ہوتی ناہید بول اٹھی۔ وہ بھی ابھی ابھی اسکول سے آئی تھی۔

''بھلا روٹی کے توڑ لینے سے برکت نہ رہنے کا کیا تعلق، برکت کا تعلق تو بسم اللہ نہ پڑھنے سے ہے۔''

''بسم اللہ نہ پڑھنے سے برکت نہیں رہتی، لیکن پہلی روٹی توڑ لینے سے بھی برکت اڑ جاتی ہے۔'' ماں نے سخت لہجے میں کہا۔

''آخر کیسے ... ہمیں بتائیں۔'' شاہد بولا۔

''بچو! ادھر آجاؤ ... اپنی امی کو روٹیاں پکانے دو، میں تمہیں بتاتی ہوں اور کس کس بات سے گھر کی برکت ختم ہوجاتی ہے۔'' دادی اماں کی پرشفقت آواز سنائی دی۔

دونوں دادی اماں کے پاس جا بیٹھے۔

''ہاں تو پھر بتائیں۔''

اب دادی اماں نے کہنا شروع کیا:

''میری ماں جب روٹیاں پکانا شروع کرتی تو ہم سردی کی وجہ سے چولہے کے آس پاس بیٹھ جاتے تھے۔ مگر مجال ہے، جو کوئی بچہ پہلی روٹی کو ہاتھ لگائے۔ وہ کہا کرتی تھیں، کوئی شخص پہلی روٹی کو ہرگز ہرگز نہ توڑے، اگر کسی کو بہت بھوک لگی ہے ... تب بھی وہ کم از کم دوسری روٹی کے پکنے تک لازمی ٹھہرا رہے، اول تو وہ سختی سے یہ کہا کرتی تھیں، اصل برکت اس میں ہے کہ روٹیاں پکانے والی پہلے تمام روٹیاں پکالے، پھر سب گھر والے مل کر ایک ساتھ کھائیں ... ایک اور بات وہ کہا کرتی تھیں، سب لوگ جس روٹی کو توڑیں، پہلے مکمل طور پر اس روٹی کو ختم کریں، یہ نہیں کہ ایک نے ایک روٹی توڑی، دوسرے نے دوسری اور تیسرے نے تیسری، اس طرح روٹیوں کے ٹکڑے جمع ہوتے چلے جاتے ہیں اور یہ بہت برا لگتا ہے ... اور ہاں ناہید! تمہارے لیے بھی ایک ضروری بات ہے ...'' دادی اماں کہتے کہتے رک گئیں۔

''جی ... صرف میرے لیے۔''

''میرا مطلب ہے، عورتوں کے لیے، کچھ عورتوں کی عادت ہوتی ہے، ہانڈی پکائیں گی ... تو پکاتے پکاتے اس میں سے سالن نکال کر کھانا شروع کردیں گی، مثلاً اگر گوشت پکا رہی ہیں تو جب گوشت بھوننے لگتی ہیں تو گوشت کے بھنتے بھنتے وہ کئی بوٹیاں کھا جاتی ہیں ... یہ چیز بھی کھانے کی برکت کو لے اڑتی ہے، اس طرح پلاؤ پکا رہی ہیں اور ساتھ ساتھ بوٹیاں کھاتی جا رہی ہیں، یا پلاؤ دم آرہی ہے تو دم دیکھنے کے بہانے پلیٹ میں پلاؤ نکال کر کھانے لگتی ہیں، اس کا ادب بھی یہی ہے کہ پہلے ہانڈی پوری طرح پکالیں، پھر ایک ہی بار سب کے لیے سالن اتارا جائے ... یہ پکتے پکتے کھاتے چلے جانے سے بھی برکت ختم ہوجاتی ہے۔''

''لیکن دادی اماں! آخر پکانے والی کو نمک مرچ چکھنا تو ہوتا ہے۔'' ناہید بول اٹھی۔

''چکھنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ڈوئی پر لگا ہوا سالن انگلی پر لگالیں اور چکھ لیں، اس کے لیے بوٹیاں نکال نکال کر کھانے کی تو ضرورت نہیں۔''

''آپ ٹھیک کہتی ہیں دادی اماں۔''

''اور کھانے کے بعد اللہ کا شکر ادا کرنا انتہائی ضروری ہے، کھانے کے بعد بچا ہوا کھانا احتیاط سے ایک جگہ جمع کر کے رکھ لیں، دوسرے وقت کام آجاتا ہے ... اس کو پھینکنے سے برکت بالکل ختم ہوجاتی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں رزق کی قدر نہیں اور جب ہم رزق کی قدر نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی ہماری قدر نہیں کریں گے اور رزق کی تنگی شروع ہوجائے گی ... یعنی برکت اڑ جائے گی ... مجھے امید ہے، تم آئندہ ان باتوں کا خیال رکھو گے، اپنی زندگی کے اصول ان کو بنالو۔''

''ان شاء اللہ دادی اماں!'' دونوں ایک ساتھ بولے۔

دادی اماں اور ان کی امی کے چہرے پر مسکراہٹیں تیر گئیں۔

اے حیا تو کہاں کھو گئی؟

ایک عجیب اور شرمناک واقعہ یاد آیا سوچا کیوں نہ خواتین کے اسلام میں اس کو بھیج دیں تاکہ ہمیں علم ہو کہ ہمارے معاشرے میں حیاء کا کس قدر فقدان ہے اور اس بے حیائی سے کس طرح نمٹا جائے۔ ہمارے شہر میں ایک مارکیٹ ہے جس کا نام ہے ''گول مارکیٹ''۔ عید آنے سے پہلے اس مارکیٹ میں تل دھرنے کی جگہ بھی نہیں ہوتی۔ ہوا یوں کہ گزشتہ ماہ رمضان میں ایک مرد کی سائیکل سے ایک عورت ٹکرا گئی۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ عورت خاموش ہو کر ایک طرف ہو جاتی اور یہ سوچتی کہ میں تو گھر کی زینت ہوں ادھر مارکیٹ کیسے آنکلی۔ ابھی تو سائیکل ہی سے ٹکر ہوئی ہے آگے نہ معلوم کیا ہو؟ اپنے آپ ہی کو ملامت کرتی مگر ادھر تو بات ہی دوسری تھی، اس عورت نے کہا کہ

''پتہ نہیں ان مردوں کا کیا کام ہے مارکیٹ میں؟ ایسے ہی گھومتے پھرتے ہیں۔''

اب آپ ہی بتائیں کہ اس عورت نے کیسی عجیب و غریب اور شرمناک بات کی۔ یعنی مردوں کا بازار میں سودے وغیرہ خریدنا آوارہ گردی ہے اور عورتوں کا گھومنا پھرنا ان کا حق ہے۔ نستغفر اللہ اب آپ سب اس پہلو پر غور کریں اور سوچ کر کوئی ایسی تدبیر بتائیں جس سے آج کے معاشرے میں لگی ہوئی بے حیائی کی آگ بجھ سکے اور عورت گھر کی چار دیواری میں اپنی عافیت سمجھے۔

قاری محمد سلیمان محمدی ڈیرہ اسمٰعیل خان

وہ لمحہ آگہی کا

ک۔ ز کاظمی

وہ اپنی زندگی سے انتہائی مطمئن تھی اور اپنے آپ کو بہت خوش قسمت تصور کرتی تھی اور کیوں نہ کرتی کہ رائج الوقت خوش قسمت قرار دینے کے سارے لوازمات اس کو میسر تھے۔ زندگی اپنی تمام تر رنگینیوں اور رعنائیوں سمیت اُس پر مہربان تھی۔ معاشرے میں قائم فلاح و کامرانی کے تمام تر پیمانوں پر وہ پوری اترتی تھی۔ محبت کرنے والے مالدار والدین تھے، کالج لائف کی رنگینیاں، ڈھیروں ڈھیر فرینڈز کی محفلیں، نت نئے فیشن کے ملبوسات، میوزک اور کیبل کی تفریحات شاپنگ اور پارٹیز کے ہنگامے۔

ان تمام چکروں میں اس کا وقت انتہائی مصروف گزرتا تھا اور اس کے پاس ایک لمحہ بھی نہیں تھا کہ وہ کسی اور معاملے میں سوچ سکے۔ وہ اپنی زندگی کو انتہائی کامیاب اور قابل فخر سمجھتی تھی اور اکثر دوران گفتگو اپنے فخرو کامرانی کا اظہار بھی کرتی تھی۔

آج کل اس کی خوشیاں اور مصروفیات اپنے عروج کو پہنچی ہوئیں تھی کیونکہ اس کے بھائی کی شادی کے دن بہت قریب آ چکے تھے اور بھائی کی شادی تو اس کے لئے ایک ایسا خواب تھا جسے وہ کب سے دیکھ رہی تھی لہٰذا اس نے کالج سے طویل رخصت لے لی تھی کیونکہ شادی کی شاپنگ، مہندی کی تیاریاں، بیوٹی پارلر سے ٹائمنگ، گانوں کی سلیکشن اور ڈانس کی پریکٹس جیسے ''اہم کام'' اسی نے کرنے تھے۔

اب پورا دن اس کا بازاروں میں گزرتا اور رات فرینڈز کے جھمگٹے میں ڈھولک بجاتے ہوئے۔ اس ہنگامے میں سوتے سوتے ایک دو بج جاتے لہٰذا پھر صبح آنکھ بھی دیر سے کھلتی۔

آج بھی عام دنوں جیسا ایک دن تھا، رات کو دیر سے سونے کی وجہ سے اس کی آنکھ صبح دس بجے کھلی تھی، ناشتے کے بعد اس نے ایک نظر اخبار پر ڈالی اور پھر تیار ہو کر شاپنگ کے لئے نکل کھڑی ہوئی۔

شاپنگ کے بعد وہ واپس آنے کے لئے مارکیٹ سے باہر نکلی تو اچانک اس کی نظر سامنے کی ایک بڑی عمارت پر پڑی جس پر بنات کے ایک مدرسہ کا نام لکھا ہوا تھا اور نہ جانے کیوں یہ نام اس کو مانوس سا لگ رہا تھا، کچھ دیر رک کر اس نے ذہن پر زور دیا تو اسے ایک دم یاد آیا کہ اس مدرسہ کا نام اس کی ایک کالج کی سہیلی نے لکھوایا تھا جو ایف اے کے بعد گھر والوں کے اصرار پر اس مدرسے میں داخل ہو چکی تھی اور اس نے اس پر بہت زور دیا تھا کہ وہ اس کے مدرسے میں آئے لیکن اس نے ہمیشہ اس کو ٹال دیا تھا۔ آج مدرسہ سامنے دیکھ کر اس نے سوچا کہ چلو آج صبا سے بھی ملتی جاؤں تا کہ اس کا شکوہ بھی دور ہو جائے، اپنے ارادہ کو وہ عملی جامہ پہناتے ہوئے وہ مدرسے کی طرف چل پڑی۔

اندر داخل ہونے کے بعد اس کو بتایا گیا کہ اس وقت خواتین کے لئے ہفتہ وار درس ہو رہا ہے آپ اس میں تشریف رکھیں تا کہ اس کے بعد آپ کی ملاقات صبا سے کرائی جائے اُس نے ایک اکتاہٹ بھری نظر مدرسے کے درو دیوار پر ڈالی پھر کچھ سوچ کر ہال کی طرف چل پڑی۔

ہال خواتین اور طالبات سے بھرا ہوا تھا سب سروں پر دوپٹے جمائے مکمل توجہ اور دھیان سے درس سن رہی تھیں، اس نے اپنے حلیئے پر ایک نظر ڈالی کندھوں تک کٹے ہوئے بال، گلے سے چپکا ہوا دوپٹہ اور آدھے بازو والی قمیص اس نے شرمندہ سے انداز میں دوپٹے سے سر اور بازوؤں کو چھپانے کی کوشش کی اور ایک طرف بیٹھ گئی۔

درس دینے والی خاتون بھی ان سب کے درمیان بیٹھی ہوئی تھیں اور انتہائی روانی وشائستہ انداز میں بول رہی تھیں، ''عزیز بہنو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا میں بے مقصد نہیں بھیجا اور نہ ہی اس لئے بھیجا ہے کہ ہم فیشن اور بیوٹی پارلرز کے چکر لگاتی رہیں بلکہ اللہ نے ہمیں ایک پوری نسل کو اللہ کے رنگ میں رنگنے پر مامور کیا ہے اور نسل کی تربیت کے لئے پہلے ہمارا اپنا تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے۔ عزیز بہنو! سورۃ عصر میں اللہ تعالیٰ نے زمانے کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا ہے کہ تمام انسان خسارے میں ہیں سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لانے کے بعد اعمال صالحہ کرتے ہیں اور دوسروں کو حق وصبر کی وصیت کرتے ہیں لیکن آج ہم اگر اپنی حالت پر غور کریں تو حال یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو مسلمان تو کہتے ہیں لیکن کیا ہمارے اعمال بھی مسلمان کہلوانے کے قابل ہیں۔

عزیز بہنو! جب ہم مسلمان ہونے کا اقرار کرتے ہیں گویا ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اللہ کی غلامی میں آ گئے اور ایمان کا اقرار کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب میں فرمایا کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی حکم دے دیں تو پھر کسی مومن اور مومنہ کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس کے خلاف اپنی مرضی اختیار کرے لیکن آج ہم اپنی حالت پر غور کریں کہ ہم مسلمان کہلوانے کے باوجود ہر ہر قدم پر اللہ کے احکام کی کس طرح نافرمانی کر رہے ہیں، اللہ نے پردے کا حکم دیا ہم اس کے خلاف عمل کر رہے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلم عورت کو تنہا سفر کرنے سے منع کیا ہم مسلمان ہونے کے باوجود اس کے خلاف کر رہے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنے سے منع کیا ہم اس حکم کو توڑ رہے ہیں۔

عزیز بہنو! موت کا وقت سوائے اللہ پاک کے کسی کے علم میں نہیں ہے آخرت میں یہ کہہ کر بری الذمہ نہیں ہو سکتے کہ ہم ڈگریاں لینے کے لئے دنیا میں مصروف رہے یا شاپنگ میں مصروف رہے، دنیا میں اگر ہم اسی طرح منہمک رہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو پس پشت ڈال کر رسم وروایات میں جکڑے رہے تو اللہ کے عذاب سے نہ ہم کو ڈگریاں بچا سکیں گی نہ برادری نہ حلقہ احباب اور نہ گرین کارڈ۔''

درس دینے والی خاتون کا بیان جاری تھا لیکن لفظ اپنی تاثیر دکھا چکے تھے آگہی کا لمحہ آ پہنچا تھا۔ کل تک جس زندگی کو وہ کامیاب ترین سمجھ رہی تھی آج اس کو وہ خسارہ ہی خسارہ نظر آ رہا تھا کل تک جس تہذیب کو وہ جدید سمجھ رہی تھی، آج وہ اس کو دور جاہلیت کی عریاں تہذیب نظر آ رہی تھی۔

دل ہی دل میں اس نے فیصلہ کیا وہ اپنی عمر کا قیمتی سرمایہ مزید ضائع نہیں کرے گی بلکہ ایک ایک لمحے کو اللہ کی رضا میں خرچ کرے گی فیصلہ اگرچہ مشکل تھا لیکن ناممکن نہیں کیونکہ ایمان کی وہی حرارت اس کے اندر بیدار ہو چکی تھی جو پہاڑوں سے ٹکرانے کا حوصلہ عطا کرتی ہے۔

آپ کی صحت

ڈاکٹر ام محمد

نزلہ زکام کا دائمی مرض:

ھ السلام علیکم! ڈاکٹر ام محمد صاحبہ: میرے ابو جان کو زکام اور سر درد بہت رہتا ہے۔ ماشاء اللہ سے وہ خود بھی ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں۔ لیکن متعدد ادویات کے استعمال سے بھی افاقہ نہیں ہوتا۔ ہومیو پیتھک ادویات سے انہیں الرجی ہوجاتی ہے۔ اور چھوٹے موٹے گھریلو نسخے بھی بہت استعمال کرتے رہتے ہیں۔ لیکن روٹین میں تھوڑی سی ردو بدل سے پھر وہی حالت ہوجاتی ہے آپ سے گزارش ہے کہ ان کے لئے کوئی اچھا سا نسخہ ہمیں دے دیں۔ (بنت ڈاکٹر مسعود اختر۔ گجرات)

☆ آپ اپنے ابو کو **TEUCRIUM 200** (ٹیوکریم) دوا کی روزانہ **2** خوراکیں **5-5** قطرے صبح اور رات میں ایک چمچ پانی میں دیں۔ آپ کے ابو تو خود ماشاء اللہ ڈاکٹر ہیں اس لئے احتیاطیں تو خود کرلیتے ہوں گے بہرحال اس موسم میں چکن کارن سوپ بہت فائدہ کرے گا۔ استعمال کروائیے اور مجھے تھوڑے دن بعد کیفیت سے آگاہ کریئے گا۔

موٹاپا:

ھ میری عمر ۲۲ سال ہے۔ میرا قد پانچ فٹ ہے۔ میں موٹاپا کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ میرا وزن تقریباً **78** کلو ہے۔ پیٹ بڑا ہے، اور کولہے بھی بڑے ہیں۔ قبض بھی اکثر رہتی ہے، بلڈ پریشر کبھی "لو" ہوتا ہے اور کبھی نارمل۔ مدرسہ کی طالبہ ہونے کی وجہ سے مدرسے تقریباً **7** یا **8** گھنٹے بیٹھنا پڑتا تھا۔ لیکن کام کاج گھر کے مثلاً کھانا بنانا، صفائی، جھاڑ پونچھ، وغیرہ کرتی رہتی ہوں اور دُبلا ہونے کے لئے ایک یا ڈیڑھ سال پہلے ہومیو پیتھک دوائی بھی استعمال کی۔ اور لیموں شہد پانی میں ڈال کر نہار منہ پیتی رہی اور اب بھی پیتی ہوں لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ سبز قہوہ بھی کافی عرصہ پیا، لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آسان سا نسخہ بتادیں تاکہ کم از کم میرے کولہے اور پیٹ کم ہوجائیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ (بنت عائشہ۔ فیصل آباد)

☆ آپ وزن کم کرنے کے لئے گھر کے کام کاج کے ساتھ ذرا الگ سے واک (یعنی تیز تیز چلنا) بھی کیا کیجئے۔ دوا میں **Fucus ves. Ø** (فیوکس ویس) **20** قطرے ایک گھونٹ پانی میں دن میں **3** بار کھانے سے آدھا گھنٹے پہلے لیا کریں۔ غذا میں پھلوں اور سلاد کا استعمال کیا کریں۔ آلو اور چاول بالکل بند کردیں چکنائی کا استعمال کم سے کم کریں نشاستے دار چیزیں استعمال نہ کریں۔ دوا میں پابندی ضرور کریں۔

مختلف مسائل:

ھ میرا اول مسئلہ یہ ہے کہ میرا قد چھوٹا ہے جو "**4** فٹ **10** انچ" ہے اور میں اس میں اضافہ چاہتی ہوں۔ دوسرا مسئلہ یہ کہ میرے دانت ٹیڑھے ہیں ان کے ساتھ مسئلہ یہ ہوا تھا کہ میرے بچپن میں جو دودھ کے دانت تھے اس وقت میرا **Jaw** بہت چھوٹا تھا اور دانت چھوٹے چھوٹے اور تیز تھے پھر جو دوسرے دانت نکلے جو بڑے (سائز میں) نکلے جس کی وجہ سے **Jaw** میں جگہ کم ہوگئی اور وہ سب اوپر نیچے ہوگئے اب نہ تو میں ہنس سکتی ہوں نہ ہی کُھل کر مسکرا سکتی ہوں کچھ عرصہ پہلے میں نے دانتوں کے "بریسز" لئے تھے جو لگانے سے مجھے قے ہوجاتی تھی تو میں نے اس کا استعمال ترک کردیا۔ دانت سفید نہیں ہوتے مہنگے سے مہنگا ٹوتھ پیسٹ استعمال کیا لیکن کوئی اثر نہیں ہوا۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ مجھ میں نسوانی حسن کی کمی ہے جو مجھے لڑکیوں کے درمیان احساسِ کمتری کا شکار کردیتا ہے اس کا بھی کوئی حل بتائیں۔ (اخت محمد عکاشہ۔ راولپنڈی)

☆ اخت محمد عکاشہ راولپنڈی۔ بیٹا آپ نے تو اکٹھے اتنے سارے مسئلے لکھ دیئے۔ اس عمر میں لڑکیوں میں قد بڑھنا بہت مشکل ہوتا ہے اخباروں رسالوں میں من گھڑت قسم کی دواؤں کے اشتہارات چھپتے رہتے ہیں اگر ایسی دوائیں ایجاد ہوجائیں تو کوئی بھی چھوٹے قد کا نہیں رہے گا۔ بہرحال **5** فٹ اوسط قد ہوتا ہے بس **2** انچ کم ہے پریشانی کی بات نہیں۔ دانتوں کے لئے بریسز ہی اس کا واحد علاج ہے کوشش کریں اس کو لگانے کی۔ ٹیڑھے دانت ہونے کی وجہ سے بھی ٹھیک طور پر برش نہیں ہو پاتا اس لئے بھی پیلاہٹ ہوسکتی ہے اور مسوڑھوں کا مسئلہ ہو رہا ہے آپ بریسز لگایا کریں۔ بریسٹ کے لئے دوا **CHIMAPHILLA 200** چمافیلا لیا کریں **5-5** قطرے دن میں **2** مرتبہ ایک چمچ پانی میں لیا کریں۔ ویسے یہ چیز شادی کے بعد خود بخود ٹھیک ہوجایا کرتی ہے۔ یونہی احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ روئیں کے لئے شمارہ نمبر **37** کا حل آپ بھی استعمال کرسکتی ہیں۔

وزن کے لئے خاص طور پر آپ نے کولہے کا لکھا ہے اس کے لئے تیز **walk** بہت اچھی رہتی ہے یا گھر میں جھاڑو پونچھا وغیرہ۔ اس کام سے جسم بہت متناسب رہتا ہے سر دھونے کے لئے ایک انڈا خوب پھینٹ کر جھاگ بنالیں پھر اس جھاگ کو سر پر لگا کر سوکھنے کے لئے چھوڑ دیں تاکہ انڈے کے اجزا بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائیں اس طریقے سے بال مضبوط اور گھنے ہوتے ہیں ایک طرح سے یہ بالکل اصلی انڈے کا شیمپو آپ تیار کریں گی استعمال کرکے دیکھیں۔ مہک تو کافی آئے گی مگر بال نرم ملائم ہوجاتے ہیں بعد میں خالص ناریل کا تیل لگالیں۔

☆ ام مکی مدنی۔ س۔ا۔ بنت حوا ڈیرہ غازی خان۔ آپ بہنیں اور اس کے علاوہ جو بہنیں بھی دانوں اور جھریوں یا چھائیوں سے پریشان ہوں وہ "خواتین کا اسلام" کے شمارہ نمبر **42** میں شائع مشورہ سے استفادہ کریں۔ اگر پھر بھی مسئلہ ہو تو مجھے ضرور لکھئے۔

دماغی کمزوری:

ھ ا: میری عمر **18** سال ہے اور میں **BSC** کی طالبہ ہوں۔ ڈاکٹر صاحبہ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میری یادداشت کافی کمزور ہوتی جارہی ہے۔ میرے سر کے بال بھی کمزور ہوگئے ہیں اور ان کے بڑھنے کی رفتار بھی کافی کم ہے۔ میں دماغی کمزوری کی وجہ سے کافی پریشان ہوں۔ مہربانی فرماکر میری دماغی کمزوری کے لئے کوئی آزمودہ نسخہ یا دوائی تجویز کریں۔ ۲: ڈاکٹر صاحبہ میرا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عمر کے لحاظ سے میرا قد چھوٹا ہے تقریباً **5** فٹ یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ میری امی کا قد چھوٹا ہے جس کی وجہ سے ہم سب بہن بھائیوں کا بھی قد چھوٹا ہے۔ کیا اب میرے قد میں اضافہ ممکن ہے؟ اگر ممکن ہو تو اس کے لئے بھی کوئی دوائی تجویز کریں۔ میں آپ کی بڑی مشکور ہوں گی۔ خدا آپ کو اجرِ عظیم عطا کرے۔ (بنت شیخ ابرار احمد اٹک شہر)

☆ بیٹا آپ ایسا کریں کہ ہر نماز کے بعد تین مرتبہ آیۃ الکرسی اور تین بار سورۃ علق پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کریں پھر چہرے اور سر پر پھیر لیں ساتھ ہی اللہ سے دعا کیا کریں۔ اس کے علاوہ دوا **Kali Phos 6x** لیں اس کی چار چار گولیاں دن میں **4** مرتبہ لیں۔ گاجر کا جوس خوب پیا کریں۔ آپ کا قد بہت کم تو نہیں مناسب اوسط قد میں شمار ہوتا ہے قد میں بہت سے بہت ایک دو انچ کا بہت مشکل سے اضافہ ہوگا اس کے لئے پریشان نہ ہوں۔ جیسا بھی اللہ نے بنایا ہے اس پر لاکھ لاکھ شکر ادا کریں۔

اعلان

"آپ کی صحت" کے سلسلے میں یکم محرم تک نئی ڈاک کی وصولی بند رہے گی۔ صرف پہلے سے آئے ہوئے خطوط کے جواب دئے جائیں گے۔

آپ کا دسترخوان

بادامی چکن

اجزاء: مرغی کا گوشت ایک کلو (بغیر ہڈی کے)...... آلو درمیانہ سائز کے چار عدد...... مٹر ایک پیالی...... سیاہ مرچ 40 عدد...... بادام بیس عدد...... سفید زیرہ دو چائے کے چمچ...... دہی آدھا کلو...... نمک حسب ذائقہ...... سرخ مرچ ثابت دس بارہ عدد...... ہری مرچیں دس عدد۔

ترکیب: سیاہ مرچ، سفید زیرہ، بادام اور سرخ مرچیں توے پر بھون کر (ہلکا سا بھونیں) باریک پیس لیں اور دہی میں ملا دیں پھر چکن بھی دہی میں ڈال کر دو گھنٹے کے لئے رکھ دیں۔ تیل گرم کر کے اس میں آلو مٹر اور ہری مرچیں فرائی کر لیں پھر ان کو علیحدہ نکال کر اسی تیل میں چکن تمام مصالحوں سمیت ڈال دیں، جب گوشت گل جائے تو بھون لیں اور آلو مٹر اور ہری مرچیں بھی شامل کریں چاہیں تو تھوڑی گریوی بنالیں ورنہ خشک بھی اچھا لگے گا گرم گرم روٹی کے ساتھ پیش کریں۔

لذیذ چکن بن

اجزاء: گول یا لمبے بن چھ عدد...... مرغی گوشت 3 کپ (بغیر ہڈی کا باریک کاٹ لیں)...... گرم مصالحہ پاؤڈر 1 چائے کا چمچ...... سرخ مرچ 1 چائے کا چمچ...... دہی چار کھانے کے چ...... نمک حسب ذائقہ...... لیموں کا رس 3 کھانے کے چمچ...... ہری مرچ کٹی ہوئی 3 عدد...... تیل 2 کھانے کے چمچ...... لہسن ادرک پسا ہوا 1 چائے کا چمچ......

ترکیب: 1۔ ان تمام چیزوں کو مرغی میں ملا کر آدھا گھنٹہ رکھ دیں پھر تیل گرم کر کے مرغی تمام مصالحوں سمیت فرائی کر لیں جب تیل اوپر آجائے تو کوئلے کا دھواں دے دیں۔

پیاز 2 عدد لچھے کاٹ لیں...... ہرا دھنیہ حسب پسند...... ٹماٹر ایک عدد چوکور کاٹ لیں...... بند گوبھی باریک کٹی ہوئی تھوڑی سی...... فرنچ مایونیز بن میں لگانے کے لئے حسب ضرورت......۔

ترکیب: 2۔ چکن میں ہرا دھنیہ، بند گوبھی، ٹماٹر اور پیاز اچھی طرح مکس کریں۔ بن درمیان سے کاٹ لیں اگر گول ہو تو ایک سائڈ سے صرف اتنا کاٹیں کہ فلنگ بھری جاسکے باقی اطراف سے اسی طرح بند رہے۔ بن میں اچھی طرح مایونیز لگائیں پھر تیار شدہ فلنگ بھر دیں اسی طرح تمام بن تیار کر لیں اب توے پر ہلکا سا تیل لگا کر تمام بن باری باری سینک لیں اور فرنچ فرائز اور کیچپ کے ساتھ گرم گرم سرو کریں۔

سبزیوں کا آملیٹ

اجزاء: انڈے چار عدد...... آلو ایک پاؤ...... ٹماٹر ایک عدد بڑا...... پیاز بڑے سائز کی ایک عدد...... نمک مرچ حسب ذائقہ...... ادرک باریک چورا کی ہوئی ایک کھانے کا چمچ...... ہرا دھنیہ و ہری پیاز کے پتے تھوڑے تھوڑے...... تلنے کے لئے تیل یا گھی...... تھوڑا گرم مصالحہ (پسا ہوا)۔

ترکیب:

1: آلو باریک کاٹ لیں، ہری پیاز و ہرا دھنیہ بھی باریک کاٹ لیں۔

2: پیاز لمبائی کے رخ کاٹ لیں۔

3: فرائی پین میں گھی گرم کر کے آلو پیاز فرائی کر لیں اس طرح کہ آلو نرم ہو جائیں اور کانٹے سے ان کو توڑ توڑ کر باریک کر لیں۔

4: انڈے پھینٹ کر نمک، سرخ مرچ، ادرک، دھنیہ و ہری پیاز اور گرم مصالحہ ملا دیں پھر پکے ہوئے آلو اور پیاز بھی ملا دیں۔

5: فرائی پین میں گھی گرم کریں اور انڈوں کے مرکب کو ڈال کر "پراٹھے" کی طرح پین کے سائز کا گول بنالیں ایک طرف سے سرخ ہو جائے تو ڈھکن رکھ کر اسپر پلٹ کر دوسری سائڈ فرائی پین میں سرکا دیں اور تل کر سرخ کر لیں دیکھنے میں خوبصورت اور کھانے میں لذیذ آملیٹ تیار ہے۔

چکن ادرک

اجزاء: مرغی کا گوشت بغیر ہڈی کا= ایک پاؤ...... ٹماٹر=تین عدد (ٹکڑے کر لیں)...... ہری مرچیں=تین یا چار عدد...... ادرک باریک کٹی ہوئی ایک درمیانہ ٹکڑا...... لہسن پسا ہوا چار پانچ جوئے...... نمک ایک چائے کا چمچ...... ہلدی، سیاہ مرچ، سرخ مرچ اور اجینوموتو آدھی آدھی چائے کی چمچی...... دہی دو کھانے کے چمچ...... گرم مصالحہ آدھا چمچ...... ہرا دھنیہ حسب پسند۔

ترکیب: ایک دیگچی میں گوشت، ادرک، لہسن اور ٹماٹر ڈال کر چولہے پر رکھ دیں (پانی نہ ڈالیں) جب قدرے خشک ہو جائیں تو اجینوموتو، سیاہ و سرخ مرچ، نمک اور ہلدی ڈال کر حسب ضرورت گھی ڈالدیں اور بھون لیں جب سالن گھی چھوڑنے لگے تو دہی بغیر پھینٹے ڈال دیں اور ہری مرچیں باریک کاٹ کر ڈال دیں ایک منٹ بعد گرم مصالحہ اور ہرا دھنیہ کاٹ کر ڈال دیں اور چولہا بند کر دیں اور لذیذ چکن تیار ہے۔

ڈسٹری بیوشن اور دیگر معلومات کیلئے رابطہ کریں:
فون: 2581720 ای میل: atlantis@cyber.net.pk موبائل: 0320-5023398

سوچ لیں پھول چاہیے یا کانٹا؟

ام عبداللہ غازی

کتاب پر نظر جما کر بیٹھنے کے باوجود کان میں پڑنے والی آوازوں کی وجہ سے خولہ سامنے پڑی تحریر پر توجہ نہیں دے پا رہی تھی۔ رفیہ آنٹی لان میں بیٹھ کر کافی اونچی آواز میں اپنی بہو کی برائیاں کر رہی تھیں۔ خولہ کو رفیہ آنٹی کے دکھڑوں سے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں تھی مگر پھر بھی اُس کے ذہن میں بار بار رفیہ آنٹی کا متکبرانہ لہجہ گونج رہا تھا جو انہوں نے تقریباً دو ڈھائی سال پہلے ''کلثوم اور اس کے گھر والوں'' کی برائیاں بیان کرتے ہوئے استعمال کیا تھا۔ صرف دو ڈھائی سال میں ہی تکبر اور رعونت کی جگہ حسرت اور افسوس نے لے لی تھی۔

زیادہ پرانی بات نہیں تھی کہ رفیہ آنٹی اپنے کمپیوٹر انجینئر بیٹے کے لئے بڑے طمطراق سے ''لڑکی ڈھونڈو'' مہم پر نکلی ہوئی تھیں۔ اگر چہ خولہ رفیہ آنٹی جیسی خواتین سے بچنے کی مقدور بھر کوشش کرتی تھی مگر پھر بھی پڑوسی ہونے کی وجہ سے اُس کے کان میں بھی یہ بات پڑ ہی گئی کہ رفیہ آنٹی آج کل ''ہیرے جیسی بہو'' کی تلاش میں ہیں۔ پھر ایک دن رفیہ آنٹی نے براہِ راست خولہ سے مشورہ بھی مانگا۔ پہلے تو وہ بات ٹالتی رہی مگر جب اُنہوں نے بہت اصرار کیا تو اس نے دھیمے سے لہجے میں اسٹریٹ کے آخری گھر میں رہنے والے زاہد صاحب کی بڑی بیٹی ''کلثوم'' کا نام لے لیا، کہنے کو تو اُس نے کہہ دیا مگر کہنے کے بعد بڑی شرمندہ ہوئی۔ رفیہ آنٹی کو جیسے پتنگے ہی لگ گئے، بولیں: ''ارے میں تو تمہیں بڑا سمجھ بوجھ والا خیال کرتی تھی مگر حیرت ہے کہ میرے پڑھے لکھے بیٹے کے لئے تمہیں وہ بی ملانی ہی نظر آئی، میرے بیٹے نے تو ہائی سوسائٹی میں ''موو'' (move) کرنا ہوتا ہے، پارٹیز اٹینڈ (attend) کرنی ہوتی ہیں، وہ دبوسی، دقیانوسی لڑکیاں بھلا میرے بیٹے کے ساتھ کہاں چل سکتی ہیں۔ ڈریس اپ ہونا تو نہیں آتا ہی نہیں جب دیکھو بڑی بڑی چادریں اوڑھے رکھتی ہیں۔ بھئی مسلمان تو ہم بھی ہیں، ہم بھی نمازیں، روزہ سب کرتے ہیں، ابھی پچھلے سال ہی میں عمرہ کر کے آئی ہوں مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ہر وقت گھر میں ہی بند بیٹھے رہو۔ نہ بھئی اُن لڑکیوں کو تو ہائی سوسائٹی کے طور طریقے (manners) بالکل بھی نہیں آتے۔''

بہر حال سات آٹھ مہینے تک ''تلاشِ لڑکی'' کی مہم بڑے زور وشور سے جاری رہی، بیسیوں گھروں کے پھیرے لگے، خوب خوب چائے آرائی گئی اور بہت سی شریف زادیوں میں سے کیڑے نکالے گئے۔ بالآخر ایک دن یہ خبر سنی گئی کہ رفیہ آنٹی کو من پسند قسم کی ''ہیرے جیسی بہو'' مل گئی ہے۔ پھر ایک دن رفیہ آنٹی خود ہی خولہ کو اپنی لاڈلی بہو کے بارے میں بتانے لگیں، لگ بھگ دو گھنٹے بغیر کسی وقفے کے انہوں نے ٹینا اور ٹینا کے گھرانے کی تعریفیں کیں۔ جس کے بعد خولہ کو کم از کم یہ تو ازبر ہو ہی گیا کہ ٹینا ماسٹرز ڈگری ہولڈر ہے، بارہ ہزار کی نوکری کر رہی ہے اور جلد ہی ترقی بھی ہونے والی ہے، سی ایس ایس آفیسر کی بیٹی ہے، اُس کا بھائی بینک منیجر ہے اور ماں شہر کی مشہور سوشل ورکر ہے، بہت خوبصورت ہے، اردو میں کم ہی بات کرتی ہے زیادہ زور عموماً انگریزی پر ہی ہوتا ہے۔ ڈریسنگ (dressing) بہت ہی اچھی کرتی ہے اور بہت ہی اچھی چوائس (choice) ہے۔ لگے ہاتھوں رفیہ آنٹی نے یہ بھی بتا دیا کہ ''شادی پر کم از کم آٹھ نو لاکھ کا خرچہ تو ہو ہی جائے گا، جلد ہی شہر کے بہترین ہوٹل میں میرج ہال بک کروانا ہے، پھر زیور، کپڑا سو طرح کے خرچے ہوتے ہیں مگر میں خرچے کی وجہ سے پریشان نہیں ہوں، میرا بھی ایک ہی بیٹا ہے اور لڑکی والوں کا اسٹینڈرڈ (standard) بھی تو دیکھنا ہے، دل کھول کر ارمان پورے کروں گی''۔ خدا خدا کر کے جب رفیہ آنٹی ذرا سانس لینے کو رکیں تو خولہ نے فٹافٹ مصروفیت کا کہہ کر جان چھڑالی ورنہ وہ تو ابھی جہیز کی فہرست اور ٹینا بی بی کی ذاتی جائیداد کی تفصیلات بھی بتانا چاہ رہی تھیں۔

اور آج...... آج صرف آٹھ مہینے بعد ہی اتنے شوق اور ارمان سے لائی گئی بہو کے ہاتھوں رفیہ آنٹی کے رونے کی آواز سن کر اُسے ذرا بھی حیرت نہیں ہوئی۔ جی ہاں آپ بھی حیران ہوں گے کہ اگر افسوس نہیں تو کم از کم حیرت تو ہونی ہی چاہیے تھی، نجانے خولہ کیسی کٹھور لڑکی ہے جسے دوسروں کے جذبات کا احساس ہی نہیں۔

اصل میں بات یہ ہے کہ یہ ہمارے اپنے ہی ہاتھوں کی بوئی فصل ہے، جب تیار ہو جاتی ہے تو پھر خود ہی کاٹنی پڑتی ہے۔ رفیہ آنٹی نے سادگی، خلوص، اور عفت کو ٹھکرا کر دولت، نمود و نمائش اور ظاہری چمک دمک کو پسند کیا تھا، ایسا کرتے ہوئے انہوں نے نجانے کتنے دلوں کی آہیں اور بددعائیں سمیٹی ہوں گی۔ انہوں نے جس چیز کی تلاش کی تھی وہ تو انہیں مل ہی گئی یعنی ڈھیر سارا جہیز، انگریزی بولتی گوری چٹی بہو اور بیٹے کے لئے ہائی سوسائٹی والا سسرال مگر وہ ان چیزوں کی چکا چوند میں یہ نہ دیکھ سکیں کہ بزرگوں کا احترام، تمیز اور مروت والا خانہ نہ صرف بالکل خالی ہے بلکہ دیگر اشیا کے ساتھ ساتھ ٹینا بی بی ہٹ دھرمی، ضد اور خود سری بھی جہیز میں لائی ہیں۔ اسلامی اقدار کا پاس کرنے والوں کا مذاق اڑانے کے بعد اور شادی میں ہر قدم پر خدا کا ایک ایک حکم توڑنے کے بعد رفیہ آنٹی کو سکون کی توقع بھی نہیں کرنی چاہئے تھی۔ جس شادی میں ہر ہر فنکشن (function) میں ایک دو نہیں بلکہ ڈھیروں منکرات ہو رہے ہوں، بے پردگی بلکہ فحاشی ہو، میوزک ہو، ناچ گانا ہو، مووی ہو، (mix gathering) مخلوط گپ شپ کے نام پر لڑکیاں اپنی زیب و زینت آس پاس پھرتے لڑکوں کو دکھا رہی ہوں، دکھاوا اور تکبر ہو، وہاں پر اللہ کی لعنت کو برسنے سے کون روک سکتا ہے اور جس کام کی ابتدا ہی خدا کو اعلانیہ بلکہ فخریہ (نعوذ باللہ) ناراض کر کے کی جارہی ہو، اُس کام کی انتہا اچھے ہونے کی امید رکھنا بے وقوفی نہیں تو کیا ہے۔ آج اگر اُن کی بہو نے انہیں ''مست بوڑھی عورت'' (stupid old women) کہہ کر دھکا دیا ہے اور یہ سب دیکھ کر اُن کا بیٹا چپ چاپ کمرے میں چلا گیا تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ انہوں نے ''ہیرے جیسی بہو'' کی تلاش کرتے ہوئے ادب اور تمیز کو ناپنے کی کوشش ہی نہیں کی تھی، اس لئے آج انہیں اس کی توقع بھی نہیں کرنی چاہئے۔

رفیہ آنٹی کے ساتھ تو جو ہوا سو ہوا، انہیں اب یہ بھگتنا ہی ہوگا مگر آپ ایک منٹ رک کر اپنے بھائی، بیٹے یا اور کسی رشتہ دار کے لئے لڑکی کی تلاش کرتے ہوئے اپنے ذہن میں موجود آئیڈیل کا ایمانداری سے جائزہ لے لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بھی اُن ہی ''خصوصیات'' کو تلاش کر رہی ہوں جن کی اہمیت خود آپ کے لئے بھی ہفتے دس دن میں ختم ہو جائے گی اور خدانخواستہ آپ بھی اپنی باقی عمر ''لاڈلی بھابھی'' یا ''ارمانوں سے لائی ہوئی بہو'' کی برائیاں بیان کرتے گزار دیں۔ سوچ لیں کہ ابھی سوچنا فائدہ دے سکتا ہے، غور کریں شائد آپ کے آس پاس بھی کوئی خاموش سی، اسلامی اقدار پر چلنے والی، ''بڑی چادر اوڑھنے والی کلثوم'' رہتی ہو مگر جہیز کی چکا چوند یا اپ ٹو ڈیٹ (up to date) ہونے کی چمک نے اُسے آپ کی نظروں سے اوجھل کر دیا ہو۔ فیصلہ کرنے سے پہلے سوچ لیں کہ کچھ فیصلے زندگی کو پھولوں سے بھی بھر سکتے ہیں اور کانٹوں سے بھی!

فرضی قصے کہانیوں اور کھوکھلے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

ننھے مجاہد

54 19 رمضان المبارک 1427ھ 13 اکتوبر 2006ء

عید کیا ہے؟

لیلۃ القدر کی فضیلت اور اس کے مسائل

زرِتعاون 3 روپے

سحری

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور کھاؤ، پیو یہاں تک کہ تمھارے لیے سفید دھاگہ سیاہ پر واضح ہو جائے۔''(البقرہ)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سحری کھاؤ اس میں برکت ہے۔''(بخاری)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مومن کی بہترین سحری کھجور ہے۔''(ابوداوٗد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں ہے۔''(ابوداوٗد)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں سحری کھانے کی دعوت دی تو آپ نے فرمایا: ''صبح کے بابرکت کھانے کی طرف آؤ۔''(ابوداوٗد)

سیدنا سہیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تب تک لوگ بھلائی میں رہیں گے جب تک افطار کرنے میں جلدی کریں گے۔''(بخاری)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لیا وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اسے اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔''

(بخاری)

شہباز مغل ٹوبہ ٹیک سنگھ

بچوں کا روزہ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک نشہ کرنے والے آدمی سے رمضان میں فرمایا ویلک تجھ پر انتہائی افسوس ہے کہ ہمارے تو بچے بھی روزے رکھتے ہیں اور تو شراب پیتا ہے، اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رمضان کا نہایت ہی احترام کیا کرتے تھے خود بھی روزے رکھتے اور بچوں کو بھی روزہ کی عادت ڈالتے، سیدنا ربیع رضی اللہ عنہا بن معوذ کہتے ہیں کہ ہم خود بھی روزہ رکھتے اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے ہم ان کے لیے روئی کی گڑیا بنا دیتے جب ان میں سے کوئی روتا یا کھانا مانگتا تو ہم انھیں یہ گڑیا دے دیتے وہ ان سے کھیلنے لگ جاتا، یہاں تک کہ کھیلتے کھیلتے افطاری کا وقت آجاتا۔ ان باتوں کی روشنی میں ہمیں چاہیے کہ خود بھی روزے رکھیں اور بچوں کو بھی عادت ڈالیں۔[بخاری: ۱/ص ۲۶۳]

بنت ماسٹر عبدالغفور زاہد، فیصل آباد

ضروری بات

پیارے بچو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم چھوٹے تھے تو گاؤں میں برتن پالش کرنے والے آیا کرتے تھے ''برتن کلی کرالو۔'' وہ اپنا سامان کندھے پر اٹھائے آواز لگاتے تھے۔ گاؤں کی عورتیں اپنے پرانے برتن لاتیں اور اسے پالش کرواتیں تب ہم دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتے کہ وہ پرانے برتن پالش کے بعد بالکل نئے لگتے تھے۔ چمکتے برتن دھوپ میں پڑے بہت اچھے لگتے تھے، پھر بھی دل میں خیال آتا تھا کہ ''پرانے برتن پالش کرانے کا فائدہ نئے برتن پالش کروانے چاہیے؟'' ہر بات ایک وقت پر سمجھ میں آتی ہے جب ہم بچپن سے نکل آئے تب یہ بھی سمجھ آئی کہ پرانے برتن کلی کیوں کروائے جاتے ہیں۔

اب یہ بات تو آپ بھی جان گئے ہوں گے کہ پرانے برتن کیوں کلی ہوتے تھے۔ بھئی! اس لیے کہ کوئی بھی خراب اور پرانی چیز اچھی نہیں لگتی اور وہی چیز اگر پالش ہو جائے اور اس میں جو تھوڑی بہت خرابی ہے وہ دور ہو جائے تو بہت اچھی لگنے لگتی ہے۔ ہیں ناں!!

بس اسی لیے پالش کی جاتی ہے کہ چیز اچھی لگے۔ بھئی! آپ اس مبارک اور برکتوں والے مہینے ہی کو لے لیجیے! بھلا یہ مہینہ ہر سال کیوں آتا ہے؟ اس میں اللہ کی برکتوں کا بہت زیادہ نزول کیوں ہوتا ہے؟ ایک نیکی پر ستر نیکیوں کا ثواب کیوں دیا جاتا ہے؟

اور اس مہینے میں نیکیوں کا رجحان کیوں بڑھ جاتا ہے؟ اصل میں یہ مہینہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پالش کا ایک سیزن ہوتا ہے۔ گیارہ ماہ مسلسل دنیا کے کاموں میں مصروف رہ کر انسان کے اندر بہت سی کمیاں کوتاہیاں آجاتی ہیں اور انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے کمزور ہو جاتا ہے اور اس مہینے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو پالش کر کے نیکی کے کام کرنے کا شوق دلا دیتا ہے اور اللہ کے بندے ان خرابیوں کوتاہیوں کو چھوڑ کر پھر سے نئے عزم کے ساتھ نیکی کے کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ بس جیسے ہمیں خراب اور پرانی چیزیں اچھی نہیں لگتی اور ہم انھیں نیا اور اچھا کرنے کے لیے پالش کرواتے ہیں ایسے ہی اللہ تعالیٰ کو بھی گناہ کرنے والے بندے اچھے نہیں لگتے اور اللہ تعالیٰ اس مہینے میں اپنے بندوں کو پالش کرتا ہے تاکہ وہ خالص اس کے بندے بن جائیں جو اس سے ڈرنے والے ہوں، یہی تو اس مہینے کا مقصد ہے اور اسی لیے تو روزے فرض ہوئے ہیں کہ انسان ہر وقت اللہ کا ڈر رکھے۔ تو کیا میں نے اور آپ نے اس مبارک مہینے میں تقویٰ کو پا لیا ہے اور ہم ہر کام میں اللہ سے ڈرنے لگے ہیں تو پھر ہم کامیاب ہیں ورنہ ہمیں فکر کرنی چاہیے کہ ہم ابھی تک پالش کیوں نہیں ہوئے۔

والسلام آپکا بھائی

عبدالوارث ساجد
0321-4275767

اس شمارے میں

مٹکے ٹوٹ گئے	4
روزے کے احکام	7
عید کیا ہے	8
جسے اللہ رکھے	9
برصغیر میں صحابہ	11
پاکستان	13
بھاپ کا انجن	16

خط و کتابت کیلئے
ننھے مجاہد
ہفت روزہ غزوہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
فون 7314531 فیکس 042-7117551
ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں
www.jamatdawa.org
E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

سلطنت کی قیمت

محمد سلمان بٹ.....اسلام آباد

ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہارون کے دور کے ایک نامور عالم اور محدث تھے زہد وتقویٰ اور دنیا سے بے رغبتی ان کا نمایاں وصف تھا۔ ان کی ایک اور نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ روز مرہ کی زندگی کی سادہ مثالوں کی مدد سے انتہائی مؤثر انداز میں وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے ان کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو بہت جلد نرم کر دیتی تھی۔ ان کی شخصیت کے اس پہلو کی وجہ سے انھیں عوام اور خواص دونوں میں مقبولیت حاصل تھی اور خلیفہ ہارون بھی ان کی بہت عزت کرتا تھا۔

ایک دن ہارون اپنے خواص اور مصاحبین (ساتھی) کے ساتھ بیٹھا خوش گپیوں میں مصروف تھا کہ اچانک ابن سماک بھی محفل میں پہنچ گئے۔ ہارون نے ابن سماک کو محفل میں عزت کے ساتھ بٹھایا۔ سلام دعا اور احوال پرسی کے بعد ہارون نے ابن سماک سے درخواست کی کہ کچھ نصیحت کریں: ''ابن سماک نے جواب دیا کسی مناسب مرحلے پر ضرور نصیحت کروں گا۔''

محفل ایک بار پھر اپنے اصلی رنگ کی طرف لوٹ گئی۔ ہر کوئی اپنے ذوق اور ہارون کی خوشنودی کے پیش نظر کہہ سن رہا تھا۔ تھوڑی دیر گزری کہ ہارون کو پیاس محسوس ہوئی۔ اس نے خادم کو پانی لانے کا حکم دیا خادم نے فوراً پانی کا پیالہ اٹھایا اور ہارون کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ہارون نے پیالہ اٹھایا اور اسے اپنے ہونٹوں کے قریب کر دیا جیسے ہی ہارون پانی پینے لگا ابن سماک نے کہا: ''خلیفہ! ذرا رک جایئے۔'' ہارون نے ہاتھ روک لیا۔

ابن سماک کہنے لگا:

''اگر آپ کو اس وقت کوئی ایسی بیماری لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے آپ سخت پیاس کے باوجود پانی نہ پی سکیں اور اس بیماری کا علاج ایک ہی طبیب کے پاس ہو اور وہ اس شرط پر آپ کا علاج کرنے کو تیار ہو کہ آپ اپنی آدھی سلطنت اسے دے دیں تو آپ کیا کریں گے؟''

ابن سماک نے ہارون سے سوال کیا۔

خلیفہ ہارون نے جواب دیا:

''جان ہے تو جہان ہے، ظاہری سی بات ہے کہ میں آدھی سلطنت دے کر اس سے اپنا علاج کرواؤں گا۔''

ہارون کا جواب سننے کے بعد ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

''بسم اللہ پانی نوش فرمایئے۔''

ہارون نے پانی پیا اور خالی پیالہ خادم کے سپرد کر دیا جب ہارون پانی پی چکا تو ابن سماک پھر ایک بار کہنے لگا:

''خلیفہ یہ بتایئے کہ یہ پانی جو آپ نے پیا ہے، آپ کے جسم کے اندر اپنا کام مکمل کرنے لینے کے بعد باہر نکلنے لگے، اگر آپ کو اس وقت ایسی بیماری لگ جائے کہ یہ پانی باہر نہ نکل سکے اور اس بیماری کا علاج بھی اسی طبیب کے پاس ہو جس نے پہلے آپ کا علاج کیا تھا اور وہ اس شرط پر آپ کا علاج کرنے کو تیار ہو کہ آپ اپنی باقی آدھی سلطنت بھی اسے دے دیں تو آپ کیا کریں گے؟''

''ظاہری سی بات ہے اس کی شرط قبول کر کے اپنا علاج کرواؤں گا۔''

ہارون نے جواب دیا۔ اب ابن سماک کے لہجے میں تبدیلی آئی اور انھوں نے نہایت حکیمانہ لہجے کہا:

''اے امیر المؤمنین! جس سلطنت کا آدھا حصہ ایک گھونٹ پانی پینے پر اور آدھا حصہ ایک بار پیشاب کرنے پر قربان کیا جا سکتا ہو تو وہ اس قابل ہے کہ اس کو پانے کے لیے دن رات کوشش کی جائے؟''

جو شخص ابن سماک کی اس نصیحت پر غور کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ بندے پر جس قدر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا نزول زیادہ ہو اسی قدر اسے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار اور اس کا مطیع و فرماں بردار ہونا چاہیے اب چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کا خلیفہ بنایا ہے اور پوری سلطنت کے آپ اکیلے سردار ہیں، آپ سے بڑا کوئی نہیں، کوئی آپ پر حکمران نہیں اور آپ سب پر حکمران ہیں اس لیے آپ پر واجب ہے کہ لوگوں سے زیادہ اللہ کے مطیع و فرمانبردار بنیں اور اس کے آگے جھکیں، کیوں کہ زیادہ پھل دار درخت زیادہ جھکا ہوتا ہے۔

(تاریخ دمشق: ۶۷/۱۷۰۱۷)

ماہِ صیام

لوگو! ہوشیار ہو جاؤ پھر ماہ صیام آیا
ہزاروں برکتیں اور رحمتیں اپنے ساتھ لایا
غافلو! بیدار ہو جاؤ نمازیو! تیار ہو جاؤ
ہوشیار ہو جاؤ ہوشیار ہو جاؤ
دن کو حالتِ صوم اور راتوں کو قیام
لوگو! ہوشیار ہو جاؤ پھر ماہ صیام آیا
ہزاروں برکتیں اور رحمتیں اپنے ساتھ لایا
نزولِ رحمت و برکات کا مہینہ رمضان ہے
اس ماہِ مقدس میں قید ہوا شیطان ہے
نزولِ قرآن اور مغفرت رب کا پیام لایا
لوگو! ہوشیار ہو جاؤ پھر ماہ صیام آیا
ہزاروں برکتیں اور رحمتیں اپنے ساتھ لایا
راتوں کو جاگ کر اپنے رب کو منائیں
معاف ہو جائیں سب گناہ و خطائیں
کتب علیکم الصیام کا اعلانِ عام آیا
لوگو! ہوشیار ہو جاؤ پھر ماہ صیام آیا
ہزاروں برکتیں اور رحمتیں اپنے ساتھ لایا
رب کے حضور خوب صدقہ خیرات کر لو
دامن رحمت سے بھر لو نیکیاں جمع کر لو
یہ مہینہ رحمتوں مسرتوں کا بن کر جام آیا
روزے رکھو یہ تقویٰ کی ہے نشانی
ایسی ویسی بات نہیں یہ ہے حکم ربانی
پائے گا وہ فلاح جو متبع دین اسلام آیا

اخت راشد ستار.....مہمند بازیدیکا

کوشش جاری رکھیں

مینا کاشمیری گجرات (پروانہ ودام کی خونچکاں کہانی) اخت محسن رحیم یار خاں (بچوں کا کارنامہ) جویریہ تبسم، موڑ کھنڈا (اتحاد) عمر فاروق لاہور (نبی کی مسکراہٹ) نعمان شاہد مظفر آباد (خطا کار سے درگزر کرنے والا) فائزہ شاہد (میری دعا) جویریہ اسماعیل چوکی (قیمتی زیور عبدالخالق قمر پاکپتن (ہمت نہ ہارو) عبدالوحید جامعہ البدر (بزرگ اور کافر) محمد فیصل رفیق (اشعار) بہزاد جاوید اقبال، میاں چنوں (انمول موتی) صفیہ بنت رحمت خان، جدہ (شعر) محمد حسن عسکری بلتستان (علم اور دولت) ثوبیہ سحر کھڈیاں خاص (کیا کھویا کیا پایا) روبینہ شاہین، سانگھڑ، صفورہ غفاری خانیوال (ساتھ ساتھ) بشیر احمد، ابراہیم زئی (زلزلہ) محمد یونس کمالیہ (دوستی) محمد عرفان تبسم (پہیلیاں) حافظ محمد طلحہ دہلوی (پوری کائنات میں حبیب الرحمٰن (رسول اللہ ﷺ کے آنسو) شمائلہ منظور راجن پور (حیرت انگیز معلومات) بنت حاجی محمد اکرم، میاں چنوں (اقوال زریں) مجاہد حسین قلعہ دیدار سنگھ (مزاحیہ درخواست) ابوعثمان ظہور احمد شہید (کیا کھویا کیا پایا؟) منزہ صدیق، نائلہ عبدالعزیز، مستووال (اقوال زریں) انعام الرحمٰن یزدانی کامونکی (سب سے عظیم) محمد سلیم للیّٰ شہزادی، سمندری (سامان تجارت) محمد زاہد، سرگودھا (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ) ضیاء الرحمٰن، رینالہ خورد (وطن عزیز کے جیالوں کے نام) آمنہ اصغر، بھائی پھیرو (کھانے کی برکت) غلام مرتضیٰ نارووال (ایک عورت کا صبر) ناصرہ عتیق، چونیاں (عزم نو) صباء امین، داہرانوالہ (ہیروشیما اور ناگاساکی کی یاد میں) محمد نعمان، چیچہ وطنی (قرآن پاک) زاہد غلام رسول شکر گڑھ (ننھے مجاہد) عرفان محبوبہ لدھیوالہ (ماں باپ کا ادب) حفصہ افضال گجرات (ستمبر) ام ایمن (گلدستہ) عرفان احمد، لیہ (ترانہ) سدرہ سعید، موڑ کھنڈا (عقلمند بچہ) اخت جمیل لاہور (نظم) راحیلہ ہارون، قصور (کیا آپ نے سوچا) محمد اسحاق اویس عارفوالہ (بادشاہ کی ذہانت) نازش رزاق (دنیا کے قدیم جانور) انعم اشرف، راجن پور (باریک دوپٹہ) راحیلہ عمر فاروق، لاہور (گلدستہ) نائلہ صادق، رائے ونڈ (تین چاند) فضہ تحریم، میاں چنوں (انمول موتی) مدیحہ عبدالقیوم، صدیقی، گوجرانوالہ (ناقابل فراموش) حافظ مدثر رشید (دنیا کی سب سے پہلی یونیورسٹی) عادل فاروق، سمندری (کیا آپ جانتے ہیں) مجاہدہ صبا (شعر) محمد شاہد سندھو، رحیم یار خان (حکمت) صالحہ شہباز، گوجرانوالہ (باتوں سے خوشبو آئے) اخت ابوانس شہید، قصور (شعر) فاطمہ بنت ارقم، گجرات (شعر) مدیحہ مصطفیٰ، فیصل آباد (ایک نمازی کا خواب) سامعیہ حسن، صادق آباد (پسندیدہ شعر) عتیق الرحمٰن اطہر، گوجرانوالہ (عظمت قرآن نزہت فاطمہ بنت احمد (پانچ سخت ترین گناہ)۔

مٹکے ٹوٹ گئے

مؤرخ ابن عساکر اور علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ ابوحسین احمد بن محمد خراسانی نوری ایک مرتبہ بغداد میں دریائے دجلہ کے کنارے چل رہے تھے کہ قریب سے ایک کشتی گزری، انھوں نے دیکھا کہ ملاح بہت سارے شراب کے مٹکوں کے ساتھ اس کشتی میں بیٹھا ہوا ہے، ابوحسین نوری اس پر چڑھ گئے اور پوچھا یہ کیا ہے؟ اور کس لیے ہے؟

ملاح نے جواب دیا، آپ کو اس سے کیا لینا دینا؟

ابوحسین نے اصرار کر کے پوچھا کہ بتاؤ اس میں کیا ہے؟

ملاح نے کہا:

''اللہ کی قسم! آپ بڑے فضول گو آدمی ہیں، یہ خلیفہ معتضد باللہ کی شراب ہے۔''

ابوحسین کو بڑا سخت غصہ آیا ہاتھ میں لاٹھی تھی، مٹکوں کو ایک ایک کر کے توڑنا شروع کر دیا، ملاح اس دوران انھیں منع کرتا رہا، لیکن وہ باز نہ آئے، چنانچہ ملاح نے خوب چیخ و پکار کی، لوگوں نے پولیس کو بلایا جب پولیس آئی تو ایک مٹکے کے سوا سارے مٹکے ٹوٹ چکے تھے، پولیس نے انھیں پکڑا اور معتضد باللہ کے سامنے پیش کر دیا۔

خلیفہ معتضد نے پوچھا: ''تمھاری بربادی ہو، آخر تم ہو کون؟'' انھوں نے جواب دیا: محتسب ہوں (یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے والا)

معتضد نے پوچھا: ''اس کام پر تمھیں کس نے متعین کیا ہے؟''

کہنے لگے: ''امیر المومنین! جس ہستی نے آپ کو خلیفہ بنایا ہے، اسی نے مجھے اس کام پر نامزد کیا ہے۔''

معتضد نے اپنے سر کو جھکا لیا اور بولا، یہ کام کرنے کی تمھیں جرأت کیسے ہوئی اور تم نے یہ کیوں کیا؟

جواب میں ابوحسین کہنے لگے:

''تمھارے ساتھ پیار اور محبت کی وجہ سے کہ یہ تمھارے لیے نہایت غیر مفید، مکروہ اور نقصان دہ چیز تھی۔''

خلیفہ نے پھر اپنے سر کو جھکایا، ذرا سا سوچا اور کہا:

''اچھا بتاؤ! تم نے سارے مٹکے توڑ دیے ایک جو باقی رہ گیا ہے اس کو کیوں نہیں توڑا؟ فرمانے لگے، دراصل جب میں نے مٹکوں کو توڑنا شروع کیا تو میرے دل میں صرف رب کی رضا کی نیت تھی اور مین نے اس کی جلالت کی خاطر یہ کام کیا، لیکن آخری مٹکا توڑنے سے پہلے خود ہی میرے دل میں یہ خیال آ گیا کہ میں نے اتنا بڑا کام کر دیا ہے باوجود یہ جانتے کہ یہ مال خلیفہ کا ہے، کوئی پرواہ نہیں کی، جب یہ خیال میرے دل میں آیا تو پھر یہ کام رضائے الٰہی کی خاطر نہیں رہا تھا، لہٰذا میں نے آخری مٹکا چھوڑ دیا۔

معتضد کہنے لگا جاؤ! ہم نے تمھیں محتسب مقرر کر دیا ہے اور جو بھی تمھیں برائی نظر آئے اس کو تبدیل کر دو۔

ابوحسین نوری نے فرمایا: ''جناب! میرا ارادہ اب اس کام کو کرنے کا نہیں رہا۔''

معتضد نے پوچھا، کیوں؟ کیا وجہ ہے؟

جواب دیا: پہلے یہ کام رب کی رضا کے لیے اور اس کی مدد کے ساتھ کرتا تھا اور اب تمھیں راضی کرنے کے لیے پولیس کی مدد سے کروں گا۔

خلیفہ کہنے لگا: ''اگر آپ کی کوئی حاجت ہے تو پیش کریں، فرمانے لگے: ''مجھے اس دربار سے بے ضرر نکلنے کی اجازت دے دیں اور میرے راستے میں تمھارا کوئی آدمی رکاوٹ نہ بنے۔

خلیفہ نے حکم جاری کر دیا کہ ان سے کوئی اعراض نہ کیا جائے۔

ابوحسین نوری بغداد سے نکل کر بصرہ میں قیام پذیر ہو گئے اور حتی الامکان کوشش کی کہ اپنے آپ کو چھپائے رکھیں، تاکہ معتضد کے لیے کوئی سفارش طلب کرنے والا نہ آ جائے۔

جب خلیفہ معتضد نے وفات پائی تو پھر یہ بغداد واپس آ گئے۔

ابوحسین نوری کی وفات ۲۹۵ء میں ہوئی۔

مصباح احمد ...... اسلام آباد

جامعہ الدعوۃ الاسلامیہ

مرکز یرموک پتوکی

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ کفار کی تمام سازشوں کوششوں کے باوجود اللہ کے دین کو سربلند رکھنے اور پھیلانے کے لیے دینی ادارے قائم ہیں اور الحمدللہ ان میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے یہ انسانوں کی خدمت کی سب سے بڑی این جی اوز ہے، جو لاکھوں طلباء کو دنیا بھر میں نہ صرف مفت تعلیم دے رہے ہیں بلکہ خوراک، رہائش، علاج معالجہ سمیت ہر خدمت کرنے میں مصروف ہیں جس کی مثال دنیا کے دیگر مذاہب میں ملنا مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے اور جنت حاصل کرنے کی تڑپ میں ان مدارس سے وابستہ لوگ دن رات محنت میں مصروف ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

مرکز یرموک بھی ان اداروں میں سے ایک ہے جو کہ اللہ کے دین کو پھیلانے میں مصروف ہے یہ ایک عظیم الشان جامعہ ہے جو کہ ایک پرفضا ماحول میں واقع ہے، جہاں ہر طرف باغات اور زرعی فارم ہیں جس کی وجہ سے آلودگی نہ ہونے کے برابر ہے اس لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تعلیم حاصل کرنے کے لیے یہ ایک بہترین جگہ ہے۔

مرکز یرموک لاہور سے ۷۰ کلومیٹر کے فاصلے پر پتوکی شہر کے قریب ملتان روڈ پر واقع ہے س کا افتتاح 8 جون 1998ء کو حافظ محمد سعید حفظہ اللہ نے فرمایا اور اسی دن تعلیم کا آغاز ہوا جس کے لیے مرکز طیبہ مرید کے سے پہلی کلاس کے طلباء کو مرکز یرموک منتقل کیا گیا مرکز یرموک ایک شاندار بلڈنگ رکھتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آرائیں ماڈل فارم پتوکی کے مالک چوہدری محمد حسین صاحب اور ان کے بیٹوں نے اپنے خرچ سے مکمل تعمیر کر کے مرکز کے حوالے کیا اور اب بھی مسلسل تعاون جاری ہے، اللہ قبول فرمائے۔ (آمین)

اس مرکز سے سینکڑوں طلباء نے استفادہ کیا مرکز یرموک سے اب تک 1998ء اگست تا 2005ء تک 62 طلباء نے قرآن پاک حفظ مکمل کیا جو کہ بلاشبہ ایک شاندار کارگردگی ہے اس وقت یرموک میں دو شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔

شعبہ حفظ جس کا مختصر ذکر اوپر ہو چکا دوسرا شعبہ کتب (شعبہ الکتاب والسنہ)

شعبہ الکتاب والسنۃ:

میں ابھی صرف تین کلاسیں جاری ہیں، تین کلاس مکمل کرنے کے بعد طلباء کو بقیہ تعلیم کے لیے مرکز طیبہ مرید کے روانہ کر دیا جاتا ہے جہاں یہ طلباء باقی تعلیم مکمل کرتے ہیں، الحمدللہ اب تک بیسیوں طلباء عالم بن کر دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔

جامعہ کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ ہر مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ نے اسے دین کی خدمت کا موقع دیا۔ جس کی مثال 2001ء میں اچانک دورہ صفہ اور دیگر شعبہ جات کے بھائیوں کو اپنے دامن میں جگہ دینا اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دو اجتماعات کی میزبانی نے یرموک کو نمایاں مقام عطاء کیا الغرض مستقبل میں یہ دین کا ایک عظیم مرکز ہو گا۔ ان شاء اللہ

ان کی عید کیسی ہوگی؟

عیدالفطر مسلمانوں کے لیے انتہائی خوشیاں اور مسرتیں لے کر آتی ہے، یہ مسلمانوں کا دینی تہوار ہے جو رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد انعام اور صلے کے طور پر عنایت کیا جاتا ہے، مہینہ بھر روزہ رکھنے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر جو بھوک اور پیاس کاٹی جاتی ہے، یقیناً یہ ایک مشقت اور محنت والا کام ہے اور اس محنت کا انعام اور بدلہ ضرور ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ نے اسی ضرورت کے پیش نظر ایمان والوں پر یہ احسان فرمایا اور انھیں عیدالفطر کی شکل میں خوشیاں منانے کے لیے دن مقرر فرمایا۔

لیکن یہ عید ان بچوں کے لیے زیادہ خوشیاں اور مسرتوں کا باعث نہ ہوگی جو گزشتہ سال 8 اکتوبر کے زلزلے میں بری طرح متاثر ہوئے کشمیر اور شمالی علاقہ جات کے علاقوں میں لاکھوں بچے اس عید کو خوشگوار دیکھنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ جس علاقے میں یہ آباد ہیں وہاں موسم سرما میں شدید سردی ہوتی ہے اور یہ موسم جلد شروع ہو جاتا ہے جیسے جیسے دن گزر رہے ہیں، سردی دیوہیکل کی صورت میں آتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے، اعداد و شمار کے مطابق 40 لاکھ لوگ اس زلزلہ میں متاثر ہوئے جن میں نصف سے زیادہ تعداد بچوں کی ہے، سکول پڑھنے والے بچوں کی عمر والے بچے تقریباً دس لاکھ کے لگ بھگ ہے، ایک اندازے کے مطابق 4000 عارضی پرائمری سکولوں کی ضرورت ہے۔

سترہ ہزار سے زائد طالب علم بچے اس وقت اللہ کو پیارے ہو گئے جب زلزلہ آنے سے سکول کی عمارتیں ان پر گر گئی اور وہ وہیں دفن ہو کر رہ گئے۔

ننھے مجاہدو! آئیں پھر سے ان معصوم بھائیوں اور بہنوں کی خوشیاں واپس لوٹائیں اپنی عید کی خوشیاں اپنے تک محدود نہ رکھیں بلکہ ان کو بھی اپنی خوشیوں میں شریک کریں رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں ان کے لیے دعائیں کریں، خصوصاً افطار کے وقت کہ اللہ انھیں پھر سے ایسے حالات میں لے آئے کہ وہ حقیقی خوشیاں اور مسرتیں دیکھ سکیں اور عید کی خوشیوں میں شامل ہو سکیں۔

11 ستمبر اور امریکی مسلم بچے:

مغربی دنیا اور امریکی عوام گیارہ ستمبر کو امریکہ کی روح پر حملے کا دن تصور کرتی ہے اور اکیسویں صدی کا ایک عظیم واقعہ کہتی ہے، جبکہ مسلم دنیا کے نزدیک یہ دن نہ صرف امریکہ پر حملوں کی نشاندہی کرتا ہے، بلکہ اس دن سے ان کے لیے اپنی شناخت بطور مسلمان ایک چیلنج کی حیثیت اختیار کر گئی ہے وہاں مسلمان عیسائیوں کے تعصب اور بغض کا شکار ہیں، مسلم دشمنی سے بچے بھی متاثر ہیں، گیارہ ستمبر کی برسی کے موقع پر امریکہ کے اندر کئی تقریبات ہوئیں جن میں مسلم تنظیموں اور مسلم بچوں کی طرف سے بھی منعقد کردہ تقریبات تھیں، مختلف سکولوں اور تعلیمی اداروں نے کیلیفورنیا، شکاگو، فلوریڈا اور دیگر ریاستوں میں گیارہ ستمبر اور اسلام کے موضوع پر تقریبات منعقد کیں جن میں سکول کے طلبہ نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور یہ بات باور کرانے کی کوشش کی کہ اسلام دہشت گردی کی ہرگز اجازت نہیں دیتا، بلکہ اسلام تو امن اور سلامتی کا مذہب ہے جو پوری کائنات کے لیے بہتری اور خیر خواہی کا درس دیتا ہے۔

ان سب کے باوجود عیسائی بچے مسلمان بچوں کو ذلت اور حقارت آمیز لہجے میں پکارتے ہیں، جنھیں شدت پسندی اور دہشت گردی کا طعنہ دیا جاتا ہے، حالانکہ یہ مسلمان بچے اور ان کے والدین اور رشتہ دار عیسائی امریکیوں سے زیادہ قانون اور اصولوں کے پابند ہیں، اسکولوں اور تعلیمی اداروں کے اندر غیر مساوی اور نامناسب رویہ اختیار کیا جاتا ہے، ہم عصر بچے ان سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔

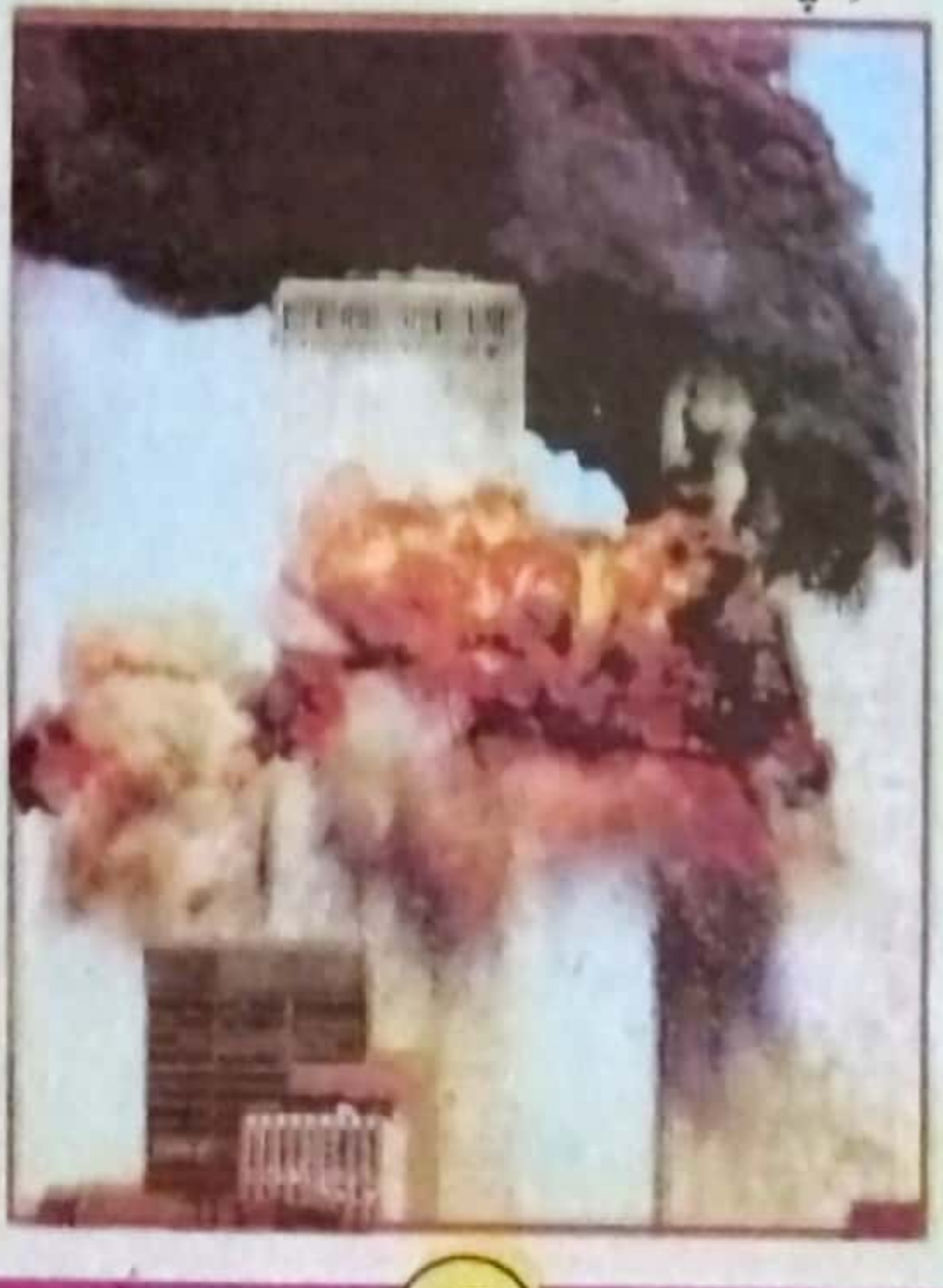

بچوں کا ادب 2005ء کے نتائج کا اعلان

دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد اور ینٹ ایڈورٹائزنگ لمیٹڈ کے مشترکہ اہتمام سے منعقد کیے گئے اور ینٹ دعوۃ ایوارڈ برائے بچوں کا ادب 2005ء کے نتائج کا اعلان کر دیا گیا ہے، دعوۃ اکیڈمی کے ایک پریس ریلیز کے مطابق دس دس ہزار روپے مالیت کے پانچ ایوارڈ ہر سال اور ینٹ کے اشتراک سے بچوں کے ادب میں پانچ اصناف میں بہترین لکھاریوں کو دیے جاتے ہیں۔

2005ء کے ایوارڈز کے تعین کے ممتاز اہل قلم اظہر نیاز، ڈاکٹر راشد اور حمید شاہد پر مشتمل جیوری بنائی گئی تھی۔ جیوری کے فیصلے کے مطابق نظم میں اسماعیل میرٹھی ایوارڈ کے ضمن میں حکم خان کی نظم "سدا کام اوروں کے آتے رہو۔" کو دیا گیا۔ ڈرامے کے ضمن میں مرزا ادیب ایوارڈ رضوان علی بھٹی کے ڈرامے "کوے کا اغواء" کو ملا۔ ناول کا عزیز اثری ایوارڈ محمد عادل منہاج کے ناول "آخری منصوبہ" کو ملا۔ کہانی میں سید نظر زیدی ایوارڈ کے ضمن میں صائمہ کامران کی کہانی مٹی کا قرض کو ملا۔

جسمانی صحت کے چند اصول

- مسواک کو لازم کرو کیونکہ یہ بہت سی بیماریوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔
- ناخن تراشو، لیکن دانتوں سے نہ کاٹو۔
- پانی تین سانسوں میں اور بیٹھ کر پیو اور اس میں پھونک مت مارو۔
- دودھ بہترین غذا ہے کوئی اس کا ہدیہ دے تو واپس نہ کرو۔
- شہد میں شفا ہے۔
- آپ ﷺ بغیر چھنے آٹے کی روٹی کھانا پسند فرماتے تھے۔
- آپ ﷺ گوشت میں کدو ملا کر کھانے کو پسند کرتے تھے۔
- زیتون کا تیل کھایا کرو اور جسم پر لگایا کرو۔
- سرکہ بہترین سالن ہے۔
- کلونجی موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے۔
- کھمبی کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔
- آپ ﷺ زخم چوٹ یا پھنسی کا علاج مہندی لگا کر کرتے تھے۔
- آپ ﷺ بخار کے وقت ٹھنڈے پانی سے نہایا کرتے تھے۔
- دلیہ مریض کے دل کو راحت پہنچاتا ہے۔
- نہار منہ عجوہ کھجور کھانا ہر بیماری کا علاج ہے۔

محمد وسیم طاہری ..... کراچی

میرا پسندیدہ شعر

انعام یافتہ

دیکھو تو اک شکن بھی نہیں ہے لباس میں
سوچو تو سلوٹوں سے بھری پڑی ہے تمام روح
ہما شوکت......پھلیانی

محکم ہے ایمان ہمارا سچا ہے قرآن ہمارا
سو سو کافر پر بھاری ایک ایک جوان ہمارا
مریم بنت محمد ایوب......پسرور روڈ ڈسکہ

نافذ کرے گر تو اسلام کو اپنی جوانی پر
فرشتے بھی کریں گے رشک تیری زندگانی پر
اخت فضل الٰہی......راجن پور

شاہین بناتا ہے پہاڑوں میں نشیمن
محلوں کے گنبدوں کا پرستار نہیں ہے
سراقہ انجم بن عبدالرشید انجم......اوکاڑہ

فضا میں کلمۂ توحید کے ہیں نعرے گونجتے
ہوئی سحر مجاہدوں نے دی جہاد کی اذاں
لہو بہائیں گے چمن میں تب بہار آئے گی
بے بسی کے آنسوؤں سے مہکے ہیں نہ گلستاں
اخت وقار ادریس قصور

اگر آسمان پر ستارے نہ ہوتے
زمین پر یہ پیارے نظارے نہ ہوتے
ہم کبھی آپ کو یہ شعر نہ لکھتے
اگر ''ننھے مجاہد'' ہم کو پیارے نہ ہوتے
شکیلہ نیاز، زاہدہ بشیر......خانیوال

ہماری مٹی کا ذرہ ذرہ
کچھ ایسا شعلہ تراش ہو گا
جو اس سے ٹکرائے گا یقیناً
وہ آپ ہی پاش پاش ہو گا
حفصہ بی بی......چکوال

آزاد تو ہم ہو گئے لیکن یہ بتاؤ
کیوں ہم نے بھلا ڈالے ہیں ماضی کے وہ گھاؤ
اقبال کے خوابوں کا حساب آج چکاؤ
سوئے ہوئے شاہین کو غفلت سے جگاؤ
حفصہ افضال......خورشید کالونی

نہیں ہوتی کبھی ساحل کے ارمانوں سے وابستہ
ہماری کشتیاں رہتی ہیں طوفانوں سے وابستہ
ہمارا ہی جگر ہے ہمارا ہی کلیجہ
ہم اپنے زخم رکھتے ہیں نمکدانوں سے وابستہ
میں یوں تو رہزن کے بدلے پاسباں پروار کرتا ہوں
میرے گھر کی تباہی ہے، نگہبانوں سے وابستہ
نہ لے چل خانقاہوں کی طرف شیخ حرم مجھ کو
مجاہد کا تو مستقبل ہے میدانوں سے وابستہ
حافظہ زیب النسا......موڑ کھنڈا

مقبوضہ کشمیر

یہ اک باغ دیکھو
جو اجڑا سراسر
جہاں خاک اڑتی ہے
ہر سو برابر
نہیں تازگی کا
کہیں نام جس پر
ہری ٹہنیاں
جھڑ گئیں جس کی جل کر

حفصہ نذیر......لاہور

مسکراہٹ

ایک دفعہ میں اپنے چھوٹے بھائی کو پاکستان کیسے بنا؟ کے عنوان سے کچھ باتیں بتا رہی تھی، جب میں نے یہ کہا کہ پاکستان بنانے کے لیے ہمارے بزرگوں نے بہت ساری قربانیاں دی تھیں تو بھائی حیرت سے کہنے لگا: ''باجی ان قربانیوں کا اتنا سارا گوشت کہاں گیا۔'' (بقرہ عید قریب تھی وہ سمجھا شاید بکروں کی قربانیاں دی تھیں)۔

رابعہ بصری......کوٹ غلام محمد

گرمی

ہر اک دیتا ہے یہ دہائی
گرمی نے ہے آگ لگائی
سڑکیں گلیاں سب ویران
سب بازار ہوئے سنسان
پنکھوں کی بھی گرم ہوا
اے سی بس دیتا ہے مزا
گرمی نے جب زور دکھایا
سب کا ہوش ٹھکانے آیا
سب سکول اور کالج بند
بات یہی ہے فائدہ مند
دھوپ سے بچ کر بیٹھو گر
شام کو بس نکلو باہر

فاروق اے حارث

اعلان

دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی کے شعبہ ''بچوں کا ادب'' کی طرف سے پاکستان بھر میں بچوں کے رسائل کے مابین ''عالم اسلام نمبر'' شائع کرنے کا اعلان ہوا ہے۔

یوں ''ننھے مجاہد'' کے ماہ دسمبر کا پہلا پرچہ ''عالم اسلام نمبر'' ہوگا۔ اس شمارے میں آپ مسلم ممالک کی آبادی۔ علاقے، ثقافتی، اقتصادی، تعلیمی سماجی حالات، بچوں کے ادب مقامی رسم و رواج کتب خانوں، علمی درسگاہوں۔ سائنسی و صنعتی ترقیات، عظیم شخصیات، دینی اداروں اور تحریکوں الغرض ہر قسم کی جامع معلومات ارسال کر کے آپ اس پرچے میں شامل ہو سکتے ہیں۔

تحریر ارسال کرنے کی آخری تاریخ بیس نومبر 2006ء ہے۔

قومی چیزیں

فوجی تمغے

پاکستان کے فوجی تمغے یہ ہیں۔ نشان حیدر۔ ہلال جرأت۔ ستارہ جرأت۔ ستارہ بسالت۔ تمغہ جرأت۔ تمغہ بسالت۔ تمغہ خدمت درجہ اول، تمغہ خدمت درجہ دوم، تمغہ خدمت درجہ سوم۔ تمغہ دفاع، پاکستان میڈل، تمغہ یوم جمہوریہ پاکستان امتیازی سند۔

شہری تمغے:

پاکستان کے شہری تمغے یہ ہیں:
نشان پاکستان۔ ہلال پاکستان۔ ستارہ پاکستان۔ تمغہ پاکستان۔ نشان شجاعت۔ ستارہ شجاعت۔ تمغہ شجاعت۔ نشان امتیاز۔ ہلال امتیاز۔ ستارہ امتیاز۔ نشان قائداعظم۔ ستارہ قائداعظم۔ تمغہ قائداعظم۔

قومی ترانہ:

پاکستان کا قومی ترانہ ملک کے مشہور شاعر جناب ابوالاثر حفیظ جالندھری نے لکھا ہے۔ قومی ترانہ ۱۳ اگست ۱۹۵۴ء کو پہلی بار ریڈیو پاکستان سے نشر کیا گیا۔

- قومی ترانے میں کل ۵۰ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔
- قومی ترانے کے تینوں بند صرف ''پ'' سے شروع ہوتے ہیں۔

قومی پرچم:

پاکستان کے قومی پرچم کا ۷۵ فیصد حصہ سبز رنگ کا ہے اور ۲۵ فیصد حصہ سفید ہے۔ سبز رنگ کے حصے پر سفید چاند اور پانچ کونوں والا ستارہ بنا ہوا ہے سفید حصہ دنیا کو امن اور آشتی کا پیغام دیتا ہے، قومی پرچم لہرانے کی پہلی تقریب کراچی میں مولانا شبیر احمد عثمانی کے ہاتھوں سرانجام پائی۔

قومی پھول:

''چنبیلی'' پاکستان کا قومی پھول ہے۔ جو ملک میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ پاکستان میں اس کی سو سے زیادہ اقسام پائی جاتی ہیں۔

قومی مذہب:

پاکستان کا قومی مذہب دین اسلام ہے۔

قومی کتاب:

ہماری مذہبی اور قومی کتاب قرآن حکیم ہے۔

قومی شاعر:

پاکستان کے قومی شاعر، شاعر مشرق حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال ہیں۔ آپ نے مسلمان قوم میں آزادی کی روح پھونکی تھی۔ اس لیے آپ پاکستان کے قومی شاعر ہیں۔

قومی لباس:

پاکستان کا قومی لباس شیروانی، ٹوپی، پگڑی، جناح کیپ، شلوار قمیص ہے۔

قومی زبان:

اردو پاکستان کی قومی زبان ہے اس کے علاوہ علاقائی زبانیں پنجابی، سندھی، بلوچی، پشتو، سرائیکی، براہوی بولی جاتی ہیں۔

(بحوالہ: عالمی معلومات، انسائیکلوپیڈیا)

طارق نعیم وہاڑی

میرا پہلا روزہ

میرا نام شہیر عبداللہ ہے۔ میری عمر 8 سال ہے اور میں وزڈم ہاؤس سکول میں کلاس 4 کا طالبعلم ہوں اللہ تعالیٰ نے گزشتہ رمضان المبارک میں مجھے پہلی مرتبہ روزے رکھنے کی توفیق بخشی۔ جس روز میں نے اپنے گھر والوں کے ساتھ پہلا روزہ رکھا، مجھے بہت خوشی ہو رہی تھی کہ میں اللہ کی رضا کے لیے روزہ رکھ رہا ہوں، سحری کرنے کے بعد میں اپنے ابو کے ساتھ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے گیا اور پھر واپس آ کر سونے کے لیے لیٹ گیا تو میرے ابو نے مجھے روکا کہ بیٹا آپ نے روزہ رکھا ہے اور اللہ کے لیے رکھا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرو اٹھو اور سپارہ پڑھو میں نے اٹھ کر تلاوت قرآن کی اور پھر کچھ دیر تک کے لیے سو گیا۔ پھر میری امی نے مجھے اٹھایا کہ سکول کا ٹائم ہو گیا ہے سکول گیا تو وہاں بھی چونکہ بہت سے بچوں نے روزہ رکھا ہوا تھا اس لیے سکول میں ٹیچر نے زیادہ سختی نہ کی اور ہمارا دن بہت اچھا گزر گیا، چھٹی کے بعد گھر گیا تو امی نے کہا کہ بیٹا تھوڑا سا آرام کر لو۔ مگر میں نے سوچا کہ آج میرا روزہ ہے، لہٰذا مجھے پڑھنے کے لیے کوئی نہیں کہے گا، میں نے موقع کا فائدہ اٹھایا اور دوستوں کے ساتھ کھیلنے میں مصروف ہو گیا۔ خوب کھیلا، اسی اثناء میں افطاری کا ٹائم ہو گیا اور میرے ابو نے مجھے آواز دے کر گھر بلا لیا میں نے سب گھر والوں کے ساتھ مل کر افطاری کی اور اس طرح میں نے اپنی زندگی کا پہلا روزہ رکھا اس کے بعد مجھ پر ایسا شوق ہوا کہ میں نے اپنے والدین سے ضد کر کے مزید روزے رکھے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو لوٹنے کی خوب کوشش کی۔

شہیر عبداللہ ...... لاہور

میرے لیے یہ بات کسی اعزاز سے کم نہیں کہ میں نے اس مرتبہ روزوں کی ابتدا کے ساتھ ساتھ اعتکاف کی بھی سعادت حاصل کی۔ میں نے مسجد میں پورے (6) دن کا نفلی اعتکاف کیا۔ چھ دن کا اس لیے کہ میں پہلے اپنے ابو کو اس کے لیے آمادہ کرتا رہا مگر وہ دس دن کے لیے نہ مانتے اور کہا کہ آخری تین دن کا بیٹھ جانا مگر میری ضد سے مجبور ہو کر وہ مجھے مسجد چھوڑ آئے اس وقت آخری عشرے کے چار دن گزر چکے تھے لہٰذا میں نے چھ دن کا نفلی اعتکاف کیا۔

میرے ابو روزانہ دن رات مجھے ملنے آتے رہے اس دوران میں نے اپنی ہمت کے مطابق خوب عبادت کی۔ تیسویں پارے کی آخری 15 سورتیں حفظ کرنے کے علاوہ مکمل نماز اور اس کے بعد کی دعائیں، چند اذکار بھی یاد کیے۔ طاق راتوں میں مسجد میں ہونے والے قیام اللیل میں بھی شرکت کی اس کے علاوہ 30 پارے ناظرہ بھی مکمل کیے اور اللہ کے حضور دعائیں کیں میری امی روزانہ افطاری میں مجھے مزے مزے کی چیزیں بنا کر بھیجتی رہیں...... اس طرح میں نے روزوں کی ابتداء کے ساتھ ساتھ اعتکاف کی سنت کو بھی پورا کیا، اس لحاظ سے یہ ماہ رمضان میرے لیے انتہائی یادگار رہے گا۔ گھر پہنچ کر مجھے پتا چلا کہ میری امی، ابو، دادی امی اور پھوپھوؤں نے میرے لیے بہت سے انعامات تیار کر رکھے ہیں، مگر مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ میں اس مرتبہ یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ میں یہ نیک مقصد جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا تھا اور رب اس کی رضا کے لیے یہ تمام انعامات اور عیدی وغیرہ یہ سب کچھ میں نے اپنے زلزلہ زدگان بھائیوں اور بہنوں کے لیے وقف کرنا تھا، کیونکہ ان چیزوں کے اب مجھ سے زیادہ اصل حقدار در اصل وہی ہیں، میں نے اپنے اس فیصلے سے اپنے ابو کو بھی آگاہ کر دیا انہوں نے میرے اس جذبے کو خوب سراہا اور یہ سب کچھ جماعت الدعوۃ والوں کے سپرد کر دیا۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔ کیا میں نے ٹھیک فیصلہ کیا ہے نا......؟؟

روزے کے احکام

روزہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”تم میں سے جو رمضان کے مہینے کو پالے تو اسے اس کے روزے رکھنے چاہئیں، رمضان کے روزے افضل ترین عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام پہلی امتوں پر بھی روزے فرض قرار دیئے جس کی وجہ لوگوں کو متقی بنانا تھا اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کرے اور جن کاموں سے منع کیا گیا ہے ان سے رک جائے، اسی چیز کے حصول کے لیے رمضان کے روزے مسلمانوں پر فرض قرار دیئے گئے ہیں۔“

مجاہد ہاشم فیاض ...... قلعہ دیدار سنگھ

فرمان الٰہی ہے:

”اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔“ (البقرۃ)

روزہ گناہوں سے بچنے کے لیے ڈھال ہے اور یہ (روزہ) قیامت کے دن بھی اپنے صاحب کے لیے شفاعت کرے گا اور آگ سے اس کے لیے ڈھال ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو نہ جھگڑا کرے نہ فحش کلامی کرے۔ اگر کوئی اسے گالی دے یا مارے پیٹے تو کہہ دے میں روزے سے ہوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے پاکیزہ تر ہے۔ (صحیح بخاری)

روزہ دار کو چاہیے کہ اپنے قول و عمل جھوٹ، غیبت، چغل خوری، گالی گلوچ، لوگوں پر زیادتی، خیانت، دھوکہ بازی سے مکمل اجتناب کرے، وگرنہ اللہ تعالیٰ کو روزے دار کے بھوکے پیاسے رہنے سے کوئی سروکار نہیں، نبی اکرم ﷺ نے کہا ہے کہ جو شخص قول و عمل میں جھوٹ اور جہالت نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے سے کوئی سروکار نہیں۔ (بخاری)

اس لیے ہم سب کو چاہیے کہ رمضان المبارک میں فضول باتوں سے زیادہ سے زیادہ اجتناب کریں اپنی زبان کو ذکر الٰہی میں مصروف رکھیں، نماز وقت پر ادا کریں تاکہ ہمارا روزہ رکھنے کا عمل روز قیامت ہمارے کام آسکے۔ (آمین)

جس نے روزہ افطار کرایا

سیدنا زید بن خالد [illegible]

ﷺ نے فرمایا کہ جس نے روزے دار کو روزہ افطار کرایا اسے بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اجر روزہ دار کے لیے ہوگا اور روزہ دار کے اجر سے کوئی نیکی کم نہ ہوگی (اسے ترمذی نے روایت کیا)

ارم حیات ...... کروڑ پکا

عید کیا ہے؟

ابو رضوان جاوید ... ملتان

روزِ عید غسل کرنا اور بہترین مگر سادہ لباس پہننا مستحب ہے۔ عید الفطر میں نماز سے پہلے طاق تعداد میں کھجور کھانا اور عید الاضحیٰ میں نماز عید کے بعد قربانی کے گوشت سے کھانے کی ابتدا کرنا مسنون ہے۔ نبی کریم ﷺ عید گاہ میں نماز عید پڑھا کرتے تھے۔ البتہ بارش کی حالت میں مسجد میں نماز عید ادا کی جاسکتی ہے۔ پیارے رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو بھی عیدین کے موقع پر عید گاہ جانے کا حکم دیا۔ البتہ عورتوں پر لازم ہے کہ وہ عید گاہ جاتے وقت گھروں سے نکلنے کے شرعی آداب کی شدت سے پابندی کریں۔ زمانہ نبوت میں بچوں کو بھی عید گاہ لے جایا جاتا تھا۔ البتہ سرپرست حضرات بچوں کو نظم و ضبط خراب نہ کرنے دیں۔ مسلمان تکبیرات پکارتے ہوئے عید گاہ کے لئے روانہ ہوں۔ البتہ ایک آواز میں تکبیرات نہ کہیں کہ ایسا کرنا ثابت نہیں، عورتیں اس بات کا اہتمام کریں کہ ان کی تکبیرات کی آواز مردوں تک نہ پہنچے۔ عید الفطر میں تکبیرات کہنے کا وقت شوال کا چاند دیکھنے سے لے کر عید سے فارغ ہونے تک ہے۔ حضرات صحابہ میں کسی ایک سے ثابت شدہ الفاظ میں تکبیر کہنا زیادہ پسندیدہ ہے۔ عیدین کی نماز ادا کرنا اہل اسلام پر فرض ہے۔ نماز عیدین کا وقت طلوعِ آفتاب کے بعد نفلی نماز ادا کرنے کا وقت ہے۔ البتہ نماز عید الفطر کو قدرے تاخیر سے اور نماز عید الاضحیٰ کو جلدی ادا کرنا مسنون ہے۔ نماز عیدین سے پہلے اذان واقامت یا کوئی ندا ثابت نہیں۔ رسول کریم ﷺ عید گاہ میں سترے کا اہتمام فرماتے۔

نماز عید کی دو رکعتیں ہیں۔ نماز عیدین کی دونوں رکعتوں میں عام نمازوں سے زیادہ تکبیرات ہیں۔ پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں ہیں۔ ان تکبیرات میں سیدنا عمر فاروق ؓ کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ وہ تکبیرات عید کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔ تکبیرات زائدہ کے درمیان رسول اللہ ﷺ سے کوئی متعین دعا یا ذکر ثابت نہیں البتہ سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا کہ ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جائے، نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا جائے، اور اپنے لیے دعا کی جائے۔ نماز عیدین میں سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورۃ (ق) اور دوسری رکعت میں سورۃ (القمر) یا پہلی رکعت میں سورۃ (الاعلیٰ) اور دوسری رکعت میں سورۃ (الغاشیہ) پڑھنا مسنون ہے۔ نماز عید، خطبہ سے پہلے ادا کی جائے۔ عید کے خطبوں میں عورتوں کو وعظ و نصیحت کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ نماز سے پہلے یا بعد کوئی نفلی نماز نہیں۔ عید گاہ سے واپسی پر راستے کو تبدیل کرنا مسنون ہے۔

عیدین کے دونوں دنوں میں روزہ رکھنے سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ جمعۃ المبارک کے دن عید ہونے کی صورت میں عام دستور کے مطابق نماز عید ادا کی جائے گی البتہ جمعہ کے بارے میں لوگوں کو اختیار ہوگا چاہیں تو وہ ادا کریں اور چاہیں چھوڑ دیں البتہ امام جمعہ ضرور پڑھائے تاکہ جو حضرات جمعہ ادا کرنا چاہیں وہ اس کی اقتدا میں ادا کر سکیں۔ جمعہ نہ پڑھنے والے لوگ نماز ظہر باجماعت ادا کریں گے جمعہ اور عید کا ایک دن میں ہونا کتاب وسنت کی روشنی میں نحوست کی علامت نہیں ہے۔

مسلمانان عالم سے اپیل ہے کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں اور اپنے تمام حالات کے بارے میں کتاب وسنت سے راہ نمائی حاصل کریں کتاب وسنت کو سیکھیں، دوسروں کو سکھائیں، خود سیکھیں دوسروں کو سمجھانے کی کوشش کریں، خود عمل کریں، دوسروں کو دعوت عمل دیں، کتاب وسنت کی روشنی میں مسائل عیدین سے آگاہی حاصل کریں اور ان پر عمل کریں، دوسرے لوگوں تک ان کو پہنچائیں اور ان پر عمل کی تلقین کریں۔ اسی میں ہم سب کی سعادت مندی، خوش بختی اور کامیابی وکامرانی ہے۔

رمضان المبارک کے روزے رکھنے والے اور نہ رکھنے والے اپنی خوشیاں اور عیدیں کیسے مناتے ہیں، شراب پی کر فلمی اور ویڈیو، سی ڈیز، وغیرہ سے لطف اندوز ہو کر، کرکٹ کھیل کر، تاش، لڈو، کیرم، پتنگ بازی، مرغوں کے لڑائی، بٹیروں کی لڑائی، ایسا وہ کونسا کھیل ہوگا جو شیطان کا پسندیدہ نہ ہو اور جس سے رحمان کی کھلم کھلا خلاف ورزی اور حکم عدولی نہ ہوتی ہو کفار بھی اپنی خوشیاں ایسے ہی منائے اور ہم مسلمان ومومن کہلانے والے بھی اسی طرح ذرا سا انصاف تو کیجئے۔ اللہ رب العلمین اپنے اور پیارے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق خوشی منانے کی توفیق عنایت فرمائے۔ [مسائل عیدین، پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی]

لیلۃ القدر کی فضیلت اور اس کے مسائل

محمد توصیف الرحمن شاہ ..... جھنگ

①..... سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے لیلۃ القدر میں ایمان کیساتھ ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

②..... سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رمضان آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جو مہینہ تم پر آیا ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو (قدر و منزلت کے اعتبار سے) ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس (کی سعادت حاصل کرنے) سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا نیز فرمایا لیلۃ القدر کی سعادت سے صرف بے نصیب ہی محروم کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

③..... سیدہ عائشہ ؓا سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ فرمایا، رمضان کے آخری عشرے میں باقی دنوں کی نسبت عبادت میں بہت زیادہ کوشش فرماتے تھے۔ (بخاری)

④..... سیدہ عائشہ ؓا فرماتی ہیں جب رمضان کے آخری دس دن شروع ہوتے تو رسول اللہ ﷺ عبادت کے لئے کمر بستہ ہو جاتے راتوں کو جاگتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی جگاتے۔ (بخاری ومسلم)

⑤..... سیدہ عائشہ ؓا سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں شب قدر پالوں تو کونسی دعا پڑھا کروں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہو۔

"اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ"

''یا اللہ! تو معاف کرنے والا ہے معاف کرنا پسند کرتا ہے لہٰذا مجھے معاف فرما۔'' (ترمذی)

کیا سونے سے پہلے اپنا جائزہ لیا ہے

اے ایمان والوں! اللہ سے ڈر جاؤ اور تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کے لیے کیسا (عمل) کیا ہے اور اللہ سے ڈر جاؤ بے شک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (سورۃ الحشر: ۱۸)

کیا آج آپ نے:

1..... تمام نمازیں مسجد میں ادا کی ہیں؟
2..... قرآن کا کچھ حصہ تلاوت کیا ہے؟
3..... حدیث کا کوئی باب پڑھا ہے؟
4..... اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ سے معافی مانگی ہے؟
5..... شہادت کی موت کی تمنا اور دعا کی ہے؟
6..... جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ وغیرہ سے بچنے کی کوشش ہے؟
7..... کسی بیمار ساتھی یا دوست رشتہ دار کی عیادت کی ہے؟

برصغیر میں 25 صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

خطۂ برصغیر میں رسول اللہ ﷺ کے پچیس صحابہ کرام تشریف لائے بارہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں...... پانچ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں، تین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دورِ امارت میں، چار سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایام حکومت اور ایک یزید بن معاویہ کے زمانہ حکمرانی میں، برصغیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی آمد کی تفصیل:

۱۔ عہد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں بارہ صحابہ رضی اللہ عنہم: سیدنا عثمان بن ابو العاص ثقفی رضی اللہ عنہ آپ نے بلادِ ہند میں تین جنگیں لڑیں۔

۲۔ حکم بن ابوالعاص ثقفی ...... صوبہ گجرات ہندوستان میں بندرگاہ تھانہ اور بھڑوچ فتح کیے۔

۳۔ مغیرہ بن ابوالعاص ثقفی...... موجودہ پاکستان کے صوبہ سندھ کا شہر دیبل فتح کیا۔

۴۔ ربیع بن زیاد حارثی مذحجی ...... کرمان میں اور مکران میں جہاد کیا۔

۵۔ حکم بن محمد بن عمرو بن مجدع ثعلبی غفاری...... مکران میں تگ وتاز جہاد کیا۔

۶۔ سہل بن عدی بن مالک خزرجی انصاری...... جنگ مکران میں شرکت کی۔

۷۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان انصاری ...... فتح مکران میں شامل ہوئے۔

۸۔ شہاب بن مخارق بن شہاب تمیمی ...... فتح مکران میں شامل ہوئے۔

۹۔ عاصم بن عمرو تمیمی ...... نواحی سندھ اور سجستان کے قریب وجوار کے علاقے فتح کیے۔

۱۰۔ عبداللہ بن عمیر اشجعی ...... بعض بلادِ سندھ ان کی کمان میں فتح ہوئے۔

۱۱۔ نسیر بن وسیم بن ثور عجلی...... بلوچستان کا کچھ حصہ ان کی کوشش سے فتح ہوا۔

۱۲۔ صحار بن عبدی...... جنگ مکران میں شرکت کی۔

② سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم

۱۳۔ حکیم بن جبلہ اسدی...... برصغیر کے اولین سیاح اور اس کے نواح کے حالات وکوائف کے عالم وماہر تھے۔

۱۴۔ عبیداللہ بن معمر بن عثمان قریشی تمیمی ...... فتح مکران میں حصہ لیا اور علاقے کے والی مقرر ہوئے۔

محمد آصف اسلم...... چھانگا مانگا

۱۵۔ عمیر بن سعد...... کچھ عرصہ ولایت مکران آپ کے سپرد رہی۔

۱۶۔ مجاشع بن مسعود بن ثعلبہ سلمی...... فتح بلوچستان میں شرکت کی۔

۱۷۔ عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب قرشی تمیمی ...... سجستان اور کابل کے علاقے ان کی کمان میں فتح ہوئے اور ارضِ ہند کے بعض علاقوں پر فتح کے جھنڈے گاڑے۔

③ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

۱۸۔ خریت بن راشد ناجی سامی...... علاقہ سندھ اور مکران میں تشریف لائے۔

۱۹۔ عبیداللہ بن سوید تمیمی شقری...... غزوہ سندھ میں شریک ہوئے۔

۲۰۔ کلیب ابو وائل ...... ان کو بعض سیرت نگاروں نے صحابی اور بعض نے تابعی یعنی صحابی کے شاگرد لکھا ہے، منقول ہے کہ انھوں نے سرزمین ہند کے ایک علاقے میں ایک درخت دیکھا، جس کے سرخ رنگ کے ایک پھول پر سفید حروف میں "محمد رسول اللہ" کے الفاظ مرقوم تھے۔

④ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ امارت میں چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

۲۱۔ مہلب بن ابو صفرہ ازدی عتکی...... جنھوں نے علاقہ سندھ کے ایک شہر بدھ اور موجود صوبہ سرحد کے شہروں بنوں اور کوہاٹ تک پیش قدمی کی۔

۲۲۔ عبداللہ بن سوار بن ہمام عبدی...... بعض غزواتِ ہند میں شریک ہوئے اور شہادت پائی۔

۲۳۔ یاسر بن سوار بن ہمام عبدی...... قلات کے ایک پہاڑی مقام کی جنگ میں شریک ہوئے۔

۲۴۔ سنان بن سلمہ بن محبق ہذلی...... ایک مرتبہ ارض ہند کے مفتوحہ علاقہ کے والی اور گورنر مقرر ہوئے۔

⑤ یزید بن معاویہ کے دورِ حکومت میں بھی ایک صحابی رضی اللہ عنہ

۲۵۔ منذر بن جارود عبدی...... یوقان اور قلات وغیرہ کی جنگوں میں شریک ہوئے اور وہیں پر وفات پائی۔

برصغیر اگرچہ بعض ملکوں کی بہ نسبت خطۂ حجاز سے بہت دور تھا مگر سیرت وتاریخ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اس خطۂ ارض کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کے صحابی تشریف لائے، تابعین اچھی خاصی تعداد میں آئے، تبع تابعین نے یہاں قدم رنجہ فرمایا اور محدثین وفقہا کی بہت بڑی تعداد نے اپنے وجودِ مسعود سے اس کو رونق بخشی۔ اللہ تعالیٰ ان سب نفوسِ قدسیہ پر رحمتیں برسائے۔ (آمین)

[بحوالہ: علم و آگہی، ص: ۱۲]

نماز میں خشوع وخضوع کیسے؟

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ پر نماز کی ادائیگی بوجھ اور مصیبت نہ ہو یہ آپ کی ٹھنڈک اور دل کی تسکین کا سبب بنے۔ تو اس کیلئے آپ کو درج ذیل اصولوں پر عمل پیرا ہونا ہوگا۔

① ...... نماز کے وقت اگر آپ کو بھوک بے چین کیے ہوئے ہے اور کھانا تیار ہو تو پہلے آپ کھانا کھالیں پھر نماز ادا کریں اور کھانا پیٹ کا ایک تہائی حصہ کھائیں ایک تہائی پانی کیلئے رکھیں اور ایک تہائی سانس کیلئے چھوڑیں۔

② ...... نماز کے وقت اگر آپ کو ٹائلٹ جانے کی حاجت ہو تو پہلے اس سے فراغت پالیں اس لئے کہ اگر آپ بھوک کی نڈھالی اور بول وبراز کے دباؤ کی حالت میں نماز پڑھیں گے تو آپ کو نماز میں چین اور اطمینان حاصل نہ ہوگا۔

③ ...... کوشش کریں کہ جس جگہ آپ نماز ادا کر رہے ہوں وہاں شور وغل نہ ہو۔

④ ...... نماز ادا کرتے وقت آپ کے سامنے کوئی ایسی چیز نہ ہو جو آپ کو اپنی طرف مشغول کرے۔ آپ کے لباس اور جائے نماز میں بھی نقش ونگار نہ ہوں۔ لہٰذا نماز کیلئے بالکل سادے کپڑے کا انتخاب کریں۔

⑤ ...... نماز میں ادب سے نگاہیں نیچی رکھ کر کھڑے ہوں اور آپ کے اندر یہ سوچ پیدا ہو کہ ہم اس شہنشاہ دو عالم کے سامنے کھڑے ہیں جو مختار کل ہے اور جس کے پاس ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔

نماز میں ہنسنا، بار بار کپڑوں کو سمیٹنا، جسم کے کسی حصے میں خارش کرنا اور کسی چیز سے بھی کھیلنا منع ہے کیونکہ یہ ادب کے خلاف ہے۔

⑥ ...... نماز میں اگر جمائی آئے تو حتی الامکان اسے روکیں اگر نہ رکے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لیں۔

⑦ ...... حالت قیام میں بالکل ساکت کھڑے ہوں اور حالت تشہد میں بھی ہلتے چلے جانے سے پرہیز کریں۔ اگر نیند کا غلبہ طاری ہو تو پہلے فریش ہوں پھر نماز ادا کریں۔

⑧ ...... نماز کو جلد از جلد ختم کرنے کیلئے کتر کتر کر نہ پڑھیں بلکہ الفاظ کو خوبصورتی (تجوید) کے ٹھہر ٹھہر کر اس کے ترجے پر غور کرتے ہوئے ادا کریں۔ جب تک پہلے الفاظ کا مفہوم ذہن میں نہ آئے تو دوسرے لفظ کو ادا نہ کریں۔

⑨ ...... نماز میں جب اللہ کے غضب، دوزخ یا قبر کا ذکر آئے تو انکا تصور کرکے آنسو بہائیں اور جب آپ مغفرت مانگیں تو بھی آپ کے آنسو جاری ہوں۔

⑩ ...... نماز میں رکوع، سجود، قومے اور جلسے کو اطمینان اور آرام سے پورا کریں اس لئے کہ حضور ﷺ نے ان ارکان کی عدم طمانیت کو نماز کے باطل ہونے کا سبب قرار دیا ہے۔

یہ دس اصول ہیں آپ دیکھیں کہ ان دس اصولوں پر آپ کا عمل کرنے سے بھی وسوسے آئیں تو آپ حالت نماز میں ہی تعوذ پڑھ کر بائیں طرف تین دفعہ تھوک دیں (مسلم) اور تھوکتے وقت بائیں طرف اپنے پاؤں کے نیچے تھوکیں (سنن نسائی) انشاء اللہ شیطان آپ سے دور ہوجائے گا۔

اخت قاسم لاہور

ننھے مصور

سلمیٰ نورین چکوال

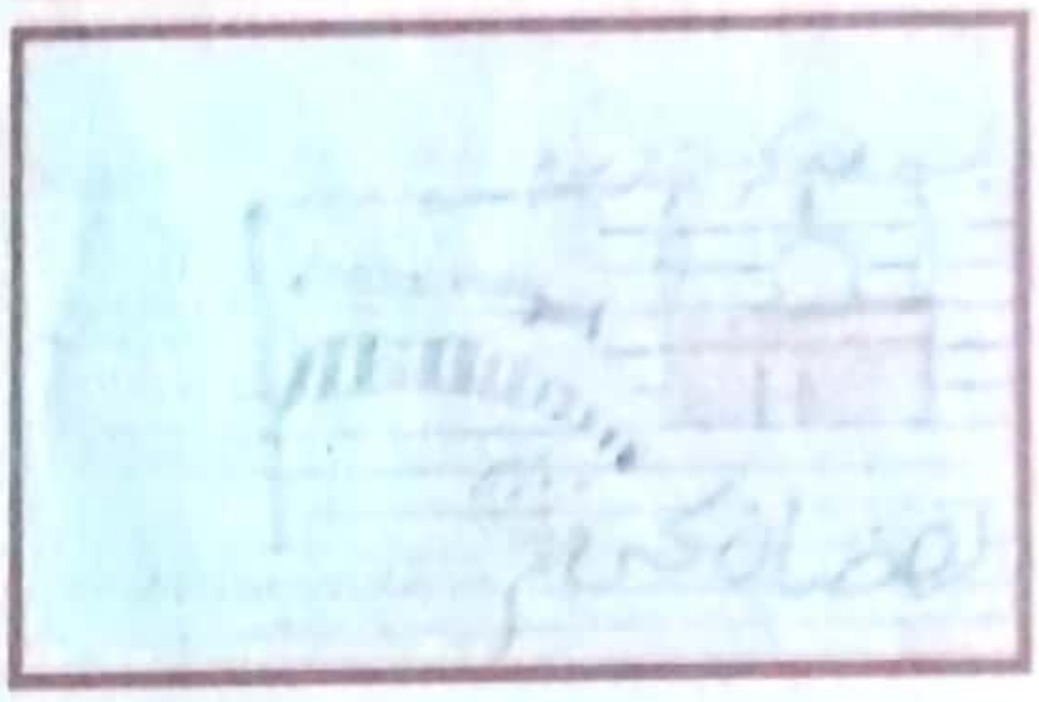

کی نذیر بہاولپوری

اسارہ آصف فیصل آباد

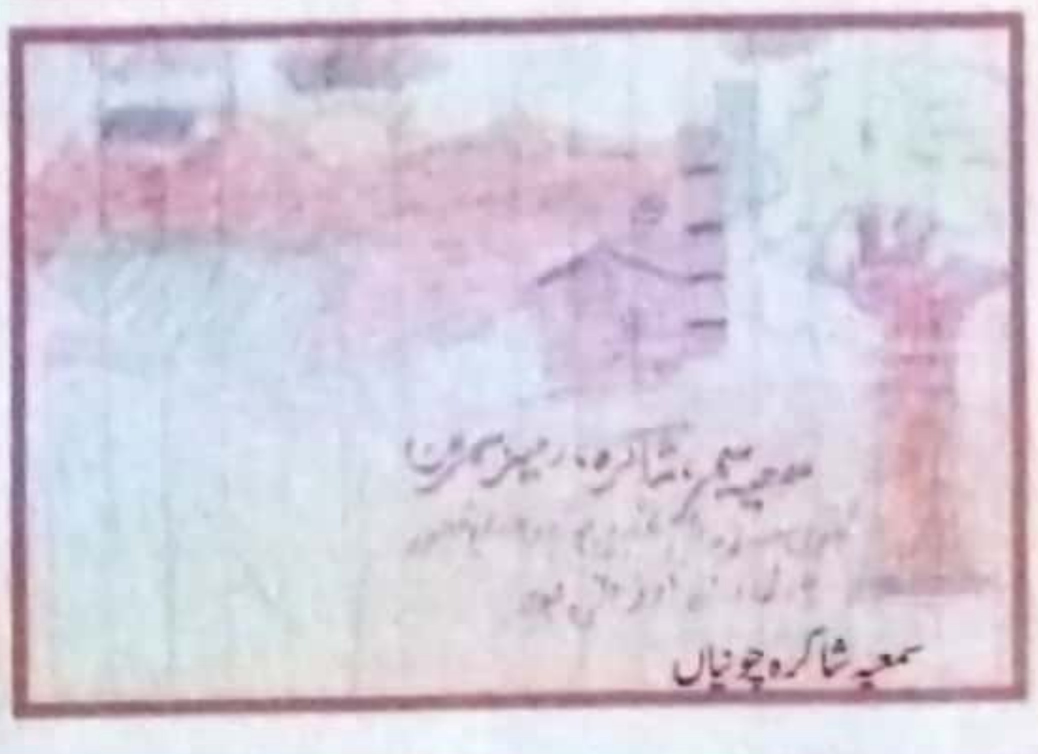
سمیعہ شاکرہ چونیاں

بنت ماسٹر عبدالغفور فیصل آباد

ساجدہ بریت چھانگا مانگا

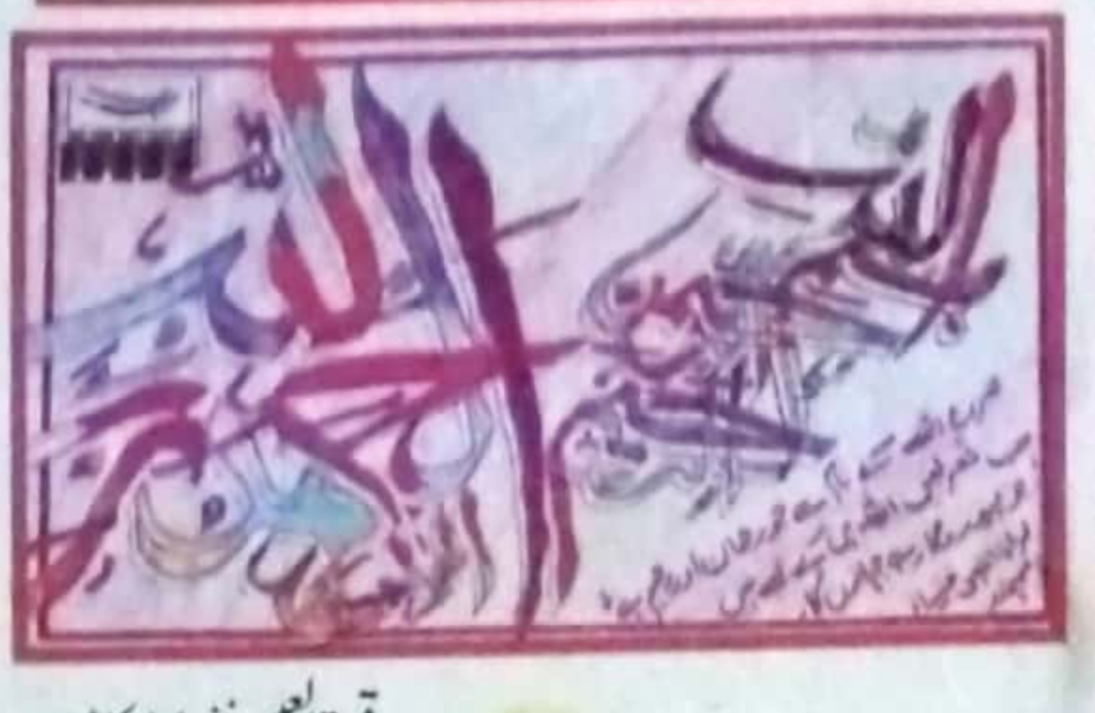
قرۃ العین خنساء اوکاڑا

شمائلہ اقبال

ابرار حفیظ کچھی والا

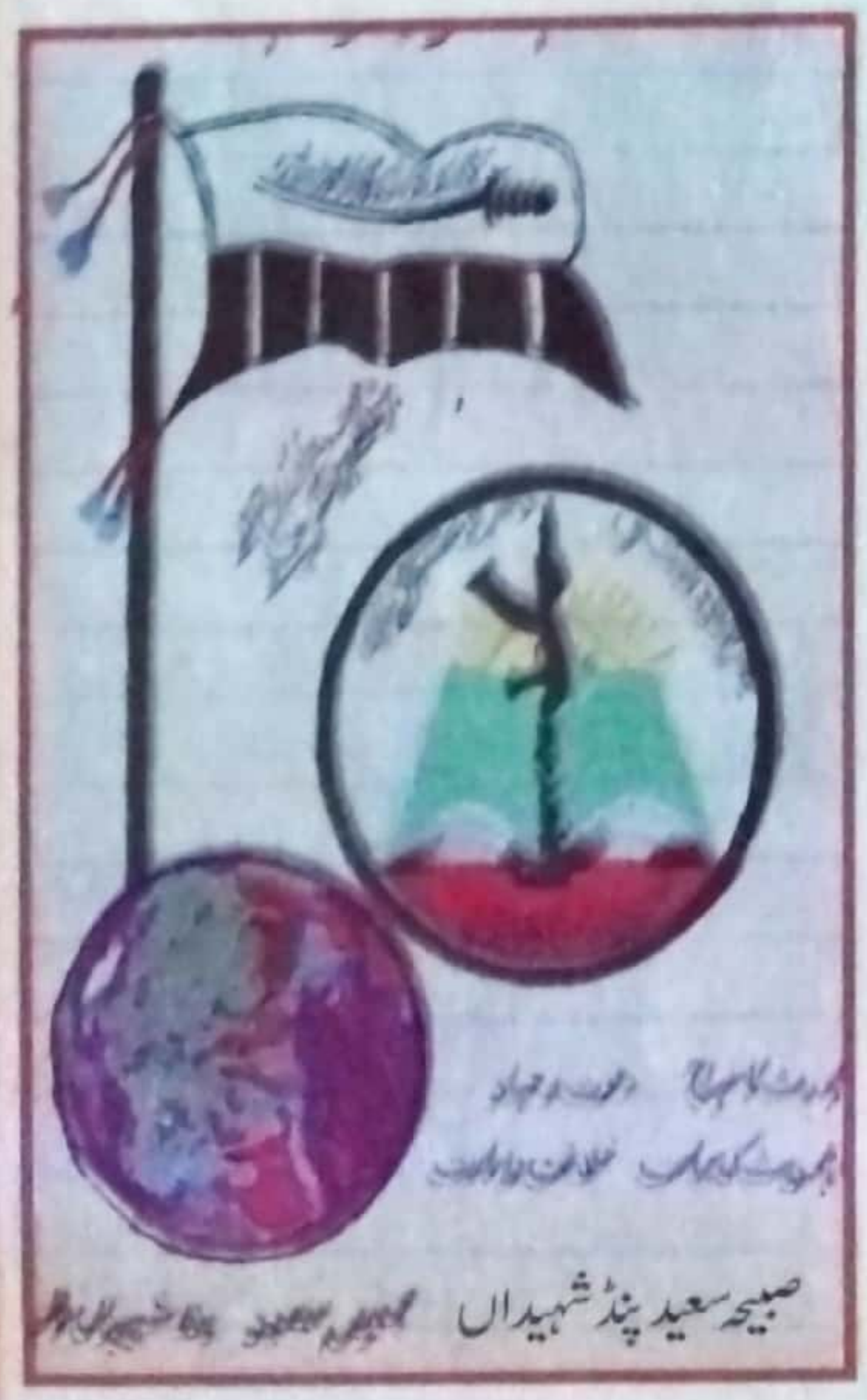
صبیحہ سعید پنڈ شہیداں

پاکستان
خوبصورت جھیلوں کی سرزمین

سدرہ سحر عمران...... کراچی اسٹیل ٹاؤن

عزیز دوستو! گزشتہ دنوں ''یہ وادیاں یہ نظارے'' کے عنوان سے سندس جبین کے خوبصورت سفر کی روئیداد خاصے رشک آمیز جذبات کے ساتھ ملاحظہ فرمائی...... گو کہ تصویروں کی حد تک ہی سہی تاہم ہم نے سرزمین پاکستان کی پیشانی پر قدرتی مناظر کے حیرت زدہ کردینے والے حسن کو دیکھ کے ضرور رکھا ہے۔

پاکستان آب و ہوا کے لحاظ سے سیاحوں کے لیے پرکشش ''پکنک پوائنٹ'' سمجھا جاتا ہے۔ قدرت کا حسین شاہکار اور اس پاک دھرتی کا حسن پاکستان کے شمالی علاقہ جات کا وہ ''طلسم کدہ'' ہے جہاں پہنچ کر انسان رب تعالیٰ کی (قدرت) پر ایک پل کے لیے حیرت زدہ ضرور رہ جاتا ہے وادی کاغان اس لحاظ سے ممتاز حیثیت کی حامل سمجھی جاتی ہے کہ یہاں کئی نیلگوں اور سحر انگیز جھیلیں ہیں ان میں جھیل سیف الملوک، لولوسر اور دودی بت سر جھیل قابل ذکر ہیں۔

17300 فٹ بلند پہاڑی چوٹی کے دامن میں واقع وسیع و عریض پیالہ نما نیلگوں لولوسر کا شمار دنیا کی حسین ترین جھیلوں میں ہوتا ہے اس کے کنارے پر لاتعداد گلیشئر (برف کے تودے) موجود ہیں جو دیکھنے والوں کو ورطۂ حیرت میں مبتلا کر دیتے ہیں وادی کاغان کے مقام پر لائی سے سترہ کلومیٹر کے فاصلے پر جل کھڈ قصبہ واقع ہے۔ اس قصبے سے پانچ کلومیٹر کی مسافت پر ۱۴ ہزار فٹ کی بلندی پر دائرہ نما ساخت کی دودی پت سر جھیل (اتنی خوبصورت جھیل کا اتنا عجیب و غریب نام جانے کس نے رکھا ہے) سیاحوں کے لیے قدرت کا حسین شہہ پارہ ہے ناران سے 34 کلومیٹر کے فاصلے پر بابوسر ہے۔ یہاں سے دس کلومیٹر کی دوری طے کر کے آپ کو لولوسر جھیل کا دلکش و دلنشین نظارہ ایک پل کو مبہوت ضرور کر دیتا ہے۔ یہ جھیل چاروں طرف سے سرسبز جنگلات میں گھری ہوئی ہے اس لیے اس کا پانی سبزی مائل نظر آتا ہے اور اس پانی میں درختوں اور پہاڑوں کا حسین عکس ''مصورِ عظیم'' کی شاندار پینٹنگ معلوم ہوتی ہے۔

گلگت، دیامیر اور بلتستان کے علاوہ ہنزہ اور سوات کے اضلاع میں بھی کئی جھیلیں موجود ہیں، گلگت اور چترال کے سنگم پر واقع شیندور پولو اسٹیڈیم بھی اس جھیل کے کنارے واقع ہے، گلگت سے ذرا فاصلے پر 14500 فٹ کی بلندی پر پیلوگام جھیل ہے تو اس سے کچھ مسافت پر کرمبر جھیل اپنے حسن کا جادو جگا رہی ہے یہ جھیل سطح سمندر سے 12000 فٹ بلند ہے اس کا طول و عرض تقریباً ڈیڑھ میل اور 500 میٹر ہے۔ گلگت میں بے شمار جھیلیں ہیں، ان میں ایک تو کتوال سر ہنزہ جھیل اور دوسری 3500 میل کے فاصلے پر سرسبز و شاداب وادی میں موجود جھیل راما ہے جو اپنی مچھلی طرز ساخت کی بناء پر منفرد جانی جاتی ہے۔

سلسلہ کوہ دیوسائی کے برفیلے میدانوں میں 13900 فٹ بلند شوسر جھیل ہے یہیں گوتم سر اور دیوسائی جھیل بھی موجود ہے، ان کے علاوہ بلتستان میں واقع لوئر کچورہ اور اپر کچورہ جھیل بھی حسین ترین جھیلیں ہیں، یہیں تین فرلانگ لمبی اور چار سو گز چوڑی جھیل ''شنگریلا جھیل'' بھی واقع ہے، اس جھیل کو غیر ملکی سیاح ''مون لیک'' بھی کہتے ہیں۔ اس کی انفرادیت یہ ہے کہ اس کا پانی بلندی پر واقع ایک چشمے سے آتا ہے، وادی سوات بھی جھیلوں کے لحاظ سے خاصی خود کفیل ہے۔ درال ڈنڈ اور ہوڈ نڈ جھیل یہیں واقع ہے کوہ ہندوکش کے دامن میں موجود درال ڈنڈ جھیل تک درال ندی کے ساتھ ساتھ سفر کرنا پڑتا ہے۔ کالام سے کچھ فاصلے پر صنوبر اور اخروٹ کے گھنے جنگلات ہیں، ہوڈ نڈ جھیل انھی جنگلات کے عقب میں 19400 فٹ کے گلیشئر سے آگے واقع ہے، ہوڈ نڈ کے معنی ''مچھلی'' کے ہیں۔ اس جھیل کو اس کی مچھلی طرز کی ساخت کی وجہ سے ''ہوڈ نڈ'' کہتے ہیں۔

سوات اور دیر کے درمیان واقع وادی درال میں شیڈ گئی، ترکنہ اور ڈنڈ غاڑو جیسی بے مثل اور بہر کیف نظارے والی جھیلیں موجود ہیں۔ پہاڑوں کے دامن میں واقع دودگئی جھیل کا شمار بھی خوبصورت ترین جھیلوں میں ہوتا ہے۔ مظفر آباد (جس کے حسن کو خدا جانے کس کی نظر لگ گئی) سے چند میل کی مسافت پر سبڑی جھیل اور وادی نیلم میں 12572 فٹ کی بلندی پر رتی گلی سر جھیل حسن و خوبصورتی کے حوالے سے لاجواب ہے۔

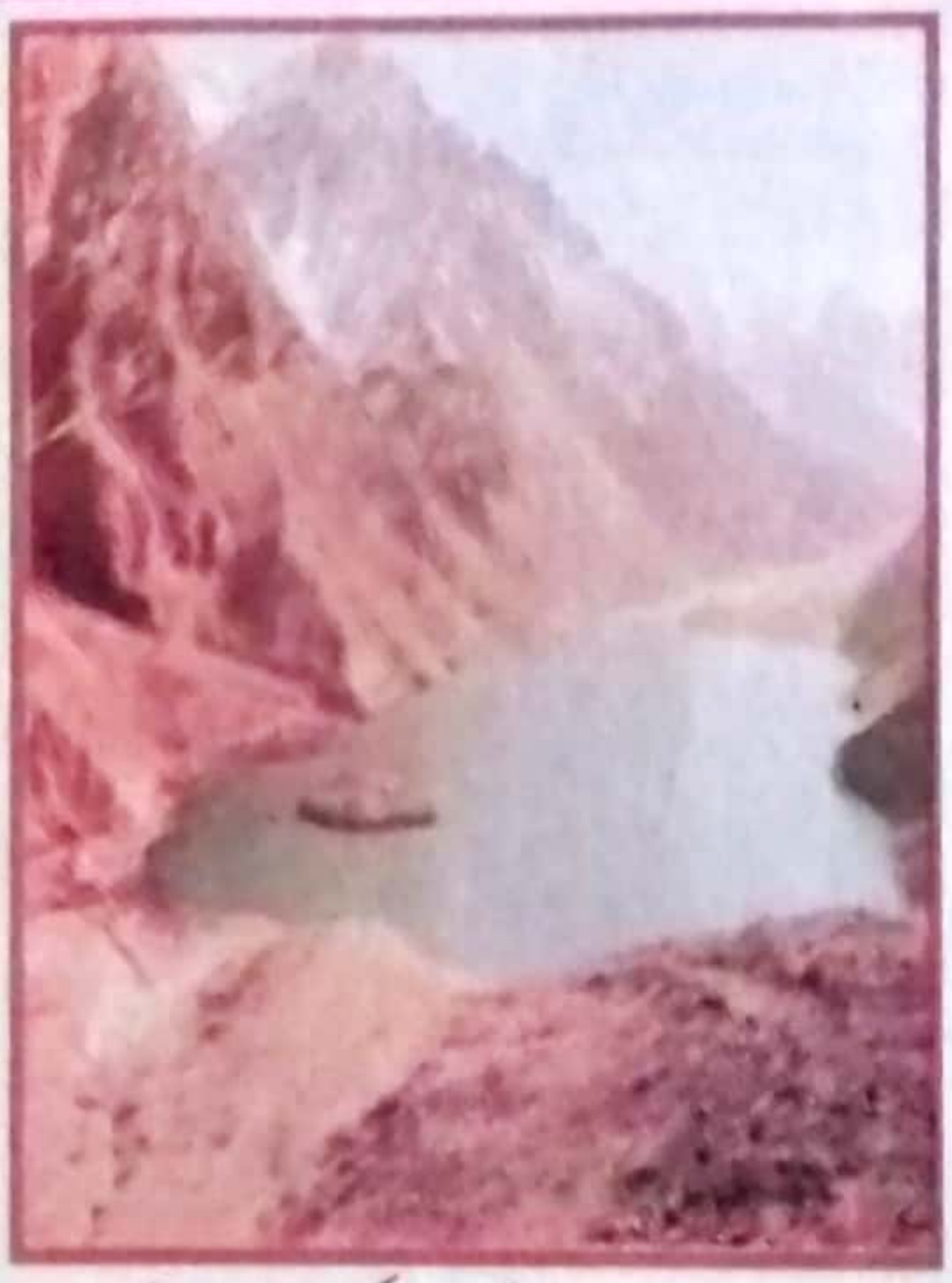

خیر یہ تو شمالی علاقہ جات کی ان دلکش جھیلوں کا ذکر تھا جو اپنے حسن میں واقعی یکتا ہیں اب ذرا واپس کراچی سندھ کی سمت رخت باندھ لیں۔ بھئی! ہمارا سندھ بھی چند مشہور جھیلوں کے حوالے سے ''باعث عزت'' سمجھا جاتا ہے، ہالیجی جھیل ایشیاء میں پانی کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔ یہ جھیل کراچی سے 54 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ موسم سرما میں یہ 70 سے زیادہ اقسام کے سائرین پرندوں کی محفوظ پناہ گاہ ہے، اسی طرح گندھارا وادی میں واقع کلبر کہار جھیل بھی خوبصورتی کے لحاظ سے بے مثل ہے، بلوچستان و کوئٹہ بھی انگلی کٹا کر شہیدوں میں شامل ہیں، کوئٹہ سے چھ کلومیٹر کے فاصلے پر حنا جھیل قدرتی شاہکار ہے۔ علاوہ ازیں منچھر جھیل اور کینجھر جھیل بھی قابل ذکر جھیلیں ہیں۔

قدرتی جھیلوں کے علاوہ چند مصنوعی جھیلیں بھی سیاحوں کی توصیفی اور تعریفی نگاہوں کا سبب ٹھہرتی ہیں ان میں تربیلا کی عظیم ترین جھیل بھی شامل ہے اس طرح کوہاٹ کے ٹانڈا جھیل اور چھانگا مانگا کی مہتابی جھیل بھی بے مثال حسن رکھتی ہیں۔

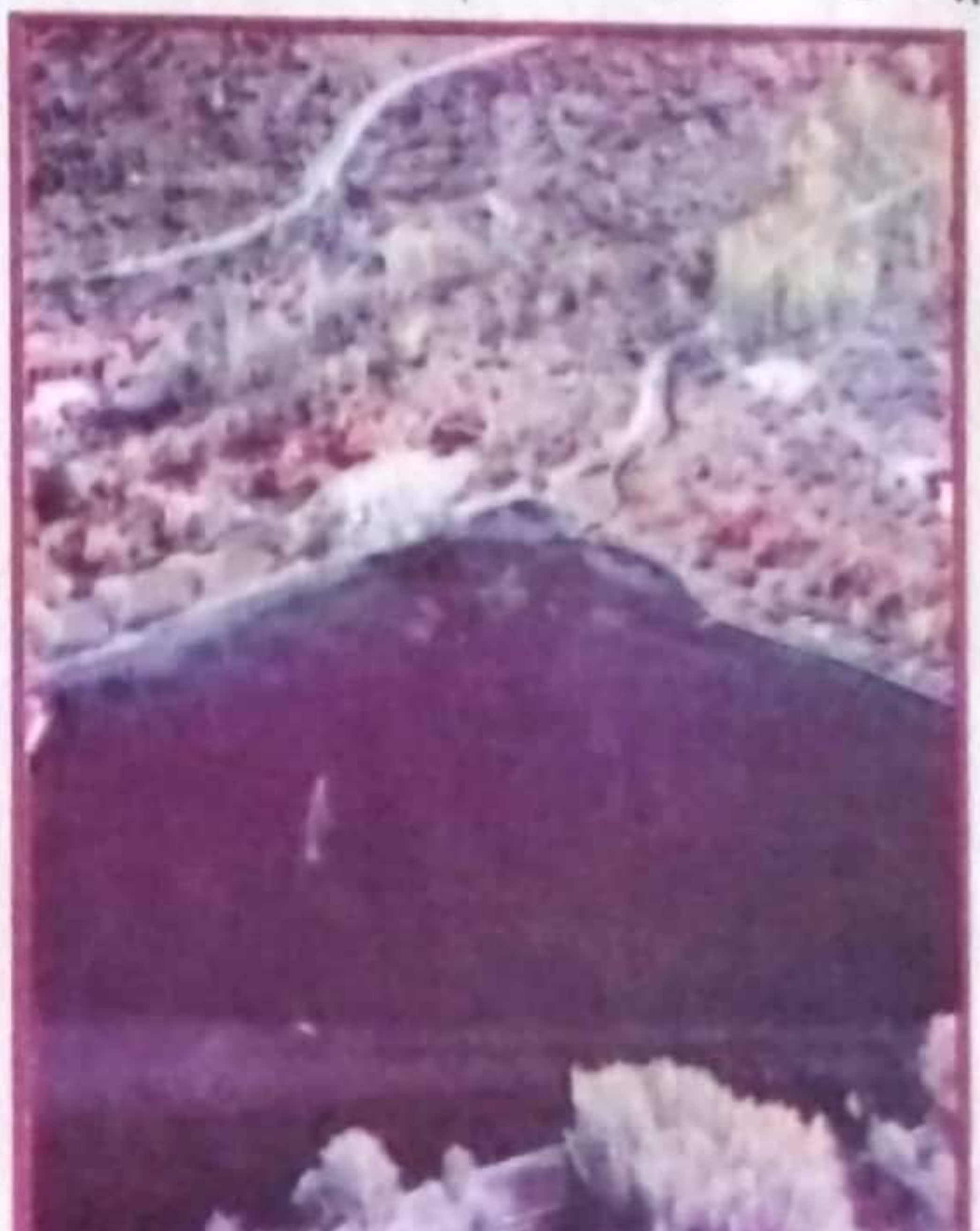

انعامی خط

تو ـــــ السلام علیکم! عرض ہے کہ خیریت سے ہوں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ خیریت سے ہوں گے، جماعۃ الدعوۃ کے مدارس میں امتحانات کی وجہ سے اور کچھ مصروفیات کی وجہ سے کافی دیر بعد ننھے مجاہد کے قیمتی صفحات میں تھوڑا سا قبضہ کرنے کے لیے اور کچھ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں، اللہ تعالیٰ میری اس حاضری کو ... قبول فرمائے۔ آپ بھی کہہ دیں (آمین)

کسی شاعر نے کہا:

اخلاص محبت مہر وفا سب جھوٹی سچی باتیں ہیں
ہر شخص خودی کی مستی میں بس اپنی خاطر جیتا ہے

لیکن میں تو یہ کہوں گا کہ ـــ سچ تو یہ ہے کہ!

ہمیں جب بھی ملو گے تم پاؤ گے مخلص
ہر چند کہ اخلاص کا دعویٰ نہیں کرتے

لیکن اگر آپ اس شاعر کے شعر سے اتفاق کر کے اس شعر سے اعتراض کریں تو دل تو کہتا ہے یوں کہوں:

اچھے ہیں یا برے ہیں خود اپنے لیے ہیں
ہم خود کو نہیں دیکھتے اوروں کی نظر سے

آپ بھی کہیں گے کہ کیا آتے ہی شاعری شروع کر دی! اور یوں اور وہ وں! آپ جو بھی کہیں بہر حال مجھے آپ سے کچھ باتیں کرنے کا شوق ہے، کیوں کہ میں اس وقت بہر حال فارغ ہوں:

لوگوں سے کہا تم نے لوگوں سے سنا تم نے
کچھ ہم سے سنا ہوتا کچھ ہم سے کہا ہوتا

اب آپ کہیں گے کہ سناؤ جی کہوں جی! تو سنیے!!

آپ کو مبارک ہو! آزادی نمبر کی مبارک اور اسی چیز کی کے ننھے مجاہد ماشاء اللہ اس وقت کئی سکولوں اور کالجوں میں پڑھا جا رہا ہے، تین چار مہینوں سے میں یہ نوٹ کر رہا ہوں کہ ننھے مجاہد کے ٹائٹل پر کافی محنت ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی اس عظیم محنت کو قبول فرمائے:

نکل جاتے ہیں ہو ایک مرحلے سے سرخرو ہو کر
مدد کرتا ہے خود اللہ اپنے نیک بندوں کی

تو آپ آتے ہیں (ضروری بات) کی طرف تو!

راہِ طلب میں جذبۂ کامل ہو جس کے ساتھ ساتھ
ڈھونڈ لیتی ہے اس کو منزل کبھی کبھی

مجھے امید ہے بلکہ میں یقین سے کہتا ہوں کے ضروری بات سے ہی ان شاء اللہ کئی بچوں کے ذہن تبدیل ہو جاتے ہیں! سیدنا عمر بن خطاب ؓ قرآنی تعلیم کا حیرت انگیز انداز، قوم کی پاسبانی، دریاؤں کے بھیدی گلدستہ: اور ایمان کا حیرت انگیز واقعہ بہت زبردست تحریریں تھیں، اگر آئیں گلدستہ، مسکراہٹیں اور آپ کے خطوط کی طرف تو!

کچھ اور بڑھ گئے اندھیرے تو کیا ہوا
مایوس تو نہیں طلوع سحر سے ہم

کوشش جاری رکھیں، تو دیکھ کے دل کو کچھ ہونے لگتا ہے، اگر آپ تھوڑی سی کوشش کریں تو "ننھے مجاہد" بھی مجلہ کی صورت اختیار کر سکتا ہے!

مشکل سے جو گھبرا جائے وہ انسان نہیں ہوتا
جو کفر سے ڈر جائے وہ مسلمان نہیں ہوتا
موجوں سے یہ کہتا ہے سمندر کا سکوت
ساحل پہ جو رک جائے وہ طوفان نہیں ہوتا

آپ بھی کہیں گے کہ کیا اتنا لمبا سر درد! چلیں جی میں آپ کو ابھی دوا دیتا ہوں، میرا مطلب ہے اپنے خط کو مکمل کرتا ہوں، اب آپ کہیں گے کہ خط ہی لکھ دیا تحریر ہی نہ لکھی تو عارضی طور پر ایک شعر بھیج رہا ہوں تا کہ ننھا مجھ سے یوں نہ کہے کہ ان سے تو اتنی باتیں تو میرے لیے؟ تو لیں جلدی جلدی ننھے کی امانت لیں اور خیانت سے پرہیز کریں!

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں
تو پاکستان کا ہر پیر و جواں بے تاب ہو جائے

اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے معاونین اور ہر وہ شخص اور بچہ جو "ننھے مجاہد" کے ساتھ پیار کرتا ہے کو خیریت سے رکھے۔ آمین!

محمد عثمان اشرف شیخ ..... رائے ونڈ

روزے کی فرضیت وفضیلت

سیدنا ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: "مجھے ایسا عمل بتایئے جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں؟" آپ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، فرض نماز قائم کر، فرض نماز ادا کر، اور رمضان المبارک کے روزے رکھ۔" اس نے کہا: "اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ کچھ نہ کروں گا۔" جب وہ آدمی واپس ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جسے جنتی آدمی دیکھنا ہو وہ اسے دیکھ لے۔" (بخاری)

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔" (بخاری و مسلم)

سیدنا ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے سوائے روزے کے، روزہ میرے لیے ہے اور اس کا اجر بھی میں ہی دوں گا اور روزہ ڈھال ہے، لہٰذا جس کسی کا تم میں سے کسی کا روزہ ہو اس روز وہ فحش گوئی نہ کرے اور بے ہودہ گالی نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا اس سے گالی گلوچ کرے یا لڑائی کرے تو روزہ دار کو (صرف اتنا کہنا چاہیے) میں روزہ دار ہوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی خوشبو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہو گی روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، جن سے وہ فرحت حاصل کرے گا، اولاً جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے، ثانیاً جب وہ اپنے رب سے ملے گا اور روزے کے بدلے میں اپنے رب سے انعام پائے گا تو خوش ہو گا۔" (بخاری و مسلم)

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"رمضان کی پہلی رات ہی شیاطین اور سرکش جن باندھ دیے جاتے ہیں، جہنم کے سارے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں ان میں سے کوئی ایک دروازہ بھی کھلا نہیں رہنے دیا جاتا اور جنت کے سارے دروازے کھول دیے جاتے ہیں ان میں سے کوئی ایک دروازہ بھی بند نہیں رہنے دیا جاتا اور منادی کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرتا ہے: "اے بھلائی کے چاہنے والے! آگے بڑھ (اور دیر نہ کر) اے شر کے چاہنے والے! رک جا۔" اور (رمضان کی) ہر رات اللہ تعالیٰ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔" (ابن ماجہ)

سیدنا جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ ہر روز افطار کے وقت لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہیں۔" (ابن ماجہ)

یحییٰ بن ابو سلمہ نے سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی غرض سے رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔" (بخاری)

حفصہ افضال ..... خورشید کالونی گجرات

جنت کے نام

☆ جنت کا ایک نام "دار السلام" (سلامتی والا گھر) ہے۔

"اور اللہ تعالیٰ تمہیں دار السلام کی طرف دعوت دے رہا ہے، جسے وہ چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔" [سورۃ یونس: ۲۵]

☆ جنت کا دوسرا نام "دار المتقین" (متقی لوگوں کا گھر) ہے۔

"کیا ہی اچھا ہے، متقی لوگوں کا گھر جس میں وہ داخل ہوں گے، ان قیام گاہوں کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، وہاں ہر بات ان کی خواہش کے مطابق ہو گی۔" [سورۃ النحل: ۳۱،۳۰]

☆ جنت کا تیسرا نام "دار القرار" (قرار کی جگہ) ہے۔

"اے میری قوم کے لوگو! یہ دنیا کی زندگی تو بس چند روزہ ہے، قرار کی جگہ تو آخرت ہی ہے۔" [سورۃ مومن: ۳۹]

☆ جنت کا چوتھا نام "مقام امین" (امن کی جگہ) ہے۔

"بے شک متقی لوگ امن میں ہوں گے، باغوں اور چشموں میں رہیں گے۔" (سورۃ دخان)

☆ جنت کو "جنت النعیم" (نعمتوں بھری جنتیں) بھی کہا گیا ہے۔

"اور آگے والے تو آگے والے ہی ہیں وہی تو مقرب لوگ ہیں، نعمت بھری جنتوں میں رہیں گے۔" [سورۃ الواقعۃ: [illegible]]

☆ جنت کو "دار الآخرۃ" (آخرت کا گھر) بھی کہا گیا ہے۔

"آخرت کا گھر ہی بہتر ہے، ان لوگوں کے لیے جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا، کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔" [سورۃ یوسف: ۱۰۹]

زہرا شفقت ..... اسلام آباد

بھاپ کا انجن

انتخاب **سعد الرحمن سلفی** ۔ ایبٹ آباد ہزارہ

ایسا بہت کم دیکھنے میں آیا ہے کہ معمولی مشینوں کی مرمت کرنے والا شخص اپنے کسی عجیب و غریب کارنامے سے تاریخ کے دھارے کا رخ بدل دے۔ لیکن ایسا ہی ایک واقع **1764**ء میں سکاٹ لینڈ میں پیش آیا۔

بھاپ کے انجن کا خیال یا خود انجن کوئی انوکھی چیز نہ تھی، بھاپ سے چلنے والی ایسی مشینیں بن چکیں تھیں، جو کوئلے کی کانوں سے پانی باہر نکالنے کے کام آتی تھیں۔

ایک مرتبہ کسی کان کی مشین میں کچھ خرابی پیدا ہو گئی ایک مکینک سے کہا گیا کہ وہ اسے درست کر دے۔ اس مکینک کا نام جیمز واٹ تھا اور یہ لندن میں اوزار بنانے کا کام سیکھ چکا تھا۔ اس وقت واٹ کی عمر 28 سال کے قریب تھی۔

جیمز واٹ کو مشین کی درستی میں کوئی خاص دقت تو پیش نہ آئی، لیکن مشین کو دیکھ کر اس کے ذہن میں بھاپ کے انجن کا وہ خیال آ گیا جو عرصہ تین سال اس کے دماغ میں گردش کر رہا تھا، مشین کا معائنہ کرنے کے دوران واٹ کو اندازہ ہو گیا کہ اس میں بھاپ بہت زیادہ خرچ ہوتی ہے، لہٰذا اسے کفایت شعاری سے نہیں چلایا جا سکتا، وہ مشین کے بارے

میں نئی نئی تبدیلیاں سوچتا رہا، تاکہ خرچ کی کمی کی صورت نکل آئے۔

سوچتے سوچتے اس پر اس حقیقت کا انکشاف ہوا کہ اب تک جو انجن بنائے گئے ہیں، ان میں سلنڈر کے ذریعے ایک غیر ممکن کام انجام دینے کی کوشش کی گئی ہے، اس سے معلوم ہو گیا کہ جمع شدہ بھاپ کا درجۂ حرارت بہ حالت عمل کم ہونا چاہیے البتہ سلنڈر کو اتنا ہی گرم ہونا چاہیے کہ جتنا اس میں داخل ہونے والی بھاپ گرم ہوتی ہے۔

غرض اس نے اک نئی چیز دریافت کر لی، جس کا نام اس نے آلہ تکثیف (کنڈنسر) رکھا اس کے لیے پانی سے ٹھنڈا ہونے کا انتظام کر دیا اور سلنڈر کو بدستور گرم رہنے دیا، اس اصول کے مطابق انجن بنایا تو وہ اس کی مرضی کے مطابق کام دینے لگا،

اس میں پہلے انجن سے ایک چوتھائی یا اس سے بھی کم بھاپ خرچ ہوتی تھی۔

اس کے بعد واٹ نے اپنے انجن میں مزید اصلاحات کیں اور ان اصلاحات کے پیش نظر بھاپ کے انجن کی کامیابی کا سہرا ابھی اسی کے سر ہے، اسی انجن سے آگے چل کر نقل و حمل صنعت و حرفت اور بجلی پیدا کرنے کے بڑے بڑے کام کیے گئے۔

بحوالہ: تاریخی واقعات از غلام رسول مہر

بلیک باکس

حفصہ بتول ۔۔۔ حافظ آباد، کلاس نہم

ہوائی حادثے دنیاوی ترقی کے ساتھ ساتھ معمول بنتے جا رہے ہیں حادثے کے فوراً بعد حادثے کی وجوہات، انکوائری کا حکم اور بلیک باکس کی تلاش شروع ہو جاتی ہے بلیک باکس کا اصل نام "فلائیٹ ڈیٹا ریکارڈنگ سسٹم" ہے اس کے دو حصے ہوتے ہیں:

۱۔ فلائیٹ ڈیٹا ریکارڈ ۲۔ کاک پٹ وائس ریکارڈ

جہاز کے روانہ ہونے کے بعد اس کا سسٹم خود ہی کام کرتا ہے اس کے اندر درج ذیل کام ہیں جو کہ معلومات ہوتی ہیں۔ وقت، بلندی، تیز رفتاری، سمت، افقی پوزیشن، پروں کی پوزیشن، انجنوں کی رفتار، چھوٹے پروں کی پوزیشن یہ کام فلائیٹ ڈیٹا ریکارڈ کرتا ہے،

جبکہ کاک پٹ وائس ریکارڈ جہاز کے عملے کی باتیں ریکارڈ کرتا ہے یہ تمام باتیں صحت اور صفائی کے ساتھ جہاز کے اعمال نامے میں لکھی جاتی ہیں حادثے کی صورت میں اس کا کچھ نہیں بگڑتا اگر یہ باکس سمندر میں بھی گر جائے تو سگنل دیتا رہتا ہے، جس سے اس کی تلاش میں آسانی رہتی ہے، اس سسٹم کو امریکہ کی بینڈکس اور بوئینگ کمپنیاں بناتی ہیں، حادثے کے بعد اس کو ڈی کوڈنگ کرانے کے لیے امریکہ بھیج دیا جاتا ہے حادثے کے بعد عموماً بلیک باکس جلد ہی مل جاتے ہیں، لیکن بہاولپور میں ہونے والے حادثے جس میں جنرل ضیاء الحق شہید ہوئے کا بلیک باکس نہ مل سکا جو کہ ایک معمہ ہے۔ حوالہ: سائنسی مضامین از نصیر الدین۔

ننھے مجاھدوں کیلئے انمول تحفے

Ph:042-7230549
Fax:042-7242639
Mob:0301-4280957

دارالاندلس جامع مسجد القادسیہ 4۔ لیک روڈ چوبرجی لاہور

فرضی قصے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

ننھے مجاہد

64 3 ربیع الاول 1428ھ 23 مارچ 2007ء

غیروں کی گواہی

قطرہ قطرہ دریا

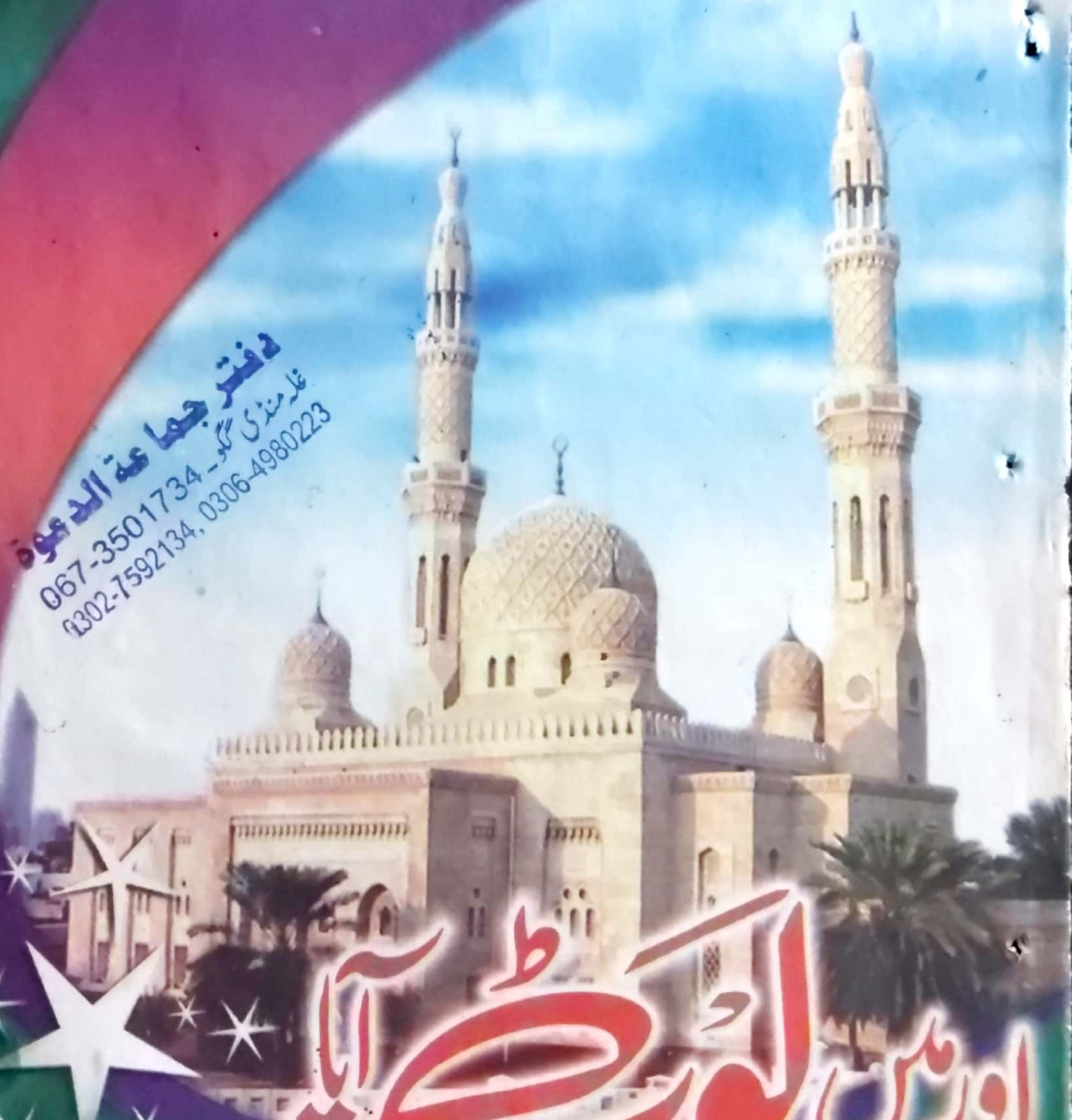

دفتر جماعة الدعوة
غلہ منڈی گگو۔ 067-3501734
0302-7592134, 0306-4980223

اور میں لوٹ آیا

زر تعاون 3 روپے

فرمانِ الٰہی

''اے ایمان والو! اللہ کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو، انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو کچھ شک نہیں کہ اللہ تمھارے سب اعمال سے خبردار ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے...... اور جنھوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں۔'' (المائدۃ)

انتخاب: طارق محمود...... قصور

حدیث نبوی

اسلام کی بنیاد

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا، اور زکاۃ ادا کرنا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ بخاری و مسلم

انتخاب طارق نعیم وہاڑی

ربنا

سوتے وقت کی دعا

((اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ))

(بخاری)

''الٰہی! تو مجھے اس دن کے عذاب سے بچا لینا جس دن تو اپنے سب بندوں کو اٹھائے گا۔''

اخت وارث علی...... چھوکی

ضروری بات

ننھے مجاہدو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ وقت کتنی تیزی سے گزرتا ہے......؟ ننھے مجاہد کو شروع ہوئے 3 سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے اور میں تقریباً 2 سال بعد دوبارہ آپ سے ہم کلام ہوں۔

مجھے تو یہ کل کی بات معلوم ہوتی ہے کیونکہ 2 سال کا تو پتا ہی نہیں چلا اتنے عرصہ میں ''ننھے مجاہد'' ترقی کی کتنی منازل طے کر چکا ہے اور اب تو ملک بھر میں ''ننھے مجاہد'' صرف ایک میگزین کی شکل میں نہیں بلکہ ایک تنظیم اور جماعت بن چکا ہے۔ گزشتہ سال جب ہم لوگ دیوال ایبٹ آباد کے سالانہ تربیتی دورہ میں تھے تو محترم حافظ صاحب جب حاضری لگانے کے لیے ملک بھر کے مسئولین کو کھڑا کرتے تو ان میں کتنے ''ننھے مجاہد'' بھی کھڑے نظر آئے۔ میرے سمیت کتنے لوگ پہلے تو حیران ہوئے کہ یہ کیوں کھڑے ہو گئے......؟ پھر پتا چلا کہ ملک بھر میں جہاں جماعۃ الدعوۃ کے شعبہ ہائے زندگی میں مسئولین کام کر رہے ہیں وہیں ''ننھے مجاہد'' اب ایک باقاعدہ فورم بن چکا ہے۔ ان ''ننھے مجاہدوں'' کو کھڑا دیکھ کر دل مچل اٹھتا کہ ان ''ننھے مجاہدوں'' کو اللہ تعالیٰ نے چھوٹی عمر میں ہی اتنے بڑے کام یعنی اپنے دین کے غلبہ کے لیے منتخب کر لیا ہے تو جب یہ بڑے ہوں گے تو ان شاء اللہ یہ ساری امت اسلامیہ کی قیادت کریں گے۔ اس سب پر اگلی دفعہ تفصیل سے بات کرنے کی کوشش کریں گے۔

ہاں! یہ بھی بتاتے چلیں کہ یہ شمارہ جس دن آپ کے ہاتھوں میں ہوگا وہ دن جمعہ کا ہوگا اور اس دن 23 مارچ کا تاریخی دن ہوگا...... حکومت پاکستان یہ دن ہر سال مناتی ہے اور اس دن چھٹی ہوتی ہے لیکن کیا آپ کو پتا ہے کہ اس دن کیا ہوا تھا۔ اس روز لاہور میں جہاں آج مینار پاکستان کھڑا ہے پاکستان بنانے کے لیے قرارداد منظور کی گئی تھی اس موقع پر لاکھوں مسلمانوں کا پرجوش اجتماع تھا۔ جو سب ایک ہی نعرہ لگا رہے تھے۔

پاکستان کا مطلب کیا...... لا الٰہ الا اللہ

جمعہ کے روز اس دن کو 67 سال پورے ہو جائیں گے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان کا مطلب 67 سال بننے کے بعد بھی پورا نہ ہو سکا۔

جماعۃ الدعوۃ نے اس روز پورے ملک میں 23 مارچ 1940 والا جذبہ پیدا کرنے اور پاکستان کا مطلب پورا کرنے کے لیے ''تحفظ نظریہ پاکستان کانفرنسز'' کا اہتمام کیا ہے۔ اس دن لوگوں کو ایک بار پھر بتایا اور سمجھایا جائے گا کہ پاکستان کا مطلب کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے......؟ آپ سب نے اپنے اپنے علاقوں میں نہ صرف ان کانفرنسز میں شرکت کرنی ہے بلکہ اپنے دوستوں، گھر والوں اور پڑوسیوں کو بھی ساتھ لے کر آنا ہے اور ان اجتماعات کو کامیاب بنانا ہے۔

اگلے ہفتے زیادہ باتیں ہوں گی اب اجازت چاہوں گا۔

علی عمران شاہین

انچارج ''ننھے مجاہد'' لاہور

راہ خدا میں ہجرت

''اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا وطن چھوڑا وہ شہید کر دیے گئے یا اپنی موت مر گئے اللہ تعالیٰ انھیں بہترین رزق عطا فرمائے گا اور بے شک اللہ تعالیٰ روزی دینے والوں میں سب سے بہتر ہے۔'' [الحج: ۵۸]

حافظ **خلیل الرحمن**...... بہاولپور

سمندر کی جھاگ جتنے بھی گناہ معاف

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے دن بھر میں سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ'' کہا اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں تو مٹا دیے جاتے ہیں۔ (مسلم)

کلثوم یونس...... راولپنڈی

نیکی اور گناہ

نواس بن سمعان انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا نیکی عادت کا اچھا ہونا ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو اس بات کو ناپسند کرے کہ لوگ اس پر اطلاع پائیں۔ مسلم

محمد یوسف جکھڑ، گجرات

خط و کتابت کیلیے

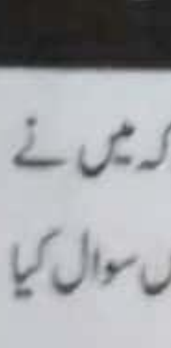

ننھے مجاہد ہفت روزہ غزوہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور

فون 7314531 فیکس 042-7117551

ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں

www.jamatdawa.org

E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

غیروں کی گواہی

فخر الاسلام جو کتاب ''انیس الاعلام'' کے مؤلف ہیں عیسائیوں کے بلند پایہ عالم تھے۔ وہ ایک مذہبی عیسائی خاندان میں پیدا ہوئے اور انھوں نے اپنی مذہبی تعلیم عیسائی پادریوں اور علماء سے حاصل کی اور ان کے ہاں بڑی عزت و تکریم اور بلند مقام حاصل کیا وہ اپنی اس کتاب کے مقدمے میں اپنے مسلمان ہونے کے عجیب و غریب واقعے کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

''میں مزید اور اعلیٰ قسم کے علم کے حصول کے لیے بڑی زحمتوں، تکلیفوں اور کئی شہروں میں گردش کے بعد ایک عظیم پادری کے پاس پہنچا جو اپنے زہد و تقویٰ میں معروف اور ممتاز تھا۔ کیتھولک فرقے کے بادشاہ اپنے تمام مسائل کے حل کے لیے اسی سے رجوع کرتے تھے میں ایک مدت تک اس سے نصاریٰ کے مختلف مذاہب کی تعلیم حاصل کرتا رہا۔ میرے علاوہ بھی اس کے بہت سے شاگرد تھے لیکن اسے اتفاقاً مجھ سے زیادہ لگاؤ اور پیار تھا۔ اس نے اپنے گھر کی تمام چابیاں میرے حوالے کی ہوئی تھیں، لیکن ایک صندوق کی چابی اس کے اپنے پاس ہوا کرتی تھی۔ اس دوران ایک دفعہ پادری کو بیماری نے آ گھیرا تو اس نے مجھے کہا کہ تمام شاگردوں سے جا کر کہہ دو کہ میں آج درس نہیں دوں گا۔ جب میں پیغام لے کر طالب علموں کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ سب خوب زور و شور سے بحث مباحثے میں مصروف ہیں یہ بحث سریانی کے ایک لفظ ''فارقلیطا'' اور یونانی زبان کے لفظ ''پیریکلتوس'' پر ہو رہی تھی ہر ایک کی الگ الگ رائے تھی وہ کافی دیر تک جھگڑتے رہے، لیکن کسی ایک بیان پر کوئی بھی شاگرد متفق نہ ہوا...... میری واپسی پر پادری نے پوچھا آج کس بات پر مباحثہ کرتے رہے ہو تو میں نے لفظ فارقلیط کے اختلاف کے بارے میں بتایا تو وہ یہ سن کر کچھ دیر کے بعد بولا تم نے کس کے قول کو پسند کیا ہے، تو میں نے کہا فلاں مفسر کے قول کو جس نے اس کے معنی ''مختار'' بیان کیے ہیں کو پسند کیا ہے۔

استاد پادری بولا تو نے کوتاہی نہیں کی، لیکن حق اور واقعہ ان تمام اقوال کے خلاف ہے کیونکہ اس کی حقیقت کو راسخون فی العلم (علم میں پختہ) کے علاوہ دوسرے لوگ نہیں جانتے اور ان میں سے بھی بہت کم اس حقیقت اور سچائی سے آشنا ہیں

میں نے ان سے کہا کہ مجھے اس کے اصل معنی بتائیے انھوں نے انکار کر دیا لیکن میرا اصرار بڑھتا گیا۔ آخر میرے بہت زیادہ اصرار پر رونے لگے اور کہنے لگے:

نائلہ صادق...... رائیونڈ

''میں نے آج تک اپنا کوئی علم تم سے نہیں چھپایا لیکن اس نام کے معنی معلوم ہونے کا نتیجہ تمھارا اور میرا قتل ہے، اب اگر تم وعدہ کرو کہ تم یہ کسی کو نہیں بتاؤ گے تو میں تمھیں اس کے اصل معنی بتا دیتا ہوں، میں نے تمام مقدسات مذہبی کی قسم کھا کر کہا کہ اسے فاش نہیں کروں گا، تو اس نے کہا کہ یہ مسلمانوں کے پیغمبر کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس کے معنی ''محمد'' اور ''احمد'' کے ہیں۔''

اس کے بعد اس نے مجھے چھوٹے کمرے کی چابی دی اور کہا کہ فلاں صندوق میں سے فلاں فلاں کتاب لے آؤ۔ میں وہ کتابیں لے آیا یہ کتابیں رسول پاک ﷺ کے ظہور سے پہلے کی تھیں اور چمڑے پر لکھی ہوئی تھیں، دونوں کتابوں میں لفظ ''فارقلیطا'' کا ترجمہ ''احمد'' اور ''محمد'' کیا گیا تھا۔ استاد نے مزید کہا نبی پاک ﷺ کے ظہور سے پہلے لفظ فارقلیط کے معنی میں کوئی اختلاف نہیں تھا کہ یہ ''احمد ﷺ'' اور ''محمد'' ہیں۔ لیکن محمد ﷺ کے ظہور کے بعد علماء نے اپنے مالی اور مادی فوائد کی بقا کے لیے یہ معنی گھڑ لیے حالانکہ وہ معنی یقیناً صاحب انجیل کی مراد نہیں اس جملے کا اس نے تین بار تکرار کیا۔

میں نے سوال کیا:

دین نصاریٰ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

پادری بولا:

'' دین اسلام کے آنے سے منسوخ ہوگیا۔''

پھر میں نے سوال کیا:

''اس زمانے میں طریق نجات اور صراط مستقیم کونسا ہے؟''

پادری بولا:

''طریق نجات اور صراط مستقیم رسول پاک (ﷺ) کی پیروی اور اتباع پر منحصر ہے۔''

میں نے کہا کیا اس کی پیروی کرنے والے اہل نجات ہیں؟

''اس نے کہا ہاں اللہ کی قسم! اور پھر تین مرتبہ قسم کھائی۔''

یہ کہہ کر پادری رونے لگا اور پھر میں بھی رونے لگا، گریہ زاری کرتے ہوئے پادری نے مجھ سے کہا:

''اگر آخرت میں نجات چاہتے ہو تو دین حق قبول کر لو...... میں ہمیشہ تمھاری کامیابی کی دعا کروں گا، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ قیامت والے دن تم اللہ کے حضور یہ گواہی دو کہ میں باطن میں مسلمان اور محمد ﷺ کا پیروکار ہوں۔'' (تفسیر نمونہ: جلد اول)

اقوال زریں

- کوئی شخص اپنے ہاتھ کی کمائی ہوئی روزی سے بڑھ کر اچھی روزی نہیں کھاتا۔
- جو شخص اپنا راز پوشیدہ رکھتا ہے وہ گویا اپنی سلامتی کو اپنے قبضے میں رکھتا ہے۔
- علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال کفار فرعون اور قارون وغیرہ کی۔
- حقیر سے حقیر پیشہ اختیار کرنا ہاتھ پھیلانے سے بدرجہا بہتر ہے۔
- جو لوگ تجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں ان سے حاصل کرو اور جو نادان ہیں ان کو اپنا علم سکھاؤ۔
- بادشاہ کو وہی شخص نصیحت کر سکتا ہے جس کو سر کا خوف ہو نہ زر کی تمنا۔

اخت ابو محمد جھنگوی، فرزانہ سحر...... بھوانہ، جھنگ

دو چہرے

''قیامت کے دن انسانی چہروں کی حالتیں ایسی ہوں گی کہ مجرم وہاں اپنے چہروں سے پہچان لیے جائیں گے اور انھیں پیشانی کے بال اور پاؤں سے پکڑ پکڑ کر گھسیٹا جائے گا۔'' (الرحمن: ۴۱)

''کچھ چہرے اس روز دمک رہے ہوں گے ہشاش بشاش اور خوش و خرم ہوں گے اور کچھ چہروں پر اس روز خاک اڑ رہی ہوگی اور سیاہی چھائی ہوئی ہوگی یہی کافر و فاجر لوگ ہوں گے۔'' (عبس: ۳۷، ۴۲)

''اس روز کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے اور کچھ اداس ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ برتاؤ ہونے والا ہے۔'' (القیامۃ: ۲۳)

''جن لوگوں نے بھلائی کا طریقہ اختیار کیا ان کے لیے بھلائی ہے اور مزید فضل ان کے چہروں پر اس روز روسیاہی اور ذلت نہ چھائے گی وہ جنت کے مستحق ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور جن لوگوں نے برائیاں کمائی ہیں ان کی برائی جیسی ہے ویسا ہی بدلہ وہ پائیں گے ذلت ان پر مسلط ہوگی، کوئی ان کو بچانے والا نہ ہوگا، ان کے چہروں پر ایسی تاریکی چھائی ہوئی ہوگی جیسے رات کے سیاہ پردے ان پر پڑے ہوئے ہوں اور وہ دوزخ کے مستحق ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔'' (یونس: ۲۶، ۲۷)

اس لیے ننھے مجاہدو! ہمیں چاہیے کہ ہم نیک عمل کریں اور اللہ کے غضب سے بچیں اور اس دن سے پہلے اپنے آپ کو تیار کر لیں جس دن انسان کا مقدر یا تو جنت کے باغ ہوں گے یا پھر جہنم کی آگ ہوگی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہنم کی آگ سے بچائے۔ (آمین)

قراۃ العین، ام حبیبہ...... چکوال

سعد آبدوز

پیارے ساتھیو! ''ننھے مجاہد'' کا شمارہ نمبر 17 آپ کو ''سمندری بھوت'' سے ملاقات کروا چکا ہے، سمندری بھوت...... !!؟ ارے بھئی! اس میں حیرت کی کون سی بات ہے؟...... یہ کسی سمندری بلا کا نام تھوڑی ہے؟...... اس سے مراد تو ''آبدوز'' ہے ''آبدوز'' اور آج ہم آپ کو بتائیں گے ''سعد (آگسٹا) آبدوز'' کے بارے میں چند خاص باتیں:۔

سمندروں کے دفاع اور جنگ کے لیے

ویسے تو ہوائی جہاز، بحری جہاز اور موٹر بوٹس بھی استعمال ہوتی ہیں لیکن آبدوز ایک ایسی مشین (کشتی یا جہاز) ہے جو سطح سمندر کے علاوہ سمندر کی تہوں میں بھی مہینوں سفر کر سکتی ہے۔ یہ گولیاں اور میزائل فائر کرنے کی صلاحیت بھی رکھتی ہے۔ موجودہ دور میں تو ایٹمی آبدوزیں تک معرض وجود میں آ چکی ہیں۔ آبدوزیں ایسے پر خطر راستوں سے گزر سکتی ہیں جہاں بحری جہازوں اور موٹر بوٹس کی رسائی ممکن نہیں ہوتی۔

بحر ہند میں چونکہ امریکہ، برطانیہ، فرانس، چین اور انڈیا کی آبدوزیں موجود تھیں۔ اس لیے پاکستانی بحریہ نے بھی آبدوزیں تیار کیں اور اس علاقے کے دفاع کے لیے اپنی صلاحیتوں کو مزید بہتر بنایا۔ ۱۹۹۶ء میں پاکستان نے فرانس کے ساتھ چند دفاعی معاہدوں پر دستخط کیے۔ ان معاہدوں میں سے ایک ''آگسٹا آبدوزوں کی کمرشل تیاری'' کا معاہدہ تھا۔ یہ آبدوز بہت سی صلاحتیں رکھتی ہے، مثلاً:

۱۔ کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم
۲۔ ایس، ایم ۳۹ میزائل
۳۔ زمین دوز ریڈار (زیرزمین ریڈار)
۴۔ جدید ترین الیکٹرانک سسٹم
۵۔ جدید ترین فیول سسٹم

آگسٹا 90-B کی لمبائی 76 میٹر ہے۔ اس میں دنیا کا

جدید ترین مزائل سسٹم اور جنگ میں مستعمل ہتھیاروں کے لیے کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم موجود ہے۔

اس کے علاوہ Subtics Processing (signal system) بھی اس آبدوز کا خاصہ ہے۔ یہ تقریباً 165 کلوگرام مادہ والا میزائل 50 کلومیٹر تک بہترین مار کر سکتی ہے۔ اس کا انجن 3600 ہارس پاور اور 2200 کلوواٹ انرجی کا ہے۔

اس آبدوز کی پاک بحریہ میں شمولیت سے نہ صرف خطے میں طاقت کا توازن برقرار رکھنے میں مدد ملی ہے

تلخیص و ترتیب: ابوسعد...... شاہ پور

بلکہ بھارتی بحریہ کی عسکری قوت کا غرور بھی خاک میں مل چکا ہے۔ اس کی شمولیت نے دشمن کی نیندیں اڑا دی ہیں۔ پاکستانی نیوی کی اس قابل فخر آبدوز کا نام ایک صحابی رسول ﷺ کے نام پر رکھا گیا ہے جو فاتح ایران سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں اللہ کرے ''سعد آبدوز'' بھی سعد رضی اللہ عنہ کی طرح اسلام کی محافظ بن جائے۔ (آمین)

[محلة الدعوة ستمبر 2002ء، ص 37]

گلدستہ احادیث رسول ﷺ

★ اے عورتو! تمھارا جہاد حج ہے۔ (مسلم)
★ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ (بخاری)
★ قیامت کے نزدیک قتل کثرت سے ہوں گے۔ (بخاری)
★ قیامت کے نزدیک زلزلے کثرت سے آئیں گے۔ (بخاری)
★ اسلام سکڑ کر دو مسجدوں میں چلا جائے گا۔ (مسجد حرام، مسجد نبوی ﷺ)...... (مسلم)
★ رشتہ توڑنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری)
★ مومن کو گالی دینا گناہ اور قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری)
★ ظلم آخرت میں تاریکیوں کا سبب ہے۔ (مسلم)
★ کلونجی ہر بیماری کی دوا ہے سوائے موت کے۔ (بخاری)

محمد نوید خان ...... احسان پور

مسکراہٹیں

ایک دفعہ امام شافعی رحمہ اللہ کے پاس ایک آدمی آیا اور پوچھنے لگا کہ حضرت! اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس کتنا اختیار رکھا ہے اور انسان کو کتنا اختیار دیا ہے تو امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

''اے بندے! اپنی ایک ٹانگ کو اٹھا اس نے اپنی پہلی ٹانگ اٹھائی اور پھر فرمایا کہ اب دوسری ٹانگ کو بھی اٹھاؤ، امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اتنا اختیار اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے اور اتنا بندے (انسان) کو دیا ہے۔''

حافظ محمد حامد محمود، محمد متین عارف ...... رحیم یار خان

ایک دن ہماری ٹیچر نے ون کلاس سے کہا کہ جتنے بچے سات سال کے ہیں وہ کم از کم ایک نماز ضرور پڑھا کریں بہتر یہ ہے کہ فجر کی پڑھیں تاکہ آپ کے دن کا آغاز نماز سے ہو...... دوسرے دن ٹیچر نے پوچھا کہ جو بچے فجر کی نماز پڑھ کر آئے ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ ایک بچے کے علاوہ سب کے ہاتھ کھڑے تھے۔ اس سے نہ پڑھنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا:

''ٹیچر جی! میں پڑھنے کے لیے اٹھا تو میری نانی کہنے لگی۔

''ناں! پتر باہر پالا اے رضائی وچ وڑ جا''

(نہ بیٹا باہر سردی ہے رضائی میں گھس جاؤ)

نازیہ انجم ...... ساہیوال

احوال الاطفال

محمد الیاس حامد

عراق جنگ کے میں امریکہ اور اس کے اتحادی اب تک ہزاروں ٹن وزنی بم اور میزائل استعمال کر چکے ہیں۔ یہ بم اور میزائل جس قسم کے زبردست دھماکے کرتے اور تباہی پھیلاتے ہیں۔ ان سے بچے تو بچے بڑے بھی گھبرا جاتے ہیں۔ امدادی تنظیموں کا کہنا ہے کہ یہ بمباری عراق کے لوگوں خاص کر بچوں پر بڑے بُرے اثرات مرتب کر رہی ہے۔ صحت کی عالمی تنظیم ڈبلیو ایچ او کی فریلہ شعیب نے اپنی تنظیم کی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بغداد میں شدید بمباری جاری ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں کی آبادی، خاص کر بچوں اور دیگر کمزور لوگوں پر شدید برے اثرات پڑ رہے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ بمباری امدادی کارکنوں کے ان لوگوں کے پاس پہنچنے میں آڑے آ رہی ہے جنہیں فوری طبی امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔

بچوں سے جب پوچھا گیا کہ وہ مزید کیا چاہتے ہیں، تو انہوں نے بمباری رکوانے کی درخواست کی۔ بمباری سے زخمی ہونے والے خوفزدہ بچوں کی تصاویر پہلے ہی بین الاقوامی ٹی وی جنگ سے متاثر فیملی چینلز پر نشر کی جا چکی ہیں۔ انہیں بظاہر معلوم نہیں کہ ان کے ساتھ کیا اور کیوں ہو رہا ہے۔ امدادی تنظیموں کا کہنا ہے کہ بغداد، بصرہ، نجف اور کربلا کے شہروں میں بسنے والے تقریباً پانچ لاکھ جنگ کے فوراً بعد نفسیاتی مدد کے طلب گار ہونگے۔

البتہ ان بدقسمت بچوں کی مشکل کب آسان ہوگی اس کا انحصار جنگ بندی پر ہے اور یہ کب ہوگی فی الوقت اس کی کوئی تاریخ دینے کیلئے خود امریکی بھی زیادہ پر اعتماد نظر نہیں آتے۔ ان پر یہ جنگ اس ملک نے مسلط کی ہے جو پوری دنیا میں امن اور انصاف کا دعویدار ہے اور دنیا کو پرامن کرنے کیلئے پوری دنیا کی قیادت کر رہا ہے لیکن ان معصوم اور بے گناہ بچوں پر اس امن کے ٹھیکیدار نے رات دن قیامت برپا کر رکھی ہے عراقی ننھے بچوں کے خون سے اس کے ہاتھ رنگیں ہیں اقوام متحدہ سمیت پوری دنیا صرف خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

معصوم جانیں:

اقوام متحدہ کے پروگرام برائے خوراک کے سربراہ کے مطابق 18 ہزار بچے روزانہ بھوک اور غذائیت سے مر رہے ہیں ان کا کہنا ہے کہ اس وقت یہ دنیا کا سنگین ترین سانحہ ہے۔ جیمز مورس نے جو اپریل میں اس پروگرام کی سربراہی سے سبکدوش ہو رہے ہیں کہا ہے کہ دنیا میں غربت کے چکر کو روکنے کا سب سے طاقتور طریقہ یہ ہے کہ بھوک سے نمٹنے کے مسائل اقدامات کیے جائیں۔

انہوں نے بتایا کہ اس وقت دنیا میں کم غذائیت کا نشانہ بننے والے بچوں کی سے سب بڑی تعداد کا تعلق انڈیا سے ہے اور یہ تعداد ایک سو ملین سے بھی زائد ہے۔ جیمز مورس کے مطابق اس کے بعد جس ملک کا نام آتا ہے وہ چین ہے جہاں ایسے بچوں کی تعداد چالیس ملین ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ دونوں ملک اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے نمایاں پیش رفت کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ابھی بہت کچھ اور کرنے کی ضرورت ہے۔

یہ اقوام متحدہ کہ جس کا ایک ادارہ یونسیف کے نام پر بچوں کے حقوق کی ذمہ داریاں ادا کر رہا ہے۔ اور انہیں سوائے رپورٹیں اور اپنے تبصرے پیش کرنے کے سوا کوئی کام نہیں اور صرف غیر مسلم بچوں کے حقوق اور مسائل کا خیال ہے مسلم ممالک کہ جہاں کافر طاقتیں جنگ کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں اور وہاں بچوں کے حقوق کی سخت خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ آئے روز سینکڑوں کی تعداد میں بچے شہید ہو رہے ہیں۔ ہزاروں زخمی ہو رہے ہیں لیکن ان بچوں کو حقوق دلانے اور انہیں غاصب اور ظالم طاقتوں سے آزاد کرنے کیلئے اس کا کوئی کردار نہیں اور نہ ہی اس کے وسائل بروئے کار آتے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے دنیا بھر کے غیر مسلم ہی صرف انسانی حقوق کے حقدار ہیں اس طرح صرف غیر مسلم بچوں کو ہی، صحت، آزادی، اور بنیادی سہولتوں کا حق ہے یہی بات اس تنظیم کے کردار سے واضح ہو رہی ہے۔ اور اس سے ان کی اسلام دشمنی اور نام نہاد انسانی ہمدردی بھی عیاں ہے۔

ویڈیو گیم کا بچوں پر منفی اثر:

گزشتہ ہفتے ایک دستاویزی ویڈیو جاری ہوئی جس کا مشہور مکالمہ تھا: ''سب سے اہم بات یہ ہے کہ موج کرو۔'' اس کا موضوع ہائی سکول کے طالب علموں کا قتل عام تھا۔ مذکورہ مکالمہ اس فلم میں قتل عام کا منصوبہ بنانے والے لڑکے کی زبان سے ادا ہوتا تھا۔ اسی ویڈیو کے آغاز سے ہی انداز ہوتا ہے کہ بچوں کے ذہنوں پر قتل وغارت کے اثرات پڑیں گے۔ اس ویڈیو میں بچوں کو انٹرنیٹ پر پستول خریدتے اور ایسی گیم کھیلتے دکھایا گیا ہے جس

میں لوگوں پر فائرنگ کر رہے تھے۔ حقیقت میں اس ویڈیو کا مقصد ایسی معاشی برائیوں کی طرف اشارہ تھا جو بچوں کو متاثر کر سکتی ہیں، ٹیلی ویژن پر تشدد آمیز مناظر اور کارروائیاں، پر تشدد، ویڈیو گیمز سے بھی بچوں کے معصوم ذہنوں پر برا اثر پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ بچوں کے لیے انٹرنیٹ پر پستول خریدنے کی سہولت بھی موجود ہے۔ اس ویڈیو کے ہدایت کار فان سانٹ نے بذات خود بھی ایسی گیمز کھیلیں جس کا اس کے ذہن پر بھی اثر ہوا بچوں کو تو بالاولیٰ تشدد اور مار دھاڑ پر ابھاریں گی اور ایسی ویڈیو گیمز کا اثر نہ صرف مار دھاڑ پر ابھارتا ہے بلکہ بعض گیم اخلاقی بے راہ روی کا بھی باعث بنتی ہیں۔ اس سے وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور بچوں کی تعلیم کا حرج بھی جب کہ جسمانی طور پر ورزش اور اچھل کود صحت کے لیے مفید ہے جوان گیموں کے کھیلنے سے رہ جاتی ہے۔

جنگ اور بچوں کے نفسیاتی مسائل

جنگ سے لاکھوں لوگوں کے بے گھر ہونے کا خدشہ ہے۔

بین الاقوامی امدادی تنظیمیں عراق میں جاری جنگ سے بگڑتے ہوئے انسانی بحران پر تشویش کا اظہار کر رہی ہیں۔ ان تنظیموں کا کہنا ہے کہ دیگر سنجیدہ مسائل کے علاوہ انہیں خدشہ ہے کہ جنگ کے بعد عراق میں تقریباً پانچ لاکھ بچوں کو نفسیاتی علاج کی ضرورت پڑے گی۔

سالگرہ کیا ہے؟

حفصہ افضال......گجرات

ہزاروں لوگوں کے جلوس میں، دو منزلہ کیک کے سامنے کھڑے، موم بتیوں کو پھونکیں مارتے ہوئے، تالیوں اور "Happy birthday to You" کے بے ہنگم شور میں کیا ہم نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارا کی ہے کہ درحقیقت سالگرہ ہے کیا؟ اور اس کا پس منظر کیا ہے؟ سال میں "صرف ایک مرتبہ" صبح سویرے اٹھتے ہی والدین سے گالوں پر شفیق بوسوں کے تحائف قبول کرتے ہوئے اور بہن بھائیوں کو "Happy birthday to You" کا راگ الاپتے دیکھ کر کیا آپ نے کبھی ان سے یہ پوچھنے کی زحمت بھی گوارا کی ہے کہ کبھی ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو "Happy birthday to You" کیوں نہ کہا؟ نبی پاک ﷺ نے فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو اس "اہم دن" پر بوسہ رسید کر کے "May you Live Long!" جیسے لفاظ کیوں نہ ادا کیے حضور اکرم ﷺ کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی ان کا "جنم دن" کیوں نہ منایا۔

نہیں...... کبھی بھی نہیں...... ان سوالات کو زبان دینے کی بات تو بہت دور کی ہے، ہم نے تو کبھی انھیں سوچا تک نہیں...... روشن خیال اور لبرل معاشرے کے زیر سایہ پروان چڑھنے والی New Generation کے پاس آخر ان باتوں کو سوچنے کا وقت ہی کہاں بچتا ہے......؟

قیمتی مالیت کا لباس زیب تن کیے اور ہزاروں لوگوں سے بیش قیمت تحائف وصول کرتے ہوئے اپنی "سالگرہ" کا دن سال کا اہم ترین دن تصور کیا جاتا ہے اور ہر طرح سے نفع بخش دکھائی دیتا ہے جس کا تصور نہ ہی تو ہمیں قرآن دیتا ہے اور نہ ہی حدیث کی کتب حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین، تبع تابعین کی زندگیوں سے بھی اس "اہم دن" کو منانے کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

سالگرہ کے لفظی مطلب پر اگر غور کیا جائے تو اس کے معنی جاننے میں ہمیں کسی قسم کی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا "سالگرہ کا لفظ دراصل دو الفاظ کے مجموعے سے مل کر بنا ہے" سال" اور "گرہ" یعنی کہ ہماری "فانی زندگی" کا مزید ایک سال کم ہو جاتا ہے، لہٰذا کہا جاتا ہے کہ مزید ایک سال کو گرہ لگ گئی ہے اور یونہی گرہیں لگتے لگتے ایک دن ہماری زندگی کی ڈور ختم ہو جائے گی۔ بجائے اس کے کہ ہم اس دن سخت پریشان و مضطرب ہوں، سابقہ سال کے گناہوں پر رب العزت سے پشیمان ہوں اپنی بخشش کی دعائیں کریں۔ ہم اس دن کو نہایت جوش و خروش سے مناتے ہوئے اپنی زندگی کے نئے سال کی شروعات ہی خرافات سے کرتے ہیں۔

اکثر لوگوں کو یہ کہتے ہوئے بھی سنا ہے کہ ہم سالگرہ تو نہیں مناتے صرف بچوں کو خوش کرنے کے لیے گھر پر "چھوٹا سا کیک" منگوا کر کاٹ لیتے ہیں اور ساتھ ایک آدھ گفٹ دے دیتے ہیں اب ان عقل کے اندھوں کو کون سمجھائے کہ جس چیز کی کثیر تعداد حرام ہے اس کی قلیل تعداد بھی حرام ہے اور ان کا تو یہی حال ہے کہ

دل بہلانے کو غالب
یہ خیال اچھا ہے

اگر بچوں کی خوشی ہی مقصود ہے تو سال میں کسی بھی دن انھیں ایک عدد کیک منگوا کر دے دیا کریں اور کبھی کبھار تحائف بھی دے دیا کریں...... بچے اس میں ہی خوش ہو جایا کریں گے کیونکہ اکثر بچوں کو یہ بھی کہتے سنا ہے کہ سال میں ایک ہی دفعہ تو کیک کھانا نصیب ہوتا ہے۔ (سالگرہ کے دن)

اس کے علاوہ بعض لوگ برادری کا رونا روتے ہیں کہ کیا کریں اگر ان تقریبات کا بائیکاٹ کریں تو خاندان والے تو ہمارا جینا دوبھر کر دیں اور وہ نادان لوگ خاندان والوں سے تعلقات استوار کرتے کرتے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے قطع تعلق کر لیتے ہیں...... انھیں اسلام سے کٹنا تو گوارا ہوتا ہے لیکن خاندان کو چھوڑنا قطعاً گوارا نہیں کرتے۔

خوشیاں منانے کے لیے کیا ہمارے اپنے تہوار (عید الفطر، عید الاضحیٰ) کم ہیں جو ہم غیر مسلموں کے تہواروں کے پیچھے اندھا دھند بھاگتے ہیں۔

اب آیئے! اس کے پس منظر پر غور کرتے ہیں، سالگرہ کی ابتدا انیسویں صدی کے اوائل میں ہوئی جب سکاٹ لینڈ کے جزیرے "اینا ڈین" پر برٹش رائل نیوی کے جہاز گردش کرتے تھے وہ لوگ سمندروں میں رہ رہ کر تنگ آ چکے تھے، چونکہ سب ہی کرسچن تھے، چنانچہ انھوں نے سوچا کہ کیوں نہ جہاز کے اندر ہی تفریح طبع کا سامان ڈھونڈا جائے۔ چنانچہ انھوں نے کرسمس اور ایسٹر جیسے تہواروں کو منانا شروع کر دیا اس دن جہاز کو خوب سجایا جاتا اور ایک دوسرے کو شراب کے چھلکتے ساغر پیش کیے جاتے آہستہ آہستہ مزید سامان تفریح حاصل کرنے کے لیے انھوں نے ایک دوسرے کے Birthdays کو بھی Celebrate کرنا شروع کر دیا۔ تاریخ پیدائش کے دن صبح ہی صبح تمام افراد ملکر متعلقہ فرد کو Happy birthday to you کہتے اور پھر تحائف پیش کرتے رفتہ رفتہ یہ رسم پورے یورپ میں پھیل گئی۔ بعد ازاں! اسلام میں موجود "نقالی سوسائٹی" نے بھی اسے اپنا لیا اور اب یہ رسم مسلم معاشرے کی گھٹی میں رچ بس گئی ہے بچوں کو کچی عمروں سے ہی اس رسم بد کی ترغیب دی جاتی ہے ایک ایسی رسم جس کا اسلام سے دور دور تک کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے۔

ظاہری طور پر جو چھری دو منزلہ کیک پر چلائی جاتی ہے وہ دراصل اسلامی اقدار پر چلائی جا رہی ہوتی ہے اور ہزاروں تالیوں کی گونج میں اس زخمی اقدار کی سسکیوں کا شور بھی پنہاں ہوتا ہے۔

اب جبکہ ہم اس کی اصلیت سے آگاہی حاصل کر چکے ہیں تو یہ مجھ اور آپ پر منحصر ہے کہ ہم اس رسم بد کا مکمل بائیکاٹ کرتے ہیں یا پھر دوست احباب کو گریٹنگ کارڈز اور تحائف پیش کر کے اس محفل کی رونق کو دوبالا کرتے ہیں فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہمارے پاس موجود ہے لیکن اس سے پہلے ایک بات یاد رکھیے گا کہ میرا اور آپ کا رب ہم پر مسلسل نگاہ رکھے ہوئے ہے...... اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انھی میں سے ہے۔" (ابوداؤد: ۴۰۳۱)

فتویٰ ہے شیخ کا......!

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں؟
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر
تیغ و تفنگ دست مسلماں میں ہے کہاں؟
ہو بھی تو دل ہے موت کی لذت سے بے خبر
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اسے کہ مسلماں کی موت مر
تعلیم اس کو چاہیے ترک جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر!
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر؟

انتخاب: **نادیہ حمید خان**...... بہاولپور

مومن اور موہن

کیپٹن سریش اپنے بیٹے موہن کے
کی چیخوں کی آواز سن کر تیزی سے
نے دیکھا کہ موہن میز پر کھڑا کانپ
ایک چوہا تیزی سے بستر سے نکل کر
بھاگا کیپٹن جلدی سے
ایک طرف ہٹ گیا
اور وہ کمرے سے نکل
گیا اب اس نے
موہن کی طرف دیکھا
جو ابھی تک بید کی
چھڑی کی طرح کانپ
رہا تھا، تم...... تم ایک چوہے سے ڈر کر کانپ رہے ہو...... حیرت ہے ایک فوجی افسر کا بیٹا اس قدر بزدل ہو کمال ہے ایک تم ہو اور ایک وہ تھا...... کیپٹن سریش نے غصے سے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔ سریش کچھ دنوں پہلے ہی کشمیر سے ڈیوٹی ختم کر کے اپنے گھر لوٹا تھا۔ وہ خود کو بہت خوش قسمت خیال کرتا تھا جو صرف چھ ماہ بعد ہی واپس آ گیا تھا ورنہ کشمیر میں موجود

طاہرہ جبیں بنت رسول بخش...... راجن پور

فوجیوں کو جلد واپس نہیں بلایا جاتا۔ کشمیر میں ڈیوٹی دینے والے فوجی یا تو مجاہدین کی گولیوں کا نشانہ بن جاتے یا پھر زخمی ہو کر واپس آتے ہیں۔ کیپٹن سریش اپنے بیٹے سے بے حد محبت کرتا تھا۔ اسے کشمیر سے اس کی محبت ہی کھینچ کر لائی تھی جب وہ ائیر پورٹ پر اس سے ملا تو اس نے اپنے بیٹے کے ساتھ چھٹیاں گزارنے کا پروگرام ترتیب دے دیا۔

آج تک اس نے موہن کو کچھ نہیں کہا تھا لیکن یہ پہلا موقع تھا کہ اس نے موہن کو سخت ڈانٹ پلائی تھی۔ باپ کی ڈانٹ سن کر موہن رونے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آج ابو نے اتنی چھوٹی سی بات پر کیوں ڈانٹ دیا اور انھوں نے یہ کیوں کہا تھا کہ ایک وہ تھا اور ایک تم ہو آخر یہ "وہ" کون تھا۔

وہ کس کی بات کر رہے تھے۔ موہن کی امی کو پتا چلا تو اس نے اپنے بیٹے کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ آخر آپ نے بلاوجہ موہن کو کیوں رلا دیا اتنی سی تو بات تھی یہ اتنی سی بات نہیں ہے میری جگہ تم ہوتی تو تمھیں بھی اتنا غصہ آتا جتنا مجھے آ رہا ہے، کیپٹن سریش نے تلملا کر کہا آخر ہمیں بھی تو پتا چلے کہ اس ننھے بچے سے کونسا جرم سرزد ہو گیا ہے، جو آپ ابھی تک اس قدر ناراض ہو رہے ہیں...... امی نے پوچھا، سریش کہنے لگا، اگر تم سننا چاہتی ہو تو سنو:

"کشمیر کے علاقے باندی پورہ میں میں ڈیوٹی کر رہا تھا کہ ایک مخبر نے اطلاع دی کہ دس سالہ ایک کشمیری بچہ بہت سا کھانا لے کر جنگل کی طرف جاتا ہے اور جنگل کے پاس جا کر غائب ہو جاتا ہے ہم نے اس مخبر سے کہا کہ وہ اس کا پیچھا کرے کہ آخر وہ کہاں جاتا ہے، اس نے ایسا ہی کیا لیکن وہ بچہ جنگل کے پاس جا کر غائب ہو جاتا تھا...... مخبر نہ جان سکا کہ وہ لڑکا کہاں جاتا ہے۔ ایک دن ہم نے اس لڑکے کو گرفتار کر لیا اس کا نام مومن تھا ہم نے پوچھا کہ وہ کھانا لے کر مجاہدین کے ہاں جاتا ہے ہم نے اس سے مجاہدین کے ٹھکانے کے بارے میں جاننے کے لیے اس پر تشدد کیا ہر طرح کے حربے آزمائے لیکن اس نے ایک لفظ بھی بتانا گوارا نہیں کیا اسے الٹا لٹکایا گیا...... ڈنڈوں سے اس کے پیروں تلے ضربیں لگائی گئیں...... سگریٹ سے اس کے جسم کو داغا گیا...... تاہم اس کے منہ سے سوائے چیخوں کے اور کچھ نہیں نکلا۔ تنگ آ کر میں نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس کے کمرے میں آٹھ دس چوہے چھوڑ دو۔ اصل میں ہمارے پاس کچھ خطرناک قسم کے چوہے تھے، جنھیں ہم آخری حربے کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ یہ چوہے جب قیدی کے جسم کو نوچتے تو قیدی سب کچھ فر فر بتانے لگ جاتے۔ چنانچہ اس لڑکے کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا گیا۔ اس کے کمرے میں چوہے چھوڑ کر ہم مطمئن تھے کہ اب وہ مجاہدین کے ٹھکانے کا پتا دے گا۔ لیکن اس وقت ہمیں شدید حیرت ہوئی جب کافی دیر گزرنے کے بعد اس کے چیخنے چلانے کی کوئی آواز سنائی نہیں دی۔ میں نے حیرت کے عالم میں کمرے کا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ سات چوہے مرے پڑے ہیں جبکہ ایک چوہا کونے میں کھڑا اس طرح کانپ رہا تھا۔ جیسے موہن چوہے کو دیکھ کر کانپ رہا تھا۔ سریش یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گیا اور غصے بھری نگاہوں سے موہن کو دیکھنے لگا مارے شرم کے اس

کمرے سے اس
اندر داخل ہوا اس
رہا ہے ایسے میں
دروازے کی طرف

ے نظریں جھکالیں۔
کیپٹن سریش دوبارہ کہنے
پکڑ کر دیوار میں مارتا بھی اپنی
دیکھ کر میں دھک سے رہ گیا

لگا، مومن اس چوہے کی دم
ٹانگ مارتا تھا...... یہ منظر
میرے پاس قوت طاقت
سب کچھ تھا لیکن
اس کے باوجود
میں اس چھوٹے
سے بہادر بچے
سے شکست کھا گیا
تھا اور پھر اسے مار
کر بھی میں اپنی
شکست کو فتح میں نہ بدل سکا تم نے اس بہادر بچے کو مار دیا...... ایسا کیوں کیا، موہن کی امی نے قریباً چیخ کر کہا۔ موہن نے پوچھا ابو آپ نے اسے کیوں مارا...... اس لیے کہ میری ڈیوٹی میں شامل تھا، کیپٹن سریش نے کہا اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ پھر اس کی جھکی ہوئی نظریں اٹھیں اور کہنے لگا، موہن کو چوہے سے ڈرتا ہوا دیکھ کر میں سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ ہمارے بچے بزدل اور کمزور ہیں اور مسلمانوں کے بچے اتنے دلیر اور بہادر ہوتے ہیں۔ ہم ان پر گولیاں چلاتے ہیں لیکن پھر بھی ان کے جذبہ جرأت اور شوق شہادت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ہم انھیں تشدد کا نشانہ بناتے ہیں اور پھر ان کو عبرت دلانے کے لیے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیتے ہیں، لیکن اس سے ان کے ایمان و یقین میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ کتنا فرق ہے، ہمارے اور ان کے بچوں میں...... مومن اور موہن کی عمروں میں کوئی خاص فرق نہیں پھر وہ کونسی چیز ہے جو ان کے جذبے میں اور زیادہ اضافہ کر دیتی ہے۔

آخر کیا فرق ہے مومنوں اور موہنوں میں...... سریش کہتا چلا گیا...... موہن ایک دم بولا کہ مومن اور موہن میں فرق ہے جو بظاہر معمولی سا لیکن حقیقت میں بہت زیادہ ہے، مومن کے درمیان میں "م" آتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے "مسلمان" جبکہ موہن کے درمیان میں "ہ" آتا ہے جس سے مراد "ہندو" بس یہی فرق ہے جس کی وجہ سے میں چوہے سے ڈرتا ہوں اور آپ ان سے ڈرتے ہیں...... موہن بات کہہ کر خاموش ہو گیا۔ سریش نے سر اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھا اس کا بیٹا بہت بڑی بات کہہ گیا تھا اور پھر اس کا سر جھکتا چلا گیا......

تھوڑا تھوڑا مل کر بہت ہو جاتا ہے

بنایا ہے چڑیوں نے جو گھونسلا   سو ایک ایک تنکا اکٹھا کیا
گیا ایک ہی بار سورج نہ ڈوب   مگر رفتہ رفتہ ہوا ہے غروب
قدم ہی قدم طے ہوا سفر   گئیں لحظہ لحظہ میں عمریں گزر
برستا جو مینہ موسلا دھار ہے   سو یہ ننھی بوندوں کی بوچھاڑ ہے
درختوں کے جھنڈ اور جنگل گھنے   یوں ہی پتے پتے سے مل کر بنے
ہوئے ریشہ ریشہ سے بن اور جھاڑ   بنا زرہ زرہ سے مل کر پہاڑ
لگا دانے دانے سے غلے کا ڈھیر   پڑا لحہ لحہ سے برسوں کا پھیر
لکھا لکھنے والے نے ایک ایک حرف   ہوئیں گڈیا کتنی کاغذ کی صرف
ہوئی لکھتے لکھتے مرتب کتاب   اس پر ہر ایک شے کا سمجھو حساب
ہر ایک علم و فن اور کتب ہنر   نہ تھا پہلے ہی دن سے اس ڈھنگ پر
یوں ہی بڑھتے بڑھتے ترقی ہوئی   جو نیزہ ہے اب، تھا پہلے سوئی
جولاہے نے جوڑا تھا ایک ایک تار   ہوئے تھان جس کے گزوں سے شمار
اگر تھوڑا تھوڑا کرو صبح و شام   بڑے سے بڑا کام بھی ہو تمام

انتخاب محمد شہزاد...... چشتیاں

اور میں لوٹ آیا

۱۸ اکتوبر کو آنے والے زلزلے کے کچھ ہی دیر بعد مجھے اپنے کزن کی تیمارداری کے لیے شیخ زید ہسپتال لاہور جانا پڑا۔ ہم سب رشتہ دار اپنے کزن کی تیمار داری کے لیے بیٹھے ہوئے تھے کہ ساتھ والے وارڈ سے شور اور چیخ و پکار کی آواز سنائی دی۔ میں نے سوچا کہ شاید کوئی مریض زیادہ بیمار ہے میں جلدی سے اٹھا اور اس وارڈ میں چلا گیا۔ دیکھا تو وہاں ایک چھوٹا سا بچہ ضد کر رہا تھا کہ میری پٹیاں کھولو۔ مجھے ان پٹیوں سے آزاد کر کے بیڈ سے نیچے اتارو۔ نرسیں اسے سمجھا رہی تھیں کہ ابھی تمھاری حالت خراب ہے، جب تم کچھ بہتر ہو جاؤ گے تو پھر تمھیں ہم بیڈ سے نیچے اترنے دیں گے۔ اتنے میں ایک ڈاکٹر صاحب تشریف لائے۔ جن کی داڑھی بڑھی ہوئی تھی اور لگتا تھا کہ مصروفیت کی وجہ سے انھیں شیو کرنیکا ٹائم نہیں ملا۔ مجھے دیکھ کر ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ بھائی صاحب آپ اس بچے کے رشتہ دار ہیں؟ میں نے کہا نہیں میں تو سیالکوٹ سے اپنے کزن کی تیمارداری کے لیے آیا ہوں؟ ڈاکٹر نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے اپنے ساتھ اپنے کمرے میں لے گیا اور جا کر کہنے لگا، اس بچے کی طبیعت دیکھ کر میں سمجھ رہا تھا کہ شاید آپ اس کے کوئی رشتہ دار ہوں۔

ڈاکٹر نے مجھے اس بچے کی بات سنانی شروع کی کہنے لگا، جب متاثرین زلزلہ کو ہسپتال میں لایا گیا ان کی شکستہ حالی اور کربناک حالت کی وجہ سے ہم دن رات مریضوں کے علاج میں مصروف تھے۔ زخمی مسلسل آ رہے تھے، جس وقت اس بچے کو لایا گیا تو تھوڑی دیر بعد مغرب کی اذان ہو گئی۔ اذان کی آواز سنتے ہی یہ بچہ تڑپنے لگا کہ مجھے بیڈ سے نیچے اتارو، مجھے نماز پڑھنی ہے۔ ابھی چند منٹ پہلے اسے پٹیاں کی گئی تھیں کہ یہ بچہ ضد کرنے لگا کہ میری پٹیاں کھول دو...... مجھے نماز پڑھنی ہے، سٹاف پریشان تھا اور اسے سمجھا رہا تھا کہ تمھاری حالت نازک ہے، تمھیں ابھی آرام کی ضرورت ہے کہ اتنے میں میرا گزر اس وارڈ سے ہوا...... شور سن کر میں بھی اندر آیا۔ بچہ نرس سے الجھ رہا تھا کہ میری پٹیاں کھولو، مجھے نماز پڑھنی ہے۔ میں نے اپنا فرض ادا کرنا ہے۔

شاید یہ میری زندگی کی آخری نماز ہو...... شاید میرا اللہ سے ملاقات کا وقت آ گیا ہو...... میرے پیارے نبی ﷺ کا جب آخری وقت آیا تھا تو انھوں نے بھی نماز کی تلقین کی تھی۔ ان کی زبان پر بھی یہ الفاظ تھے۔

ڈاکٹر کہتا ہے، میں نے اس کی باتیں سنیں تو چیختے ہوئے میں بولا کہ تمھیں نماز سے کیا ملے گا؟ بچہ میری یہ بات سن کر بڑی حیرت سے میری طرف دیکھنے لگا کہ شاید یہ ڈاکٹر غیر مسلم ہے۔ پھر بولا، نماز سے مجھے وہ سکون ملے گا جو اس ہسپتال میں ہے نہ آپ کی دواؤں میں...... ڈاکٹر کہتا ہے، میں نے پھر کہا اب سکون لے کر کیا کرو گے، نہ تمھارے والدین نہ بہن بھائی اور نہ گھر مکان بلکہ تمھارے اللہ تعالیٰ نے تمھیں بھی ہسپتال میں بھیج کر لوگوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے، میری یہ بات سن کر بچہ تڑپ اٹھا اور کہنے لگا کہ زلزلہ ہماری ہی نافرمانیوں اور سرکشیوں کی وجہ سے آیا ہے۔ انسانوں کے ظلم و زیادتی کی وجہ سے معصوم بچے اور بے زبان جانور بھی اس کی لپیٹ میں آگئے ہیں۔

رہی بات میرے والدین اور گھر مکان کی تو یہ مجھ پر آزمائشیں ہیں او جو بندہ آزمائش پر پورا اترتا ہے حقیقت میں وہی صاحب ایمان ہوتا ہے اور پھر ان نعمتوں کے چھن جانے پر شکایت کیسی اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ساری نعمتیں بن مانگے عطا کی ہیں وہ ہم سے واپس لے بھی لے تو گلہ کس بات کا یہ ساری چیزیں تو ہمارے پاس امانت ہیں اور

حافظ رضوان ایوب ...... سیالکوٹ

امانت کے مطالبہ پر لڑائی جھگڑا کیوں کریں، اگر ہم اتنی دیر اللہ کی اس امانت اور نعمت سے فیض یاب ہوتے رہے تو اب واپسی پر لڑائی اور گلہ شکوہ و شکایتیں کیوں کریں اور پھر سیرت طیبہ ﷺ کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ پیارے نبی ﷺ ابھی اس دنیا میں آئے بھی نہیں تھے کہ آپ ﷺ کے والد دنیا سے رحلت فرما گئے۔ چھ سال کے معصوم بچے تھے کہ والدہ کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ بچہ بولے جا رہا تھا اور میری نظر میں میرے ماضی کی ساری فلم گھوم رہی تھی۔ مجھے اپنا بچپن ایسا ہی پیارا نظر آ رہا تھا۔ مگر حادثات نے مجھے کیا سے کیا بنا دیا۔

آج پھر بچے کی باتیں سن کر میرے اندر کا مسلمان بیدار ہو رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ شاید زندگی کے اس موڑ پر آ کر ہی میری وجہ سے میرے باپ کی روح کو سکون مل جائے کہ بچپن میں بھی ایسی تربیت کی گئی تھی۔ مجھے مسجد میں نماز کا پابند بنایا گیا تھا۔ ہاتھ اٹھا کر رب سے مانگنے کی تلقین کی گئی تھی۔ مصیبت میں رب کے سامنے گڑگڑانا سکھایا گیا تھا۔ خوشی میں سجدہ شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ مگر ابھی بچپن کی چند بہاریں ہی دیکھی تھیں کہ میرا پیارا شفیق و مہربان مربی باپ ہسپتال میں زندگی و موت کی کشمکش میں مبتلا تھا۔ اور میں اپنے ننھے ننھے ہاتھ اٹھا کر اسی اللہ کو پکارنے لگا...... جس کا تعارف جس کی پہچان بھی میرا باپ مسجد میں لے جا کر کروایا کرتا تھا۔ جس اللہ سے مجھے میرا باپ مانگنا سکھایا کرتا تھا۔ میرا باپ سیرت طیبہ ﷺ اور سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم مجھے سنایا کرتا تھا...... آج ان ساری باتوں کو ذہن میں لے کر میں اللہ کے در پر سوالی بنا بیٹھا تھا۔ مگر موت کا اٹل وقت کب ٹل سکتا ہے۔ حکم الٰہی تو پورے ہو کر رہتے ہیں۔ میرا باپ دنیا سے چل بسا۔ میرے ہاتھ خالی رہ گئے، میرا دل چکنا چور ہو گیا۔ میں اس آزمائش پر پھسل گیا۔ داغ یتیمی لے کر میں پروان چڑھتا رہا۔ حالات بدلتے گئے۔ میری بیوہ ماں دنیا میں سب سے زیادہ پیار کرنے والی ہستی میرے لیے دن رات محنت کرتی رہی۔ اپنی صبح و شام کا آرام قربان کرتی رہی وہ مجھے ڈاکٹر بنانے کے حسین خواب اپنی آنکھوں میں سجاتی رہی۔ مگر میری ڈگری مکمل ہونے سے پہلے وہ بھی مجھے داغ مفارقت دے گئی اور میں اللہ کی محبت سے دور ہوتا چلا گیا۔ میرا توکل ختم ہو گیا...... والدین کے بعد چچا نے میری کفالت شروع کر دی۔ وقت نے میری ماں کے خوابوں کی تعبیر کی...... میرے نام کے ساتھ ڈاکٹر لگ گیا۔ میری گردن میں غرور و تکبر کا سریا آ گیا۔ میرا بدن کبھی رب کے حضور خم نہ ہوا۔ وقت کے ساتھ شادی بھی ہو گئی اللہ نے مجھے نمازی بیوی عطا کر دی۔

وہ لمبے لمبے سجدے اور قیام کیا کرتی تھی۔ میں اکثر اس بات سے اس سے الجھ پڑتا مجھے اس کی نمازوں کی وجہ سے اس سے چڑ ہونے لگی۔ میں اپنی ہی دھن میں مست دنیا میں مزے کی زندگی گزار رہا تھا۔ اللہ نے مجھے ایک بیٹا

عطا کیا۔ میری یہ سوچ تھی کہ یہ مال و دولت یہ کوٹھی ڈگری یہ بیٹا یہ سب میری اپنی محنت ہے۔ پھر اچانک مجھے دھچکا لگا۔ میرا بیٹا میرے جگر کا ٹکڑا میرا لعل میری مستقبل کی امیدوں کا چراغ میرے بڑھاپے کا سہارا آپریشن روم میں ڈاکٹر کے رحم و کرم پر تھا اور اس دن نہ چاہتے ہوئے ایک مرتبہ دوبارہ میری کمر خم ہوئی۔ میری گردن اللہ کے سامنے جھکی۔ میرے ہاتھ ایک مرتبہ پھر اللہ کے حضور اس کے دربار میں بیٹے کی زندگی کی بھیک مانگنے کے لیے اٹھے۔ میں پاگلوں کی طرح آہ و بکار اور نالہ و فریاد کرنے لگا...... اللہ سے اس کی چند سانسیں مانگنے لگا۔ مگر ہمیشہ کی طرح آج بھی اپنا دامن خالی ہی سمیٹنا پڑا۔ میری ڈگری میرا مال میری ساری دولت میرے کچھ کام نہ آسکی اور میرا بیٹا بھی مجھے جدائی کا داغ دے گیا۔ اب کی بار تو میں اتنا شکستہ دل ہوا میں دہریوں کی طرح زندگی گزارنے لگا۔ میرا دل اندھا ہو گیا، اب میں دربار الٰہی میں ہاتھ اٹھانا شان کے خلاف سمجھنے لگا۔ میرا تقدیر سے ایمان اٹھ گیا۔ اور میں جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گرا۔

اب میرا کام صرف ہسپتال میں نوکری کرنا اور شام کو گھر جا کر سونا صرف یہی میری زندگی تھی کہ اس بچے کی گفتگو سن کر اس کی تربیت دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا۔ اس کے چھوٹے سے منہ سے بڑی بڑی باتیں سن کر میری آنکھیں کھل گئیں میرے دل و دماغ کے پردے ہٹ گئے۔ مجھے دوبارہ اپنے باپ کی سکھائی ہوئی باتیں یاد آئیں کہ واقعی اللہ تعالیٰ آزماتا ہے کہ کون آزمائشوں پر صبر کرتا ہے اور کون ذرا سی سختی آنے پر واپس شیطان کے قدموں کی پیروی کرتا ہے۔ آزمائشوں پر کون صبر کرتا ہے اور کون ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے اور میں وہ کمزور نکلا کہ میں ریزہ ریزہ ہو گیا میں ٹوٹ گیا میں بکھر گیا۔ میں شیطان کا ساتھی بن گیا۔ مگر آج مجھے اندازہ ہوا ہے آج میری آنکھیں کھل گئیں ہیں۔ اور میں نے رب سے سچی توبہ کر لی ہے میں نے اپنے ماضی پر ندامت کے آنسو بہا لیے ہیں اور مجھے امید ہے کہ میرے ان آنسوؤں نے میرے گناہوں کی سیاہی کو دھو ڈالا ہو گا اب میں نے اللہ سے وعدہ کر لیا ہے کہ اب ساری عمر نماز کی پابندی کروں گا، اپنی داڑھی بھی نہیں منڈھواؤں گا اور ساری عمر اسوۂ حسنہ ﷺ پر عمل کرتے ہوئے اپنی اس امانت اس زندگی کو اللہ کے حوالے کر دوں گا۔ اللہ ہم سب کو اسلام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین یارب العالمین!)

ماں

کتنا پیارا لفظ ہے "ماں"
جیون کی وجہ ہے "ماں"
جب رونے کو کندھا نہیں ملتا
تب کندھا بن جاتی ہے "ماں"
کانپتی ڈولتی سسکیوں کو
امید کا چراغ دیتی ہے "ماں"
میری ادھوری خوشیوں کی
تکمیل ہے میری "ماں"
زندگی کی کشش تو کچھ بھی نہیں
کشش رکھتی ہے صرف "ماں"
جب ہچکیاں جوش مارتی ہیں
تب پانی پلاتی ہے "ماں"
مجھے ہر اک وار سے بچاتی ہے
خود زخم کھاتی ہے "ماں"
میری مسکراہٹ پہ حیران نہ ہو
یہ بھی نہ ہوتی اگر ہوتی نہ "ماں"
ان کی آنکھوں میں نمی بسیرا کرتی ہے
جن کی روٹھ جاتی ہے "ماں"
پاس کی تاریکیوں کا
دیا بجھاتی ہے میری "ماں"
جب کوئی اپنا نہیں ہوتا
تب سینے سے لگاتی ہے "ماں"
جب ہر دوا اثر چھوڑ جاتی ہے
تب مرہم بن جاتی ہے "ماں"
میرے سب دکھوں کا......
مداوا کرتی ہے میری "ماں"
یہ دیا آس کبھی نہ بجھے
ورنہ بجھ جائے گی زندگی "ماں"
دکھ بڑا ہی کیوں نہ ہو بڑا نہیں لگتا
میرا ہر ایک آنسو جو پونچھ لیتی ہے "ماں"
خدا ان کی عمر دراز کرے
کبھی نہ روٹھے مجھ سے میری "ماں"
اے اللہ! میری زندگی کا یہ روشن باب
کبھی بند نہ ہو میری "ماں"

اپریل فول

بیت گئے لمحے قاتل بسنت کے — لاشوں کے "تحفے" خونی بسنت کے
پھر آیا چاہتا ہے اپریل فول — اب کے اڑے گی "جھوٹ کی دھول" ①
آئیں گے گھر گھر اوباشوں کے فون — ہوں گے پھر کتنے ہی ارمانوں ② کے خون
سن لو بچو! کہ ہے "بات ضروری" — سچ کی خوشبو ہے، جیسے کستوری
ہرگز نہیں مسلم کا یہ شیوہ ③ — بکتا نہیں وہ کبھی بے ہودہ ④
عزت ہے تو ہے سچ میں پنہاں ⑤ — بھلا "جھوٹ کے پاؤں کہاں" ⑥
آہنی ⑦ تلوار ہے "الصدق" ⑧ — ریت کی دیوار ہے "الکذب" ⑨
شر کا درو ⑩ کرتا ہے جھوٹ — دوزخ کی راہ دکھاتا ہے جھوٹ
گناہ کبیرہ ہے کذب ⑪ بیانی — ہے منافق کی ایک نشانی
صادق پر رحمت خدا کی — کاذب پر لعنت خدا کی
سچ کا ہو بول بالا — جھوٹے کا ہو منہ کالا
"ننھے مجاہد" جب زبان کھولے — جھوٹ کا پول ⑫ ہر آن کھولے
پہلے تولے، پھر منہ سے بولے — کم بولے، پر سچ بولے
شمشیر ہے یہ ایسی تیز تر — جو کاٹ کے رکھ دے "برائی کی جڑ" ⑬
اپنا لو بچو! اس کی ہر اک ادا ⑭ — کہ تاج کے دل کی یہی ہے صدا

مشکل الفاظ کے معنی: ① خاک ② آرزو ③ طور، طریقہ ④ فضول ⑤ چھپی ہوئی۔ ⑥ ضرب المثل۔ ⑦ فولادی۔ ⑧ سچائی۔ ⑨ جھوٹ۔ ⑩ برائی کا دروازہ کھولتا ہے۔ ⑪ غلط بیانی۔ ⑫ کھوکھلا پن۔ ⑬ مراد ہے جھوٹ۔ ⑭ انداز، طریقہ

زندگی کا فل اسٹاپ

ہر چیز کا کوئی نہ کوئی فل اسٹاپ ہوتا ہے جو اس کی حد اور خاتمے کی علامت ہوتا ہے۔ ہر کتاب، تحریر، غزل، نظم، مضمون، سبق اور سطر کے آگے ایک فل اسٹاپ لگا ہوتا ہے۔

فل اسٹاپ کا مطلب ہے کہ کتاب پوری ہو گئی ہے، مضمون ختم ہو گیا ہے، تحریر، غزل، نظم اور سبق پورا ہو چکا ہے اور اس سے آگے کوئی سطر نہیں۔

کائنات اور کائنات کی ہر چیز کے آگے ایک فل اسٹاپ ہے، وہ چیز چاہے جاندار ہے یا بے جان...... ہماری زندگی کا بھی ایک فل اسٹاپ مقرر ہے۔ اس سے پہلے کہ ہماری زندگی کے آگے فل اسٹاپ لگے...............! ہمیں اپنی زندگی کا ایک مقصد بنا لینا چاہیے۔ اپنی زندگی کو اچھے کاموں میں صرف کریں، والدین اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں، برائیوں سے بچیں، نشہ آور چیزوں سے پرہیز کریں۔ اور کوئی کام ایسا نہ کرے کہ بعد میں شرمندگی اٹھانی پڑے۔

ساجد افضل...... کوٹلہ شیر محمد

بچہ، آگ، ماں اور پیار

ایک سفر کے دوران ایک عورت کا بچہ گم ہو گیا، وہ اس کو تمام قافلے والوں میں ڈھونڈتی پھر رہی تھی...... آخر کار ایک جگہ اس کا کھویا ہوا جگر گوشہ مل گیا۔ اس نے لپک کر اسے سینے سے لگایا مگر اسے یقین نہ آتا تھا۔ وہ بار بار اس کا منہ دیکھتی اور پیار کرتی۔ ہر شخص اس کی کیفیت سے متاثر ہو رہا تھا۔ عین اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا:

''تمہارا کیا خیال ہے، یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟'' سب نے جواب دیا:

''نہیں! اے اللہ کے رسول ﷺ یہ ایسا نہیں کر سکتی! کیونکہ اسے اپنے بیٹے سے بے پایاں محبت ہے۔''

نبی اکرم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے اس سے بھی زیادہ محبت ہے، وہ ہرگز نہیں چاہتا کہ اس کے بندے دوزخ میں جلیں۔''

طویل سے طویل تقریر بھی محبت الٰہی کے بارے میں وہ اثر پیدا نہیں کر سکتی تھی جو اس فقرے نے اس نفسیاتی ماحول میں پیدا کیا۔

مزمل حسن، نجم نور...... بہاولنگر

جنت کا خزانہ

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ایک روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کی خبر نہ دوں؟ تو میں نے کہا کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ، آپ ﷺ نے فرمایا:

''یہ خزانہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ہے۔'' (متفق علیہ)

فرح سحر...... ماہیوال

رمضان المبارک کے اہم واقعات

- سن دو ہجری میں روزہ فرض ہوا۔
- ۳ رمضان ۱۱ ہجری میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔
- ۱۰ رمضان آٹھ ہجری مکہ مکرمہ فتح ہوا۔
- ۱۷ رمضان ۵۸ ہجری کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔
- ۱۹ رمضان ۴۰ ہجری کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔
- ۲۶ رمضان ۱۳۶۸ کو ''پاکستان'' وجود میں آیا۔

محمد نعمان ناصر...... چوکی

علامات قیامت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میں اور قیامت اس طرح ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں اور آپ نے دو انگلیوں کو اکٹھا کر کے دکھایا۔''

[ابن ماجہ : ۱۸۳۹]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! دنیا اس وقت تک ختم نہ ہو گی جب تک کہ لوگ ایسے دن نہ دیکھ لیں کہ جن میں قاتل کو قتل کرنے کی وجہ معلوم نہیں ہو گی اور نہ مقتول کو معلوم ہو گا کہ اسے کیوں قتل کیا گیا۔'' [مسلم : ۷۱۷۶]

(بسنت میں اندھی گولیوں کا شکار ہونے والے مقتولین اور یہ گولیاں چلانے والے قاتلوں کو معلوم نہیں کہ یہ قتل کیوں ہوئے)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت نہیں آئے گی، حتیٰ کہ میری امت گزشتہ امتوں کے افعال نہ اپنا لے۔'' [بخاری : ۲۱۷۸]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت نہیں آئے گی، مگر زمانے قریب (مختصر) ہو جائیں گے، سال مہینے کی طرح، مہینے ہفتے کی طرح ہفتے دن کی طرح دن گھنٹے کی طرح اور گھنٹے چنگاری کی چمک کے برابر ہو جائیں گے۔'' [ترمذی : ۲۱۳]

محمد نعمان ناصر...... چوکی

علم کا فائدہ

جلیل القدر عالم، فاضل اور فقیہہ کی والدہ (ام سفیان ثوری) اپنے بیٹے سے کہتی ہیں:

''بیٹا علم حاصل کرو، میں سوت کات کر تیرا خرچ پورا کروں گی، میرے بیٹے! جب تک دس حرف تحریر کر لو تو پھر تم چال ڈھال، طرز عمل، بردباری اور وقار کا جائزہ لو۔ اگر تیرے اندر ان خوبیوں کا کوئی اضافہ نہیں ہوا تو سمجھ لو کہ یہ علم نہ تمہیں کوئی نقصان دے گا اور نہ کوئی فائدہ دے گا۔'' [بحوالہ: صفۃ الصفوہ]

اقوام متحدہ غائب

اقوام متحدہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں دو چھوٹی اور کمزور قوموں کا مسئلہ پہنچ جائے تو مسئلہ غائب ہو جاتا ہے، اگر ایک چھوٹی اور ایک بڑی قوم کا مسئلہ آ جائے تو چھوٹی قوم کا مسئلہ غائب ہو جاتا ہے اور اگر دو بڑی طاقتوں کا مسئلہ پہنچ جائے تو اقوام متحدہ خود غائب ہو جاتی ہے۔

میں نے بسنت چھوڑ دی:

جب مجھے اس واقعے کا علم ہوا کہ:

''ایک ہندو نے پیارے نبی کریم ﷺ کی لخت جگر اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی اماں فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کی تو ایک مسلمان گورنر نے غیرت ایمانی میں آ کر اس لعنتی کو پھانسی دے ڈالی تو ہندو اس لعنتی کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ہر سال پتنگیں اڑانے لگے۔ جب پاکستان بنا ہندو تو یہاں سے چلے گئے مگر لعنتی کو خراج تحسین دینے کا طریقہ یہیں چھوڑ گئے۔

اب ہمارے مسلمان بڑے زور شور سے اس لعنتی بے ایمان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ہر شہر میں بسنت مناتے ہیں۔''

مجھے اس واقعے کا علم ہونا ہی تھا کہ میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ اب میرے ہاتھ تو کٹ سکتے ہیں مگر میرے ہاتھوں سے محمد کریم (ﷺ) کی بیٹی کے گستاخ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے پتنگ نہیں اڑ سکتی۔''

محمد فیصل رفیق...... چونیاں

آخر کیوں......؟

کشمیر میں آج بھی خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں
ماں باپ کے دلوں سے آج بھی آہیں نکل رہی ہیں
باپ نے اٹھائی اپنے کندھوں پہ جوان بیٹے کی لاش
آدھی صدی سے یہ خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے
ماؤں کے دل بیٹوں کی جدائی کے غم سے پھٹ رہے ہیں پھر بھی
بڑی طاقتوں کو یہ ظلم کی وادی نظر نہیں آ رہی ہے
وہاں بسنے والے مسلمانوں کا ہے فقط اتنا قصور
کہ ان کی جانیں صرف اور صرف اسلام پر نکل رہی ہیں
آزادی ہے ہر قوم کا بنیادی حق زبیر
پھر اس قوم کے ساتھ یہ زیادتی کیوں ہو رہی ہے؟

محمد زبیر...... صادق آباد

میرا پسندیدہ شعر

بتوں کے شہر میں جا کر اللہ کا نام لکھ دینا
جہاں کفر لکھا ہو وہاں اسلام لکھ دینا
اگر وہ صلیع کے پھولوں کو پاؤں سے مسل ڈالیں
تو شاخ گل کی ہر پتی پر قتل عام لکھ دینا
ابوالقاسم محمد زکریا تبسم......الہ آباد

علم دین حاصل کیا مگر قباحت یہ ہوئی
سکھلانے میں لذت ہے عمل میں کچھ نہیں
ہما شوکت......پھلیانی

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی تو کوئی بات نہیں
عمر فاروق......

بلند رکھنا نگاہ اپنی خیال اپنا وقار اپنا
نہ ڈگمگائیں قدم تمھارے کچھ ایسے رکھنا دھیان اپنا
......محمد عمر بن عبدالجبار......چوک منڈا

اے بندہ تو کھو گیا ہے اپنی ہستی میں
رب کو بھول بیٹھا ہے دنیا کی مستی میں
....

یہ زندگی مختصر سی ہے اپنے رب کو یاد کر
جانا ہے اک دن تجھ کو چپ کی بستی میں
....

ہوا بھی ہو بادل بھی ہو بارش نہ ہو تو کیا فائدہ
الدعوۃ بھی ہو طیبات بھی ہو "ننھے مجاہد" نہ ہو تو کیا فائدہ
فرزانہ......جھنگ

غیروں کی یہ رسم تھی لیکن حکمرانوں کی بدولت
دیکھتے ہی دیکھتے یہ پاکستان میں چھا گئی
پچھلے برس کے زخم ابھی مٹے نہ تھے دلوں سے
لے کے نئی چبھن پھر بسنت آ گئی
خدیجہ بنت محمد صدیق اشرف......راجووال

نہیں سجدے کیے کبھی ہم نے جا کر مزاروں پر
ہمیں جو کچھ چاہیے خدا سے مانگ لیتے ہیں
اقراء، سدرہ......علی آباد

نہ کر محتاج مجھے کسی کا زمانے میں
کمی کون سی ہے یا رب تیرے خزانے میں
امیر حمزہ......علی آباد

بپا ہے جنگ طوفانی شہیدوں کا پتا رکھنا
جو ظالم ہیں وہ غارت ہوں لبوں پر یہ دعا رکھنا
عبدالمنان......سلانوالی

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے
فائزہ ملک......ہری پور

اٹھ باندھ کفن مرد مجاہد کا جگر لے
مومن ہے تو پھر مسجد اقصیٰ کی خبر لے
ہو اب بھی حوالے تیرے القدس کی کنجی
تو صاحب ایمان اگر! تیغ و تبر لے
فاطمہ ظفر......لاہور

ٹھہر میرے قبلہ اولیں میں آ رہا ہوں
متاع ایمان اثاثہ دیں میں آ رہا ہوں
ٹھہر اے نبیوں کی سرزمیں میں آ رہا ہوں
ٹھہر اے میرے فلسطیں میں آ رہا ہوں
عاصمہ ظفر......لاہور

ہماری قیادت کا تو ایک ہی اصول ہے
امریکہ کا ہر حکم ہمیں قابل قبول ہے
یہود و نصاریٰ ہمارے اچھے دوست ہیں
عقل کے اندھوں کی کتنی بڑی بھول ہے
امۃ القدوس ایوب......آزاد کشمیر

اس ظلم کی دنیا میں فقط پیار مری ماں
ہے میرے لیے سایہ دیوار میری ماں
نفرت کے جزیروں سے محبت کی حدوں تک
بس پیار ہے، ہاں پیار ہے، بس پیار میری ماں
عقیقہ ادیبہ بنت مطیع الرحمن......راولپنڈی

زندگی کی کرن ڈھونڈنے نکلے تھے
صدیاں بیت گئیں مگر گھر نہیں آئے
تلاش زیست سے لوٹے تو ماؤں نے دیکھا
بدن تو آئے بیٹوں کے مگر سر نہیں آئے
جویریہ تبسم......موڑ کھنڈا

سوچتا ہوں کیا وہی ہے یہ ہماری ارض پاک
اڑ گئی خاک اس کی، باقی ہو گئے جب زیر خاک
جو وطن حاصل کیا تھا ہم نے پڑھ کر لا الہ الا اللہ
دیکھتا ہوں میں اس میں آج یہ روز سیاہ
ہر طرف جور و جفا ہے ہر طرف غارت گری
دن دیہاڑے قتل ڈاکے چوریاں عصمت دری
محمد آصف اسلم......چوکی

لانی ہے گر چمن میں لالی تو خون جگر ارزاں کر دو
یوں صرف خزاں کے ماتم سے تخلیق بہاراں کیا ہو گی
حافظہ ثانیہ ......لیہ

ذرا بتائیں تو؟ سلسلہ نمبر 26

کنیت ام الحکم اور تعلق قریش کے خاندان اسد بن خزیمہ سے تھا۔ ماں کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب تھا۔ جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ اس لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہا رسول اللہ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ان خوش قسمت لوگوں میں سے تھیں جنھیں سابقون الاولون بننے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح رسول اللہ ﷺ کے منہ بولے بیٹے اور آزاد کردہ غلام زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کے ساتھ ہوا۔ ان سے علیحدگی کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت محمد ﷺ سے ہوا۔ گویا آپ رضی اللہ عنہا ام المومنین کا شرف بھی رکھتی ہیں۔ اللہ نے آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح خود آپ ﷺ سے کیا اور آپ ﷺ کو وحی کے ذریعے خبر کی۔ صبح کو جب دعوت ولیمہ ہوئی جس میں روٹی اور سالن کا اہتمام کیا گیا نبی ﷺ نے انس رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے بلانے کے لیے بھیجا۔ تین سو آدمی دعوت میں شریک ہوئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ چند لوگ کھانا کھا کر باتوں میں مشغول ہو گئے، اور اٹھنے کا خیال نہ رہا اور رسول اللہ ﷺ ازراہ مروت اٹھنے کے لیے نہ فرماتے تھے۔ بار بار اندر آئے اور چلے جاتے۔ آپ بھی دیوار کی طرف منہ کیے بیٹھی تھیں۔ جب بہت دیر ہوئی تو نبی ﷺ کو تکلیف ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب نازل کی۔ گویا آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح بہت سی خصوصیات کا حامل تھا:

- جاہلیت کی رسم کی متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) حقیقی بیٹے کا درجہ رکھتا ہے مٹ گئی۔
- لوگوں کو حکم ہوا کہ کسی کو حقیقی باپ کے علاوہ دوسرے سے منسوب نہ کرو۔
- اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح وحی کے ذریعے کیا۔
- نہایت شاندار ولیمہ کیا گیا جس میں روٹی، بکری کا گوشت اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کا بھیجا ہوا مالیدہ تھا۔ بکثرت لوگوں نے ہو کر کھانا کھایا۔
- اس موقع پر آیت حجاب نازل ہوئی اور پردے کا رواج ہوا۔ یہی خصوصیت تھیں جن کی بنا پر اس صحابیہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہمسری کا دعویٰ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نہایت پرہیزگار، حق گو، دیندار اور تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے بارے میں فرمایا کرتی تھیں:

"میں نے دین کے مقابلے میں آپ رضی اللہ عنہا سے بہتر کوئی عورت نہیں دیکھی" حضور کے بعد ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے انہوں نے ہی وفات پائی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ فاروق اعظم نے پڑھائی۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس عظیم المرتبت صحابیہ رضی اللہ عنہا کا نام کیا تھا؟ جواب دیجیے اور حاصل کیجیے، ایک خوبصورت سا "گفٹ"

مرتبہ، سندس جبیں......ساہیوال

ذرا بتائیں تو......؟ سلسلہ نمبر 23 کی شخصیت

"ننھے مجاہد" کے شمارہ نمبر 60 میں ذرا بتائیں تو سلسلہ نمبر 23 میں جس شخصیت کا خاکہ پیش کیا گیا ان کا نام...... "ابن حزم" ہے۔ پاکستان بھر سے سینکڑوں ننھے مجاہدوں نے صحیح جوابات ارسال کیے...... قرعہ اندازی کے ذریعے جو ننھے مجاہد انعام کے حقدار قرار پائے ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ اسمارہ آصف فیصل آباد
۲۔ رضوان شاہد شیخوپورہ
۳۔ سمیرا محمد علی وہاڑی
۴۔ اقراء آصف گوجرانوالہ
۵۔ عبدالرحمن عابد کوئٹہ
۶۔ سیف الرحمن سیف لیاقت پور
۷۔ معظم مقصود پشاور
۸۔ ربیعہ مصطفیٰ جڑانوالہ
۹۔ طیب اسلام عسکری لاہور
۱۰۔ محمد مزمل خانیوال

ٹھنڈا پانی

عمران خان شاہوانی......کوئٹہ

بچپن سے میری یہ عادت تھی کہ جب بھی اخبار والا آتا تو میں بھاگ کر اخبار لیا کرتا تھا۔

پھر آہستہ آہستہ جب میں اخبار پڑھنے لگا تو میرے مطالعہ میں صرف سرخیاں ہوتی تھیں۔ جن باتوں کو سمجھ جاتا پڑھ لیتا اور جو سمجھ سے بالاتر ہوتیں چھوڑ دیتا تھا۔ ''فلسطین'' کا لفظ ہر اخبار میں سامنے آتا تو آگے لکھا ہوتا کہ فلسطین میں چار (4) نوجوان شہید اسرائیلی فوج سے جھڑپیں دس نوجوان ایک بچہ شہید غرض دس سے (20) اور تیس (30) تعداد میں اضافہ ہوتا ہی رہتا۔

میں سوچتا رہتا کہ فلسطین میں ایسی کون سی بات ہے کہ جس پر اتنی شدید لڑائی ہو رہی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ مجھے پتہ چلا کہ فلسطین میں مسجد اقصیٰ ہے جو مسلمانوں کا قبلہ اول ہے اور یہودیوں کا اس پر قبضہ ہے اور فلسطینی مسلمان اسے آزاد کرانے کے لیے جدو جہد کر رہے ہیں، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اپنے گھر بیت اللہ کی زیارت کے ساتھ ساتھ بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کی بھی زیارت نصیب فرمائے۔

وقت گزرتا گیا اور میں امریکہ چلا گیا، وہاں ایک کمپنی میں ملازمت اختیار کر لی اور وہاں کی شہریت بھی مل گی۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو شرف قبولیت بخشا اور میں بیت اللہ کی زیارت حج کا فریضہ ادا کرنے کے بعد فلسطین کے لیے روانہ ہو گیا۔ ملک شام سے بذریعہ بس فلسطین کے لیے روانہ ہوا۔

راستے میں اسرائیلی فوجیوں نے ایک جگہ پر بس روک دی اور پوچھ گچھ کرنے لگے، مگر امریکی شہری ہونے کی وجہ سے تھوڑی پوچھ گچھ کے بعد مجھے چھوڑ دیا۔ ہم آگے روانہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہماری بس مسجد اقصیٰ کے سامنے رک گئی میں مسجد کی سیڑھیوں پر کھڑا تھا مجھے صلاح الدین ایوبی کا جلا ہوا ممبر نظر آیا، جسے چند سال پہلے جلایا گیا تھا۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی مسجد کی دیواروں پر جگہ جگہ گولیوں کے نشان نظر آئے مسجد کے سنہری گنبد پر نظر اک عجیب سا احساس ہوا میں نے وہ جگہ بھی دیکھی جہاں سے آپ ﷺ معراج کے لیے روانہ ہوئے تھے وہ مقام نظر آیا جہاں آپ ﷺ کی سواری رکی تھی۔

ایک اور مقام میری نظر کے سامنے تھا، جہاں لوگ زیارت کر رہے تھے اتنے میں ایک چھوٹا سا بچہ زیارت کرنے آیا، مگر وہ بہت چھوٹا تھا اور وہ مقام بہت اونچا تھا۔ میں نے اسے اوپر اٹھایا اس نے زیارت کر لی۔

(شکریہ) یہ آواز مجھے پیچھے سے سنائی دی وہ ایک عرب خاتون تھی، اور اس بچے کی والدہ تھی۔ اس بچے نے مجھے مسجد کا ایک ایک کونہ دکھایا تھوڑی دیر میں وہ بچہ میرا گائیڈ بن گیا۔

اور اس کی ماں ہمارے ساتھ تھی سیڑھیوں سے واپس اترتے ہوئے میں نے اپنے بیگ سے پانی کی بوتل نکالی پینے لگا تھا، کہ میں نے دیکھا کہ بچہ میری طرف دیکھ رہا تھا میں نے پوچھا پیاس لگی ہے اس نے ہاں میں گردن ہلا دی، میں نے پانی کی بوتل اسے دے دی، اس نے بوتل کو ہاتھ لگایا اور اپنی ماں کی طرف دیکھ کر کہا کہ امی پانی ٹھنڈا ہے، میں نے اس کی والدہ سے دریافت کیا، تو اس نے کہا کہ میرے حسن کو نہیں معلوم کہ پانی ٹھنڈا بھی ہوتا ہے۔ اس لیے حیران ہے۔ کیونکہ جنگ کی وجہ سے ہمارے استعمال میں صرف گرم پانی ہوتا ہے، میں نے حسن کی طرف دیکھا جو بوتل کھول کر پانی پینا ہی چاہتا تھا کہ پیچھے سے ایک آدمی نے اسے ٹکر ماردی بوتل اس کے ہاتھ سے گر گیا اور پانی ضائع ہو گیا، میں نے غصہ سے اس آدمی کی طرف دیکھا مگر وہ مڑ بغیر آگے نکل گیا۔ اتنے میں بس نے واپسی کے لیے ہارن دیا ہمارے گروپ کے لوگ تیزی سے بس میں سوار ہونے لگے میں حسن کے خشک گلابی ہونٹوں کو دیکھ رہا تھا، بس نے ایک بار پھر ہارن دیا میں جا کر بس میں سوار ہو گیا حسن کو دیکھنا چاہتا تھا مگر رش کی وجہ سے نہ دیکھ سکا۔ میں نے بار بار مڑ کر دیکھا مگر حسن کو نا دیکھ سکا۔ اتنے میں گائیڈ نے مجھ سے پوچھا کہ جناب آپ کا کوئی ٹیلی فون نمبر اور پتہ کیونکہ یہ فلسطین ہے۔ جنگ کی وجہ سے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ میں نے امریکہ میں مقیم اپنے ایک دوست کا نمبر اور پتہ دیا۔ مجھے بڑا عجیب لگا ایک چھوٹے سے حسن کو ایک اس طرح پیاسا سا چھوڑنا۔ خیر میں امریکہ واپس پہنچ گیا اور امریکہ جیسے ملک میں سب بھول کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا، مگر جب بھی ٹھنڈا پانی پیتا ننھا حسن اور اس کا معصوم چہرہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا تھا۔ زندگی گزرتی چلی گئی وقت نے اپنا جادو چلایا اور (10) دس سال گزر گئے۔ ایک بار کمپنی کے کام سے شہر سے باہر چلا گیا۔ گرمیوں کے دن تھے، پیاس لگی پانی پینے ہی لگا کہ حسن یاد آ گیا، میں نے سوچا کہ حسن بھی اب (20-22) سال کا نوجوان ہو گا۔ کیا اب بھی گرم پانی استعمال کرتا ہو گا یا ٹھنڈا انہی سوچوں میں گم تھا کہ اچانک میری نظر سامنے پڑی اخبار پر پڑی جس میں ایک فلسطینی نوجوان کی لاش کو پرچم میں لپیٹ کر لے جایا جا رہا تھا۔ اور اس کی ماں قریب بیٹھی رو رہی تھی۔ میں نے غور سے دیکھا اس نوجوان کا چہرہ حسن سے ملتا تھا، پھر میری نظر اس عورت پر پڑی عورت وہی تھی جسے مسجد اقصیٰ میں ملا تھا۔ وہی عرب خاتون حسن کی ماں اور یہ جنازہ حسن کا تھا۔

میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس دنیا میں نہ سہی مگر جام شہادت نوش کر کے حسن اپنے لیے آخرت میں ٹھنڈے پانی کا انتظام کر لیا۔ (ان شاء اللہ)

عظیم سعادت

سیدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ کو نبی ﷺ سے بے پناہ محبت تھی جب نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو لحد میں اتارا جا رہا تھا تو انھوں نے جان بوجھ کر اپنی انگوٹھی اتار کر قبر میں پھینک دی ابھی مٹی ڈالنی شروع نہیں کی گئی تھی کہ انھوں نے اپنی انگوٹھی کے گرنے کا ذکر کیا۔ حضرت علی ؓ جو خود قبر میں کھڑے تھے، فرمانے لگے آؤ خود اپنی انگوٹھی اٹھا لو، یہ سن کر آپ نیچے اترے پہلے نبی ﷺ کے قدموں کو محبت بھرے انداز میں ہاتھ لگایا اور پھر انگوٹھی لی اور باہر آ گئے، آپ بعد میں اکثر بیان کرتے تھے کہ پوری امت میں سے مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں وہ آخری انسان ہوں جس نے نبی ﷺ کے مبارک قدموں کو ہاتھ لگایا پھر نبی ﷺ کے جسم مبارک کو دفن کر دیا گیا اور میرے علاوہ کسی کو یہ سعادت نصیب نہ ہوئی۔ (حکمران صحابہ از محمود احمد غضنفر)

امۃ القدوس ..... آزاد کشمیر

طاقتور کون ہے......؟

❀ پتھر سے طاقتور وہ لوہا ہے جو پتھر کو توڑ دیتا ہے۔ ❀ لوہے سے طاقتور وہ آگ ہے جو لوہے کو پگھلا دیتی ہے۔
❀ آگ سے طاقتور وہ پانی ہے جو آگ کو بجھا دیتا ہے۔ ❀ پانی سے طاقتور وہ ہوائیں ہیں جو بادلوں کو لیے پھرتی ہیں۔
❀ ہواؤں سے طاقتور وہ فرشتے ہیں جو ان کو چلانے پر مامور ہیں۔
❀ اور اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے طاقتور ہے جو ہمیشہ قائم رہنے والی ہے۔

حارث عبید الرحمن ..... لاہور

آپ کے خطوط

السلام علیکم! میں کافی دیر سے اس شمع نورانی کا خاموش قاری ہوں اور تعلیمی مصروفیات کی بنا پر اتنی دیر سے ننھے مجاہد کے لکھاریوں میں شمولیت نہ اختیار کر سکا۔ لیکن میں جب بھی ننھے مجاہد کو پڑھتا اور اس میں اتنے سارے ننھے مجاہدوں کے نت نئے مضامین دیکھتا تو ایک عجیب سی خوشی محسوس ہوتی اور دل میں یہ ولولہ پیدا ہوتا کہ کیوں نہ میں بھی کسی نہ کسی تحریر سے اس مبارک کام میں اپنا حصہ ڈال لیا کروں۔ بس یہی سوچ کر آج قلم اٹھایا۔

محمد بن عبدالجبار...... مظفر گڑھ

...... ہم اس محفل میں آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

السلام علیکم! بھائی صاحب ''ننھے'' میں یہ میرا تقریباً پانچواں خط ہے۔ پچھلے خط میں تو میں نے ایک حدیث، ایک عدد فرمان الٰہی اور ایک شعر بھی بھیجا تھا۔ اللہ ہی جانے آپ تک خط پہنچتے ہی نہیں ہیں یا آپ پڑھنے کے بغیر ہی ٹوکری صاحبہ! میں پھینک دیتے ہیں...... بھائی جان! میرا شعر شمارہ نمبر ۵۴ میں انعام یافتہ قرار پایا تھا۔ لیکن افسوس پانچ مہینے گزرنے کے باوجود انعام ابھی تک دیکھنا نصیب نہیں ہوا برائے مہربانی جلدی سے میرا انعام پوسٹ کر دیں اور خط بھی شائع کر دیں، شدت سے انتظار رہے گا۔ ہما شوکت...... پھلیانی

...... انعام اسی وقت ارسال کر دیا جاتا ہے، مکمل ایڈریس بھیج دیں دوبارہ ارسال کر دیں گے۔

السلام علیکم! آج میں نے صرف ایک بات پوچھنی ہے کہ آپ کو میرے ساتھ کس بات کا بیر ہے میں ایک سو پندرہ خط آپ کو لکھ چکا ہوں لیکن آپ کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ آپ تو مجھے یوں نظر انداز کر رہے ہیں جیسے مشرف کشمیر کو...... میرا یہ آخری خط ہے اگر شائع نہ کیا تو میں نے آپ سے قطع تعلقی کر لینا ہے (جو کہ نہیں ہو سکتا) میں اکیلے نے آپ کو اتنی تحریریں بھیجی ہیں کہ ایک سال تک ننھے مجاہد انھیں سے چل سکتا ہے۔

عبدالمنان...... چک نمبر ۱۲۲ شمالی

...... لو بھائی! ہم سے قطع تعلقی نہ کریں۔

السلام علیکم! دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ حافظ ثمرہ کو جلد از جلد صحت عطا فرمائے۔ میرے بھائی کے لیے دعا کریں اللہ اس کو صحت دے اس کی کمر کی ہڈی ضائع ہو گئی ہے اب وہ کسی کام پر نہیں جا سکتا۔

...... اللہ تعالیٰ آپکے بھائی اور تمام مسلمانوں کو صحت کامل وعاجل عنایت فرمائے۔

السلام علیکم! شمارہ نمبر ۶۱ ملا دس دن کے بعد انتظار میں آنکھیں پتھرا گئیں لیکن جب ننھے مجاہد ہاتھ میں آیا تو آنکھیں بھی آہستہ آہستہ ٹھیک ہونے لگیں آخر کار ٹھیک ہو گئیں ''ننھے مجاہد'' کو کھولا اور پڑھنا شروع کر دیا سب سے پہلے ضروری بات پڑھی اور اس کے بعد رخسانہ سرور خان کا کالم ''دوست اور دوستی''...... رخسانہ سرور خان تک میرا سلام پہنچا دیں کالم تو سارے ہی بہت اچھے تھے۔ لیکن ''انوکھا رہبر، مسلے ہوئے پھول، آزادی کا سورج، مسکراہٹیں، آپکے خطوط'' اور سلسلہ ننھے مصور کی تو بات ہی کچھ اور تھی۔

محمد آصف...... پاکپتن

السلام علیکم! شمارہ نمبر ۶۲ میں ''زندگی کی ڈور'' پڑھ کر بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ہر سال بسنت کے موقع پر کتنے ننھے پھول جن پر ہم نے مستقبل کی بے شمار امیدیں باندھ رکھی ہوتی ہیں اس ہندوانہ رسم کی نظر ہو جاتے ہیں، کتنے گھروں کے چراغ گل ہو جاتے ہیں...... کتنے گھروں کی خوشیاں غموں میں بدل جاتی ہیں...... کتنے معصوم چہرے اچانک ہی ہماری نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں، لیکن شاید ہمارے حکمرانوں کا دل نہیں پگھلتا جو اس ہندوانہ رسم کو ختم کرنے کے لیے مناسب اقدام نہیں کرتے۔ ہم تو حکمرانوں کی ہدایت کے لیے دعا ہی کر سکتے ہیں باقی ''گمنام جرنیل'' بھی بہت زبردست تحریر تھی اور بھائی نعمان کی نظم ''چندا ماموں'' واقعی انعام کے قابل تھی۔

اخت اسد اللہ...... چیچہ وطنی

السلام علیکم! میں اور میرے گھر والے شروع سے ہی ننھے مجاہد، خواتین اسلام، غزوہ کے قاری ہیں۔ اس لیے خط لکھا ہے۔ ضروری بات میں پڑھا تھا کہ آپ نے خطوط کا وزن کیا۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ آپ خطوط کھولتے نہ ہوں ہم سب کی طرف سے درخواست ہے کہ خطوط کو کھول کر پڑھا ضروری کریں شائع کرنا بعد کا کام ہے۔ اور پھر نام ضرور شائع کر دیا کریں اس طرح پتا چل جائے گا کہ بچوں کے خطوط پہنچ چکے ہیں۔ ہمارے گھر محلے بھر کے بچے ناظرہ اور ترجمہ پڑھتے ہیں تمام بچے ننھے مجاہد کو پڑھتے ہیں اور اس میں سے تحریریں بھی نوٹ کر لیتے ہیں۔ ہر ہفتے درس قرآن بھی بچوں کے درمیان ہوتا ہے...... ننھے مجاہد سے تحریریں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ اس خط کے توسط سے تمام پڑھنے والے بچوں سے درخواست ہے کہ ننھے مجاہد، پڑھ کے آگے دوسرے بچوں کو ضرور دے دیا کریں۔

روبینہ عبدالغفور، سحر مغل، علی حسن...... رحیم یار خان

السلام علیکم! عرض ہے کہ ہم یہ آپ کو پانچواں خط لکھ رہے ہیں اور ان پانچوں میں سے کسی ایک ''ننھے مجاہد'' میں بھی ہمارا خط شامل نہیں کیا گیا صرف ایک میں آیا تھا وہ بھی ''کوشش جاری رکھیں'' میں اگر اس مرتبہ یہ شمارا شامل نہ کیا گیا اور یہ نظم نہ اس ''ننھے مجاہد'' میں شامل کی گئی تو آئندہ سے ہم آپ کا غزوہ اور ننھا مجاہد نہیں پڑھیں گے۔

ہمایوں وحید...... ملتان

...... بھائی یہ بالکل غلط رویہ ہے اور بہت نامناسب بات ہوگی۔

السلام علیکم! کیا حال ہیں بھائی جان، یقیناً ٹھیک ہی ہوں گے میری اپنے اللہ سے دعا ہے کہ وہ پوری امت مسلمہ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے آمین۔ کیونکہ آجکل جنگی جنون کا شیدائی امریکہ بے گناہ مسلمانوں خواتین اور بچوں پر بے تحاشا بمباری کر رہا ہے۔ بڑے دکھ کی بات ہے کہ عرب حکمرانوں سمیت پورے عالم اسلام کے حکمران خاموش تماشائی کی طرح اپنے مظلوم مسلمان بہنوں اور بھائیوں پر ظلم ہوتا دیکھ رہے ہیں، اللہ نہ کرے کہ وہ وقت آئے کہ سارے مسلمان ممالک ایک ایک کر کے یہود و نصاریٰ کے لیے ترنوالہ بن جائیں۔ بہر حال میں تمام مسلمانوں خصوصاً پاکستانیوں سے التجا کرتی ہوں اور کچھ نہیں تو کم از کم اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے لیے اور مجاہدین کے لیے بروقت دست دعا پھیلائیں اب آئے ہیں اس شمارے کی طرف جو کہ زبردست تھا...... ننھے مجاہد کی ہر تحریر ایک سے بڑھ کر ایک ہوتی ہے...... میری تمام والدین سے گزارش ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ننھے مجاہد جیسا معیاری رسالہ پڑھنے کو دیں۔ یہ بچوں کی بہترین تربیت کرے گا۔ کیونکہ جب بچوں کو سچ پڑھنے کو ملے گا اور وہ جھوٹی حکایتوں سے بچیں گے تو وہ سچ کو اپنی زندگی میں شامل کر لیں گے۔

حنا شریف...... چک نمبر ۳۳

السلام علیکم! بھائی میری شکایات تو بہت ہیں لیکن میری یہ شکایت ضرور سن لیں...... ''جوہر آباد، جماعۃ الدعوۃ دفتر'' کو کیا ہو گیا ہے، طیبات، مجلۃ الدعوۃ، غزوہ اور ''ننھے مجاہد'' ٹائم سے نہیں ملتا۔ پہلے ''ننھے مجاہد'' تو باقاعدگی سے ملتا تھا لیکن دو، تین مہینوں میں بے قاعدگی ہو رہی ہے۔ بھائی میں آپ کو ایک بات بتاؤں یہ رسالہ ہماری ''لیبر کالونی'' میں صرف میں لیتی تھی...... صرف ہمارا ایک گھر تھا...... پھر میں نے کچھ بچوں میں اس کے پڑھنے کا شوق پیدا کیا۔ تو پھر یہ ''ننھے مجاہد'' سونیا، ثمرہ، فائزہ، جواد، شازیہ، سحرش، میڈم طاہرہ کے گھر والوں کی روشنی بن گیا اسی طرح ہماری کالونی میں ان کی تعداد ۵، ۶ ہو گئی اور میں اتنی خوش ہوئی جس کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اب بھی پانچ بچے رسالہ لگوانے کے خواہش مند ہیں۔

ثوبیہ ہما شیخ...... لیبر کالونی جوہر آباد

السلام علیکم! میں آپ کی رنگین، بہاریں آفریں، پر رونق اور باوقار محفل میں خلوص کے لڈو، چاہت کی جلیبیاں، عقیدت کے رس گلے اور محبت کی برفی لیے حاضر ہوں۔ بھائی جب میں ننھے مجاہد رسالہ پڑھتی ہوں تو ذہن میں خوشی کے پھول کھل اٹھتے ہیں، آنکھوں میں مسرت کی قوس قزا جھلکنے لگتی ہے۔ دل میں شادمانی کے چشمے بہنے لگتے ہیں اور دل و دماغ اس کی میٹھی میٹھی خوشبو سے معطر ہو جاتے ہیں۔ میں ننھے مجاہد کا خوبصورت ٹائٹل دیکھنے کے بعد بلیک لسٹ حضرات کا چیک اپ کرتی ہوں اور نقل کرنے والے حضرات جیسے لوگوں کو جب ان کی بیماری (یعنی چوری) کے بارے میں پتا چلتا ہے تو اس مرض کے نقصان انھیں سمجھا ہی دیتی ہوں...... ویسے ہماری پیاری چھوٹی موٹی ٹوکری تو تمام بے کار تحریروں کو اپنے پیٹ میں ڈال لیتی ہے تاکہ کہیں ہمارا ہاضمہ خراب نہ ہو جائے۔

کہکشاں عامر...... قلعہ دیدار سنگھ

قطرہ قطرہ دریا

کہکشاں عامر رحمٰن ماڈل سکول، قلعہ دیدار سنگھ

اگر کسی کے پاس ایک دکان ہے تو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ ایک اور دکان مجھے مل جائے اگر کسی کے بینک اکاؤنٹ میں دس ہزار روپے پڑے ہوئے ہیں تو اس کا جی چاہتا ہے کہ ان میں دس ہزار مزید شامل ہو جائیں اور شامل ہوتے ہی رہیں، اگر کسی کے پاس ۵ مرلے زمین ہے تو وہ چاہتا ہے کہ ۵ مرلہ زمین اور مل جائے۔ مگر اگر کوئی شخص ایک نماز پڑھتا ہے تو اسی پر راضی رہتا ہے کہ چلو ایک تو پڑھتا ہوں، ایسا کیوں ہے؟ ہم لوگ ایک ہی نماز پڑھنے پر اکتفا کیوں کر جاتے ہیں؟ جب دنیاوی زندگی کی ہمیں اتنی فکر ہے تو اخروی زندگی (جو دنیا کی زندگی سے بہت بڑی ہے) کی فکر بھی ہونی چاہیے، بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جو ایک نماز بھی ادا نہیں کرتے اور اس سوچ پر وہ اس قدر مطمئن ہوتے ہیں کہ جیسے انھوں نے اللہ اور رسول ﷺ کے سارے حقوق ادا کر دیے ہوں۔

الیکشن کے دنوں میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ معمولی لوگ بھی اعلیٰ مشروب پیتے ہیں۔ کاروں میں سفر کرتے ہیں اور انواع و اقسام کے کھانے کھاتے ہیں۔ ان سے کوئی پوچھے تو پتا چلتا ہے کہ میں فلاں آدمی کا سپورٹر ہوں۔ فلاں چوہدری صاحب کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں اور انھوں نے اسی لیے مجھے یہ سہولتیں فراہم کی ہیں۔ جو آدمی دونوں جہانوں کے خالق و مالک کی طرف لوگوں کو بلائے گا۔ اس کی کتنی عزت ہو گی! ذرا سوچیے تو اس کو کیسے کیسے انعامات ملیں گے۔!

دنیا کی ساری سلطنتیں، سکندر کی بادشاہت، افلاطون کی دانش مندی، ارسطو کا فلسفہ، قارون کی دولت اور شداد کی محنت مل کر بھی ایمان کے ذرے کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ ایمان کی دولت سے ہم فائدہ کیوں نہ اٹھائیں......؟

اپنے سے بڑوں کو اس لیے خود سے بہتر سمجھیں کہ انھوں نے اس عمر تک آپ سے زیادہ نیکیاں کی ہوں گی اور چھوٹوں کو اس لیے اپنے سے اچھا خیال کریں کہ انھوں نے آپ سے کم گناہ کیے ہیں۔

آپ کا مخاطب انتہائی غصے کی حالت میں آپ سے بات چیت کر رہا ہے، جواب میں اگر آپ بھی چبھتی ہوئی باتیں کریں گے تو بات بڑھے گی۔ معاملہ تلخ کلامی سے لڑائی جھگڑے تک بھی پہنچ سکتا ہے۔ آپ ایک باوقار شخصیت کے مالک ہیں۔ کیا ایسا ہونے سے آپ کی اچھی شہرت اور نیک نامی کو دھچکا نہیں لگے گا۔

آپ لوگوں کے سامنے تماشہ نہیں بنیں گے، اس لیے اپنے مخاطب کو شیریں زبان میں جواب دیں......!! وہ کوئی بے بنیاد الزام آپ پر لگائے تو بڑی نرمی سے اس کی نفی کریں...... آخر کار اس کا فائدہ آپ ہی کی ذات کو پہنچے گا۔

[بحوالہ : قطرہ قطرہ دریا]

چیزیں کیسے بنتی ہیں؟

اقصیٰ عبدالمنان ہاشمی...... حجرہ شاہ مقیم

ہمارے اردگرد کی ہر چیز مادی اشیاء سے بنتی ہے۔ ہم مادی اشیاء مثلاً پتھر یا لکڑی کو تبدیل کیے بغیر استعمال کرتے ہیں۔ کچھ مادی اشیاء کو بالکل ہی مختلف چیزوں میں بتدیل کیا جا سکتا ہے۔ ہم قدرتی اشیاء سے نئی مادی اشیاء بھی بنا سکتے ہیں۔ یہ خام مال کہلاتا ہے۔

اون:

اون دراصل بھیڑ کے بال ہوتے ہین جو اس کی کھال پر اگتے ہیں۔ اون گرم اور مضبوط ہوتی ہے یہ بھیڑ، بکری اور دوسرے جانوروں سے حاصل کی جاتی ہے۔ پھر اس کو دھویا جاتا ہے، اون کے الجھے ریشوں کو کنگھی کی مدد سے سیدھا کر لیتے ہیں ان اونی ریشوں کو آپس میں بل دے کر کاتا جاتا ہے۔ تا کہ ان سے دھاگا بنایا جا سکے۔ پھر انھی دھاگوں سے کپڑا بنا جاتا ہے۔

کاغذ:

کاغذ لکڑی سے بنتا ہے۔ لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کیمیکل ملا کر ریشے کو نرم کیا جاتا ہے۔ یہ مرکب گودا کہلاتا ہے۔

اس گودے کو پھیلا کر رولرز میں سے گزارا جاتا ہے، گودا خشک ہونے پر ریشہ پھر سخت ہو جاتا ہے اور اس کے آپس میں چپکنے سے کاغذ وجود میں آتا ہے۔

لوہا اور فولاد:

لوہا چٹان میں دوسری اشیاء کے ساتھ ملا ہوتا ہے جسے کچ دھات کہتے ہیں، اس کو توڑ کر ایک بہت بڑی بھٹی میں گرم کیا جاتا ہے۔ یہ بھٹی لوہے کی بھٹی کہلاتی ہے، کچ دھات میں شامل لوہے کے حصے بھٹی میں پگھل کر بھٹی سے باہر نکل آتے ہیں، لوہے سے اسٹیل بنانے کے فرینس بھٹی استعمال کی جاتی ہے۔ فولاد لوہے سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔

پلاسٹک:

پلاسٹک ہلکا ہوتا ہے اور اسے آسانی سے مختلف شکلوں میں ڈھالا جا سکتا ہے، یہ زمین کے اندر پائے جانے والے تیل سے بنتا ہے تیل کے ساتھ کیمیکل ملا کر پلاسٹک بنایا جاتا ہے۔ جب گرم کیا جاتا ہے تو پگھل کر گاڑھا مائع بن جاتا ہے۔ جسے ہزاروں مختلف شکلوں میں ڈھالا جا سکتا ہے۔

(استفادہ : او کسفرڈ سائنس اور ٹیکنالوجی)

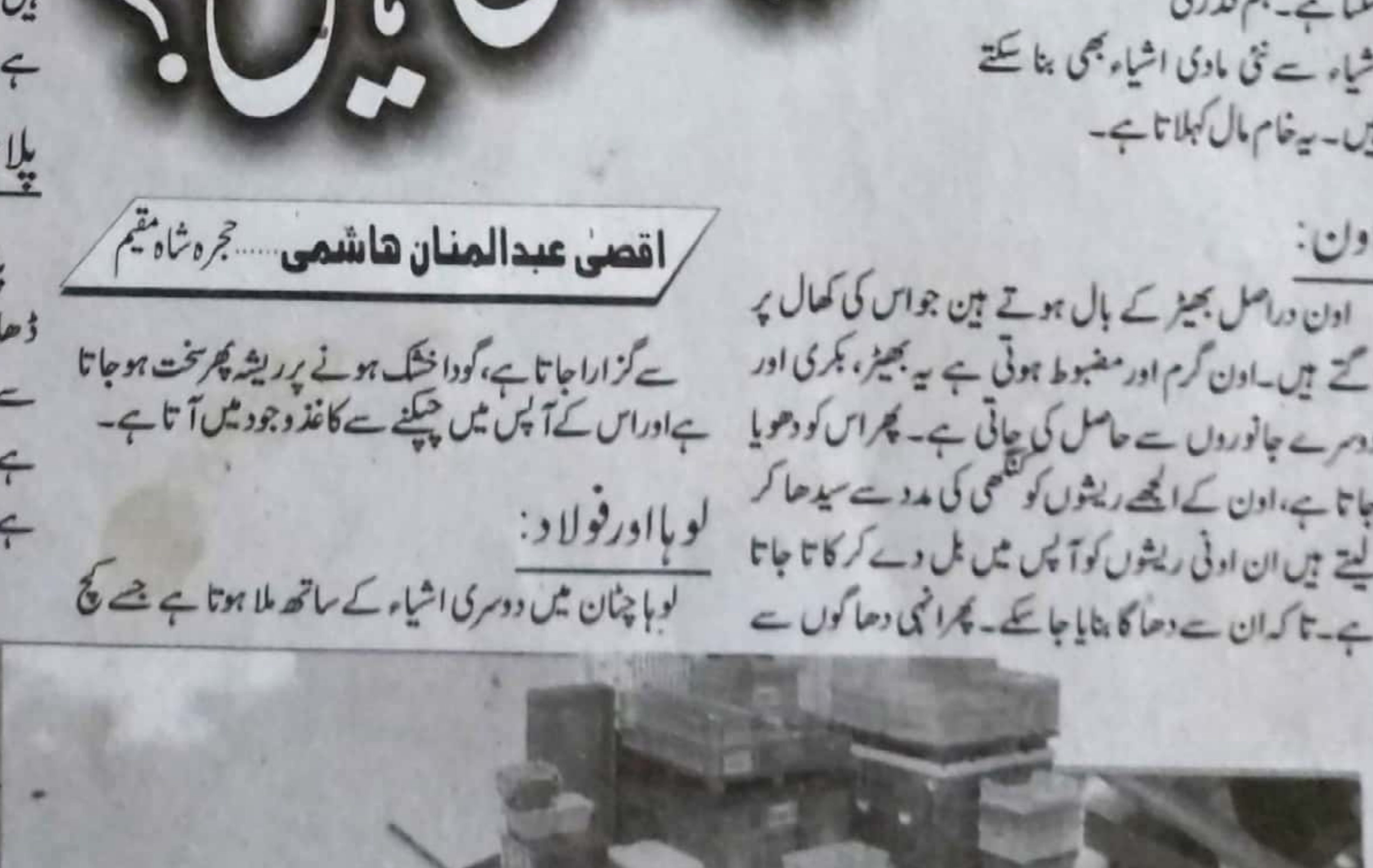

اسلامی آرٹ

عہد وسطیٰ کے اسلامی آرٹ کی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ نقاشی کے طور پر استعمال کردہ بعض جیومٹرک نمونوں کی تشکیل کیلئے ایسے اصول استعمال کیے گئے ہیں جنہیں صدیوں بعد عصر حاضر کے ماہرین ریاضی نے دریافت کیا ہے۔ امریکی محققین نے 15ویں صدی کے اسلامی آرٹ کے نمونوں کے تفصیلی مطالعہ کے بعد کہا ہے کہ اسلامی جن میں نقاشی ''کوائزی کرسٹالائن جیومٹری'' کا استعمال کی گیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ عہد وسطیٰ کے مسلم ماہرین ریاضی کے پیچیدہ سے پیچیدہ فارمولے سمجھنے کے قابل تھے۔ تاہم ہوسکتا ہے کہ عمارتوں پر نقاشی کرنے والے فنکار اس

حبیب اللہ ساجد اوکاڑا

نقش کے پس پردہ نظریہ کی تفصیل سے واقف نہ رہے ہوں۔ امریکی محققین کے مطالعہ کے نتائج مشہور سائنسی جریدہ ''جرنل سائنس'' میں شائع ہوئے ہیں تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ مسلمان ماہرین نے ریاضی 1200 عیسوی ہی میں اہم کامیابی حاصل کرلی تھی جس کے نتیجہ میں اسلامی طرز تعمیر نے اپنی منفرد پہچان بنالی۔ امریکہ کی مشہور ہارورڈ یونیورسٹی کے ریسرچ اسکالر پیٹر لو نے جو اس اہم تحقیق کے روح رواں ہیں، ایک انٹرویو میں اسلامی آرٹ کی قبل از وقت عظیم پیشرفت کو حیرت انگیز قرار دیا۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ

مسلمان فنکاروں اور نقاشوں نے مخصوص عمارتوں پر جو نقش و نگار بنائے وہ ظاہری طور پر اگرچہ کسی معنی کے حامل نہیں ہیں لیکن غور سے دیکھا جائے تو نمونے دراصل ریاضی کی ایسی باریکیوں کا شاہکار ہیں جنہیں ہم گزشتہ 20 یا 30 سال تک بھی

امریکی سکالر کا اعتراف

سمجھ نہیں پائے تھے۔ اسلامی نقاشی کے ماہرین نے ''کوازی کرسٹالائن جیومٹری'' کی ایک ایسی قسم کا استعمال کیا تھا۔ جس کے ذریعہ کسی بھی قسم کی نقاشی کو کہیں تک بھی وسعت دی جاسکتی تھی۔ اب تک سمجھا جاتا ہے کہ مسلم ماہرین نے عمارتوں پر نقاشی کیلئے روایتی ڈیزاین کا استعمال کیا ہے۔ تاہم امریکی ماہر پیٹر لو کے مطابق عہد وسطیٰ کا اسلامی آرٹ جیومٹری پر مبنی ہے اور اس کے ذریعہ آپ ریاضی کی اہم شاخ کے ارتقاء کو واضح طور پر محسوس کر سکتے ہیں۔ نقاشی کے ان نمونوں کی ابتداء سادہ ڈیزائن کے ساتھ ہوتی تھی لیکن جیسے جیسے نقش بڑھتا جاتا اس کی پیچیدگی میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے پیٹر لو نے بتایا کہ ازبکستان کے دورہ نے انہیں اسلامی آرٹ میں دلچسپی لینے پر مجبور کیا۔

وہاں انہوں نے سولہویں صدی میں تعمیر کردہ ایک اسلامی عمارت دیکھی جس پر غیر معمولی نقش ونگار تھے۔ اسلامی آرٹ میں روایتی طور پر خطاطی' جیومٹرک اور بیل بوٹوں کا استعمال کیا جاتا ہے چونکہ اسلام میں انسانی تصویر بنانے کی ممانعت ہے۔

دودھ ایک مکمل غذا

قدرت نے دودھ کو ایک غذا بنایا ہے۔ ''سورۃ النحل'' میں ہے کہ:

''تمہارے لیے مویشیوں میں غور وفکر کا مقام ہے ان کے پیٹوں سے گوبر اور خون کے درمیان سے ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں یعنی خالص دودھ پینے والوں کے لیے نہایت خوشگوار ہے۔''

سورۃ محمد ﷺ میں ہے:

''وہاں ایسی نہریں ہوں گی جن میں خوش ذائقہ پانی جو خراب نہ ہوگا اور ایسا عمدہ دودھ جس کا ذائقہ کبھی خراب نہ ہوگا۔''

رسول اللہ ﷺ کو دودھ بہت پسند تھا، آپ ﷺ دودھ پینے کے بعد یہ دعا خصوصی طور پر فرمائی:

((اللّٰهم بارک لنا فيه و زدنا منهُ))

''اے اللہ! اس میں ہمارے لیے برکت دے اور بکثرت عطا فرما۔''

آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

''میں دودھ کے علاوہ کسی ایسی چیز کو نہیں جانتا جس کے اجزاء بیک وقت کھانے اور مشروب کا کام دے سکیں۔'' (ترمذی)

آپ ﷺ کا ایک اور فرمان بھی ہے:

''اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لیے دوا نازل فرمائی ہے، پس گائے کا دودھ پیا کرو کیونکہ یہ ہر قسم کے پودوں پر چرتی ہے۔'' (طبرانی)

دودھ کی اہمیت یوں بھی واضح ہے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی غذا صرف دودھ ہوتی ہے۔ دودھ سے ہی اس کی پرورش کی جاتی ہے۔ دودھ میں وہ تمام اجزا شامل ہیں جو انسان کی پرورش اور رحمت کے لیے ضروری ہیں۔

بنت محمد عظیم چیمہ

قلم کے آنسو کے بعد دارالابلاغ کی نئی پیشکش امام ابن قیم کی زندگیاں بدل دینے والی معرکۃ الآرا کتاب

''مرضِ عشق کی دوا کیا ہے؟'' کا جامع ومسکت جواب

گناہوں سے سیاہ ہوجانے والے بیمار دلوں کیلئے شافی علاج دوائے شافی

قلم کے آنسو

تلبیس ابلیس بنام جدید

شیطان کے مومنوں پر خطرناک حملوں کی ہوشربا تفصیلات صحیح احادیث

شیطانی ہتھکنڈے کی روشنی میں عنقریب منظر عام پر آرہی ہے

''مرض عشق کے شکار اور گناہوں سے بچنے کا جذبہ رکھنے والوں کیلئے ایک خاص تحفہ'' محمد طاہر نقاش

دوبارہ منظر عام پر آرہی ہے۔ آج ہی اپنی کاپی قریبی بک سٹال پر بک کروالیں

دارالابلاغ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

042-7038771
0300-4453358

حافظ ضیاء اللہ شجاع آباد ملتان، حمیرا صدیق لاہور، اخت
حافظ عثمان چوہان چھانگا مانگا، محمد طیب طاہر گگو ماحل ٹوبہ
عبدالرحمن آکاش لانڈھی کراچی، اخت جرار بنت عبدالرشید
سمندری فیصل آباد، مصدق رضا رحیم یار خان، ابرار احمد کنگن
پور قصور، حافظ محمد نعمان سعید، مقام نہیں لکھا، احسن الرشید
مصطفیٰ آباد گوجرانوالہ، حافظ شہزادی سدرہ کشمیر کالونی، راولپنڈی
میمونہ یونس مغل، گوندلانوالہ گوجرانوالہ، نائلہ زینب شہید آباد
، عثمان شوکت قصور، عائشہ شاہد محمود ڈگری

رمضان کے روزے رکھنے اور ہمیں لکھنے والے چند ننھے مجاہد

حافظ عصمت اللہ چنیوٹ عمر بارہ سال پہلی مرتبہ سارے روزے رکھے۔ خاور شہزاد سرگودھا عمر 9 سال سارے روزے رکھے۔ محمد عثمان 7 سال طیبہ حنیف 6 سال وزیر آباد پہلا روزہ رکھا۔ ارم شہزادی ننکانہ اور سارے روزے رکھے۔ عبدالرحمن نثار عمر 12 سال 26 رکھے۔ عبدالحمید فاروق آباد شیخوپورہ عمر 7 سال 27 روزے رکھے۔ رافعہ ابراہیم عمر سات سال 12 روزے ولایت آباد ملتان۔ عبدالمنان عمر 9 سال مکمل رمضان 30 منڈیالہ تیگہ گوجرانوالہ۔ وقار یونس عمر 8 سال چھوٹا لاہور ضلع صوابی۔ رضیہ بی بی عمر 12 سال مکمل رمضان۔ ہلال احمد عمر 9 سال مکمل روزے، منڈی فاروق آباد شیخوپورہ۔ بنت عبدالرشید عمر ساڑھے نو سال مکمل رمضان منڈی فاروق آباد شیخوپورہ۔ شمسہ کنول عمر 9 سال مکمل رمضان۔ اسامہ عمر سات سال 4 روزے گلشن حدید پاکستان اسٹیل کراچی۔ عبدالقدیر عمر 13 سال مکمل رمضان۔ اقراء منور عمر 12 سال 16 روزے۔ مزمل نواز عمر تقریباً سات سال ننکانہ شیخوپورہ۔ نازش تاج زوحیب عمر 8 سال سارے روزے میر کالونی کراچی۔ ماہ نور اسلام عمر 10 سال 10 روزے ایک روزہ۔ زین العابدین عمر 8 سال ایک روزہ کلر سیداں راولپنڈی۔ جمادیہ خالق عمر 8 سال سارے روزے پورہ چچی گوجرانوالہ۔ محمد سبطین الحسن عمر 7 سال۔ حمزہ مقصود عمر 11 سال سارے رمضان شیخوپورہ ڈیرہ سلانگھ۔ خولہ شہزادی عمر 9 سال 6 ماہ مکمل رمضان عزیز آباد صادق آباد۔ عبدالرحمان عابد عمر 14 سال مکمل رمضان جڑانوالہ فیصل آباد۔ عمارہ ایمن عمر 6,5 سال دونوں نے مکمل رمضان روزے رکھے۔ لقمان عمر 8 سال مکمل رمضان۔ نازہ اکرم عمر 9 سال روزہ چھوٹی شازیہ اکرم عمر 11 سال مکمل رمضان کلور کوٹ بھکر جنڈانوالہ حافظ عطاء اللہ عمر 9 سال مکمل روزے میاں چنوں خانیوال۔ محمد زبیر 2 روزے چو آسیدن شاہ چکوال ڈلوال۔ ایک روزہ محمد عثمان شاکر عمر 7 جڑانوالہ فیصل آباد۔ ربیعہ زکریا عمر 10 سال مکمل رمضان شالیمار ٹاؤن لاہور۔ ملک محمد عارف عمر 9 سال مکمل رمضان ننکانہ شیخوپورہ۔ سدرہ ذوالفقار عمر 7 سات ایک روزہ چونیاں قصور براستہ چھوکی۔ شکیلہ مصطفیٰ عمر 10 سال مکمل رمضان۔ شمیلہ وسیم عمر 8 سال مکمل رمضان فرید ٹاؤن ساہیوال۔ ندیم مصطفیٰ عمر 11 مکمل رمضان فرید ٹاؤن ساہیوال۔ نازیہ بتول 1 روزہ حافظ آباد عمر 10۔ محمد حسنین عمر 9 سال مکمل رمضان نوشہرو فیروز سندھ۔ محمد سلیمان اکبر عمر 7 سال 7 ماہ روزے پہلی دفعہ رکھا، بوریوالہ۔ محمد نجم شاہد کلاس 3 عمر 9 سال Goahead grammer School Sialkot Cantt تین سال سے روزے رکھ رہا ہے۔ بدرہ یاسین عمر ساڑھے 10 سال مکمل رمضان، فاروق آباد شیخوپورہ۔ ماہم مقدس عمر 6 سال 5 روزے، کشمیر کالونی راولپنڈی۔ محمد بلال، عمر 12 سال مکمل رمضان، راولپنڈی حرا اختر عمر 9 سال گیارہ روزے لودھراں، اقرا حمید عمر 7 سال مکمل رمضان ٹاؤن شپ، جویریہ عمر پونے دس سال مکمل رمضان گوجرانوالہ، مبشر وسیم عمر 8 سال پہلا روزہ کراچی۔ اسماء اکبر عمر 5 سال پہلا روزہ ڈرگ روڈ کراچی

جواب دیجئے انعام لیجئے

۱۔ لفظ مسلم کی اصطلاح کس پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ ہے؟
۲۔ وادی کیلاش کے کافر کس رنگ کا لباس (عموماً) پہنتے ہیں؟
۳۔ زیادہ پان کھانے سے منہ کی کس بیماری کا خطرہ ہوتا ہے؟
۴۔ وہ کون اللہ کا شیر تھا جس نے ایک معرکہ میں سرخ پٹی باندھ رکھی تھی معرکہ کا نام بھی بتائیں؟
۵۔ دنیا میں سب سے بڑا ابراعظم کون سا ہے؟
۶۔ ایک حکیم نے مریض سے کہا کہ روز ایک چھٹانک نخود کھایا کرو، نخود کسے کہتے ہیں؟
۷۔ کاتبین وحی کی تعداد کتنی تھی؟
۸۔ آکسیجن اور ہائیڈروجن گیس ملا دینے سے کیا بنتا ہے؟
۹۔ کونسا مسلمان ملک ہے جس کا ذکر قرآن میں ایک سے زیادہ مرتبہ آیا؟
۱۰۔ ماوراء النہر اور کاشغر کہاں کہاں واقع ہیں۔

جوابات پہنچانے کی آخری تاریخ 23 دسمبر ہے

خط بھیجنے کا پتہ: انچارج: جواب دیجئے انعام لیجئے۔ ننھے مجاہد ہفت روزہ غزوہ جامع مسجد القادسیہ چوبرجی لاہور۔

"عیدی"

عیدی کے متعلق بھی سن لیجئے بہت سے بچوں نے ہمیں مکمل کوائف روانہ نہیں کئے اور بہت سے ایسے تھے جو پہلے سے روزہ رکھ رہے تھے ہمیں وصول ہونے والے خطوط کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی سو ہم نے فیصلہ کیا کہ پہلی دفعہ اور انتہائی چھوٹی عمر میں روزہ رکھنے والوں کو عیدی دیں گے یاد رکھیں روزے کا اصل اجر اور عیدی تو اللہ تعالیٰ نے دینی ہے اور یہ اس کا فرمان اور وعدہ بھی ہے

سورہ بقرہ اور نورانی سایہ

محمد طیب طاہر گگو منڈی ٹوبہ

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رات کو سورۃ بقرہ کی تلاوت شروع کی، ان کا گھوڑا جوان کے پاس ہی بندھا ہوتا تھا، اس نے اچھلنا، کودنا اور بدکنا شروع کر دیا، گھوڑے کی حالت دیکھ کر انہوں نے تلاوت بند کر دی تھوڑی دیر بعد آپ نے پھر پڑھنا شروع کیا، گھوڑے نے پھر بدکنا شروع کر دیا، آپ نے پھر پڑھنا موقوف کیا، گھوڑا بھی ٹھیک ٹھاک ہو گیا، تیسری مرتبہ بھی یوں ہی ہوا چونکہ ان کے صاحبزادے یحییٰ گھوڑے کے پاس ہی لیٹے ہوئے تھے اس لیے انہیں خوف محسوس ہوا تھا کہ کہیں بچے کو چوٹ نہ آجائے قرآن کا پڑھنا بند کر کے اسے اٹھالیا آسمان کی طرف دیکھا کہ جانور کے بدکنے کی کیا وجہ ہے؟ صبح حضور ﷺ کی خدمت میں آکر واقعہ بیان کرنے لگے آپ ﷺ سنتے جاتے اور فرماتے جاتے اسید رضی اللہ عنہ پڑھتے چلے جاؤ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے کہا: حضور ﷺ تیسری مرتبہ کے بعد تو یحییٰ کی وجہ سے میں نے پڑھنا بالکل بند کر دیا، اب جو نگاہ اٹھی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نورانی چیز سایہ دار بادل کی طرح ہے اور اس میں چراغوں کی طرح کی روشنی ہے۔

بس میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ اوپر کو اٹھ گئی، آپ ﷺ نے فرمایا، جانتے ہو، یہ کیا چیز تھی؟ یہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز کو سن کر قریب آگئے تھے، اگر تم پڑھنا موقوف نہ کرتے تو وہ صبح تک یونہی رہتے اور ہر شخص انہیں دیکھ لیتا اور وہ کسی سے نہ چھپتے۔

رشتہ درکار ہے

جنت الفردوس کی 72 حسین وجمیل حوروں کے لیے ایسے نوجوان کا رشتہ درکار ہے جو میدان جہاد میں جان کی بازی لگانا جانتا ہو، تاریک وسرد راتیں، جنگلوں، برف پوش پہاڑوں، سنگلاخ چٹانوں پر زندگی گزارنا جانتا ہو، جسے دوست اور دشمن کی تمیز ہو، جس کا دل ریاکاری سے پاک ہو، رنگ، نسل، ذات، قد، اور عمر کی کوئی قید نہیں۔

حافظ نوید ساجد، گولارچی (سندھ)

گلدستے

قرآنی معلومات

قرآن میں ایک صحابی زید بن حارث رضی اللہ عنہ کا نام آیا ہے۔
سورۃ یٰسین کو قرآن پاک کا دل کہا جاتا ہے۔
قرآن مجید میں چار مسجدوں کا ذکر آیا ہے۔
مسجد الحرام، مسجد اقصیٰ، مسجد ضرار (جسے نبی ﷺ نے بعد میں جلانے کا حکم دیا تھا کیونکہ یہ منافقوں نے تعمیر کی تھی)۔ مسجد قبا
سعودی عرب دنیا کا وہ واحد ملک ہے جس کا پرچم کبھی سرنگوں نہیں ہوا۔
قرآن شریف میں صرف ایک عورت مریم کا نام آیا ہے۔
سورۃ نمل میں "بسم اللہ" دوبار آئی ہے۔
قرآن حمید میں "26" انبیاء کے نام آئے ہیں

سحر، گولارچی (سندھ)

ایک مسکراہٹ

علامہ اقبال کو آم بہت پسند تھے لیکن انہیں ڈاکٹر نے بیماری کے باعث آم کھانے سے منع کر رکھا تھا انکے بے حد اصرار پر ڈاکٹر نے روزانہ ایک آم کھانے کی اجازت دے دی اجازت ملنے پر علامہ اقبال بے حد خوش ہوئے۔ اگلے ہی روز انکے ایک قریبی جاننے والے ان کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ علامہ صاحب کلو بھر کا ایک آم رکھے مزے سے کھا رہے تھے پوچھنے پر کہنے لگے کہ ڈاکٹر نے ایک آم کھانے کی اجازت دے دی ہے سو میں تو ایک ہی آم کھا رہا ہوں۔

عبدالرزاق میاں چنوں

نبوی کھانے

ابرار احمد۔ قصور

کھانا کھانا انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اسلام نے کھانے کے بارے میں بھی ہماری مکمل رہنمائی کی ہے اللہ کے نبی ﷺ ہماری رہنمائی کے لیے آئے تھے نے فرمایا ہے کہ جب انسان کھانا کھائے تو پیٹ کے تین حصے کرے، ایک کھانے کے لیے دوسرا پینے کے لیے اور تیسرا ہوا کے لیے، نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام اسی طرح کھایا کرتے تھے لیکن کھانوں میں اللہ کے نبی ﷺ کو کچھ کھانے زیادہ مرغوب اور پسند تھے۔ اور آپ عموماً وہی کھانا، کھانا پسند فرماتے تھے لیکن آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب کھانا سامنے آجائے تو کھالو اگر پسند آئے تو نہ کھاؤ لیکن اس میں سے نقص نہ نکالو، کھانا اپنی طرف سے کھانا چاہیے اور برتن صاف کر کے انگلیاں بھی چاٹ لینی چاہئیں۔

آیئے! نبی مکرم محمد ﷺ کے پسندیدہ کھانوں کے بارے میں کچھ جانیں کہ آپ کو کیا کیا پسند تھا۔

ثرید:

نبی اکرم ﷺ کا محبوب ترین کھانا ثرید تھا، جو گوشت کے شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے بھگو

کر تیار کیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے غذا نرم اور زود ہضم ہو جاتی ہے آپ کے سامنے جب بھی گوشت کا سالن آتا تو آپ ثرید بنا لیتے اور پھر کھانا تناول فرماتے۔

کدو: آپ ﷺ کو کدو بہت پسند تھا، آپ ﷺ شوربے میں کدو کے ٹکڑے تلاش کر کر کے کھاتے تھے، یہ زائد حرارت

کو زائل اور جسم کی اندرونی خشکی کو رفع کرتا ہے۔ کدو کا روغن دماغ کو تقویت اور ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔

جو: آپ ﷺ جو کی روٹی پسند فرماتے تھے، جب کوئی بیمار پڑ جاتا تو اس کے لیے جو کا دلیہ تیار کراتے، پھر فرماتے کہ یہ بیمار کے دل سے غم دور کرتا ہے اور کمزوری کو یوں رفع کرتا ہے جیسے کوئی چہرے کو پانی سے دھو کر اس سے میل کچیل اتار دیتا ہے، یہ دل کو تقویت دیتا ہے صفرا اور پیاس کی زیادتی کا ازالہ کرتا ہے اور مریض کے لیے لطیف اور عمدہ غذا ہے۔

گوشت: نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''دنیا اور آخرت دونوں جگہ سب کھانوں کا سردار گوشت ہے'' (ابن ماجہ) آپ ﷺ کو بکری کی پشت کا گوشت پسند تھا (بخاری) گوشت پروٹین (لحمیات) حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے جو جسم کو طاقت اور توانائی مہیا کرتا ہے گوشت آپ کو اتنا پسند تھا کہ آپ نے ایک صحابی کی شادی

کے بعد ولیمہ کا حکم دیا تو آپ نے فرمایا ولیمہ کرو چاہے ایک بکری کا ہی کیوں نہ ہو اس میں بھی آپ نے گوشت کو ہی ترجیح دی۔

دودھ: حضور اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے: ''کوئی ایسی چیز نہیں جو طعام اور مشروب دونوں کا کام دے سکے۔ مگر دودھ'' آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ گائے کے دودھ کو اپنے اوپر لازم قرار دے لو کیونکہ یہ شفا بخش ہے اور اس کا گھی دوا ہے۔'' یہ انسانی جسم کے لیے موافق ترین غذا ہے اس سے صالح خون پیدا ہوتا ہے، جسم کی خشکی زائل ہوتی ہے، سوداوی امراض کے لیے مفید ہے اور جسم کو فربہ کرتا ہے۔

سرکہ: آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ''سرکہ بہترین سالن ہے'' ایک اور جگہ فرمایا: ''یہ مجھ سے پہلے نبیوں کا سالن تھا اور وہ گھر غریب نہ ہوگا جس میں سرکہ ہو'' یہ حرارت کو اعتدال پر لانے، فعل ہضم میں مدد دینے کے علاوہ چکنائیوں کے نظام کو مربوط اور فعال بناتا ہے زائد صفراء اور سمی ادویات کے برے اثرات کا ازالہ اور موٹاپے کو دور کرتا ہے اور بھوک لگاتا ہے۔

کھجور: نبی کریم ﷺ کو کھجور بھی بہت پسند تھی آپ اکثر مجالس میں کھانے موقع پر کھجور عموماً موجود ہوتی تھی آپ کو کھجور شوق سے کھاتا دیکھ کر صحابہ بھی کھجور شوق سے کھاتے، کھجور توانائی کی فوری بحالی کا سب سے بہترین ذریعہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین سحری وافطاری کھجور کی ہے، عیدالفطر کے روز بھی آپ کھجور کھا کر نماز کے لیے نکلا کرتے تھے۔

حلویٰ اور شہد:

حلویٰ عربی میں ہر میٹھی چیز کو کہا جاتا ہے، بخاری شریف میں حدیث ہے کہ کان النبی ﷺ یحب الحلویٰ والعسل، نبی ﷺ حلویٰ اور شہد پسند فرمایا کرتے تھے، شہد کے بارے میں تو قرآن میں ذکر ہے کہ اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے، آپ نے ایک صحابی کو جس کا پیٹ خراب ہو گیا تھا بار بار شہد استعمال کرنے کی ہی تلقین فرمائی تھی۔ شہد کے بیشمار فوائد ہیں جن کا تذکرہ

کافی طویل ہے، جس پر پھر کبھی بات ہوگی۔

یہ تھے چند نبوی کھانے: ہمیں بھی چاہیے کہ ہم زیادہ سے زیادہ یہی کوشش کریں کہ یہ نبوی کھانے کھائیں اور نبوی طریقہ کے ساتھ کھائیں۔

فرضی قصے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین
ننھے مجاہد
غزوہ
9 ذیقعد/ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ دسمبر 2004ء
زبان سنبھال کے
سمندر کا قیدی
جنوری
بچوں کا عالمی دن اور
مظلوم عراقی بچے
غزوہ کے ساتھ زرِ تعاون 6 روپے

آیئے قرآن پڑھیں

نائلہ زینب۔ شہید آباد فیصل آباد

انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم
فاتقوا اللہ لعلکم ترحمون، الحجرات

بے شک، ایمان والے تو آپس میں بھائی ہیں، پس دو بھائیوں میں (اگر جھگڑا ہو جائے تو) صلح کروا دیا کرو، اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے پہلے انہیں باہمی تعلق سمجھا رہے ہیں کہ ایمان والے الگ الگ نہیں بلکہ وہ ایک خاندان ہیں۔ اللہ کے اس فرمان کی عملی شکل صحابہ کرام نے پیش کی تھی جب وہ اسلام میں داخل ہوئے تو ان کے کفر پر قائم رہنے والے سگے بھائی دشمن تھے اور وہ انہیں باقی دشمنوں کی طرح قتل کرتے تھے اس کی بہت سی مثالیں بھی موجود ہیں۔ جبکہ مسلمان ہو کر وہ دنیا کے خواہ کسی بھی علاقے، قوم یا نسل سے تعلق رکھتے تھے ایک دوسرے کے لیے جان دیتے تھے، یہی اسلام اور ایمان کی پہچان ہے۔ اللہ تعالیٰ ساتھ ہی فرما رہے ہیں کہ اگر مومن بھائی لڑ پڑیں تو ان میں صلح کروا دیا کرو، ہمارا بھی یہ فرض ہے کہ جب ہمارے دوست یا کلاس فیلو یا کوئی بھی آپس میں جھگڑ پڑیں تو ان کو فوراً راضی کروائیں، یہی مسلمان اور مومن ہونے کی نشانی ہے اور اللہ سے ڈرنے والے ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہاں ایک اور بات بھی یاد رکھیں کہ جھوٹ اسلام میں بہت بڑا گناہ ہے لیکن جب دو مسلمان بھائیوں میں صلح کرانے کا معاملہ ہو تو جھوٹ بولنا بھی درست ہے۔ عموماً دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ دو پکے اور اچھے دوست کسی چھوٹی سی بات پر لڑ پڑتے ہیں اور پھر کئی کئی ماہ بلکہ سالوں تک یہ ناراضگی برقرار رہتی ہے۔ یہ طریقہ انتہائی غلط ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے لیے یہ کسی صورت جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے 3 دن سے زیادہ ناراض رہے۔ آپ نے فرمایا بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کے اچھے اعمال کو بھی اس وقت تک روکے رکھتا ہے جب تک وہ آپس میں صلح نہ کر لیں۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، اور ایسا کرنے والوں پر اللہ رحم کرتا ہے اور جب وہ رحم کرے تو دنیا اور آخرت میں کامیابیاں اور عزتیں دیتا ہے۔ اللہ ہمیں ایسا ہی کرنے والا بنائے۔ آمین

دل کی بات

ننھے مجاہدو!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے ساتھ پہلی ملاقات کا شرف حاصل کرتے ہوئے حاضر ہوں اس امید کے ساتھ کہ آپ ننھے مجاہد کا انتہائی بے چینی سے انتظار کر رہے ہوں گے۔

پہلی ملاقات میں آپ کے لیے پہلی خوشخبری کہ اب سے آپ کا "**ننھے مجاہد**" ہر پندرہ روز بعد آپکے ہاتھوں میں ہوا کریگا، (ان شاء اللہ)۔ لیجیے! آپ کی بے چینی اور انتظار کی گھڑیوں میں بیک وقت آدھی کمی ہوگئی کیسا لگا......؟ ضرور بتایئے گا۔

چند روز پہلے کی بات ہے کہ پاکستان کے ایک قومی اخبار نے اسلحہ سے مشابہ بچوں کے کھلونوں کے خلاف باقاعدہ مہم چلائی اور کوشش کی کہ ان پر پابندی عائد ہو جائے کیونکہ چور اور ڈاکو ان کھلونوں کے ذریعہ لوگوں کو لوٹتے ہیں، مجھے یہ خبریں پڑھ کر بہت حیرانی ہوئی اور پریشانی بھی، کیونکہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ اول تو مجرم پکڑے ہی بہت کم جاتے ہیں اور اگر پکڑے بھی جائیں تو کم ہی کبھی جرم کے مطابق سزا ملتی ہے ہمارے ہاں کتنے قتل ہوتے ہیں اور کتنے قاتلوں کو پھانسی دی جاتی ہے......؟ شاید ہزار میں ایک بھی نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ جرائم پرورش پاتے ہیں اور ان میں ہر روز اضافہ ہوتا ہے جبکہ کچھ عقل کے اندھے ان مسائل کا عجیب وغریب حل پیش کرتے ہیں بچوں کے اسلحہ والے کھلونوں پر پابندی کا کچھ عرصہ قبل باقاعدہ اعلان بھی ہوا تھا لیکن اس پر پوری طرح عملدرآمد نہ ہو سکا اور اب اس جانب قدم دوبارہ بڑھایا جا رہا ہے آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں ضرور بتایئے گا۔ کافروں کے بچوں کو تو اسلحہ کی باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے بچوں کو ماریں جبکہ آپ کو کھلونوں سے بھی محروم کرنے کی سازش ہے۔

اور ہاں!...... عید کیسی گزری؟ آپ نے اپنی خوشیوں میں کتنے لوگوں کو شریک کیا، یہ بھی ضرور بتایئے گا۔ رمضان کے بعد شوال کے 6 روزوں کا بہت زیادہ اجر وثواب ہے اور یہ 6 روزے رکھنے والے کی مثال ایسے ہے جیسے اس نے سارے سال کے روزے رکھے کیونکہ حدیث نبوی کے مطابق اُسے پورے سال کے روزوں کا ثواب ملتا ہے کیا آپ نے یہ اجر حاصل کرنے کی کوشش کی یا نہیں؟

آپ کو نیا شمارہ کیسا لگا......؟ کیا خوبیاں تھیں اور کیا خامیاں، تجاویز وآراء ضرور دیجیے تا کہ آپ کے پیارے "ننھے مجاہد" کو بہتر سے بہتر بنایا جائے۔

اب اجازت دیجیے

والسلام

علی عمران شاہین

aliimranshaheen@yahoo.com
0300-4572285

ننھے مجاہد ہفت روزہ غزوہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں www.jamatdawa.org فون 7412369 فیکس 7416194
E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

صفائی کتنی ضروری

حافظہ رقیہ عمران

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ہر مسلمان پر اللہ کا حق ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک دن ضرور غسل کرے جس میں سر اور بدن دھوئے۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو صفائی کی بہت زیادہ ہدایت کرتا ہے، صفائی کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے، غسل بھی اس صفائی کا اہم حصہ ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے جمعہ کے روز غسل کرنے اور خوشبو لگانے کی خصوصی ہدایت فرمائی۔ اس لیے بعض ائمہ نے اسے واجب قرار دیا ہے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنا لباس بھی صاف رکھیں ۔سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ ہم سے ملاقات کے لیے تشریف لائے تو ایک شخص کو دیکھا جو میلے کپڑے پہنے ہوئے تھا آپ نے فرمایا کیا اسے کوئی چیز نہیں ملتی کہ یہ کپڑے دھوئے (مسند احمد، ابوداؤد)

اسلام نے منہ کی صفائی کا بھی خصوصی حکم دیا ہے، ہمارے رہبر ورہنما محمد ﷺ کثرت سے مسواک کیا کرتے تھے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے مسواک کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات یا دن میں کسی بھی وقت سو کر اٹھتے تو وضو کرنے سے پہلے مسواک کرتے۔ (مسند احمد، ابوداؤد) آپ ﷺ منہ کی صفائی کا اس قدر اہتمام فرماتے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میری امت کے لیے دشوار نہ ہوتا تو انہیں حکم دیتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کیا کریں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول کریم ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تھے تو سب سے پہلے کیا کرتے تھے، فرمایا:

''مسواک'' (مسلم)

جس شخص کے جسم، منہ سے بدبو آئے اسے تو نہ نظر آنے والے مخلوق یعنی فرشتے بھی دور بھاگتے ہیں اسی لیے تو پیاز، لہسن یا دیگر بدبو پیدا کرنے والی چیز کھا کر مسجد آنا منع ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ایسا کرنے سے انسانوں اور فرشتوں دونوں کو تکلیف ہوتی ہے اور کسی کو تکلیف پہنچانا مسلمان کا شیوہ نہیں، جسم، لباس سے لے کر ہر چیز کی صفائی اسلام کی تعلیم کا حصہ ہے۔

یاد رکھیں! صفائی رکھنے والے انسان سے ہر کوئی محبت کرتا ہے اور گندے سے ہر کوئی نفرت، ہمیں کیسا بننا ہے؟ فیصلہ کر لیجیے۔

تھوڑا تھوڑا کرکے

اب کی بار تو کافروں کا بہت بڑا لشکر مسلمانوں کے مرکز مدینہ پر حملہ کی تیاری کر رہا تھا، اس لشکر میں عرب کے سبھی قبائل سے ہزاروں جنگجو شامل تھے اور تیاری بھی بھرپور تھی، سارے عرب کے کافروں کا منصوبہ تھا کہ اس دفعہ مسلمانوں اور اسلام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے گا۔ ادھر جب نبی کریم ﷺ کو کافروں کے اس منصوبے کی خبر ہوئی تو آپ نے مقابلے کے لیے صحابہ سے مشورہ کیا۔

آپ نے پیارے نبی محمد ﷺ کے پیارے صحابی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا نام سنا ہوگا۔

ماہر تعلیم ابو عبداللہ عبدالمتین

جب کافروں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے مدینہ منورہ پر چڑھائی کرنے کا پروگرام بنایا، تو اس وقت پیارے نبی ﷺ نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا کہ کافروں کا کس طرح مقابلہ کیا جائے تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ ہمیں مدینہ کے ایک طرف خندق کھود لینی چاہیے تاکہ اس طرف دشمن ہم تک نہ پہنچ سکے اور ہم دشمنوں کو خندق کی دوسری طرف ہی روک کر شکست دے دیں۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اس مشورے کو رسول اللہ ﷺ نے بہت پسند کیا، آپ نے اپنے ساتھیوں کو مدینہ کے شمال میں گہری اور طویل خندق کھودنے کا حکم دے دیا، پیارے بچو! کیا آپ جانتے ہیں کہ پانچ ہزار پانچ سو چوالیس (5544) میٹر لمبی، ساڑھے چار میٹر (4.62) چوڑی اور سوا تین میٹر (3.2) گہری خندق کھودنے کا مشکل ترین کام کیسے مکمل ہوا؟

پیارے بچو! ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ نے خندق کی کھدائی کے لیے کام کو اس طرح تقسیم کیا، آپ نے دس دس آدمیوں کے مجموعے (گروپ) بنائے اور ہر مجموعے کو چالیس ہاتھ خندق کھودنے کا کام سونپ دیا، خندق کھودنے والوں کی کل تعداد تقریباً ایک ہزار تھی، رسول اللہ ﷺ بھی خندق کھودنے والوں میں شریک تھے، کچھ لوگ کھدائی کر رہے تھے اور کچھ لوگ مٹی کو باہر نکالنے کا کام کر رہے تھے، صحیح بخاری میں حدیث ہے، براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ خندق سے مٹی ڈھو رہے تھے۔

اس وقت کھانے پینے کی چیزوں کی بہت زیادہ کمی تھی، سخت بھوک کی وجہ سے کئی صحابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے پیٹ پر ایک ایک پتھر باندھ رکھا تھا، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بھوک کا شکوہ کیا اور پیٹ پر ایک ایک پتھر دکھلایا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا کپڑا اٹھا کر اپنے پیٹ پر بندھے ہوئے دو پتھر دکھلائے۔ یہ صورتحال دیکھ کر سارے صحابہ انتہائی صبر وشکر کے ساتھ کام مزید تندہی سے کرنے لگے کہ ہمارے رہبر ورہنما تو ہم سے کہیں آگے ہیں حالانکہ محنت ومشقت

میں تو ہمیں آگے ہونا چاہیے تھا۔

پیارے بچو! آپ اس واقعہ سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ خندق کھودنے والے مسلمان بھوک پیاس کے باوجود کتنی محنت اور مشقت کا کام کر رہے تھے، خندق کی کھدائی کے دوران اگر کوئی مشکل مرحلہ پیش آتا تو صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کو بتاتے تھے، جیسا کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان آپڑی جس پر کدال کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا، آپ ﷺ تشریف لائے، کدال لی اور بسم اللہ کہہ کر ایک ضرب لگائی تو چٹان کا ایک ٹکڑا ٹوٹ گیا، تو آپ نے فرمایا، اللہ اکبر! مجھے ملک شام کی کنجیاں دی گئی ہیں، پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی تو ایک دوسرا ٹکڑا کٹ گیا اور فرمایا اللہ اکبر! مجھے یمن کی کنجیاں دی گئی ہیں۔

پیارے بچوں ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی کئی دن تک مل جل کر مسلسل محنت اور صبر اور حوصلہ کے ساتھ کام کرنے کی وجہ سے خندق کھودنے کا انتہائی مشکل کام مکمل ہوا۔

جب کافروں نے مدینہ کے مسلمانوں پر حملہ کیا تو وہ خندق عبور نہ کرسکے اور شکست کھا کر واپس لوٹ گئے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی محنت کو قبول کیا اور فتح سے نوازا۔ اس لیے آپ ہی بھی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلام کو بچانے کے لیے نبی کریم ﷺ اور ان کے ساتھی صحابہ نے کتنی کتنی قربانیاں دیں اور مشقتیں اٹھائیں پھر یہ دین ہم تک پہنچا ورنہ کافر ہر وقت یہی سوچتے اور چاہتے تھے، اور آج تک یہی کچھ کرتے آئے ہیں کہ اسلام کو دنیا سے مکمل طور پر ختم کردیا جائے۔

ہمیں یہ بھی دیکھنا اور سمجھنا چاہیے کہ اگر ہم بھی اپنے پیارے رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق خلوص اور محنت کے ساتھ کام کریں تو اللہ تعالیٰ ہمیں بھی کامیابی دے گا اور اگر ہم بھی خندق کھودنے والوں کی طرح روزانہ محنت کے ساتھ مل جل کر کام کریں، تو کوئی کام بھی ہمارے لیے مشکل نہیں ہوسکتا۔

اس دنیا میں بنی بڑی بڑی عمارتیں، سڑکیں، پل، ٹیلی فون بجلی اور دیگر ایسے ہی نظام اور چیزیں انسان نے آہستہ آہستہ اور مل جل کر بنائی ہیں، اس لیے ہمیں یہ کبھی نہیں سوچنا چاہیے کہ یہ فلاں کام اتنا بڑا اور مشکل ہے اس لیے وہ نہیں ہوسکتا، ہر کام ممکن اور آسان ہے اگر اسکے لیے ہم پختہ ارادہ کرلیں اور اسے کرنے پر کمربستہ ہوجائیں یہ واقعہ ہمارے لیے اس لحاظ سے بھی نصیحت ہے کہ مشکل اور پریشانی میں بھی اپنا اچھا کام ترک نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی کبھی پیچھے ہٹنا چاہیے یہ کامیابی کی اصل بنیاد ہے۔

قرآنی کہانی

سمندر کا قیدی

ابو علی عبدالوکیل

کشتی دیر سے ڈانوں ڈول تھی اور کوئی تدبیر کام نہیں آ رہی تھی۔ بھری ہوئی کشتی سمندر کے درمیان پہنچی تو ایک زبردست طوفان آ گیا۔ تمام لوگ اپنے اپنے بتوں کو پکارنے لگے۔ ان میں سے ایک شخص نے اللہ کو پکارا۔ مسافر حیرانی سے اس کو دیکھنے لگے کہ یہ مسافر کس اللہ سے مدد مانگ رہا ہے؟

طوفان بڑھتا رہا اور کشتی کے ہچکولوں میں اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ ملاح نے بلند آواز سے کہا:

''ساتھیو! مجھے افسوس ہے کہ ہماری کشتی اس حالت میں کبھی کنارے پر نہیں لگ سکے گی۔ ہمیں اپنے سامان کا بوجھ کم کرنا ہوگا۔ آپ سے گذارش ہے کہ اپنی جانیں بچانے کے لیے اپنا اپنا سامان سمندر میں پھینک دیں۔''

مسافر مجبور تھے، سامان سمندر میں پھینکنے لگے لیکن بوجھ ہلکا ہونے کے باوجود کشتی اسی طرح ڈولتی رہی۔ مسافروں کا ڈر کے مارے برا حال تھا، کچھ بڑبڑا رہے تھے اور کچھ خاموش تھے۔

ایک شخص کہنے لگا:

''لگتا ہے کوئی منحوس شخص اس کشتی میں سوار ہو گیا ہے۔''

ایک بولا:

''بھائیو! مجھے لگتا ہے ہم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے قربانی نہیں کی اور اس کی سزا ہمیں مل رہی ہے۔''

سب کی باتیں سننے کے بعد ملاح نے کہا:

''میرا خیال تو یہ ہے کہ ہم میں ایک ایسا شخص موجود ہے جو بھاگا ہوا غلام ہے۔''

اس زمانے میں غلام کا اپنے آقا سے بھاگ جانا بہت بڑا جرم سمجھا جاتا تھا۔

ملاح کی حمایت میں کئی مسافر بول پڑے:

ایک نورانی شکل والے شخص نے ملاح کی باتیں سن کر اس سے کہا بے شک میں ہی وہ غلام ہوں جو اپنے آقا سے بھاگ کر آیا ہوں۔ مجھے دریا میں پھینک دو اور خود کو عذاب الٰہی سے بچالو؟

اس شخص کی نورانی صورت دیکھ کر کشتی والوں نے انہیں دریا میں پھینکنے سے انکار کر دیا مگر اس کے مسلسل اصرار پر طے پایا کہ قرعہ اندازی کر لی جائے اور جس کا نام نکل آئے اسے کشتی سے نکال باہر کیا جائے۔

ایک بار ...... دو بار ...... اور پھر تیسری بار بھی اسی شخص کا نام بذریعہ قرعہ اندازی نکلا اور حجت تمام ہو گئی تو اس نے خود کشتی سے دریا میں چھلانگ لگا دی۔ کشتی سے چھلانگ لگانے والے یہ شخص سیدنا یونس علیہ السلام تھے۔ جو اپنی قوم کی ہٹ دھرمی تنگ آ کر بستی چھوڑ آئے تھے۔

یونس علیہ السلام کی قوم بھی بہت عجیب تھی، اللہ کے خاص بندے اور پیغمبر یونس علیہ السلام اس کی طرف نبی بنا کر مبعوث کیے گئے۔ انہوں نے ان تک اللہ کا پیغام پہنچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ مگر وہ لوگ نہ جانے کس مٹی کے بنے تھے کہ یونس علیہ السلام کی دعوت پر کسی ایک فرد نے بھی لبیک نہ کہا۔

یونس علیہ السلام جانتے تھے کہ پہلے بھی انبیاء کرام کو ایسے حالات پیش آئے کہ ان کی آواز پر لبیک کہنے والا کوئی نہیں تھا لیکن ایسی صورتحال کا سامنا تو کسی کو بھی نہ کرنا پڑا تھا کہ پوری قوم میں کوئی بھی دین حق کو قبول کرنے سے انکار کر دے۔

اس صورتحال نے ان کو پریشان کر دیا۔

بات صرف یہی ہوتی تو شاید یونس علیہ السلام اس قدر پریشان نہ ہوتے مگر جب وہ لوگوں کو کہتے کہ شرک سے باز آ جاؤ، گناہوں سے تائب ہو جاؤ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ، تو ان کی باتیں سن کر اس بستی کے لوگ نہ صرف ان کا مذاق اڑاتے بلکہ کھلم کھلا کہتے کہ تم جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہو وہ لے کیوں نہیں آتے؟

ان لوگوں کی انھی باتوں نے یونس علیہ السلام کو پریشان کر دیا تھا اور انہوں نے وحی کے مطابق اہل بستی کو تین دن کی مہلت دے کر کہا کہ اگر تم اب بھی ایمان نہ لائے تو پھر تم پر اللہ کا عذاب آ جائے گا۔ ابھی تین دن پورے نہیں ہوئے تھے کہ آپ علیہ السلام نے خود ہی اندازہ قائم کر لیا کہ ان میں کوئی بھی ایسا نہیں جو ایمان لائے۔ اس لئے انہوں نے بستی چھوڑنے کا پروگرام بنا لیا اور ایک رات چپکے سے بستی سے نکل گئے۔

ایک طرف یونس علیہ السلام بستی چھوڑ کر جا رہے تھے تو دوسری طرف ان کی مہلت اور بستی چھوڑنے کی خبر ایک شخص چند لوگوں کو سنا رہا تھا مگر لوگ تھے کہ اپنی لغزشوں پر پریشان ہونے کے بجائے اس شخص کا مذاق اڑا رہے تھے۔

مگر اس شخص نے جب یونس علیہ السلام کی راست بازی اور سچائی کی دلیل دے کر اور سابقہ انبیاء کی مثالیں دے کر بات کی تو لوگوں کی زبانوں کو تالے لگ گئے اور وہ بھی سنجیدگی سے بات کرنے لگے۔

اس دوران مجلس میں موجود زیادہ تر لوگوں کی ہمدردیاں اطلاع دینے والے کے ساتھ ہو چکی تھیں۔ اس صورت حال کو بھانپ کر یونس علیہ السلام کی مخالفت کرنے والا غصے میں وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی ایک اور شخص آیا اور آتے ہی بولا:

''بھئی، کچھ خبر ہے آپ کو! یونس علیہ السلام بستی چھوڑ کر جا چکے ہیں۔''

''کیا!!''

''کہاں چلے گئے؟''

''سب نے بوکھلا کر اس پر اپنے اپنے سوال داغے۔

آنے والے نے بتایا: ''بھئی یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ وہ کہاں گئے ہیں لیکن ان کا گھر خالی پڑا ہے۔ کچھ سامان بھی ساتھ لے گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہیں رات کے آخری پہر نکلے ہیں، تبھی تو کسی کو خبر نہ ہو سکی۔ میرا مکان بھی ان کے گھر کے پاس ہی ہے، میں خود دیکھ کر آیا ہوں۔ گھر کو تالا بھی نہیں لگا ہوا اور دروازہ کھلا پڑا ہے۔ بچے ان کے گھر میں کھیل رہے ہیں۔

سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے ان کے چہرے خوف سے زرد پڑ چکے تھے۔ تبھی ان میں سب سے معزز آدمی بولا: ''دوستو! میں سب سے پہلے بادشاہ سلامت کی طرف جاتا ہوں اور ان کو خبر دیتا ہوں۔''

ایک بولا: ''میں مندر کے سب سے بڑے پروہت کو خبر دے کر آتا ہوں۔''

یوں سب لوگ یہ خبر پہنچانے اور اس صورت حال سے نپٹنے کے لیے بھاگ کھڑے ہوئے، صرف ایک شخص وہاں موجود رہ گیا۔ یہ تھا وہ پہلا شخص جو یہ اطلاع لایا تھا کہ یونس (علیہ السلام) نے عذاب آنے کی خبر دی ہے! اس نے یونس علیہ السلام کو تلاش کرنے کا فیصلہ کیا تھا...... ان سے معافی مانگ کر ان پر ایمان لانے کا ارادہ کیا تھا...... کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ اس راستے کی طرف چل دیا جو بستی سے باہر جاتا تھا۔

اس شخص نے یونس علیہ السلام کو کافی تلاش کیا مگر کامیاب نہ ہوا۔ آخر کار تھک ہار کر وہ واپس بستی میں آگیا۔ بستی والوں نے جب اس سے یونس علیہ السلام کی خبر پوچھی تو اس نے بڑے دکھ سے بتایا کہ اسے ان کا سراغ نہیں ملا۔

اس دوران ایک خوفناک منظر نے بستی کے رہنے والے تمام لوگوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ آسمان پر کالے سیاہ بادل ظاہر ہوئے اور گڑگڑانے لگے۔

وہ لوگ جو دل سے جانتے تھے کہ یونس علیہ السلام اللہ کے سچے پیغمبر ہیں مگر صرف ضد، ہٹ دھرمی اور دوسرے لوگوں کے خوف سے آپ کا انکار کر رہے تھے، وہ ڈر گئے۔ انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ موسم کے بادل ہیں، یہ خیر کی بارش برسانے نہیں آئے بلکہ یہ اللہ کا عذاب بن کر آئے ہیں۔ اور یہ عذاب اللہ کے اس اٹل فیصلے کے تحت آئے گا کہ اس کے رسول ہر حال میں غالب ہو کر رہتے ہیں۔ جو قوم ان کا انکار کر دیتی ہے اس کا دنیا سے نام ونشان مٹا دیا جاتا ہے۔

ان لوگوں نے یونس علیہ السلام کو تلاش کرنے والا اور محفل میں ان کی حمایت کرنے والا معزز شخص پیش پیش تھے۔ مال دار آدمی بستی کے بادشاہ کا درباری بھی تھا۔ یہ دونوں شہر کے دیگر معزز لوگوں کے ہمراہ بادشاہ کے پاس پہنچے اور اسے خبر دار کیا کہ یہ بادل جس کی وجہ سے پوری بستی میں اندھیرا چھا گیا ہے ہمیں آنکھیں کھولنے کا آخری موقع دینے آیا ہے۔

ان لوگوں کی دلیلیں سن کر بادشاہ بھی مان گیا اور سیاہ بادلوں کی اوٹ میں چھپے طوفان کو دیکھ کر لرز اٹھا۔ اس نے فوراً حکم دیا کہ تمام بت خانوں سے بت اٹھا دیے جائیں اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو بھی ان سے پاک کر دیں۔ ساتھ ہی اس نے یونس علیہ السلام کی تلاش میں سرکاری سپاہی چاروں طرف دوڑا دیے۔

دوسری طرف جو شخص شہر کے بڑے مندر کے پروہت کی طرف گیا تھا، اس نے بھی پروہت کو قائل کر لیا۔

دراصل آسمان پر چھائے سیاہ بادلوں نے ان لوگوں کو یونس علیہ السلام پر ایمان لانے پر مجبور کر دیا تھا، چنانچہ شاہی پروہت جو اس سے قبل لوگوں کو بتوں کی پوجا پر مجبور کرتے تھے اب لوگوں کے ساتھ مل کر توبہ کرتے نظر آنے لگے۔ شہر کے ہر کونے میں لوگ جمع ہو گئے اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہے تھے اور التجا کر رہے تھے:

"اے اللہ! ان عذاب کے بادلوں کو ایک مرتبہ ٹال دے۔ ہمیں یونس علیہ السلام سے ایک دفعہ ملا دے۔ ہم پھر کبھی تیرے رسول کو ناراض نہیں کریں گے۔"

مگر بہت تلاش کے باوجود یونس علیہ السلام نہ ملے۔ قوم اچھی طرح جانتی تھی کہ جب تک اللہ ان کی توبہ قبول نہیں کرے گا اور وہ اس کے رسول یونس علیہ السلام پر ایمان نہیں لائیں گے عذاب کا خطرہ رہے گا۔

وقت جیسے جیسے گزر رہا تھا، ان کی توبہ آنسوؤں میں بھیگ رہی تھی۔ نینوا والوں پر بادل گو نہ برسا لیکن ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا مینہ برسنے لگا۔ انہوں نے رو رو کر اپنے گناہ دھو دیے۔ اس عظیم اور مثالی توبہ میں امیر کبیر لوگ سب سے آگے آگے تھے حتیٰ کہ بادشاہ بھی۔

آخر تین دن گزر گئے اور بادل بھی چھٹ گیا۔ عذاب ٹل گیا لیکن یونس علیہ السلام کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔

یونس علیہ السلام بستی سے نکل کر ایک ساحلی علاقے

کی طرف چلے گئے، سمندر کا یہ حصہ بستی کی حدود سے باہر تھا۔ اس سے پہلے آپ نے راستے میں شہر کے آسمان پر بادل دیکھ کر یہی خیال کیا تھا کہ اللہ کا عذاب آچکا ہوگا۔

ساحل پر ایک کشتی تیار تھی، آپ اس پر سوار ہو گئے۔ کشتی پر سوار کوئی بھی شخص آپ کو پہچانتا نہیں تھا، البتہ آپ کی شخصیت سے سبھی مسافر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

آپ زیادہ تر خاموش ہی رہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ اپنے دل میں ایک عجیب سے بے چینی محسوس کر رہے تھے۔ جیسے جیسے آپ ساحل سے دور ہوتے جا رہے تھے آپ کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔

☆☆☆

یونس کی قوم سے ناراضی اللہ کو پسند نہ تھی لیکن وہ خود اللہ کے چنیدہ و پسندیدہ بندے اور راہ حق کے نہایت ممتاز مسافر تھے۔ ان کے ذریعے مالک قضا و قدر دنیا کو ایک اور معجزہ دکھانا چاہتا تھا چنانچہ جب انہوں نے کشتی سے چھلانگ لگائی تو اللہ نے ایک دیو ہیکل مچھلی کو حکم دیا کہ ان کو سالم نگل لے لیکن انہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے۔

اپنے آپ کو ایک عجیب وغریب اور نئی دنیا میں پا کر اللہ کے اس نیک بندے کو اپنی گزری ہوئی باتیں یاد آنے لگیں اور وہ بڑی عاجزی سے گڑگڑا کر اللہ کی بارگاہ میں یوں دست بدعا ہو گیا لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین 'الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں، بے شک تو ہی یکتا ہے، میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں، میں نے خود ہی اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔

اللہ کو اپنے محبوب بندے کی یہ ادا پسند آئی اور مچھلی کو ایک بار پھر حکم ہوا کہ وہ اسے دریا کے کنارے اگل دے مچھلی نے آپ کو ساحل پر اگل دیا آپ انتہائی کمزوری کی حالت میں ساحل کی نرم ریت پر پڑے تھے۔ آپ کے بدن میں اتنی بھی طاقت نہیں تھی کہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں اور کسی مناسب جگہ کا انتخاب کر کے دھوپ سے بچ سکیں۔

اسی دوران اللہ نے اپنی خاص رحمت سے ایک بڑی سی بیل اگا دی اس بیل نے حیرت انگیز طور پر یونس علیہ السلام کو اپنے سائے میں لے لیا۔ کچھ دیر آرام کے بعد آپ نے بیل کے پھل سے اپنی بھوک مٹائی۔ پھل کھانے سے آپ کے جسم میں طاقت آئی، لیکن اگلے ہی دن یہ بیل سوکھ گئی۔

آپ کو بیل کے یوں سوکھ جانے کا انتہائی دکھ اور رنج ہوا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے ایک مرتبہ پھر معافی کی درخواست کی۔ تب اللہ رب العزت نے وحی کا دوبارہ شروع کر دیا اور فرمایا:

"تمہیں ایک معمولی بیل کے سوکھ جانے کا اس قدر غم ہے حالانکہ اس میں بظاہر کوئی جان نہیں۔ یہ نہ بولتی ہے اور نہ سنتی ہے۔ یاد کرو وہ وقت، جب تم نے اپنی قوم کے لئے بددعا کی اور پھر بستی چھوڑ کر چلے گئے؟

یونس علیہ السلام ایک بار پھر اللہ کے حضور دست بدعا ہو گئے اور رو رو کر اپنی غلطی کی معافی مانگنے لگے اور ساتھ ہی وعدہ کیا کہ اگر انہیں زندگی ملی تو وہ دوبارہ بستی میں جائیں گے اور اپنی قوم کو راہ راست پر لانے کی کوشش کریں گے۔

آپ کی دعا قبول ہوئی اور آپ کو چند دن بعد چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے۔ صحت مند ہوتے ہی آپ بستی کی طرف چل دیئے۔ بستی کے لوگ بھی آپ کی تلاش سے مایوس نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے یونس علیہ السلام کو دیکھا تو آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور آپ کو انتہائی عزت واحترام سے واپس بستی میں لے آئے اور ساتھ ہی اللہ کے حضور توبہ کر کے آپ پر ایمان لے آئے اور اپنے آپ کو اللہ کے عذاب سے بچا لیا۔

وہ بستی جس میں یونس علیہ السلام مبعوث کیے گئے "نینوا" تھی اور نینوا کی قوم دنیا کی واحد قوم ہے جسے عذاب کے وقت توبہ نصیب ہوئی اور انہوں نے ایمان لا کر دین ودنیا کی کامیابیاں حاصل کیں۔ یونس علیہ السلام نے اپنی زندگی اسی بستی میں گزاری اور بالآخر فوت ہو کر اسی میں دفن کیے گئے۔

زبان سنبھال کے

حیات عبد اللہ

روزمرہ کی زندگی میں استعمال ہونے والے بعض محاورے، ضرب الامثال اور الفاظ ایسے ہیں جنہیں ہم بے خبری اور لاعلمی میں استعمال کرجاتے ہیں حالانکہ ان کے مطالب ومفہوم پر اگر تھوڑا سا بھی غور یا نظر ثانی کرلی جائے تو اصل صورت حال فوراً ہی ذہن میں آجاتی ہے اور ان کے پس منظر میں موجود ہندو کی مسلمان سے دشمنی بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے، ان میں سے بعض الفاظ اور محاورے ایسے ہیں کہ جن کے استعمال سے دین اسلام کا مذاق اڑانے کی کوشش کی جاتی ہے اور کچھ ایسے ہیں جو مسلمان کو کفر وشرک کی دلدل میں دھنسا دیتے ہیں مگر ان کے پس منظر میں موجود دین اسلام سے بیگانہ کردینے والے معانی کو مکمل نظر انداز کرکے ہم اپنے مطلب سے غرض رکھتے ہوئے انہیں استعمال کرتے چلے جاتے ہیں اور ذرا ٹھہر کر بھی نہیں سوچتے کہ ان کے استعمال سے ایمان پر بھی زد پڑجاتی ہے یا نہیں، مثلاً بعض لوگ کسی خوش خبری ملنے کی صورت میں بڑی دیدہ دلیری سے یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ''قسمت کی دیوی مہربان ہوگئی'' ایسا بولنے والے کو خبر نہیں کہ دیوی اور دیوتاؤں کا تصور تو ہندو مذہب کی اختراع ہے اسے تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا مگر وہ اسے دیوی اور دیوتاؤں کی نوازش اور مہربانی سمجھ کر کفریہ الفاظ ادا کررہا ہے۔ ہندو اور مسلمان چونکہ ایک طویل عرصے تک اکٹھے رہ چکے ہیں اور آج بھی رہ رہے ہیں اس لیے ہندوؤں نے مسلمانوں کے تشخص اور ان کی تہذیب وثقافت کو مٹانے کے لیے شعوری طور پر سرتوڑ کوششیں کیں اور یہ سلسلہ تاحال جاری ہے چور کی داڑھی میں تنکا، نماز بخشوانے گئے روزے گلے پڑ گئے، ملا کی دوڑ مسجد تک اور لکھے موسیٰ پڑھے خدا ایسے محاورے ہیں جن سے شعائر اسلام کی توہین ہوتی ہے مگر مسلمان ان کو بے دھڑک استعمال کرتے چلے جارہے ہیں ذرا دیکھیے ہندوؤں نے دین اسلام کا مذاق کس کس انداز سے اڑایا ہے۔

حاتم کی قبر پہ لات مارنا اس کا معنی ہے سخاوت میں حاتم طائی کو مات دے دینا اگر کوئی آدمی بہت زیادہ سخاوت کا مظاہرہ کرے تو اس کے لیے یہ محاورہ استعمال کیا جاتا ہے یا اگر کوئی کنجوس آدمی کبھی اتفاقیہ سخاوت کا مظاہرہ کربیٹھے تو اس کے لیے طنزاً بھی یہ محاورہ استعمال کیا جاتا ہے مگر ذرا رک کر سوچیے کہ قبر پر لات مارنا کتنا گناہ ہے اللہ کے رسول ﷺ نے تو قبر پر بیٹھنے سے بھی منع فرمایا ہے اور قبروں کے اوپر چلنے پر بھی شدید وعید آئی ہے مگر یہاں تو قبر پر لات مارنے کا عندیہ دیا جارہا ہے یقیناً یہ محاورہ شعائر اسلام کی توہین کے مترادف ہے۔

قبلہ درست کرنا اگر کوئی شخص اپنی الٹی حرکتوں سے باز نہ آئے تو کہتے ہیں کہ اس کا قبلہ درست کرنا پڑے گا اسی طرح میں نے بعض لوگوں کو خطوط میں بزرگوں کے لیے قبلہ وکعبہ جیسے القابات لکھتے دیکھا ہے حالانکہ قبلہ نہ تو غلط جگہ پر ہے جسے درست کرنے کی ضرورت ہو اور نہ والدین یا بزرگوں کو قبلہ وکعبہ کہا جاسکتا ہے قبلہ صرف وہی ہے جس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں اور وہ بالکل درست جگہ پر ہے اسے درست کرنے کی کوشش نہ کیجیے۔

میں ہاتھ جوڑتا ہوں: ہاتھوں کو جوڑنا ایک خالص ہندوانہ فعل ہے ہندو پرنام کرنے یا بتوں کے سامنے عاجزی کے اظہار کے لیے ہاتھوں کو جوڑتے ہیں مگر بعض مسلمان بھی اس قسم کے فعل کے مرتکب ہوتے دکھائی دیتے ہیں بعض مسلمان عموماً دو مقاصد کے لیے ہاتھ جوڑتے ہیں کسی سے جان چھڑانے کے لیے یا کسی شخص کے سامنے عاجزی اور معافی مانگنے کے لیے ہمیں جان لینا چاہیے کہ یہ فعل خالص ہندوانہ ہے مسلمان کو اس سے ہرصورت بچنا چاہیے۔

خدا جھوٹ نہ بلوائے بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنی بیان کی جانے والی بات کو پراثر کرنے اور اپنے مخاطب کو یقین دہانی کرانے کے لیے عادتاً یہ جملہ استعمال کردیتے ہیں کہ خدا جھوٹ نہ بلوائے اب اس شخص کو اتنی خبر نہیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے کیا اللہ بھی جھوٹ بلوتا ہے؟ اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے تو جھوٹ بولنے والے پر لعنت کی ہے۔ رب کی شان کے متعلق بغیر سوچے سمجھے ایسے الفاظ استعمال کرنا کتنا گناہ ہے اس کا اندازہ کرلیجیے۔

بغل میں چھری منہ میں رام رام

یہ ضرب المثل ہے جو ظاہری دوست اور باطنی طور پر دشمن کے لیے استعمال ہوتی ہے اس ضرب المثل کا درست مقام یہی ہے کہ اسے صرف ہندو کے لیے استعمال کیا جائے کسی بھی مسلمان کے لیے اسے استعمال کرنا کسی طور درست نہیں کیوں کہ مسلمان کسی دوسرے مسلمان کے لیے ظاہری دوست اور باطنی دشمن قطعاً نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ منافق کی نشانی ہے۔

بہتی گنگا میں ہاتھ دھونا گنگا ہندوؤں کا ایک مشہور اور

نبی مکرم حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے کہ انسان بولتا رہتا ہے اور اسے خبر ہی نہیں ہوتی کہ اس نے کیا بولا؟ یوں اس کے منہ سے ایسا جملہ نکل جاتا ہے کہ جو اسے جہنم میں پہنچانے کا سبب بن جاتا ہے اور اسے پتہ بھی نہیں چلتا، یہ حدیث مبارک ہمیں یہ سبق دے رہی ہے کہ ہم جو کچھ بھی بولیں سوچ سمجھ کر بولیں، ہر وقت بولنا، فضول باتیں کرنا اور بے پر کی اڑانا مسلمان کی عادت نہیں۔

غزوہ کے دیرین کار ساتھی اور مضمون نگار برادر حیات عبداللہ نے ہماری توجہ کچھ ایسے ہی چند جملوں اور غلطیوں کی جانب مبذول کروائی ہے جو اسلام سے متصادم ہیں اور جن کے بولنے سے ہمارا ایمان ضائع ہوسکتا ہے۔

انعامات ہی انعامات

پیارے بچو! ننھے مجاہد اب آپ کے لیے لارہا ہے انعامات کے نئے سے نئے سلسلے، ہوشیار اور بیدار ہوجایئے اور اپنی صلاحیتوں کو نکھار بخشیے۔

سلسلہ 1۔ انوکھے اور دلچسپ خطوط: ننھے مجاہد کو خط لکھیے لیکن خط دلچسپ، انوکھا اور انداز نئے سے نیا ہو آپ کے انہی خطوط کو شائع کیا جائے گا اور پہلے دوسرے اور تیسرے نمبر پر آنے والے خطوط کو مختلف انعامات دیے جائیں گے۔

سلسلہ 2۔ خوبصورت ماڈل اور پورٹریٹ: ننھے مجاہد کو آپ پلاسٹر آف پیرس یا کسی بھی دوسری چیز سے بنے، خوبصورت، بامعنی اور دلچسپ ماڈل بھیجیے، یا پھر رنگین پورٹریٹ، ہاتھ سے بنی ہوئی تصاویر روانہ کیجیے لیکن شرط یہ ہے ہر ماڈل اور پورٹریٹ بامقصد ہو، جاندار اشیاء کی تصاویر سے پاک ہو، پوزیشن حاصل کرنے والے ماڈلز اور پورٹریٹس کو شائع بھی کیا جائے گا اور اول، دوم اور سوم پوزیشن لینے والوں کو انعامات دیے جائیں گے۔ اس کے علاوہ بھی بہت بہت کچھ، لیکن اس کے لیے آگے آگے دیکھیے آتا ہے کیا.....

مقدس ترین دریا ہے۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ اس میں اشنان کرنے (نہانے) سے پاپ (گناہ) ڈھل جاتے ہیں ہندو اس دریا میں اپنے جلائے ہوئے مُردوں کی راکھ ڈالنا باعثِ نجات سمجھتے ہیں اسی مناسبت سے ہندوؤں نے گنگا میں ہاتھ دھونا اور گنگا بہانا جیسے محاورے ایجاد کیے اول الذکر کا معنی فیض حاصل کرنا ہے اور موخر الذکر کے معنی فیض جاری کرنا ہیں مسلمان چونکہ طویل عرصے تک ہندوؤں کے ساتھ رہ چکے ہیں اسی لیے ان کی تہذیب کا اثر ہے کہ مسلمان بھی گنگا میں ہاتھ دھونا اور گنگا بہانا جیسے محاورے استعمال کرتے ہیں، حالانکہ مسلمانوں کا مقدس پانی آبِ زم زم ہے جسے پینا ثواب ہے۔

ساجھے کی ماں بھی بُری کسی چیز یا کسی کاروبار میں شراکت سے بچنے کے لیے محاورہ استعمال کرتے ہیں کہ ساجھے کی تو ماں بھی بری ہوتی ہے کسی ماں کی اولاد اگر ایک سے زیادہ ہوگی تو یقینی بات ہے کہ ماں بھی ساجھے کی ہوگی اکثر مائیں ساجھے کی ہی ہوتی ہیں ماں جیسے مقدس رشتے کا کس قدر استہزا اور توہین ہے کہ وہ اگر ساجھے کی ہوگی تو بری ہوگی، اسلام نے تو والدین کے بہت زیادہ حقوق بیان فرمائے ہیں بڑھاپے میں انہیں اف تک کہنے سے روکا ہے ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ مجھ پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں کا اسی نے پھر یہی پوچھا، آپ ﷺ نے پھر یہی جواب دیا کہ تیری ماں کا جب اس شخص نے تیسری مرتبہ یہی سوال پوچھا تو آپ ﷺ نے پھر یہی جواب دیا کہ تیری ماں کا جب اس شخص نے تیسری مرتبہ یہی سوال پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تیرے باپ کا (صحیح مسلم)۔

اللہ کے رسول ﷺ تو والدین کے حقوق سب سے زیادہ بیان فرمائیں مگر محاورے میں ساجھے کی ماں کو بُری کہا جائے یہ والدین کی توہین نہیں تو اور کیا ہے؟

ظلم خدا کا کسی کو اگر غصہ آئے یا کسی کا کام یا حرکت پسند نہ آئے تو فوراً کہا جاتا ہے "ظلم خدا کا" یہ جملہ کہنا قطعاً درست نہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کبھی ظلم نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کی ذات تو سراپا رحمت ہے وہ تو کافروں کو ان کے کفر اور اپنی ذات سے لڑائی کے باوجود نعمتوں سے نوازتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو پریشانی میں مبتلا بھی کرتا ہے تو یہ دراصل اس آدمی پر انعام ہوتا ہے جو اس کے گناہوں کے خاتمے اور اس کے اجر و ثواب میں اضافے کا سبب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ "میں اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا" (سورہ ق)۔

لیکن ہمارے ہاں کس قدر ڈھٹائی سے یہ جملہ بول دیا جاتا ہے اس کے ساتھ "غضب خدا کا" بھی بولا جاتا ہے یہ جملہ بولنا بھی درست نہیں۔

فلے منہ یا پھٹے منہ کہنا ہمارے ہاں یہ جملہ بھی بڑی حد تک عام ہے لعنت ملامت یا مذمت کرنے کے لیے اس جملے کو عموماً استعمال کیا جاتا ہے، ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ مومن اور مسلمان لعنت کرنے والا اور طعنہ دینے والا نہیں ہوتا (بخاری)۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ مومن کو لعن طعن کرنا اس کے قتل کے برابر ہے ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن نہ سفارشی بن سکیں اور نہ گواہ (مسلم)۔

صحابی کی فدائی کارروائی

محمد سلیم بھٹی، ڈیرہ غازیخان

نبی اکرم ﷺ کے دور میں اسلام کے کچھ ایسے دشمن بھی تھے کہ جو اعلانیہ جنگ تو نہ کرتے لیکن خفیہ طور پر اسلام دشمنوں کی مدد کرتے تھے ان میں سے ایک سلام بن ابی الحقیق بھی تھا جس کی کنیت ابورافع تھی وہ یہود کے ان بڑے سرداروں میں سے تھا جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف مشرکین کو ورغلانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا، اور مال اور رسد سے ان کی امداد کی تھی اس کے علاوہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا بھی پہنچاتا تھا اس لیے جب مسلمان بنو قریظہ کے یہودیوں سے فارغ ہو چکے تو قبیلہ خزرج کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی چونکہ اس سے پہلے کعب بن اشرف کا قتل قبیلہ اوس کے چند صحابہ کے ہاتھوں قتل ہو چکا تھا اس لیے قبیلہ خزرج کی خواہش تھی کہ ایسا ہی کوئی کارنامہ ہم بھی انجام دیں اس لیے انہوں نے اجازت مانگنے میں جلدی کی۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت تو دے دی لیکن تاکید فرما دی کہ عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کیا جائے، اس کے بعد ایک مختصر سا دستہ جو پانچ آدمیوں پر مشتمل تھا اس مہم پر روانہ ہوا یہ سب کے سب قبیلہ خزرج کی شاخ بنو سلمہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے کمانڈر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عتیک تھے اس جماعت نے سیدھے خیبر کا رخ کیا کیونکہ ابورافع کا قلعہ وہیں تھا جب قریب پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے جانور لے کر واپس جا چکے تھے عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ یہی ٹھہرو میں جاتا ہوں اور دروازے کے پہرے دار کے ساتھ گپ شپ کر کے اندر جانے کا رستہ بناتا ہوں اور ممکن ہے اندر داخل ہو جاؤں اور اس کے بعد وہ تشریف لے گئے اور دروازے کے قریب جا کر سر پر کپڑا ڈال یوں بیٹھ گئے گویا قضائے حاجت کر رہے ہیں پہرے دار نے زور سے پکار کر کہا: اوہ بندے اگر اندر آنا ہے تو آ جاؤ ورنہ میں دروازہ بند کر کے جا رہا ہوں، عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اندر گھس گیا اور ایک طرف ہو کر چھپ گیا جب سب لوگ اندر آ گئے تو پہرے دار نے دروازہ بند کر کے ایک کھونٹی پر چابیاں لٹکا دیں کچھ دیر بعد جب ہر طرف سکون ہو گیا تو میں نے اٹھ کر چابیاں لیں اور دروازہ کھول دیا، ابورافع قلعے کے اندر دوسری منزل کے بالا خانے میں رہتا تھا اور وہاں اس کی مجلس ہوا کرتی تھی جب اس کے اہل مجلس چلے گئے تو میں اسکے بالا خانے کی طرف بڑھا میں جو کوئی دروازہ بھی کھولتا تو اسے اندر کی طرف سے بند کر لیتا تھا میں نے سوچا اگر لوگوں کو میرا پتہ لگ بھی گیا تو ان کے پہنچنے سے پہلے پہلے ابورافع کو قتل کر لوں گا اس طرح میں اس کے پاس پہنچ تو گیا لیکن وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ ایک تاریک کمرے میں تھا اور مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ اس کمرے میں کس جگہ ہے اس لیے میں نے پکارا "ابورافع" اس نے کہا کون ہے؟ میں نے جھٹ آواز کی طرف لپک کر اس پر تلوار کی ایک ضرب لگائی لیکن میں اس وقت کچھ سہما ہوا تھا اس لیے مجھے محسوس ہوا کہ وار صحیح نہیں لگا، ادھر اس نے زور کی چیخ ماری اور میں جھٹ کمرے سے باہر نکل گیا اور ذرا دور ٹھہر کر پھر آ گیا اور آواز بدل کر بولا "ابورافع یہ کیسی آواز تھی" اس نے کہا تیری ماں برباد ہو ایک آدمی نے ابھی مجھے اس کمرے میں تلوار ماری ہے، عبداللہ بن عتیک کہتے ہیں کہ اب میں نے آگے بڑھ کر ایک زوردار ضرب لگائی جس سے وہ خون میں لت پت ہو گیا لیکن اب بھی میں اسے قتل نہیں کر سکا تھا اس لیے میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر دبا دی اور وہ اس کی پیٹھ تک جا رہی میں سمجھ گیا کہ میں نے اسے قتل کر لیا ہے اس لیے اب میں ایک ایک دروازہ کھولتا ہوا واپس ہوا اور ایک سیڑھی کے پاس پہنچ کر یہ سمجھتے ہوئے کہ زمین تک پہنچ چکا ہوں پاؤں رکھا، اور ہاتھ چھوڑ دیا لیکن پاؤں زمین پر نہ تھے اس لیے دھڑام سے نیچے جا رہا جس کی وجہ سے پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی، میں نے پگڑی سے اسے کس کر باندھا اور دروازے پر آ کر بیٹھ گیا اور دل ہی دل میں کہا کہ آج جب تک کہ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ میں نے اسے قتل کر لیا ہے یہاں سے نہیں نکلوں گا چنانچہ جب مرغ نے پہلی اذان دی تو موت کی خبر دینے والا قلعے کی فصیل پر چڑھا اور بلند آواز سے پکارا کہ میں اہل حجاز کے تاجر ابورافع کی موت کی اطلاع دے رہا ہوں اب میں اپنے ساتھیوں کے پاس لڑکھڑاتا اور گرتا پڑتا پہنچا اور ان سے کہا بھاگ چلو اللہ نے ابورافع کو کیفرِ کردار تک پہنچا دیا چنانچہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا، اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا آپ ﷺ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا مجھے یوں لگا کہ کوئی کبھی تکلیف تھی ہی نہیں۔ (ماخوذ از صحیح بخاری)

20 نومبر بچوں کا عالمی دن اور

مظلوم عراقی بچے

علی عمران شاہین

20 نومبر کو ہر سال اقوام متحدہ کے زیر اہتمام بچوں کا عالمی دن منایا جاتا ہے جسے ''یونیورسل چلڈرن ڈے'' کہا جاتا ہے، اقوام متحدہ نے 14 نومبر 1954ء کو اس دن کی منظوری دیتے ہوئے کہا تھا کہ اس دن کو بچوں کے قریب و محبت اور ان کی فلاں و بہبود کے طور پر منایا جائے، 1959ء میں 20 نومبر کو ہی اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے بچوں کے حقوق کا قانون منظور کیا اور 20 نومبر 1989ء کو ایک خصوصی بل منظور کیا گیا، اقوام متحدہ کا ادارہ مسلمانوں نے نہیں بلکہ غیر مسلموں نے جنگ سے بچنے کے لیے بنایا تھا لیکن آج اسی ادارے کے سایہ میں غیر مسلم مسلمانوں کے بچوں کا قتل عام کر رہے ہیں ان غیر مسلموں کا تیار کردہ بچوں کے حقوق کا کنونشن کہتا ہے کہ بچوں کو جینے بلکہ مکمل جینے کا حق ہے 20 نومبر ہر سال آتا ہے اور گزر جاتا ہے بچوں کے حقوق کی باتیں تو ہوتی ہیں لیکن عمل کبھی نہیں کیوں جن

کے حقوق غصب ہیں وہ مسلمانوں کے بچے ہیں۔ بچے فلسطین کے ہوں یا عراق کے، چیچنیا کے ہوں یا بوسنیا کے کشمیر کے ہوں یا سوڈان کے، مسلمانوں کے بچوں کے لیے کہیں اچھی خبر نہیں۔

20 نومبر کو جب اس سال بچوں کے حقوق کا عالمی منایا جا رہا تھا عراق میں مسلمان بچوں کا قتل عام عروج پر تھا 8 نومبر کو فلوجہ پر بڑا حملہ ہوا اس دوران بچوں پر کیا گزری اس کی ایک جھلک ملاحظہ کیجیے، بی بی سی کے نمائندے فاضل بدارانی نے فلوجہ سے براہ راست بتایا کہ بدھ کی رات میرے قریب ہی امریکی طیاروں کی بمباری سے ایک تیرہ سالہ بچہ شہید ہو گیا پڑوس کے سب لوگ اس بچے سے سب پیار کرتے تھے، یہیں ایک 2 سالہ بچی کی دونوں ٹانگیں بمباری سے کٹ گئیں۔

یہاں قریب ہی ایک خاتون ویوین پروین سلیم ہیں ٹینک نے گولہ برسایا ان کا گھر تباہ ہو گیا، 3 معصوم بچے باپ سمیت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اب ان کی ماں اکیلی ہے کہتی ہے امریکیوں کو کبھی معاف نہیں کرونگی۔

عراق پر امریکی حملے کو پونے دو سال ہو گئے، ملک کے بہت سے علاقوں کے سکول بند ہیں اور بچے تعلیم سے محروم خصوصاً سنی اکثریتی علاقوں کے بچے تو امریکی حملے کے بعد کم ہی سکولوں کو جا سکے ہیں، امریکی بمباری سے بہت سے سکول بھی تباہ ہو گئے ہیں اور بہت سے سکولوں میں امریکی فوج نے کیمپ قائم کر لیے ہیں، امریکی حملوں کی وجہ سے جہاں بے شمار عراقی بچے شہید ہو چکے ہیں وہیں ہزاروں ہمیشہ کے لیے اپاہج اور معذور بھی ہو چکے ہیں ان بچوں کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کے ملک پر حملہ کیوں ہوا اور ہوا بھی تو ان کا قصور یا تھا کہ انہیں کس بات کی سزا دی گئی ہے......؟ جنگ کی وجہ سے بچوں میں نفسیاتی اور ذہنی امراض پیدا ہو رہے ہیں، ہر وقت دھماکوں، فائرنگ، آگ، خون، زخمی اور لاشیں دیکھ دیکھ کر احساسات اور جذبات کا رخ بدل رہا ہے چند روز پہلے اقوام متحدہ کے ہی ذیلی ادارے یونیسف نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ عراقی بچوں کی اکثریت کو معقول خوراک بھی میسر نہیں امریکی حملے سے پہلے تقریباً 12 سال عراق پر اقتصادی پابندیاں عائد رہیں جس کا مطلب ہے کہ عراق دنیا بھر میں کسی ملک سے نہ کچھ لے سکتا تھا اور نہ کسی کو کچھ دے سکتا تھا ان پابندیوں کے باعث 12 سالوں میں 20 لاکھ کے لگ بھگ بچے اس دنیا سے رخصت ہو گئے لیکن اب اقوام متحدہ کا کہنا ہے کہ امریکی حملے کے بعد عراق بچوں کے مسائل اور بھوک میں دوگنا اضافہ ہو گیا ہے، 4 لاکھ بچے مناسب خوراک نہ ملنے کی وجہ سے بیماریوں کا شکار ہیں اور ان کی اجتماعی اموات کا خطرہ ہے۔

امریکی حملوں اور مظالم نے عراقی نوجوانوں کی طرح بچوں کی نفسیات کو بھی جنگی اور جہادی بنا دیا ہے بچے اب امریکیوں کو اپنے حقوق کا دشمن سمجھ کر ان کے خلاف ہتھیار اٹھا نا پسند کرتے ہیں، آپ نے چند ماہ قبل سنا ہی ہوگا کہ 10 سالہ عراقی بچے نے بغداد میں راکٹ مار کر امریکی ٹینک تباہ کر دیا، جس میں سوار کئی فوجی جل مرے، یہ ایک واقعہ نہیں، جگہ جگہ بچے اب امریکیوں کے خلاف لڑائی کو تعلیم پر ترجیح دیتے نظر آتے ہیں، عراق میں مجاہدین جہاں کہیں امریکی گاڑیوں کے قافلوں پر حملے کرتے ہیں تو انہیں بعد میں آگ لگانے اور تباہ کرنے میں بچے پیش پیش رہتے ہیں جن کی تصویریں ساری دنیا کے سامنے آتی رہتی ہیں، عراقی بچوں کا سب سے دلچسپ مشغلہ اور کھیل اب امریکیوں کی گاڑیوں کو تباہ کرنا ان پر پتھراؤ کرنا اور خوشی سے نعرے لگانا رہ گیا ہے، ان بچوں کو جب بھی موقع ملتا ہے امریکیوں کو قتل بھی کرتے رہتے ہیں، فلوجہ میں 4 امریکیوں کو قتل کرنے، آگ لگانے اور پلوں پر لٹکانے والے یہ معصوم بچے ہی تھے، عراقی بچوں نے ہی گزشتہ سال دسمبر میں 2 امریکی فوجیوں کو قتل کر کے ان کی لاشیں جلائی تھیں۔

بچے تو معصوم ہوتے ہیں لیکن عراق کے بچوں نے یہ سارا کچھ کہاں سے سیکھ لیا یہ دراصل امریکہ کا پڑھایا ہوا سبق ہے جس نے ان سے کتابیں چھڑوا کر بندوقیں اٹھانے پر مجبور کر دیا ہے، ان امریکیوں کو مسلمانوں کے بچوں سے زیادہ کتوں اور بلیوں کے لیے پیار ہے کیا آپ نے اسی نومبر میں فلوجہ پر حملے کے بعد وہاں ایک امریکی فوجی کو ایک لاش کے پاس کتے کے بچے سے پیار کرتے نہیں دیکھا؟ کیا ایسے امریکی اس قابل نہیں کہ انہیں انجام تک پہنچایا جائے۔

یہ بچّہ کِس کا بچّہ ہے؟

مشہور شاعر ابن انشاء نے یہ نظم 15 ستمبر 1974، کو لکھی تھی آج 30 سال گزرنے کے بعد بھی یہ نظم کافروں کے ظلم کے شکار ہر مسلمان بچے کی حالت کی عکاسی کرتی ہے اور ان پر صادق آتی ہے۔ 20 نومبر کو بچوں کے عالمی دن کے حوالے سے نظم کے کچھ حصے ملاحظہ کریں۔

یہ بچہ کس کا بچہ ہے
یہ بچہ کالا کالا سا
یہ بچہ بھوکا بھوکا سا
یہ بچہ سوکھا سوکھا سا
یہ بچہ کس کا بچہ ہے
یہ بچہ کیسا بچہ ہے
جو ریت پہ تنہا بیٹھا ہے
نا اس کے پیٹ میں روٹی ہے
نا اس کے تن پر کپڑا ہے
نا اس کے سر پر ٹوپی ہے
نا اس کے پیر میں جوتا ہے
نا اس کے پاس کھلونوں میں
کوئی بھالو ہے، کوئی گھوڑا ہے
نا اس کا جی بہلانے کو
کوئی لوری ہے، کوئی جھولا ہے
نا اس کی جیب میں دھیلا¹ ہے
نا اس کے ہاتھ میں پیسا ہے
نا اس کے امی ابو ہیں
نا اس کی آپا خالہ ہے
یہ سارے جگ میں تنہا ہے
یہ بچہ کس کا بچہ ہے

....

یہ صحرا کیسا صحرا ہے
نہ اس صحرا میں بادل ہے
نا اس صحرا میں برکھا² ہے
نا اس صحرا میں بالی ہے
نہ اس صحرا میں خوشہ³ ہے
نہ اس صحرا میں سبزہ ہے
نا اس صحرا میں سایا ہے
یہ صحرا بھوک کا صحرا ہے
یہ صحرا موت کا صحرا ہے

....

یہ بچہ کیسے بیٹھا ہے
یہ بچہ کب سے بیٹھا ہے
یہ بچہ کیا کچھ پوچھتا ہے
یہ بچہ کیا کچھ کہتا ہے
یہ دنیا کیسی دنیا ہے
یہ دنیا کس کی دنیا ہے

....

اس دنیا کے کچھ ٹکڑوں میں
کہیں پھول کھلے کہیں سبزہ ہے
کہیں بادل گھر گھر آتے ہیں
کہیں چشمہ ہے، کہیں دریا ہے
کہیں اونچے محل اٹاریاں⁴ ہیں
کہیں محفل ہے، کہیں میلا ہے
کہیں کپڑوں کے بازار سجے
یہ ریشم ہے، یہ دیبا⁵ ہے
کہیں غلے کے انبار لگے
سب گیہوں دھان⁶ مہیا ہے
کہیں دولت کے صندوق بھرے
ہاں تانبا، سونا، روپا ہے
تم جو مانگو سو حاضر ہے
تم جو مانگو سو ملتا ہے
اس بھوک کے دکھ کی دنیا میں
یہ کیسا سکھ کا سپنا⁷ ہے
یہ کس دھرتی کے ٹکڑے ہیں؟
یہ کس دنیا کا حصہ ہے؟

....

ہم جس آدم کے بیٹے ہیں
یہ اس آدم کا بیٹا ہے
یہ آدم ایک ہی آدم ہے
وہ گورا ہے یا کالا ہے
یہ دھرتی ایک ہی دھرتی ہے
یہ دنیا ایک ہی دنیا ہے
سب اک داتا کے بندے ہیں
کچھ پورب پچھم⁸ میں فرق نہیں
اس دھرتی پر حق سب کا ہے

....

یہ تنہا بچہ بیچارہ
یہ بچہ جو یہاں بیٹھا ہے
اس بچے کی کہیں بھوک مٹے
کیا مشکل ہے، ہو سکتا ہے
اس بچے کو کہیں دودھ ملے
ہاں دودھ یہاں بہتیرا ہے
اس بچے کا کوئی تن ڈھانکے
کیا کپڑوں کا یہاں توڑا⁹ ہے؟
اس بچے کو کوئی گود میں لے
انسان جواب تک زندہ ہے
پھر دیکھیے کیسا بچہ ہے
یہ کتنا پیارا بچہ ہے

....

اس جگ¹⁰ میں سب کچھ رب کا ہے
جو رب کا ہے، وہ سب کا ہے
سب اپنے ہیں کوئی غیر نہیں
ہر چیز سب کا ساجھا ہے
جو بڑھتا ہے، جو اُگتا ہے
وہ دانا ہے، یا میوہ ہے
جو کپڑا ہے، جو کمبل ہے
جو چاندی ہے، جو سونا ہے
وہ سارا ہے اس بچے کا
جو تیرا ہے، جو میرا ہے
یہ بچہ کس کا بچہ ہے؟
یہ بچہ سب کا بچہ ہے

....

1۔ دھیلا۔ پرانے دور میں کرنسی کی اکائی۔ ایک پیسے میں دو دھیلے ہوا کرتے تھے اور 64 پیسے کا ایک روپیہ ہوا کرتا تھا۔ آج کل 100 پیسے کا ایک روپیہ ہے لیکن عملاً آج پیسے میں لین دین ختم ہو چکا ہے۔ 2۔ بارش 3۔ گچھا 4۔ بلند اور عمدہ مکان 5۔ ملائم کپڑا 6۔ چاول 7۔ خواب 8۔ مشرق، مغرب 9۔ بوری 10۔ دنیا

کہاں؟

اللہ تعالیٰ کے وجود کے بارے میں بہت سی باتیں مشہور ہیں کہ اللہ کی ذات کہاں ہے لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور عرش ساتویں آسمان کے اوپر ہے قرآن اور حدیث کے بہت سے دلائل سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے نہ کہ دنیا میں ہر جگہ لیکن دنیا میں اپنے علم اور قدرت کے ساتھ ہر جگہ اور ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

سیدنا معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ایک لونڈی تھی جو میری بکریاں احد پہاڑ کے نزدیک چرایا کرتی تھی ایک دن بھیڑیا میری ایک بکری اٹھا کر لے گیا تو مجھے افسوس ہوا گھر آنے پر میں نے اس لونڈی کو تھپڑ مارا بھر میرے دل نے ملامت کی تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور سارا واقعہ بیان کیا اور چاہا کہ میں اس کو آزاد کر دوں آپ نے فرمایا اسے میرے پاس لاؤ جب اسے میں لیکر آیا تو آپ نے پوچھا کہ بتاؤ اللہ کہاں ہے؟ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا عرش پر۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "بتا میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا آپ ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو آزاد کر دو یہ ایمان والی ہے یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ عرش پر ہے۔ (مسلم، ابی داؤد)

رانا شہباز طاہر مٹھ ٹوانہ جوہر آباد سرگودھا

ننھے مجاہد کی خواہش

شہادت ہی پانے کو جی چاہتا ہے
یہ حسرت مٹانے کو جی چاہتا ہے
جوانی کا کچھ بھی بھروسہ نہیں جب
تو بچپن لٹانے کو جی چاہتا ہے
بہت کھیل کھیلا کھلونوں سے اب تو
اسلحہ چلانے کو جی چاہتا ہے
معوذ معاذ کی پھر سے تمہیں اب
کہانی سنانے کو جی چاہتا ہے
اے تاریخ طارق وقاسم وسلطاں
تیرے گیت گانے کو جی چاہتا ہے
شہدائے اسلام کے پاس میرا
جنت میں جانے کو جی چاہتا ہے
شہادت ہے مقصود ومطلوب مومن
تجھے آزمانے کو جی چاہتا ہے

عقیل احمد اسد چونیاں

ہائے میری سائیکل

حافظ باسم رضا لاہور

جونہی قرآن کا حفظ مکمل کیا تو گھر والوں کے سامنے سائیکل کا مطالبہ بھی رکھ دیا کیونکہ جب کسی کو سائیکل پر سوار جاتے دیکھتا تو دل مچلتا کہ کاش میں بھی یونہی آرام سے بیٹھا آہستہ آہستہ پاؤں ہلاؤں اور اڑتا جاؤں، نہ پٹرول کا خرچ نہ ورکشاپ میں مرمت کی مصیبت، یعنی کم خرچ بالانشین، نہیں بلکہ، ایک دفعہ خرچ اور بالانشین، لیکن اس حسرت کا ہمیشہ خون ہی ہوتا رہا گھر والے ٹرخاتے تو ہم نے بھی اپنا انداز بدلنا شروع کر دیا۔ وہ کوئی بات پوچھتے ہیں جھٹ منہ سے سائیکل نکالتے، یوں اب آگے سائیکل پیچھے سائیکل، دن سائیکل رات سائیکل۔ غرض گھر میں سائیکل سائیکل کا وہ طوفان کھڑا کیا کہ ہر کوئی پناہ مانگتا لیکن گھر والے بھی آسانی سے ماننے والے نہیں تھے، پتہ نہیں انہیں ہمارے اندر کون سی کمی دکھائی دیتی کہ سائیکل کی بات پر کوئی کان ہی نہ دھرتا، کئی دفعہ تو پاؤں الٹے سیدھے کر کر دیکھتے کہ کہیں یہ تو ٹیڑھے نہیں کہ گھر والے سائیکل لے کر دینے کو تیار نہیں۔ ٹانگوں کی مضبوطی دکھانے کے لیے ان کے سامنے مختلف حرکتیں کرتے لیکن مجال ہے کسی پر کوئی بات یا حرکت اثر کرتی ہو، شاید گھر والوں نے سوچ رکھا تھا کہ اکیلا کتنی دیر تک مقابلہ کرے گا، آخر چھوٹا ہے اور دل چھوٹا کر کے بیٹھ ہی جائے گا۔ لیکن ہم نے بھی پیچھے ہٹنے سے صاف انکار کر دیا تھا لیکن کیفیت یہ تھی کہ ''ایک طرف سارا گھر اور ایک طرف میں بے چارا''، سو امیدوں کے چراغ ٹمٹمانے لگے دل بوجھل ہونے لگا، اس کی وجہ یہ بھی تھا کہ ہماری رٹ پر ہمیں اگلے مہینے کی جھنڈی دکھلائی جاتی تھی، اور چلتا کر دیا جاتا مجال ہے کہ 30 دنوں کے بعد وہ مہینہ کبھی آیا ہو کہ جب ہمارے امیدیں کسی کنارے لگیں، اب مہینہ تو کسی تاریخ کا نام بھی نہیں کہ ہم اس دن ہائے وائے مچائیں، طوفان کھڑا کریں، جیسے کل کبھی نہیں آتا ویسے ہی اگلا مہینہ بھی ڈیڑھ سال میں نہ آسکا لیکن ایک دن نہ جانے ابو کو کیا سوجھی اچانک بولے، بیٹا سائیکل دیکھ آؤ، اگلے ہفتے خریدنے چلیں گے، ہائیں! یہ کہیں خواب تو نہیں دیکھ رہا، چٹکی کاٹی بازو پر دانت سے کاٹ ڈالا لیکن جب درد بھری چیخ ابھری تو احساس ہوا کہ میں حقیقت کی دنیا میں ہوں، بس اس کے بعد اپنی تو ''ٹور'' ہی الگ تھی، گھر بھر میں رعب جھاڑتے پھرتے تھے کہ دیکھو ''کون جیتا'' اور ''کرو مقابلہ'' لیکن سب کھسیانے ہو کر ادھر ادھر ہو جاتے، ادھر ابو نے سائیکل دیکھنے کو کہا ادھر ہم بھائی کے کندھوں پر سوار کہ ابھی اور ابھی سائیکل دکھانے چلو، ساتھ ہی ابو کی بات سنا کر دھمکاتے کہ دیر نہیں ہونی چاہیے سو بھائی سائیکل دکھانے لے گئے، اب جناب سائیکل ہمیں پسند کیسے آئے، کسی کا رنگ اچھا نہیں تو کسی کی سیٹ سخت ہے کسی کا سائز بڑا ہے تو کسی کی قیمت سن کر چکر آئیں، ایک سے دوسری، دوسری سے تیسری یونہی دکانوں میں گھستے اور پھر باہر، تنگ آ کر بھائی نے ہر دکان کو آخری کہہ کر زبردستی پسند کرنے پر مجبور کیا اور کئی دفعہ تو پسند مسلط کرنے کی کوشش کی لیکن ہم کب قابو آنے والے تھے، چل چل کر اور پوچھ پوچھ کر بھائی کے پاؤں تھکنے لگے لیکن مجال ہے ہماری چال اور زبان کی تیزی میں فرق آیا ہو، ایک دکان والا تو کہہ اٹھا کہ بھائی، یہ چھوٹا کہیں قد میں پیچھے تو نہیں رہ گیا، آپ زیادہ جلدی بڑے ہو گئے ہم نے سنتے ہی ''چلو بھیا ہم اس سے سائیکل ہی نہیں لیتے'' کی تڑی لگاتے ہوئے دکان سے باہر دوڑ لگا دی، اور دکاندار ہماری پھرتیاں دیکھتا رہ گیا، تھک ہار کر ایک سائیکل پر ہماری نظر ٹک ہی گئی، دل ہی دل میں سو دعائیں مانگ کر قیمت پوچھنے کی جرات کی تو 35 سو کا سن کر دھڑکتے دل کو کچھ سکون ہوا کہ چلو گزارہ چل جائے گا، سو دوکاندار کو پھر آنے کا کہہ کر دکان سے انداز فاتحانہ میں لہراتے نکل آئے، آج تو یوں لگ رہا تھا جیسے فاتح عالم بن گئے ہوں، اب ایک ہفتے کا انتظار باقی تھا جو ایک ایک لمحہ گھڑی اور سورج کو چڑھتے اترتے دیکھ کر گزرتا، جب رات کے بعد صبح ہوتی تو یہ سوچتے کہ لو ایک دن اور کم ہوا۔ پھر جب ہفتہ سے اتوار آیا تو یہ سوچنے لگے کہ آئندہ ہفتے تو اپنے پاس سائیکل ہوگی۔ بس یہ اتوار تو سائیکل کے بغیر زندگی کا آخری اتوار ہے، رات کو سوتے میں خواب سائیکل کے آتے اور جاگتے میں خیالات کبھی، سڑکوں پر گاڑیوں کو اوورٹیک کر رہے ہیں اور کبھی دوستوں سے ریس جیت رہے ہیں کبھی ''سائیکل اچھی'' ہونے کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ خوابوں اور خیالوں میں یوں لگتا جیسے ہم سائیکل پر اڑے جا رہے ہیں اور ساری دنیا ہماری طرف ہی متوجہ ہو کر نظارہ کر رہی ہے، خیر دعائیں مانگتے وہ دن آ ہی گیا جب ہم سائیکل خریدنی تھی، ابو اور بھائی کو پابند کر دیا کہ آج سب سے پہلے سائیکل خریدی جائے گی اور پھر کوئی دوسرا کام ہوگا، سو ان کی منتیں سماجتیں کرتے صبح سویرے ہی دکان پر پہنچ گئے، لیکن یہ کیا......؟ دوکان تو بند تھی کیونکہ ابھی آٹھ بجے تھے اور دکان کے کھلنے کا وقت 9 تھا اب واپس جا سکیں اور نہ ٹھہر سکیں سڑک پر گزرنے والے اکا دکا بندے ہمیں عجیب عجیب نظروں سے گھوریں کہ سویرے دوکان کے باہر کھڑے یہ تینوں بندے کیا کر رہے ہیں ساتھ ہی خوف بھی آنا شروع ہو گیا کہ کہیں پولیس کے ہتھے ہی نہ چڑھ جائیں، ایک نظر گھڑی پر اور دوسری سڑکوں پر کہ کب دکان کا مالک آئے گا اور دکان کھولے گا۔ گھنٹہ نہ تھا یہ تو گزرے ہفتے سے بھی بھاری تھا، سیکنڈ، پھر منٹ اور پھر کرتے کرتے گھنٹہ گزر ہی گیا اور پھر دکاندار آ پہنچا۔ اس نے جونہی دکان کو کھولنا شروع کیا ہم گیٹ کی جانب منہ کر کے کھڑے ہو گئے، اور جوں جوں گیٹ اوپر اٹھا ہم اندر سائیکلوں کو جھانکتے جاتے، گیٹ اٹھتے ہی آؤ دیکھا نہ تاؤ اور دکان کے اندر دوڑ لگا دی، لیکن اندر اندھیرا ہونے کی وجہ سے کچھ نظر نہ آیا اور سائیکلوں سے ٹکر ہو گئی، یوں سائیکل سواری سے قبل ہی اسکی ضرب کا مزا چکھ لیا تھا۔ دکاندار سے سائیکل کی قیمت پر بات شروع ہوتی ہم ابو اور بھائی سے آگے بڑھ کر قیمت کم کرانے میں مصروف ہو گئے، ہماری پھرتی دیکھ کر ابو بھی محظوظ ہو رہے تھے، لیکن اتنی مارا ماری کے باوجود 50 روپے ہی قیمت کم ہو سکی، سو ہم اسی کو غنیمت سمجھ کر ہاں کر بیٹھے اور پھر سائیکل خرید کر گھر پہنچے۔

سائیکل گھر پہنچی تو ہماری شان ہی اور تھی ''پیچھے ہٹ''، ''ہاتھ نہ لگانا''، ''دور سے دیکھ لو''، ''چلانے نہیں دونگا'' اور ایسی ہی دھمکیوں سے سب کو خوب لتاڑا۔ دو دن تو ہوش نہ تھی، گھر والے رات کو سو جاتے اور ہم سائیکل کے پاس کھڑے ''دیدار یار'' میں مصروف ہوتے، زیادہ بوجھ سے بچانے کے لیے کسی دوسرے کو بیٹھنے تو کیا ہاتھ لگانے کی اجازت نہ دیتے اور پھر جناب گھر آتے اور گھر سے نکلتے دو دفعہ غسل بھی دیا جاتا اور ایک ایک حصے کی مالش بھی کی جاتی لیکن اس دھلائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ سپیڈو میٹر تو چند دن میں ہی جواب دے گیا کیونکہ پانی پڑنے کی وجہ سے وہ خراب ہو گیا تھا پھر ایک دن نہ جانے کیا سوجھی، کھیلنے کے لیے سائیکل کا بلب بھی خود ہی نکال لیا۔ سائیکل نے ہمارے ہاتھوں یہ دوسرا زخم اٹھایا تھا، پھر ایک دن گھنٹی کی آواز بڑھانے کی غرض سے اس کا بھی آپریشن کر ڈالا لیکن پہلی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ پھر روز روز دھو دھو کر زنگ نے بھی کمال دکھانا شروع کر دیا تھا۔ اس سے بڑھ کر ایک اور کمال جس کا تذکرہ ہم کر ہی نہیں سکے وہ یہ کہ سائیکل چلانی تو آتی تھی لیکن اسے روک کر اترنا مشکل تھا سو

مجھے ضرور پڑھیے

ننھے مجاہد آیا...... دل خوش ہو گیا جلدی جلدی پکڑا اور ساری کہانیاں اور مضمون دیکھنے شروع کر دیے...... کہ میرا مضمون بھی شامل ہے کہ نہیں...... نظر نہ آیا تو دوبارہ دیکھا...... پھر نظر نہ آیا تو...... دماغ کھولنا شروع ہو گیا اور...... چڑھ غصہ گیا پتہ نہیں کیا کیا سوچا اور دل ہی دل میں کتنی بار صلواتیں سنائیں...... کوسنے دیے...... کیا ہم اس قابل نہیں کہ ہماری تحریر چھپ سکے، لیکن پھر دل پر پتھر رکھ...... کر صبر کر لیا اور خط لکھنے کا ارادہ کر لیا اور کئی دفعہ تو لکھ بھی دیا لیکن...... ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیے:

کیا آپ چاہتے ہیں کہ ''ننھے مجاہد'' بہتر ہی نہیں بہترین ہو۔

اسے ہر پڑھنے والا پسند کرے اور یہ ترقی کرے۔

تو پھر...... آپ مایوس نہ ہوں، ننھے مجاہد...... آپ کا اپنا میگزین ہے۔ اگر آپ کی تحریر نہ چھپ سکے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم آپ کی حوصلہ شکنی کر رہے ہیں بلکہ ہم...... چاہتے ہیں کہ آپ بار بار کوشش کریں جب آپ بار بار لکھیں گے دوسروں کی تحریروں سے اپنی تحریر کا تقابل کریں گے اور سیکھنے کی کوشش کریں گے تو پھر آپ کی تحریریں ضرور شائع ہونگی لیکن اصرار نہ کریں اور دھمکیاں بھی نہ دیں کیونکہ ہمارا دل آپ کے معاملے میں بہت کمزور ہے۔

یاد رکھیں! مایوسی ناکام لوگوں کی سب سے بڑی نشانی ہے۔

بس ''ننھے مجاہد'' سے جڑے رہیے، یہی ہماری خواہش ہے اسے ترقی دیجیے، دوستوں تک پہنچائیے اور ان کو بھی تاکید کیجیے کہ وہ بھی آگے پہنچائیں۔ یوں چراغ سے چراغ جلتا جائے اور ہر طرف اجالا ہو جائے

جب روکنا مقصود ہوتا تو پھر اسے گرا کر روکنا پڑتا۔ یوں ہمیں بھی چوٹیں لگتیں اور سائیکل کے ساتھ ساتھ ہمارا جسم بھی نشان زدہ ہوتا اور ''ٹاکیاں'' لگتیں، وقت کے ساتھ ساتھ نئی نویلی سائیکل کی طاقت کو بھی آزمانا شروع کر دیا اور پھر اسے کھڈوں میں لے جا کر ہم اس کا خوب امتحان لیتے اور پھر دوستوں میں خوش ہوتے اور کارنامے سنائے جاتے کہ ہماری سائیکل کی تو کیا ہی بات ہے۔ لیکن یہ سلسلہ چند روز سے آگے نہ بڑھ سکا کیونکہ اب سائیکل کی اکڑی گردن ڈھیلی پڑ گئی تھی پھر ایک روز تو یہ حال ہو گیا کہ سائیکل کو سیدھے گھماتے تو وہ بے قابو ہو کر ڈولتی اور پھر گر پڑتی، سو اس کی بگڑی حالت دیکھ کر ایک بار پھر ابو جی حضور کے پاس جانا پڑا کہ اس کی مرہم پٹی کروا دیں، ابو بھی پتہ نہیں کس خوشی میں سرشار تھے بغیر حساب کتاب لیے ہی درست کروالائے وگرنہ ہماری تو سانسیں خشک ہو چلی تھیں، سائیکل درست ہو کر 2 دن بعد دوبارہ آئی تو وہ ایک نئے حشر سے دوچار ہو گئی، چند روز بعد کی بات ہے گھر والوں نے کسی کام سے مارکیٹ بھیجا، دکان میں دو چار منٹ لگائے، سائیکل بغیر تالے کے کھڑی تھی ویسے بھی اب کچھ یقین پختہ سا ہو چلا تھا اس لیے تالے کی زیادہ پرواہ نہ کی اور وہ بھی تو بھائی نے لیا تھا جو ہم دوبارہ واپس نہ لے سکے، خیر دو چار منٹ بعد جب واپس آئے تو وہ جگہ جسے ہماری سائیکل کو اٹھانے کی سعادت نصیب ہوتی تھی اب ویران تھی، ادھر ادھر دیکھ، گھوم گھما لیکن سائیکل نظر نہ آئے، دھڑکنیں تیز دماغ بوجھل ہونے لگا، آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا، اب دل کو سو سو دلاسے اور آسرے دیئے کہ ممکن ہے بھائی لے گئے ہوں کسی دوست کی شرارت ہو، گھر لوٹ آئے لیکن وہ دن اور آج کا دن سائیکل نہ ملنا تھی سو نہ ملی، اب جب بھی میں صبح سکول جاتے ہیں تو پہلے صحن کی طرف بے ساختہ قدم اٹھ جاتے ہیں، کیونکہ ہم وہیں سائیکل کھڑی کیا کرتے تھے، اور وہیں سے ہی سائیکل نکال کر سکول جاتے تھے، اب جب صحن کی طرف جاتے ہیں تو سائیکل وہاں کھڑی نہیں ہوتی اس وقت ہمیں وہ حدیث یاد آتی ہے جس میں حضور ﷺ سے ایک آدمی نے پوچھا'' کہ کیا میں اپنے اونٹ کو کھلا چھوڑ دوں کہ اللہ اس کا نگہبان ہے، آپ ﷺ نے فرمایا! نہیں اس کے پاؤں کو باندھ کر رکھ یعنی اس کو رسی سے باندھ۔'' میں نے بھی اپنی سائیکل کو تالہ نہ لگایا اور یہی امید کی جیسی اس بندے نے کی تھی جس کا اونٹ تھا، نتیجہ ظاہر تھا سائیکل گم ہو گئی، لیکن اس بات کا ایک فائدہ ہوا کہ نصیحت حاصل ہو گئی کہ ہمیں ہمیشہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی باتوں پر عمل کرنا چاہیے، اس سے فائدے میں رہیں گے اور اگر ان کو نہیں سنیں گے تو بہت نقصان ہوگا، دنیاوی بھی اور اخروی بھی۔

مسلم دنیا کی سیر

امام بخاری کی سرزمین
ازبکستان

دنیا کے نقشے پر نظر دوڑائیے، پاکستان کے ساتھ ملا ملک افغانستان اور پھر اس کے ساتھ تاجکستان کا ملک نظر آئے گا، اس کے ساتھ ہی ایک اور ملک ازبکستان کی سرحد بھی نظر آتی ہے، افغانستان کے ساتھ اس خطے کو وسط ایشیا کہا جاتا ہے، جہاں کئی اور مسلم اکثریتی ملک بھی واقع ہیں جن میں تاجکستان اور ازبکستان کے علاوہ، ترکمانستان، قازقستان، کرغزستان، آذربائیجان وغیرہ شامل ہیں، یہ ممالک افغانستان میں روس کے خلاف جہاد کے نتیجے میں 70 سال کی غلامی کے بعد آزاد ہوئے تھے، یہاں روس کے قبضے سے لیکر صدیوں تک مسلمانوں کی حکومت قائم رہی، وسط ایشیا کا یہ علاقہ انسانی وجود کی قدیم تاریخ رکھتا ہے جدید تحقیقات کے مطابق یہاں سے انسانی وجود کے 10 ہزار پہلے کے آثار ملے ہیں، اس خطے پر سکندر اعظم جو 356 قبل مسیح پیدا ہوا تھا نے بھی حملہ کیا اور یہاں قدیم یونانی رسومات اور تہذیب کو پروان چڑھانے کی کوشش کی لیکن 336 قبل مسیح میں اس کے مرنے کے بعد یہ علاقہ اس کی حکومت سے نکل گیا اس کے بعد یہاں 500ء سے 600 عیسوی تک ترکوں کی بھی حکومت قائم رہی لیکن ساتویں صدی عیسوی کے اواخر میں جب اسلام کی قوت اپنے عروج پر تھی اور اموی خاندان سارے عالم اسلام کی قیادت کر رہا تھا یہاں ولید بن عبدالملک کے ایک جری کمانڈر قتیبہ بن مسلم رحمہ اللہ نے چڑھائی کی اور اس سارے علاقے کو فتح کر لیا۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی سرزمین بخارا اور ثمرقند بھی ازبکستان میں واقع ہے۔ جن کے بارے میں آپ ننھے مجاہد میں مضامین پڑھ چکے ہیں۔ اسلام کی آمد کے بعد یہ علاقہ مسلمانوں کا مرکز بن گیا، اور یہاں سے عظیم مسلمان علماء اور محدثین، محققین اور سائنسدان پیدا ہوئے بعد میں یہاں کئی خود مختار ریاستیں بھی قائم ہوئیں، اس خطے میں مسلمانوں کے بہت بڑے قاتل چنگیز خان نے بھی تباہی مچائی۔ یہ 13ویں صدی عیسوی کے آغاز کا زمانہ تھا۔ چنگیز خان کے بعد امیر تیمور نے بھی 1370ء میں یہ علاقے فتح کیے اور اور اپنی حکومت قائم کی۔

برصغیر پاک و ہند میں مغل حکومت کی بنیاد رکھنے والے ظہیر الدین بابر کا تعلق بھی اسی علاقے سے تھا۔ جو والدہ کی طرف سے چنگیز خان جبکہ والد کی طرف سے امیر تیمور کی نسل سے تھا۔ یہاں اس کے والد سلطان مرزا کی حکومت قائم تھی، حکومت جب ظہیر الدین بابر کے قبضے میں آئی تو اسے 1504ء میں پڑوسی حکومتوں نے شکست دے کر یہاں سے نکال دیا۔ لیکن وہ کابل میں پناہ لینے کے بعد ایک بار پھر بڑی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ 1920ء کے زمانے میں جب روس نے یہاں قبضہ کیا تو مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے گئے۔ مساجد اور مدارس کو تالے لگا کر اسلام اور مسلمانوں کی نقل و حرکت اور تبلیغ پر پابندی لگا دی گئی، مسلمان کہلوانا تو کجا اسلامی نام تک رکھنا جرم تھا اور قرآن یا دینی کتب رکھنے پر بھی سزا دی جاتی تھی لیکن 1991ء میں جب روس ٹوٹ گیا تو مسلمان آزاد ہو گئے، مساجد آباد ہو گئیں اور یہاں کے لوگ 70 سال بعد دوبارہ اسلام پر عمل پیرا ہو گئے لیکن ان کی بدقسمتی کا دور ابھی مکمل ختم نہیں ہوا کیونکہ ان کے ملک پر روس نے اثر و رسوخ استعمال کر کے اسلام کریموف کو صدر مسلط کر دیا تھا جو مسلمانوں کا اب بھی بڑا دشمن ہے۔ یہاں اب دوبارہ سے جہادی تحریک چل رہی ہے۔

محمد عمر فاروق شاہ پور سرگودھا

پاکستان کے قبائلی علاقوں میں طاہر یلدوشیف نامی جس مجاہد کا تذکرہ عموماً ہوتا رہتا ہے کا تعلق بھی اسی خطے سے ہے۔ اللہ کرے یہاں کے مسلمان مکمل طور پر آزاد ہوں اور اپنی مرضی سے دین پر مکمل کاربند ہو سکیں، ملک کا دارالحکومت تاشقند ہے۔ بڑے بڑے شہروں میں بخارا، ثمرقند، غاوائی قابل ذکر ہیں۔ یہاں کی آبادی دو کروڑ 65 لاکھ تک ہے۔ ملک کا رقبہ 4 لاکھ 47 ہزار مربع کلومیٹر ہے۔

فی کس آمدنی 420 ڈالر سالانہ تک ہے ملک کی اہم برآمدات میں کاٹن، سونا، قدرتی گیس، معدنیات، قیمتی پتھر، کپڑا اور گاڑیاں شامل ہیں۔ ملک کی سرحدیں افغانستان کے علاوہ ترکمانستان، قازقستان، کرغیزستان اور تاجکستان سے ملتی ہیں۔ ترکمانستان کو سمندر کسی جانب سے بھی نہیں لگتا۔ یہاں ازبک، تاجک اور روسی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ملک 1 ستمبر 1991ء کو روس سے الگ ہو کر آزاد ہوا۔

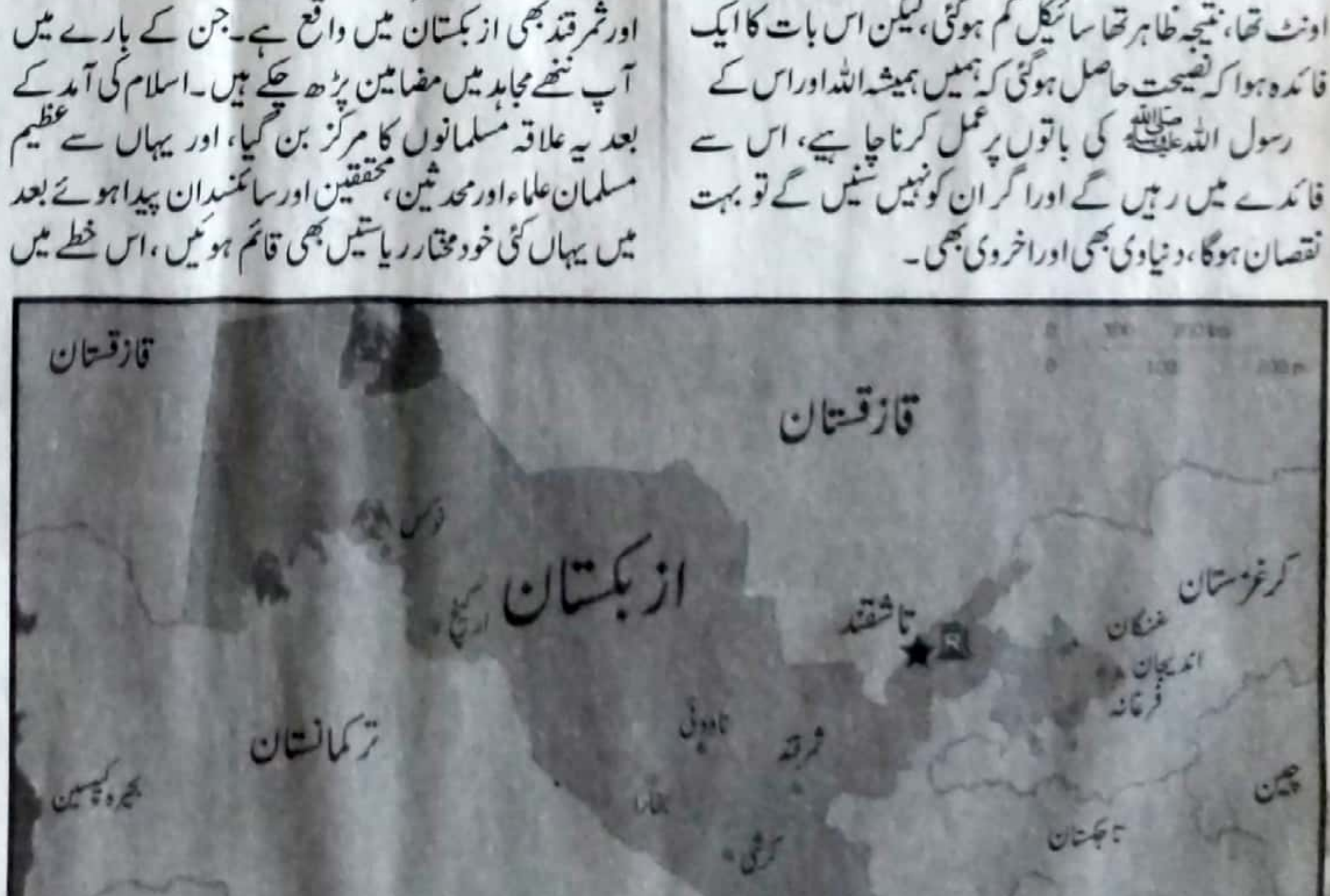

سائنس اور ٹیکنالوجی کی دنیا

خلائی سبزیاں

چین کے سائنسدانوں نے مستقبل میں سبزیاں زمین کی بجائے خلا میں اگانے کے تجربات کیے ہیں، چین کے ایک ادارے نے سب سے پہلے 1987ء میں خلا میں سبزیاں اگانے کا تجربہ کیا تھا یہ تجربہ سات سیٹلائٹ خلا میں چھوڑنے کے بعد کیا گیا تھا، سائنسدانوں نے مختلف تجربات کے بعد یہ دعویٰ کیا ہے کہ خلا میں اگنے والی سبزیاں نہ صرف سائز میں عام سبزیوں سے بڑی ہوتی ہیں بلکہ غذائی لحاظ سے بھی خلائی سبزیاں اپنے اندر زیادہ قوت رکھتی ہیں، مثلاً خلائی ٹماٹرز مین میں اگائے جانے والے ٹماٹر کی نسبت ایک ہفتہ تک زیادہ تازہ رہتا ہے جبکہ خلائی مرچ میں عام مرچ کی نسبت 20 فیصد زیادہ وٹامن سی (Vitamin C) پایا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ ٹماٹر سائز میں ایک عام ٹماٹر کی نسبت بڑے ہوتے ہیں ان کا سائز تقریباً ایک فٹ بال کے برابر ہوتا ہے چین کا ایک ادارہ ''بیجنگ فلائنگ ایگل گرین فوڈز گروپ'' 1999ء سے خلا میں سبزیوں پر تجربات کر رہا ہے جس کے مطابق خلا میں پائی جانے والی کپاس سے زیادہ لمبا اور لچک دار دھاگہ تیار کیا جا سکتا ہے تاہم یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ ایک سائنسدان اپنی زندگی میں 3 نئے پودے ہی Produce کر سکتا ہے، ادارے کا کہنا ہے کہ 1999ء سے لے کر اب تک اس نے 50 سے زائد خلائی پودے تیار کیے گئے ہیں۔

خلائی سبزیوں کے سلسلے میں ابھی تک تمام تجربات لیبارٹریوں میں ہی کیے جا رہے ہیں کیونکہ ان پر اٹھنے والے اخراجات کی وجہ سے ابھی تک کوئی بھی ادارہ اس بات کے لیے تیار نہیں ہے کہ اسے تجارتی بنیادوں پر تیار کر سکے۔

پیارے بچو! ہمارے پیارے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ

آصف خورشید

اپنی تمام مخلوق کو رزق دے گا۔ پہلے اس نے آسمانوں سے بارش برسا کر مردہ زمین میں کھیتیاں اگا دیں، طرح طرح کے پھل اگائے، ایک پودے سے کتنے ہی لوگ اپنی ضرورت کے مطابق خریدار پھل کھاتے ہیں، پہلے زمانے میں خوراک کی پیداوار بھی کم ہوتی تھی لیکن جس طرح آباد بڑھتی گئی اللہ رب العالمین نے رزق کے خزانوں میں بھی اضافہ کر دیا، اب بعض لوگ آبادی زیادہ ہونے کا شور مچا رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بھی انسانوں کی آبادی کی نسبت سے ہی رزق میں اضافہ کر دیتا ہے اور خود ہی انسان کی عقل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ خوارک کی بڑے پیمانے پر تیاری کے لیے کیا کیا اقدامات کیے جا سکتے ہیں اور پھر یہ اللہ تعالیٰ نے یہ سارا کچھ صرف انسان کے لیے پیدا کیا اور انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، اب انسان کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے رب کی بندگی کرے۔

چاول کے دانے جتنی ایٹمی گھڑی

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف سٹینڈرڈ اینڈ ٹیکنالوجی کے ماہرین کی ایک ٹیم نے صرف چند ملی میٹر جسامت کی ایٹمی گھڑی تیار کی ہے یہ گھڑی اتنی درست ہے کہ تین سو سال تک مسلسل چلتے رہنے کے بعد بھی اس کے وقت میں صرف ایک سیکنڈ کا فرق پڑے گا جبکہ عام گھڑیوں میں ایک ہفتے کے دوران 2 سے 3 سیکنڈ تک کا فرق پڑتا ہے (NIST) کی تیار کردہ گھڑی کے لیے ایک پنسل سیل ہی کافی رہتا ہے، نسٹ کے سائنسدان اور گھڑی تیار کرنے والی ٹیم کے سربراہ کا کہنا ہے کہ اپنی موجودہ حالت میں اس گھڑی سے وقت معلوم کرنے کے لیے اس کے ساتھ کچھ اور پرزہ جات کا اضافہ کرنا ہوگا۔

یہ ایٹمی گھڑیاں کہاں استعمال ہوں گی فی الحال تو اس کے متعلق کچھ کہنا مشکل ہوگا تاہم یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ پہلے پہل ان گھڑیوں کا اطلاق ٹیلی مواصلات کے شعبے میں کیا جائے گا۔

گھڑی میں قرآن

حال ہی میں لیکس (Laks) کمپنی نے ایک ایسی گھڑی ایجاد کی ہے جو ٹائم بتانے کے ساتھ ساتھ قرآن بھی سناتی ہے، اس گھڑی میں ایک عدد ایم پی تھری پلیئر اور ریکارڈر موجود ہے گھڑی دراصل ایک ریکارڈر ہے جس میں 256 میگا بائٹ ڈیٹا (5 گھنٹے تک) سٹور کرنے کی گنجائش ہے اس گھڑی میں ویڈیو اور فوٹوز محفوظ کرنے کی صلاحیت بھی موجود ہے گھڑی کو کمپیوٹر کے ساتھ منسلک کر کے آپ مختلف چیزیں ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں اس گھڑی کی موجودہ قیمت 250 ڈالر ہے تاہم آنے والے وقت میں اس میں کمی ہو جائے گی۔

کائنات اللہ نے ہی بنائی

عقلی گھوڑے دوڑانے والے سائنس دان بھی ماننے پر مجبور

یہ دنیا، چاند ستارے، سورج اور کائنات کا یہ سارا نظام کیسے بنا...... یہ سوال ہر انسان کے ذہن میں آتا ہے، لیکن انسان اپنی عقل کے سہارے آج تک اس حقیقت تک نہیں پہنچ سکا، ہر دور کے لوگ اس سلسلے میں مختلف دعوے اور تحقیقات کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

1926ء میں ایک بہت بڑے سائنسدان نے تحقیقات کی بنیاد پر انکشاف کیا کہ کائنات کا آغاز ایک زبردست دھماکے سے ہوا یہ شاید 15 سے 20 ارب سال پہلے کا واقعہ تھا، اس دھماکے کو ''بگ بینگ'' کا نام دیا گیا، یہ نظریہ آج تک سب سے زیادہ پختہ اور حقیقت کے قریب تر سمجھا جاتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق پہلے دھماکے کے بعد کائنات مختلف ستاروں میں تقسیم ہو گئی ابتداء میں یہ ستارے بہت گرم تھے، ہماری زمین بھی انہی ستاروں میں سے ایک ستارہ تھی پھر آہستہ آہستہ ستارے مختلف کیمیائی تبدیلیوں کی وجہ سے ٹھنڈے ہونا شروع ہو گئے، زمین پر زندگی کی ابتداء کے متعلق کہا گیا کہ زمین کے گرم پانی میں موجود کیمیائی مرکبات سے زندگی کا آغاز ہوا لیکن اس کے باوجود ایک سوال یہ تھا کہ آخر ''بگ بینگ'' سے پہلے کیا تھا اور وہ کونسی قوت تھی جو اس دھماکے کا سبب بنی کہ جس نے ایک ایسی کائنات کو وجود بخشا جو پہلے موجود نہ تھی۔

اس کا ایک سیدھا سادہ جواب ہمارے سامنے یہ ہے کہ وہ ذات اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ ہستی جو تمام حکمت و دانائی اور اختیار کی مالک ہے، اسی نے آسمان و زمین کو بے مثال نظم و ضبط کے ساتھ تخلیق فرمایا۔

اس حقیقت کو کوئی مانے خواہ نہ مانے لیکن بہر حال اپنی اپنی جگہ الحاد پرست بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں، مشہور الحاد پرست فلسفی انتھونی فلیو کہتا ہے:

''اعتراف کر لینا روح کے لیے اچھا ہوتا ہے لہٰذا میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ الحاد پرستی کا اعلان کرنے والوں کو کائناتی تخلیق کے سامنے شرمندہ ہو جانا چاہیے۔

اس سلسلہ میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ

''وہ اللہ ہی تو ہے جس نے سات آسمان تخلیق فرمائے اور ویسی ہی زمینیں'' (سورۃ الطلاق)

چنانچہ سائنس بھی اس حقیقت کی طرف ہی اشارہ کرتی ہے کہ اس کائنات کو ایک اللہ ہی نے تخلیق کیا ہے جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

تمباکو نوشی

سے ایک سال میں 50 لاکھ اموات

ایک نئی تحقیقی رپورٹ کے مطابق تمباکو نوشی سے پوری دنیا میں صرف ایک سال سن دو ہزار میں پچاس لاکھ افراد ہلاک ہوئے۔

برطانیہ کی ہارورڈ یونیورسٹی آف کوئنز لینڈ کے مطابق ان میں سے آدھی اموات ان کی لوگوں کی تھیں جن کی عمریں 30 سال سے کم ہیں یعنی عین اکثر کی جوانی میں تمباکو نوشی نے انکی جانیں لے لیں۔

اس تحقیق کے مطابق، جوٹوبیکو کنٹرول نامی ایک جریدے میں شائع ہوئی ہے، وقت سے پہلے ہونے والی یہ اموات ترقی پذیر اور ترق یافتہ ممالک میں ایک ہی شرح سے ہوئی ہیں۔

لیکن تمباکو نوشی سے ہونے والی یہ اموات خواتین کے مقابلے میں مردوں میں تین گنا زیادہ واقع ہوتی ہیں۔

اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ساری دنیا میں مردوں کے مقابلے میں خواتین میں تمباکو نوشی کا رجحان کم ہے ورنہ شرح اموات لحاظ سے سگریٹ پینے والی خواتین کی اموات زیادہ تھیں یہ تحقیقی رپورٹ مرتب کرنے والوں نے حتمی نتائج تک پہنچنے کے لیے مفصل اعداد و شمار اور آبادی کی شرح کا جائزہ لیا۔

رپورٹ میں خبردار کیا گیا ہے کہ اگر ممالک نے تمباکو نوشی کو روکنے کے لیے ضروری قوانین نہیں بنائے اور حکومتوں نے اقدامات نہیں کیے تو مستقبل میں بہت خطرناک نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

دل کا مرض، زخموں کا دیر سے ٹھیک ہونا اور موت تحقیق کے مطابق یہ سب کچھ سگریٹ کا نتیجہ ہیں۔

برٹش میڈیکل جرنل میں چھپنے والی ایک تحقیق کے مطابق وہ افراد جو تمباکو نوشی نہیں کر سکتے اور تمباکو نوشی کرنے والوں کے ساتھ رہتے ہیں ان میں موت کا خطرہ پندرہ فیصد زیادہ ہے۔

ایک اور تحقیق سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ امریکی ریاست مونٹانہ میں سگریٹ نوشی پر پابندی کے بعد وہاں لوگوں میں دل کا دورہ پڑنے پر شرح کم ہوگئی ہے۔

اسی دوران سگریٹ نوشی کے نقصانات کے بارے میں یہ بھی پتہ چلا ہے کہ یہ عادت زخموں کے ٹھیک ہونے کے عمل کو بھی سُست بنا دیتی ہے۔

ویلنگٹن سکول آف ہیلتھ اینڈ سائنسز کے مطابق عمر اور سماجی پس منظر چاہے کچھ بھی ہو سگریٹ نوشی کرنے والوں میں اموات کی شرح پندرہ فیصد زیادہ ہی دیکھی گئی ہے۔

جبکہ ایک اور تحقیق کے مطابق سگریٹ پینے سے عام شخص کی عمر میں دس سال کی کمی آ جاتی ہے۔

یہ رپورٹ برٹش میڈیکل جرنل میں چھپی ہے اور یہ پچاس سال کی تحقیق پر محیط ہے جس میں 34,439 افراد پر تحقیق کی گئی ہے۔

اس تحقیق میں شامل سب افراد 1900 اور 1930 کے درمیان پیدا ہوئے اور سب ہی ڈاکٹر تھے۔

1951ء میں ان کی سگریٹ نوشی کی عادت کے متعلق ان سے سوالات کیے گئے۔

تحقیق کاروں نے اگلے 50 سالوں میں ان کے ساتھ وقفے وقفے سے رابطہ کیا اور معلوم کرنے کی کوشش کی کہ کیا ان کی عادتیں بدلی ہیں یا نہیں۔

انہوں نے ان کے متعلق بھی معلومات حاصل کیں ہیں جو اس دوران وفات پا گئے تھے۔

اب انہوں نے ان اعداد و شمار کا تجزیہ کیا ہے۔

تجزیے سے انہیں معلوم ہوا کے جن افراد نے کبھی سگریٹ نہیں پی تھی وہ سگریٹ پینے والوں کی نسبت اوسطاً دس سال زیادہ جیئے۔

ایک اور بات جو سامنے آئی وہ یہ تھی کہ 70 سال کی عمر کو پہنچنے تک سگریٹ نوشوں کی شرح اموات غیر سگریٹ نوشوں کی نسبت دو گنا تھی۔ (رپورٹ بی بی سی)

عبد اللہ شاہین

اس سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلام کی حرام کردہ چیزوں کو اپنانے سے کتنے بڑے نقصانات اٹھانے پڑتے ہیں اسلام نے نشہ آور اشیاء استعمال کو مکمل منع کیا اور حرام قرار دیا اور ایسا کرنے پر باقاعدہ سزا مقرر کی جبکہ غیر مسلموں نے اسے انسانی آزادی قرار دیکر اس کی کھلی اجازت دی جس کا نتیجہ آج ساری رات بھگت رہی ہے۔

دنیا کے بہت سے ممالک میں اب سگریٹوں کے اشتہارات پر پابندی عائد ہو چکی ہے اور قانون بھی بنایا گیا ہے کہ 18 سال سے کم عمر کے لوگوں کو سگریٹ نہ بیچے جائیں لیکن اس سب کے باوجود پریشانی بڑھتی ہی جا رہی ہے، اس ساری مشکل کا حل یہی ہے کہ دنیا کے سب سے فطرتی دین یعنی اسلام کو پوری طرح اختیار کر لیا جائے وگرنہ مسائل تو بڑھتے ہی رہینگے۔

پہچانیئے اور لکھیئے

یہ تصویر ایک تعلیمی ادارے کی ہے یہ کہاں واقع ہے اسکا یہ حشر کب اور کیسے ہوا اور کس نے کیا۔۔۔؟ آپ اس کے بارے میں مکمل تفصیلات بتائیں اور اس پر ایک کہانی بھی لکھیں بہترین کہانی لکھنے اور درست معلومات دینے والے ننھے مجاہد کا نام اور مضمون نمایاں طور پر شائع کرنے کے علاوہ انعام بھی دیا جائے گا۔ یہ سلسلہ مستقبل میں بھی جاری رہے گا۔

میں فرسٹ ایئر کی طالبہ ہوں اور غزوہ کی مستقل قاریہ ہوں غزوہ کے گزشتہ شمارے کے ساتھ جب ننھے مجاہد آیا تو اس وقت رمضان کا بڑا حصہ گزر چکا تھا اور میں اپنی دوستوں وغیرہ کے لیے 800 کے عید کارڈ خرید چکی تھی لیکن جب ننھے مجاہد میں پڑھا کہ عید کارڈ تو انگریزوں کی رسم بد ہے جو مسلمانوں نے اپنالی ہے اور جو جس قوم کی مشابہت کرے گا اس کو ان کے ساتھ اٹھایا جائے گا یہ مضمون پڑھتے ہی مجھے تو پاوں سے زمین سرکتی محسوس ہوئی ،کاش ننھے مجاہد پہلے مل جاتا اور میں اس گناہ سے بچ جاتی لیکن میں نے تو اب توبہ کرلی ہے آئندہ کبھی عید کارڈ خریدوں گی اور نہ بھیجوں گی ،اللہ میری توبہ قبول فرمائے میرے لیے سب دعا کریں۔

سلوا چوہدری سمبڑیال سیالکوٹ

☆ بہنا! جب انسان اللہ سے سچے دل سے توبہ کر کے گناہ چھوڑتا ہے تو اللہ کے اس کے گناہ کو بھی نیکی بنادیتے ہیں ان شاء اللہ آپ اللہ سے معافی پا چکی ہونگی لیکن آئندہ باز رہنا بھی ضروری ہے، اللہ آپ کے گھر کی پریشانی دور فرمائے اور سب کو دین کی سمجھ دے، آمین

عرض یہ ہے کہ ننھے مجاہد تو بہت اچھا ہے لیکن ایک خامی ہے وہ یہ ہے کہ ننھے مجاہد بہت چھوٹا ہے اسے بڑا بھی کریں اور ہفت روزہ کردیں پلیز، پلیز اس سے نہ ہی کسی کو زیادہ انتظار کرنا پڑے گا اور نہ بہت ہی مایوسی ہوگی اس لیے اسے جلد از جلد بڑا اور ہفت روزہ کردیں آپ کی مہربانی ہوگی۔

ننھے مجاہد کے لیے ایک شعر

اے خدا ہم یہ جھک کر فریاد کرتے ہیں
ملادے وہ ننھے مجاہد جسے ہم روز یاد کرتے ہیں

نام وجگہ نامعلوم

☆ بھئی! ننھے مجاہد کو آئے ہوئے ابھی کتنا عرصہ ہوا ہے یہ آپ سب جانتے ہیں ظاہر ہے آہستہ آہستہ ہی بڑا ہوگا ایک دم سے تو کسی صورت ممکن نہیں یہ تو آپ سب جانتے ہیں۔

ماشاء اللہ ننھے مجاہد بہت اچھا جارہا ہے، اللہ ہمارے پاس ننھے مجاہد کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔

اس رسالے کو اگر آپ ہفت روزہ بنادیں اگر یہ نہیں ہوسکتا تو کم از کم پندرہ روزہ بنادیں، ننھے مجاہد میں غلطیاں بہت ہوتی ہیں درست فرمائیں، شمارہ نمبر 8 میں ایک جگہ (اسلام میں بچوں کا کردار) میں ابوجہل کو معاذ رضی اللہ عنہ اور معوذ رضی اللہ عنہ کے بیٹوں نے قتل کیا۔ لیکن یہ غلط ہے ابوجہل کو تو خود معاذ رضی اللہ عنہ اور معوذ رضی اللہ عنہ نے جہنم رسید کیا ہے اللہ آپکو درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

مدثر شہزاد بھکی، بخشہ مسوردیاں

☆ غلطیوں کی نشاندھی کا شکریہ، ہم کوشش کررہے ہیں کہ ننھے مجاہد میں غلطیاں نہ چھپیں لیکن آپ سب کی ذمہ داری ہے کہ جب کوئی غلطی دیکھیں تو نشان لگا کر ہمیں بھیجیں تاکہ آپ کا ننھے مجاہد بہتر سے بہتر بنایا جاسکے

عرض ہے کہ خیریت کا طالب بخیریت ہے، صورت احوال کچھ اس طرح سے ہے کہ آپ یہ بات ضرور کہیں گے کہ آپ کا خط نہیں ملا لیکن کیا بات ہے، جتنے خط بھیجے ایک کے علاوہ کسی کا جواب نہیں آیا، اور اگر اس بار بھی کچھ شائع نہ کیا گیا تو پھر شاید خود آپ کے پاس آنا پڑے گا خیر یہ تو وقت بتائے گا کہ کیا کرنا پڑتا ہے، براہ مہربانی اس مرتبہ مایوس نہ کیجیے، اور یہ بھی نہ کہیے کہ

ابھی تم طفل مکتب ہو سنبھالو اپنے جوبن کو
یہ طوطے کچی فصلوں کا بڑا نقصان کرتے ہیں

آپ کو خط ای میل کیا جائے تو کیا جواب آئے یا نہیں؟

☆ اگر آپ جو ہمارے پاس آگیں تو یہ ہمارے لیے انتہائی خوشی کی بات ہوگی ہم تو آپ کا بھرپور استقبال کریں گے لیکن یاد رکھیے یہ استقبال محبت اور دوستی تو ننھے مجاہد کی وجہ سے ہے اس سے تعلق کبھی نہ ٹوٹے، ای میل کا جواب دیا جائے گا، ان شاء اللہ۔

عرض ہے کہ ہم اس میگزین کے مستقل قاری ہیں اس کو ہفت روزہ کردیں تو ہم ساری زندگی آپکا احسان نہیں بھلائیں گے اس ماہ میں جو آپ نے تحریریں دی تھیں دو گواہ شہزادیوں کی عید پہلا امتحان بہت اچھے لگے پہلی مرتبہ لکھا ہے۔

(بلال احمد فاروق آباد ضلع شیخوپورہ)

دسویں جماعت میں پڑھتا ہوں، چند ماہ پہلے تک میں بچوں کے دیگر رسائل پڑھا کرتا تھا جن میں فرضی کہانیوں اور جھوٹ کے علاوہ کچھ اور ہوتا ہی نہیں تھا، لیکن اگست 2004ء میں ننھے مجاہد کو اپنا لیا اب مجھے باقاعدگی سے ننھے مجاہد ملتا ہے اور میں ہر ماہ اس سے لطف اندوز ہوتا ہوں، اگر میں ننھے مجاہد کی تعریف کرنے بیٹھوں تو مجھے یقین ہے کہ یہ صفحہ دونوں اطراف سے مکمل بھر جائے گا اس لیے میں صرف اتنا کہوں گا کہ اس تاریکی، اور افراتفری کے دور میں ننھے مجاہد ایک شمع ثابت ہوا ہے جس کی روشنی سے جہالت کا اندھیرا زائل ہوگیا ہو مسلمان بچوں میں اپنے مذہب کو پہچاننے اور اس سے محبت کرنے کا جذبہ بیدار ہوگیا ہے۔

آپ کے خطوط

☆ ہم آپکی طرح باقی ننھے مجاہدوں سے یہی امید رکھتے ہیں کہ وہ جھوٹی داستانوں والے رسالے اور بے کار وفضول کہانیاں پڑھنے کی بجائے ننھے مجاہد ہی پڑھیں گے جو سب سے سچا بھی اور سب سے سچا بھی۔

جماعۃ الدعوۃ کا دفتر ہمارے گھر سے تقریباً آدھا یا ایک کلومیٹر ہے، اور میں خود بھی اخبار اور ننھے مجاہد لوگوں میں تقسیم کرتا ہوں، اور کچھ لوگوں میں دعوت کے لیے مفت بھی فراہم کرنا میری آپ سے گزارش ہے کہ ننھے مجاہد کو ہفت روزہ کردیں، پتہ نہیں آپ میری تجویز پر عمل کریں گے کہ نہیں، امید تو ہے ضرور کریں گے۔

ابوانس فہد اللہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

☆ اچھی بات ہے کہ آپ ناراض نہیں ہوں گے ہماری ردی کی ٹوکری کے ہاضمے کی بہتری نہیں خرابی کی دعا کریں وگرنہ آپ کے خطوط تو ہضم ہوتے جائیں گے انسان کو اپنے گناہوں اور اللہ کے خوف سے رونا چاہیے اس کے علاوہ رونا اچھا نہیں امید ہے آئندہ ایسا نہیں کریں گے۔

آپ نے ستمبر کے شمارے میں ضروری بات میں لکھا ہے ننھا مجاہد اب بہت جلد 15 دن کا بن جائے گا آپ یہ بتادیں کونسے شمارے کے بعد پندرہ دن کا بن جائے گا۔ آپ ضروری بات میں لوگوں کے خط شائع نہ کریں آپ اپنا مسئلہ بتایا کریں۔ میں نے ایک پہلے بھیجا تھا اگر پسند نہ آیا ہو تو آپ کو ایک خط کے پیسے بھیج دوں گا اور یہ بھی نہ پسند آئے تو یہ بھی ساتھ بھیج دینا میرے پتے پر میں پیسے دوں یا آپ اپنے پاس سے لگالیں گے، اگر آپ میرا کوئی بھی نہ خط شائع کیا تو پڑھنا چھوڑ دوں گا، آپ میری باتوں کا جواب ضرور شائع کرنا باقی آپ معلوم ہوجائے کہ آپ سوال بہت مشکل پوچھتے ہیں بدعا نہ ملے تو اور کیا ملے میں آپ کو سچا واقعہ ارسال کررہا ہوں شائع نہ کرنا ہو تو بتادینا کہ شائع نہیں کرنی۔ شکریہ

حافظ محمد نعمان سعید مکان نمبر 100، ڈی بلاک گلشن اقبال رحیم یار خان۔

☆ بھئی اتنا غصہ کیوں؟ کیا آپ کو طاقتور اور پہلوان بننا پسند نہیں اگر ہے تو حدیث رسول ﷺ پر عمل کرتے ہوئے غصہ پر قابو پایئے آپ طاقتور بن جائیں گے۔ آپ تو کیا کوئی ننھا مجاہد ''ننھے مجاہد'' کو پڑھنا کبھی نہیں چھوڑ سکتا چاہے ہم خط شائع کریں نہ کریں کیونکہ سب ننھے مجاہدوں کو اپنے خط نہیں بلکہ اپنا رسالہ پیارا ہے آپ بدعائیں نہ دیں یہ اچھا کام نہیں ہدایت کی دعا کیا کریں سوال مشکل اس لیے ہوئے ہیں تاکہ آپ محنت کریں اور آپ کے علم میں اضافہ ہو۔

ننھے مجاہد اس دفعہ ملا لیکن بہت مشکل ہے، کیا وجہ ہے......؟ اس مشکل کا خاتمہ کریں، اس کے ساتھ ساتھ مجھے یہ بھی شکایت ہے کہ آپ میرا خط کیوں شائع نہیں کرتے، کیا مجھ سے دشمنی ہے؟ ہم ننھے مجاہد کی محبت میں اتنے صفحات ضائع کردیتے ہیں اور آپ بڑے ذوق وشوق سے ان پر پکوڑے رکھ کر کھاتے ہونگے (یقیناً) میری بہن میری تحریر شائع نہ ہونے پر میرا بہت مذاق اڑاتی ہے، (صرف آپ کے پکوڑے کھانے کی عادت کی وجہ سے)۔ ہم ننھے مجاہد کے لیے دعا گو ہیں، اللہ اسے خوب ترقی دے۔ سُنبل مشتاق احمد، کورنگی نمبر 1، کراچی

☆ ''ننھے مجاہد'' کی اشاعت مزید بڑھا رہے ہیں امید ہے جلد یہ شکایت ختم ہوجائیگی، ہمارے لیے ملک نہیں دنیا کے سبھی ننھے مجاہد اور علاقے عزیز ہیں لیکن جہاں سے خط زیادہ آئیں وہیں کے زیادہ شائع ہوتے ہیں۔ یہ تو عام سی بات ہے، آپ کے اکیلے خط سے ہمیں کتنے پکوڑے مل جائیں گے، وہ تو ویسے ہی بہت مہنگے ہیں، ناراض نہ ہوں، خط شائع ہو نہ ہو بس ننھے مجاہد سے تعلق نہ ٹوٹے۔

چند وہ جن کے خطوط اور تحریریں موصول ہوئیں

محمد جاوید اقبال بھٹی (7 فٹ طویل خط لکھنے کا بہت شکریہ یہ آپ کی ننھے مجاہد سے محبت کا ثبوت ہے، اللہ اس میں اضافہ کرے)۔

سلیمان نذیر رینالہ خورد اوکاڑہ، محمد ذیشان نعیم، قراۃ العین خنساد یپالپور اوکاڑہ، والی اللہ نورستانی کراچی، عائشہ انجم تخت ہزارہ سرگودھا (خط شامل ہوگیا لکھنے کی کوشش کی جاری رکھیں) محمد آصف جمیل فتح جھنگ اٹک حافظ عبدالرحیم گلبرگ III لاہور، شہزاد علی ماموں کانجن، کاشف رفیق گگو منڈی، عبدالرحمٰن آکاش ملیر کراچی، نازیہ بتول کلیانوالہ حافظ آباد، مولا داد بالادی محمدی شداد پور سانگھڑ، مصور رحمٰن مٹھہ ٹوانہ خوشاب (انعام دوبارہ بھیجا جائے گا) ملک کاشف ہارون آباد، ملک محمد زبیر اوڈانوالہ، صفیہ رحمت خان جدہ سعودی عرب، سیف الرحمٰن افضل مٹی تل ملتان (معلومات شائع ہوجائیں گی)۔

محمد احمد نیامت، محمد عمران نیامت کھڈیاں قصور، صائمہ عبدالسلام مرکز طیبہ مریدکے، اخت ابوطلحہ سرگودھا 29 جنوبی، ابرار احمد چونیاں قصور، محمد رضوان بدر تاندلیانوالہ فیصل آباد، حافظ عابد الٰہی عاصم مقام نہیں لکھا، فیض الرحمٰن ٹاؤن رکن،

فرضی قصے کہانیوں اور بے مقصد لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

ننھے مُجاھد

غزوہ

18

19 ربیع الاول 1426ھ 29 اپریل تا 12 مئی 2005ء

سیرۃ النبی ﷺ نمبر

اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھ
سے اپنے والدین، بچوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت نہ کرنے لگے

رحمۃ للعالمین

بشریٰ خالد، ہارون آباد

ارشاد باری تعالیٰ ہے:
"اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کو تمام لوگوں اور تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ حیوانات، نباتات، جمادات غرض تمام مخلوق اللہ کے لئے رحمت بنا کر مبعوث کئے گئے ہیں جیسا اللہ رب العزت نے آپ کو رحمۃ العالمین کہتے ہیں وہاں اپنے محبوب ﷺ کو رحمت العالمین فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کی رحم دلی کی مثال ہمیں طائف کے واقعہ سے ملتی ہے۔

آپ ﷺ اسلام کی تبلیغ کے لئے طائف گئے۔ وہاں کے لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے آوارہ لڑکوں کو لگا دیا۔ جنہوں نے آپ ﷺ کو پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا۔ آپ ﷺ اس قدر زخمی ہوئے کہ خون جم جانے کے باعث پاؤں سے جوتا اتارنا دشوار ہو گیا۔ تو اللہ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ فرماتا ہے اگر آپ چاہیں تو میں ان دونوں پہاڑوں کو ملا دوں اور ان لوگوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دوں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں یہ لوگ مجھے نہیں جانتے، نہیں پہچانتے، تاہم ممکن ہے کہ ان کی اولاد مسلمان ہو جائے۔"

پیارے رسول ﷺ کی پیاری ادائیں

رشید احمد نارووال

آپ ﷺ کی طبیعت میں حد درجہ شرم وحیا موجود تھا۔ البتہ دینی معاملات میں بالکل شرم نہ کرتے تھے۔

آپ ﷺ شرم وحیا میں کنواری لڑکی سے بھی بڑھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ جب چلتے تو کچھ جھک کر چلتے گویا اوپر سے نیچے اتر رہے ہیں۔ (شمائل ترمذی)

آپ ﷺ بہت ہمت اور قوت سے پاؤں اٹھاتے ہوئے چلتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

آپ ﷺ گوٹ مار کے بیٹھا کرتے تھے۔ یہ تواضع کی کیفیت تھی۔ آپ کبھی اکڑوں یعنی دو زانوں ہو کر بھی بیٹھتے تھے کبھی چار زانو ہو کر کبھی کنویں کی مینڈھیر پر پنڈلیاں کھول کر کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھتے تھے یہ تفریح عادت کی جو عربوں میں پائی جاتی ہے۔

آپ ﷺ کی گفتگو کرنے کا انداز ایسا تھا کہ ہر لفظ جدا جدا سمجھ آتا تھا۔ آپ ﷺ بات کو تین مرتبہ (حسب موقع) دہراتے تھے۔ آپ ﷺ بات کرتے وقت ضرورت کے مطابق ہاتھ بھی ہلاتے تھے۔

آپ ﷺ ہر وقت امت کے غم اور ہر وقت امور آخرت کی سوچ میں رہتے تھے۔ آپ بلا ضرورت کلام نہ فرماتے تھے آپ کا کلام طویل سکوت ہوتا تھا۔ (شمائل ترمذی)

زبان کی حفاظت نہایت ضروری ہے نبی ارشاد فرماتے ہیں جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو تیری زبان کا شکوہ نہ کرتا ہو۔ (حیاۃ الصحابہ) آپ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی کے وقت دمک اٹھتا، گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہو۔ (بخاری شریف)

آپ ﷺ کا تبسم بھی زیادہ ہوتا تھا عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ کسی کو تبسم کرنے والا نہیں دیکھا۔ (شمائل ترمذی) غصہ کے وقت آپ کا چہرہ اور رخسار مبارک سرخ ہو جاتے۔ آپ ﷺ کا رونا اور ہنسنا دونوں بلا آواز ہوتا تھا۔ کبھی آپ ﷺ میت پر شفقت اور رحم کی وجہ سے کبھی خشوع وخضوع کی وجہ سے روتے تھے، اور آپ ﷺ کا خشیت سے رونا ایسا ہوتا ہے کہ آپ کے سینے سے ہانڈی کے جوش کے وقت ایسی آوازیں آتی تھیں۔

آپ ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو دائیں کروٹ پر سوتے۔ (بخاری)

آپ سوتے وقت دایاں ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے تھے۔ سوتے وقت بستر تین مرتبہ جھاڑتے، مختلف دعائیں اور قرآن پاک کی کچھ سورتیں پڑھ کر سوتے تھے۔

آپ ﷺ کی سنت مبارک آنکھوں میں سرمہ ڈالنے کی بھی تھی سوتے وقت آنکھوں میں تین تین سلائیاں سرمے کی لگاتے تھے۔ سوتے وقت آپ کے سرہانے سات چیزیں موجود ہوتیں تھیں۔

(۱) تیل کی شیشی (۲) کنگھا (۳) سرمہ دانی (۴) قینچی (۵) مسواک (۶) آئینہ (۷) اور ایک لکڑی کی سیخ سر کھجانے کے لئے۔ آپ ﷺ بالوں میں خود کنگھا کرتے تھے۔ سر کے بیچ میں مانگ نکالنا سنت ہے۔ آپ ﷺ اکثر بالوں میں تیل بھی لگاتے تھے اور ڈاڑھی مبارک میں بھی اکثر کنگھی فرماتے۔

آپ ﷺ سر پر تیل لگاتے وقت پیشانی کے رخ سے شروع کرتے اور بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں تیل رکھتے اور پہلے ابروؤں میں تیل لگاتے پھر آنکھوں پر لگاتے پھر داڑھی اور ڈاڑھی کے اس حصے سے شروع فرماتے جو گردن سے ملا ہوتا۔

نبی ﷺ نے کبھی میز پر کھانا نہیں کھایا نہ چھوٹی طشتریوں میں اور نہ آپ ﷺ کے لئے چپاتی پکائی گئی۔ آپ ﷺ چمڑے کے دسترخوان پر کھانا کھاتے۔ آپ ﷺ ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے آپ دائیں ہاتھ سے کھانا تناول فرماتے۔

آپ ﷺ نے آخر عمر تک کبھی میدہ کی روٹی نہیں کھائی جو کی روٹی کھاتے تھے۔ آپ ﷺ بغیر چھنے آٹے کی روٹی کھاتے آپ کھانے میں ذراع (دستی) کا گوشت پسند فرماتے تھے۔ گوشت دانتوں سے کاٹ کر کھانے کی عادت تھی حدیث ہے گوشت دانتوں سے کاٹ کر کھایا کرو اس سے ہضم بھی خوب ہوتا ہے اور بدن کو زیادہ موافق پڑتا ہے۔ سبزیوں میں کدو کو پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ سرکہ بھی پسند فرماتے آپ ﷺ اسے بہترین سالن قرار دیتے تھے، آپ ﷺ نے کبھی کھجور کو بھی سالن کے طور پر استعمال کیا اور روٹی کھجور کے ساتھ کھائی۔ ایک ٹکڑا کھجور کا توڑتے اور روٹی کے ساتھ کھاتے۔ (شمائل ترمذی)

آپ ﷺ شوربے میں بھیگی ہوئی روٹی جسے ثرید کہتے تھے وہ بھی پسند فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ ﷺ بچا ہوا کھانا (کھرچن) بہت پسند فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

ثرید وسرکہ اور میٹھی غذا محبوب رکھتے تھے، کدو، شہد اور زیتون کو مرغوب رکھتے تھے۔

آپ ﷺ پینے میں شہد اور دودھ کو بھی پسند فرماتے۔ آپ ﷺ نے جو کا ستو بھی استعمال کیا ہے۔ پینے میں میٹھی اور ٹھنڈی چیزیں پسند فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

چھواروں کا بھیگا ہوا پانی شہد کا شربت بھی استعمال کیا۔

آپ ﷺ گرم کھانا نہ کھاتے گرم کھانے کو ڈھانپ کر رکھ دیتے جب اس کا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا تب تناول فرماتے، آپ ﷺ کھانے کے فوراً بعد پانی نہ پیتے تھے کیونکہ یہ ہضم میں نقصان دہ ہے۔ کھانا کھاتے ہوئے زیادہ پانی پیا جائے یا کھانے کے فوراً بعد زیادہ پانی پینا، معدہ کو خراب کرتا ہے۔ دوران طعام تھوڑا سا پانی پینے میں کوئی حرج نہیں، آپ ﷺ کھانے کے بعد کلی فرماتے ہاتھ دھو کر ہاتھوں کی تری کو چہرہ اور سر مبارک پر مل کر خشک فرماتے۔ (بخاری شریف) آپ ﷺ رات کا کھانا ضرور تناول فرماتے ارشاد ہے رات کا کھانا ضرور کھاؤ اگرچہ ایک مٹھی ردی کھجور ہی کیوں نہ ہو کہ رات کو نہ کھانا بڑھاپا لاتا ہے۔ (ترمذی)

آپ ﷺ کھانے میں عیب نہ نکالتے، اچھا لگتا نہ تو چھوڑ دیتے۔ (بخاری) آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں بدتر کھانا اس ولیمہ کا ہے جس میں مالداروں کو بلایا گیا اور فقراء کو چھوڑ دیا گیا ہے اور جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (بخاری)

رَبَّنَا

رسول اللہ ﷺ کی دعائیں

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ مَاعَلِمْتُ مِنْہُ وَ مَالَمْ اَعْلَمْ﴾ (مسند احمد)

''اے اللہ! میں آپ سے ہر خیر کا سائل ہوں، جسے میں جانتا ہوں، اور جسے نہیں جانتا اور آپ کی پناہ مانگتا ہوں ہر شر سے جسے میں جانتا ہوں، اور جسے میں نہیں جانتا۔''

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لگا رہتا تھا اور بکثرت آپ ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنتا تھا:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ،﴾ (متفق علیہ)

''اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر سے اور غم سے اور کم ہمتی اور کاہلی و بزدلی کمر توڑ قرض اور مردوں کے غلبے سے۔''

شہزادہ شاہ بہرام جکھڑ

ضروری بات

ننھے مجاہدو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے اور ''ننھے مجاہد'' کا انتظار ہوگا۔ پچھلی دفعہ ہم نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ شمارہ ''سیرۃ النبی ﷺ نمبر'' ہوگا۔ لہٰذا حسب وعدہ ''سیرۃ النبی ﷺ نمبر'' حاضر ہے۔

یہ کہہ دینا کہ آئندہ شمارہ ''سیرۃ النبی ﷺ نمبر'' ہوگا بہت آسان ہے لیکن اس کی تیاری بہت مشکل کام تھا۔ ہم اس کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں یہ تو آپ ہی بتائیں گے؟

ایک بات شاید آپ نے بھی محسوس کی ہو کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے دنیا سے سکون ختم ہوگیا ہے۔ دنیا کے چاروں طرف بے چینی پھیلی ہوئی ہے اور ہر آدمی بے اطمینانی کی زندگی گزار رہا ہے ملکوں کا بھی یہی حال ہے اور خاندانوں کا بھی۔ اگر پوری دنیا کے حالات دیکھیں تو ہر طرف افراتفری کا عالم نظر آتا ہے۔ قتل وغارت عام ہے اور فسادات ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ کافر مل کر دنیا بھر کے مسلمانوں کو فتح کر رہے ہیں اور مسلمان ایک متحد قوم بننے کی بجائے بکھرے ہوئے کافروں کا ظلم سہہ رہے ہیں۔ اگر خاندانی لحاظ سے دیکھیں تو بھی گھر کا ہر فرد بے سکون اور فکرمند ہے۔ یہ سب کیوں ہے......؟

اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے پیارے نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ ہم اپنے پیارے نبی اکرم ﷺ سے محبت کا ثبوت دینے کے لئے ایسے کام تو بہت کرتے ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور وہ کام نہیں کرتے جن کے کرنے کا حکم ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ نے ہمیں دیا تھا۔ ہم ہر سال ربیع الاول کے مہینے میں جلوس نکالتے ہیں۔ جھنڈیاں لگا کر بازار سجاتے ہیں۔ چراغاں کیا جاتا ہے اور دودھ کی سبیلیں لگی نظر آتی ہیں ہر طرف نعت کی محفلیں ہوتی ہیں۔ ایک طرف تو ہم یہ سب کام کر کے ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم اپنے نبی ﷺ سے بہت پیار کرنے والے ہیں اور دوسری طرف دل کی چھوٹی چھوٹی خواہشات کی خاطر وہ کام کرتے چلے جاتے ہیں جن کا ہمارے پیارے نبی ﷺ نے منع کیا ہے لیکن ہمارے دل میں یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم اپنے پیارے نبی اکرم ﷺ کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ ایسے بہت سے کام ہیں جو ہم ہر روز دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نافرمان ٹھہرتے ہیں اگر میں گننا شروع کروں تو جگہ کم پڑ جائے۔ بہتر یہ ہے کہ ہم سب تنہائی میں بیٹھ کر یہ غور کریں کہ وہ کون کون سے کام ہیں جو ہمارے معمول میں شامل ہیں اور اس سے ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ نے منع کر رکھا ہے پھر دیکھنا کہ کتنے کام ایسے نکلتے ہیں جن کے کرنے سے پیارے رسول ﷺ کی نافرمانی ہوتی ہے۔ اگر ہم نے احساس کر کے یہ نافرمانی والے کام چھوڑ دیئے اور پیارے رسول ﷺ کی پیاری تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کا تہیہ کر لیا تو پھر دیکھنا دنیا میں ہماری زندگی بھی پرسکون گزرے گی اور آخرت میں پیارے رسول ﷺ کا ساتھ بھی نصیب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب ''ننھے مجاہدوں'' کو اپنے پیارے نبی اکرم ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین

والسلام: آپ کا بھائی

عبدالوارث ساجد

محمد یوسف خان

رحمۃ للعالمین کا بچوں سے پیار

ذرا تصور میں لایئے، آج سے ڈیڑھ صدی پہلے کا زمانہ ہے، ملک عرب میں شہر مکہ سے چند میل کے فاصلے پر ایک دیہاتی عرب کے کھلے ریتلے میدان میں گڑھا کھود رہا ہے۔ سخت دھوپ اور بلا کی لو چل رہی ہے۔ اس کے پاس ہی کچھ فاصلے پر ایک چھوٹی سی معصوم بچی کھڑی ہے۔ گڑھا کھودنے والا اس بچی کا باپ ہے۔ کچھ گہرائی تک گڑھا کھودنے کے بعد اس نے چپکے سے بچی کو ہاتھوں پر اٹھایا اور گڑھے میں لٹا دیا۔ کیا معصوم بچی بھلا سوچ سکتی تھی کہ اس کے ساتھ اس کا باپ کیا سلوک کرنے والا ہے؟ بچی نے باپ کی طرف دیکھا اور اپنے ننھے منے ہاتھوں سے اس کے چہرے پر سے مٹی جھاڑنے لگی۔ مگر باپ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، گڑھے پر مٹی ڈالنی شروع کردی۔ حیران و پریشان بچی تڑپی، تلملائی، ابا، ابا پکارتی رہی مگر ظالم باپ نے دیکھتے ہی دیکھتے اس ننھی سی جان کو منوں مٹی تلے زندہ درگور کردیا۔ آپ حیران نہ ہوں، اس زمانے میں یہ درد ناک واقعہ کوئی نیا نہیں تھا۔ وہ لوگ بچیوں کو اپنی اپنی عزت و ناموس پر ایک دھبہ تصور کرتے تھے اور چھوٹی عمر میں پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کردیتے تھے۔ ایسے میں اللہ کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کو ''رحمۃ العالمین''، یعنی تمام جہانوں اور تمام مخلوق کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات اور سیرت پاک کا مطالعہ کریں تو آپ کو بخوبی معلوم ہوگا کہ عورتوں، مردوں، بوڑھوں، جوانوں اور بچوں کے علاوہ نوکروں خادموں، بلکہ چرند پرند اور دوسرے جانوروں تک کے لئے آپ حضور ﷺ سراپا رحمت ہیں۔ یہاں خاص طور پر بچوں کے حوالے سے بات کریں گے۔

آنحضور ﷺ کو بچوں سے بے حد پیار تھا۔ آپ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرتے تو پہلے خود انہیں ''السلام علیکم'' کہتے وہ بھی جواب میں وعلیکم السلام کہتے اور پیار سے آپ ﷺ کے دامن کے ساتھ لپٹ جاتے۔ آپ ﷺ انہیں گود میں اٹھالیتے اور پیار کرتے۔ بچوں کو آپ ﷺ کبھی کاندھے پر بٹھالیتے اور کبھی سینے پر لٹاتے اور ان سے میٹھی میٹھی باتیں کرکے ان کا دل لبھاتے۔ پیارے نبی ﷺ کی پشت پر مہر نبوت تھی۔ بچے آپ ﷺ سے لپٹ جاتے اور اس مبارک نشان سے کھیلتے رہتے۔ کبھی یوں بھی ہوتا کہ نبی اکرم ﷺ بچوں کو قطار میں کھڑا کردیتے اور خود دور ہٹ کر انہیں کہتے کہ دوڑ کر ہمارے پاس آؤ! بچے بھاگتے ہوئے آتے اور آپ سے لپٹ جاتے۔

ایک دفعہ ایک صحابی نے دیکھا کہ پیارے نبی ﷺ فرش پر ہاتھ اور گھٹنوں کے بل چل رہے ہیں اور آپ ﷺ کی پشت پر آپ ﷺ کے پیارے نواسے حضرت حسن ؓ اور حضرت حسین ؓ سوار ہیں گویا اس طرح آپ ﷺ ان بچوں کا دل بہلا رہے تھے۔

پیارے نبی ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے بچوں سے ملتے اور انہیں پیار کرتے۔ اگر آپ ﷺ کسی سواری پر ہوتے تو اپنے آگے پیچھے بچوں کو بٹھالیتے۔ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ مسجد میں نماز پڑھا رہے تھے۔ اس وقت آپ ﷺ کے ننھے نواسے حضرت حسین ؓ بھی قریب ہی کھیل رہے تھے۔ حضور ﷺ سجدے میں گئے تو وہ آپ ﷺ کی پشت پر سوار ہوگئے۔ آپ ﷺ نے سجدہ لمبا کردیا۔ ننھے حسین ؓ آرام سے نیچے اتر گئے تو پھر آپ ﷺ نے سجدے سے سر اٹھایا۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن ؓ اور حضرت حسین ؓ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ کسی نے عرض کیا کہ: ''واہ واہ! کیسی اچھی سواری ہے!'' یہ سن کر آپ ﷺ نے مسکرا کر جواب دیا: ''دیکھو! سوار بھی تو بہت اچھے ہیں نا!''

اسامہ ؓ حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام سیدنا زید ؓ کے بیٹے تھے اور آپ ﷺ ہی کے پاس رہتے تھے۔ حضور ﷺ کو ان سے بہت پیار تھا۔ آپ ﷺ خود اسامہ ؓ کا ناک منہ صاف کرتے اور منہ ہاتھ دھلا کر کپڑے پہناتے تھے۔

ایک دفعہ یوں ہوا کہ پیارے نبی ﷺ ایک دودھ پیتے بچے کو گود میں اٹھائے ہوئے تھے کہ اس نے پیشاب کردیا۔ آپ ﷺ نے بالکل کچھ نہیں کہا بلکہ پانی بہا کر کپڑے صاف کرلئے۔ آنحضور ﷺ کی خدمت میں پھل یا کوئی میٹھی چیز پیش کی جاتی تو آپ ﷺ سب سے پہلے چھوٹے بچوں میں تقسیم فرماتے۔ آپ ﷺ بچوں کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ آپ ﷺ انہیں دین کی باتیں بتاتے اور انہیں اذان دینا اور نماز پڑھنا بھی سکھاتے رہتے تھے تاکہ ان کے دلوں میں اسلامی تعلیمات پر چلنے اور دین سیکھنے کا شوق پیدا ہو اور وہ بڑے ہو کر اچھے مسلمان بنیں۔ اگر کسی بچے سے کوئی غلطی ہوجاتی تو آپ ﷺ نہ تو اسے ڈانٹتے تھے اور نہ ہی ناراض ہوتے تھے بلکہ نہایت پیار سے سمجھا دیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ عید کے روز ہمارے پیارے نبی ﷺ کو راستے میں ایک ایسا بچہ نظر آیا جو اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح ہنسی خوشی کھیلنے کی بجائے الگ تھلگ افسردہ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ کو بڑا ترس آیا۔ آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر اسے پیار کیا اور پوچھا کہ: ''بیٹے کیا بات ہے؟ تم غمگین کیوں ہو؟'' اس بچے نے جواب دیا: ''یارسول اللہ ﷺ! میں یتیم ہوں۔ کوئی نہیں جو میرا خیال رکھے!'' اس ننھے سے بچے کی یہ بات سنی تو آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگایا اور فرمایا: ''بیٹے! کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ محمد ﷺ تیرا باپ ہو، عائشہ ؓ تمہاری ماں ہو اور فاطمہ ؓ تمہاری بہن ہو!''...... یہ سن کر وہ بچہ خوشی سے جھوم اٹھا۔ آپ ﷺ اس بچے کو گھر لے آئے۔ نہلایا، دھلایا، اچھے اچھے کپڑے پہنائے اور کھانا کھلایا۔ یوں وہ بچہ نبی اکرم ﷺ کے سایہ شفقت میں پرورش پانے لگا۔

آپ حضور ﷺ بچیوں سے بھی بے حد پیار کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ ہجرت کرکے مکہ سے مدینہ پہنچے تو بہت سے بچے جن میں ننھی منی بچیاں بھی شامل تھیں۔ آپ ﷺ کی زیارت اور استقبال کے لئے امڈے چلے آئے۔ بچیاں آپ ﷺ کی تشریف آوری پر خوشی میں استقبالیہ نغمے گا رہی تھیں۔ پیارے نبی ﷺ نے ان بچیوں سے پوچھا: تم مجھ سے پیار کرتی ہو؟'' انہوں نے خوش ہو کر کہا: ''جی یارسول اللہ ﷺ! ہمیں آپ ﷺ سے بہت پیار ہے!'' یہ سن کر آپ ﷺ مسکرائے اور فرمانے لگے: میں بھی تم سے پیار کرتا ہوں!۔ آپ ﷺ بچوں کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت انس ؓ سے فرمایا: ''میں نماز شروع کرتا ہوں اور ارادہ ہوتا ہے کہ دیر سے ختم کروں مگر پیچھے جب کسی بچے کے رونے کی آواز کان میں پڑتی ہے تو نماز مختصر کردیتا ہوں۔''

پیارے بچو! دیکھا آپ نے! ہمارے پیارے نبی ﷺ بچوں سے کس قدر پیار کرنے والے تھے۔

آپ کا معمول تھا کہ بچوں کو چومتے اور ان کو پیار کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ اسی طرح بچوں کو پیار کررہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا۔ اس نے کہا تم لوگ بچوں کو پیار کرتے ہو؟ میرے تو دس بچے ہیں، میں نے اب تک کسی کو پیار نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اگر تم لوگوں کے دل سے محبت کو چھین لے تو میں کیا کروں؟

جابر بن سمرہ ؓ صحابی تھے۔ وہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نے آنحضرت ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ اپنے گھر کی طرف چلے۔ میں بھی ساتھ ہولیا کہ ادھر سے چند لڑکے اور نکل آئے۔ آپ ﷺ نے سب کو پیار کیا اور مجھے بھی پیار کیا۔

مُعجزاتِ نبوی ﷺ

طیبہ اشرف

درخت کا چلنا

صحیح مسلم میں حضرت جابر ؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے ہم ایک کھلی وادی میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے نکلے میں پانی کا برتن لے کر آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے نظر دوڑائی لیکن کہیں کوئی چیز پردے کے قابل نظر نہیں آئی۔

وہیں وادی کے کناروں پر دو (۲) درخت نظر آئے۔ رسول اللہ ﷺ دونوں میں سے ایک کی طرف گئے۔ اس کی کچھ شاخوں کو پکڑا اور کہا اللہ کے حکم سے میری فرمانبرداری کر۔ (یعنی میرے ساتھ چل) تو وہ آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑا جیسے نکیل والا اونٹ اپنے مالک کے ساتھ چلتا ہے۔ دوسرے درخت کے پاس بھی آپ ﷺ گئے اور اس کی شاخوں کو پکڑ کر کہا: اللہ کے حکم سے میرے ساتھ چل۔ تو وہ بھی اسی طرح چل پڑا۔ اور جب دونوں درختوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رہ گیا تو دونوں کو ملا کر ایک کر دیا۔

اور کہا دونوں اللہ کے حکم سے مل کر مجھے اپنی آڑ میں لے لو۔ تو دونوں نے مل کر آپ ﷺ کو آڑ میں لے لیا۔ اور میں اس خوف سے وہاں سے چل پڑا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کو میری قربت کا احساس نہ ہو۔ اس لئے میں دور ہو کر بیٹھ گیا اور اپنے جی میں سوچنے لگا۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سامنے سے آتے دیکھا اور وہ دونوں درخت علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی اپنی پہلی جگہوں پر جا کر کھڑے ہو گئے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزھد: ۷۵۱۲)

خالی ڈبہ گھی سے بھر گیا

انس ؓ نے اپنی والدہ محترمہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں: میرے پاس ایک بکری تھی میں نے اس کا گھی ایک ڈبے میں جمع کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ میں نے ڈبے کو گھی سے بھر دیا۔ پھر اسے اپنی ایک لڑکی کے ہاتھ رسول اللہ کی طرف بھیجا اور کہا اے بچی! اس ڈبے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا دو۔ رسول اللہ ﷺ اسے بطور سالن استعمال فرمالیں گے۔ بچی اس کو لے کر چلی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچی اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ گھی کا ڈبہ ہے جسے ام سلیم ؓا نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کا ڈبہ خالی کر دو۔ ڈبہ خالی کر دیا گیا اور بچی کو دے دیا گیا وہ لے کر چل پڑی۔ اور ام سلیم ؓا کے پاس آئی لیکن ام سلیم ؓا گھر میں موجود نہیں تھیں۔ بچی نے ڈبا ایک کھونٹی پر ٹانگ دیا۔

جب ام سلیم ؓا آئیں تو ڈبہ کو دیکھا کہ بھرا ہوا ہے اور ٹپک رہا ہے۔ ام سلیم ؓا نے کہا: اے بچی! کیا میں نے تم کو حکم نہیں دیا تھا کہ اسے لے جا کر رسول اللہ ﷺ کو دے دو۔ بچی بولی: وہ تو میں نے کیا۔ اگر یقین نہ ہو تو چل کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیں۔ ام سلیم ؓا بچی کے ساتھ گئیں اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس کے ساتھ آپ کے پاس ایک ڈبہ بھیجا تھا جس میں گھی تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لے آئی تھی تو ام سلیم ﷺ بولیں: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ ڈبہ بھرا ہوا ہے اور اس میں سے گھی ٹپک رہا ہے۔ راوی کہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: اے ام سلیم ؓا! میں اس میں تعجب کیوں کرتی ہو؟ اگر اللہ تعالیٰ نے تم کو کھلایا۔ تو بس جاؤ کھاؤ کھلاؤ، ام سلیم ؓا کہتی ہیں، میں گھر آئی۔ میرے پاس ایک بڑا پیالہ تھا جو میں نے بھر بھر کر لوگوں کو بانٹا اور اس میں اتنا گھی میں نے چھوڑ دیا جسے ہم نے دو مہینے تک بطور سالن استعمال کیا۔

(مسلم، کتاب الفضائل)

پہنچائے گی۔ (احمد ۳/۶۵)

امام بیہقی نے ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ زبیر ؓ کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ انہیں کوئی مرض تھا آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا مرض کوئی نقصان دہ نہیں ہے لیکن کیا حال ہو گا تمہارا، جب تم میرے بعد زندہ رہو گے اور اندھے ہو جاؤ گے۔'' زبیر ؓ نے کہا: ''تو اس وقت ثواب کی امید پر صبر کروں گا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تب تو تم بغیر حساب جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔'' چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وہ اندھے ہو گئے۔ پھر اللہ نے ان کو آنکھ لوٹا دی۔ اس کے بعد مرے۔ (مشکوٰۃ، کتاب الفضائل: ۵۹۳۹۔ دلائل النبوۃ للبیہقی)

ایک پیالہ کا متعدد لوگوں کے لئے کافی ہونا

سمرہ ؓ سے منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک پیالہ کھانا صبح سے لے کر شام تک مسلسل کھاتے رہتے تھے۔ دس آدمی اٹھتے تو ان کی جگہ دس آدمی اور بیٹھ جاتے۔ ہم نے تعجب سے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: ''آخر کھانا کہاں سے بڑھتا رہا......؟''

آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں تعجب کس بات پر ہے؟ پھر آپ ﷺ نے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''وہاں سے بڑھتا رہا۔ (ترمذی کتاب المناقب)

ڈنڈے کا روشن ہونا

سیدنا ابوسعید خدری ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات عشاء کی نماز کے لئے نکلے، آسمان سے بجلیاں چمک رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے قتادہ بن نعمان ؓ کو دیکھا اور کہا: قتادہ! وہ بولے: جی اللہ کے رسول ﷺ! مجھے معلوم ہے کہ اندھیری رات میں نماز میں شرکت کرنے والے بہت کم ہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ نماز میں شریک ہوتا رہوں۔ آپ ﷺ نے ان سے کہا، جب واپس جانے لگو تو میرے پاس آنا۔ چنانچہ وہ واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو کھجور کے گچھے کی ایک شاخ دی اور کہا لو یہ دس ہاتھ تمہارے آگے اور دس ہاتھ تمہارے پیچھے روشنی

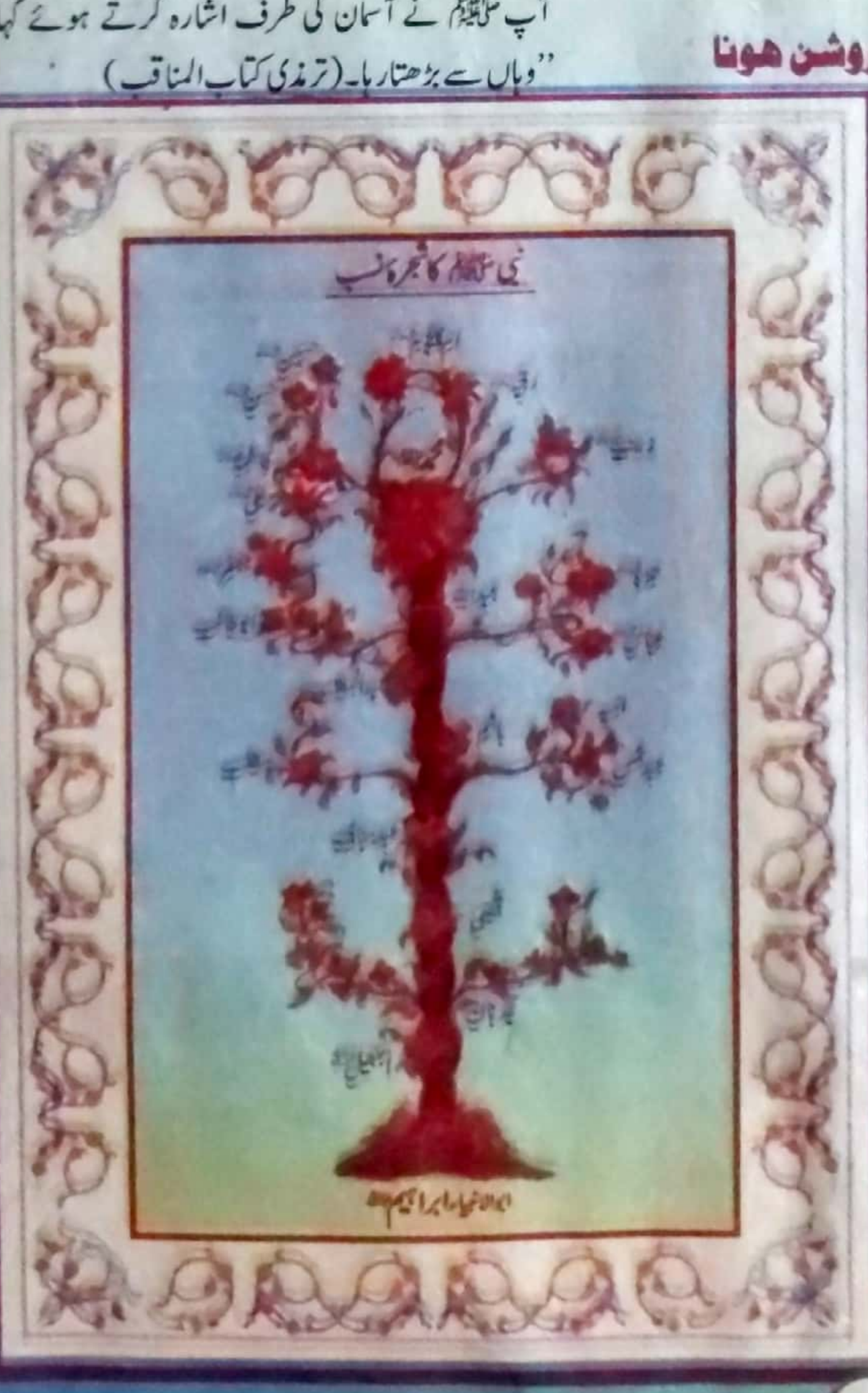

رسول اللہ ﷺ کی مسکراہٹیں

حفصہ بتول

ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ ہمارے لئے زندگی کے ہر شعبے میں نمونہ ہیں ہماری زندگی کا کوئی بھی حصہ ایسا نہیں جسے بسر کرنے کے لئے سیرت طیبہ سے راہنمائی نہ ملتی ہو حتیٰ کہ ہنسی مذاق میں بھی نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے بہت سے واقعات ہمارے لئے بطور نمونہ موجود ہیں۔ جس طرح آج کل گھروں میں قہقہے بلند ہو رہے ہوتے ہیں یہ تو پیارے نبی ﷺ کی تعلیم نہیں! پیارے نبی ﷺ کی ہر عادت میں ایک توازن اور اعتدال ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کبھی زور سے یا قہقہہ مار کر نہیں ہنسا کرتے تھے۔ اگر کسی بات پر ہنسی آجاتی تو زیادہ سے زیادہ مسکرادیا کرتے تھے۔ زور زور سے قہقہے مارنا تہذیب اور آداب کے خلاف ہے۔ پیارے نبی ﷺ کبھی ٹھٹا مار کر نہیں ہنستے تھے بلکہ صرف تبسم فرماتے تھے۔

ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضور ﷺ سے پوچھا کہ: یارسول اللہ! آپ ﷺ بھی مذاق کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ہاں! بے شک مگر میرا مزاح سراسر سچائی اور حق ہے۔" پیارے نبی اکرم ﷺ کی پیاری مسکراہٹوں کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

اونٹنی کا بچہ:

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سواری کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"میں تم کو سواری کے لئے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔"

وہ شخص حیران ہوا۔ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا، مجھے تو سواری درکار ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: کوئی اونٹ ایسا بھی ہوتا ہے جو اونٹنی کا بچہ نہ ہوا!"

بوڑھی عورتیں:

ایک مرتبہ ایک بڑھیا خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے جنت نصیب کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔ یہ فرما کر پیارے نبی ﷺ نماز کے لئے تشریف لے گئے اور بڑھیا نے آپ ﷺ کی بات سن کر زاروقطار رونا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ: جب سے آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی، یہ بڑھیا روئے جارہی ہے آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ:

"اس سے کہہ دو کہ بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں گی مگر جوان ہو کر جائیں گی!"

اس کو کون خریدے گا؟

آپ ﷺ کی خوش طبعی کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایئے کہ نبی اکرم ﷺ کے ایک زاہر رضی اللہ عنہ نامی دیہاتی دوست تھے جو اکثر آپ ﷺ کو ہدیے بھیجا کرتے تھے۔ ایک روز بازار میں وہ صاحب اپنی کوئی چیز بیچ رہے تھے۔ اتفاق سے نبی اکرم ﷺ ادھر آنکلے، اپنے دوست کو دیکھا تو بطور خوش طبعی آپ ﷺ نے چپکے سے جا کر ان کو گود میں اٹھالیا اور ازراہ مذاق آواز لگائی کہ اس غلام کو کون خریدے گا؟ زاہر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو، کون ہے؟

مڑ کر دیکھا تو پیارے نبی ﷺ تھے۔ انہوں نے ہنستے ہوئے کہا: یارسول اللہ ﷺ! مجھ جیسے غلام کو جو خریدے گا، نقصان ہی اٹھائے گا۔

آنکھ میں سفیدی

ایک دفعہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: یارسول اللہ ﷺ! میرا شوہر بیمار ہے اور آپ ﷺ کو یاد کرتا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ مسکرائے اور مزاح فرماتے ہوئے فرمایا: اس کی آنکھ میں تو سفیدی ہے! وہ عورت دوڑی دوڑی گھر واپس آئی اور اپنے شوہر کی آنکھوں کو فکرمندی سے دیکھنے لگی۔ شوہر نے پوچھا تو کہنے لگی: آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ تمہاری آنکھوں میں سفیدی ہے۔ وہ کہنے لگا: اللہ کی بندی! حضور ﷺ نے سچ کہا ہے۔ ہر کسی کی آنکھ میں سفیدی ہوتی ہے۔

ذہنی آزمائش

ایک مرتبہ پیارے نبی ﷺ نے مزاحاً اپنے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بتاؤ تمہارے ماموں کی بہن تمہاری کیا لگتی ہے؟ وہ صحابی رضی اللہ عنہ سر جھکا کر سوچنے لگے تو آپ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: ارے بھئی! ہوش کرو کیا تجھے اپنی ماں بھول گئی، وہی تو تمہارے ماموں کی بہن ہے۔

کھجور کی گٹھلیاں

ایک روز آنحضرت ﷺ مجلس میں تشریف فرما تھے کہ کچھ کھجوریں تحفہ کے طور پر پیش کی گئیں۔ آپ ﷺ نے تحفہ قبول فرمایا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ تناول فرمانے لگے۔ سارے ساتھیوں میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے کمسن تھے۔ پیارے نبی ﷺ کھجوریں تناول فرماتے اور گٹھلیاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھتے جاتے۔ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے جاتے۔ جب کھجوریں کھا چکے تو آنحضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے پوچھا: بتاؤ زیادہ کھجوریں کس نے کھائی ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ معاملہ سمجھ گئے اور حاضر جوابی کے ساتھ فوراً بولے: جنہوں نے گٹھلیوں تک کو نہیں چھوڑا، انہوں نے ہی زیادہ کھجوریں کھائی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حاضر جوابی پر آنحضور ﷺ بہت مسکرائے اور تمام حاضرین مجلس بھی ہنسنے لگے۔

اغیار کی گواہی

عامر نوید سندھی

☆...... محمد ﷺ کی تعلیمات کو ہی یہ خوبی حاصل ہے کہ اس میں وہ تمام اچھی باتیں موجود ہیں جو دیگر مذاہب میں نہیں ہیں۔

مسٹر ہولڈرسن

☆...... میں محمد ﷺ اور عظیم قرآن کے دین پر یقین رکھتا ہوں اور ایسی مملکت قائم کرنا چاہتا ہوں جو قرآن کے اصولوں پر قائم ہو۔

نپولین بوناپارٹ

☆...... محمد ﷺ نے انسانوں کو بتایا کہ کوئی حکمران نہیں سوائے خدا کی ذات کے تعلیمات محمدی ﷺ کا یہی جوہر ہے۔

فلپ کے ہٹی

☆...... محمد ﷺ نے اسلام کے ذریعے انسانوں میں رنگ اور نسل اور طبقاتی امتیاز کا مکمل خاتمہ کر دیا کسی مذہب نے اس سے بڑی کامیابی حاصل نہیں کی جو محمد ﷺ کے مذہب کو نصیب ہوئی۔ آج کی دنیا جس ضرورت کے لئے رو رہی ہے اسے صرف اور صرف مساوات محمدی کے نظریے کے ذریعے ہی پورا کیا جاسکتا ہے۔

آرنلڈ ٹوائن بی

☆...... وہ زمانہ جس میں محمد ﷺ نے اسلام کی تبلیغ کی یوں لگتا ہے جیسے ہر شخص دیوانہ ہو اور دیوانوں کی اس دنیا میں صرف ایک ہی حکیم فرزانہ ہو محمد ﷺ۔

آر وی سی بوڈے

☆...... میری خواہش ہے کہ اس صدی کے آخر تک برطانوی ایمپائر کو محمد ﷺ کی تعلیمات مجموعی طور پر اپنا لینی چاہئیں۔ انسانی زندگی کے حوالے سے محمد ﷺ کے افکار و نظریات سے احتراز ممکن نہیں۔

جارج برنارڈ شا

خطوط اور تحریریں بھیجنے والے ننھے مجاھد

عمران احمد، شاہکوٹ نو۔ میر طلال، گوندلانوالہ۔ زاہدہ، لاہور۔ ایم خالد امین تبسم، پاکپتن۔ احسان الٰہی ظہیر، جھنگ۔ شعیب، سکینہ، نیلم، سرگودھا۔ ابوعبیدہ محمد جہانگیر، گوجرانوالہ۔ انعام اللہ، مردان۔ مدیحہ انجم، پسرور۔ عار نوید، پاکپتن، آمنہ، سانگلہ ہل۔ عبدالستار ظہور چک نمبر 60/8۔ اخت ابو وقاص خانپور۔ ساجد وقار، کہروڑ پکا۔ نعیم ندیم، اوکاڑا۔ سمعیہ امین، پاکپتن۔ محمد اکبر، فورٹ عباس۔ حفصہ افضال گجرات، اخت ابوطلحہ، گگو منڈی۔ صباء زکریا، قصور۔ سدرہ سحر عمران، کراچی۔ محسن عارف اقراء عارف، چونیاں۔ ضیاء الرحمٰن محمدی، چیچہ وطنی۔ صدف گل، مریدکے۔ حفصہ بنت مقبول، لاہور۔ ام حبیبہ، حاصل پور۔ حبیب الرحمٰن، حاصل پور۔ وقار مجاہد بھاگٹ نوالہ۔ نوید وہاڑی۔ ولی لودھی، رحیم یار خاں۔ عائشہ مقبول، لاہور۔ راحیلہ بنت اکرم، [illegible] نوالہ۔ ناصرہ شریف [illegible] کلیم [illegible] موز کھنڈا خوم شہزاد [illegible] عاطف اللہ، صائمہ صداقت، فصاحت اللہ [illegible] جھنگ۔ محمد تنویر، گوجرانوالہ۔ [illegible] ڈیرہ غازی خاں۔ فائزہ داؤد، فیصل [illegible] مجاہد بشیر، کوٹلی۔ طاہرہ مجاہدہ منیر مغل، کیلیانوالہ۔ عطیہ اشرف مغل جاوید سلفی، ڈی آئی خاں۔ اطہر سعید ڈار، گوجرانوالہ۔ ساجدہ شہزادی، ملتان۔ حافظ عبدالرحمان احسن، لاہور۔ زوبیہ رمضان، سرگودھا۔ اخت ابراہیم، گوندلانوالہ۔ ابوبکر صدیق، گوجرانوالہ۔ ابو بلال [illegible]، ملتان، عبدالواحد، حاصلپوری۔ میمونہ حافظ عبدالمجید، سیالکوٹ۔ ابورضوان جاوید، ملتان۔ محمد وقاص گل عمر فاروق ملتان خورد۔ حمید الرؤف فاروقی ڈجکوٹ، عبدالجبار آصف غنی آصف حنیف عرفان، شہزاد قصور۔ عامر مصطفیٰ تلہ گنگ۔ [illegible] فیصل [illegible] سرگودھا۔ عائشہ امیر حمزہ، پاکپتن۔ طیبہ محمود، [illegible] آباد۔ عارف محمود حافظ۔ اقراء، شیخوپوری گوجرانوالہ۔ [illegible] اوحا حسن۔ ثناء، منور، گوجرانوالہ۔ [illegible] عظیم عبداللہ، فیصل آباد۔ شبانہ کوثر گوجرہ، وحیدہ فہمیدہ لاہور۔ علی شان، لاہور۔ قمر زمان ٹوبہ ٹیک سنگھ، خنساء خالد [illegible] انور، کاموکی۔ اخت تکمیل، حافظ آباد [illegible] فاروق مرکز [illegible] شہباز احمد تارا گڑھ، قصور۔ حنظلہ [illegible] عبداللہ [illegible] کشمیری۔ محمد اقبال، پشاور۔ محمد شہباز محمد عظیم، حاصل پور۔ یاسر عابدہ پروین۔ طلحہ [illegible] فیصل آباد۔ مغیرہ رفاقت گوجرانوالہ۔ حافظ محمد اسماعیل، پشاور۔ [illegible] لقمان ثابت [illegible] نوالہ۔ محمد یوسف، بہاولگڑھ کہروڑ پکا۔ ولی الرحمٰن اوکاڑہ۔ [illegible]

حیاتِ طیبہ ﷺ پر ایک نظر

☆......۹ ربیع الاول ا سنہ عام الفیل بروز سوموار ۲۲ اپریل ۵۷۱ء پیدائش

☆......ایک ہفتے بعد — حلیمہ سعدیہ کی آغوش میں

☆......۵ سال کی عمر میں — آغوشِ مادر میں

☆......۶ سال کی عمر میں — والدہ ماجدہ کا انتقال

☆......۸ سال کی عمر میں — دادا عبدالمطلب کا انتقال

☆......۱۲ سال کی عمر میں — شام کی طرف پہلا تجارتی سفر

☆......۲۵ سال کی عمر میں — حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے پہلا نکاح

☆......۳۰ سال کی عمر میں — قوم کی طرف سے الامین کا خطاب

☆......۳۵ سال کی عمر میں — حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کفالت، تمام قبائل کی طرف سے حکم (ثالث)

☆......۴۰ سال کی عمر میں — نزول وحی کا آغاز

☆......۴۳ سال کی عمر میں (۳ نبوی)
۴۰ لوگوں کا قبول اسلام

☆......۴۵ سال کی عمر میں (۵ نبوی)
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم

☆......۴۶ سال کی عمر میں (۶ نبوی)
حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

☆......۴۷ سال کی عمر میں (۷ نبوی)
قریش کی طرف سے سماجی مقاطعہ، شعب ابی شعب میں محصور ہونا

☆......۵۰ سال کی عمر میں (۱۰ نبوی)
مقاطعے کا خاتمہ، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوطالب کا انتقال، سفر طائف
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح اور واقعہ معراج

☆......۵۱ سال کی عمر میں (۱۱ نبوی)
یثرب کے ۱۶ آدمیوں کا قبول اسلام

☆......۵۲ سال کی عمر میں (۱۲ نبوی)
۱۲ آدمیوں کا یثرب میں قبول اسلام

☆......۵۳ سال کی عمر میں (۱۳ نبوی)
یثرب (مدینہ) کے ۷۲ آدمیوں کا قبول اسلام، ہجرت مدینہ

☆......۵۴ سال کی عمر میں (۱ھ)
مدینے کے نظم ونسق کی دیکھ بھال

☆......۵۵ سال کی عمر میں (۲ھ)
غزوہ بدر

☆......۵۶ سال کی عمر میں (۳ھ)
غزوہ احد

☆......۵۷ سال کی عمر میں (۴ھ)
بنی عامر کی چالبازی اور قاریوں کی شہادت

☆......۵۸ سال کی عمر میں (۵ھ)
غزوہ خندق

☆......۵۹ سال کی عمر میں (۶ھ)
صلح حدیبیہ

☆......۶۰ سال کی عمر میں (۷ھ)
شاہانِ وقت کو دعوت نامے
فتح خیبر، جنگ موتہ

☆......۶۱ سال کی عمر میں (۸ھ)
غزوہ مکہ، غزوہ حنین

☆......۶۲ سال کی عمر میں (۹ھ)
غزوہ تبوک، مسلمانوں کا حج ادا کرنا، وفود کی آمد

☆......۶۳ سال کی عمر میں (۱۰ھ)
حجۃ الوداع، آخری خطبہ

☆......۶۳ سال کی عمر میں (۱۱ھ)
وفات اور حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں تدفین

ترکہ

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے ترکے میں دینار تھے نہ درہم، بکری تھی نہ اونٹ۔ عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے ترکے میں کچھ نہ چھوڑا سوائے ہتھیاروں اور ایک خچر اور تھوڑی سی زمین کے، وہ بھی صدقہ کر دی گئی تھی۔ (کتاب الشفاء)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پرانے کجاوے پر حج فرمایا۔ اس پر جو صُوف کی چادر تھی وہ درہم سے زیادہ کی نہ تھی۔

ابوبکر عثمانی شیخوپورہ

مکہ کے سرداروں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ محمد ﷺ کے خاندان کا مکمل بائیکاٹ کر دیا جائے انہوں نے مل کر ایک معاہدہ لکھا اور اسے کعبے میں لٹکا دیا نبی اکرم ﷺ کا خاندان شعب ابی طالب میں بند ہو کر رہ گیا ہشام قبیلہ بنو عامر کا رحم دل انسان تھا اس نے اس معاہدے کے خلاف زبیر کو اپنے ساتھ ملا لیا۔

اب آگے پڑھیے

''بات تو تمہاری ٹھیک ہے ہشام نے جواب دیا اور دونوں کسی تیسرے آدمی کی تلاش میں چل دیئے تلاش وبسیار کے بعد جب کوئی تیسرا آدمی نہ ملا تو ہشام مطعم بن عدی کے پاس جا پہنچا۔

اس نے مطعم پر بھی وہی تیر آزمایا جو وہ زبیر پر آزما چکا تھا ہشام نے جاتے ہی مطعم سے کہا:

''مطعم تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تمہارا اور بنی ہاشم کا رشتہ کس قدر قریبی ہے اور تمہارے آباؤ اجداد کا تعلق کتنا گہرا تھا۔ لیکن پھر بھی تم نے مکہ کے سرداروں کا ساتھ دیا اور اس ظلم میں ان کے برابر کے شریک رہے۔

افسوس! تمہیں تو اپنے رشتہ داروں کا ساتھ دینا چاہیے تھا لیکن تم تو قریش کے ساتھ ملے ہوئے ہو......''

ہشام خاموش ہوا تو اس نے محسوس کیا کہ مطعم پر اس کی باتوں کا گہرا اثر ہوا ہے مطعم کچھ دیر چپ چاپ بیٹھا رہا جیسے اپنے آپ کو ملامت کر رہا ہو کہ واقعی تم نے قریش مکہ کا ساتھ دے کر کس قدر ظلم کیا ہے اور اب تک اس ظلم پر چپ ہو......

مطعم نے ایک نظر ہشام کی طرف دیکھا اور افسوس زدہ لہجے میں بولا:

''ہشام مجھے اس پر صدمہ تو بہت ہے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ میں تنہا کچھ نہیں کر سکتا ہاں اگر میرا کوئی ساتھ دے تو میں اس معاہدے کی ضرور خلاف ورزی کروں گا اور اس لٹکے ہوئے معاہدے کو پھاڑ ڈالوں گا۔

مطعم کے اس جواب نے ہشام کے چہرے پر مسرت کے آثار پھیلا دیئے۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

میں کب کہتا ہے کہ تم اکیلے یہ کام کرو تمہارے ساتھ ایک آدمی اور موجود ہے۔''

ہشام کی طرح مطعم بھی مسکرایا لیکن جلد ہی اس کی مسکراہٹ حیرانگی میں بدل گئی اس نے حیران کن نظروں سے ہشام کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''وہ کون ہے......؟''

ہشام نے سینے پر ہاتھ رکھا اور مطعم کی حیرت دور کرتے ہوئے بولا: میں''

مطعم کی آنکھوں میں خوشی کی چمک پھیل گئی اس نے ہشام کو داد دیتے ہوئے کہا۔

ہشام! اگر ہمارے علاوہ کوئی تیسرا آدمی بھی ہو جائے تو بہتر ہو گا۔''

اس کے لیے تیسرا آدمی بھی تیار کر آیا ہوں۔

ہشام نے جواب دیا:

مطعم ایک مرتبہ پھر حیران ہو گیا۔ وہ حیرانگی کے عالم میں ہی کہنے لگا۔

''تیسرا آدمی کون ہے......؟

''زبیر بن ابی امیہ۔'' ہشام نے آہستگی سے جواب دیا۔

''بہت خوب! اس کا مطلب ہے کہ اگر ہم تلاش کریں تو چوتھا آدمی بھی مل سکتا ہے۔'' مطعم نے مشورہ دیا۔

''ہاں ڈھونڈنے سے ضرور مل سکتا ہے۔'' ہشام نے کہا تو پھر بہتر یہ ہے کہ آپ چوتھا آدمی تلاش کرو۔'' مطعم نے کہا تو ہشام چوتھے آدمی کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔

مطعم کے پاس سے اٹھا اور اسی وقت سیدھا ابوالبختری بن ہشام کے گھر گیا اور جاتے ہی دروازے پر جا دستک دی۔ دو ساتھی مل جانے کی وجہ سے ہشام کا حوصلہ بڑھ گیا تھا۔

ابوالبختری باہر آیا تو ہشام نے اس سے بھی اس لب و لہجے میں وہی بات کی جو وہ زبیر اور مطعم کے ساتھ کر چکا تھا......

ابوالبختری نے کوئی جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

''جو تم کہہ رہے ہو اور جو کام کرنے کا کہتے ہو اس پر کوئی اور راضی بھی ہے......؟

''ہاں! راضی ہے۔''

ہشام نے جواب دیا۔

''کون......؟''

ابوالبختری نے دوبارہ سوال کرتے ہوئے پوچھا:

''وہ زبیر بن ابی امیہ، مطعم بن عدی اور میں ہوں۔''

''بہت خوب اب مجھے بھی کوئی فکر نہیں اور تم مجھے اپنا ساتھی ہی سمجھو میں وہی کچھ کروں گا جو تم کرو گے اور جو کہو گے ابو البختری نے ہشام کو مکمل یقین دلاتے ہوئے کہا لیکن اگر تم نے کوشش کر کے چار بندے اکٹھے کے لیے ہیں تو کچھ اور تیار کر لو......

ہشام ابوالبختری کے پاس سے رخصت ہوا اور پانچویں بندے کو تلاش کرتا۔ زمعہ بن اسود کے پاس جا پہنچا زمعہ بن اسد بنو ہاشم قبیلے کا قریبی عزیز تھا۔

ہشام نے علیک سلیک کے بعد زبیر کی طرح اسے بھی چند طنزیہ جملے کہے اور اس کی غیرت کو جگانے میں کامیاب ہو گیا۔

ہشام نے جتنے بھی اس کے قریبی رشتے تھے سب اسے یاد دلاتے ہوئے کہا کہ دیکھو اس گھاٹی میں کیا حالت ہے زمعہ ہشام کی بات کاٹتے ہوئے بولا:

''تم یہ بتاؤ کہ جس کام کے لیے مجھے تیار کر رہے ہو اس پر کوئی اور بھی تیار ہے کہ نہیں......؟''

ہشام نے اپنے سمیت چاروں کے نام لے کر کہا:

''ہم سب تیار ہیں...... اور تم بتاؤ......؟

''میں بھی تیار ہوں۔'' زمعہ نے ہشام کی تائید کا عزم کرتے ہوئے کہا۔

اسی رات وہ پانچوں افراد حجون جگہ پر اکٹھے ہوئے اور انہوں نے آپس میں عہد و پیمان کیا کہ انہیں کیا کرنا ہے اور اگر کسی نے کسی قسم کی کوئی کاہلی دکھائی تو اس کا کیا سدباب ہو گا۔''

زبیر نے کہا تم چھوڑو...... سب باتوں کو میں ابتدا کروں گا اور صبح ہی جا کر سب سے پہلے اپنی زبان سے اس ظالمانہ معاہدے کا بائیکاٹ کروں گا۔

اگلے روز دن چڑھتے ہی زبیر اٹھا اس نے نہا کر کپڑوں کا نیا جوڑا پہنا اور طے شدہ پروگرام کے لیے خانہ کعبہ میں چلا گیا مکہ کے سردار خانہ کعبہ میں مجلسیں لگائے بیٹھے تھے۔

زبیر نیا سوٹ پہنے شان بے نیازی سے خانہ کعبہ میں داخل ہوا اور بیت اللہ کے سات چکر لگانے لگا جب سات چکر پورے

ہو گئے تو ایک جگہ رک کر پورے زور سے بولا:

"مکے والو! میں تم سے مخاطب ہوں اور تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ ہم اپنے گھروں میں کھانا کھائیں شرابیں پئیں۔ کپڑے پہنیں اور بنو ہاشم ادھر گھاٹی میں بند تباہ ہو جائیں...... نہ ان کے ہاتھ کچھ بیچا جائے اور نہ ان سے کچھ خریدا جائے عجب ہے کہ تم عیش کرو اور وہ کھانے کو ترسیں...... تم آزادی سے گھر میں رہو اور وہ قید میں رہیں...... تم تجارت کرو اور انہیں لین دین سے روکے رکھو۔ اللہ کی قسم میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا جب تک اس ظالمانہ معاہدے کو ٹکڑے ٹکڑے نہیں کر دیتا۔"

ابو جہل خانہ کعبہ کے ایک کونے میں بیٹھا تھا اس نے زبیر کا یہ اعلان سنا تو غصہ میں پھنکارتا ہوا آگے بڑھا تم غلط کہتے ہو۔ نہ یہ ظلم ہے اور نہ یہ زیادتی۔ یہ فیصلہ مکہ کے تمام سرداروں کا ہے خدا کی قسم اس کو پھاڑنا تو دور کی بات ہے اسے کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔

اس سے پہلے کہ ابو جہل اور کچھ کہتا!!

زمعہ بن اسد اٹھ کھڑے ہوئے اور زبیر کی بھرپور تائید کرتے ہوئے بولا۔

"غلط

آخری قسط

نشانی

زبیر نہیں تم کہتے ہو! جب یہ سفاکانہ معاہدہ لکھا گیا تھا۔ تو تب بھی ہم اس سے راضی نہ تھے اب بھی راضی نہیں لہٰذا یہ ضرور پھاڑا جائے گا۔" ابو جہل غصے سے لال پیلا ہو گیا وہ کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ ابو البختری نے کھڑے ہو کر کہا:

"زمعہ ٹھیک کہتا ہے اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے ہم پہلے راضی تھے نہ ہی اب اسے مانتے ہیں، ہم ان شرائط کو تسلیم نہیں کرتے اس لیے اس معاہدے کی ضرور خلاف ورزی ہو گی۔

ابو البختری کے بیٹھتے ہی مطعم بن عدی اٹھ کھڑا ہوا اس نے ابو البختری اور زمعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"تم دونوں ٹھیک کہتے ہو۔' ساتھ ہی ابو جہل کی طرف پلٹتے ہوئے بولا اور تم غلط کہتے ہو ہم اس معاہدے اور جو کچھ اس میں طے ہوا تھا اس سے برأت کا اظہار کرتے ہیں لہٰذا ہم اس معاہدے کے پابند نہیں۔" اتنے میں ہشام بھی اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے چاروں ساتھیوں کی طرح اس معاہدے کی خلاف ورزی پر زور دینے لگا۔

ابو جہل نے یہ منظر دیکھا تو اس کے ہاتھوں طوطے اڑ گئے وہ غصے میں پاگل ہو گیا اور اول فول بکنے لگا۔

جب اس نے دیکھا کہ معاملہ ہاتھ سے نکل گیا ہے اور اس معاہدے کی خلاف ورزی ہو کر رہے گی۔

تو وہ غصہ سے الزام لگانے لگا۔

"میں سب جانتا ہوں کہ یہ ایک سازش ہے اور اس کی پلاننگ رات کے وقت کہیں بیٹھ کر ہوئی ہے۔"

یہ سازش ہو یا اس کی پلاننگ کہیں بھی ہوئی ہے ہو لیکن طے ہے کہ اب اس معاہدے پر عمل درآمد نہیں ہو گا اور اس صحیفے کو ضرور پھاڑا جائے گا۔

پانچوں نے ابو جہل کو جواب دیا۔

اس پر ابو جہل اور بھی برہم ہو گیا خانہ کعبہ میں مکہ کے تمام سرداروں کے درمیان ہنگامہ اٹھ کھڑا ہوا اس سے پہلے کہ جھگڑا لمبا ہوتا اور لڑائی تک نوبت پہنچتی۔

نبی اکرم ﷺ کے چچا ابو طالب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے انہیں سب کچھ معلوم ہو چکا تھا وہ آتے ہی بولے:

"تم کیوں؟ اور کس لیے لڑ رہے ہو......؟

مکہ کے سردار ہنگامہ آرائی چھوڑ کر ابو طالب کی طرف دیکھنے لگے پانچوں احباب نے آگے بڑھ کر بنو ہاشم کے سردار ابو طالب کا خیر مقدم کیا۔

ابو طالب بولے:

"تمہارا جھگڑا لکھا ہوا معاہدہ پھاڑنے پر ہے تو اسے میں حل کیے دیتا ہوں۔ کچھ کے لیے یہ خوشی کی خبر ہے اور کچھ کے لیے بری خبر......

تمام سردار اب حیرت زدہ نظروں سے ابو طالب کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

ابو طالب نے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا:

"تم سب کو معلوم ہے کہ محمد ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور اس سے زیادہ سچا اور کوئی ہے بھی نہیں۔

لہٰذا غور سے سنو! میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں اور یہ خبر مجھے خود میرے بھتیجے نے دی ہے کہ:

"اس معاہدے میں جو شرائط بھی طے ہوئیں تھیں اور لکھ کر لٹکائی گئی تھیں اس ساری شرائط کو دیمک کھا گئی ہے اور پورے معاہدے کا صرف ایک ٹکڑا باقی بچا ہے جس پر اللہ کا نام لکھا ہے۔"

اب تم صحیفہ منگواؤ اور اسے دیکھو اگر میری بات درست نکلے تو پھر تم اس ظالمانہ فیصلے سے باز آ جاؤ اور اگر میری بات جھوٹ ہو تو میں اپنے بھتیجے محمد کو تمہارے حوالے کر دیتا ہوں جو تم چاہو اس کے ساتھ سلوک کرو قتل کرنا چاہو قتل کر دینا اور زندہ رکھنا چاہتے ہو تو زندہ چھوڑ دینا۔ لیکن اگر اس کی بات سچی ہے تو اس کی بات کو تسلیم کر لینا مکہ کے تمام سردار ابو طالب کی بات سن کر حیران پریشان ہو گئے حیرت کے بت بنے وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔

تعجب اور حیرت ذرا کم ہوئی تو وہ سوچنے لگے کہ ابو طالب نے بات تو انصاف والی کی ہے۔ ہو نہ ہو اس کی بات سچ ہی ہو۔

مطعم بن عدی نے حیرت میں ڈوبے ہوئے سرداروں کو وہیں چھوڑا اور اس جگہ گئے جہاں بائیکاٹ کا معاہدہ تحریر کر کے لٹکایا گیا تھا وہ اتار کر لائے تو واقعی سارے معاہدے کو دیمک چاٹ چکی تھی اور اس کا صرف وہ حصہ باقی تھا جہاں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا تھا۔

ابو جہل پر تو گویا سکتہ طاری ہو گیا تھا وہ اپنے منصوبے کو ناکام ہوتا دیکھ رہا تھا اور ندامت سے آنکھیں چرا رہا تھا۔ ابو طالب نے تمام سرداروں کو وہیں چھوڑا اور کعبہ کے پاس جا کر دعا کی۔

اے اللہ! جنہوں نے ہم پر ظلم کیا اور ہمیں رشتہ داروں سے دور رکھ کر قطع تعلق کیے رکھا پھر انہوں نے اپنے لیے سب کچھ پسند کیا ہمارے لیے روکے رکھا ان کے خلاف ہماری مدد فرما اور انہیں اس ظلم کا بدلہ دے۔

ادھر ابو طالب کعبہ کے پاس کھڑے دعا مانگ رہے تھے اور ادھر وہ پانچوں سردار اٹھے انہوں نے اپنا اسلحہ تھاما اور یہ اعلان کر کے گھاٹی کی طرف چلے گئے کہ ہم محصورین کو لینے جا رہے ہیں یوں وہ شعب ابی طالب پہنچے اور وہاں بند افراد سے درخواست کی کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں جا کر آباد ہوں یہ نبوت کی نویں سال کے آخری اور دسویں سال کے ابتدائی دنوں کی بات ہے مکہ کے وہ قریش جنہوں نے بائیکاٹ کا منصوبہ بنایا تھا انہوں نے جب نبی اکرم ﷺ کی پیش گوئی کے عین مطابق اپنی آنکھوں سے معاہدے کو دیمک سے ختم پایا تو حیران و پریشان ہو گئے۔

یہ نبی اکرم ﷺ کی صداقت اور نبوت کی بہت بڑی نشانی تھی لیکن انہوں نے پھر بھی آپ ﷺ کو نبی ماننے سے انکار کر دیا۔

سچ ہے کہ ہدایت صرف اور صرف اللہ کے اختیار میں ہے اس کے سوا کوئی کسی کو ہدایت نہیں دے سکتا۔

نبوی کھانے اور ان کے فوائد

انجیر

نبی اکرم ﷺ کے پاس انجیروں کا ایک تھال بطور تحفہ آیا۔ آپ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا: کھاؤ اگر میں کہتا کہ جنت سے ایک کھانا آیا ہے تو میں یہ کہتا یہ انجیر ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)
حضور اکرم ﷺ نے انجیر کو جنت کا پھل اور نقرس و بواسیر دو بیماریوں کا علاج کہا ہے۔ نقرس چھوٹے جوڑوں کے درد کو کہتے ہیں۔ انجیر پھل اور غذا کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

زیتون

ابی اسید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فرمایا اللہ کے رسول نے کہ تم زیتون کا پھل کھاؤ اور اس کا تیل استعمال کرو۔ کیونکہ یہ ایک برکتوں والا درخت ہے۔ (ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ) زیتون کا پھل اور تیل دل اور دماغ کے لئے مفید اور نفع بخش ہیں۔

گائے کا دودھ اور گھی

صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تم گائے کا دودھ استعمال کرنا لازم پکڑو۔ کیونکہ اس میں شفا ہے اور اس کے گھی میں دوا کی تاثیر ہے۔ (زاد المعاد)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے کوئی بیماری نہیں اتاری ہے جس کی شفا نہ اتاری ہو اور گائے کے دودھ میں ہر بیماری سے شفاء کی تاثیر ہے۔ شفاء کی وجہ یہ بیان

حافظ مظہر اقبال بھلوال

فرمائی کہ گائے ہر وقت چرتی رہتی ہے۔ (مستدرک حاکم)

کھجور اور ککڑی

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ وہ تازہ تر کھجور اور ککڑی ایک ساتھ تناول فرما رہے تھے (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ) کھجور اپنے تمام فوائد اور منافع کے باوجود گرم تاثیر رکھتی ہے۔ ککڑی جسے پنجابی میں تر کہتے ہیں۔ وہ اپنی ذات میں بھی تر ہوتی ہے۔ اور اس کی تاثیر بھی سرد ہی ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا یہ عمل کس قدر حکیمانہ تھا۔ یہ پھل کا پھل اور سبزی کی سبزی، تر۔ پیاس گرمی جلن اور خون کے جوش کو مٹاتی ہے۔ ککڑی جگر کو تسکین دیتی ہے۔

تربوز اور کھجور

نبی اکرم ﷺ کے بارے میں مروی ہے کہ حضور ﷺ تازہ تربوز کھجور کے ساتھ کھاتے تھے اور فرمایا کرتے کہ یہ تربوز گرمی کو دور کرتا ہے اور تازہ کھجور سردی کو دور کرتی ہے (ابوداؤد، ترمذی) تربوز پیاس کو دور کرتا ہے۔ سوزاک اور یرقان میں بے حد مفید ہے

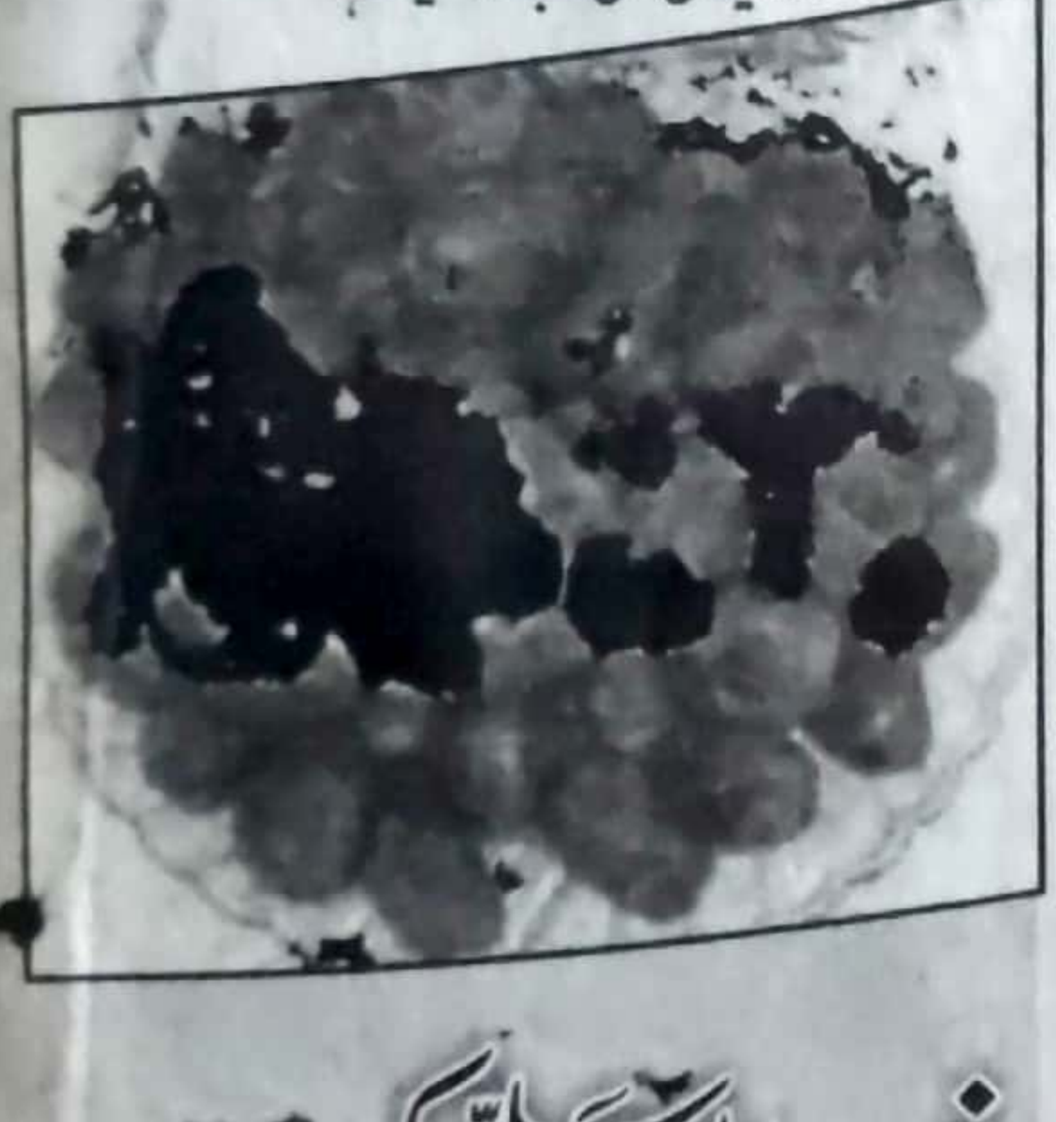

رسول اللہ ﷺ کا آخری دن

محمد توصیف شاہ، منڈی فاروق آباد

حیات مبارکہ کے آخری دن فجر کے وقت آپ ﷺ نے حجرے کا پردہ اٹھایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صفیں باندھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز ادا کر رہے تھے۔ رسول اکرم ﷺ یہ منظر دیکھ کر مسکرائے۔ ذرا دن چڑھا تو اپنی بیٹی فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا۔ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ابا جان کو تکلیف میں دیکھ کر کہا: "ہائے ابا جان کی تکلیف" اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ جو صبر اور استقامت کا پہاڑ تھے۔ فرمانے لگے: "تمہارے والد پر آج کے بعد کوئی تکلیف نہ آئے گی۔"
اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے نواسے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر چوما اور اپنی بیویوں کو (امہات المومنین رضی اللہ عنہن) کو بلا کر نصیحت فرمائی اور پھر تمام لوگوں کو آخری وصیت کی۔ اس کے بعد فرمایا: الصلوٰۃ! الصلوٰۃ! و ما ملکت ایمانکم۔ (نماز، نماز اور تمہارے غلام یا ماتحت) پھر آپ ﷺ نے انگلی اٹھائی اپنی نگاہ چھت کی طرف بلند کی اور ہونٹوں پر کچھ حرکت ہوئی، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کان لگایا تو آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ ان انبیاء علیہ السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ جنہیں تو نے انعام سے نوازا۔ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیق اعلیٰ میں پہنچا دے اے اللہ! رفیق اعلیٰ" آپ ﷺ نے آخری فقرہ تین بار دہرایا اور آپ ﷺ کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔ آپ ﷺ کا مبارک ہاتھ جھک گیا اور آپ ﷺ رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

پیارے رسول ﷺ کی سواریاں

رضوان اسماعیل، بدھلہ سنت ملتان

گھوڑے

پیارے رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارک میں صرف سات گھوڑوں کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ نبی اکرم ﷺ نے ان پر سواری فرمائی۔ ان کے نام کچھ اس طرح ہیں۔

1۔ السکب: یہ نبی اکرم ﷺ کا پہلا گھوڑا تھا۔
2۔ المرتجز: یہ گھوڑا ایک اعرابی سے خرید کیا گیا تھا۔
3۔ اللزاز: اسے اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس نے بھیجا تھا۔
4۔ الظرف: اسے ربیعہ بن البراء رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو پیش فرمایا تھا۔
5۔ الورد: یہ تمیم الداری رضی اللہ عنہ نے بطور ہدیہ دیا تھا۔
6۔ یعسوب: الجیف: ان دونوں کے بارے صحیح معلومات نہیں مل پائیں کہ یہ آپ ﷺ کو بطور تحفہ ملے یا آپ ﷺ نے خریدے۔

اونٹنی

قصواء: اسے عضباء اور جدعاء بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ اونٹنی تھی جس پر نبی کریم ﷺ نے ہجرت فرمائی۔
(اسلامی معلومات کا انسائیکلوپیڈیا سے ماخوذ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند

☆ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی اشیاء میں مجھے خوشبو اور عورتیں پسند ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ نسائی (کتاب ۳۶۸)
☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کا محبوب مشروب ٹھنڈا اور میٹھا تھا۔ (ترمذی، ابواب الاشربۃ)
☆ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حلوے اور شہد سے محبت کرتے تھے۔ (ترمذی، اطعمہ)
☆ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذراع (بازو) کا گوشت پسند کرتے تھے (ترمذی، اطعمہ)
☆ رسول اللہ ﷺ [illegible] اپنے گھوڑے کا [illegible] (کھانا) یعنی جہاد کے لئے تیار کرنا پسند کرتے تھے۔
(ترمذی، ابواب الفضائل الجہاد)

محمد شہباز، محمد عظیم۔ اصل پور

رسول اللہ ﷺ کی جانوروں پر شفقت

پیارے بچو! ہمارے نبی اکرم محمد ﷺ ہمارے رہنما بڑے ہی شفیق رسول اللہ ﷺ کی سیرت بھی بڑی پیاری اور بہت اچھی ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ کے متعدد نام ہیں۔ انہی میں سے ایک نام رحمۃ للعالمین بھی ہے۔ رحمت للعالمین کا مطلب ہے تمام دنیا اور جہانوں کے لئے رحمت، آپ شاید جانتے ہی ہوں کہ کائنات میں لاتعداد دنیائیں آباد ہیں۔ مثلاً انسانوں کی دنیا، حیوانوں کی دنیا، بچوں کی دنیا، غلاموں کی دنیا، ستاروں کی دنیا، صحراؤں کی دنیا، پانی کی دنیا الغرض ہر قسم کی مادی اشیاء کی اپنی الگ دنیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب دنیاؤں کو پیدا کیا اور رسول اللہ کو ان سب کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ ہم دودھ پیتے، گوشت، انڈا اور دیگر غذائیں کھاتے ہیں۔ پنیر، لسی، مکھن، دہی ہماری پسندیدہ غذا ہے۔ گھی سے رنگا رنگ مٹھائیاں بناتے ہیں۔ معلوم ہے یہ سب چیزیں کہاں سے حاصل ہوتی ہیں؟ یہ سب چیزیں جانوروں سے حاصل ہوتی ہیں اور یہ غذائیں ہماری زندگی کے لئے مفید بھی ہیں اور ضروری بھی۔

رسول رحمت ﷺ کی آمد سے پہلے لوگ جانوروں پر بہت ظلم کرتے تھے جس کی مختلف صورتیں تھیں، ہمارے پیارے نبی ﷺ نے جانوروں کے معاملے میں لوگوں کو بہت سمجھایا، ہدایات دیں اور ان پر ظلم کا ہر قسم کا سلسلہ بند کروادیا۔ اس طرح آپ ﷺ کی ذات گرامی کائنات کی ہر چیز کے ساتھ ساتھ جانوروں کے لئے بھی رحمت بن کر آئی۔

ایک دفعہ ہمارے رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹ دیکھا جس کا پیٹ بھوک کی وجہ سے کمر سے لگ چکا تھا اونٹ کی یہ حالت دیکھ کر آپ ﷺ کو ترس آگیا اور فرمایا۔ لوگو! ان بے زبان جانوروں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔ ان پر سوار ہونا ہو تو اچھی حالت میں ہی ہوا کرو اور اگر ان کا گوشت کھاؤ تو بھی اچھی حالت میں کھایا کرو۔ یعنی ان کو خوب کھلایا پلایا کرو تاکہ یہ صحت مند نظر آئیں، ایسا مت کرو کہ بے چاروں پر سواری کا کام تو لو لیکن کھانے کو کچھ نہ دو۔ ان کی صحت اور خوراک کا خیال نہ رکھو اور جب انتہائی کمزور ہو جائیں تو ذبح کرلو بلکہ ذبح کا بھی ارادہ ہو تو صحت مند ذبح کر کے کھایا کرو۔ صحیح مسلم میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک بار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا کہ میں نے ایک عورت دوزخ میں دیکھی۔ جس کا قصور یہ تھا اس نے ایک بلی پال رکھی تھی۔ اسے کھانے پینے کو کچھ نہ دیتی تھی نہ ہی اسے کھولتی تھی کہ زمین پر سے گری ہوئی چیزیں اٹھا کر کھالے اسی طرح وہ بے چاری بھوک سے تڑپ تڑپ کر مرگئی اللہ تعالیٰ کو اس عورت کا یہ ظلم انتہائی ناپسند آیا اور عورت کو دوزخ میں ڈال دیا۔

ایک بار رسول اللہ ﷺ سفر پر جارہے تھے آپ ﷺ کے ہمراہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے لشکر نے ایک جگہ پڑاؤ کیا اور کھانے پکانے کے لئے آگ جلائی۔ اتفاق سے اس جگہ پر چیونٹیوں کا بل تھا۔ پیارے نبی ﷺ ادھر آئے، چیونٹیوں کے بل پر آگ جلتی دیکھی۔ تو فرمایا نبی ﷺ رحمت نے "بجھاؤ بجھاؤ" صحابہ نے آگ بجھادی اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ آگ کی سزا دینا صرف اللہ کا حق ہے (مسند احمد بن حنبل) اس لئے نبی ﷺ رحمت نے جانور ہو یا انسان...... کھیت ہو یا باغ چاہے اپنا ہو یا جانی دشمن کا...... اسے جلانے سے منع کیا ہے ہمیں بھی چاہیے کہ ہم کیڑے مکوڑوں اور جانوروں کو جلانے سے پرہیز کیا کریں کیونکہ یہ کام ہمارے رسول اللہ ﷺ کو ناپسند تھا۔

جاہلیت میں جب لوگ سفر میں ہوتے کھانے کا سامان ختم ہو جاتا تو زندہ جانور کے جسم سے گوشت کاٹ کر کھالیتے جانور بے چارہ اس تکلیف کو کس دکھ کے ساتھ سہتا ہوگا اس کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پھر مہینوں یہ زخم ٹھیک ہونے میں نہ آتا ہوگا۔

پھر اسی طرح جاہلیت کے اندر اگر پانی نہ ملتا تو اونٹ کی کوہان چیر کر اس سے پانی نکال لیتے آپ کو معلوم ہے کہ اونٹ اپنی کوہان میں کئی کئی ہفتوں کا پانی ذخیرہ کرلیتا ہے۔ اونٹ کی کوہان پانی کی ٹینکی کا کام دیتی ہے اور کئی ہفتے تک پانی نہ ملے تو یہ اس کے کام آتا رہتا ہے۔ ہمارے پیارے رسول رحمت ﷺ نے جانوروں کا گوشت کاٹنے اور انہیں جان بوجھ کر کسی قسم کا بھی زخم پہنچانے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ زندہ جانور کا گوشت کاٹ کر کھانا حرام ہے۔ (سنن ترمذی) جاہلیت میں ایک دستور یہ بھی تھا کہ جب بارش نہ ہوتی تو لوگ گھاس پھوس جمع کرتے ایک دنبے کی دم کے پیچھے باندھ دیتے پھر اس کو آگ لگا دیتے دنبہ بے چارہ آگ کی حرارت سے آہستہ آہستہ جل جاتا اور تکلیف سے ادھر ادھر بھاگتا ان بے علم لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ایسا کرنے سے بارش ہو جاتی ہے۔ ہمارے رسول اللہ ﷺ نے اس رسم کو بھی سختی سے بند کیا۔ (سیرت النبی از مولٰنا شبلی)

بعض لوگ جاہلیت میں جانوروں کے ناک، کان یا دم کاٹ دیتے اور انہیں بتوں کے نام پر آزاد کر دیتے بعض یہ سمجھتے کہ اس طرح جانور کو نظر نہیں لگتی ہمارے رسول ﷺ نے جانوروں پر ہونے والے اس ظلم کو یہ فرما کر بند کیا" جو کسی جانور کا ناک کان یا کوئی حصہ کاٹے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ (صحیح بخاری)

لعنت اللہ تعالیٰ کے انتہائی غصے کا نام ہے۔ جو شخص بہت ہی برا کام کرے، اس کے لئے یہ سزا ہے۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ جانوروں کے چارے وغیرہ کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔ آپ ﷺ صدقے کے اونٹوں کو اپنے ہاتھ سے چارہ ڈالا کرتے تھے اور پانی پلایا کرتے تھے۔

ایک بار پیارے نبی رحمت ﷺ مجاہدین کے ساتھ سفر پر جارہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو ہمارے آگے جا کر حوض صاف کر کے پانی نکالنے کا انتظام کرے گا۔ جابر اور جبار صخر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم یہ کام کریں گے چنانچہ وہ پہلے کنویں پر گئے اور صاف کر کے حوض کا پانی نکالا۔ اتنی دیر میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام بھی پہنچ گئے آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ اگر اجازت ہو تو میں پانی پی لوں۔ صحابہ نے اجازت دے دی۔ تو نبی رحمت ﷺ نے پہلے اپنی اونٹنی کو پانی پلایا اور پھر خود پانی پیا۔ (مسلم)

کیونکہ نبی ﷺ کو معلوم تھا کہ اونٹنی بے چاری بھی سفر کی تکلیف اٹھا کر میرے ساتھ یہاں تک پہنچی ہے اس کو بھی پیاس لگی ہے۔

پیارے بچو! آپ بھی جانوروں کے ساتھ ویسا ہی اچھا برتاؤ کریں جیسا ہمارے نبی رحمت ﷺ نے کیا۔ جیسے آپ نے نرمی کا حکم دیا اور برتاؤ کیا ویسے کریں اور اللہ کے نزدیک اچھے انسان کہلائیں۔

ام قانتہ عابد چوبرجی لاہور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن

احسان ساجد

عبدالمطلب قبیلہ قریش کا سردار تھا اور عرب کے سرداروں میں اپنے علم اور اخلاق کی وجہ سے معزز سمجھا جاتا تھا۔ اس کے پاس مال و دولت تو زیادہ نہ تھی البتہ وہ دل کا بڑا غنی تھا۔ اپنے قیمتی اونٹ ذبح کر کے غریبوں، مسکینوں کو کھانا کھلاتا اور مکہ میں حج کے لئے آنے والے افراد کی ضیافت کیا کرتا تھا۔

ایک رات عبدالمطلب سو رہا تھا کہ اس نے خواب میں دیکھا اسے کوئی کہہ رہا ہے کہ فلاں جگہ کھدائی کرو۔ عبدالمطلب نے اگلی صبح اس جگہ کی کھدائی شروع کر دی۔ جس کی نشاندہی اسے خواب میں کرائی گئی تھی۔ کھدائی کے دوران وہاں زمزم کا کنواں مل گیا جو سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی وجہ سے جاری ہوا تھا اور رفتہ رفتہ ختم ہو گیا۔

عبدالمطلب اور قریش کے لئے یہ بڑی خوشی کی بات تھی۔ عبدالمطلب نے وہیں کھڑے کھڑے ایک نذر مانی کہ اگر اللہ نے مجھے دس بیٹے عطا کئے تو میں ان میں سے ایک بیٹا اللہ کی راہ میں کعبہ کے پاس ذبح کروں گا۔

وقت آہستہ آہستہ گزرتا گیا اور عبدالمطلب کے بیٹوں کی تعداد پوری دس ہو گئی۔ عبدالمطلب نے اپنے دس بیٹوں کے درمیان قرعہ ڈالا کہ کون سا بیٹا ذبح کیا جائے قرعہ ڈالا گیا تو وہ ان کے بیٹے عبداللہ کے نام نکلا۔ عبدالمطلب نے عبداللہ کا ہاتھ پکڑا، چھری لی اور ذبح کرنے کے لئے خانہ کعبہ کے پاس لے گئے لیکن قریش اور خصوصاً عبداللہ کے ننھیال والے بنو مخزوم اور عبداللہ کے بھائی ابو طالب آڑے آ گئے انہوں نے عبدالمطلب سے کہا عبداللہ کو ذبح نہیں کیا جائے گا۔ عبدالمطلب نے جواب دیا تب میں اپنی نذر کا کیا کروں؟ انہوں نے مشورہ دیا کہ وہ کسی خاتون عرافہ کے پاس جا کر حل دریافت کریں۔ عبدالمطلب ایک عرافہ کے پاس گئے۔ اس نے کہا کہ عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کریں۔ اگر عبداللہ کے نام قرعہ نکلے تو مزید دس اونٹ بڑھا دیں۔ اس طرح اونٹ بڑھاتے جائیں اور قرعہ اندازی کرتے جائیں، یہاں تک کہ اللہ راضی ہو جائے۔ پھر اونٹوں کے نام قرعہ نکل آئے تو انہیں ذبح کر دیں۔ عبدالمطلب نے واپس آ کر عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کی مگر قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ اس کے بعد وہ دس دس اونٹ بڑھاتے گئے اور قرعہ اندازی کرتے گئے مگر قرعہ عبداللہ کے نام ہی نکلتا رہا۔ جب سو اونٹ پورے ہو گئے تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا۔ اب عبدالمطلب نے انہیں عبداللہ کے بدلے ذبح کیا اور وہیں چھوڑ دیا۔ کسی انسان یا درندے کے لئے کوئی رکاوٹ نہ تھی کہ وہاں سے گوشت اٹھائے۔ اس واقعے سے پہلے قریش اور عرب میں خون بہا (دیت) کی مقدار دس اونٹ تھی مگر اس واقعے کے بعد سو اونٹ کر دی گئی۔

عبدالمطلب نے اپنے صاحبزادے عبداللہ کی شادی کے لئے آمنہ کا انتخاب کیا جو وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب کی صاحبزادی تھیں اور نسب اور رتبے کے لحاظ سے قریش کی افضل ترین خاتون شمار ہوتی تھیں۔ ان کے والد نسب اور شرف دونوں حیثیت سے بنو زہرہ کے سردار تھے۔ وہ مکہ ہی میں رخصت ہو کر عبداللہ کے پاس آئیں مگر تھوڑے عرصے بعد عبداللہ کو عبدالمطلب نے کھجور لانے کے لئے مدینہ بھیجا تو وہ وہیں انتقال کر گئے۔

انہیں دنوں یمن کے بادشاہ ابرہہ نے ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ خانہ کعبہ مسمار کرنے کے لئے حملہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہو کر تباہ و برباد ہو گیا۔ اس واقعے کو گزرے ابھی پچپن روز ہی ہوئے تھے۔

قبیلہ بنو مطلب کے سردار عبدالمطلب کی بہو آمنہ کے ہاں ایک بچے نے جنم لیا۔ سوموار کا دن تھا۔ ربیع الاول کی نو تاریخ اور بہار کا موسم تھا۔ یہ بچہ پیدا ہوا تو اس کی ماں کے جسم سے روشنی کی ایسی شعاعیں نکلیں کہ اس سے سینکڑوں میل دور ملک شام کے محل بھی روشن ہو گئے۔

بی بی آمنہ نے خادمہ کے ہاتھ اپنے سسر عبدالمطلب کو پوتے کی ولادت کا پیغام بھجوایا۔

عبدالمطلب نے پوتے کے پیدا ہونے کی خوش خبری سنی تو بہت خوش ہوا۔ آناً فاناً یہ خبر پورے خاندان میں پھیل گئی۔ قبیلہ بنو مطلب کے ہر فرد کو یہ خوشی تھی کہ عبدالمطلب کے بیٹے عبداللہ کی نشانی پیدا ہوئی ہے عبداللہ کے بڑے بھائی ابولہب کو بچے کے پیدا ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے مارے خوشی کے خبر سنانے والی اپنی خادمہ ثوبیہ ہی آزاد کر دی (مختصر سیرۃ النبی ﷺ الشیخ عبداللہ ص ۳۵)

پیدا ہونے والے بچے کے دیگر چچاؤں اور تاؤں کی خوشی بھی دیدنی تھی۔ عبدالمطلب تو اس قدر خوش تھا کہ اس نے اپنے پوتے کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور پھر جی بھر کر چومنے لگا...... خود عبدالمطلب بھی اپنے بچپن میں ہی یتیم ہو گیا تھا۔ یتیمی کا درد کیا ہوتا ہے وہ بہت اچھی طرح جانتا تھا اپنے پوتے کو سینے سے لگائے اسے نہ جانے کیا سوجھی، وہ کمرے سے نکلا اور بچے کو ہاتھوں پر اٹھائے خانہ کعبہ میں لے آیا۔ خانہ کعبہ میں جا کر اس نے بچے کو جھولی میں ڈالا اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے (رحمۃ العالمین جلد ۱ ص ۶۲) اسی خوشی میں سرشار عبدالمطلب پوتے کو لے کر واپس گھر آیا اور بچے کو اپنی بہو آمنہ کے پہلو میں لٹاتے ہوئے بولا:

"آمنہ! بچہ بہت پیارا ہے" آمنہ کے چہرے پر مسرت کی لہر دوڑ گئی وہ آہستگی سے بولی:

"جب یہ پیدا ہوا تو میں نے دیکھا کہ جیسے ایک روشنی کا لاوا پھوٹتا ہے اور اس کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی۔"

پیدا ہونے والا بچہ اس قدر حسین تھا کہ ہر کسی کا دل چاہتا تھا کہ اسے اٹھا کر پیار کرنا شروع کر دے۔ خاندان کی عورتیں جمع ہو گئیں۔ ثوبیہ کا چہرہ خوشی سے کھلا ہوا تھا۔ اس کے لئے یہ بچہ بہت خوش قسمت ثابت ہوا اور اس کی غلامی سے آزادی کا سبب بن گیا تھا۔ وہ قریشی عورتوں میں کھڑی بچے کے چہرے کو تکے جا رہی تھی بچہ اس قدر حسین تھا کہ جی بھر کر دیکھنے سے بھی آنکھیں نہ بھرتی تھیں اور دل چاہتا تھا کہ اسے دیکھتے ہی چلے جائیں۔ ثوبیہ میں اپنی اپنے ہاتھوں پر ایک ننھا منا بچہ جس کا نام "مسروح" تھا اٹھا رکھا تھا لیکن آمنہ کے پہلو میں لیٹا عبدالمطلب کا پوتا اسے اس قدر پیارا لگا کہ اس نے مسروح کو قریب کھڑی ایک عورت کے ہاتھوں میں دیا اور آگے بڑھ کر آمنہ کے پہلو سے بچے کو اٹھا لیا۔ (مختصر سیرۃ النبی ﷺ الشیخ عبداللہ ص ۳۳، الرحیق المختوم ص ۸۴) عبدالمطلب نے ساتویں روز قریش کے سب افراد کی شاندار دعوت کی۔ یہ پیدا ہونے والے بچے کا عقیقہ تھا۔ اس دعوت میں لوگوں کے سامنے عبدالمطلب نے اپنے پوتے کا نام "محمد" ﷺ رکھا۔ "محمد" کا لفظ سنتے ہی قریش

حضرت منذر بن ساویٰ کے نام رسول اللہ ﷺ کا ایک خط

کے کئی افراد کے چہروں پر تعجب کے آثار پیدا ہو گئے ...... انہیں یوں معلوم ہوا جیسے یہ نام نیا سا ہو۔

ایک آدمی نے اس تعجب کا سرعام اظہار کرتے ہوئے کہا: عبدالمطلب! "تمہارے خاندان کے دوسرے افراد میں سے تو کسی کا نام ایسا نہیں اور نہ ہی تمہارے خاندان کا یہ رواج ہے۔ پھر اس بچے کا نام ایسا کیوں......؟"

عبدالمطلب نے ہنس کر کہا: "یہ بچہ سب سے حسین ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میرا پوتا دنیا بھر میں تعریف کی نگاہوں سے دیکھا جائے (رحمۃ العالمین جلد ۱ ص ۶۲)

اسی روز محمد ﷺ کے ختنے کیے گئے اور اس کی بہتر پرورش کے بارے میں سوچا جانے لگا۔

اس زمانے میں یہ رواج تھا کہ مکہ میں جس گھر میں بھی بچہ پیدا ہوتا تھا اس کے گھر والے بچے کی نشو و نما کے لئے بچے کو تین چار سال تک کسی گاؤں میں بھیج دیتے تھے۔ گاؤں کی عورتیں بچے کو اپنا دودھ پلاتیں اور دیہات کے ماحول میں اس کی پرورش کرتی تھیں تاکہ بچہ صحت مند ہو، اس کا جسم طاقتور اور اعصاب مضبوط ہوں۔ بچوں کی پرورش کرنے والی یہ عورتیں جب تین چار سال کے بعد بچے کو اس کے خاندان والوں کے سپرد کرتیں اس کے بدلے انہیں بہت سا مال دیا جاتا اور وہ پرورش کرنے والی عورت اس کی "دودھ کی ماں" کہلاتی۔ دستور کے مطابق عبدالمطلب نے اپنے پوتے محمد ﷺ کو بھی کسی عورت کے سپرد کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اب تک محمد ﷺ کو ابولہب کی آزاد کردہ خادمہ ثوبیہ سنبھال رہی تھی اور اس کی پرورش کرتی تھی۔

عبدالمطلب کسی ایسی دایہ کی تلاش میں تھے کہ جو محمد ﷺ کو اپنے ذمے لے کر اس کی بہتر تربیت کر سکے۔

ایک روز عبدالمطلب کو خبر ہوئی کہ گاؤں سے بچے گود لینے والی دائیاں آئی ہیں۔ عبدالمطلب ان کے پاس گئے تاکہ بات طے ہو سکے لیکن یونہی دائیوں کو جب یہ معلوم ہوتا کہ بچے کا باپ بچے کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو چکا ہے اور بچہ یتیم ہے تو وہ اسے گود لینے سے انکار کر دیتیں۔ دائیوں کے ذہن میں یہ بات تھی کہ جب بچے کا باپ ہی دنیا میں نہیں تو پھر یقیناً ان کو بچے کی پرورش کے بدلے کم مال ملے گا۔

ایک ایک کر کے ساری دائیوں نے انکار کر دیا تو گاؤں سے آنے والی سب دائیوں میں سے صرف ایک دائی ایسی رہ گئی جس کو کوئی بچہ نہ ملا...... اس کا نام حلیمہ سعدیہ تھا۔ جب اسے خبر ہوئی کہ ایک یتیم بچہ ہے جسے کسی بھی دائی نے قبول نہیں کیا تو حلیمہ نے اپنے شوہر سے کہا "گاؤں سے جتنی بھی عورتیں آئی ہیں، سب کو کوئی نہ کوئی بچہ مل گیا ہے اور بس ہم ہی باقی رہ گئے ہیں مجھے اچھا نہیں لگتا کہ باقی ساری عورتیں بچے لے کر واپس جائیں اور میں خالی ہاتھ جاؤں۔ تمہارا کیا خیال ہے اس یتیم بچے کو گود لے لیں...... ؟

"میرا بھی یہی خیال ہے کہ خالی ہاتھ واپس جانے کی بجائے اس بچے کو گود لے لیتے ہیں اس میں کیا حرج ہے اور پھر ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی میں ہمارے لئے برکت پیدا کر دے۔"

حلیمہ کے شوہر نے جواب دیا۔

یوں حلیمہ سعدیہ اپنے خاوند کے ساتھ عبدالمطلب کے پاس آئیں اور محمد ﷺ کی پرورش کے لئے حامی بھرلی۔

مسجد نبوی ﷺ

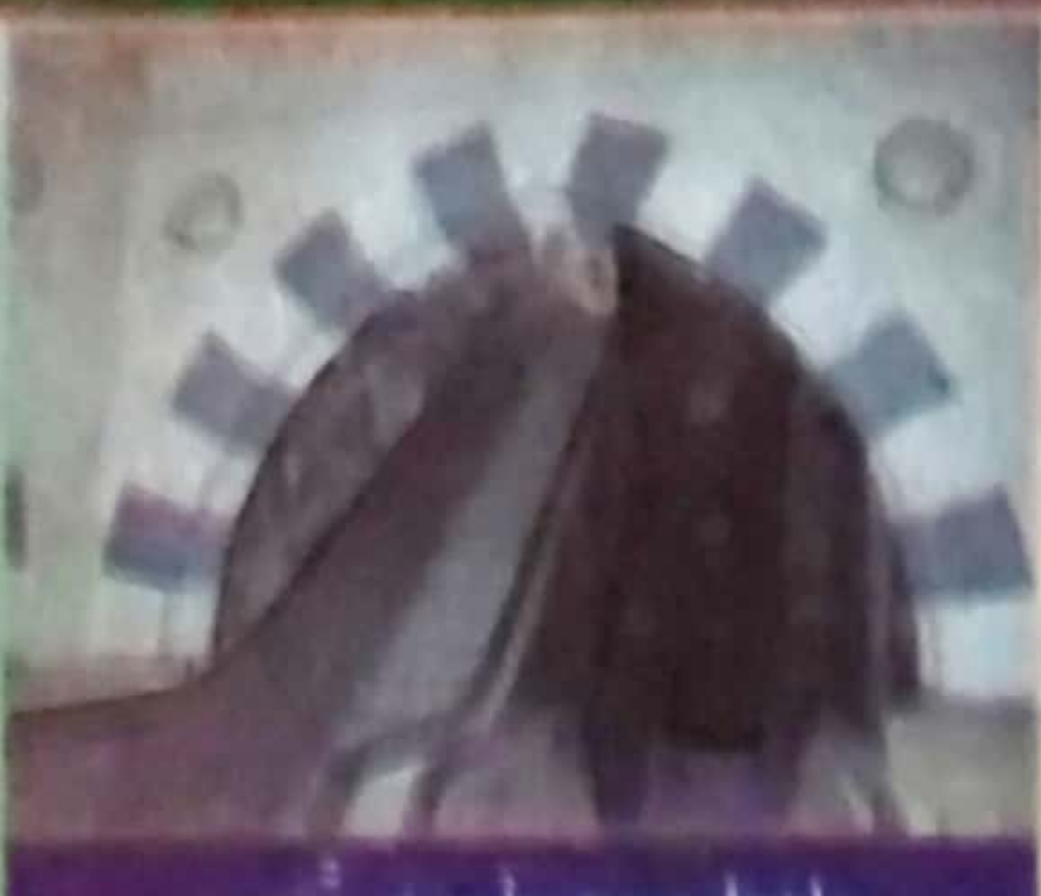

حافظ محمد آصف

مسجد نبوی وہ جگہ ہے جو مسلمانوں کی عبادت گاہ بھی تھی اور اسلامی ریاست کا مرکز بھی۔ اس ہیڈ کوارٹر سے رسول اللہ ﷺ نے 28 غزوات کی تیاری خود فرمائی اور 56 کے قریب ایسی جنگوں کی پلاننگ کی جن کی کمان صحابہ رضی اللہ عنہم کے سپرد کی۔

یہ مسجد نبوی وہی جگہ ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے عدالتی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو واضح کیا اور پانچ سو سے زائد مقدمات کے فیصلے خود فرمائے۔ یہ مسجد نبوی مسلمانوں کا "اسٹیٹ بنک" بھی تھا جہاں مسلمانوں کا سارا مال جمع ہوتا تھا اور آمد و اخراجات کے حساب ہوتے تھے۔

اسی مسجد نبوی میں ریاض الجنۃ کے پیچھے ایسا چبوترہ بھی ہے جسے صفہ کہا جاتا ہے یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم و تربیت ہوتی تھی علم بنتے تھے اور پڑھائے جاتے تھے۔ اسی مسجد میں بیرونی دنیا سے مہمان آتے تھے اور مختلف لوگوں سے معاہدے ہوتے تھے۔ یعنی یہ مسجد کے ساتھ ساتھ گیسٹ ہاؤس بھی تھا۔ مہمانوں کے لئے مسجد کے صحن میں خیمے لگتے تھے اور ضیافت ہوتی تھی۔

الغرض مسجد نبوی اسلامی ریاست اور اسلامی معاشرے کا ایک ایسا مرکز تھا کہ جس میں دین اسلام کے سارے احکامات واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں۔

اس مسجد کی زیارت کرتے ہوئے انسان میں دو طرح کے جذبات و احساس کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔

ایک تو یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور مسنون زندگی اپنانے کا جذبہ اور دوسرا وہ کام جو رسول اللہ ﷺ نے اس مسجد میں سرانجام دیا۔ اس کام کو اپنی سرزمین میں انجام دینے اور پوری دنیا میں اسے قائم کرنے کا احساس، کیونکہ یہ مسجد مسلمانوں کو اس سنہری دور کی یاد دلاتی ہے جو دنیا کا سب سے بہترین معاشرہ اور دور تھا۔

مسجد نبوی ﷺ ایک نظر میں

مسجد نبوی ﷺ کی زمین کے اولین مالک دو یتیم بچے سہل اور سہیل تھے

قطعۂ زمین کی قیمت: سکہ اس وقت کے مطابق دس دینار تھی

بنیاد رکھنے والے خود حضور اکرم ﷺ تھے اور

مسجد کے دروازے تین عدد تھے

مسجد نبوی ﷺ میں پہلی مرتبہ محراب عمر بن عبدالعزیزؒ نے بنائی تھی، اس سے پہلے مسجدوں میں محراب نہیں ہوا کرتی تھی۔ مسجد کے چاروں کونوں پر چار مینار تعمیر کیے گئے، جن کی اونچائی ۸۷ فٹ تھی اب شاہ فہد بن عبدالعزیز کے دور میں توسیع شدہ مسجد کے تین حصے ہیں:

(۱) تہہ خانہ (۲) زمینی منزل (۳) پہلی منزل

تہہ خانہ کی اونچائی ۴،۱۰ میٹر اور زمینی منزل کی اونچائی ۱۴،۶۵ میٹر ہے۔ جبکہ پہلی منزل (بشمول نئی اور پرانی توسیع) برآمدے اور ۳۲۶ ستونوں پر مشتمل ہے۔ تہہ خانہ کو مسجد میں پہنچانے والی سہولتوں مثلاً الیکٹرو میکنیکل کے آلات، ایئر کنڈیشنڈ سسٹم کی مشینری، فائر سسٹم، کمپیوٹرائزڈ نظام اور اسٹور کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ جب کہ زمینی اور پہلی منزل نماز کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ مسجد میں ٹھنڈک پہنچانے کے لئے دنیا کا سب سے بڑا ایئر کنڈیشنڈ پلانٹ مسجد سے سات کلومیٹر دور لگایا گیا ہے۔

توسیع کے بعد مسجد کا کل رقبہ ۸۵۰۰۰ مربع میٹر ہو گیا ہے، مسجد اور اس کے اردگرد میدانوں میں عہد رسالت کا پورا مدینہ شامل ہو گیا ہے۔ مسجد کے گرد میدانوں کا کل رقبہ ۲۳۵۰۰۰ مربع میٹر ہے۔

پہلے مسجد نبوی ﷺ کے چار مینار تھے۔ جن کی اونچائی ۶۰ اور ۷۰ فٹ تھی۔ اس میں چھ میناروں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس طرح میناروں کی بلندی ۱۰۴ میٹر ہے۔ جب کہ مینار پر بنے ہوئے پیتل کے تاج کی لمبائی ۶ میٹر ہے۔ تہہ خانہ میں ستونوں کی تعداد ۲۵۵۴ ہے۔ مرکزی صحن یعنی زمینی منزل میں ۲۱۷۴ ستون ہیں۔

مسجد میں داخلے کے چودہ بڑے راستے ہیں، جب کہ نو مرکزی گیٹ ہیں۔ موجودہ دروازوں کی تعداد سولہ ہے۔ بہتر اور دروازوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس طرح مسجد کے دروازوں کی کل تعداد ۸۸ ہو گئی ہے۔

چھت پر جانے کے لئے اٹھارہ عام سیڑھیاں اور چھ برقی سیڑھیاں ہیں، مسجد کی خوشنما چھتوں میں لٹکے ہوئے نہایت قیمتی اور دیدہ زیب فانوس مسجد کی خوبصورتی میں گرانقدر اضافہ ہیں۔ بڑے فانوسوں کی تعداد ۶۸ ہے۔ ان دائرہ نماز فانوسوں کے چاروں طرف کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے الفاظ کندہ ہیں۔

حجاج کرام کے لئے تقریباً ۶۹۹۷ وضو خانے بھی بنائے گئے ہیں۔ ۵۵۰ ٹھنڈے پانی کے کولر ہیں، اس کے علاوہ ۴۲۴۴ غسل خانے تعمیر کیے گئے ہیں۔

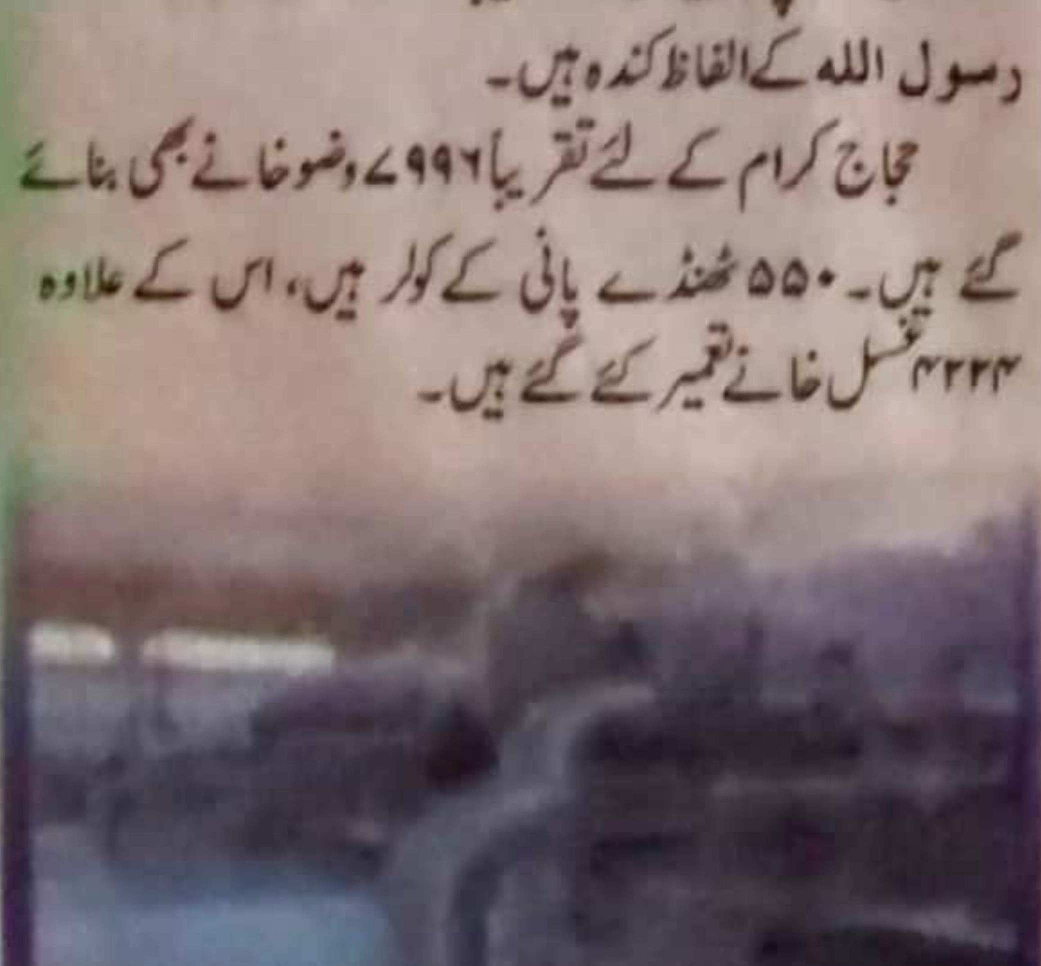

آخری نماز

سلمان شاھد

نبی ﷺ کی شدید بیماری کو گیارہ دن گزر چکے تھے، بیماری کی حالت میں بھی آپ ﷺ برابر مسجد میں تشریف لاتے اور نماز پڑھاتے رہے...... گیارہویں دن عشاء کی نماز کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نماز کے لیے اٹھے اور وضو کرنے لگے، لیکن وضو کرتے ہی بیہوش ہو گئے۔ ہوش آیا تو پھر نماز کی تیاری کے لیے وضو کا ارادہ کیا، مگر کمزوری اس قدر زیادہ تھی کہ پھر بے ہوش ہو گئے۔ کچھ افاقہ ہوا تو تیسری بار پھر آمادہ ہوئے لیکن پھر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ ہوش آیا تو فرمایا: ابو بکر ؓ سے کہو نماز پڑھائیں...... ابو بکر ؓ پہلی بار رسول اکرم ﷺ کے مصلہ پر کھڑے ہوئے۔

ابو بکر صدیق ؓ نہایت نرم دل آدمی تھے، نبی اکرم ﷺ کے مصلہ پر کھڑے ہوئے تو رقت طاری ہو گئی...... اور بے اختیار رونے لگے...... رونے کی آواز کانوں تک پہنچی تو ہمت کر کے مسجد میں تشریف لے گئے اور بیٹھ کر نماز پڑھائی...... نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے نہایت ہی موثر اور پر سوز خطبہ ارشاد فرمایا:

"مسلمانو! میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں، اس کی پناہ اور حفاظت میں دیتا ہوں، اور اس کی نصرت کے حوالے کرتا ہوں، اللہ تمہاری حفاظت اور نگرانی فرماتا رہے گا۔ جب تک تم تقویٰ پر قائم رہو گے، اور فرماں برداری کی سی زندگی گزارتے رہو گے......

بیماری روز بروز بڑھ رہی تھی، کمزوری اور بے چینی میں اضافہ ہو رہا تھا...... صحابہ کرام ؓ مغموم تھے...... مگر اللہ کی مشیت میں کون دخل دے سکتا ہے۔ چودھویں دن مسجد نبوی ﷺ سے اذان کی آواز بلند ہوئی...... صبح کی روشنی دھیرے دھیرے پھیلنے لگی...... مسجد میں لوگ جماعت کی تیاری کرنے لگے...... نبی کریم ﷺ نماز کے شوق میں کروٹیں بدلنے کی کوشش کرنے لگے لیکن اٹھنے کی سکت نہیں، گھر والوں کی طرف متوجہ ہوئے ابو بکر ؓ سے کہو نماز پڑھائیں۔

"حضور ﷺ ابو بکر ؓ بہت ہی نرم دل ہیں، آپ کی جگہ کھڑے ہو کر خود کو سنبھال نہ سکیں گے...... حضور (ﷺ) ان پر بہت رقت طاری ہو جاتی ہے۔" ام المومنین عائشہ ؓ نے کہا:

"ابو بکر سے کہو، نماز پڑھا دیں" اللہ کے رسول ﷺ نے دوبارہ ارشاد فرمایا۔

حضور (ﷺ) ابو بکر مصلہ پر کھڑے ہونے کی تاب نہ لا سکیں گے...... کسی اور کے لیے اجازت فرما دیجیے۔" ام المومنین ؓ نے پھر کہا۔ "تم لوگ تو مجھ سے ویسی ہی بحث و تکرار رہی ہو جیسی مصر کی عورتیں میرے بھائی یوسف (علیہ السلام) سے بحث کرتی تھیں، میں کہتا ہوں، ابو بکر سے کہو نماز پڑھا دیں، میرا انتظار نہ کریں، حضور ﷺ نے فیصلہ کن انداز میں حکم دیا۔

اور پھر ابو بکر صدیق ؓ نبی کریم ﷺ کے مصلہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانے لگے۔

آپ ﷺ بے چین تھے کہ مسجد میں نماز کا منظر دیکھیں...... دنیا چھوڑنے سے پہلے ایک بار دیکھ سکیں کہ صحابہ کرام ؓ اس نماز کو کس طرح ادا کرتے ہیں جو آپ ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

آپ ﷺ نے اپنے کمرے کا پردہ اٹھایا اور دیکھا کہ مسجد میں صفیں بندھی ہوئی ہیں...... مصلہ پر ابو بکر ؓ ہیں...... اور صحابہ کرام ؓ جماعت سے نماز ادا کر رہے ہیں...... کچھ دیر تک آپ ﷺ اس مبارک نظارے کو دیکھتے رہے اور خوش ہوتے رہے، خوشی میں ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی اور چہرہ مبارک دمک رہا تھا۔

صحابہ ؓ نے محسوس کیا تو ان کے شوق اور بے چینی کا عجب حال تھا، چاہتے تھے کہ اسی حالت میں نبی ﷺ کے چہرہ انور پر نظریں جما دیں...... نبی ﷺ صحابہ کے شوق و اضطراب کو بھانپ گئے...... آپ ﷺ نے سب کو ہاتھ کے اشارے سے تسکین دی اور کھڑکی کے سامنے سے ہٹ گئے...... مگر آپ ﷺ کی بے تابی نے آپ کو لیٹنے نہ دیا، اسی حالت میں مسجد جانے کا ارادہ کر لیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں۔ "یہ منظر اب تک میری نگاہوں کے سامنے ہے...... نبی ﷺ دو آدمیوں کے سہارے مسجد کی طرف جا رہے تھے...... آپ ﷺ کے شوق کا یہ عالم تھا، اور کمزوری اس قدر تھی کہ پیروں میں اتنی سکت بھی نہ تھی کہ آپ ﷺ قدم اٹھا کر رکھ سکیں اور جما سکیں...... چنانچہ آپ ﷺ دو آدمیوں پر سہارا کیے اس طرح مسجد کی طرف بڑھ رہے تھے کہ آپ ﷺ کے پیر زمین پر گھسٹتے جاتے تھے، اس طرح پیر گھسٹتے گھسٹتے آپ ﷺ مسجد میں پہنچے ابو بکر صدیق ؓ نماز پڑھا رہے تھے، ابو بکر ؓ نے چاہا کہ پیچھے ہٹ آئیں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا۔ "نہیں! تم نماز پڑھاتے رہو۔" یہ آپ ﷺ کی آخری نماز تھی اور یہ آخری نماز بھی آپ ﷺ نے جماعت سے ادا فرمائی...... بیماری بڑھتی گئی...... نزع کی کیفیت طاری تھی کہ عبدالرحمن بن ابی بکر ؓ آئے، ان کے ہاتھ میں تازہ مسواک تھی...... آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا۔ مسواک کرائی گئی...... اس وقت آپ کی زبان پر یہ کلمات تھے: "نماز! نماز اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک۔"

یہاں تک کہ آنکھوں کی پتلیاں بدل گئیں اور آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

"اناللہ وانا الیہ راجعون وصلی اللہ علی النبی الکریم"

تمھارے واسطے میں دولت اسلام لایا ھوں

چڑھا کوہِ صفا پر ایک دن اسلام کا ہادی
نظر کے سامنے تھی پستیٔ انساں کی آبادی
صدا دی اے قریشی عورتو، مردو ادھر آؤ
یہ اپنے کام دھندے آج یہ کردو ادھر آؤ
اکھٹے ہو گئے آکر جوان و پیر، مرد و زن
بنی آدم کا جنگل بن گیا یہ کوہ کا دامن
خطاب ان سے پیغمبر نے کیا اللہ کے بندو
خلیل اللہ کے پوتو، ذبیح اللہ کے فرزندو
اگر میں تم سے یہ کہہ دوں کہ اس کہسار کے پیچھے
پہاڑوں کی بلندی اور آہنی دیوار کے پیچھے
چھپی ہے رہزنوں کی فوج تم پر وار کرنے کو
گھروں کے لوٹنے کو شہر کے مسمار کرنے کو
یہ کہہ دوں میں اگر تم سے تو کیا تم جان جاؤ گے
یقین آجائے گا کیا مجھ پر کوئی شک نہ لاؤ گے
کہا لوگوں نے: ہاں سچا ہے تو یہ جانتے ہیں ہم سب
تو بچپن سے صادق ہے اور امین ہے مانتے ہیں ہم سب
یہ سن کر پھر بلند آواز سے سچا نبی بولا
اسی انداز سے قرآنِ ناطق نے ذہن کھولا
کہ لوگو میرا کہنا نہایت غور سے سن لو
میں کہتا ہوں کہ باز آجاؤ ظلم و جور سے سن لو
تمہارے واسطے میں دولتِ اسلام لایا ہوں
جو ابراہیمؑ لائے تھے وہی پیغام لایا ہوں

مشکل الفاظ	معنی
کوہِ صفا	صفا کی پہاڑی جو مکہ میں واقع ہے
ہادی	رہنما
جواں و پیر	جوان اور بوڑھے
زن	عورت
دامن	جھولی
ذبیح اللہ	جسے اللہ نے ذبح کروانے کا حکم دیا، مراد اسمعیل علیہ السلام
کہسار	پہاڑی
آہنی	لوہے جیسا، فولادی
رہزنوں	ڈاکوؤں
مسمار	گرانا
ناطق	بولنے والا
جور	ظلم

انتخاب۔ ابو حنظلہ محمد توصیف شاہ...... منڈی فاروق آباد

نبی ﷺ کی بیداری کا انداز

آپ ﷺ علی الصبح بیدار ہوتے، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے اور اس کی تکبیر بجا لاتے اور بیداری کی دعائیں پڑھتے۔ پھر مسواک کرتے اور وضو کی تیاری فرماتے، وضو کے بعد اپنے رب کے سامنے نماز کی ادائگی کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اپنی گفتگو کے ذریعہ اس سے مانگتے اور اس کی حمد و ثنا بیان کرتے۔

میمونہ فردوس۔ لدھڑ سیالکوٹ

آقائے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلحہ

عاصم صہبانی

اسلام اور کفر کے درمیان پہلا معرکہ ۲ ہجری میں بدر کے میدان میں ہوا، ۳ ہجری میں احد کا غزوہ پیش آیا، اس کے بعد ہر غزوے میں حضور ﷺ نے اسلحہ جنگ استعمال فرمایا۔ فخر دو عالم ﷺ کے پاس پانچ کمانیں، تین ڈھالیں، دو نیزے، پانچ حربے، سات زرہیں اور دو خودوں کے علاوہ نو تلواریں تھیں۔ ان سب کی تفصیل یہ ہے:۔

کمانیں: پہلی کمان کا نام بیضاء تھا۔ یہ کمان ایک پہاڑی درخت شوحط سے بنائی گئی تھی، اکثر کمانیں اسی درخت سے بنائی جاتی تھیں، آپ ﷺ کو یہ کمان بنی قینقاع کے ہتھیاروں سے ملی تھی، دوسری کمان کا نام زورا تھا، اس کی یہ خوبی تھی کہ جب اس سے تیر پھینکا جاتا تھا تو یہ بہت کم آواز دیتی تھی، تیسری کمان کا نام صفراء تھا۔ یہ مشہور درخت نبع کی لکڑی سے بنائی گئی تھی اور تیر بھی اس درخت کی شاخوں سے تراشے جاتے تھے، یہ کمان غزوۂ احد میں ٹوٹ گئی تھی، اسی طرح چوتھی کمان کا نام سد اور پانچویں کا روحا تھا۔

ڈھالیں: آپ ﷺ کے پاس تین ڈھالیں تھیں، پہلی ڈھال کا نام فستق تھا، جو انتہائی مضبوط تھی، دوسری کا نام زلوق تھا اس کی خوبی یہ تھی کہ اس پر سے ہتھیار پھسل جایا کرتے تھے، اس طرح کی تیسری ڈھال تھی۔

نیزے: آپ کے پاس دو نیزے تھے، ایک مثوی، جس کے معنی ہیں شکار قائم رکھنے والا، یہ نیزہ چونکہ شکار کو اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرنے دیتا تھا، اس لئے اس کا نام مثوی پڑ گیا، دوسرے نیزے کا نام مثنیٰ تھا۔

حربے: یہ تعداد میں پانچ تھے، حربہ دراصل چھوٹے نیزے، بھالے یا برچھی کو کہتے ہیں، اہل عرب میں یہ ہتھیار عام طور پر حربہ ہی کہلاتا تھا، آپ کے پاس جو حربے تھے، ان کے نام نمر، نمصہ، محصر، بیضاء اور عنزہ تھے، ان سب میں عنزہ کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی، یہ حربہ حبشہ سے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ لائے تھے اور بدر کے میدان میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اسی سے مشہور مشرک بوکرش کو ہلاک کیا تھا، جس سے اس کا پھل ٹیڑھا ہو چکا تھا، آپ ﷺ نے یہ حربہ بعد میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے لے لیا تھا اور یہ ہمیشہ آپ کے پاس رہتا تھا۔

زرہیں: آپ ﷺ کے پاس سات زرہیں تھیں، ذات الوشاح، ذات الحواشی، فضہ، تبرا، خرنق، سفریہ اور ذات النفول، آخری ذرہ آپ ﷺ کو بدر کی طرف جاتے ہوئے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے پیش کی تھی، یہ چونکہ لمبی تھی اس لئے ذات النفول کہلاتی تھی۔

خود: آپ ﷺ کے پاس دو خود تھے، ایک نام موشح اور دوسرے کا نام ذات السبوغ تھا۔

تلواریں: آپ ﷺ کے پاس کل نو تلواریں تھیں، قرضیب یعنی کاٹ کرنے والی۔ حیف یعنی موت، رسوب یعنی دھنس جانے والی، یہ تلوار ان نو تلواروں میں سے ایک تھی جو ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو پیش کی تھیں۔ مخدوم، کاٹنے والی، یہ تلوار مشہور بُت فلس کے سر پر لٹکی رہتی تھی، قلعی، صحرا میں ایک مقام کا نام تھا۔ یہ تلوار اس کی مناسبت سے قلعی کہلاتی تھی عضب، قطع کرنے والی، یہ تلوار آپ ﷺ کی خدمت میں بدر کی جنگ میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے پیش کی تھی، ماثور، یہ تلوار آپ ﷺ کے والد گرامی جناب عبداللہ کی تھی جو آپ ﷺ کو ورثہ میں آئی تھی اور جب آپ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے تو یہ تلوار آپ ﷺ کے پاس تھی، صمصام، یہ تلوار عمرو رضی اللہ عنہ بن معدی کرب کی تھی، جو آپ ﷺ کو ملی تھی، بڑی تیز دھار اور وزنی تھی اور اپنی نوک پلک کے لحاظ سے انفرادی حیثیت رکھتی تھی، ذوالفقار، یہ تلوار آپ ﷺ کو بدر کے میدان میں غنیمت میں سے ملی تھی، یہ دراصل عاص بن وائل کی ملکیت تھی اس تلوار کا درمیانی حصہ ریڑھ کی ہڈی کی ایسا تھا، آپ اس تلوار کو کبھی اپنے سے جدا نہیں فرماتے تھے۔

اپنے گھروں سے جنات و شیاطین بھگایئے

حافظ صلاح الدین یوسف: یہ کتاب جادو، ٹونے، حسد، نظر بد اور کالے پیلے جادوگر عاملوں کے ہاتھوں ستائے گئے قابل ترس لوگوں کے لئے ایک شافی علاج کا درجہ رکھتی ہے۔ اپنے موضوع پر جامع اور مستند ترین کتاب ہے۔

ابوالحسن مبشر احمد ربانی: یہ کتاب ایمان وایقان کو جلا بخشتی ہے۔ انسان کو جہاں روحانی غذا میسر کرتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ جسمانی تحفظ کے طور طریقے بھی بتاتی ہے۔ بازار میں موجود اس موضوع پر کتب میں سے عمدہ واعلیٰ اور ارفع ہے۔

امیر حمزہ چیف ایڈیٹر غزوہ: جنات و شیاطین کو بھگانے، جادو ٹونے کا توڑ کرنے کے لئے نظر بد اور حسد کے مہلک تیروں سے بچنے کے لئے یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔ عقیدہ توحید کی تقویت کا باعث بھی ہے۔

دارالابلاغ — روایاتِ صحیحہ کا امین

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

غزوہ
فرضی قصے، کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین
نھنّے مجاہد
لاھور پاکستان
6 رجب المرجب ۱۴۲۵ھ ستمبر 2004ء
یورپ کے استاد
تین سو سال کی نیند
خوشبو میں موت
غزوہ

جنت کا راہی

بنت محمد شفیع سرگودھا

خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کچھ دنوں سے اس فکر میں تھے کہ حمص کی گورنری کے لئے کس کا انتخاب کیا جائے کیونکہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی وفات سے بہت بڑا خلا پیدا ہوچکا تھا کہ اچانک ایک دن ان کے پاس سعید بن عامر رضی اللہ عنہ شریف لائے۔ ان کو دیکھتے ہی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا چہرہ مبارک خوشی سے دمکنے لگا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ صدیق اکبر کی طرح سیدنا سعید رضی اللہ عنہ کی بہت عزت کرتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے سعید رضی اللہ عنہ میں تمہیں حمص کی گورنری کے لئے بھیجنا چاہتا ہوں۔ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر سعید تڑپ اٹھے اور عرض کیا کہ میں اس فتنہ میں نہیں پڑنا چاہتا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کا جواب سن کر غصے میں بولے۔ آپ لوگوں نے میری گردن پر خلافت کا بوجھ ڈال دیا اور خود اس سے کنارہ کش رہنا چاہتے ہو۔ اللہ کی قسم میں آپ کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا اس کے ساتھ ہی حمص کی گورنری دیدی اور وہاں سے جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میں آپ کا وظیفہ مقرر کرنا چاہتا ہوں۔ عرض کیا کہ مجھے بیت المال سے ملتا ہے اور میری ضرورت سے زیادہ ہے یہ فرما کر آپ حمص کی طرف چل دیئے۔ کچھ عرصے کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان علاقوں کے دوروں پر آئے تو حمص کے لوگوں سے ملاقات ہوئی تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اپنے شہر کے لوگوں کی فہرست تیار کرکے مجھے لادو' تاکہ میں ان کا وظیفہ مقرر کرسکوں۔ لوگوں نے فہرست تیار کرکے پیش کی تو اس میں اپنے گورنر کا نام بھی شامل کردیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نام پڑھتے ہوئے جب سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کے نام پر پہنچے تو پوچھا یہ کون ہیں۔ عرض کیا کہ یہ ہمارے امیر ہیں' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا تمہارا امیر غریب ہے۔ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں' پوچھا جو ان کو وظیفہ ملتا ہے؟ وہ غریبوں میں تقسیم کردیتے ہیں اور انہیں ہاتھ بھی نہیں لگاتے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب سنا تو ان پر رقت طاری ہوگئی اور وہ رونے لگے روتے روتے آپ کی داڑھی مبارک بھیگ گی۔ آپ نے فوراً ایک ہزار درہم تھیلی میں بند کئے اور فرمایا کہ اپنے امیر کو میرا اسلام کہنا اور یہ تھیلی ان کو دے دینا اور یہ کہنا کہ یہ آپ کے امیر نے بھیجی ہے۔ جب تھیلی آپ کو ملی تو آپ نے فوراً پڑھا

انا للہ وانا الیہ راجعون

بیوی نے پوچھا کہ کیا ہوا ہے؟ فرمایا بہت بڑا حادثہ ہوگیا ہے۔ پوچھا کہ کیا امیر المومنین وفات پاگئے؟ کہاں اس سے بھی بڑا حادثہ ہوگیا' کیا کسی محاذ پر مسلمانوں کو شکست ہوگئی ہے؟ فرمایا کہ اس سے بھی بڑا حادثہ ہوگیا۔ اس سے بڑی بات اور کیا ہوسکتی ہے فرمایا یہ دنیا میرے گھر آگئی تاکہ میری آخرت برباد ہوجائے۔

عرض کیا کہ آپ اس سے چھٹکارا حاصل کرلیں چنانچہ آپ نے مختلف تھیلیوں میں دینار رکھ کر فوراً غریبوں میں تقسیم کردیے۔ ایک دفعہ حمص کے لوگوں نے اپنے امیر کی چار شکایتیں کیں۔

(1) جب تک کافی دن نہیں نکل آتا' امیر اپنے گھر سے نہیں نکلتے۔

(2) رات کو کوئی آواز دے تو جواب نہیں دیتے۔

(3) وقتاً فوقتاً انہیں جنون کے دورے پڑتے ہیں۔

(4) مہینے میں ایک دن گھر سے باہر نہیں نکلتے۔

شکایات دارالخلافہ مدینہ میں پہنچیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کو تحقیق کے طلب کیا اور دعا کی اے اللہ سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کے بارے میں میرے نیک گمان کو غلط نہ کرنا' سیدنا سعید بن عامر رضی اللہ عنہ جب آئے تو ان کے ہاتھ میں عصا زادراہ لٹکانے کے لئے ایک ہاتھ میں پیالہ کھانے کے لئے اور کپڑے جو آپ کے جسم پر تھے ان پر پیوند لگے ہوئے تھے۔ امیر المومنین نے دیکھا تو فرمایا کہ تمہارے پاس کل یہی سامان ہے۔ عرض کیا کہ اس سے زیادہ کی مجھے حاجت نہیں فرمایا اے سعید رضی اللہ عنہ تمہارے بارے میں اہل حمص نے یہ شکایتیں لگائی ہیں تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ ان کی شکایات کا جواب دینا پسند نہیں کرتا' اگر آپ نے پوچھا تو بتا دیتا ہوں۔

(1) صبح صبح گھر سے اسی لئے نہیں نکلتا کہ میرے پاس کوئی خادم نہیں۔ گھر والوں کے لئے ضروری سامان مہیا کرتا ہوں۔ پھر لوگوں کی خدمت کیلئے باہر نکلتا ہوں۔

(2) رات کو کسی کی آواز کا جواب اسی لئے نہیں دیتا کیونکہ دن میں صحیح طور پر خدا کی عبادت نہیں کرسکتا اسی لئے رات کو اپنے خالق کی عبادت کے لئے گزار دیتا ہوں' لوگوں کی باتیں سن کر جواب نہیں دیتا۔

(3) جب مجھ پر جنون کے دورے پڑتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جب سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو پھانسی دی گئی تو میں بھی اس مجمع میں موجود تھا سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت یاد آجاتی ہے تو میں پریشان ہوجاتا ہوں میرا دل دہل جاتا ہے اور میں بیہوش ہوجاتا ہوں۔

(4) مہینے میں ایک دن گھر سے اسی لئے نہیں نکلتا کہ میرے پاس کپڑوں کے زیادہ جوڑے نہیں صرف ایک ہی ہے جسے مہینے میں ایک دو دفعہ دھوتا ہوں اور جب وہ خشک ہوجاتا ہے تو انہیں پہن کر باہر نکل جاتا ہوں' اتنے میں کافی دن نکل جاتا ہے۔

سیدنا سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگا آپ نے فرمایا جاؤ اور لوگوں کی ایسے ہی خدمت کرو۔ عرض کیا کہ مجھ سے امارت کا بوجھ نہیں اٹھایا جاتا مجھے سبکدوش کردیجئے۔ فرمایا اللہ کی قسم کبھی بھی ایسا نہیں کروں گا۔ شریعت میں امیر کی اطاعت واجب ہے اسی لئے آپ واپس حمص چلے گئے وہاں جاکر زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے اور خالق حقیقی سے جاملے' یوں جنتی مسافر جنت کی راہوں پر چل پڑا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دردمند خلیفہ

بنت ڈاکٹر محمد رفیق راشد

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے خلافت کا بار سنبھالتے ہی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا احساس ذمہ داری اپنے پر مسلط پایا جو عالمی تاریخ میں کوئی خلیفہ یا حاکم اپنے اندر پیدا نہ کرسکا چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ادنیٰ سی بات پر اپنا محاسبہ کرتے اور اپنے ضمیر کو ہمہ وقت بے دار رکھتے۔ کبھی کبھی یہ دلسوزیٔ امت آپ کی آنکھوں سے نیند کو غائب کردیتی تھی۔ یہاں تک کہ لوگوں نے دیکھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سرخ وسفید رنگ بالکل سیاہ ہوگیا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ زمانہ قحط میں رعایا کی تکلیف میں شریک ہونے کے خیال سے انہوں نے گھی اور دودھ جیسی چیزیں بالکل چھوڑ دیں تھیں زیادہ تر بھوکے رہتے لوگ ان کی حالت دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر قحط دور نہ ہوا تو سیدنا عمرؓ رضی اللہ عنہ کو رعایا کا غم ہلاک کردے گا۔ قحط کی شدت کے دوران ایک مرتبہ آپ کے سامنے گھی میں چوری ہوئی روٹی لائی گئی آپ نے ایک بھوکے بدو کو کھانے میں شریک کرلیا۔ بدو تھالی کے کونے کونے سے گھی کے ذرے تلاش کرتا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بدو کا یہ حال دیکھا تو فرمایا شاید تمہیں گھی بڑی مدت سے کھانے کو نہیں ملا بدو نے کہا ہاں امیر المومنین! بڑی مدت ہوئی نہ گھی دیکھا نہ کوئی اور روغن اور نہ ہی کسی کھانے والے کو دیکھا۔ ایک مرتبہ ایک قافلہ آیا اور مدینہ کے باہر اترا آپ اس کی خبر گیری اور حفاظت کیلئے تشریف لے گئے' پہرہ دے رہے تھے کہ ایک بچہ کے رونے کی آواز آئی پاس جاکر اس کی ماں کو تاکید کی کہ بچے کو بہلائے تھوڑی دیر کے بعد پھر ادھر سے گزرے تو پھر بچے کو روتے پایا ماں کو ڈانٹا کہ تو بڑی بے رحم ہے اس نے کہا تم کو اصل واقع کی خبر نہیں خواہ مخواہ مجھے ڈانٹتے ہو بات یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہے کہ جب تک بچے دودھ نہ چھوڑیں اس وقت تک بیت المال سے وظیفہ مقرر نہ کیا جائے اس لئے میں اس کا دودھ چھڑا رہی ہوں اس پر وہ روتا ہے یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سخت متاثر ہوئے اور فرمایا ہائے! عمر رضی اللہ عنہ نے کتنے بچوں کا خون کیا ہوگا اور فوراً منادی کرادی کہ جس دن سے بچہ پیدا ہو اسی دن سے وظیفہ مقرر کیا جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمان الٰہی

بے شک مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (الحجرات 10)

انتخاب: حاجرہ قادر
ڈیرہ اسماعیل خان

حدیث نبوی ﷺ

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اسے رسوا کرے نہ جھٹلائے نہ ظلم کرے، تم ایک دوسرے کے لئے آئینہ کی طرح ہو اگر اپنے بھائی میں کوئی تکلیف کی بات دیکھو تو اس کو دور کرو۔

ثمینہ آرزو، مریم آرزو ڈیرہ اسماعیل خان

ربنا

گھر سے نکلنے کی دعا

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

(ابوداؤد و نسائی)

"اللہ کے نام کے ساتھ، میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور نہیں ہے زور اور نہ طاقت کسی کو اللہ تعالیٰ کے سوا"۔

محمد زبیر بدر ملیسی

ضروری بات

السلام علیکم!

لیجئے اس دفعہ آپ کے لئے ایک خوشی کی بات ہے۔ خوشی تو آپ کو ہر ماہ ہوتی ہے۔ اس وقت جبکہ ہر ماہ کا تازہ "ننھے مجاہد" آپ کے پاس پہنچتا ہے لیکن یہ خوشخبری اس سے بھی بڑی ہے۔

میرا خیال ہے کہ یہ خوشخبری سن کر آپ اتنے ہی خوش ہوں گے کہ جتنا خوش اس وقت ہوئے تھے جب "ننھے مجاہد" کا آغاز میگزین کی صورت میں ہوا تھا۔

آپ کو تو علم ہی ہے کہ شروع شروع میں "ننھے مجاہد" غزوہ میں چھوٹا سا کالم ہوتا تھا اور مجھے خوب یاد ہے کہ جب اخبار میں اس نام سے بچوں کا یہ کالم شروع کیا گیا تو ملک بھر کے بچوں نے اس قدم کو قابل تحسین قرار دیتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا تھا کچھ عرصہ تک تو یہ کالم' کالم ہی رہا پھر آپ لوگوں کے خط آنا شروع ہو گئے کہ جی! ایک کالم سے ہمارا "پیٹ" نہیں بھرتا۔ بچوں کا کوئی الگ سا میگزین ہونا چاہئے جس میں ڈھیروں باتیں نصیحت آموز واقعات۔ سچی کہانیاں اور حیرت انگیز معلومات ہوں۔ خطوط کے آنے میں اور کثرت ہو گئی اور ان میں کالم کی بجائے میگزین کا اصرار بڑھتا چلا گیا بالآخر ہمیں ہار ماننا پڑی اور آپ کی جیت ہو گئی۔ "ننھے مجاہد" کالم سے چلا اور میگزین کی شکل میں سامنے آ گیا۔

مجھے وہ ایام بھی اچھی طرح یاد ہیں جب "ننھے مجاہد" کا پہلا پرچہ شائع ہوا تھا اور ملک بھر سے "مبارکباد" کے خطوط آئے تھے اور وہ خطوط ابھی تک جاری ہیں۔ شمارہ نمبر 4 شائع ہوا تو اس کے جواب میں آنے والے خطوط کی تعداد 18 سو تھی یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ کی پسند اور چاہت کا نتیجہ تھا جو ہمارے سامنے تھا پھر "ننھے مجاہد" کی سرکولیشن کا پہلے شمارہ کی تعداد 20 ہزار سے صرف پانچویں شمارے میں ایک لاکھ تک پہنچ جانا بھی اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور اس کی رحمت کا نتیجہ ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کس قدر "ننھے مجاہد" کو پسند کرتے ہیں اور اس کے انتظار میں رہتے ہیں۔ "ننھے مجاہد" کا یہ چھٹا شمارہ ہے اور اب تک ہمیں جو خطوط ملے ہیں بلاشبہ وہ کئی ہزار کی تعداد میں ہیں، میں نے یہ سارے خطوط پڑھے ہیں اور شاید ہی کوئی خط ہو جس میں یہ اصرار نہ ہو کہ جی! ایک مہینہ بڑا لمبا ہوتا ہے۔ ایک ماہ کا طویل انتظار بڑا تکلیف دہ ہے۔ "ننھے مجاہد" کو ہفت روزہ بنا دیں یا پھر پندرہ روزہ تو ضرور ہونا چاہئے پہلے پہل تو ایسے ہی گزارش نما خطوط آتے رہے پھر کچھ دھمکیاں بھی آئیں کہ آپ نے "ننھے مجاہد" کو ہفت روزہ نہ کیا تو ہم بائیکاٹ کر دیں گے۔ قصہ مختصر یہ اصرار جب حد سے بڑھا تو ہمیں ایک بار پھر ہار ماننا پڑ رہی ہے اور یہ دوسری مرتبہ آپ کی جیت ہے اور اس جیت پر ہی آپ کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ آپ کا پیارا "ننھے مجاہد" اب بہت جلد پندرہ روزہ ہونے والا ہے کیوں ہے نہ خوشی کی بات۔

اچھا اب خوشی خوشی اجازت دیجئے۔

والسلام
آپ کا بھائی
عبدالوارث ساجد

خط وکتابت کے لئے

ننھے مجاھد ہفت روزہ غزوہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں www.jamatdawa.org فون 7412369 فیکس 7416194
E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

آخری قسط

جادوگر کا شاگرد

اتنے میں تیر چھوڑ دیا گیا تیر سیدھا بچے کی کنپٹی میں جا کر پیوست ہو گیا...... خون کا فوارہ پھوٹ نکلا...... ادھر ادھر خون کے قطرے گرنے لگے...... لیکن بچے نے کوئی شور نہ مچایا کہ ہائے میں مر گیا...... مجھے بچاؤ...... میری جان نکل رہی ہے وغیرہ وغیرہ...... بلکہ اس نے نہایت سکون اور اطمینان سے اپنا ہاتھ تیر کے مقام پر رکھا اور اپنی ننھی سی جان اپنے پیارے رب کریم پر قربان کر دی...... پھر وہ ایسے سو گیا جیسے کوئی لمبا سفر طے کر کے آنے والا تھکا ماندہ مسافر گہری نیند سویا ہو۔

میدان میں جمع لوگوں نے جب یہ حیرت ناک منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تو ہوش میں آ گئے۔ شرک سے بیزار ہو گئے کیونکہ اب حقیقت کھل کر ان کے سامنے آ چکی تھی......

اس کے بعد تمام لوگوں میں ایمان کی بہار آ گئی۔ ایک شور مچ گیا، سب ایک ہی جملہ اپنی زبانوں سے ادا کر رہے تھے اور پکار رہے تھے

"کہ ہم اس بچے کے رب پر ایمان لائے......"

فوراً یہ ساری صورتحال بادشاہ کے جاسوسوں نے بادشاہ تک پہنچائی۔ بادشاہ یہ باغیانہ ماحول دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا۔ اس نے نہایت غصے سے بھری اور کانپتی ہوئی آواز میں ایک وحشیانہ حکم جاری کیا، کہنے لگا: ہر گلی اور راستے کے آخر پر یعنی اس کی نکڑ پر گہری کھائیاں، گڑھے اور خندقیں کھود دی جائیں۔ پھر کنوؤں کی طرح گہری خندقوں میں سوکھے درخت کاٹ کر ڈال دیے جائیں اور ان کو جلا کر خوب آگ بھڑکائی جائے۔ جب آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے ہوں تو لوگوں کو حکم دیا جائے کہ اپنے نئے دین کو چھوڑ دو۔ جو چھوڑ دے اسے چھوڑ دیا جائے، جو اپنے دین کو چھوڑنے سے ذرا بھی انکار کرے اس کو آگ میں گرا کر کوئلہ بنا دیا جائے"

"جو حکم میرے آقا!" یہ کہہ کر فوجی افسر دربار سے نکل گیا۔

پھر خندقیں کھودی گئیں، ان میں آگ کے بڑے بڑے الاؤ جلا دیے گئے۔ آگ کی تپش اور جلن بہت دور دور تک محسوس ہو رہی تھی۔ بادشاہ کے مسلح سپاہیوں نے سب کو زبردستی گھیر لیا اور روک کر یہ اعلان کیا کہ......

تمام لوگ اپنے نئے دین سے پھر جائیں، توبہ کریں، اور اس کا انکار کریں اور بادشاہ کے ساتھ وفاداری کا اعلان کریں یعنی یہ اعلان کریں کہ ہم اللہ کو نہیں مانتے۔ (اور بادشاہ سلامت کا یہ بھی حکم ہے کہ) جو انکار کرتا ہے اور نئے دین پر چل کر صرف اللہ کو مانتا ہے وہ فوری طور پر خود ہی آگ میں کود جائے"

فوجیوں نے یہ اعلان جاری کر دیا اور عوام کی طرف دیکھنے لگے۔ بادشاہ اور فوجیوں کا خیال تھا کہ ہر ایک کو اپنی جان پیاری ہوتی ہے کون اپنی جان کو شعلے مارتی دہکتی، بھڑکتی اور چمڑی ادھیڑ کر رکھ دینے والی آگ کے سپرد کرے گا!!؟ ہر کوئی اپنی جان بچانے کیلئے بچے کے رب کا انکار کر دے گا اور بادشاہ سے وفاداری کا اعلان کر کے آگ سے جان بچا لے گا...... لیکن یہ کیا...... بادشاہ کے فوجیوں کا اعلان سنتے ہی لوگوں نے چند لمحات کے لئے بھی سوچنا گوارا نہ کیا نہ وہ چند لمحات کیلئے رکے...... بلکہ وہ آگ کی خندقوں کی طرف پوری قوت سے دیوانہ وار دوڑ پڑے اور اپنے اللہ کو پکارتے ہوئے دھڑام...... دھڑام...... دھڑام...... آگ کے کنوؤں میں چھلانگیں لگانے لگے...... اس دوران ایک عورت ایسی بھی آئی جس نے ایک بہت پیارا سا دودھ پیتا بچہ اٹھا رکھا تھا۔ وہ بھاگتی ہوئی جب آگ کے کنویں کے پاس پہنچی تو قدرے ڈر گئی، سہم گئی اور پریشان ہو کر رک گئی۔ اس نے آنکھوں میں آنسو بھر کر ایک پیار بھری نظر گود میں اٹھائے بچے کی طرف ڈالی اور سوچنے لگی کہ میں نے تو بادشاہ کو رب ماننے سے انکار کر دیا۔ یہی میرا جرم ہے۔ لیکن یہ جو ننھی سی دودھ پیتی جان ابھی دنیا میں آئی ہے جس نے ابھی دنیا کی بہاروں کو دیکھا بھی نہیں، اس نے بادشاہ کا کیا بگاڑا ہے؟ اس ننھی منی جان کا قصور کیا ہے کہ یہ بھی آگ میں جھلس جائے۔ یوں وہ سوچنے لگی کہ اگر میں آگ میں کود گئی تو اس بچے کا کیا بنے گا؟ رب کریم نے دودھ پیتے بچے کو بولنے کی طاقت دے دی۔ اب اس کی توتلی سی، ننھی سی، چھوٹی سی زبان فر فر بولنے لگی۔ اس دودھ پیتے بچے نے اپنے چہرے کو اوپر اٹھایا اور اپنی شفیق اور پیاری ممتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا:

"اے پیاری امی جان! تو ڈرتی کیوں ہے؟ کیا تو سچے دین پر نہیں ہے۔ کیا تو رب کو ایک نہیں مانتی۔ جب تو حق پر ہے تو پھر ڈر کس چیز کا۔ اس پیارے رب کے لئے اس کی توحید کیلئے مرنے والوں کے لئے جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آرام ہے، سکون ہے، چین ہے، عیش ہے وہ بھی چند دن کیلئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے۔ تو پھر ڈر اور خوف کس چیز کا۔ باقی اگر تو میری ننھی جان کی وجہ سے پریشان ہے تو اے ماں! میں بھی بادشاہ کی بجائے اسی ایک اللہ کو رب ماننے والا ہوں۔ میں بھی اس پر قربان ہونا چاہتا ہوں۔ پھر تلقین کرتے ہوئے کہنے لگا:

اِصْبِرِیْ یَا اُمَّاہُ فَاِنَّکِ عَلَی الْحَقِّ

"اے میری پیاری امی جان! جگر تھام لو، ڈرو نہیں بلکہ صبر کرو اور خوشی چھلانگ لگا دو اس آگ کی خندق میں، اس لئے کہ یقیناً تو حق پر ہے"

ماں کی آنکھیں حیرانگی سے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس نے جان لیا کہ یہ اس کے رب کی رضا کا پیغام ہے اور وہ اسے دیکھ رہا ہے اور اسی نے اس دودھ پیتے بچے کو بولنے کی طاقت دی ہے۔ اس آنسوؤں بھری آنکھوں سے ایک بار پیار سے اپنے ننھے شہزادے کو دیکھا اور رب کریم کا نام لے کر آگ میں چھلانگ لگا کر جنتوں میں پہنچ گئی۔

اب تمام کے تمام لوگ آگ کی خندقوں میں کود چکے تھے...... میدان خالی ہو چکا تھا، کوئی ایک بھی ایسا شخص نہ بچا کہ جو جان بچانے کیلئے دین سے پھر گیا ہو۔ صرف بادشاہ اور اس کے سپاہی حیرت و خوف کا بت بنے کھڑے تھے۔ پھر جلدی جلدی انہوں نے بچے کو ایک قبر میں سپرد خاک کر دیا۔ انہوں نے بچے کے جسم کی ذرہ برابر توہین نہ کی بلکہ عزت و احترام سے اس کو دفنایا۔ اس لئے کہ وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ بچہ بڑا مبارک ہے اور اس کی توہین کرنے سے کوئی مصیبت نازل نہ ہو جائے۔

پیارے بچو اور ننھے مجاہدو! کیا آپ جانتے ہیں کہ اس پیارے سے موحد بچے کا نام کیا تھا؟ کہ جس کا تذکرہ اللہ نے ہمیشہ کیلئے قرآن پاک اور حدیث پاک میں زندہ کر دیا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہت پیار کرتا ہے۔

ہم آپ کو بتاتے ہیں، اس بچہ کا نام تھا "عبداللہ" یعنی اللہ کا بندہ، کتنا پیارا نام ہے، واقعی اس نے اللہ کریم کا بندہ ہونے کا حق ادا کر دیا۔

نوٹ: اس واقعہ کے بادلیل الفاظ دیکھنے کے لئے مندرجہ ذیل کتب حدیث سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

صحیح مسلم، کتاب الزہد باب قصہ اصحاب الاخدود والساحر والراہب والغلام ح3005، نسائی، ترمذی، سیرت ابن ہشام 37/1

محمد طاہر نقاش

قومی اتحاد

ساجد حبیب عزیز

کسی نے کتنی اچھی بات کہی ہے کہ "قطرے قطرے سے دریا بنتا ہے" ایک قطرہ کمزور اور ناتواں ہوتا ہے لیکن جب کئی قطرے یکجا ہو جاتے ہیں تو اپنے ساتھ ہلکی چیزوں کو بہا لے جاتے ہیں۔ یہ مثال ہر ذی روح پر صادق آتی ہے۔ چیونٹی کتنی کمزور ہوتی ہے لیکن مل کر اپنے سے کئی گنا بڑے مردہ مچھر کو آسانی سے گھسیٹ لے جاتی ہیں۔ اس طرح جن لوگوں میں اتحاد و اتفاق، یکسانیت ہوتی ہے وہ مشکلات کے پتھروں کو اپنی یکجہتی کی ضربوں سے پاش پاش کر دیتے ہیں۔ اتحاد واقعی طاقت ہے۔ سوت کے کمزور دھاگے مل کر ایسے مضبوط ہو جاتے ہیں کہ طاقتور سے طاقتور آدمی بھی ان کو نہیں توڑ سکتا لیکن ایک دھاگے کو توڑنا ایک چھوٹے بچے کے لئے بھی آسان ہے۔ یہ بڑے بڑے کارخانے، تعلیمی ادارے اور حکومتیں اتحاد کی بدولت اپنا کام بخوبی انجام دے رہی ہیں۔

اسلام اتحاد کا پیام لایا، اس کے ارکان اتحاد کی دعوت دیتے ہیں۔ نماز تمام امتیازات کو مٹا کر اتحاد کا سبق دیتی ہے۔ روزہ مسلمانان عالم میں اتحاد عمل کی روح پھونکتا ہے اور حج تبادلہ خیال کا موقع فراہم کرتا ہے۔ دین سے ہٹ کر اگر دنیا میں دیکھیں تو وہاں بھی یہ معلوم ہوگا کہ قومیں اتحاد کی بدولت ہی کامیاب و فتح مند ہوتی ہیں۔ اگر ہمارے ہم وطنوں میں اتحاد و اتفاق کا جذبہ برقرار ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ دشمن کا وار ہم پر کارگر ہو سکے لیکن اگر خود غرضی اور تعصب کے جراثیم دماغوں میں پرورش پانے لگیں تو پھر قوم کا شیرازہ منتشر ہو جاتا ہے اور ملک کی سالمیت خطرے میں پڑ جاتی ہے اور دوسری طرف قومی اتحاد کی تباہی میں جو عناصر شامل ہیں ان میں ذاتی فائدہ، مطلب پرستی، اقتدار کی ہوس، مال و زر اور قوم پرستی فہرست میں شامل ہیں۔ اسلام میں داخل ہونے کے بعد سب ایک دوسرے کے بھائی بھائی کہلاتے ہیں۔ یہ بات صرف دیکھنے کی حد تک ہی نہیں بلکہ ہمارے اسلاف نے اپنے قول و فعل سے ثابت کر دیا کہ وہ واقعتاً ایک دوسرے کے غمخوار اور ہمدرد ہیں۔ انہوں نے وہی اپنے لئے چاہا جو دوسروں کے لئے ضروری ہے اور اس رشتہ برادری نے تمام قوم کو متحد کر دیا تا کہ وہ دشمنان اسلام کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن جائے۔ اسلام کی ابتدائی فتوحات میں قومی اتحاد ایک خاص اہمیت کا حامل تھا مگر وقت گزرنے کے ساتھ اس اتحاد میں کمی واقع ہوتی گئی۔ اسپین کی خانہ جنگی میں جتنا اپنوں سے نقصان پہنچا وہ دشمنوں سے نہیں پہنچا۔ آج پھر دنیا بھر کے مسلمانوں میں قومی اتحاد کی اشد ضرورت ہے۔

یورپ کے استاد

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں ہمارے بچوں کو یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ جدید ٹیکنالوجی اور جدید ترین سائنسی آلات سب کچھ انگریز کی ایجاد ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ہمارے ذہنوں میں یہ بات رچ بس گئی ہے کہ سب کچھ انگریز کی ایجادات ہیں ہمارے نصاب تعلیم میں بچوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ ہمارے اسلاف کچھ نہیں تھے' مسلمان کچھ نہیں ہیں' تمہارا کردار پست ہے تمہاری عظمت ایک جھوٹا خواب تھا آج انہوں نے ہماری تاریخ کو مسخ کر دیا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی وہ سب کی سب انگریز کے نام لگی ہوئی ہے لیکن حقیقت کیا ہے وہ راجر بیکن جسے برطانیہ میں بابائے سائنس سمجھا جاتا ہے وہ عرب مسلمانوں کا شاگرد تھا راجر بیکن اپنے شاگردوں سے کہا کرتا تھا کہ صحیح علم حاصل کرنا ہے تو عربی پڑھو اور سیکھو' یورپ میں سائنس اڑھائی سو سال میں اسحاق نیوٹن سے آئن سٹائن تک جا پہنچی۔ چنانچہ آج کے یہودی اور عیسائی اسلامی فنون کا ذکر نہیں کرتے اور نہ دنیا کو یہ بتاتے ہیں کہ گلیلیو' کپلر' برونو اور راجر بیکن مسلمانوں کے شاگرد اور نقال تھے' اسی طرح ہمارے سکولوں میں یہ بتایا جاتا ہے کہ امریکہ کولمبس نے دریافت کیا اور افریقہ لونگ سٹون نے دریافت کیا' ان کو یہ نہیں بتایا جاتا کہ کولمبس نے پانی میں چلنے کی تعلیم اسلامی

حافظ عتیق الرحمن

درسگاہوں میں حاصل کی تھی۔ اس کے پاس رہنمائی کے لئے کمپاس تھا جو عرب مسلمانوں نے ایجاد کیا اور افریقہ جانے والوں کے پاس وہ نقشے تھے جو مسلمان بحیرہ روم' قلزم' ہند اور بحرالکاہل کے سفر میں صدیوں سے استعمال کر رہے تھے۔ سچ بات یہ ہے کہ آج کا ترقی یافتہ دور ہمارے اسلاف' محنت اور کوشش کا نتیجہ ہے مسلمانوں نے علم کے حصول کے لئے انتھک محنت کی۔ مسلمان سائنسدان حنین بن اسحاق نے ایک کتاب کے حصول کے لئے بغداد سے شام' فلسطین اور سکندریہ تک پیدل سفر کیا اور واپسی پر اسے دمشق میں اس کتاب کا صرف ایک مقالہ ملا۔ یہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے علم حصول کے لئے دنیا کا سفر کیا۔ سختیاں جھیلیں' ورنہ یورپی انگریز یہودی تو وحشت اور بربریت میں مبتلا تھے یہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے یورپ اور دنیا کو انسانیت کا راستہ دکھایا۔ قرون وسطیٰ کے یورپ میں نہ کوئی درسگاہ تھی نہ معلم تھا نہ مصنف لیکن جب مسلمان سپین' فرانس اور سسلی میں پہنچے تو مسلمانوں نے نہ صرف سکول' کالج کھولے بلکہ یونیورسٹیاں بھی قائم کیں جہاں دنیا کے ہر حصے سے طلبہ حصول علم کے لئے آتے تھے ساتھ ہی دارالکتب قائم کیے۔

لیکن جب جاہل اور وحشی عیسائی بادشاہ اور پادریوں نے اقتدار سنبھالا تو انسانیت پر سب سے بڑا ظلم کیا جب اہل علم لوگوں کا شدید قحط تھا تو انہوں نے ساٹھ لاکھ کتابیں جلا دیں' سات لاکھ سکندریہ میں پندرہ لاکھ سپین میں' تین لاکھ طرابلس میں جو اس وقت کی عظیم ترین لائبریری تھی۔ اس طرح قسطنطنیہ' فلسطین' دمشق میں اور مسلمانوں کی تقریباً ایک ہزار سالہ محنت کو تباہ کر دیا' علماء کو قتل کیا مدارس جلا دیئے گئے اور وہ مسلمان جو پوری دنیا میں علم کی روشنی پھیلا رہا تھا جاہل ہو کر رہ گیا' اسی طرح آج بھی ہمارے اوپر ظلم کیا جا رہا ہے ہمارے نصاب میں سے اسلام کو ختم کیا جا رہا ہے تاکہ آئندہ نسلوں کو اسلام کا نام تک یاد نہ رہے ضرورت اس بات کی ہے کہ ابھی سے اپنے دلوں میں اسلام کو زندہ رکھنے کی تڑپ اور دنیا پر غالب کرنے کے لئے اپنی محنت اور کوشش کو جاری رکھیں۔

بہادر شاہین

محمد عظیم، اسلام آباد

محمود عالم سابقہ مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) کے رہنے والے ہیں، اس دبلے پتلے اور سیدھے سادے پاکستانی کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ ایک دلیر اور لڑاکا پائلٹ ہوں گے۔ یہ سرگودھا کا قصبہ ہے۔

صبح کا وقت تھا، لوگ اپنے کاروبار میں مصروف تھے اور ساتھ ہی ساتھ بھارت کے پاکستان پر حملے کی خبروں کی بات چیت بھی کرتے جا رہے تھے کہ صاف آسمان پر چند جہاز نمودار ہوئے۔ یہ بھارتی جہاز تھے اور سرگودھا پر حملے کی غرض سے آئے تھے۔

لیکن ابھی وہ سرگودھا کے ہوائی اڈے کے قریب بھی نہ پہنچے تھے کہ پاکستان کے جواں مرد ہوابازوں نے انہیں گھیر لیا۔ دشمن کے دس ہنٹر طیاروں کا مقابلہ کرنے کے لئے پاکستان کے صرف دو طیارے ابھرے۔ انہوں نے دیکھتے ہی دیکھتے دشمن کے طیاروں کو بے بس کر دیا۔ وہی دشمن جو سرگودھا کو تباہ کرنے کے لئے آیا تھا اب سرگودھا سے دم دبا کر بھاگنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ اسکواڈرن لیڈر ایم عالم کے جنگی طیارے کو پانچ بھارتی جہازوں نے گھیر لیا لیکن انہوں نے فوراً غوطہ مارا اور بھارتی طیارے کو گولیوں پر رکھ دیا۔ انہوں نے صرف تین منٹ کے اندر اندر پانچ بھارتی جہازوں کے پرخچے اڑا دیئے۔

اس طرح ایم عالم نے سرگودھا کی حفاظت کے لئے پہلی گولی چلانے کا فخر حاصل کیا اور دنیا بھر کے ہوابازوں میں نمایاں مقام پیدا کرنے میں کامیاب ہوئے۔ کیونکہ اب تک کسی اور ہواباز نے ایک ہی حملے میں اتنے جہاز نہیں گرائے تھے، اپنے فرض کو جس شاندار طریقے سے انہوں نے ادا کیا اس پر صدر مملکت نے انہیں ''ستارہ جرات'' کا اعزاز دیا۔ بہادر شاہین محمد محمود عالم پاکستانی فضائیہ میں شاندار کارنامے سرانجام دینے کے بعد اب ریٹائر ہو چکے ہیں۔

خوشبو میں موت

اخت ابو جیش عسکری

مکہ کے گھٹا ٹوپ گمراہی والے اندھیرے میں شمع رسالت کا نور چمکا تو بہت سے کافر مخالفوں میں ایک کعب بن اشرف یہودی بھی تھا اس نے نبی اکرم ﷺ کو ہر وہ تکلیف دی جو دے سکتا تھا وہ نبی اکرم ﷺ سے بے انتہا دشمنی اور عداوت رکھتا تھا اسی عداوت کی وجہ نبی اکرم ﷺ اور اسکے درمیان جو معاہدہ تھا وہ ختم ہوا اور اس کا قتل کرنا جائز قرار پایا۔

نبی اکرم ﷺ نے کعب بن اشرف کی شرارتوں سے تنگ آ کر فرمایا کون ہے جو کعب بن اشرف کو قتل کرے اس نے اللہ اور اس کے رسول کو بہت تکلیف دی ہے۔

محبوب خدا کی یہ آرزو دیکھ کر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بولے' کیا آپ پسند فرمائیں گے کہ میں اسے قتل کر دوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' ہاں' محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بولے اجازت ہو تو میں آپ کے بارے میں کچھ کہہ سکوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تمہیں اجازت ہے۔ دربار نبوی سے اجازت پا کر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سیدھے کعب بن الاشرف کے پاس پہنچے اور انتہائی رازداری سے بولے اس شخص (نبی اکرم ﷺ) نے مختلف حیلوں بہانوں سے ہمارا مال ہتھیانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی اور ہمیں تنگ کر رکھا ہے۔

کعب بن اشرف سن کر بولا۔ بخدا تم ابھی مزید پریشانیوں کا منہ دیکھو گے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا' ہم نے اس کی پیروی تو کر لی ہے لیکن اب اس سے فوراً الگ ہو جانا اچھا نہیں لگتا۔ البتہ ہم اس انتظار میں ہیں کہ اب یہ کیا رویہ اختیار کرتا ہے دوران گفتگو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ مجھے کچھ قرض کی ضرورت ہے اگر ہو تو دے دیجئے۔

کعب بن اشرف نے پوچھا' قرض کے بدلے کیا چیز گروی رکھو گے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا جو چاہو' کعب بن اشرف نے کہا اپنی اولاد کو گروی رکھو۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس طرح لوگ ہمیں طعنہ دیں گے البتہ ہم اپنے ہتھیار گروی رکھنے کو تیار ہیں کعب بن اشرف نے کہا' منظور ہے۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں خود حارث' ابی عبس' عیاد بن بشر اپنے ہتھیار لے کر حاضر ہوں گے یہ وعدہ لیا اور واپس چلے گئے۔

چنانچہ یہ لوگ وعدہ کے مطابق رات کو جب آئے تو کعب بن اشرف کی بیوی کہنے لگی کہ مجھے ان سے خوف کی بو آتی ہے۔

کعب بن اشرف نے جواب دیا کہ گھبرانے کی بات نہیں ان میں ایک محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ دوسرا اس کا رضاعی بھائی ہے اور تیسرا ابو نائلہ ہے اور دیکھو! ہم اہل کرم لوگ ہیں اگر شرفاء کو رات کے وقت بھی بلایا جائے تو اسے قبول کرتے ہیں۔

دوسری طرف محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو کہا دیکھو! جب کعب بن اشرف آ جائے تو میں اس کے سر کو قابو میں کرنے کی کوشش کروں گا۔ تم میرا اشارہ پاتے ہی اس کو قتل کر دینا تھوڑی دیر گزری تھی کہ کعب بن اشرف ایک چادر اوڑھے ہوئے آ گیا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی کعب کو کہنے لگے کیا بات ہے تمہارے سر سے بڑی بہترین خوشبو آ رہی ہے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کیا میں خوشبو سونگھ سکتا ہوں کعب بن اشرف بولا کیوں نہیں چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے یکے بعد دیگرے اس کے سر سے خوشبو سونگھی' محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے اگر اجازت ہو تو ایک دفعہ اور خوشبو سونگھ لوں کعب نے اجازت دیدی۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر کعب بن اشرف کے سر کو مضبوطی سے قابو کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اپنا کام کر دو تو ساتھیوں نے فوراً اسے ٹھنڈا کر دیا اور وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

دل

محمد عمران فاروق

انسانوں کے اس ہجوم میں پھر بھی مجھے انسان کی تلاش ہے۔ ان انسانوں کو جو اپنی خودی کو پہچانتے ہیں جو اپنے اندر چھپی ہوئی طاقت پر قابو پا سکتے ہیں اور اس کو صحیح رخ پر موڑ سکتے ہیں، مجھے ان دل والوں کی تلاش ہے جو دل سے صرف خون دوڑانے کا کام نہ لیتے ہوں بلکہ جن کے دل ہر وقت اس لئے تڑپتے رہے ہوں کہ ان کے وجود سے اللہ کی مخلوق کو کس طرح فائدہ پہنچے۔ کتنی سچی بات کہی تھی دنیا کے سب سے بڑے انسان نے کہ دل کا یہ لوتھڑا اگر ٹھیک ہو جائے تو اس کا وجود سدھر سکتا ہے اور اگر بگڑ جائے تو پورا وجود بگڑ کر رہ جائے۔ اسی میں دوسروں کا مال ہڑپ کرنے کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے اور دوسروں کی مدد کرنے کا بھی۔ اس دل میں ظلم کرنے کی بھی تاثیر ہے اور مظلوم کی مدد کرنے کی بھی۔ یہ دونوں لہریں برابر کام کرتی ہیں۔ اس دل کی جمالی شان ابھر آئے یا اسے ابھار دیا جائے تو یہ انسان دنیا کیلئے سرمایہ بن جاتا ہے۔ اس کے برعکس اس کی شیطانی صفت جاگ جائے تو اس سے برا دنیا میں نہیں۔ یہی دل تاریخیں بناتا اور بگاڑتا ہے۔

دلچسپ و عجیب

محمد امجد ساہیوال

سیہہ ایک عجیب و غریب جانور ہے جس کے کانٹے نما بال دنیا بھر میں مشہور ہیں بعض علاقوں میں سیہہ کے کانٹے 16 انچ تک لمبے دیکھے گئے ہیں، کینیڈا میں پیدا ہونے والی سیہہ کے 30000 تک کانٹے ہوتے ہیں اور ہر کانٹا 12 سینٹی میٹر لمبا ہوتا ہے۔ سیہہ اپنے کانٹوں کو اپنے دشمن کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کرتی ہے۔ سیہہ اپنے دشمن پر حملہ کر کے اس کے جسم میں جو کانٹے چھوڑ جاتی ہے وہ بہت دیر تک دشمن کو زخمی رکھنے کیلئے کافی ہوتے ہیں۔ اکثر یہ کانٹے زہریلے ہوتے ہیں جو موت کا باعث بھی بن سکتے ہیں۔

معلومات

محمد اصغر

☆...... دنیا کی سب سے بڑی عبادت گاہ خانہ کعبہ ہے۔

☆...... دنیا کی سب سے بڑی لائبریری نیشنل کیو لائبریری ہے جو روس میں ہے۔

☆...... دنیا کا سب سے بڑا ریڈیو سٹیشن ماسکو (روس) میں ہے۔

☆...... دنیا کا سب سے بڑا میوزیم "البرٹ میوزیم" لندن میں ہے۔

☆...... دنیا میں سب سے پہلے جنگ ہابیل اور قابیل کے درمیان ہوئی۔

خوشبو

ابو رضوان جاوید

نبی اکرم ﷺ کو خوشبو ہمیشہ پسند رہی۔ کستوری آپ کی خصوصی پسند تھی۔ حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "سب سے بہترین خوشبو کستوری کی ہے۔" (مسلم، مسند احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ کو احرام سے پہلے قربانی والے دن اور طواف کعبہ سے پہلے خوشبو لگاتی تھی، اس میں کستوری شامل ہوتی تھی۔" (بخاری و مسلم)

نبی اکرم ﷺ کی عام طور پر عادت شریفہ تہجد کے وقت خوشبو لگانے کی تھی۔ آپ سونے سے بیدار ہوتے تو قضائے حاجت سے فراغت پر وضو کرتے، پھر لباس پر خوشبو لگاتے۔ آپ خوشبو سر مبارک اور پیشانی مبارک پر بھی لگایا کرتے تھے۔ درج ذیل اوقات میں خوشبو لگانا اچھا ہے۔

(1) سفر پر جانے سے پہلے۔ (2) ذکر و تلاوت سے پہلے۔ (3) حدیث پاک کے درس سے پہلے۔ (4) علماء اور صلحاء کی مجلس میں جانے سے پہلے۔ (5) مسجد میں جانے سے پہلے۔

نیکیوں کا قاتل

تحریر: ابو ذر حیات

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کئی جگہ پر حسد کا تذکرہ کیا ہے لیکن سورۃ فلق میں اس کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے اپنے آخری رسول ﷺ سے فرمایا ہے کہ

قل اعوذ برب الفلق ...... ومن شر حاسد اذا حسد O

(اے نبی) آپ کہہ دیجئے اے انسانوں کے رب میں پناہ مانگتا ہوں...... حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔ (سورہ فلق) کسی سے کسی نعمت کے چھن جانے کی آرزو کرنے کو حسد کہتے ہیں۔ یعنی بعض لوگ ایسے تنگ دل ہوتے ہیں جو دوسروں کی بھلائی بہتری اور عزت و وقار کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھ سکتے۔ خاص طور پر اپنے رشتہ داروں، عزیزوں، دوستوں اور ہم پیشہ افراد کو کہ جب وہ بہترین، آسودہ اور پروقار حالتوں میں زندگی گزار رہے ہوتے ہیں تو وہ ان کی اچھی حالت کو دیکھ کر جل بھن کر خاک ہو جاتے ہیں۔ وہ کوشش کرتے ہیں کہ یہ نعمتیں چھن کر انہیں مل جائے اور وہ ذلیل ہو جائیں اگر انہیں نہیں مل سکتیں تو کم از کم ان سے تو ضرور چھن جائیں اگر متعلقہ آدمی سے وہ نعمت چھن جائے تو وہ اپنے دل میں ٹھنڈک محسوس کرتے ہیں جب ایسی کیفیت دیکھیں تو سمجھیں کہ شیطان کا وار چل چکا ہوتا ہے۔ اس بری عادت کو حسد اور حسد کرنے والے کو حاسد کہتے ہیں۔ اسلام میں صرف ایک طرح کا حسد جائز رکھا گیا ہے کہ جسے رشک کہا گیا ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا صرف دو افراد کیلئے حسد یعنی رشک جائز ہے۔ (بخاری)

میرے بھائیو! آج ہم بھی اپنے اللہ سے عہد کریں کہ کسی کی عزت و آسودگی وغیرہ دیکھ کر دنیا میں حسد کی آگ میں نہ جلیں۔

اسلامی بھائی

ابو طلحہ عبداللہ عمار

جنگ بدر کے بعد حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اپنے بھائی ابو عزیز بن عمیر کے پاس سے گزرے۔ ابو عزیز نے مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑی تھی اور اس وقت ایک انصاری صحابی اس کا ہاتھ باندھ رہے تھے حضرت مصعب نے اس انصاری سے کہا اس شخص کے ذریعے اپنے ہاتھ مضبوط کرنا اس کی ماں بڑی مالدار ہے وہ غالباً تمہیں اچھا فدیہ دے گی اس پر ابو عزیز نے اپنے بھائی مصعب رضی اللہ عنہ سے کہا میرے بارے میں یہ تم کیا کہہ رہے ہو کیا میں تمہارا بھائی نہیں؟ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے بجائے یہ انصاری میرا بھائی ہے جو تمہیں باندھ رہا ہے اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جو ہمارے پیارے نبی کی پیروی نہیں کرتا اور ایمان نہیں لاتا وہ بھلا کتنا ہی عزیز کیوں نہ ہو۔ جو اسلام والا ہو وہ خواہ کتنا ہی غیر ہو اسلام کی وجہ سے ہی ہم سب بھائی بھائی ہیں۔

سنہری باتیں

منعمہ مختار

☆ اپنے اخلاق و عادات کو سنوار لو ایمان مکمل ہو جائے گا۔

☆ حقیقی زندگی وہ ہے جو آپ کو موت کے آنے کا احساس دلاتی ہے۔

☆ خدا کی رضامندی ماں باپ کی رضامندی ہے۔

☆ شہادت مانگی اور مر گیا یا مارا گیا۔ اس کے لیے شہید کا ثواب ہے۔

☆ جو شخص اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کیلئے لڑے بس صرف وہ ہی اللہ کی راہ کا مجاھد ہے۔

اچھا تحفہ

مرنا ہے تو اللہ کی راہ میں شہادت کی موت مرو جینا چاہتے ہو تو اسلام کی حالت میں جیو لڑنا ہے تو اسلام کے دشمنوں سے لڑو خرچ کرنا ہے تو اللہ کی راہ میں خرچ کرو تلاش کرنا چاہتے ہو تو انصاف تلاش کرو اچھا تحفہ دینا چاہتے ہو تو سلام کرو

اقوال زریں

O...... صدقہ اللہ کے غصے کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔

O...... غریب مہمان آ جائے تو قرض لے کر بھی تکلف کرو۔

O...... وہ دعوت سب سے بدتر ہے جس میں صرف امیر لوگ بلائے جائیں۔

O...... جو کام نبی ﷺ کے طریقے کے خلاف ہو چاہے عبادت کی شکل میں ہو گناہ ہے۔

O...... بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ بدسلوکی ہو۔

ماں باپ کا حق

سمیرا اصغر لاہور

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا
"اے اللہ کے رسول! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟"
آپ ﷺ نے فرمایا "تیری ماں"
اس نے پوچھا "پھر کون؟"
آپ ﷺ نے فرمایا "تیری ماں"
اس نے پھر پوچھا "اس کے بعد کون"
فرمایا "تیرا باپ"

باتوں سے خوشبو آئے

سید حامد اقبال

سچائی: سچائی پر قائم رہو، سچائی میں نجات ہے۔

امانتداری، جس شخص میں امانتداری نہیں اس میں ایمان نہیں۔

پرہیز گاری، خدا کے نزدیک باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔

سادگی: عیش پسندی سے بچو، اللہ کے نیک بندے عیش پسند نہیں ہوتے۔

توکل: صرف خدا پر بھروسہ کرو لیکن اپنی کوشش اور محنت کو نہ چھوڑو۔

رحم دلی: تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

عفوودرگزر: تم میں زیادہ قوی وہ ہے جو غصہ میں اپنے آپ کو قابو میں رکھے اور بدلہ لینے سے درگزر کرے۔

تلاش: اللہ کی تلاش میں بھٹکتے پھرنے کی کوئی ضرورت نہیں، دیکھنے کی نظر سے دیکھو، اللہ شہ رگ سے زیادہ قریب تم کو ملے گا۔

بزرگی: خدا کے بندوں میں وہی شخص بزرگ ہے جو خدا کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

تقویت ایمان: جس طرح زبان بال سے پاک ہے اسی طرح ایمان کو بے ایمانی سے پاک رکھنا چاہئے۔

سلام: سلام کرو جسے جانتے ہو اسے بھی اور جسے نہیں جانتے اسے بھی۔

اللہ کا حصہ

محمد منیب الرحمن
بلندوی جوہر آباد

ابرار اور ذیشان سکول کا کام ختم کرنے کے بعد اپنے دادا کے پاس آ کر بیٹھ گئے جو اس وقت احادیث پر مشتمل کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔ ابرار نے بیٹھتے ہی کہا کہ دادا جان آج آپ ہمیں کوئی کہانی سنائیں۔ دادا جان بولے پیارے بچو جھوٹے قصے اور کہانیاں سننا اور پڑھنا فضول کام ہے اسی لئے اس کام میں وقت ضائع کرنے کی بجائے آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے احوال پڑھیں، حدیث کی کتابیں پڑھا کریں جن سے آپ کی دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں گی۔

اتنے میں اسرار بولا تو پھر دادا جان آج آپ ہمیں کوئی اچھی سی بات بتائیں۔ دادا جان بولے کہ ابھی تمہارے آنے سے پہلے میں حدیث کی کتاب میں بنی اسرائیل کے تین آدمیوں کے متعلق پڑھ رہا تھا کہ بنی اسرائیل قوم کے تین آدمی تھے ایک کے سر کے بال نہیں تھے۔ دوسرے کی بینائی نہیں تھیں اور تیسرا کوڑھی تھا۔ ان تینوں کے پاس باری باری اللہ کے حکم سے ایک فرشتہ آیا اور ان سے ان کی خواہش کے متعلق پوچھا، پہلے وہ گنجے شخص کے پاس گیا اور پوچھا کہ بتا تیری کیا خواہش ہے؟ میں دعا کروں گا اور اللہ کے حکم پر تیری خواہش پوری ہوگی۔ وہ بولا کہ میرے سر کے بال نہیں ہیں جس وجہ سے لوگ مجھے نفرت سے دیکھتے ہیں۔ آپ دعا کریں کہ میرے سر کے بال آ جائیں تاکہ لوگ مجھ سے نفرت نہ کریں۔ اس نے اس شخص کیلئے دعا کی، اور اس کے بال اللہ کے حکم سے آ گئے، فرشتے نے اسے ایک اونٹنی دی اور وہ خوش وخرم زندگی گزارنے لگا۔

پھر فرشتہ اس شخص کے پاس گیا جس کی آنکھوں میں بینائی نہیں تھی، اس سے فرشتہ نے وہی بات کی جو پہلے شخص سے کی تھی۔ اندھے شخص نے کہا کہ میری آنکھیں نہیں ہیں جس کی وجہ سے دنیا کی تمام نعمتیں دیکھنے سے محروم ہوں، آپ دعا کیجئے کہ میری آنکھیں ٹھیک ہو جائیں تاکہ میں دنیا کی تمام خوبصورتی کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے اس کے لئے دعا کی اور اس کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ فرشتے نے اسے ایک بکری دی، اسی طرح وہ تیسرے شخص کے پاس گیا جو نہایت غریب تھا اور اس سے اس کی خواہش پوچھی تو اس نے کہا کہ میرے لئے دعا کریں کہ میرا جسم صحیح ہو جائے۔ فرشتے نے اس کیلئے بھی دعا کی اور اللہ کے حکم سے وہ بھی ٹھیک ہو گیا۔ فرشتے نے اسے ایک گائے دی اور چلا گیا۔

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد دوبارہ وہی فرشتہ ان تینوں کے پاس ایک فقیر کے روپ میں باری باری گیا، اب ان تینوں آدمیوں کے پاس ایک گائے بکری کی بجائے بہت سا مال ہو گیا تھا پہلے وہ اس آدمی کے پاس گیا جس کے سر کے بال نہیں تھے لیکن پھر وہ اللہ کے حکم سے ٹھیک ہو گیا تھا۔ فرشتے نے اس سے کہا کہ تمہارے سر کے بال نہیں تھے اور اللہ نے تم پر رحم کیا اور تو ٹھیک ہو گیا اب اللہ نے تمہیں جو مال دیا ہے اس میں سے مجھے اللہ کے لیے کچھ دو تو اس نے کہا میں نے تو یہ سارا مال اپنی محنت سے بنایا ہے اس میں اللہ کا حصہ کہاں سے آ گیا۔

اسی طرح وہ فرشتہ دوسرے آدمی کوڑھی کے پاس گیا تو اس نے بھی یہی جواب دیا تو اللہ نے ان دونوں کو پہلے جیسا بنا دیا پھر فرشتہ تیسرے آدمی نابینا کے پاس گیا جو اب خوشحال ہو گیا تھا۔ فرشتہ نے اسے یاد دلایا کہ وہ تنگدست تھا اور اللہ نے اسے خوشحال کر دیا، اس کی آنکھوں میں بینائی نہیں تھی اللہ نے اسے بینائی عطا کی۔ پس اب وہ اپنے مال سے اللہ کا حصہ دے تو اس نے جواب دیا کہ بے شک یہ سب کچھ اللہ ہی کا دیا ہوا ہے اور تم اس میں سے جتنا چاہو لے جاؤ، اس کے اس جواب سے اللہ اس سے راضی ہو گیا۔ فرشتہ جو فقیر کے روپ میں تھا اس نے اس سے کہا کہ میں اللہ کی طرف سے تیری آزمائش کے لیے آیا تھا اور اس آزمائش میں تو کامیاب ٹھہرا اور تیرے دوسرے دو ساتھی ناکام ہوئے۔

ذیشان بولا کہ دادا جان اللہ کے حصے کا کیا مطلب ہے؟ دادا جان نے جواب دیا کہ بیٹا اللہ کے حصے کا مطلب یہ ہے کہ سب چیزیں اللہ ہی کی دی ہوئی ہیں، پس ان نعمتوں میں سے جو چیز اللہ کے نام خرچ کی جائیں وہ اللہ کا حصہ ہیں اور پھر بڑی بات یہ ہے کہ ان کے خرچ کرنے سے یہ چیزیں کم نہیں ہوتیں بلکہ ایک کے بدلے سات سات ملتی ہیں جیسا کہ قرآن میں آیا ہے کہ ”جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے، ان کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیاں نکلتی ہیں اور ہر بالی میں سو دانہ ہوتا ہے“

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کا حصہ دینے سے مال بڑھتا ہی بڑھتا رہتا ہے۔

اسرار نے کہا لیکن اللہ نے تو سب چیزیں پیدا کی ہیں، اسے تو کسی چیز کی ضرورت نہیں، پھر یہ حصہ دینے کا کیا فائدہ؟ دادا جان بولے بیٹا اس میں بھی اللہ کی حکمت ہے کہ یہ حصہ ان غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کو دیا جاتا ہے تاکہ ان کی گزر بسر ہو سکے، اس کے علاوہ رفاعی کاموں کیلئے بھی مثلاً آفت زدہ علاقوں میں راشن اور ادویات وغیرہ کا بندوبست کیا جا سکے جیسے کہ الدعوۃ والے یہ کام کرتے ہیں ان کا شعبہ خدمت خلق ہر جگہ دکھی انسانوں کی خدمت کرتا ہے اور تیسرا یہ کہ اسلام کی سربلندی کیلئے بھی مثلاً طلباء میں اسلامی شعور بیدا کرنے اور اعلیٰ علمی صلاحیتیں حاصل کرنے کیلئے مدارس کو دیا جاتا ہے اور میدان حق و باطل میں اللہ کیلئے لڑنے والوں کیلئے اللہ کا حصہ دیا جاتا ہے۔

تینوں بچوں نے جب یہ باتیں سنیں تو بولے کہ پھر تو دادا جان ہم بھی اپنے جیب خرچ میں جو فضول قسم کی کہانیاں خریدنے پر خرچ کرتے ہیں اس کو بچا کر رکھیں گے اور ہر مہینے اللہ کا حصہ دیا کریں گے۔ دادا جان بولے شاباش بچو اگر سب بچے تمہاری طرح سوچنے لگ جائیں تو پھر ہمارا ملک بھی ترقی کرے گا اور ہم سب خوش بھی رہیں گے۔

مسکراہٹیں

حافظ عاطف منظور

ایک دفعہ حضور ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور کچھ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیٹھ کر کھجوریں کھا رہے تھے، کھجوروں کی ٹوکری درمیان میں رکھی ہوئی تھی۔ رسول اکرم ﷺ کھجوریں کھا کر اس کی گھٹلیاں علی رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھتے جاتے تھے۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہ بھی گھٹلیاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے ڈھیر کرنا شروع کر دیں۔ جب سب کھجوریں کھا چکے تو آپ ﷺ نے کہا ”کس نے سب سے زیادہ کھجوریں کھائیں؟“ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً جواب دیا ”جو کھجوریں گھٹلیوں سمیت ہی کھا گئے ہیں“ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس برجستہ جواب پر رسول اکرم ﷺ بے اختیار مسکرا دیئے۔

★★★★★

سید وحید الدین کے ایک عزیز کو کتا پالنے کا شوق تھا۔ ایک روز وہ لوگ کتوں کے ہمراہ علامہ اقبال سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ یہ لوگ کار سے اترے اور سیدھے علامہ صاحب کو ملنے چلے گئے مگر کتوں کو کار میں ہی چھوڑ گئے۔ اتنے میں علامہ صاحب کی بچی منیرہ دوڑتی ہوئی آئی اور علامہ صاحب سے کہنے لگی: ”ابا! موٹر میں کتے آئے ہیں“ علامہ نے احباب کی طرف دیکھا اور بچی سے مخاطب ہو کر کہا ”نہیں بیٹا۔ یہ تو آدمی ہیں۔“

★★★★★

دوسری جنگ عظیم کے دوران شروع میں وزیر جنگ ”ونسٹن چرچل“ کو ریڈیو پر قوم سے خطاب کرنا تھا۔ ہنگامی حالات کی وجہ سے انہیں بروقت کوئی سواری میسر نہ آئی۔ اس نے ٹیکسی لے کر ریڈیو سٹیشن پہنچنے کا ارادہ کر لیا' چنانچہ ایک ٹیکسی والے کو رکنے کا اشارہ کیا اور اسے کہا کہ وہ انہیں ریڈیو سٹیشن پہنچا دے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے چلنے سے صاف انکار کر دیا اور عذر کیا کہ وہ اس وقت کہیں جانے کے لئے تیار نہیں کیونکہ اطمینان سے چرچل کی وہ تقریر سننا چاہتا ہے جو ابھی تھوڑی دیر میں ریڈیو سے نشر ہونے والی ہے۔ چرچل دل میں بہت خوش ہوا کہ وہ کتنا مقبول لیڈر ہے، جس کی تقریر سننے کے لئے لوگوں نے کاروبار تک ملتوی کر دیا ہے۔ چرچل نے ڈرائیور سے لجالت آمیز لہجہ میں دوبارہ کہا کہ ابھی تو تقریر شروع ہونے میں اتنا وقت باقی ہے کہ وہ اسے ریڈیو سٹیشن تک پہنچا کر بھی واپس آ سکتا ہے۔ چنانچہ ڈرائیور مان گیا اور چرچل کو ریڈیو سٹیشن تک لے گیا۔ میٹر پر کرایہ دو پونڈ ریکارڈ ہوا۔ چرچل نے اسے دس پونڈ ادا کر دیئے۔ ڈرائیور بے حد خوش ہوا اور اس نے نوٹ جیب میں رکھتے ہوئے دریافت کیا آپ واپس کس وقت جائیں گے۔ میں یہیں آپ کا انتظار کرتا ہوں۔ چرچل بولا بھائی آپ فکر نہ کریں' میرا واپسی کا انتظار نہ کریں۔ آپ جلد واپس گھر چلے جائیں کیونکہ چرچل کی تقریر شروع ہونے والی ہے آپ گھر جا کر اطمینان سے سنیں۔

”لعنت بھیجو جی چرچل کی تقریر پر“ ڈرائیور بولا۔ ”آپ جیسے گاہک کوئی روز روز ملتے ہیں۔“

تین سو سال کی نیند

پورے ملک میں خوشیوں کے لاوے پھوٹ رہے تھے، ہنسی مذاق اور شرارتیں ہو رہی تھیں، لوگ مارے خوشی کے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے، جو کچھ خود کو ذرا مہذب سمجھتے تھے وہ بتوں کے سامنے سر جھکائے ادب سے کھڑے عبادت میں مصروف تھے۔ کچھ نذر و نیاز دینے میں مصروف تھے لیکن ان سب میں ایک نوجوان ایسا بھی موجود تھا کہ جسے قوم کی اس حالت پر رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا۔ بے مقصد شور و غل، ناچ گانے تو ویسے اسے اچھے نہ لگتے تھے لیکن یہ جو پتھر کے تراشے ہوئے بتوں کے سامنے لوگ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے سامنے اپنی حاجتیں رکھ کر مشکلیں حل کرنے کے لئے نذریں مانگتے ہیں۔ سجدے کرتے ہیں یہ سب دیکھ کر وہ اور بھی غمگین ہو جاتا بتوں کے ناموں پر میلے لگانا اور ان میں نازیبا کام کرتے چلے جانا اسے ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ آج بھی پورے ملک میں اس طرح کا میلہ لگا ہوا تھا ہر کوئی چھوٹا بڑا مرد و زن سب خرافات میں کھوئے ہوئے تھے نوجوان برداشت سے کام لیتے ہوئے کچھ دیر تک تو صبر کرتا رہا اور جب اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو چپکے سے بستی سے نکلا اور گاؤں سے دور چٹیل میدان میں لگے ٹھنڈے سایہ دار درخت کے نیچے آ بیٹھا وہ قوم کی اس حالت پر رہ رہ کر افسوس کر رہا تھا اسے یہاں بیٹھے ہوئے کوئی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اس نے ایک اور نوجوان کو اپنی طرف آتے دیکھا، آنے والا نوجوان آہستہ آہستہ درخت کی طرف بڑھتا رہا اور چپکے سے بغیر کچھ بولے درخت کے نیچے آ بیٹھا۔ دوسرے نوجوان کو آئے ہوئے ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ اسے ایک تیسرا نوجوان آتا دکھائی دیا وہ آ کر بیٹھا تو پھر چوتھا آیا۔ چوتھے کے بعد پانچواں۔ چھٹا پھر ساتواں یوں ایک درخت کے نیچے سات جوان بیٹھے چپ چاپ عجیب نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ یہ صدیوں پرانی بات ہے جس ملک کے یہ نوجوان تھے اس ملک میں دقیانوس کی حکومت تھی۔

دقیانوس ایک بہت بڑا ظالم رومی حکمران تھا۔ خود بھی بت پرست اور مشرک تھا اور توحید پرست لوگوں پر ظلم کر کے انہیں بھی شرک کرنے پر مجبور کرتا تھا' بہت سرکش شخص تھا' سب سے بت پرستی کراتا اور شرک کی تعلیم دیتا تھا جو بھی اس کی نافرمانی کرتا اس کو سخت سزائیں دیتا لہٰذا اس کے ظلم و جبر کی وجہ سے معاشرے کی اکثریت شرک کی لپیٹ میں آ گئی تھی۔

ان کے ہاں بڑے بڑے شرکیہ میلے لگنے لگے تھے۔ اس ظالم بادشاہ کی سلطنت میں جادوگری اور بت پرستی کا دور دورہ تھا۔ ایک دفعہ ساری قوم اسی طرح ایک میلے میں گئی' اس میلے میں یہ نوجوان بھی تھے جب انہوں نے وہاں شرک اور بت پرستی دیکھی تو ان کے دل میں خیال آیا کہ بت پرستی محض ایک فضول اور لغو چیز ہے۔ عبادتیں اور ذبیحے صرف اللہ کے نام پر ہونے چاہئیں جو زمین و آسمان کا خالق اور ہر چیز کا مالک ہے۔

اسی طرح کا ایک شرکیہ میلہ شروع ہوا اس میلے میں سے ایک نوجوان اکتا کر نکلا اور ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گیا' اسی طرح اسی میلے میں سے دل اکتا گیا تو ایک اور نوجوان بھی وہاں سے نکلا اور پہلے والے کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

کرتے کرتے ان نوجوانوں کی تعداد سات ہو گئی' ان ساتوں کا آپس میں ایک دوسرے سے تعارف بھی نہیں تھا لیکن اللہ تعالیٰ ان کو آپس میں ملانا چاہتا تھا اس لئے ان کو یہاں اکٹھا کر دیا۔ ہر ایک ڈر رہا تھا کہ میں یہاں کیوں بیٹھا ہوں اگر انہوں نے مجھ سے پوچھ لیا تو...... کون ہے...... کیوں آیا ہے...... تو

حافظ عبدالرب ساجد
اسلام آباد

آخر ایک جری نوجوان نے کہا: دیکھو! دوستو! کوئی بات تو ہے کہ ہم یہاں اکٹھے ہوئے ہیں' تم لوگ قوم کے اس شغل کو چھوڑ کر یہاں آ بیٹھے ہو تو میرا دل کہتا ہے کہ کیوں نہ ہر شخص اپنے دل کی بات کہہ دے کہ کیوں اس نے قوم کے میلے اور شغل کو چھوڑا ہے۔

ایک نے کہا: میں تو قوم کی اس مشرکانہ اور احمقانہ رسوم سے بے زار ہو چکا ہوں۔ دوسرے نے کہا: بھائی مجھے بھی قوم کی یہ رسم ایک آنکھ نہیں بھاتی جبکہ ہمارا تمہارا اور زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو پھر ہم اس کے سوا کسی کی عبادت کیوں کریں۔ تیسرے نے کہا: اللہ کی قسم مجھے بھی ان رسوم کی نفرت نے قوم سے الگ ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔

جب ہر ایک نے یہی بات بیان کی تو ان کے درمیان محبت کی ایک لہر دوڑ گئی اور ساتوں کے ساتوں نوجوان موحد دوست بن گئے اور اپنے بھائیوں سے بھی زیادہ ایک دوسرے کے خیر خواہ ہو گئے۔ آپس میں اتحاد و اتفاق ہو گیا کہ ہم نے صرف اللہ کی عبادت کرنی ہے۔

اب انہوں نے شہر میں ایک جگہ مقرر کر لی جہاں وہ عبادت کرتے تھے اور دوسرے لوگوں کو ایمان و توحید کے سبق سکھاتے۔ رفتہ رفتہ قوم کو پتہ چلا کہ چند نوجوان ہیں جو قوم کے رسم و رسم و رواج کو بری نظر سے دیکھتے ہیں اور اپنے ہی طریقے کی عبادت کرتے ہیں۔

اب یہی بات بادشاہ کے دربار تک پہنچی تو بادشاہ نے ان کی گرفتاری کا حکم صادر کر دیا۔ فوج آئی یہی قوم ان کو پکڑ کر ظالم اور مشرک بادشاہ کے دربار میں لے گئی اور شکایت کی یہ الگ طریقے سے عبادت کرتے ہیں۔

بادشاہ نے ان سے پوچھا تو ان میں سے ایک شخص نے نہایت دلیری سے توحید بیان کر دی بلکہ بادشاہ' اہل دربار اور باقی قوم کو بھی توحید کی دعوت دی۔ دل مضبوط کر لیا اور صاف کہہ دیا کہ ہمارا رب وہی ہے جو زمین و آسمان کا مالک ہے۔ ناممکن ہے کہ ہم اس کے سوا کسی اور کی عبادت کریں۔ یہ بھی کبھی نہ ہو سکے گا کہ ہم اس کے سوا کسی اور کو پکاریں۔

ان کی حق گوئی اور دعوت توحید سے بادشاہ سخت غصے میں آ گیا' بادشاہ نے انہیں ڈرایا' دھمکایا اور کہا کہ ان کو سمجھا دو کہ اس عمل سے باز آ جائیں ورنہ میں انہیں سخت سزا دوں گا۔

اب ان لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہاں رہیں گے تو بادشاہ ہمیں دوبارہ شرک کے راستے پر لگا دے گا اور ہم اپنے دین پر قائم نہیں رہ سکیں گے' اس لئے انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ ہم اپنا دیس' وطن اور گھر بار چھوڑ کر کہیں اور جا کر رہیں گے جہاں ہمارا عقیدہ توحید اور ہمارا دین خالص رہے۔

لہٰذا جب ان لوگوں کو موقع ملا تو یہ چھپ کر شہر سے نکلے اور ایک غار میں جا کر پناہ لے لی جو ''رقیم'' نامی وادی میں تھا اب جبکہ وہ غار میں داخل ہو گئے تو انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ باری باری ایک شخص بھیس بدل کر شہر جایا کرے اور کھانے پینے کی چیزیں لے آیا کرے اور ساتھ ساتھ شہر کے موجودہ حالات کا بھی پتہ چلائے اور یہ بھی خبر

رکھے کہ ان کے متعلق شہر میں کیا چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔

یہ لوگ اللہ سے دعا کرتے ہوئے غار میں داخل ہوئے کہ اے اللہ ہمیں ثابت قدم رکھنا اور ہماری رہنمائی کرتے رہنا اور ہمارے لئے بہتر راستہ بنادے کہ ہم نے تیرے لئے سب کچھ چھوڑ دیا ہے اور ہمیں کفار سے نجات دے اور دشمنوں سے محفوظ رکھنا۔

جب یہ لوگ غار میں داخل ہوئے تو ستانے کیلئے لیٹ گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو لمبی نیند سلادیا۔ ان کے ساتھ ایک شکاری کتا بھی تھا جو شہر میں انہی میں سے ایک نوجوان نے پال رکھا تھا۔ وہ کتا جس کا نام ''حمران'' بتایا جاتا ہے دروازے پر چوکیداری کیلئے بیٹھ گیا۔

غار کے باہر چوکیداری پر جو کتا بیٹھا تھا اس کو نیند آگئی اور وہ بھی بازو لٹکائے وہیں سو گیا لیکن اللہ کی قدرت تھی کہ اس کی آنکھیں ہر وقت کھلی رہتی تھیں۔

اندر غار میں جو لوگ سوئے ہوئے تھے اللہ نے ان کے کانوں پر تھپکی دی اور وہ لمبی نیند سوتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا رعب عطا کیا تھا کہ کوئی ان کے قریب جانے کی ہمت نہیں کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے غار بھی ایسا منتخب کیا تھا جس میں صبح و شام دھوپ پڑتی تھی اور وہ کروٹ بھی لیتے تھے تاکہ وہ مسلسل دھوپ کی تمازت سے جھلس نہ جائیں یا مٹی ان کو کھا نہ جائے۔

اس لئے اگر کوئی مسافر یا بھٹکا ہوا شخص ادھر آنکلتا تو ان کی کھلی آنکھیں اور انہیں کروٹ لیتا دیکھ کر بھاگ جاتا کہ شاید یہ کوئی چور یا ڈاکو ہیں' یا کوئی اگر دور سے دیکھتا تو سمجھتا کہ شاید کوئی مسافر ہیں جو ستانے کیلئے یہاں پر لیٹے ہیں اور ان کی اصلیت جاننے کی کوشش بھی کوئی نہیں کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت بھی یہ تھی کہ وہ سوتے رہیں اور کسی پر ان کا راز نہ کھلے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمنوں سے ان کی حفاظت کا بندوبست بھی کر دیا۔

ادھر شہر میں ان کا نام مفرور مجرموں کی لسٹ میں شامل کر لیا گیا بادشاہ کچھ عرصے بعد مر گیا پھر زمانے بدلتے گئے سارے پرانے لوگ مر گئے اور ان کی نسل پیدا ہوتی رہی یوں ایک لمبا عرصہ بیت گیا۔ لوگ ان کے قصے کو بھول گئے۔

ایک دن انہیں جاگ آئی تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے...... ایک نے پوچھا بھائیو! ہم کتنی دیر تک سوتے رہے ہیں تو باقی نے کہا شاید ایک دن یا آدھ دن سوئے ہیں کیونکہ ہم صبح کے وقت سوئے اور اب سورج غروب کا وقت ہے۔ ان کا بدن اور جلد سب ویسے تھے جیسے سوتے وقت' لیکن ان کو خود ہی خیال آیا کہ شاید ہم کافی لمبا عرصہ سوئے ہیں۔ بہت لمبی بحث کے بعد انہوں نے معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا اور کہا کہ ہم صبح کے وقت سوئے اور شام کے وقت بیدار ہو رہے ہیں اس لئے آدھ دن ہی سوئے ہیں۔

اب ان لوگوں کو بھوک و پیاس کی شدت محسوس ہوئی تو انہوں نے ایک شخص کو سکے دیئے اور شہر کے بازار سے سودا سلف لانے کے لئے بھیجا۔

سکے ان کے پاس موجود تھے اور جس آدمی کو کھانے لانے کیلئے سکے دیئے تو اس کو کچھ احتیاطیں بتائیں اور کہا کہ دقیانوس کے آدمیوں کو ہماری خبر نہ ہو اگر ان کو ہمارے مسکن اور ٹھکانے کی خبر ہو گئی تو وہ ہمیں طرح طرح کی سزائیں دیں گے یا تو پھر ہم اپنا دین چھوڑ بیٹھیں گے یا پھر ان سزاؤں میں ہمارا کام ہی تمام دیا جائے گا۔

غرض جس کو انہوں نے شہر بھیجا تو اس کو بہت نصیحتیں کیں۔ اس زمانے میں لوگوں کو قیامت اور دوبارہ جی اٹھنے میں شکوک پیدا ہونے لگ گئے تھے۔ لوگ مانتے نہ تھے کہ ایک آدمی مرنے کے بعد بھی دوبارہ زندہ ہوگا۔

جب ان میں سے ایک صاحب سودا خریدنے کیلئے غار سے باہر نکلا تو دیکھا کہ ہر شخص بدلا ہوا ہے ان کی دیکھی ہوئی ایک چیز بھی نہیں ہے' سارا نقشہ بدلا ہوا ہے' اب وہ شخص تو یہی سمجھا تھا کہ ہمیں غار میں صرف ایک آدھ دن گزارا ہے لیکن یہاں تو صدیاں بیت چکی تھیں' زمانے گزر چکے تھے' بستیاں بدل گئیں تھیں' اور عوام ساری بدل چکی ہے۔

یہ شخص دل میں حیران تھا کہ شاید میں خواب میں ہوں یا میرے حواس ٹھکانے نہیں ہیں مگر کسی بات پر اس کی تسلی نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے ارادہ کر لیا کہ مجھے سودا لے کر اس شہر کو جلد از جلد چھوڑ دینا چاہئے۔

ایک دکان پر پہنچا' اس کو ایک سکہ دیا اور چند کھانے کی چیزیں طلب کیں' دکاندار نے سکے کو دیکھ کر سخت تعجب کا اظہار کیا اور ساتھ والے دکاندار کو دیا کہ دیکھنا یہ سکہ کیا ہے؟ کب کا ہے؟ کس زمانے کا ہے؟ اس نے دوسرے کو دیا اس سے کسی اور نے دیکھنے کیلئے مانگ لیا۔ الغرض ایک تماشہ بن گیا' سارے دکاندار اور بازار والے راہگیر اس کے گرد جمع ہو گئے اور ہر زبان سے یہی نکلنے لگا کہ اس نے کسی پرانے زمانے کا خزانہ پایا ہے' اسی میں سے سکہ لایا ہے اس سے پوچھو یہ کہاں کا ہے؟ کون ہے؟ کہاں سے لایا ہے؟

چنانچہ لوگوں نے اسے گھیر لیا اور الٹے سیدھے سوال پوچھنے لگے۔ اس نے کہا میں تو اسی شہر کا رہنے والا ہوں کل شام کو یہاں سے گیا ہوں۔ ''دقیانوس'' بادشاہ کے ظلم کی وجہ سے فرار ہوا تھا اب تو سب نے قہقہہ لگایا کہ بادشاہ دقیانوس کو مرے ہوئے تو تقریباً تین سو سال ہو چکے ہیں۔ یہ تو کوئی پاگل ہے کہ کہتا ہے کل دقیانوس کی حکومت تھی جب میں یہاں سے گیا ہوں۔

بالآخر اسے بادشاہ کے دربار میں پیش کیا گیا اور جب اس نے وہاں اپنی ساری کہانی بیان کی تو بادشاہ اور اہل دربار بہت حیران ہوئے اور دوسری طرف یہ شخص خود حیران و ششدر تھا کہ ہم تین سو سال تک سوتے رہے ہیں اور ہمیں اس کی خبر تک نہیں۔ آخر سب لوگ اس کے ساتھ چل پڑے کہ ہمیں باقی ساتھی دکھاؤ اور اپنا غار دکھاؤ جہاں تم نے اتنا لمبا عرصہ قیام کیا ہے۔

یہ شخص انہیں لے کر غار تک پہنچا اور کہا ٹھہرو ذرا میں ان کو خبر کر دوں' چنانچہ وہ تمام ساتھی جو تعداد میں سات تھے غار سے نکلے اور قوم کے بادشاہ ''تھیوڈیسس'' سے ملے۔

اور دوبارہ جا کر اسی جگہ جا لیٹے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں فوت کر دیا۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اصحاب کہف (غار والے) کے نام سے یاد کیا ہے اور انہی کی مناسبت سے ایک سورۃ کا نام ''سورۃ الکہف'' رکھا ہے جو پندرہویں پارے میں ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں انوکھے طرز پر سلایا اور انوکھے طرز پر جگایا اس طرح انوکھے طرز پر اہل شہر کو ان کے حالات سے آگاہ کیا تاکہ لوگوں کو اللہ کے وعدوں اور قیامت کی حقانیت پر یقین ہو جائے اور جو لوگ مر کر دوبارہ جی اٹھنے کے منکر ہیں ان کے لئے حجت اور دلیل بن جائے۔

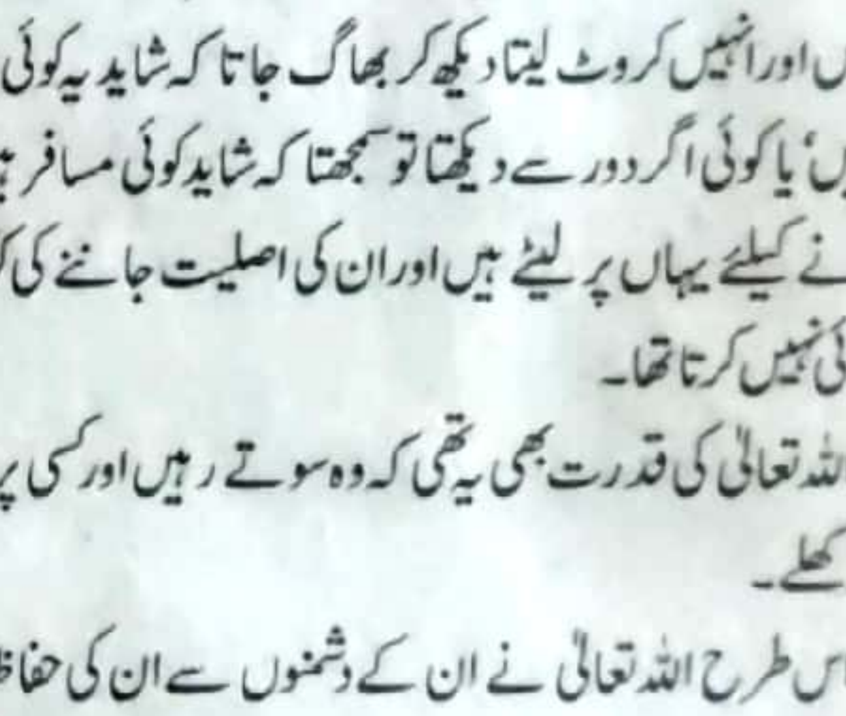

ہیلو نہیں! السلام علیکم

ابو رضوان حامد

ہمیں ہر حال میں اپنے رب کا فرمانبردار بندہ بن کر شکر یہ ادا کرتے رہنا ہی چاہئے۔ اس کی ایک ایک نعمت پر سجدہ شکر ادا کیا جائے اور ہر کام میں اپنے دین اسلام اور اپنے پیارے نبی ﷺ کی سیرت طیبہ ہی نگاہوں کے سامنے رہے نہ کہ ماڈرن بن کر کفار کی نقالی میں اپنا سب کچھ بھول جائے۔ نئی نئی ایجادات کو استعمال میں لایئے مگر یہاں پر بھی اپنا مسلمان ہونا نہ بھولئے کفار کی ایجاد کو استعمال میں لاتے ہوئے وہ تمہیں اپنا نہ بنا ڈالیں۔

مثال کے طور پر ٹیلی فون کا استعمال عام ہے اس میں استعمال ہونے پر تمہیں لفظ ''ہیلو ہیلو'' بطور تحفہ عنایت ہوا اگر تم نے بھی بطور مسلمان بھی غور کیا کیا کہ سب ہی اس لفظ کو استعمال کرتے ہیں جو کہ مسلمانوں کو کفار کے تحفے ملے ہیں۔ ادھر گھنٹی بجی فوراً ریسیور اٹھا ہیلو ہیلو...... آپ نے یہ کیوں نہیں کہا ''السلام علیکم'' ملاقات کے وقت تو مسلمان لفظ ''السلام علیکم!'' کہتے ہیں مگر آپ.........؟؟

آپ السلام علیکم کیوں نہیں کہتے جس کے معنی ہیں' آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو۔

آپ اپنے آپ کو اور اپنے عزیزوں کو ایک انتہائی اچھی دعا سے کیوں محروم رکھتے ہیں؟ مسلم شریف کی ایک حدیث کے مطابق جو شخص دوسروں کے لئے دعا کرتا ہے۔ فرشتے اس کے لئے وہی دعا کرتے ہیں۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ فرشتے آپ کے لئے سلامتی کی دعا کریں۔ ایک اور حدیث کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے سلام کو پھیلانے کا حکم دیا ہے۔ یاد رکھیں کسی کو السلام علیکم کہنا' اس بات کی ضمانت ہے کہ وہ آپ کی طرف سے سلامتی میں ہے اور محفوظ ہے اور وعلیکم السلام کہنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ آپ بھی اس کی طرف سے سلامتی میں ہیں اور محفوظ ہیں اور یہی سلام کا اصل مفہوم ہے...... اب رہا ہیلو کا مطلب' تو یہ بھی جان لیں' انگریزی ڈکشنری میں ہے ہیلو کا مطلب' کسی کی توجہ حاصل کرنے یا کسی کو مخاطب کرنے کے لئے بولے جانے والا لفظ۔ دوسرا مطلب لکھا ہے' شکاری کتوں کو بلانے کے لئے بلند آواز۔ ایک اور مطلب یہ لکھا ہے' مقدس بنانا۔ انگریزی میں ہیلو سینٹ کو بھی کہتے ہیں جس کے معنی ہیں عیسائی درویش یا عیسائی پادری۔

اب غور کریں' السلام علیکم اور وعلیکم السلام کہنا بہتر ہے یا ہیلو۔

ایسے سینکڑوں الفاظ ہیں جو انگریزوں نے ہمیں اسلام سے دور رکھنے کے لئے ہم میں ان کا رواج کر رکھا ہے۔ بس ذرا تھوڑی سی توجہ اور دھیان رکھیں کفار کی میٹھی میٹھی سازشیں بے نقاب ہوتی جائیں گی۔ مثلاً صبح' دوپہر' شام اور رات کا انگریزی سلام۔ ہائے ہائے' اوئے' گڈ بائی' ویری گڈی۔ وغیرہ وغیرہ۔

طارق بن زیاد

طارق ایک جوان تھا بچو اپنی قوم کی آن تھا بچو
غیرت و عزت کا شیدائی ملت کا ارمان تھا بچو
اندلس کے ساحل پر اترا باہمت انسان تھا بچو
کشتی کشتی آگ لگائی جو بھی تھا حیران تھا بچو
پوچھنے پر اس نے بتلایا جو مسلم کی آن تھا بچو
ہر ایک دیس ہے ہمارا یہ اس کا ایمان تھا بچو
دشمن کی فوجوں کو روندا پاس نہ کچھ سامان تھا بچو
آگے آگے دشمن بھاگے وہ گویا طوفان تھا بچو
ذاتی بات نہیں تھی کوئی اللہ کا فرمان تھا بچو
کہتی تھیں اندلس کی فوجیں یہ کیسا انسان تھا بچو
مومن مالک ہے دنیا کا یہ اس کا ایمان تھا بچو

انتخاب: **محمد توصیف الرحمن شاہ** فاروق آباد

علم کس لئے؟

اگر دنیا آپ سے منہ موڑ جائے تو پریشانی کی بات نہیں کیونکہ اگر دنیا آپ کے پاس ہوگی تو آپ کو مشغول کردے گی اور آپ دین کے حصول سے عاری رہیں گے اور پھر یہ تو دیکھا گیا ہے کہ اہل مال کم ہی علم کی گہرائیوں تک پہنچتے ہیں۔ دنیا کا پیچھا کرنے کی ضرورت نہیں اس سے منہ موڑ کر اپنے آپ کو طلب علم میں مصروف رکھیں کیونکہ علم زیور ہے اور خوبصورتی ہے، پس جب آپ زیور علم سے آراستہ و پیراستہ ہو جائیں گے اور علم کی نسبت سے مشہور ہو جائیں گے تو ہر طرف سے لوگ آپ کو بلائیں گے اور آپ دیکھیں گے کہ دنیا آپ کے پاس ذلیل و خوار ہو کر قدموں میں پہنچے گی۔

شعیب الرحمن شاکر آف تلہ گنگ

نماز

نماز اسلام کا دوسرا رکن ہے، نماز دین کا ستون ہے، نماز مسلمان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، بندے اور کافر کے درمیان کا فرق ہے جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس نے کفر کیا، قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔ قبر میں جب حساب ہوگا تو نمازیوں سے سوال کیا جائے گا تو نمازی کہیں گے کہ میری نماز قضا ہو رہی ہے پہلے میں نماز پڑھ لوں پھر میں آپ کے سوال کا جواب دوں گا۔ (ابو بکر عثمان رسولپوری چک نمبر 5 براستہ پتوکی)

چھوٹا لڑکا بڑی عقل

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بنی امیہ میں سے تھے، بڑے متقی، عادل اور نیک انسان تھے جب آپ نے خلافت سنبھالی تو آپ کو مبارکباد دینے کیلئے ہر طرف سے لوگ آنے لگے، حجاز والوں کے وفد میں ایک چھوٹا لڑکا بھی تھا، جس کی عمر تقریباً گیارہ سال تھی، سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا

"تو واپس چلا جا اور جو زیادہ عمر والا ہے اسے آگے بھیج"

لڑکے نے عرض کیا

امیر المومنین! آدمی اپنی سب سے چھوٹی چیزوں کی وجہ سے آدمی کہلاتا ہے ایک چیز اس کا دل ہے اور دوسری اس کی زبان، پس جب اللہ اپنے کسی بندے کو بولنے والی زبان اور یاد رکھنے والا دل عطا فرمائے تو وہ بندہ گفتگو کا مستحق ہو جاتا ہے۔

اے امیر المومنین اگر فضیلت عمر کی وجہ سے ہوتی ہے تو قوم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو آپ سے زیادہ خلافت کے مستحق تھے۔"

سیدنا عمر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس بچے کی باتوں پر حیران ہوئے اور کہا علم ضرور حاصل کرنا چاہئے کیونکہ صاحب علم جاہل جیسا نہیں ہوتا۔"

مرسلہ: **سدرہ سحر عمران**، کراچی

نبی اکرم ﷺ میدان جہاد میں

عمران اختر، ہری پور ہزارہ

انصار اور مہاجرین مدینہ کے گرد خندق کھود رہے تھے اور اپنی پیٹھ پر مٹی ڈھو رہے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔

ترجمہ، "ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے جب تک زندہ رہیں جہاد پر بیعت کی ہے اور نبی ﷺ ان کو یوں جواب دیتے جاتے تھے' فائدہ اگر کچھ ہے تو وہ صرف آخرت کا فائدہ ہے۔ اے اللہ انصار اور مہاجرین کو برکت عطا فرما"

(بخاری کتاب الجہاد)

خندق تیار ہونے بھی نہ پائی تھی کہ دشمن سر پر آپہنچا اور مدینہ کا محاصرہ کرلیا۔ امداد کے پہنچنے کا کوئی بندوبست نہ ہو۔ کا یہ محاصرہ بیس بائیس دن تک جاری رہا۔ خوراک کی قلت کا یہ حال تھا کہ تین تین دن مسلسل فاقے سے گزر رہے تھے اہل عرب کی عادت تھی کہ سخت بھوک کی حالت میں پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے ایک دن صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھوک سے بے تاب ہو کر آپ ؐ کے سامنے اپنے اپنے پیٹ کھول کھول کر دکھلائے کہ پتھر بندھے ہیں' اس کے جواب میں آپ ﷺ نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا تو دو بندھے تھے۔ (شمائل ترمذی)

غزوہ بدر کے موقع پر جب مسلمانوں کے پاس لڑائی کے سامان کی بھی بہت کمی تھی اور سواریوں کی بھی' آپ ﷺ کے حصہ میں جو اونٹ آیا اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہم اور مرثد غنوی شریک تھے اس پر آپ ﷺ صرف اپنی باری سے سوار ہوتے تھے۔ صحابہ اکرم رضی اللہ عنہم نثارانہ طور پر اپنے سوار ہونے کی باری کی پیشکش کرتے اور کہتے کہ آپ ﷺ سوار ہیں اور ہم پیادہ چلتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا "نہ تو تم مجھ سے زیادہ پیدل چل سکتے ہو اور نہ ہی میں تم سے کم ثواب کا محتاج ہوں۔" (مسند امام احمد)

ذرا بتائیں تو سلسلہ نمبر 5 کے جوابات

۱۔ خندق کھودنے کا مشورہ سیدنا سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دیا۔
۲۔ خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ ہجری کو فوت ہوئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔
۳۔ فاتح مصر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو کہا جاتا ہے۔
۴۔ امام بخاری، بخارا شہر میں ۱۳، شوال ۱۹۴ ہجری کو پیدا ہوئے۔
۵۔ پاکستان کے نظریاتی اور سرحدی دشمن بھارت نے پاکستان پر ۶ ستمبر ۶۵ء کو رات کے اندھیرے میں چوروں کی طرح حملہ کیا۔
۶۔ آزادی پاکستان ۱۴، اگست کے روز اسلامی مہینے کی تاریخ ۲۷، رمضان المبارک تھی۔
۷۔ بھارت کے قبضے میں نصف صدی سے ظلم سہتے ہوئے مظلوم کشمیریوں کے وطن جموں وکشمیر کے کل آٹھ اضلاع ہیں۔

ذرا بتائیں تو سلسلہ نمبر 6

1۔ رسول اللہ ﷺ کا نام محمد ﷺ کس نے رکھا تھا اور احمد ﷺ کس نے رکھا تھا؟
2۔ جنگ قادسیہ میں اسلامی لشکر کی کمان کس صحابی رسول ﷺ نے کی؟
3۔ اصحاب کہف کا واقعہ قرآن کی کس سورت میں ہے؟
4۔ آپ ﷺ نے اسلام کی سب سے پہلی مسجد کونسی تعمیر کروائی؟
5۔ نبی اکرم ﷺ غزوہ احد میں زخمی ہوئے دندان مبارک بھی شہید ہوئے بتایئے اس غزوہ میں کتنے صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے؟
6۔ رسول ﷺ کے کون سے چچا آخر میں مسلمان ہوئے؟
7۔ غزوہ بدر میں مشرکین کے پاس کتنے اونٹ اور کتنے گھوڑے تھے؟ اس کے مقابلے میں مسلمانوں کے کتنے تھے؟

مقابلے میں شرکت کی آخری تاریخ 20 ستمبر ہے۔

ذرا بتائیں تو......؟ سلسلہ نمبر 5 کے انعام یافتگان

۱۔ رانا جاوید اقبال ماسو۔ ننکانہ	۲۔ مصور رحمٰن، خوشاب
۳۔ سمیرا اقبال، ہارون آباد	۴۔ امت السلام کیلیانوالہ گوجرانوالہ
۵۔ عبدالرحمٰن سیالکوٹ	۶۔ عظمیٰ بنت عبدالرشید راولپنڈی
۷۔ ساجد اللہ سیاف، جھنگ	۸۔ محمد راشد، مرکز یرموک پتوکی
۹۔ شہزاد علی، ماموں کانجن	۱۰۔ عمارہ الیاس، خانپور

اپنے بچوں اور بچیوں کی اسلامی تربیت کے لئے دارالابلاغ کی دیدہ زیب کتب کو اپنے گھر کی زینت بنائیں

تعاون
روایاتِ صحیحہ کا امین
دارالابلاغ
0300-4453358

ساجد کے قلم سے

سیّد بادشاہ

تحریک آزادی کے اس عظیم مجاہد کی کہانی جس نے حقیقی معنوں میں پاکستان کی بنیاد رکھی

مسلسل دن رات کے سفر کی وجہ سے ان کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے تھے لیکن وہ کہیں آرام کرنے کی بجائے سفر کرتے رہے اور بالآخر دہلی میں شاہ عبدالعزیز کے پاس جا پہنچے۔

انہوں نے پوچھا کہاں سے آئے؟

بولے "رائے بریلی سے"

"کس قوم سے تعلق ہے؟"

"سادات سے"

شاہ عبدالعزیز کچھ دیر خاموش رہے پھر بولے "سید ابو سعید کو جانتے ہو؟"

"جی وہ میرے حقیقی نانا تھے"

"اور سید نعمان......؟"

"وہ میرے حقیقی چچا ہیں"

شاہ عبدالعزیز کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا سرشاری میں بولے "پھر تو آپ اپنے ہی ہوئے آتے ہی کیوں نہ بتایا۔ اب بتاؤ اتنے لمبے سفر کی تکلیف کیسے اٹھائی؟"

"میں علم حاصل کرنے کیلئے آیا ہوں" سید احمد نے جواب دیا۔

شاہ صاحب اور بھی خوش ہوئے بولے ان شاءاللہ کے فضل سے تم اپنے خاندان کا علمی ورثہ پالو گے۔"

سید احمد نے دن رات محنت کی اور چار سال میں تفسیر قرآن، علم حدیث فقہ اور دوسرے علوم پر عبور حاصل کرلیا جو بچہ بچپن میں علم حاصل کرتے جی چراتا تھا اب وہ 23 سال کی عمر میں صرف چار سال کی مدت میں تمام علوم پر دسترس حاصل کرکے ایک بڑے عالم کے روپ میں گھر واپس جا رہا تھا۔

رائے بریلی پہنچے تو انہیں عالمانہ رنگ و روپ میں دیکھ کر سب حیران تھے والدہ نہ جانے کب سے انتظار میں تھی ان کے گھر پہنچے کے چند روز بعد ہی ان کی شادی کردی گئی انہیں جہاد کرنے کا بے پناہ شوق تھا' دہلی میں تعلیم حاصل کرنے کے دوران بھی وہ مسلسل جہادی ٹریننگ کرتے رہے اور انہوں نے خاص طور پر تیراکی میں مہارت حاصل کی جمنا کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر میں وہ یوں تیراکی کیا کرتے تھے جیسے کوئی مچھلی تیرتی ہو۔ وہ والدہ کا کہنا ٹال نہیں سکتے تھے یوں نہ چاہتے ہوئے بھی شادی کے بندھن میں بندھ گئے۔ شادی کے بعد بھی جہاد کی محبت سر چڑھ کر بولتی رہی اور دل میں جذبہ جہاد مسلسل کروٹیں لیتا رہا۔ ان کی والدہ کو شادی کا یہ فائدہ ہوا کہ شادی کے بعد سید احمد اب کہیں جا نہیں سکتے تھے گھر کا خرچہ ان کے ذمہ تھا لہٰذا ذریعہ معاش میں بھاگ دوڑ کرنے لگے لیکن ہر وقت بے چین رہتے نہ جانے کیوں ان کا دل گھر اور رائے بریلی ٹھہرنے کو نہ کرتا۔ ایک روز اچانک ان کے دل میں خیال پیدا ہوا گویا اللہ رب العزت کی طرف سے جیسے الہام ہوا۔ اور وہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک اچھل دیئے جیسے ہفت اقلیم کا خزانہ ہاتھ لگ گیا ہو' ان دنوں امیر نواب الدولہ بہادر کا ایک بہت بڑا لشکر تھا جو برصغیر میں انگریزوں کے خلاف جنگ میں مصروف تھا۔

سید احمد کے بے چین دل کو قرار آگیا' 23 سال سے جو خواہش ان کے دل میں کروٹ لے رہی تھی اب وہ پوری ہونے لگی تھی۔ وہ بچپن سے ہی جہاد کا شوق رکھتے تھے اور انہوں نے اپنے جسم کو گھمسان کی لڑائی کے لئے تیار کر رکھا تھا اب انہیں وہ جوہر دکھانے کا موقع مل گیا تھا۔

نواب امیر الدولہ اس وقت کی بہت بڑی طاقت تھی اور انگریز اس سے خائف تھے۔ امیر بہادر کے پاس ایک لاکھ چالیس ہزار سپاہیوں کی فوج اور ان کے پاس ہر طرح کا جنگی ساز و سامان تھا بالخصوص اس لشکر میں جو ایک سو پندرہ توپیں تھیں اس سے انگریزوں کے دل دہل جاتے تھے اور انگریز ان کے مقابلے کی بجائے انہیں سازشیوں سے زیر کرنے کے منصوبے بناتے تھے۔ سید احمد نے جب امیر نواب الدولہ کے لشکر میں جانے کا پکا ارادہ کرلیا تو وہ گھر سے رخصت ہونے کے بعد سب سے پہلے دہلی گئے وہاں انہوں نے اپنے استاد شاہ عبدالعزیز کے پاس پہنچ کر انہیں اپنا ارادہ بتایا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے سید احمد کی کمر تھپکائی اور اس عظیم فریضہ کی ادائیگی کے لئے اپنے ہاتھوں سے رخصت کیا یوں سید احمد دہلی سے راجپوتانہ کی طرف روانہ ہوگئے جہاں شاہ پور کے علاقے قصبہ دھمکولہ میں نواب الدولہ جنگی تیاری میں مصروف تھے۔ سید احمد وہاں پہنچے تو سپاہی ہتھیار لئے جنگی مشقیں کر رہے تھے پہلی نظر دیکھتے ہی سید احمد کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا۔ سفر کی ساری تھکاوٹ دور ہوگئی تھکا ہوا جسم ہشاش بشاش ہوگیا۔ نواب امیر لشکر کے وسط میں تھے سید احمد نے انہیں سلام کیا بولے' رائے بریلی سے آیا ہوں اور میرا نام سید احمد ہے۔

نواب الدولہ نے کہا آئے کیوں ہو؟

جواب دیا' جہاد کا شوق یہاں لے آیا۔

نواب الدولہ بہت خوش ہوئے اور انہیں اپنے خصوصی دستے میں شامل کرلیا' یوں سید احمد امیر نواب الدولہ کے لشکر میں شامل ہوگئے۔

سید احمد کا ذہن بچپن سے ہی جہادی تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بندے کو خاص طور پر اسلام کے سب سے بڑے عمل جہاد کیلئے خصوصی طور پر پیدا کیا تھا تاکہ وہ اس دور میں جبکہ جہاد کا کوئی مفہوم نہیں سمجھتا تھا تو یہ اس کے نبی ﷺ کی اس عظیم سنت کو زندہ کرے۔ دہلی میں سید شاہ عبدالعزیز کے ہاں انہوں نے جو دینی تعلیم حاصل کی تھی اس نے ان کے جذبہ جہاد میں اور بھی اضافہ کیا تھا اب تو ان کے چہرے سے نور کے لالے پھوٹتے تھے۔ اللہ کے ان بندوں میں سے معلوم ہوتے تھے جن پر اللہ دنیا میں ہی راضی نظر آتا ہے۔ سید احمد نواب الدولہ کے لشکر میں آئے تو انہیں نواب سمیت کوئی بھی سپاہ زیادہ نہ جانتا تھا البتہ یوں یوں دن گزرنے لگے لوگ ان کے گرویدہ ہوتے چلے گئے بہت سے سپاہی تو گویا ان کے مرید ہوگئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مضبوط جسم اور شاندار قوت سے نوازا تھا ان کی بہادری اور دلیری سے پورا گاؤں واقف تھا اور اب نواب کی فوج کے سپاہی بھی تعریف کرنے لگے تھے اللہ تعالیٰ نے اب انہیں ایک اور ہتھیار سے نواز دیا تھا وہ ہتھیار تھا "دعا" ان کی دعا رد نہ ہوتی تھی۔ پہلے پہل فوج کے سپاہی اس سے بھی واقف نہ تھے ایک روز یوں ہوا کہ "نواب کا لشکر شیر گڑھ سے آرہا تھا کہ راستے میں آنے والے دریائے چنبل کو عبور کرنے کا مرحلہ آیا' لشکر دو حصوں میں بٹ گیا اور دریا پار کرنے لگا پہلا گروپ تو صحیح سلامت دریا عبور کر گیا جبکہ دوسرا گروپ جونہی دریا میں اترا اور وسط میں پہنچا تو پانی کا بہاؤ تیز ہوگیا' دریا میں گویا سیلاب آگیا ہو' دریا میں آدمی تو کجا بھاری مال اسباب بہہ کر نکلنے لگا صورتحال بہت گھمبیر ہوگئی پہلے گروپ کے سپاہی کنارے کھڑے پریشان تھے اور دوسرے گروپ کے سپاہی دریا کے درمیان میں حیران و پریشان جب کچھ چارا نہ ہوا تو سید احمد نے اللہ کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعا شروع کردی۔

ہاتھ اٹھائے ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ سیلاب ختم گیا۔ پانی کے بہاؤ کا زور ٹوٹ گیا، سپاہی کناروں پر تو پہنچ گئے لیکن وہ سید احمد کے دیوانے ہوگئے وہ انہیں حد سے زیادہ چاہنے لگے تھے اور ان کی ہر بات سر آنکھوں پر رکھتے، سید احمد نے بھی اس کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔ فوج میں لوگ ان کے پاس بیٹھے لگے تھے ان کی بات کو اہمیت دیتے تھے اور انہیں اپنے لئے رہنما سمجھتے تھے۔

سید احمد نے آہستہ آہستہ ان میں درمیان تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس وقت لوگوں کے اندر بڑی ہی عجیب و غریب اور من گھڑت قسم کی رسومات کا رواج تھا۔ انہوں نے ان کو دین اسلام کی اصل شکل اور اس کی تعلیمات سے آگاہ کیا، ان کے عقیدے درست کئے اور جہاد کے فضائل و مسائل سے آگاہ کیا۔ اس کا یہ فائدہ ہوا بہت سے سپاہیوں نے اپنی زندگیاں اسلام کے سانچے میں ڈھال لیں۔ ڈاڑھیاں رکھ لیں، نمازیں شروع کردیں، بے جا رسم و رواج سے پیچھا چھڑا لیا اور جہاد کے صحیح مفہوم سے آشنا ہو گئے۔ اب تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ نواب الدولہ کا لشکر گویا صحیح معنوں میں اسلامی لشکر ہو۔

نواب الدولہ کے اس لشکر سے سب سے زیادہ خائف سکھ اور انگریز تھے، دونوں پر اس لشکر کی ہیبت دن بدن بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ سید احمد کے لشکر میں آنے کی برکت تھی کہ نواب کا لشکر جس سمت بھی حملہ کرتا فتح اس کے قدم چومتی۔

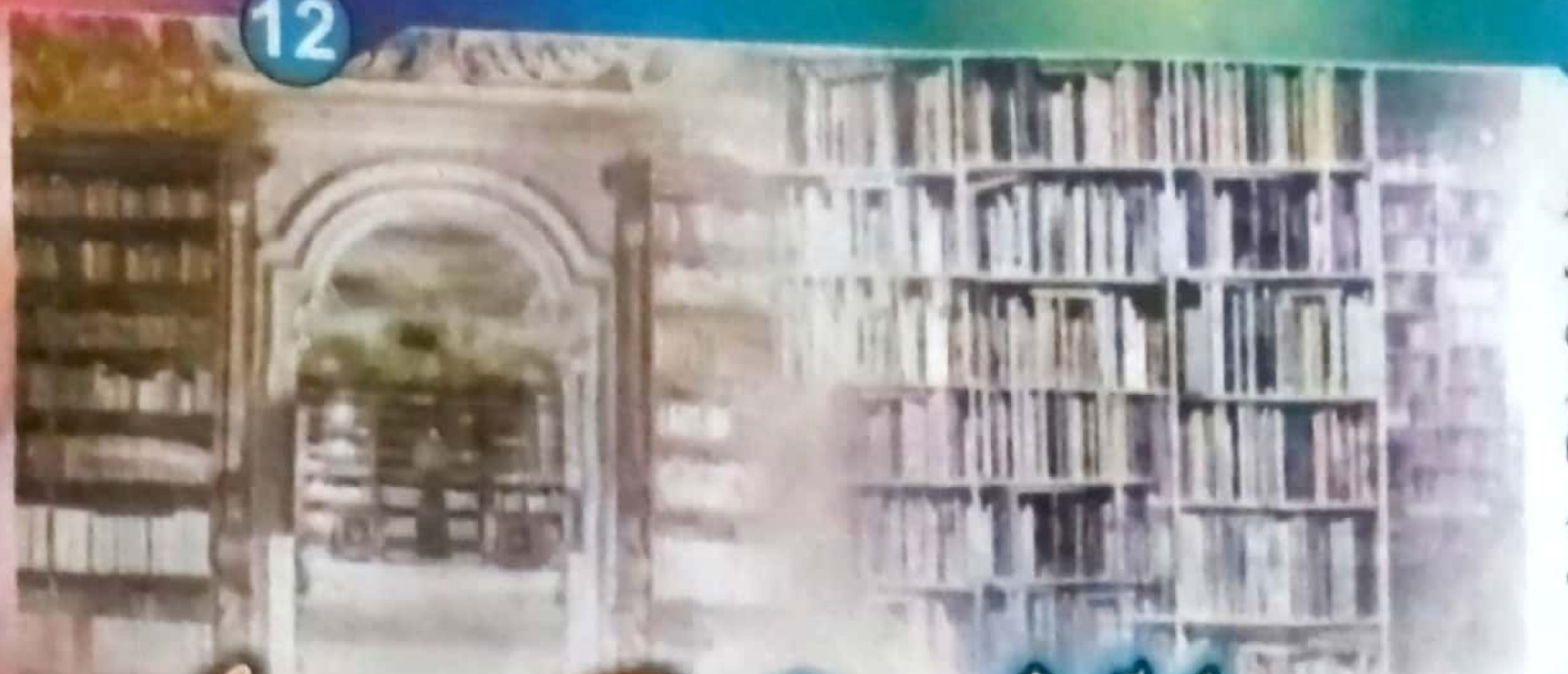

پرانی طرز کی بنی ہوئی ایک قدیم حویلی کے صحن میں چارپائیاں بچھی ہوئی تھیں اور اس پر بیٹھے احباب باتوں میں مصروف تھے۔ رات کا اندھیرا آہستہ آہستہ پھیل رہا تھا۔ فیروزی آسمان پر ستارے چمکنے لگے تھے۔ نماز مغرب کے بعد ان احباب کا نماز عشاء تک بیٹھنا روز کا معمول تھا، اس پرانی حویلی کا مالک تو نہ معلوم کون تھا اور کب سے یہ قائم تھی البتہ اس خاندان کا جو پہلا فرد اس حویلی میں آباد ہوا وہ حافظ عبداللہ تھا۔ یہ اس دور کی بات ہے جب سید احمد شہید رحمہ اللہ کی تحریک جہاد عروج پر تھی انگریز اور سکھوں کے خلاف جہاد کے نعرے بلند ہوتے تھے۔ ان دنوں حافظ عبداللہ پنڈی بھٹیاں میں رہتے تھے وہاں سے وہ ضلع قصور منتقل ہو گئے۔ قصور آ کر وہ اس حویلی میں آباد ہو گئے۔ حافظ عبداللہ خود تو حافظ تھے ہی لیکن کمال یہ بھی تھا کہ ان کی ہونے والی اولاد اور اس کے بعد پھر ان کی اولادیں بھی حافظ قرآن تھیں۔

عالمی کتب نمائشوں کی جان

تیسری کلاس سے کتب بینی کا شوق رکھنے والا بچہ جو پنجاب پبلک لائبریریز کا پہلا ڈائریکٹر بنا

انٹرویو: محمد طاہر نقاش، حافظ عتیق الرحمٰن، حافظ محمد آصف
تحریر: عبدالوارث ساجد

حافظ عبداللہ کا خاندان پنڈی بھٹیاں سے قصور آکر پلتا اور بڑھتا رہا۔ حافظ عبداللہ کے بعد اس خاندان میں ان کے چشم و چراغ حافظ قطب الدین سربراہ رہے پھر ان کے بیٹے حاجی ولی محمد کا دور آیا اور پھر حاجی ولی محمد کے بیٹے حاجی قادر بخش کا زمانہ آ گیا۔ 1911ء عیسوی کی بات ہے حاجی قادر بخش کے گھر ایک بچے کی ولادت ہوئی جس کا نام عبدالعزیز رکھا گیا۔

عبدالعزیز ابھی کم سن ہی تھا، کہ ایک روز شام کے وقت خاندان کے سارے افراد ایک جگہ جمع تھے۔ حویلی میں محفل خوب گرم تھی کہ اچانک کسی نے مشورہ دیا کہ کیوں نہ ہم میں سے ہر فرد اپنے اپنے ایک بیٹے کو دین اسلام کے لئے وقف کرے۔ ان دنوں بھلا زمانہ تھا لوگ اچھے تھے، سوچ مثبت اور دینی ہوتی تھی۔ خاندان کے ہر فرد نے تجویز دینے والے کی تعریف کی اور یہ طے پایا کہ ہر فرد اپنا ایک بیٹا اسلام کے لئے وقف کرے گا، مجلس ختم ہوئی۔ حاجی قادر بخش گھر واپس آئے تو آتے ہی انہوں نے اپنے بیٹوں کے ناموں پر قرعہ اندازی کی کہ کس بیٹے کو اسلام کے لئے وقف کیا جائے۔ یوں قرعہ میں عبدالعزیز کا نام نکل آیا۔ حاجی صاحب نے عبدالعزیز کو اسلام کے لئے پیش کر دیا۔ حاجی قادر بخش کی طرح ان کے چچازاد بھائیوں نے بھی اپنی اولاد میں سے ایک ایک بیٹے کو اللہ کی راہ میں وقف کر دیا۔ اگرچہ اس زمانے میں سکول بھی ہوتے تھے اور بچوں کو دنیاوی تعلیم دلانے کا رجحان بھی تھا لیکن چونکہ وقف ہونے والے یہ بچے اسلام اور اس کے احیاء کے لئے اللہ کے ہاں پیش کئے گئے تھے اس لئے انہیں دینی تعلیم کے لئے مدرسہ داخل کروا دیا گیا

عبدالعزیز قصور میں کچھ عرصہ پڑھنے کے بعد دہلی چلا گیا جہاں اس نے مکمل طور پر دینی تعلیم حاصل کی۔

عبدالعزیز گھر واپس آئے تو ان کی عمر اکیس سال ہو چکی تھی آتے ہی ان کی شادی کر دی گئی۔

قصور کے پاس ایک قصبہ "کھڈیاں" ہے جہاں حکیم عبدالعزیز نے قرآن وسنت کی تعلیم دینا شروع کی،

کیم جنوری 1947ء کی بات ہے ان دنوں تحریک پاکستان اپنے عروج پر تھی۔ اسی روز مولانا عبدالعزیز کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہوئی۔ حکیم عبدالعزیز کا سب سے بڑا اور پہلا بیٹا تھا حکیم عبدالعزیز کو سب سے زیادہ خوشی تھی ایسے ہی پورے گھرانے کو بھی تھی لیکن ان سب سے زیادہ خوش حاجی قادر بخش تھا۔ پوتے کی پیدائش کی خبر جب سے اس نے سنی تھی مارے خوشی کے اس کے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔

حاجی قادر بخش کو مولانا عبدالجبار غزنوی سے بہت محبت تھی وہ انہیں دل وجان سے چاہتے تھے لہٰذا جب گھر میں پوتے کا نام رکھنے کی بات چلی تو انہوں نے مولانا عبدالجبار غزنوی سے محبت کے پیش نظر اپنے پوتے کا نام بھی "عبدالجبار" رکھ دیا۔

عبدالجبار نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں ہی حاصل کی۔ پہلی دو کلاسیں وہ اپنے والدین سے پڑھ چکے تھے اور جب سکول گئے تو پہلی کی بجائے تیسری کلاس میں داخل ہو گئے۔ ذہین اور فطین تو تھے ہی پھر اللہ نے حافظہ بھی خوب دیا تھا جو والدین کی تعلیم وتربیت سے اور بھی بڑھ گیا اور عبدالجبار نے بچپن سے ہی "کرشمے" دکھانے شروع کر دیئے۔

عبدالجبار کی عمر ابھی چار سال کی تھی کہ اس پر گاؤں کے ماحول اور گھر میں ہونے والی دینی تربیت نے رنگ دکھانا شروع کر دیا۔ عبدالجبار گھر میں امی کے پاس رہنے کی بجائے مسجد میں چلا جاتا، جہاں کئی کئی گھنٹے گزار دیتا۔ ایک روز سردی کے موسم میں عجیب واقعہ ہوا۔ عبدالجبار گھر سے کافی دیر سے غائب تھا۔ ماں کو پریشانی ہوئی تو پتہ کیا کہ عبدالجبار کہاں ہے؟ لیکن باوجود تلاش کے بھی عبدالجبار نہ ملا۔ تلاش کرتے کرتے مسجد میں گئے تو عبدالجبار اپنے اوپر صف لپیٹے مسجد میں پڑا تھا۔ مسجد میں اس کے بڑے عجیب مشاغل تھے، عبدالجبار کے والد حکیم عبدالعزیز کی تحریک مجاہدین سے قلبی وابستگی تھی۔ جہاد سے محبت تھی کہ انہوں نے جہاد کے ہتھیار گھر میں رکھے ہوئے تھے جن میں ایک تلوار بھی شامل تھی۔ عبدالجبار وہ تلوار تھام کر مسجد میں چلا جاتا تلوار تھامے منبر پر چڑھتا اور تلوار کو اپنے ساتھ کھڑا کر لیتا۔ تلوار اس کے قد سے بھی بلند ہوتی تھی وہ کچھ دیر تک والد صاحب کی طرح خطبہ پڑھتا اور پھر تقریر شروع کر دیتا۔ تقریر اسے آتی نہ تھی۔ نہ ابھی یہ سمجھ تھی کہ تقریر میں کیا کہا جاتا ہے۔ بس انداز دیکھا تھا اور وہی انداز اپناتے ہوئے وہ منبر پر کھڑا ہو جاتا اور اپنے والد کی نقل اتارتا رہتا۔ گاؤں میں بکریاں اور بھینسیں تو عام ہوتی ہیں۔ عبدالجبار پانچ سال کا تھا کہ اسے بکری پالنے کا شوق ہو گیا، بھینسیں تو گھر میں موجود تھیں...... نہ تھی تو صرف بکری۔

ایک روز حکیم عبدالعزیز صاحب گھر آئے تو عبدالجبار نے بکری کی فرمائش کر دی۔ اگلے دن ہی عبدالجبار کے لئے ایک خوبصورت بکری حویلی میں آ گئی اب عبدالجبار کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ بکری کو شوق سے چراتا، اس کی دیکھ بھال کرتا، یوں جب کچھ مہینوں بعد بکری نے بچے پیدا کئے، تو ننھے منے اٹھکیلیاں کرتے بچے دیکھ کر عبدالجبار خوشی سے لوٹ پوٹ ہو جاتا۔ وہ بکری کے بچوں کو اٹھاتا، انہیں گود میں بٹھاتا اور ان سے پیار کرتا رہتا۔ حویلی میں چونکہ بھینسیں بھی تھیں لیکن اسے صرف بکری سے انس تھا ہاں! ایک دفعہ ایسا ہوا کہ بیٹھے بٹھائے نہ جانے اسے کیا سوجھی...... اس نے حویلی کی ایک طاقتور مگر شریف طبیعت کی ایک بھینس کا انتخاب کیا اور اپنی چھوٹی چارپائی اس کے اوپر چڑھا دی اور بھینس پر چڑھ کر چارپائی پر بیٹھ گیا۔ گھر کی سواری تھی اور طریقہ انوکھا۔ جب تک جی نہ بھرا خوب سواری کی۔ البتہ یہ ہوا کہ نہ صرف حویلی میں بلکہ گاؤں بھر میں اس انوکھی سواری کا تذکرہ پھیل گیا۔

یوں زندگی کی گاڑی کا پہیہ چلتا رہا اور عبدالجبار وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتا رہا۔ پھر جوں جوں بڑا ہوتا گیا توں توں اس کا شعور بھی بڑھتا چلا گیا۔ والدین تعلیم یافتہ تھے، عبدالجبار کے دادا حاجی قادر بخش کو بھی مطالعہ کا بہت شوق تھا اور اس شوق کی تکمیل کے لئے انہوں نے بہت سی کتب جمع کر رکھی تھیں۔

عبدالجبار کبھی کبھار دادا کے کمرہ میں جاتا تو انہیں مطالعہ میں مگن پاتا۔ دادا ابو کے پاس چھوٹی بڑی کتابیں پڑی ہوتی تھیں ان کے مضمون کے درمیان نشانی لگی ہوتی اور نوٹ لکھے ہوتے تھے وہ عجب نظروں سے کبھی اپنے دادا اور پھر کتابوں کو دیکھتا رہتا تھا۔ شام کو جب دادا کے پاس گاؤں کے بڑے بڑے لوگ آتے اور مختلف موضوعات پر بحث مباحثہ ہوتا تو وہ اپنے ننھے ذہن سے سوچتا کہ "جو لوگ کتابیں پڑھتے ہیں وہ لوگوں کی نظروں میں معزز ہوتے ہیں" اور لوگ ان کی عزت کرتے ہیں اور ان کے پاس بیٹھنا پسند کرتے ہیں۔

پھر یہی حال ان کے ابو کا تھا سو اس سوچ نے اسے بھی کتابوں سے محبت کرنے پر مجبور کر دیا۔ وہ دادا ابو کے کمرہ میں آتا یا پھر ابو کے مطب پر جاتا تو اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے کتابیں اٹھاتا۔ ان پر جمی ہوئی گرد و غبار اتارتا۔ کپڑے سے صاف کرتا اور ان کو ترتیب سے رکھتا۔ بالخصوص چھوٹی چھوٹی کتابیں اس کی خاص پسند تھیں وہ ان کو جمع کرتا اور پھر بڑی کے پیچھے چھوٹی کی قطار لگاتا چلا جاتا۔

حکیم عبدالعزیز دہلی سے پڑھ کر واپس آئے تو حاجی قادر بخش کے اس چھوٹے سے کتب خانے میں مزید اضافہ ہو گیا۔ دادا، باپ اور ماں کو کتب پڑھتے دیکھا تو عبدالجبار کو شوق پیدا ہوا لہٰذا اس نے بچپن میں ہی مطالعہ شروع کر دیا۔ اس زمانے میں ''احوال الآخرت''، ''عمدہ الاحکام'' اور مولانا عبدالستار کی شاعری کی بڑی کتب مشہور تھیں۔ وہ اور اس کے علاوہ چھوٹی چھوٹی کتابیں اس کے زیرِ مطالعہ رہنے لگیں۔

یوں عبدالجبار کے بچپن میں مطالعہ اسلامی ماحول بہت کارگر ثابت ہوا اور عبدالجبار بچپن میں ہی مسجد اور اسلام کا ہو گیا۔ اس پر دین کا رنگ چڑھ گیا۔ حکیم عبدالعزیز نے عبدالجبار کو ان دنوں میں ہی ترجمہ قرآن پڑھانا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ وہ ''صرف و نحو'' کے قواعد پڑھاتے۔ باپ کی طرح ماں بھی پڑھی لکھی خاتون تھیں۔ عبدالجبار بچپن میں ہی والدہ سے ''فارسی'' پڑھتا رہا۔ یوں جیسے جیسے بچپن میں اسے اردو سے لگاؤ تھا ایسے ہی فارسی ادب سے دلچسپی تھی۔ فارسی کے مشہور مصنف شیخ سعدی کی مشہور و معروف کتب ''گلستان''، ''بوستان'' اور ''ہند نامہ'' انہوں نے بچپن سے ہی پڑھنا شروع کر دی تھیں۔ والدہ نے اس کی تربیت اور اسلامی ماحول میں ڈھلنے اور اچھی سوچ و فکر پیدا کرنے میں بہت تگ و دو کی۔

مطالعہ کا شوق گویا کہ عبدالجبار کو وراثت میں ہی مل گیا۔ عبدالجبار تیسری کلاس میں تھا کہ جب سے اس نے اپنے ابو سے کتابوں کی فرمائش شروع کر دی۔ عام بچے بچپن کے ان ایام میں والدین سے کھانے پینے کی اشیاء لانے کی فرمائش کرتے ہیں لیکن عبدالجبار اپنے ابو سے اپنی من پسند کتب کی فرمائش کیا کرتا تھا یوں جب اس کی منگوائی ہوئی کتب گھر آنا شروع ہوئیں تو گویا کہ وہ دادا اور ابو کے کتب خانے کا ''پارٹنر'' بن گیا۔ عبدالجبار نے تیسری کلاس سے مطالعہ شروع کیا تو مڈل پاس کرنے تک وہ سینکڑوں کتابیں پڑھ چکا تھا یوں تو وہ آٹھویں کلاس کا طالب علم تھا لیکن اپنے حافظے اور علم کے لحاظ سے وہ کسی کالج کا طالب علم لگتا تھا۔ فارسی کتب کا مطالعہ وہ کسی دقت کے بغیر کر لیا کرتا تھا بلکہ فارسی بول چال میں اسے کمال مہارت حاصل ہو گئی تھی۔

عبدالجبار کے دادا اور اس کے ابو شاعری بھی کرتے تھے۔ دیکھا دیکھی یہ شوق عبدالجبار کو بھی ہوا تو اس نے شاعروں کی طرح اپنے نام کے ساتھ بھی ''شاکر'' تخلص رکھ لیا۔ یوں جس بچے کا نام حاجی قادر بخش نے عبدالجبار رکھا تھا وہ اب عبدالجبار شاکر ہو گیا۔ عبدالجبار شاکر کے مطالعہ کے شوق کا یہ عالم تھا کہ راتوں کو اکثر آدھی آدھی رات تک مطالعہ جاری رہتا۔ سکول کے زمانے میں استاد نے لڑکوں کی ٹولیاں بنا رکھی تھیں جن میں ایک لڑکا امیر (مسئول) ہوتا تھا۔ اس ٹولی میں شامل لڑکوں کو پڑھاتا تھا۔ کلاس کی ایک ٹولی کا نگران عبدالجبار بھی تھا۔ یوں عبدالجبار اپنے ساتھیوں کے ساتھ پڑھنے بیٹھتا تو پھر کئی کئی گھنٹے گزر جاتے لیکن دل تھا کہ بھرنے کا نام نہ لیتا تھا۔ ان کا عام معمول یہی تھا کہ ایک دن میں پانچ سو صفحے ضرور پڑھنے ہیں۔ اس زمانے میں نہ ہی تو کوئی گھڑی تھی اور نہ ہی بجلی کا نام و نشان۔ لیکن وہ پھر بھی کسی نہ کسی طرح دونوں کا کام بھی لے لیتا تھا اول تو اس زمانے میں نظر بہت تیز ہوا کرتی تھی۔ خود عبدالجبار شاکر کا یہ حال تھا کہ چاند کی روشنی میں موٹی لکھائی والی کتاب آسانی سے پڑھ لیتا تھا۔ یہی حال باقی دوستوں کا تھا تاہم پھر بھی وہ رات کو دیے کی روشنی میں کئی کئی گھنٹے پڑھتا رہتا اور جب آدھی رات سے اوپر کا وقت ہوتا تو گھر جانے کی تیاری شروع ہو جاتی۔ وقت معلوم کرنے کے لئے گھڑی کا کام وہ ستاروں سے لیتا تھے انہیں معلوم تھا کہ کون سا ستارہ کہاں پہنچ جائے تو کتنا ٹائم ہوتا ہے گویا کہ ستارے جب اس جگہ پر پہنچ جاتا تو اس کی چھٹی کا ٹائم ہو جاتا۔ اور وہ گھر واپس چلا آتا۔

1960ء کی بات ہے، عبدالجبار مڈل کر کے فارغ ہوا تو اس نے اپنے ہم کلاس اور چند محلے کے دوستوں کے ساتھ مل کر دعوتِ دین کا کام کرنے کے لئے ایک تنظیم بنائی۔ دوستوں کی تعداد کوئی پانچ کے قریب ہو گی۔ جماعت کا نام انہوں نے ''اصلاحی جماعت'' رکھا۔ اصلاحی جماعت میں جو لڑکے شامل تھے ان کا کام یہ ہوتا تھا کہ وہ گاؤں کے بازاروں کا چکر لگاتے۔ دکانداروں کے پاس جاتے انہیں اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کرتے۔ نماز پڑھنے کی تلقین کرتے۔ ''اصلاحی جماعت'' اگرچہ چھوٹے لڑکوں کی جماعت تھی لیکن اس کے مقاصد بہت بڑے تھے۔ اصلاحی جماعت کا کام آہستہ آہستہ بڑھنے لگا تھا۔ پہلے پہل لڑکوں نے اپنے گاؤں کو ذریعہ تبلیغ بنایا پھر گاؤں سے باہر کھیتوں میں کاشتکاروں کے ڈیروں پر چلے جاتے اور کسانوں میں تبلیغ کرتے۔ اپنے گاؤں کے بعد وہ آس پاس کے گاؤں ان کے بازاروں اور منڈیوں میں جا کر تبلیغ کرتے تھے۔ اصلاحی جماعت کے سارے رکن پہلے سکول جاتے اور سکول سے واپس آنے کے بعد اپنے اپنے ذمے لگے گھریلو کام سرانجام دیتے۔ خود عبدالجبار بھی گھر کے کام دلچسپی سے کرتا تھا وہ باپ کے مطب پر بلاناغہ تو جاتا ہی تھا وہاں پر والد صاحب کی کتابوں کو درست کرتا، ادویات کو سنبھالتا، عرق نکالتا، شربت بناتا، اور گولیاں تیار کرتا، پھر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسے بہت سے نسخے یاد ہو گئے۔ ساتھ وہ بھینسوں کے لئے چارہ بھی تیار کر دیتا۔ گاؤں میں بھینسوں کو ''ونڈ'' ڈالی جاتی ہے اس کی تیاری میں گندم کا بھوسہ جسے پنجابی میں ''توڑی'' کہا جاتا ہے۔ اس میں کھل اور دانہ ملا کر بھینس کو کھلایا جاتا ہے تاکہ بھینس نہ صرف طاقتور ہو بلکہ دودھ بھی زیادہ دے۔ عبدالجبار شاکر سکول سے واپس آنے کے بعد یہ کام بھی کرتا اور پھر دوسرے لڑکوں کے ساتھ تبلیغ کے لئے نکل جاتا۔ کام چونکہ اسلام کی اشاعت کا ذریعہ تھا لہٰذا گھر والوں کی طرف سے بجائے روک ٹوک کے حوصلہ افزائی ہوئی۔ اس نیک کام کی گھر میں عزت ہوئی تو باہر سے بھی تکریم ملی۔ عبدالجبار اپنے ساتھیوں کے ساتھ جب تبلیغ کے لئے نکلتا تو کبھی کبھار بڑے عجب واقعات ہوتے۔ وہ کسی دکان پر جاتے اور دکان پر بیٹھے آدمی کو چاچا یا لالہ کہہ کر تبلیغ شروع کرتے تو وہ چھوٹے چھوٹے بچوں کی باتیں سن کر فرطِ جذبات سے سینہ سے لگا لیتے اور نہ صرف ان کی حوصلہ افزائی کرتے بلکہ انہیں تھپکی دے کر اپنی دکان سے کھانے کی اشیاء فراہم کرتے۔

''اصلاحی جماعت'' کا تبلیغ کے بعد دوسرا بڑا کارنامہ مناظرے کرنا تھا۔ عبدالجبار شاکر مناظرین میں پیش پیش تھا۔ اصلاحی جماعت

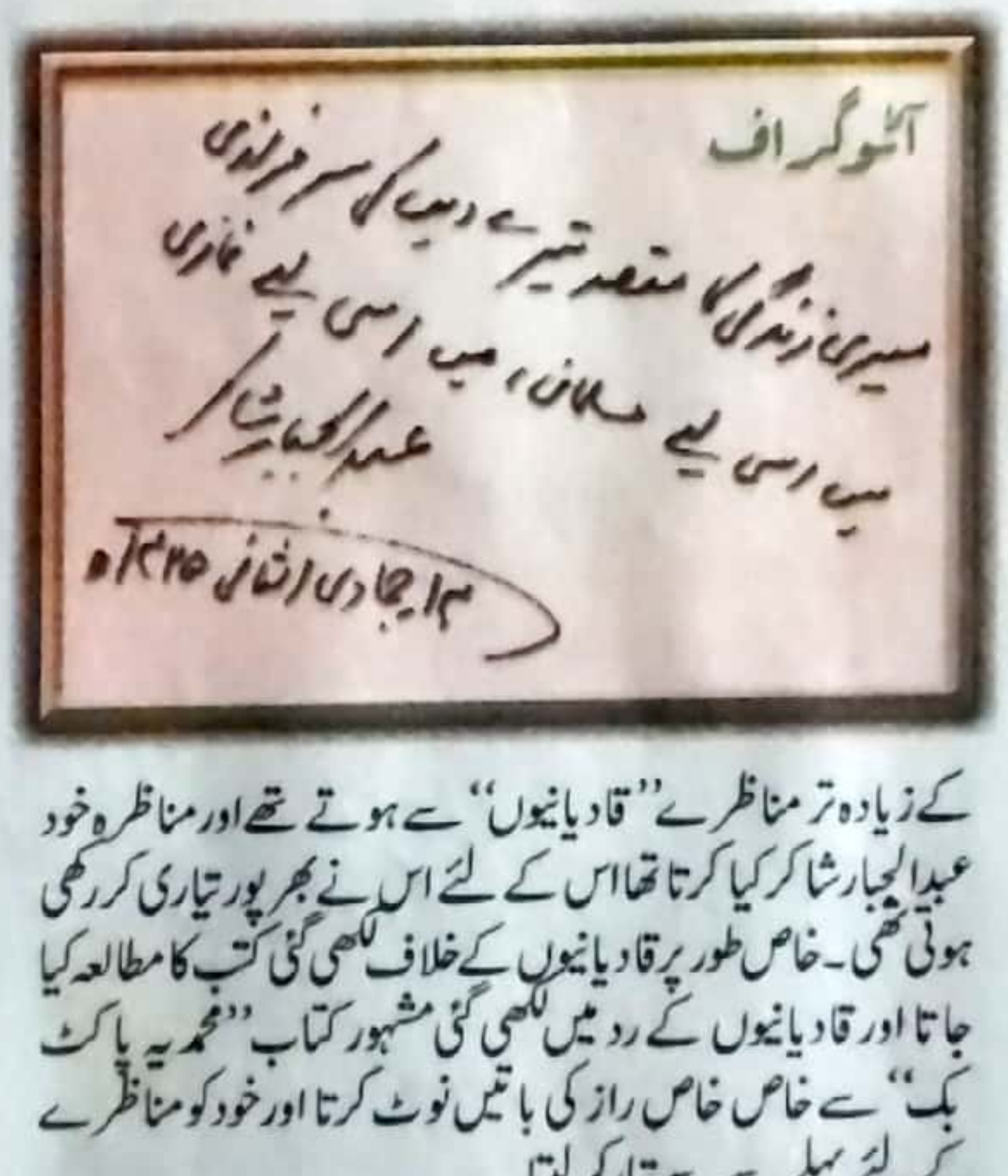

کے زیادہ تر مناظرے ''قادیانیوں'' سے ہوتے تھے اور مناظرہ خود عبدالجبار شاکر کیا کرتا تھا اس کے لئے اس نے بھرپور تیاری کر رکھی ہوئی تھی۔ خاص طور پر قادیانیوں کے خلاف لکھی گئی کتب کا مطالعہ کیا جاتا اور قادیانیوں کے رد میں لکھی گئی مشہور کتاب ''محمدیہ پاکٹ بک'' سے خاص خاص راز کی باتیں نوٹ کرتا اور خود کو مناظرے کے لئے پہلے سے ہی تیار کر لیتا۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ دیکھا دیکھی گاؤں کے چند بڑے آدمیوں نے قادیانیوں کو مناظرے کا چیلنج کر دیا جو قادیانیوں نے بغیر حیل و حجت کے قبول کر لیا۔ اب گاؤں والوں کے لئے پریشانی بن گئی کیونکہ کوئی بڑا عالمِ دین تو ان کی نظر میں نہ تھا جو مناظرے کے لئے قادیانوں کے خلاف لایا جاتا۔ سو جب کوئی بھی نام سامنے نہ آیا تو کسی نے ''ننھے مناظر'' کا مشورہ دیا۔ مشورہ کی تائید ہوئی کہ جب عبدالجبار ہے تو پھر کسی دوسرے کی کیا ضرورت؟ یوں آٹھویں جماعت کے طالب علم عبدالجبار شاکر کو مناظرے کے لئے تیار کر لیا گیا اور گاؤں کے چھوٹے بڑے بھی مل کر مقررہ دن مناظرے کے لئے چل پڑے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ عبدالجبار شاکر نے مناظرے کا میدان مار لیا۔ قادیانی کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو مارے خوشی کے گاؤں والوں نے عبدالجبار شاکر کو کندھوں پر اٹھا لیا۔ یوں کندھوں پر سوار نعروں کی گونج میں جب عبدالجبار شاکر گاؤں میں داخل ہوا تو عجب سماں تھا، گاؤں کے بھی بڑے کم سن عبدالجبار شاکر کو کندھوں پر اٹھائے سیدھے حکیم عبدالعزیز کے پاس گئے انہیں خوشخبری سنائی کہ آج آپ کے بیٹے نے قادیانیوں کو دندان شکن شکست دی ہے اور تمہارا بیٹا کامیاب مناظر کے طور پر لوٹا ہے۔ پھر کیا تھا عبدالجبار کی شہرت کا ڈھنڈورا گاؤں تو کیا آس پاس کے گاؤں میں بھی پیٹا جانے لگا اور اصلاحی جماعت کی سرگرمیوں کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا جانے لگا نہ صرف عبدالجبار شاکر بلکہ اصلاحی جماعت کے باقی ننھے مبلغین جس طرف بھی جاتے لوگ عزت و احترام کی وجہ سے انہیں آنکھوں پر بٹھاتے۔

اسی دور میں جب کہ عبدالجبار مڈل میں تھا کہ اس نے اپنے والد گرامی سے قرآن مجید کا ترجمہ بھی مکمل کر لیا اصلاحی جماعت اور مناظروں میں دلچسپی کی بڑی وجہ عبدالجبار کا مذہبی جلسوں میں شوق سے جانا تھا کہیں بھی جلسہ ہوتا وہ اپنے ابو سے کہتا اور یوں حکیم عبدالعزیز بیٹے سمیت جلسے والی جگہ پر جا پہنچتے۔ مولانا اسماعیل روپڑی، شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری کی جوانی کا عالم تھا، ان کی تقریریں دلوں میں اتر جاتی تھیں۔ اس لئے جب بھی کہیں قرب و جوار میں ان بزرگوں کا کوئی پروگرام ہوتا تو عبدالجبار خاص طور پر اس میں شرکت کرتا۔

حویلی میں بھی کبھار بہت سے دلچسپ واقعات رونما ہوتے۔ عبدالجبار جب بھی شرارت کے موڈ میں ہوتا، اپنے والد کے کمرے میں جاتا ان کی پگڑی سر پر پہنتا۔ ایک ہاتھ میں چھڑی اور دوسری میں کتاب تھامتا اور حویلی کے وسط میں چارپائی بچھا کر بیٹھ جاتا پھر اعلان ہوتا کہ حویلی والے سارے جمع ہو جائیں یوں عبدالجبار کی والدہ، بہنیں، بھائی، خالائیں اور پھوپھیاں جمع ہو جاتیں اور وہ چھوٹا ''شیخ الاسلام'' بن کر ان کو واعظ شروع کر دیتا۔ بچپن میں کہنا کہلانا کیا تھا عبدالجبار اپنے ابو کی نقل اتارتا تو سب ہنسی سے لوٹ پوٹ جاتے تب خالائیں اور پھوپھیاں اسے انعام سے نوازتیں اور اسے ایک یا دو آنے انعام کے طور پر دیے جاتے اس دور ایک آنے کی بھی بڑی وقت تھی ایک آنے سے ایک انڈا آسانی سے خریدا جا سکتا تھا لیکن عبدالجبار ان پیسوں کو بھی نہ خرچ کرتا بلکہ ایک ایک آنا جمع کرتا رہتا اور جب کئی روپے اکٹھے ہو جاتے تو ان کی کتب خرید لیتا۔ عبدالجبار کو یوں شرارت کا یہ فائدہ تو ہوتا ہی تھا کہ پیسے اکٹھے ہو جاتے لیکن گھر سے باہر سکول میں اس کا بہت بڑا فائدہ ہوا۔ ہوا یوں کہ مڈل میں دورانِ تعلیم ہی ایک مرتبہ صدر ایوب قصور کے دورے پر آنے والے تھے اور وہ قصور میں کوئی مثالی گاؤں دیکھنے کی خواہش رکھتے تھے۔ قصور ان دنوں ضلع لاہور میں شامل تھا اور قصور کے ساتھ ایک گاؤں ''جاگو والا'' کے نام سے تھا۔ صدر ایوب کو مثالی گاؤں کے طور پر اس گاؤں کو دکھانے کا فیصلہ ہوا۔ صدر ایوب نے اس گاؤں کے مڈل سکول میں بھی جانا تھا اور مسئلہ یہ تھا کہ اس سکول میں کوئی ایسا ہونہار طالب علم نہ تھا جو صدر ایوب سے ہاتھ ملاتا اور اس کے پوچھے ہوئے سوالات کے جواب دیتا۔ بالآخر ''جاگو والا'' سکول کے اساتذہ عبدالجبار کے گاؤں آئے اور وہاں سے کچھ لڑکوں کا انتخاب کر کے لے گئے کہ وہ صدر ایوب کی سکول آمد پر پی ٹی شو کریں گے لیکن مسئلہ پھر بھی یہ تھا کہ صدر ایوب سے کون سا بچہ ہاتھ ملائے گا۔ سوچ بچار کے بعد بالآخر یہی فیصلہ ہوا کہ اس لائق صرف ایک ہی لڑکا ہے اور وہ ہے حکیم عبدالعزیز کا بیٹا عبدالجبار شاکر۔ طے شدہ پروگرام کے تحت صدر ایوب اس گاؤں آئے اور عبدالجبار شاکر نے نہ صرف اس سے مصافحہ کیا بلکہ اس کے پوچھے ہوئے سوالوں کا ترکی بہ ترکی جواب بھی دیا۔ اس کے بعد ایسا سلسلہ چلا کہ میٹرک تک رہا۔ سکول میں جب بھی کوئی انسپکٹر آتا اور بچوں کو تقریر کے لئے پیش کیا جاتا تو ان میں عبدالجبار سرفہرست ہوتا۔

گھر میں مولانا عبدالعزیز صاحب بیٹے کو پڑھاتے جب 1960ء کا زمانہ آیا تب تک عبدالجبار مڈل کر چکا تھا۔ دو سال بعد میٹرک کیا اور میٹرک کے بعد کالج میں داخل ہو گئے۔

کالج کی تعلیم کے لئے انہیں قصور سے ساہیوال جانا پڑا جہاں وہ گورنمنٹ کالج ساہیوال میں چار سال تک پڑھتے رہے۔ کالج سے فارغ ہونے کے بعد پنجاب یونیورسٹی داخل ہو گئے جہاں دو سال کے عرصہ کے بعد ایم اے امتیاز کے ساتھ پاس کیا۔ یہ 1968ء کی بات ہے جب وہ یونیورسٹی سے فارغ ہو گئے تو میونسپل کالج چوکی میں لیکچرار مقرر ہو گئے تب سے اب تک کا سفر لگ بھگ 35 سال کا ہے اور وہ پنجاب کے مختلف تعلیمی اداروں میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

1982ء کی بات ہے وہ گورنمنٹ کالج شیخوپورہ میں پروفیسر تھے کہ اس زمانے میں حکومت پاکستان نے ایک نیا محکمہ بنایا جس میں پبلک لائبریریز کا ایک ڈائریکٹر بنانا تھا اور اس کے لئے ایسے آدمی کی تلاش تھی جو کتابوں سے جنون کی حد تک ذہنی مناسبت رکھتا ہو اور عبدالجبار شاکر ان دنوں کتابوں کے حوالے سے بہت مشہور ہو چکے تھے۔ کتابوں سے ان کی محبت کے متعلق بہت سے لوگوں کو علم تھا۔ یوں ڈائریکٹر کے لئے جس شخص کا انتخاب ہوا وہ حکیم عبدالعزیز کا وہ بیٹا تھا جو بچپن میں قصور میں پلا بڑھا اور پھر کتابوں سے محبت ہی کی وجہ سے پنجاب پبلک لائبریریز کا پہلا ڈائریکٹر بنا۔

بہادر بہن

جویریہ حفیظ
اقصیٰ حفیظ بہاولپور

میدان جنگ سجا ہوا تھا، گھوڑوں کے دھاڑنے کی آوازیں، تلواروں کے ٹکرانے کی جھنکار، مٹی کے بگولے اور آسمان سے برستی تیز دھوپ میں عجب ہیبت ناک منظر پیش ہو رہا تھا۔ اتنے میں ایک طرف سے ایک نقاب پوش گھوڑسوار تیزی سے دشمن کی صفوں کو درہم برہم کرتا ہوا آگے نکل گیا۔ دشمن ششدر اور مسلمان سپاہی اس نقاب پوش گھڑسوار کی بہادری پر عش عش کر اٹھے۔ ایک طرف سے آواز آئی کہ یہ نقاب پوش سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بن ولید ہیں۔ ان سے ہی ایسی بہادری کی توقع کی جاسکتی ہے۔ اتنے میں ان کے قریب سے ہی آواز آئی کہ یہ کون سپاہی ہے؟ یہ پوچھنے والی آواز خود سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کی تھی۔ اب تو ساری مسلمان سپاہ میں تجسس کی لہر دوڑ گئی کہ اگر یہ سپاہی خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نہیں تو پھر کون ہے؟

وہ گھوڑسوار مسلسل دشمنوں پر کاری وار کر رہا تھا اور ایک موقع پر وہ دشمنوں کے بالکل درمیان پہنچ کر لڑنے لگا۔ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے مسلمان سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس گھوڑسوار کو پکڑ کر لاؤ ورنہ یہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ چند سپاہی اس گھوڑسوار کو بڑی مشکل سے گھیر گھار کر دشمن کے نرغے سے واپس لانے میں کامیاب ہوگئے۔ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بن ولید شدید حیرت اور خوشی سے اس گھڑسوار سے مخاطب ہوئے۔

سیدنا خالد بن ولید:

اے نوجوان سپاہی ہم تمہاری بہادری سے بڑے متاثر ہوئے ہیں، اپنا نقاب اتار دو اور ہمیں بتاؤ کہ تم کون ہو؟ اور کس چیز نے تمہیں اتنی بہادری سے لڑنے پر مجبور کیا۔

نقاب پوش سپاہی:

اے میرے محترم مسلمان بھائی، میں کیسے آپ کے سامنے اپنا نقاب اتاروں، جبکہ آپ میرے غیر محرم ہیں۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

نقاب میں سے ایک نسوانی آواز سن کر بہت زیادہ حیران ہوئے، پوچھا تم پھر کون ہو؟

نقاب پوش سپاہی:

میں خولہ رضی اللہ عنہا بنت ازور ہوں۔

سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بن ولید:

محترم بہن تم نے ایسا کیا محسوس کیا کہ تم نے خود میدان جنگ میں کود کر لڑائی شروع کر دی۔

سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا بنت ازور:

میرا بھائی ضرار رضی اللہ عنہ بن ازور دشمن کی قید میں ہے میں اپنے بھائی کی محبت میں ایسا کرنے پر مجبور ہوگئی پھر سیدنا خالد بن ولید نے انہیں ان کی بہادری پر شاباش دی اور فرمایا، ازور کتنا خوش قسمت ہے کہ اللہ نے اسے تم جیسی بہادر بیٹی اور ضرار رضی اللہ عنہ بن زور جیسا بہادر بیٹا دیا ہے۔

پھر سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ تم فوراً ایک چھوٹی سے جماعت مل کر جاؤ اور سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ کو چھڑوا کر لاؤ، جب وہ سپاہی جانے لگے تو سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا نے بھی سپاہیوں کے ساتھ جانے کی اجازت مانگی مگر سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت نہ دی۔

جب سپاہی کچھ فاصلہ طے کر چکے تو اتنے میں انہیں اپنے پیچھے آہٹ کی آواز آئی، انہوں نے مڑ کر دیکھا تو وہ سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا تھیں پھر سپاہی مجبوراً انہیں بھی اپنے ساتھ لڑائی میں شامل کرنے پر مجبور ہوگئے اور دشمن پر ایک زبردست یلغار کر کے سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ کو چھڑوانے میں کامیاب ہوگئے۔

زندگی گزارنے کے 9 سنہری اصول

تحریر: مقبول احمد ترتیب: وحیدہ قمر کراچی

1۔ جب بھی آپ کسی مسلمان بھائی سے ملیں تو سب سے پہلے چہرے پر حقیقی مسکراہٹ کے ساتھ سلام اور گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کریں۔

☆ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ ان میں سب سے پہلا ہے کہ جب بھی ملے سلام کہے۔ (ترمذی، دارمی)

☆ جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

2۔ گفتگو کرتے وقت مخاطب کی عزت کا خیال رکھا جائے۔ دوستانہ لہجہ اختیار کریں اسے شرمندہ کرنے یا اس پر چھا جانے کی کوشش نہ کریں۔

☆ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اسے ذلیل کرے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھے۔ (مسلم)

3۔ اونچی آواز میں بات نہ کریں۔

☆ اور بولتے وقت اپنی آواز نیچی رکھنا کیونکہ (اونچی آواز گدھوں کی سی ہے) اور کچھ شک نہیں کہ سب سے بری آواز گدھوں کی ہے۔ (لقمان آیت 19)

4۔ اپنے بھائی کو اچھے ناموں سے پکارو اور وہ نام زیادہ استعمال کریں جو اس کو سب سے زیادہ پسند ہو۔

☆ ایک دوسرے کو برے ناموں سے نہ پکارو۔ (الحجرات آیت: 11)

5۔ دوسروں کا مذاق نہ اڑائیں نہ اپنے بڑوں کا نہ چھوٹوں کا۔

☆ اے ایمان والو!

کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ قوم جس سے مذاق کیا جا رہا ہے بہتر ہو ان سے جو مذاق کر رہے ہیں اور عورتیں عورتوں سے تمسخر نہ کریں کہ ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے کے اور نہ پکارو برے ناموں سے ایک دوسرے کو۔ (الحجرات)

6۔ کسی کی بدگمانی اور غیبت نہ کریں یعنی اس کی غیر موجودگی میں اس کے عیب بیان نہ کریں بلکہ خامیوں پر اچھے طریقے سے آگاہ کریں۔

☆ اے اہل ایمان: زیادہ گمان کرنے سے بچو (کیونکہ) بعض گمان (یعنی بدگمانی) گناہ ہے اور ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کیا کرو اور نہ ہی کوئی کسی کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تم ضرور نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرو) اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ الحجرات آیت 12)

7۔ اپنی غلطی کا اعتراف کرنا سیکھیے اور بحث میں جیتنے کا بہترین طریقہ بحث سے باز رہنا ہے۔

☆ کہ جب موسیٰ علیہ السلام سے ایک شخص کا قتل ہوگیا تو آپ نے فوراً اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور معافی مانگی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا بس مجھے معاف کردے تو اللہ نے اسے معاف کردیا بے شک وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (سورۃ القصص آیت: 21)

☆ جب بندہ اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے اور پھر اللہ سے معافی طلب کرتا ہے تو اللہ اسے معاف فرما دیتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

8۔ بے لوث ہوکر دوسروں کی خدمت کریں جسمانی، اخلاقی، اور مالی اعتبار سے خاص طور پر قریبی رشتہ داروں کی اور عام طور پر سب لوگوں کی۔

☆ اور والدین کے ساتھ، قریبی رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں، رشتہ داروں، ہمسائیوں، ساتھیوں، مسافروں اور جو تمہارے غلام ہیں سب کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اور اللہ اچھا سلوک کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور تکبر کرنے والوں اور بڑائی (کرنے) والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (سورۃ النساء آیت: 36)

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد کرتے ہیں جب تک مسلمان اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

9۔ غصہ اور غرور نہ کریں۔ غصہ آنے کی صورت میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھیں۔ (سورۃ آل عمران آیت: 134)

پیارے دوستو! آپ مذکورہ سنہری اصولوں کی پابندی کریں تو یقیناً کچھ دنوں میں آپ اپنے اردگرد کا ماحول تبدیل پائیں گے اور ان شاء اللہ یہ اصول کامیاب زندگی کے ساتھ ساتھ کامیاب آخرت کی ضمانت بھی بن سکتے ہیں۔

انسانی دماغ

قدرت کا حیرت انگیز کرشمہ

مصطفیٰ علی فاروقی

یوں تو خالق کائنات کی بنائی ہوئی ہر چیز ہی اس کی قدرت کی عظیم عکاس ہے لیکن کچھ اشیاء کو دیکھ کر انسانی عقل بھی بے بس ہو جاتی ہے۔ ایک ایسی ہی چیز جسے آج تک جدید سائنس بھی مکمل طور پر پرکھنے میں ناکام نظر آئی ہے' انسانی دماغ ہے۔ دماغ تو ہر جاندار میں ہوتا ہے لیکن انسانی دماغ سب سے ترقی یافتہ اور اعلیٰ ہے۔ ساخت اور وظائف کے اعتبار سے انسانی دماغ انتہائی پیچیدہ ہے' انسانی دماغ بے شمار خلیوں' ریشوں' جوڑوں اور حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک اندازے کے مطابق انسان نے اب تک جتنی بھی دریافتیں کی ہیں ان میں سب سے پیچیدہ ڈھانچہ انسانی دماغ کا ہے۔ انسان کا دماغ جتنا پیچیدہ ہے اتنا ہی نازک بھی ہے اگر اسے معمولی چوٹ بھی لگ جائے تو انسانی زندگی خطرے سے دوچار ہو سکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کے اس اہم ترین اور نازک ترین حصے کو بچانے کا انتظام کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دماغ کو آٹھ سخت ہڈیوں پر مشتمل ایک کھوپڑی میں محفوظ کر دیا ہے جسے کاسہ سر (Granium) کہتے ہیں۔ انسانی دماغ خلیوں (Cells) اور عصبائیوں (Neurons) سے مل کر بنا ہے۔ ماہرین حیاتیات کے مطابق انسانی دماغ تقریباً 10 سے 12 ارب عصبانیوں اور خلیوں پر مشتمل ہے۔ مردوں کا دماغ عورتوں کی نسبت تھوڑا سا وزنی ہوتا ہے یعنی مردوں کے دماغ کا وزن 46 اونس جبکہ عورتوں کا دماغ 44.5 اونس وزنی ہوتا ہے۔ دماغ سفید اور سلیٹی (Gray) رنگ کے اعصابی ریشوں اور اعصابی خلیوں سے تشکیل پاتا ہے۔ اعصابی ریشے (Nerve Fibers) دماغ کے بڑے بڑے حصوں کو اس کے مرکز سے ملاتے ہیں۔ حسی اعصابی خلیے (Sensory Nerve Cells) دماغ کو محرکات اور احساسات سے باخبر رکھتے ہیں۔ ان خلیوں کا تعلق حرام مغز (Spinal Cord) کے ذریعے پورے جسم سے جڑا ہوتا ہے' مثلاً اگر ہمیں پاؤں پر چیونٹی کاٹ جائے تو وہاں پر موجود عصبی خلیہ (Neuron) فوراً اپنے ساتھی خلیے کے ذریعے دماغ کو پیغام دے گا اور دماغ پھر ہاتھ کو حکم دے گا کہ چیونٹی کو جسم سے ہٹا دو۔ یہ عمل سیکنڈوں میں ہوتا ہے کیونکہ دماغ کو پیغام برقی اشاروں (Electrial Signals) کے ذریعے ملتا ہے۔ ہمارے جسم میں دماغ کی حیثیت کسی ملک میں بادشاہ کی سی ہے جو اپنے دارالحکومت میں بیٹھا تمام مملکت کیلئے حکم جاری کرتا ہے اور اس کے معاونین اسے ملک کے حالات سے پوری طرح باخبر رکھتے ہیں۔

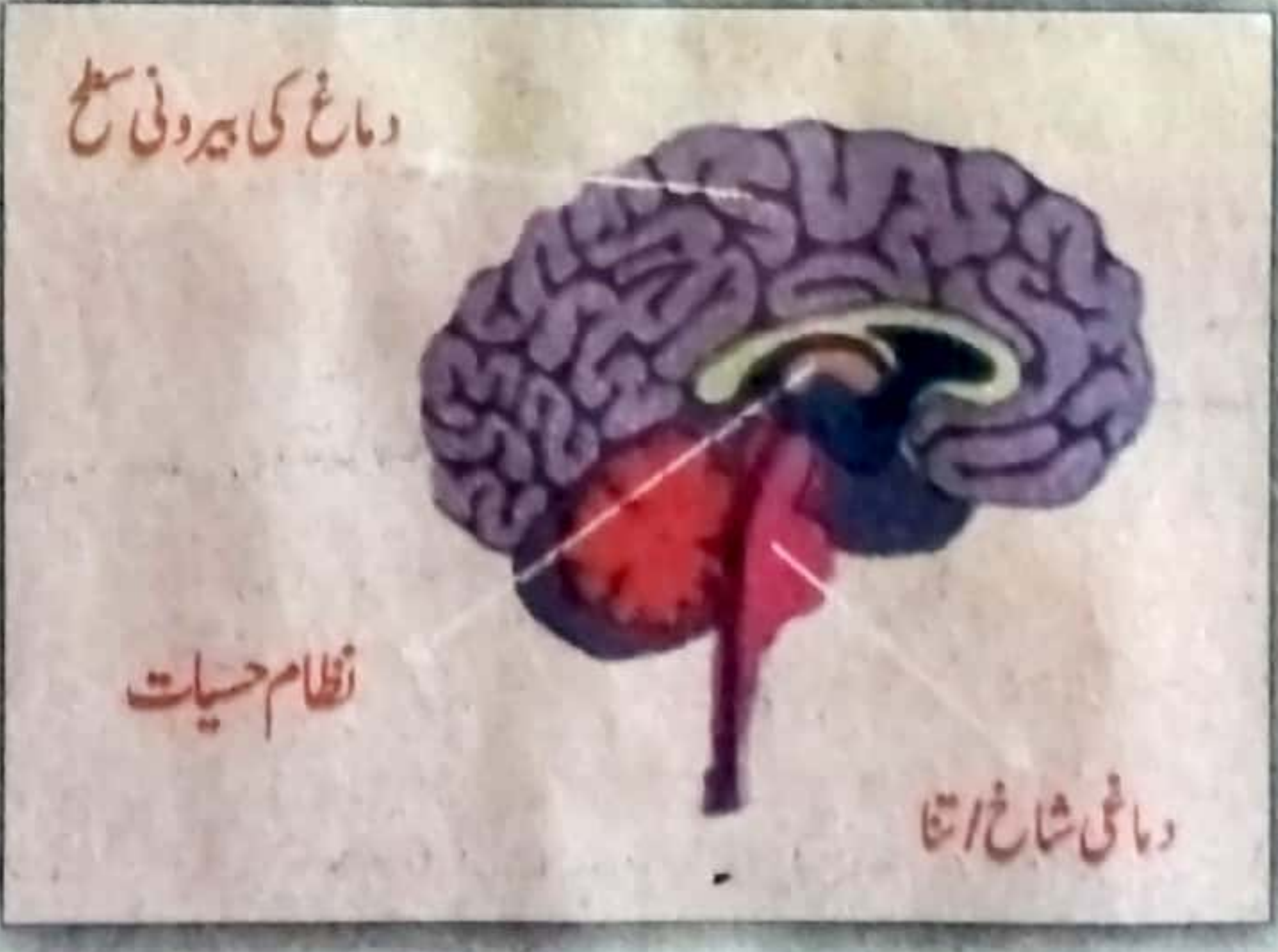

دماغ کے معاونین (Neurons) پورے جسم میں موجود ہیں اور لحہ بہ لحہ جسمانی سرگرمیوں کے بارے دماغ کو مطلع رکھتے ہیں۔ ہم بھوک' درد' پیاس' کوئی تکلیف' ذائقہ' روشنی' آواز اور کسی بھی احساس کا اندازہ انہی دماغی خلیوں سے کرتے ہیں اگر ان خلیوں میں کوئی نقصان پڑ جائے تو ہم یقیناً ان احساسات سے عاری ہو جائیں گے' مثلاً اگر دماغ میں موجود وہ حصہ جو کانوں سے آواز کو محسوس کرتا ہے' خراب ہو جائے تو ہم آواز نہیں سن سکیں گے۔ بالکل اسی طرح اگر زبان پر موجود وہ خلیے جو دماغ کو ذائقے کا احساس دلاتے ہیں' کسی نقص کی وجہ سے اپنا کام چھوڑ دیں تو ہم میٹھی اور کڑوی چیزوں کے ذائقے میں فرق نہیں کر سکیں گے' یا دماغ میں موجود وہ حصہ جو ہماری آنکھوں سے روشنی کی شعاعوں کے ذریعے تصاویر کو محسوس کرتا ہے اگر خراب ہو جائے تو ہم دیکھ نہ سکیں یا پھر پیٹ میں موجود عصبانی خلیے (Neurons) جو دماغ کو بھوک اور پیاس کے متعلق معلومات دیتے ہیں اگر نہ ہوں تو بھوک اور پیاس ہم محسوس کرنے کے قابل نہیں ہوں گے' یوں اللہ تعالیٰ نے ہمارا جسم ایک بہترین ترکیب سے بنایا ہے اور اگر جسم کے کسی حصے میں کوئی نقص پڑ جائے تو دماغی خلیے درد محسوس کرتے ہیں اور ہمارا دماغ درد کی جگہ محسوس کرتا ہے۔ اس طرح اگر دیکھا جائے تو درد بھی اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے کیونکہ درد دراصل ہمیں یہ بتاتا ہے کہ جسم کے اس حصے میں کوئی نہ کوئی نقص ہے اور اس کا علاج کروایا جائے اور اگر درد محسوس نہ ہو تو ہمیں پتہ ہی نہ چلے کہ ہمارے جسم میں خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ جن لوگوں کو جسم کے کسی حصے میں فالج ہو جاتا ہے' انہیں فالج زدہ حصے پر چٹکی کاٹیں تو درد محسوس نہیں ہو گا کیونکہ ان کے وہ خلیے جو درد محسوس کرتے ہیں' نقص کا شکار ہو جاتے ہیں اور دماغ یہ محسوس نہیں کر پاتا کہ جسم کا یہ حصہ خرابی سے دوچار ہے۔ ان معلومات سے آپ کو اندازہ ہوا ہو گا کہ ہمارے جسم کا ایک ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور اللہ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہمارا فرض ہے' ہم ان نعمتوں کا شکر کیسے ادا کر سکتے ہیں؟ اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا جسم جس مقصد کیلئے بنایا ہے ہم صرف اسی مقصد کیلئے استعمال کریں اور وہ مقصد اللہ تعالیٰ اور اس کے عظیم رسول محمد ﷺ کے احکامات کی فرمانبرداری ہے۔ ہمارا جسم نماز پڑھنے میں' روزہ رکھنے میں' جہاد کرنے میں' قرآن پڑھنے میں' تبلیغ کرنے میں' لوگوں کو نیکی کی طرف بلانے میں اور برائی سے روکنے میں' غریبوں اور مسکینوں کی مدد میں استعمال ہونا چاہئے اور ہر اس گناہ میں استعمال نہیں ہونا چاہئے جس سے ہمیں ہمارے نبی اور پیارے دین نے منع کیا ہے۔

بچوں کا پاکستان

11 اکتوبر تا 17 اکتوبر 2003

اَسمَاءُ الحُسنیٰ

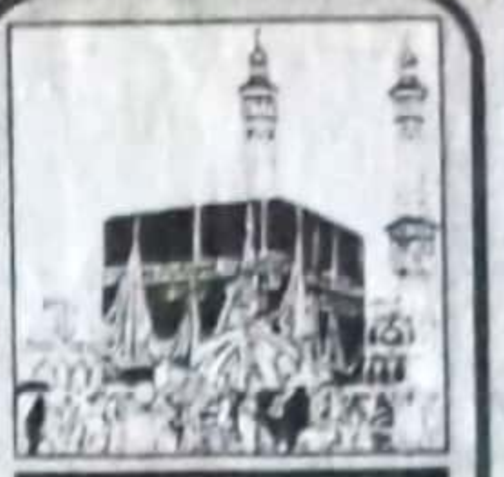

اَلْبَدِیْعُ

نمونے کے بغیر ایجاد کرنے والا

☆...... یَا بَدِیْعُ پڑھتے پڑھتے اگر سو جائے تو جس کام کا ارادہ ہو اس کے متعلق خواب میں معلوم ہو جائے گا۔

☆...... جس کو کوئی غم، مصیبت و پریشانی پیش آئے تو وہ ایک ہزار مرتبہ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پڑھے تو ان شاء اللہ تعالیٰ غم و پریشانی سے نجات نصیب ہو گی۔

اَلرَّشِیْدُ

راستی و نیکی پسند کرنے والا

☆...... روزانہ اس اسم کا ورد رکھنے سے تمام مشکلات دور اور کاروبار میں ترقی ہو گی، ایک ہزار مرتبہ پڑھے اور جس شخص کو اپنے کسی کام کی کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آتی ہو وہ مغرب اور عشاء کے درمیان ایک ہزار مرتبہ یَا رَشِیْدُ پڑھے تو یا تو خواب میں کوئی تدبیر معلوم ہو جائے گی یا دل میں اس کا القاء ہو جائے گا۔

اَلصَّبُوْرُ

تحمل و برداشت والا

☆...... طلوع آفتاب سے پہلے اگر کوئی شخص ایک سو مرتبہ یہ اسم پڑھے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس دن ہر مصیبت سے بچا رہے، دشمنوں و حاسدوں کی زبانیں بند ہیں۔

☆...... اور اگر کوئی شخص کسی مصیبت میں پھنس گیا ہو تو ایک ہزار مرتبہ یَا صَبُوْرُ پڑھے اس سے نجات پا جائے گا۔

خوشی کے آنسو

ابو علی عبدالوکیل

آج پھر طاہر کی آنکھ کمرے سے آنے والی کھسر پھسر کی آوازوں سے کھل گئی۔ اس سے پہلی بھی کئی بار رات گئے ایسی ہی آوازیں اسے سنائی دی تھیں، لیکن اس نے کبھی توجہ نہیں دی تھی۔ مگر آج اس نے ارادہ کیا کہ ان آوازوں کا پتا لگایا جائے کہ کہاں سے آ رہی ہیں۔ وہ اپنے کمرے سے باہر نکلا تو اسے احساس ہوا کہ آوازیں اس کے ساتھ والے کمرے سے آ رہی ہیں۔ وہ کمرہ اس کے ابو کا تھا۔ پہلے تو یہ سوچ کر وہ پیچھے مڑنے لگا کہ شاید ابو دھیمے لہجے میں کوئی کتاب پڑھ رہے ہیں لیکن جب ایک سے زیادہ آدمیوں کی آوازیں اس کے کان میں پڑیں تو اسے جستجو ہوئی اور وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے اپنا کان جھری سے لگا دیا اور اندر ہونے والی باتیں سننے لگا۔

اس نے جھری سے کمرے کا اندرونی منظر دیکھنے کی کوشش کی۔ اندر اسے تین آدمی نظر آئے، جن میں اس کے ابو کے علاوہ دو آدمی اور تھے۔ وہ ایک خاص قسم کے چاکلیٹ ریپر کو ہاتھ میں پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے، یہ چاکلیٹ ہماری قسمت بدل سکتے ہیں۔ اسے کھانے والے نشے کے عادی ہو جائیں گے اور ہماری چاندی ہو جائے گی۔ یہ باتیں سن کر وہ سخت پریشان ہو گیا۔ پھر اس نے غور سے اس چاکلیٹ کے ریپر کو دیکھا اور پریشانی کے عالم میں واپس اپنے بستر پر گر پڑا۔ وہ ساری رات کروٹیں بدلتا رہا۔ نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

طاہر کے ابو شہر کے مشہور تاجر تھے اور لوگوں کی بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ طاہر ان کا اکلوتا اور لاڈلا بیٹا تھا جس کو انہوں نے بڑے ناز و نعم سے پالا تھا۔ وہ آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا، اور یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ اسکول میں اسے بہترین استادوں نے پڑھایا تھا، جس کے نتیجے اس کی بہت اچھی تعلیم و تربیت ہوئی تھی۔

طاہر بھی اپنے ابو سے بہت پیار کرتا تھا۔ ان کے نیک کاموں کی وجہ سے شہر میں اس کے ابو، سیٹھ اسلم کی بہت عزت تھی مگر آج اسے اپنے والد کا ایک دوسرا اور بھیانک روپ نظر آیا تھا۔ فلاح و بہبود کے نام پر وہ درحقیقت نوجوان نسل کو نشے کا عادی بنا کر انہیں تباہ کر رہے تھے اور اپنی تجوریاں دولت سے بھر رہے تھے۔ اسے گھر کے عیش و آرام اور مال و دولت سے نفرت سی ہونے لگی۔ اس نے پہلے تو گھر چھوڑنے کا ارادہ کیا مگر بعد میں کچھ سوچ کر اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

صبح ناشتے پر اس کے ابو بھی موجود تھے۔ اس نے بددلی سے ناشتہ کرنے کے بعد ابو سے پوچھا، ابو! آپ خدمت کے نام پر روپے کیوں دیتے ہیں؟ ”بیٹا اس سے مال میں برکت ہوتی ہے۔“ انہوں نے جواب دیا۔ ”اور اگر لوگوں کو نقصان پہنچایا جائے تو؟“ طاہر نے دوسرا سوال کیا۔ ”تو اس سے رب ناراض ہوتا ہے، اور مال میں برکت نہیں رہتی۔“ ابو نے جواب دیا تو پھر ابو...... طاہر کا سوال گلے میں اٹک گیا۔

تو پھر کیا؟ اس کے ابو نے پوچھا۔ لیکن طاہر کچھ نہ بول سکا اور وہاں سے اٹھ گیا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ طاہر کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ وہ طاہر کے پیچھے گئے اور اس سے طبیعت کا پوچھا، لیکن طاہر نے کہا کہ وہ ٹھیک ہے۔ پھر جوں جوں دن گزرتے گئے طاہر کمزور ہوتا گیا۔ اس کے ابو اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئے۔ ڈاکٹر نے طاہر سے اکیلے میں بات چیت کی تو طاہر نے ڈاکٹر سے اس شرط پر تمام واقعہ بیان کر دیا کہ وہ اس کی مدد کریں گے۔

ڈاکٹر صاحب نے مدد کا وعدہ کیا اور پھر وہ اس مسئلے کا حل سوچنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر صاحب نے چند دوائیں دے کو طاہر کو کچھ سمجھایا اور بھیج دیا، اور خود سیٹھ اسلم سے بات کرنے لگے۔

”سیٹھ صاحب! آپ کا بیٹا منشیات استعمال کرتا ہے۔“ ڈاکٹر نے سیٹھ اسلم سے کہا ”کیا؟ میرا بیٹا اور منشیات! نہیں یہ نہیں ہو سکتا، سیٹھ اسلم آہستہ سے چیخے، کیونکہ ہسپتال میں وہ زور سے نہیں بول سکتے تھے۔ ”میں سچ کہہ رہا ہوں سیٹھ صاحب! آپ اپنے بیٹے کا خیال رکھیے۔“ سیٹھ اسلم انتہائی پریشانی کے عالم میں گھر آ گئے اور طاہر کی خفیہ نگرانی شروع کروا دی، لیکن انہیں اس کے منشیات استعمال کرنے کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔

چند دن بعد طاہر کو دورہ پڑا اور وہ بیہوش ہو گیا۔ اتفاق سے سیٹھ اسلم گھر ہی میں موجود تھے۔ وہ اسے فوری طور پر ڈاکٹر کے پاس لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب اسے ایمرجنسی روم میں لے گئے پھر تھوڑی دیر میں واپس آ کر سیٹھ اسلم سے بولے:

”سیٹھ صاحب! میں نے پہلے بھی آپ سے کچھ کہا تھا لیکن شاید آپ نے میری بات پر توجہ نہیں دی، جس کا نتیجہ آج آپ دیکھ رہے ہیں۔“ ”مگر طاہر نے تو کوئی ایسی چیز استعمال نہیں کی جس میں نشہ ہو۔“ سیٹھ صاحب حیرت سے بولے۔

اسی وقت نرس نے آ کر بتایا کہ طاہر کو ہوش آ گیا ہے، اس کے جسم میں ہلکی سی کپکپاہٹ ہے اور وہ چاکلیٹ مانگ رہا ہے۔

ڈاکٹر صاحب سیٹھ اسلم کو وہیں بیٹھے رہنے کا اشارہ کر کے طاہر کے کمرے میں گئے اور اسے کچھ سمجھا کر واپس اس کے والد کے پاس آ گئے۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد انہوں نے اسلم صاحب کو بتایا کہ طاہر چاکلیٹ کے لئے اصرار کر رہا ہے۔ آپ اسے چاکلیٹ منگوا دیں۔

سیٹھ اسلم نے نوکر کو بھیج کر چاکلیٹ کا پیکٹ منگوا لیا، اور طاہر کو دے دیا، مگر طاہر نے غصے سے پیکٹ اٹھا کر پھینک دیا، اور ایک ریپر جیب سے نکال کر بولا: ”مجھے یہ چاکلیٹ چاہئے۔“

سیٹھ اسلم نے ریپر اٹھا کر دیکھا تو جیسے ان کا دل ڈوبنے لگا۔ یہ تو انہیں کے بنائے ہوئے، نشے والے چاکلیٹ کا ریپر تھا۔ وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئے اور منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگے:

”یہ میں نے کیا کر دیا، یہ میں نے کیا کر دیا۔“ ڈاکٹر نے حیران ہو کر ان سے پوچھا: ”سیٹھ صاحب آپ کو کیا ہوا؟“ ”میں نے اپنے ہی بیٹے کو جیتے جی مار دیا۔ میں بھول گیا تھا کہ جو زہر میں دوسروں کو دے رہا ہوں، میرا اپنا بیٹا بھی اس کا شکار ہو سکتا ہے۔ میں ظالم ہوں، میں قاتل ہوں۔“ سیٹھ اسلم باقاعدہ رونے لگے۔

آخر کیا بات ہے؟ ڈاکٹر صاحب نے دوبارہ پوچھا۔ سیٹھ اسلم نے ساری بات ڈاکٹر کو بتا دی اور پھر انہوں نے فون پر پولیس اور اعلیٰ افسران سے بات کر کے اپنے جرم کا اقرار کر لیا اور ساتھ ہی ان تمام لوگوں کے نام اور پتے بھی بتا دیے جو منشیات کا دھندہ کرتے تھے۔

ابھی وہ ہسپتال ہی میں کھڑے تھے کہ طاہر غمزدہ چہرہ لئے ان کے پاس آیا اور بولا: ”ابو مجھے معاف کر دیجیے۔“ ”تم ٹھیک تو ہو میرے بیٹے؟“ سیٹھ اسلم خوشی سے بولے۔ ”اور تم معافی کس بات کی مانگ رہے ہو؟“ ”یہ میں بتاتا ہوں“ ڈاکٹر صاحب نے آپ بڑھ کر کہا۔ پھر تمام قصہ سیٹھ صاحب کے سامنے بیان کر دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ طاہر منشیات کا عادی نہیں بلکہ یہ محض ایک ڈراما تھا۔

”ابو! مجھے معاف کر دیجیے، میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا، میں نے جان بوجھ کر یہ سب کیا کہ شاید آپ کو احساس ہو جائے، اور مجھے خطرے میں دیکھ کر واقعی آپ کو احساس ہو گیا۔ آپ نے نہ صرف یہ دھندہ کرنے والے دوسرے لوگوں کو پکڑوا دیا، بلکہ خود بھی سزا کے لئے تیار ہو گئے۔ ابو! مجھے یقین ہے آپ نیکی کے راستے پر چلیں گے، اس راستے پر جس پر چلنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنا دوست بنا لیتا ہے۔“

طاہر کی آنکھوں میں گہری چمک تھی۔ سیٹھ اسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ بیٹے کی سچائی اور انسانیت کا درد اپنے دل میں رکھنے پر یہ آنسو خوشی سے ان کی آنکھوں سے نکلے تھے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ اللہ نے انہیں اتنا اچھا بیٹا عطا کیا، جس نے انہیں گمراہی سے بچا کر اس کے نیک بندوں میں شامل کروا دیا تھا۔

جنت اللہ کا مہمان خانہ

ان نہروں اور چشموں سے پینے کے لئے آبخورے ہوں گے چاندی کے برتنوں کا ذکر آیا ہے سورۃ دہر میں ہے۔
ترجمہ: اور ان کے پاس کھانے پینے کی چیزیں پہنچانے کے لئے چاندی کے برتن لائے جائیں گے اور آبخورے بھی ہوں گے جو شیشے کے ہوں گے اور وہ شیشے چاندی کے ہوں گے جن کو بھرنے والوں نے مناسب مقدار میں بھرا ہو گا۔ شراب ایسی ہو گی جو سفید اور لذیذ ہو گی نہ اس میں سردرد ہو گا نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا یعنی وہ پاکیزہ شراب ہو گی مقاتل کہتے ہیں شراب طہور جنت کے دروازوں کے باہر چشمہ ہو گا جس کے پینے سے انسان کے دل میں سے گندگی، کھوٹ حسد نکل جائے گا جنت اللہ کا مہمان خانہ ہے جنتی جو چاہیں گے ملے گا۔

(سائرہ بشیر، حویلی لکھا بستی شکور آباد)

میاں مشتاق احمد عظیمی

آخری قسط

نافرمان قوم

پیارے بچو! حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کو مصر سے نکلے ہوئے کوئی دو سال گزر چکے تھے۔ وہ دشت فاران میں خیمہ زن تھے۔ یہ بیابان جزیرہ نمائے سینا میں عرب کی شمالی اور فلسطین کی جنوبی سرحد سے متصل ہے۔ دو سال تک لگاتار دشت و بیابان میں مارے مارے پھرنے کی وجہ سے تنگ آ گئے تھے۔ اور کسی مستقل ٹھکانے کے لئے بے تاب تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ تمہاری قوم کو ارض فلسطین کا مالک بنایا جائے گا اور وہاں انہیں خوب پھولنے پھلنے کا موقع ملے گا۔ جب بنی اسرائیل نے مصر سے ہجرت کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک بار پھر اس وعدے کو تازہ کیا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنی قوم سے کہو اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جائیں اور ہاں کے ظالم حکمرانوں کو نکال کر امن چین اور عدل و انصاف کی زندگی بسر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ خوشخبری بھی دی کہ وہ اپنے دشمنوں پر فتح پائیں گے۔

بنی اسرائیل کو فلسطین کی فتح پر آمادہ کرنے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک تدبیر سوچی۔ انہوں نے اسرائیل کے بارے قبائلی سرداروں کو فلسطین کا دورہ کرنے کے لئے بھیجا تاکہ وہ وہاں کی سیاحت کریں اور واپس آ کر اس کا آنکھوں دیکھا حال اپنی قوم کے لوگوں سے بیان کریں۔ جس سے ان کے دل میں وہاں جا کر رہنے بسنے کا شوق پیدا ہو۔ وہ لوگ چالیس دن کے دورہ کر کے واپس آئے اور ایک عام مجمع میں بیان کیا کہ ”واقعی وہ ملک نہایت سرسبز اور شاداب ہے اور وہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں۔ مگر وہاں کے لوگ بڑے زور آور ہیں۔ ہم جتنے آدمی دیکھے، سب قوی ہیکل اور قد آور تھے۔ ہم تو ان کے سامنے ایسے لگتے تھے جیسے ٹڈے۔ ان سے جنگ کر کے فلسطین کو فتح کرنا، ہمارے بس کا روگ نہیں۔“

یہ سن کر سارا مجمع چیخ اٹھا: ”کاش ہم مصر ہی میں مرکھپ جاتے۔ اس بیابان میں ہماری مٹی پلید نہ ہوتی۔ اے موسیٰ! خداوند اس ملک میں لے جا کر ہمیں کیوں تہ تیغ کرانا چاہتا ہے؟ اگر ہم اس ملک میں داخل ہو گئے تو ہم میں سے ایک بھی زندہ سلامت واپس نہ آئے گا۔ اور ہماری عورتیں اور ہمارے بچے دشمن کے لونڈی غلام بن کر رہ جائیں گے۔ کیا ہمارے لئے یہ بہتر نہ ہوگا کہ مصر کو لوٹ جائیں؟“ پھر آپس میں مشورے کرنے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو یہیں چھوڑ دیں اور کسی اور شخص کو اپنا سردار بنا کر مصر لوٹ چلیں۔

یہ حال دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سمجھایا کہ ”اے میرے ہم قوموں، اللہ کی اس نعمت کا خیال کرو جو اس نے تم کو عطا کی تھی۔ اس نے تم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام جیسے نبی پیدا کئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں اور اس کے بعد تمہیں مصر میں حکومت کے اختیارات دیئے۔ ایک مدت تک تم مہذب دنیا میں سب سے زیادہ طاقت ور فرمانروا تھے اور مصر اور اس کے نواح میں تمہارا سکہ رواں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ کچھ دیا جو دنیا میں کسی قوم کو نہیں دیا۔ اے برادران قوم، اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے۔ پیچھے نہ ہٹو، ورنہ پچھتاؤ گے۔“

انہوں نے جواب دیا: ”اے موسیٰ! وہاں بڑے زبردست لوگ آباد ہیں، ہم ان پر کیسے غلبہ پا سکتے ہیں؟ ہم وہاں ہرگز نہ جائیں گے جب تک وہ لوگ وہاں سے نکل نہ جائیں۔ ہاں اگر وہ نکل گئے تو ہم داخل ہونے کے لئے تیار ہیں۔“

اس پر ان بارہ سرداروں میں سے، جو فلسطین کا دورہ کر کے آئے تھے، دو سردار یوشع اور کالب اٹھے۔ انہوں نے اس بزدلی پر اپنی قوم کو ملامت کی اور اللہ کا وعدہ یاد دلا کر ان کی ہمت بندھانے کی کوشش کی اور کہا: ”آؤ خدا پر بھروسہ کر کے، سب مل کر ایک دم ان پر ہلہ بول دیں۔ ہم اتنا بل بوتے رکھتے ہیں کہ ان پر غلبہ پالیں۔ اگر ذرا سی ہمت کر کے حملہ کر دو گے تو یقین جانو تم ہی غالب ہو گے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے شامل حال ہی تو ہم ضرور اس ملک کو فتح کر لیں گے۔ دیکھو، خدا کے حکم کے خلاف بغاوت نہ کرو۔ نہ اس ملک کے لوگوں سے خوف کھاؤ۔ خدا کا وعدہ ہے کہ فتح تمہارے قدم چومے گی۔ اگر ایمان والے ہو تو اس پر بھروسہ کرو۔ ہمیں یقین ہے کہ دشمن ہمارے مقابلے میں ٹھہر نہ سکیں گے۔“

مگر قوم نے اس کا جواب یہ دیا کہ ”یوشع اور کالب کو سنگسار کر دو۔“ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام صاف صاف کہہ دیا کہ ”ہم ہرگز نہ جائیں گے جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں۔ تم اور تمہارا رب دونوں جاؤ اور ان سے جنگ کرو۔ ہم یہاں بیٹھے ہیں۔“

اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: ”اے پروردگار میرا اپنی جان اور اپنے بھائی کے سوا کسی پر کوئی زور نہیں۔ ان لوگوں پر میرا کوئی اختیار نہیں۔ ہم دونوں بھائی تیرے ہر حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہیں۔ پس ہمیں ان فرمانوں سے الگ کر دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے یہ الفاظ اس وقت نکلے۔ جب قوم نے اپنی لگاتار نافرمانیاں اور سرکشی کی وجہ سے انہیں بالکل ہی مایوس کر دیا۔ یہ دکھے ہوئے دل کی پکار تھی۔

اللہ کے رسولؑ کے مقابلے میں بنی اسرائیل کی سرکشی اور گستاخی پر اللہ تعالیٰ کا غصہ اور غضب بھڑک اٹھا اور اس نے فیصلہ فرما دیا کہ: ”اب یوشع اور کالب کے سوا اس قوم کے بالغ مردوں میں سے کسی کو بھی فلسطین کی مقدس سرزمین میں داخل ہونا نصیب نہ ہوگا۔ یہ چالیس برس تک بیابانوں ہی میں ٹھوکریں کھاتے رہیں گے، یہاں تک کہ جب ان میں سے بیس برس سے اوپر کی عمر کے سب مرد مر جائیں گے۔ اور نئی نسل جوان ہو کر اٹھے گی تب انہیں فلسطین فتح کرنے کی توفیق بخشی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کے مطابق بنی اسرائیل کو فاران کے بیابان سے اردن تک پہنچنے میں پورے اڑتیس برس لگ گئے۔ اس دوران وہ سب لوگ مرکھپ گئے جو جوانی کی عمر میں مصر سے نکلے تھے، جنہوں نے بار بار خدا کے احسانات کو جھٹلایا اور نمک حرامی کا ثبوت دیا تھا۔ جنہوں نے اپنی ٹیڑھی روش سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل کو دکھایا تھا اور آخر میں جب اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ کنعانیوں کو فلسطین سے نکال دو اور اس ملک کو فتح کر لو تو انہوں نے انتہائی بزدلی دکھائی اور آگے بڑھنے سے انکار کر دیا، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح کا یقین دلائے جانے پر بھی ارض مقدس کو فتح کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوئے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیا کہ تم اور تمہارا پروردگار دونوں جا کر کنعانیوں سے لڑو، ہم تو یہاں بیٹھے تماشا دیکھیں گے۔ گویا ایک پوری نسل ختم ہو گئی اور دوسری نسل نے جو صحراؤں کی گودوں میں پل کر اٹھے تھے۔ کنعانیوں کے خلاف جنگ کر کے ان پر غلبہ پایا۔ اس طرح بنی اسرائیل کو آخر کار فلسطین میں اپنی حکومت قائم کرنے کا موقع مل گیا۔

اردن کی فتح کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تھا۔ حضرت ہارون علیہ السلام ان سے پہلے انتقال فرما چکے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت یوشع ان کے خلیفہ بنے۔ انہی کے عہد میں آخر کار بنی اسرائیل اس قابل ہوئے کہ فلسطین کو فتح کر سکیں۔ اس دوران میں قوم کے وہ بڑے بوڑھے مرکھپ گئے تھے جو بار بار نافرمانی کرتے تھے اور سرکشی دکھاتے تھے۔ ان کو منزل مقصود پر پہنچنا نصیب نہ ہوا۔

پیارے بچو! اس باب کے ساتھ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق روحانی کہانی ختم ہو گئی۔ امید ہے کہ آپ کو یہ کہانی پسند آئی ہو گی۔ اس کہانی کے آخر میں ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اسرائیل کی قوم بار بار نافرمانی کرتی تھی اور ہمیشہ وہ لوگ سرکش رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو منزل مقصود پر پہنچنا نصیب نہ کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے شکر گزار بندوں میں شامل فرمائے۔ اور ہم اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو بجا لائیں اور ان کے بتائے ہوئے راستوں پر چلیں۔

پیارے بچو! آپ ذوق و شوق سے علم حاصل کریں اور اس ملک کی بہتری کے لئے کام کریں۔ ہمیشہ بڑوں کی عزت کریں اور چھوٹے بہن بھائیوں سے محبت اور شفقت سے رہیں۔

☆☆☆☆☆

عمران خان

سارس کو زمین پر آہستہ آہستہ چل کر اپنی غذا تلاش کرنی پڑتی ہے۔ اور اڑنے کے لئے ہوا کی رو تلاش کرنی پڑتی ہے، جس پر وہ گلائیڈ کر سکے، تیرتا رہے۔ ان وجوہ کی بنا پر سارس بالعموم سمندر یا کوئی زیادہ چوڑا پانی عبور نہیں کرتے جس کے پار خشکی نظر نہ آ رہی ہو۔ شمالی نصف کرے کے تقریباً تمام ممالک میں سارس گرمیوں کے موسم میں پانی کے قریب اکثر نظر آتا ہے، لیکن یورپ کے بیشتر ممالک اور برطانیہ کی سخت سردی اس سے برداشت نہیں ہوتی۔ ابابیل کی طرح وہاں کے سارس بھی موسم سرما میں افریقہ کے ملکوں کا رخ کرتے ہیں۔

آپ انسان ہوتے ہوئے بھی نقشے کی مدد کے بغیر ایک ملک سے دوسرے ملک تک جانے کا راستہ نہیں بتا سکتے، لیکن یہ بے زبان چڑیاں اور جانور سال بھر کے موسم اور مہینوں کا شعور بھی رکھتے ہیں، اپنے لئے چھوٹے سے چھوٹا راستہ بھی تلاش کر لیتے

سارس

ہوا کی رو پر گلائیڈ کرتا ہے

ہیں، منزل مقصود تک پہنچ بھی جاتے ہیں اور پھر صحیح وقت پر خیر خیریت سے اپنے وطن واپس بھی آ جاتے ہیں۔

برطانیہ سے افریقہ جاتے ہوئے بحیرہ روم راستے میں پڑتا ہے جس کی لمبائی مشرق سے مغرب تک ڈیڑھ ہزار میل کے قریب ہے۔ یہ درمیان میں کافی چوڑا ہے۔ صرف اپنے مشرقی اور مغربی سروں پر کم چوڑا ہے جہاں سے یہ سارس اسے پار کرتے ہیں۔ ہر سال تقریباً ایک لاکھ سارس اسپین سے افریقہ جاتے ہیں۔ فرانس اور ہالینڈ سے آنے والے چند ہزار سارس بھی ان میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ بحیرہ روم کا مغربی سرا ہے۔

یورپ کے باقی ملکوں کے سارس بحیرہ روم کو اس کے مشرقی سرے پر سے پار کرتے ہیں۔ تقریباً پونے دو لاکھ سارس ہر سال 20 اگست اور 20 ستمبر کے درمیان عرصے میں آبنائے فاسفورس پار کر کے نہر سویز سے ہوتے ہوئے مصر پہنچتے ہیں، یعنی سویز پر وہ بحیرہ روم کا علاقہ چھوڑ کر بحیرہ قلزم کے علاقے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ سارس بڑے بڑے قافلوں کی شکل میں تنگ راستوں پر اڑتے ہیں۔ ایک مرتبہ ان کا ایک ایسا قافلہ سویز پر دیکھا گیا تھا جس میں چالیس ہزار کے قریب سارس شامل تھے۔ اس کی چوڑائی صرف سو فیٹ تھی، لیکن لمبائی پچیس میل سے کم نہ ہوگی۔ یعنی دوران پرواز سارس ایک دوسرے کے قریب رہتے ہیں۔

چڑیوں کا مشاہدہ کرنا (غور سے دیکھنا) ایک جداگانہ سائنس ہے۔ اس کے ماہرین بھی الگ ہیں۔ وہ اپنی تحقیقات کے سلسلے میں دور دراز ملکوں تک کے سفر کرتے ہیں اور وہاں پہنچ کر انوکھی چڑیوں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ان کی تصویریں لیتے ہیں، ان کے گھونسلے، انڈے، بچے، ان کی غذا اور ان کے رہن سہن کا مطالعہ کرتے ہیں۔ بعض اوقات ان سائنس دانوں یا ماہرین کو ایسے جزیروں پر پہنچنا پڑتا ہے۔ جہاں انسان تو آباد نہیں ہیں لیکن چڑیاں اور جنگلی حیوانات بہت ہیں۔ وہ وہاں بھی کچھ دن قیام کرتے ہیں اور ان انوکھے جان داروں کی عادت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہاں کی تحقیقات ہی کا نتیجہ ہے کہ آپ تک ہم نے یہ معلومات پہنچائیں جو آپ نے ان صفحات پر پڑھیں۔

مینڈک شہزادہ

صدف اکبر فیصل آباد

بہت زمانہ پہلے کی بات ہے ایک بادشاہ کی سات بیٹیاں تھیں۔ یوں تو ساری شہزادیاں خوبصورت تھیں اور بادشاہ ان سب کو ہی چاہتا تھا۔ لیکن جو شہزادی سب سے چھوٹی تھی۔ وہ اپنی سب بہنوں کے مقابلے میں زیادہ خوبصورت تھی اور بادشاہ بھی اس کو دوسری شہزادیوں کی نسبت زیادہ چاہتا تھا۔ اس کا نام شہزادی نرمین تھا۔ بدقسمتی سے اس خوبصورتی اور بادشاہ کے لاڈ پیار نے اسے خودسر اور مغرور بنا دیا تھا۔ وہ ہر وقت اپنی من مانی کرتی اور دوسروں کو پریشان کرتی تھی۔ بادشاہ کے کئی بار منع کرنے کے باوجود وہ محل سے دور نکل جاتی اور پھر محل کے محافظ اسے ڈھونتے پھرتے۔ ایک دن ہوا یوں کہ چھوٹی شہزادی اپنے سنہری گیند سے کھیلتے کھیلتے شاہی محل کے قریب ایک جنگل میں چلی گئی مستقل کھیل کود کی وجہ سے اسے تھکن محسوس ہو رہی تھی اس لئے وہ ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ گئی یہاں موسم بڑا خوشگوار تھا اسی لئے شہزادی کو بھی مزا آنے لگا درخت کے نیچے بیٹھے بیٹھے اس نے سنہری گیند کو ہوا میں اچھال کر کھیلنے لگی لیکن ہوا یوں کہ تیز ہوا کی وجہ سے اس کی گیند قریبی کنویں میں جا گری، شہزادی کو یہ گیند اس لئے پسند تھی کہ بادشاہ نے اسے تحفے میں دی تھی۔ اب شہزآدی بہت پریشان ہوئی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کرے گیند کھونے سے بادشاہ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ محل سے دور گئی تھی ابھی وہ اسی پریشانی میں ہی تھی کہ اسے ایک ہلکی سی آواز آئی کیا میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں؟ پہلے تو شہزادی نے اسے اپنا وہم سمجھا لیکن یہ آواز پھر آئی اب شہزادی نے غور سے دیکھا تو کنویں کے کنارے ایک پتھر پر ایک بڑا سا مینڈک بیٹھا ہوا تھا۔ مینڈک نے شہزادی کو اپنی طرف متوجہ پا کر کہا میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں اور کنویں سے تمہارا گیند لا سکتا ہوں۔ لیکن اس کے لئے تمہیں مجھ سے دوستی کرنی ہوگی۔ شہزادی نے اپنا مفاد دیکھ کر دوستی کی ہامی بھر لی۔ مینڈک نے فوراً چھلانگ لگا کر اسے گیند لا دی جیسے ہی شہزادی کے ہاتھ میں گیند آئی اس نے محل کی طرف دوڑ لگا دی بیچارہ مینڈک دیکھتا رہ گیا۔ اس رات شہزادی نرمین اپنے شاہی خاندان کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی تو محل کے دروازے پر دستک ہوئی تھوڑی دیر بعد خادمہ نے آ کر شہزادی کو مخاطب کر کے ڈرتے ڈرتے کہا شہزادی صاحبہ باہر دروازے پر ایک مم مین......ن......ڈک ہے جو آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ اب تو شہزادی ڈر گئی کہ اس کا پول کھل جائے گا اس نے جلدی سے خادمہ کو قریب بلایا اور کہا ''اس سے کہہ دو میں ابھی نہیں مل سکتی۔ بہت مصروف ہوں لیکن اتنی آہستہ سے بات کرنے کے باوجود بادشاہ نے بات سن لی اور اصل ماجرا دریافت کیا اب تو شہزادی کو پوری بات بتانی پڑی۔ بادشاہ بہت ناراض ہوا اس نے کہا وعدہ وعدہ ہوتا ہے اور تم کو اپنا وعدہ پورا کرنا ہوگا یوں بادل ناخواستہ شہزادی نے مینڈک کو اندر بلایا مینڈک نے شہزادی سے درخواست کی کہ وہ اسے اٹھا کر کشن پر بٹھا دے نہ چاہتے ہوئے بھی شہزادی نے مینڈک کو کشن پر بٹھا دیا لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا شہزادی کے ہوش اڑانے کے لئے کافی تھا کیونکہ کشن پر مینڈک بجائے ایک خوبصورت شہزادہ بیٹھا ہوا تھا ابھی شہزادی حیرت کے سمندر میں غوطے ہی لگا رہی تھی کہ اس شہزادے نے کہا تم نے میری جان بچالی ہے مجھے جادوگر نے مینڈک بنا دیا تھا اور کہا تھا کہ تم اس وقت تک مینڈک بنے رہو گے جب تک کوئی دوست تمہیں تم کو ہاتھ نہ لگالے میں کئی سالوں کسی نہ کسی کا انتظار کرتا رہا بالآخر تم نے میری مشکل آسان کر دی یہ بات جب بادشاہ نے سنی تو اس نے شہزادے کی شادی شہزادی سے کر دی یوں ان دونوں کی شادی ہوگئی۔

☆☆☆

نیند کیوں ضروری ہے

عابدہ پرویز

پیارے بچو!

کیا آپ جانتے ہیں کہ انسانی جسم کے لئے نیند کیوں ضروری ہے۔ نیند پر ریسرچ کرنے والے ماہرین کا خیال ہے کہ ہمارے دماغ میں فالتو مواد جمع ہو جاتا ہے اور جب ہم سوتے ہیں تو یہ فالتو مواد اس طرح صاف ہو جاتا ہے۔ جیسے آپ کے گھر سے فالتو کوڑا کرکٹ کیونکہ رات کو جسمانی افعال سست پڑ جاتے ہیں۔

قرآن پاک نے نیند کو موت کی بہن کہا ہے۔ سائنس دانوں نے نیند کو پانچ مراحل میں بیان کیا ہے۔ پہلا مرحلہ (Light Sleep) کہلاتا ہے۔ جس میں صرف جسم کے سلمبز ریلکس ہوتے ہیں۔ اور درجہ حرارت کم ہوتا ہے کبھی نشہ میں اور کبھی نیند کے باہر ہوتا ہے۔

دوسرا مرحلہ Transition کہلاتا ہے جس میں دل اور سانس کی رفتار آہستہ ہوتی ہے۔

تیسرا مرحلہ (Deep Sleep) کا ہوتا ہے جس میں آوازوں پر انسان ردعمل ظاہر نہیں کرتا ہے۔ چوتھے مرحلہ بھی اسی کہتے ہیں اس میں جسم بے سدھ ہوا ہوتا ہے۔ دماغی کارکردگی بڑھ جاتی ہے اور درجہ حرارت اور دل کی دھڑکن معمول کے مطابق ہو جاتی ہے۔ خواب اسی مرحلہ میں آتے ہیں۔ بچوں کیا آپ کو معلوم ہے کہ روزانہ ہر فرد کو 6 سے آٹھ گھنٹے کی نیند کی ضرورت ہوتی ہے اور اگرچہ نیند پوری نہ ہو تو پھر بلڈ پریشر سینے میں جلن تھکاوٹ اور آنکھوں کے گرد ہلکوں کی صورت میں خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

لیکن انسان کی نسبت جانوروں کو نیند سے مختلف ہوتی ہے مثلاً چوہے بہت کم ہوتے ہیں اور ہاتھی اور گھوڑے بہت کم سوتے ہیں بلکہ کھڑے کھڑے نیند پوری کر لیتے ہیں اور شارک مچھلی بالکل بھی نہیں ہوتی وہ صرف اونگھتی ہے لیکن ان کے برعکس ریچھ پوری سردیاں سو کر گزارتا ہے۔

آصف خالد تنولی' مانسہرہ

بڑا آدمی

گھومتے ہوئے میں کہیں جا رہا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں، ایک چھوٹا سا بچہ عمر تقریباً دس بارہ سال، ننگے پاؤں، ہاتھ میں غلیل لئے درختوں پر بیٹھے پرندوں کو نشانہ بناتا ہوا ادھر سے ادھر دوڑتا پھر رہا ہے۔ پھر اچانک نہ جانے اس کے دل میں کون سی بات آئی کہ جیب سے پٹاخا نکالا، راستے کے درمیان میں رکھا، اسے ماچس کی تیلی دکھائی اور خود درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ پٹاخا پھٹا تو زور دار دھماکہ ہوا، پرندے کائیں کائیں کرتے اڑ گئے۔ لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ لڑکا جس نے اپنے کارنامے پر ابھی خوشی کا اظہار کیا ہی تھا کہ اسے خوف نے آ گھیرا۔ وہ بھاگنے کا منصوبہ بنانے لگا۔ غلیل چھپا کر ابھی بھاگنے والا ہی تھا کہ سامنے سے آتے ہوئے ایک سپاہی سے جا ٹکرایا۔ سپاہی اپنی دھن میں جا رہا تھا۔ اس کے سینے سے ٹکرایا تو اس کے ہاتھ میں دبی ہوئی مرغی جو اس نے کسی دکاندار سے زبردستی چھینی تھی اس کے ہاتھ سے نکل گئی اور ایسی بھاگی کہ پھر ہاتھ نہ آئی۔ لڑکا کیا ٹکرایا جیسے سپاہی کا خون خشک ہو گیا۔ وہ سمجھا کہ کوئی بڑی آفت آ گئی ہے اس کی آنکھیں پھیل گئیں، ٹانگیں کانپنے لگیں اور آواز لرزنے لگی۔ خاصی دیر تک وہ ایسے ہی کھڑا رہا۔ آخر بڑی کوشش کے بعد فریاد کرتے ہوئے زور سے چلایا۔

"ڈاکو، ڈاکو" "اس کا ڈاکو" کہنا تھا کہ لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ کوئی ادھر بھاگا تو کوئی ادھر کسی نے پتھر لیا، کسی نے لاٹھی، کوئی کہیں چھپا اور کوئی دیوار پھلانگ کر بھاگا۔ لڑکا بے چارہ مفت میں پھنس گیا۔ بہت کوشش کی کہ بھاگ جائے مگر سپاہی نے خوف کے باوجود اسے مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ وہ اسے کیسے چھوڑتا۔ تھوڑی دیر میں پولیس کی گاڑی آ گئی اور کافی دور جا رکی۔ سپاہیوں نے گاڑی سے اتر کر بندوقیں سنبھال لیں۔ بندوقیں ڈاکو کی طرف تان لیں۔ اعلان ہوا کہ ڈاکو اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر دے ورنہ اس پر گولیاں چلا دی جائیں گی۔ لڑکا پہلے ہی گھبرایا ہوا تھا، اوپر سے اتنی بندوقیں دیکھیں تو [illegible] "میں ڈاکو نہیں ہوں، میں تو جان محمد ہوں۔"

پولیس والے نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے کہا: "تم ڈاکو [illegible] جلدی سے ہتھیار ڈال دو ورنہ فائر کر دوں گا۔" جان محمد نے غلیل زمین پر پھینک دی۔ پولیس [illegible] ہوئے سپاہی اپنی [illegible] سے [illegible] آئے اور جان محمد پر [illegible] کر دی۔

میں نے آگے بڑھ کر کہا "اس [illegible] کیوں مار رہے ہو؟"

"یہ ڈاکو ہے" [illegible]

میں نے کہا "ڈاکو ایسے ہوتے ہیں؟"

جناب [illegible] "پتا نہیں کیسے ہوتے ہیں، ہم نے کبھی [illegible] دیکھا [illegible]"

[illegible]

میں نے پوچھا "وہ کیسے؟"

بولے "کچھ دیر ٹھہرو، تمہیں سب کچھ پتا چل جائے گا"۔

لوگ دھڑا دھڑ آنے لگے۔ ہر ایک ڈاکو کو دیکھنے کیلئے بے چین تھا۔

ایک نے کہا "واقعی شکل تو ڈاکوؤں جیسی ہے۔ دوسرے نے کچھ کہا اور تیسرے نے کچھ۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ جان محمد کو پولیس کی گاڑی میں ڈال کر تھانے لے گئے۔ لوگوں کا جلوس بھی ساتھ چلا۔ آدھا گھنٹہ بھی نہ گزرا تھا کہ یہ پتا چلا کہ ڈاکو نے گیارہ وارداتوں، تین قتل اور بے شمار دوسری جرموں کا اعتراف کیا ہے۔ میں حیران تھا یہ کیا ہو رہا ہے، لڑکا بالکل معصوم اور نا سمجھ لگ رہا تھا میں نے لوگوں سے کہا کہ مجھے یقین نہیں۔ کہنے لگے "خود جا کر پوچھ لو" میں اندر گیا۔ لڑکا بے حال زمین پر پڑا تھا۔ میں سمجھا کہ شاید مر گیا ہے۔

سپاہی نے لات ماری اور کہا "اٹھ ڈاکو لڑکے، اور بولو کون ہے تو"

لڑکا اٹھ تو نہ سکا بس پڑے پڑے بولا "میں ڈاکو ہوں۔ ابا بھی ڈاکے مارتا ہے۔ میں نے اب تک گیارہ وارداتیں کی ہیں۔ تین آدمیوں کو قتل کیا ہے اور چوری وغیرہ کی تو گنتی ہی نہیں"

میں چپ ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے دیکھا تو ہوش میں نہیں تھا۔ میں نے بلایا تو آنکھیں کھولیں اور جلدی سے اپنا پہلا والا بیان پھر دہرایا۔ میں کھڑا ہو گیا۔ تھانے دار نے کہا "کہیے صاحب، آیا اعتبار؟ اب تو مجھے ملے گا سونے کا تمغا اور ایک لاکھ روپے کا انعام۔ آخر ڈاکو پکڑا ہے اور ان جوانوں کو ملیں گی تعریفی سندیں اور ترقی۔ خواہ مخواہ لوگ کہتے ہیں کہ پولیس والے کام نہیں کرتے۔"

میں باہر آ گیا۔ اپنے خیالوں میں گم چلا جا رہا تھا کہ ایک بزرگ کتابوں کا بستہ ہاتھ میں لئے آتے نظر آئے مجھے دیکھ کر بولے "سائیں، میرے لڑکے کو تو کہیں نہیں دیکھا؟ پڑھنے گیا تھا، ابھی تک گھر واپس نہیں آیا"

میں نے ان سے کہا: "جان محمد نام ہے اس کا؟"

جلدی سے بولے "ہاں یہی نام ہے اس کا۔"

میں نے پوچھا: "تم اس کے باپ ہو؟"

حیرت سے بولے: "ہاں، جیتے رہو، مگر تمہیں کیسے پتا چلا؟"

میں نے کہا "اب اس کا کتابوں کا بستہ پھینک دو"

"کیوں سائیں؟"

میں نے کہا: "اس لئے کہ اب تمہارا بیٹا کبھی نہیں پڑھ سکے گا اس نے چھوٹی سی عمر میں تھانے دار کو سونے کا تمغا اور ایک لاکھ روپے انعام دلوا دیا ہے اور سپاہیوں کو تعریفی سندیں اور ترقیاں۔ تمہارا بیٹا بڑا آدمی بن گیا ہے۔"

☆☆☆

میں راضی ہو گئی

ایک نوجوان مرنے کے قریب تھا۔ آس پاس موجود لوگوں نے اس سے کہا کلمہ پڑھ لو مرتے وقت پڑھا ہوا کلمہ تمہارے کام آئے گا اس نے کلمہ پڑھنے کی کوشش کی لیکن کلمہ اس کی زبان پر جاری نہ ہو سکا اب کچھ لوگ نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ کیفیت آپ سے بیان کی آپ نے ان سے پوچھا "کیا وہ نماز پڑھتا تھا" صحابہ کرامؓ نے بتایا کہ وہ نماز پڑھتا رہا ہے یہ سن کر آپ اٹھے اور ان کے ساتھ ہو لئے صحابہ کرامؓ بھی آپ کے پیچھے چل پڑے جب آپؐ اس نوجوان کے پاس پہنچے تو اس پر نزع کا عالم تھا آپ نے اس سے فرمایا "کلمہ پڑھ لو" اس پر اس نے مشکل سے کہا "میرے آقا! مجھ سے نہیں پڑھا جا رہا" پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ نوجوان ماں کی نافرمانی کرتا رہا ہے آپؐ نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا اس کی ماں زندہ ہے؟ انہوں نے بتایا ہاں زندہ ہے نبی اکرمؐ نے اس کی ماں کو بلوایا۔ آپ نے اس سے فرمایا: تم اپنے بیٹے کو معاف کر دو، ماں نے انکار کیا تو اس پر آپؐ نے فرمایا! اگر خوفناک آگ بھڑکائی جائے اور تم سے کہا جائے کہ اس کی سفارش کرو تو ہم چھوڑتے ہیں ورنہ اس آگ میں ڈال دیتے ہیں تو کیا تم اس کی سفارش کرو گی" ماں نے کہا ہاں! اس صورت میں تو میں اس کی سفارش کروں گی یہ سن کر نبی اکرمؐ نے فرمایا" "بس تو پھر تم اللہ تعالیٰ کو اور اسکے رسول کو گواہ بنا کر کہو کہ تم اس سے راضی ہو گئی ہو" اب اس کی ماں نے کہا: "اے میرے مالک! میں تجھے اور تیرے رسول کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں اپنے جگر کے ٹکڑے سے راضی ہوں" اب نبی اکرمؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کلمہ پڑھنے کیلئے کہا اب اس نوجوان نے پڑھنے کی کوشش کی تو اس کی زبان فوراً کھل گئی یہ دیکھ کر آپؐ نے فرمایا میرے پروردگار کا شکر ہے اس نے میری دعا قبول فرما کر اس نوجوان کو جہنم کی آگ سے نجات عطا فرمائی۔

نبی اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ تین گناہ ایسے ہیں جن کے ساتھ کوئی نیکی کام نہیں آتی۔

"ایک شرک، دوسرا ماں باپ کی نافرمانی اور تیسرا جہاد سے بھاگنا"۔

☆☆☆

سید غیور عباس' ساہیوال

شمسہ عمران

پیارے بچو! آپ جانتے ہیں کہ آج ماہ شعبان کی پندرھویں شب ہے۔ ماہ شعبان کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ شعبان کا مہینہ بہت برکت والا ہے اس سے پہلے رجب اور بعد میں رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہے جس میں ایک نیکی سات سو نیکیوں تک پہنچتی ہے۔ آپ کا فرمان ہے کہ

1-ماہ شعبان کے چاند دیکھنے کا بہت اہتمام کرنا چاہیے۔

2- پندرھویں شب کو عبادت کرنا اور اگلے روز روزہ رکھنا مستحب ہے۔

ماہ شعبان کی پندرھویں شب کی رات غروب آفتاب کے وقت سے اللہ تعالیٰ پہلے آسمان پر تشریف لے آتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

☆ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کو بخش دوں۔

☆ ہے کوئی روزی مانگنے والا کہ میں اس کو روزی دوں۔

☆ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں اسے مصیبت سے نجات دوں۔

رات بھر یہی رحمت کا دریا بہتا رہتا ہے یہاں تک کہ صبح صادق ہو جائے۔

پیارے ساتھیو! اسی وجہ سے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ”شعبان کی پندرھویں رات کو شب بیداری کرو اور اس کے دن کو روزہ رکھو۔“

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ماہ شعبان کی پندرھویں شب کو آپ ﷺ کو انتہائی عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہوئے سنا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے آپؐ سے اس دعا کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اے عائشہؓ! اس کو سیکھ لیں اور دوسروں کو بھی سکھا دیں کیونکہ یہ دعا مجھے جبرائیل علیہ السلام نے سکھائی ہے اور اسے سجدے میں بار بار پڑھنے کا فرمایا ہے۔ ترجمہ ”تیرے غصے سے تیری رضامندی کی پناہ لیتا ہوں اور تیرے عتاب سے تیرے درگزر کی پناہ لیتا ہوں اور تجھ سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں، برتر ہے تو میں تیری تعریف پوری نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف کی ہے۔“

آنحضرت ﷺ نے شعبان کی پندرھویں رات کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ ”اس رات میں وہ سب بنی آدم لکھ لیے جاتے ہیں جو اس سال پیدا ہونگے اور وہ سب بنی آدم بھی لکھ لیے جاتے ہیں جو اس سال میں مریں گے اور اسی رات میں ان کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اسی میں ان کے رزق نازل ہوتے ہیں۔

تو...... پیارے بچو! آج کی اس عظیم اور برکتوں والی رات کو عبادت ضرور کرو اور اللہ سے اس کی رحمتوں کی پناہ مانگو۔

فضیلتوں اور برکتوں کی رات
''شب برات''

نعیم مشتاق

قسط نمبر:1

انٹیلی جنس بلڈنگ میں بہت ہی حساس میٹنگ کا انتظام کیا گیا تھا اور یہ سب کچھ انتہائی رازداری سے ہو رہا تھا۔ بلڈنگ کے صدر دروازے پر بہت سخت چیکنگ ہو رہی تھی۔ میٹنگ روم میں جانے سے پہلے گیٹ پر شناختی کارڈ دکھانا لازمی تھا۔ گیٹ والے شناختی کارڈ دیکھ لینے کے بعد انٹرنس کارڈ (Enterance Card) بنا رہے تھے۔ آنے والا وہ کارڈ لے کر لفٹ کے ذریعے پانچویں منزل پہ پہنچتا۔ رجسٹر پہ دستخط کرتا، تلاشی دیتا۔ تب وہ میٹنگ روم میں جانے کا اہل ٹھہرتا۔

وہاں کام کرنے والے اس حقیقت سے ناواقف تھے کہ پانچویں منزل پہ کیسے کیسے حساس نوعیت کے دفاتر واقع ہیں؟ ان دفاتر میں کئی دفعہ ایسی فائلیں بھی موجود تھیں کہ ان میں سے ایک بھی چوری ہو جاتی تو ملک کا استحکام خطرے میں پڑ جاتا اور ایسی حرکت کوئی بھی ملک دشمن کر سکتا تھا۔ لیکن آج وہاں پرانے اور قابل اعتماد افسران بھی بلا روک ٹوک نہیں گھوم سکتے تھے۔ باہر معمول کے مطابق مسلح افراد پہرہ دے رہے تھے۔

اب تمام ممبران آہستہ آہستہ وہاں پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔

چیئرمین صاحب جب اپنی نشست پر پہنچے تو پورے ہال میں سناٹا چھا گیا۔

میٹنگ کے آغاز میں جنرل سیکرٹری نے خفیہ میٹنگ کی نوعیت کے بارے میں بتایا۔ آخر میں اس نے کہا ”ہمارے اس سارے منصوبے کا دارومدار فائل نمبر ٹو ان ون پر ہے۔ جس کے بارے میں آپ کو چیئرمین جناب محترم عبدالکریم صاحب بتائیں گے“۔ اس کے بعد جنرل سیکرٹری اپنی نشست پر جا بیٹھا۔ تب چیئرمین صاحب ڈائس کے قریب پہنچے۔ ان کے ہاتھ میں ایک فائل تھی جس پہ جلی حروف میں لکھا ہوا تھا۔ ”فائل نمبر ٹو ان ون“ ابھی چیئرمین صاحب نے بولنا شروع ہی کیا تھا کہ اچانک دروازے کے پاس کھڑا پہریدار آگے کی طرف منہ کے بل گرا اور دروازہ زوردار طریقے سے کھل گیا۔ پھر کھلے ہوئے دروازے سے یکدم تین نقاب پوش جھپٹ کر اندر داخل ہوئے۔ اس سے پہلے کہ پہرے دار سنبھلتا، ایک نقاب پوش نے اس کے سینے پر فائر کیا وہ تڑپا اور مر گیا۔ دوسرے نقاب پوش نے اس کی رائفل میں سے کارتوس نکال کر اپنی جیب میں ڈال لئے۔ تینوں نقاب پوش چست لباس میں ملبوس تھے اور سب کے ہاتھ میں ریوالور تھے۔

ان میں سے ایک وہیں دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا۔ دوسرا ڈائس کے قریب متحیر کھڑے چیئرمین صاحب کے پہلو میں پہنچ گیا۔ جبکہ تیسرا نقاب پوش نشستوں کے بالکل پیچھے جا کھڑا ہوا اور یہ سب کچھ آناً فاناً ہوا تھا۔ کسی کو کچھ کرنے یا سنبھلنے کی مہلت ہی نہ ملی تھی۔ جس نقاب پوش نے چیئرمین صاحب کے پہلو میں ریوالور ٹکایا ہوا تھا، وہ بولا ”ہمیں صرف فائل ٹو ان ون چاہیے...... تم میں سے کسی کو بھی ہم نقصان نہیں پہنچائیں گے...... بشرطیکہ کوئی غلط حرکت نہ کرے، مداخلت کرنے کی کوشش نہ کرے......“

اس کا لہجہ سفاک اور دھیما تھا۔ اسی وقت نشستوں کے عقب میں کھڑے نقاب پوش کے ریوالور سے شعلہ نکلا اور درمیان میں بیٹھا ہوا ایک ممبر سینہ تھام کر نیچے کی طرف جھکتا چلا گیا۔ اس کے سینے سے خون کا فوارہ پھوٹ نکلا تھا وہ تڑپ کر چند ہی لمحوں میں ٹھنڈا ہو گیا۔ تمام ممبران کے منہ خوف سے سیاہ ہوئے جا رہے تھے وہی نقاب پوش دوبارہ بولا ”معزز حضرات!...... ابھی آپ نے غلط حرکت کا ادنیٰ سا نمونہ دیکھا ہے...... حرکت میں برکت ہے کو بھول جائیں...... کیونکہ فی الحال تو حرکت میں موت ہے...... یعنی کسی نے حرکت کی تو وہ اس کی زندگی کی آخری حرکت ہوگی...... اگر آپ سب کو اپنی اپنی زندگی سے پیار ہے تو برائے مہربانی چپ چاپ بیٹھیں اور ہمیں اپنا کام کرنے دیں......

اس طرح نہ صرف یہ کہ آپ اپنی زندگی بچائیں گے بلکہ ہماری ایک مہنگی اور قیمتی گولی بھی بچے گی...... اور میرا خیال ہے اتنا لیکچر کافی ہے......“

کمرے میں موجود ہر آدمی کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔ سانس لینے کی آوازیں بھی صاف سنائی دے رہی تھیں۔ نقاب پوش نے بات ختم کرنے کے ساتھ ہی ایک جھٹکے سے چیئرمین صاحب کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل چھین لی۔ پھر وہ چوکنا انداز میں آہستہ آہستہ الٹے قدموں دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے تیسرے نقاب پوش کو اشارہ کیا۔ اشارہ ملتے ہی وہ بھی پھونک پھونک قدم اٹھاتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے بعد اس نقاب پوش نے جس کے ہاتھ میں فائل تھی، اس نے فائل اپنے لباس کے اندر چھپائی اور جیب سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر فرش پہ رکھ دیا۔ سب لوگ دم بخود یہ کارروائی دیکھ رہے تھے۔

ٹرانسمیٹر رکھنے کے بعد وہ تینوں نقاب پوش باری باری باہر نکل گئے۔ اس کے بعد باہر سے دروازہ لاک ہونے کی آواز پورے ہال میں سنائی دی۔

جیسے ہی نقاب پوش کمرے سے باہر نکلے یکدم بجلی چلی گئی اور سب کی قوت گویائی لوٹ آئی۔ سب ممبر آپس میں چہ مگوئیاں کر رہے تھے۔ ایک ممبر نے اٹھ کر دیوار پر بڑے دبیز سیاہ پردہ ایک طرف ہٹا دیا۔ وہاں اب بہت موٹی شیشے کی دیوار نظر آنے لگی تھی۔ باہر سے روشنی اندر آنے لگی۔ ایک ممبر نے اپنی نشست سے اٹھ کر پوچھا۔ ”ایکسکوزمی سر! آپ نے فائل اتنی آسانی سے ان کے حوالے کیوں کر دی؟“

چیئرمین صاحب نے جواب دیا ”اگر میں نہ دیتا تو وہ مجھے گولی مار دیتے...... اور فائل پھر بھی لے جاتے...... مفت میں اپنی جان قربان کرنا کونسی دور اندیشی ہے؟...... ہاں، اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ صرف میری قربانی سے وہ فائل بچ سکتی ہے تو میں ایسا ضرور کرتا......“

ایک اور ممبر نے اٹھ کر پوچھا۔ ”سر! اب اس منصوبے کا کیا ہوگا؟“

منصوبے کا کیا ہونا ہے؟ وہ جوں کا توں، اپنے مقررہ وقت پہ شروع ہوگا“۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے سر؟“ اسی ممبر نے دوبارہ پوچھا۔

”اسی طرح ہو سکتا ہے، جیسے پہلے اسے ہونا تھا“ چیئرمین صاحب نے جواب دیا۔

”لیکن سر! فائل تو نقاب پوش لے گئے ہیں“۔ وہی ممبر بولا۔

”برخوردار!...... وہ فائل نقلی تھی......“

”نقلی تھی......؟؟ تمام ممبران چونک کر حیرت سے بول اٹھے۔

”جی ہاں!“ چیئرمین صاحب بولے ”اور یہ نقلی فائل میں اس لئے لایا تھا تاکہ میں آپ میں سے کالی بھیڑیں تلاش کر سکوں...... اور وہ میں نے کر لی ہیں“۔

یہ بات سن کر پورے ہال میں کھلبلی مچ گئی۔

ممبران بڑے انہماک اور خاموشی سے چیئرمین کی باتیں سن رہے تھے۔ لہٰذا جیسے ہی چیئرمین صاحب چپ ہوئے، سب کی توجہ اس ٹیں ٹیں کی طرف مبذول ہو گئی۔ قریب بیٹھے ہوئے ایک ممبر نے آگے بڑھ کر ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے ایک سرد اور مشینی آواز آ رہی تھی۔

”ٹیں ٹیں ٹیں...... ہیلو ہیلو!...... جواب دیا جائے...... ٹیں ٹیں ٹیں...... آپ کے لئے ایک اطلاع ہے...... ٹیں ٹیں ٹیں......“

یہ بات بار بار دہرائی جا رہی تھی۔

اس ممبر نے ٹرانسمیٹر چیئرمین صاحب کے حوالے کر دیا۔ چیئرمین صاحب نے ٹرانسمیٹر پکڑا۔ اس پہ لگے مختلف بٹن دبانے کے بعد بولے۔

”ہیلو ہیلو!...... عبدالکریم از سپیکنگ!...... اوور......“

دوسری طرف سے جواباً ایک خوفناک قہقہہ سنائی دیا۔

”ہاہاہاہاہاہا...... اپنا...... محسن کریم صاحب!...... ذرا ہال کے اندر نشستوں کے عقب میں پڑے ٹیبل پر تو دیکھئے...... کیا خوبصورت تحفہ پڑا ہے!...... آپ کیا بتائیں گے؟ کہ وہ کیا ہے؟...... میں خود ہی بتا دیتا ہوں...... تو سنئے، اپنا محسن کریم جی!...... وہ ایک ٹائم بم ہے......“

یہ بات سن کر سب لوگ سناٹے میں آ گئے۔

”کیا کچھ پلے پڑا؟...... ارے اپنا کریم جی!...... ہم تو آپ کے خیر خواہ ہیں...... ہم نے ٹائم بم کے متعلق بتایا ہے تو وقت کے متعلق بھی خود ہی بتائے دیتے ہیں...... تو اس سلسلے میں عرض ہے

(جاری ہے)

علم کا مقصد

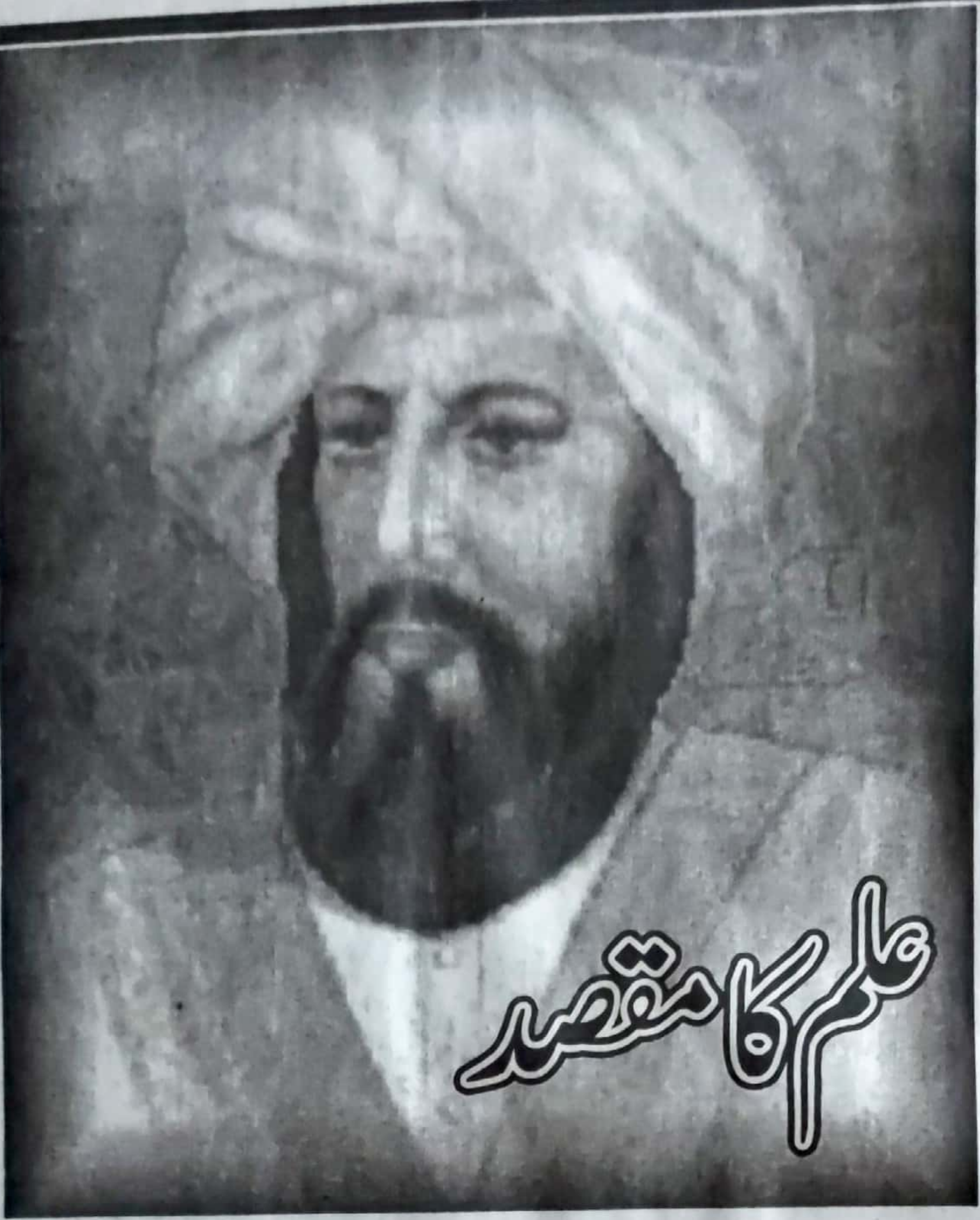

حسنین علی، متہ ورکاں

پیارے بچو! سنو ہم تمہیں ایک بڑے سچے آدمی کی سچی کہانی سناتے ہیں۔ امام غزالی کا نام بھلا کس نے نہیں سنا۔ امام صاحب بہت بڑے عالم فاضل آدمی تھے۔ ساری عمر انہوں نے اسلام کی خدمت کی اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ صدیوں سے ان کا نام زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ امام غزالی کا نام محمد تھا۔ ایران کے شہر طوس میں پیدا ہوئے۔ شروع میں آپ نے اپنے وطن میں تعلیم پائی اور جب اچھی خاصی تعلیم حاصل کر لی تو بغداد چلے گئے۔ اس وقت بغداد میں ایک بہت بڑا کالج قائم ہوا جسے ایران کے وزیر اعظم نظام الملک ہی ادا کرتے تھے۔ جس وقت آپ اس کالج میں داخلہ لینے کے لئے گئے تو پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ غریب ماں باپ کے بیٹے تھے۔ اچھا لباس کہاں سے حاصل کرتے پھر یہ بات بھی ہے کہ ماں باپ سے انہیں جو کچھ ملتا تھا وہ کتابوں پر خرچ کر دیتے تھے۔ لباس وغیرہ پر خرچ نہیں کرتے تھے۔ اچھا تو بچو! جب وہ کالج میں پہنچے تو کسی نے بھی انکی طرف توجہ نہ کی۔ ہر ایک نے یہی سمجھا ہو گا کہ کوئی فقیر لڑکا ہے۔ مانگنے کے لئے ادھر آنکلا ہے۔ لڑکوں سے پتہ کرنے کے بعد وہ اس کمرے میں جا پہنچے جہاں کالج کے سب سے بڑے معلم نئے لڑکوں کو کالج میں داخل کرتے تھے۔ آپ نے بڑے ادب سے انہیں سلام کیا اور کہا۔

حضور میں آپ کے کالج میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ معلم نے انہیں سر سے پاؤں تک دیکھا وہ حیران تھا کہ یہ لڑکا اتنا غریب ہے کہ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ تعلیم کا خرچ کیونکر پورا کر سکے گا۔

آخر وہ بولے لڑکے تو کہاں سے آیا ہے۔ آپ نے جواب دیا جناب میں ایران کے شہر طوس سے آیا ہوں معلم نے یہ جواب سن کر پوچھا کیا تم نے اپنے شہر میں تعلیم نہیں پائی آپ فورا بولے جناب اپنے وطن میں مجھے جتنا پڑھنا تھا پڑھ چکا ہوں اب آپ کے ہاں علم کی آرزو لے کر آیا ہوں۔ معلم کچھ دیر سوچ کر بولے۔ دیکھو لڑکے بات یہ ہے کہ تم یہاں داخل ہو گئے تو بورڈنگ ہاؤس میں بھی رہو گے اور اس وقت بورڈنگ ہاؤس کا کوئی کمرہ خالی نہیں یہ سن کر آپ نے اندازہ لگا لیا کہ معلم انہیں داخل کرنا نہیں چاہتے۔ کہنے لگے جناب آپ مجھے داخل کر لیں میں بورڈنگ ہاؤس میں رہوں گا نہیں۔ باہر کہیں رہنے کا بندوبست کر لوں گا مگر معلم کو یہ بات پسند نہ آئی اور انہوں نے یہ کہہ کر کہ جب کوئی کمرہ خالی ہو تو مجھ سے ملنا میں تمہیں داخل کر لوں گا۔ آپ کو کمرے سے باہر جانے کا اشارہ کر دیا۔ آپ باہر آ گئے بڑی مایوسی ہوئی تھی آپ کو کوئی اور ہوتا تو ہمت ہار بیٹھتا لیکن آپ تو علم حاصل کیے بغیر طوس واپس لوٹنا پسند ہی نہیں کرتے تھے اس لیے کالج سے کافی دور ایک نہایت معمولی کمرہ کرائے پر لے کر اس میں رہنے لگے اور اس کے ساتھ ساتھ کالج بھی روز جاتے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے جاتے کہ شاید کوئی کمرہ خالی ہو گیا ہو اور وہ معلم سے اس کا ذکر کر کے کالج میں داخلہ لے لیں۔ کئی دن گزر گئے آپ ہر روز کالج جاتے جو لڑکے کالج میں پڑھتے ان سے پوچھتے کوئی کمرہ خالی ہوا ہے یا نہیں مگر ہر روز نہیں کا لفظ انکے کانوں کو سنائی دیتا۔ ایک خوش قسمتی سے ان کی ملاقات ایک ایسے لڑکے سے ہو گئی جو خود بھی غریب تھا اور غریبوں کا ہمدرد بھی تھا اس لڑکے نے بتایا بھائی کمرہ تو کافی مدت کے بعد خالی ہو گا۔ جو لڑکے اس وقت پڑھتے ہیں وہ تعلیم پوری کیے بغیر کالج نہیں چھوڑیں گے۔ یہ لڑکے بہت دور دور سے آئے ہوئے ہیں تم کسی نہ کسی کالج میں داخل ہو جاؤ۔ یہ الفاظ سن کر آپ پھر بڑے معلم کے پاس گئے اور ساری بات بتا دی۔ معلم نے انہیں داخل کر لیا اور رہنے کے لئے ایسی جگہ دی جہاں ہر وقت اندھیرا رہتا تھا۔ کھڑکی اس میں نہیں تھی۔ اسکے علاوہ سب سے زیادہ تکلیف والی بات یہ تھی کہ اس کمرے پر اوپر سے پرنالہ گرتا تھا جس سے کمرے میں بدبو پھیلتی رہتی تھی۔ آپ نے اس پر بھی خدا کا شکر ادا کیا کہ آخر مراد پوری ہوئی اور کالج میں داخلہ مل گیا۔

آپ نے بڑی محنت سے پڑھنا شروع کر دیا۔ جب لڑکے کھیل کود میں وقت ضائع کرتے آپ پڑھنے میں مشغول رہتے۔

ایک دن کرنا خدا کا یہ ہوا کہ کالج میں نظام الملک آ گئے۔ کالج میں پھرتے پھرتے وہ بڑے معلم کے پاس کمرے میں جا کر بیٹھ گئے اور معلم سے کہا جو لڑکے میرے کالج میں پڑھتے ہیں ان میں سے چند خاص ہونہار لڑکوں کو بلاؤ۔ میں ان سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ کچھ دیر کے بعد چند لڑکے آ گئے۔ نظام الملک نے ہر ایک سے پوچھا کہ وہ تعلیم پا کر کیا بننا چاہتا ہے۔ کسی نے کہا میں بڑا افسر بنوں گا۔ کسی نے جواب دیا میں وزیر بنوں گا اور کسی نے قاضی بننے کی آرزو ظاہر کی۔ یہ جواب سن کر نظام الملک نے اور لڑکوں کو بلایا۔ انہوں نے بھی کچھ ایسے ہی جواب دیے۔ انکے بعد لڑکوں کو بلایا گیا ان کے بھی یہی جواب تھے۔ شام تک سب لڑکے نظام الملک کے سامنے پیش ہو گئے۔ انہوں نے ہر ایک سے یہی سوال کیا اور ہر ایک نے ایسا ہی جواب دیا کہ وہ بیزار سے ہو گئے اور غصے سے بولے:

”میں چاہتا ہوں کہ آج سے اس کالج کو بند کر دوں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک لڑکے نے بھی ایسا جواب نہیں دیا جسے میں سن کر خوش ہوتا۔ کل سے اس کے دروازے بند ہو جائیں گے۔ اس کالج کی کوئی ضرورت نہیں!“

سب معلم بہت ڈرے۔ ایک بولا جناب ابھی ایک طالب علم باقی ہے۔“

نظام الملک بولے بلالو اسے بھی دیکھتا ہوں وہ کیا کہتا ہے اور غزالی ان کے سامنے آ گئے۔ نظام الملک نے آپ کو دیکھا بالکل معمولی طالب علم معلوم ہوتے تھے۔ کپڑوں میں پیوند لگے ہوئے اور آنکھیں سوجی ہوئی۔ نظام الملک نے آپ سے بھی یہی بات پوچھی جو وہ تمام طالب علموں سے پوچھ چکے تھے۔ آپ نے فورا جواب دیا میں علم حاصل کر کے اپنی قوم اور اپنے وطن کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ علم خدا کی صفت ہے اور جب یہ صفت مجھ میں پیدا ہوا جائے گی تو میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

نظام الملک نے یہ فقرے سنے تو بہت خوش ہوئے اور کہنے لگا اگر تم مجھ سے نہ ملتے اور یہ جواب نہ دیتے تو میں کل سے کالج بند کرا دیتا۔ تمہارے جواب نے کالج کو بچا لیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ میرے کالج میں ایک ایسا لڑکا بھی پڑھتا ہے جو جانتا ہے کہ علم کا کیا مقصد ہونا چاہیے۔

بچوں کا البم

کائنات' بابر رائے ونڈ

عاکف اللہ ضلع کرک

عائشہ محمد حسین 'ساہیوال

فارعہ' فریحہ' سعد' طیبہ' فہد' سلامت پورہ لاہور

طیبہ قاسم

ہریرہ عرفان بھٹی' لائبہ عرفان' جسوراں

انعم بھٹی

ادیبا جمیل

اسامہ' زینب لاہور

طیبہ شکیل' اقراء شکیل' علینا شکیل

بچوں کی تحریروں سے انتخاب

ظہیر عباس قادری گجرات

درود پاک کی فضیلت

ایک بار سرکار مدینہ ﷺ کے دربار میں دو شخص حاضر ہوئے ایک نے دوسرے پر اونٹ کی چوری کا الزام اور اس پر دو گواہ بھی پیش کر دیئے چنانچہ دوسرے شخص پر فرد جرم عائد کر دی گئی اس پر مدعا علیہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ اونٹ طلب فرما کر اسی سے حقیقت حال دریافت کیجئے مجھے اللہ عزوجل پر قوی امید ہے کہ وہ اونٹ کو قوت گویائی (بولنے کی طاقت) عطا فرمائے گا لہٰذا حضور ﷺ نے اونٹ کو حاضر کرنے کا حکم دیا جب اونٹ حاضر ہوا سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا اے اونٹ میں کون ہوں اور ماجرا کیا ہے؟

اونٹ بول اٹھا آپ ﷺ عزوجل کے سچے رسول ہیں۔ میرے مالک کا ہاتھ نہ کاٹیں کیونکہ مدعی اور دونوں گواہ منافق ہیں انہوں نے آپ ﷺ کی دشمنی میں آپ ﷺ کے پیارے صحابیؓ کے ہاتھ کٹوانے کا منصوبہ بنایا ہے سرکار ﷺ نے اونٹ کے مالک سے پوچھا کہ وہ عمل کیا ہے جسکی وجہ سے اللہ عزوجل نے آپؓ کو اس مصیبت سے نجات دی؟ عرض کیا میرے پاس اور تو کوئی خاص عمل نہیں ہے بس اٹھتے بیٹھتے آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھتا ہوں سرکار ﷺ نے فرمایا آپؓ اپنے اس عمل پر قائم رہیں اللہ عزوجل آپ کو جہنم سے اس طرح بری فرمادے گا جس طرح ہاتھ کٹنے سے بچایا اور پل صراط سے گزرتے وقت تیرا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔

ظہیر عباس قادری۔ گجرات

بسم اللہ کی فضیلت

ایک بزرگؒ بسم اللہ کے فضائل بیان فرما رہے تھے ایک یہودی لڑکی بھی اس اجتماع میں موجود تھی فضائل بسم اللہ سن کر وہ بے حد متاثر ہوئی اور اسلام قبول کر لیا اسی وقت سے اس لڑکی کی زبان پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ورد جاری ہو گیا ہر وقت بسم اللہ کا ورد جاری رہنے کی وجہ سے لڑکی کے ماں باپ اس سے بہت ناراض رہنے لگے اور اس کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے نیز اس کوشش میں لگ گئے کہ لڑکی پر کوئی الزام عائد کر کے اس کو قتل کرا دیں چنانچہ اس لڑکی کے باپ نے جو بادشاہ وقت کا وزیر تھا ایک دن بادشاہ کی مہر کی انگوٹھی جو اس کے پاس رہتی تھی اپنی لڑکی کے سپرد کر دی اس نے بسم اللہ شریف پڑھ کر انگوٹھی لے کر جیب میں ڈال لی رات کو جب وہ لڑکی سو گئی تو اس کے باپ نے انگوٹھی اس لڑکی کی جیب سے نکال کر دریا میں ڈال دی ایک مچھلی نے وہ انگوٹھی نگل لی صبح کو ایک ماہی گیر نے جال ڈالا اللہ کی قدرت سے وہی مچھلی جال میں پھنس گئی شکاری نے لا کر وزیر صاحب کو دے دی وزیر نے مچھلی اپنی بیٹی کو پکانے کیلئے دی لڑکی نے بسم اللہ کہہ کر مچھلی لی اور بسم اللہ پڑھ کر جب مچھلی کا پیٹ چاک کیا تو وہ انگوٹھی مچھلی کے پیٹ سے نکلی اس نے بسم اللہ پڑھ کر پھر جیب میں ڈال لی اور مچھلی پکا کر باپ کے آگے رکھ دی کھانا کھانے کے بعد جب دربار کا وقت آیا باپ نے لڑکی سے انگوٹھی طلب کی اس نے بسم اللہ پڑھ کر انگوٹھی جیب سے نکال کر دے دی باپ یہ واقعہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور اللہ عزوجل نے بسم اللہ کی برکت سے لڑکی کو قتل سے محفوظ رکھا اس لئے پیارے بچو! ہمیں بھی ہر جائز کام کرنے سے پہلے بسم اللہ شریف ضرور پڑھ لینی چاہئے۔

لال پری

محمد یٰسین صدیقی' حذیفہ علی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ پرستان میں ایک پری رہتی تھی جس کا نام لال پری تھا۔ وہ اپنے ماں باپ سے ضد کرتی کہ وہ انسانوں کی دنیا میں جائے گی مگر اس کے ماں باپ کہتے کہ ہم تمہیں انسانوں کی دنیا میں نہیں جانے دیں گے۔ ایک رات کو جب سارے سو گئے تو لال پری اٹھی اور اڑنے لگی وہ اڑتے اڑتے انسانوں کی دنیا جا پہنچی ۔ لال پری نے دیکھا ایک پارک میں بچے کھیل رہے ہیں۔ لال پری نے بچوں سے کہا میں تمہارے ساتھ کھیل سکتی ہوں بچے ڈرنے لگے اور کچھ بھی نہیں بولے۔ لال پری نے کہا تم لوگ مجھ سے نا ڈرو۔ پھر ایک بچے نے کہا کہ جی ہاں آپ ہمارے ساتھ کھیل سکتی ہیں پھر بچے اور پری کھیلنے لگے ایک بچہ پری کو ہاتھ لگانے لگا تو وہ اوپر اڑنے لگی۔ بچوں نے کہا کہ آپ اپنے پر اتار دیں کیونکہ آپ اوپر اڑنے لگتی ہیں پھر ہم آپ کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ پھر لال پری نے اپنے پر اتار کر ایک درخت کے اوپر رکھ دیئے۔ جب بچے کھیل چکے تو گھر جانے لگے اب پری بھی پرستان جانے لگی۔ اس نے درخت کے اوپر سے پر اتارنے لگی تو لال پری نے دیکھا کہ اس کے وہاں پر ہی نہیں تھے۔ اب وہ بہت پریشان ہوئی اتنے میں اسے زور زور سے ہنسنے کی آواز آئی۔ لال پری نے سامنے دیکھا تو ایک خوفناک جن کھڑا ہوا تھا۔ اس جن نے کہا کہ لال پری میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں پھر لال پری نے کہا کہ میں تم سے شادی نہیں کروں گی۔ جن نے کہا اگر تم مجھ سے شادی نہیں کرو گی تو میں تمہیں تمہارے پر نہیں دوں گا۔ لال پری نے یہ سنا تو زور سے چیخ ماری۔ بچوں نے جب چیخ سنی تو وہ واپس آ گئے جب انہوں نے پری کے سامنے جن کو دیکھا تو ایک بچے نے پتھر اٹھا کر جن کی آنکھ میں مارا ایک اور بچہ نے بھی جن کی آنکھ میں پتھر مارا جن اب اندھا ہو چکا تھا ایک بچے نے جن کے ہاتھ سے پر لے کر پری کو دیئے جن اب مر چکا تھا۔ پری نے بچوں کو کہا کہ آپ لوگ بھی ماں باپ کا حکم مانا کریں کیونکہ میں نے بھی اپنے ماں باپ کا حکم نہیں مانا تھا۔ میرے ماں باپ نے مجھے کہا کہ انسانوں کی دنیا میں نہ جانا مگر پھر بھی میں آئی آپ لوگ بھی اپنے ماں باپ کا حکم مانا کریں یہ کہہ کر پری اپنے پرستان چلی گئی۔

☆☆☆☆☆

بیٹی باعث رحمت یا؟

جویریہ لطیف مکان مدینہ کالونی لاہور

پیارے بچو! ہمارے نبی رسول پاک ﷺ نے بیٹی کو رحمت قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے تعلیم دلانا بیٹی کو اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ بیٹے کا حق ہے کھانے پینے سے لے کر وارثتی جائداد تک ہمارے دین اسلام نے بیٹی کے حقوق مقرر کر دیے ہیں جن کا پورا کرنا نہ صرف ماں باپ کا حق ہے بلکہ معاشرے کے پڑھے لکھے حضرات کو بیٹی کے حقوق کا پرچار کرنا چاہیے۔ ظاہر ہے جب بیٹی کے وارثتی حقوق دبا لئے جاتے ہیں تو انہیں سسرالی رشتے داروں کے طعنے سننے پڑتے ہیں پیارے بچو! آپکو ابھی سے اپنے حقوق کا علم ہونا چاہیے سکول جاتے وقت بڑی باجی کے ہاتھ میں ننھے منے بھائی کا ہاتھ ہوتا ہے جب کہ بڑا بھائی اپنی معصوم سی بہن کا بازو پکڑے ہوتا ہے یاد رکھنا بچو! بڑے ہو کر اسی طرح ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے رکھنا ایک دوسرے کا سہارا بنے رہنا بڑے بھائی اگر دکھوں کی دھوپ میں بہنوں کے سر پر سکھوں کی چادر تانے رکھیں گے تو تمہاری باجیوں کو زندگی کا مشکل اور کٹھن سفر کاٹنا آسان ہو جائے گا اگر اسی طرح آج کی ننھی منی بچیاں اپنے بھائیوں کے ہاتھ پکڑے باغوں بازاروں پارک اور شاپنگ سنٹروں میں چہکتی اور تتلیوں کی طرح اڑتی پھرتی ہیں آنے والے کل کو ان کا ساتھ دینا ان کے دکھ سکھ میں برابر کا حصہ دار بننا پیارے بچو۔ ماضی کی بیٹی بھی کمزور اور بے اختیار تھی اور بیٹا بھی بے بس تھا لیکن تعلیم اور شعور نے یہ ساری کمزوریاں دور کر دی ہیں ایک زمانہ تھا کہ بیٹا بیٹی ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا ہی نہیں کھا سکتے تھے۔ کھانا پہلے بیٹوں کو دیا جاتا پھر بچا کھچا بیٹیوں کو کھانے کی اجازت دی جاتی جو بدقسمت لڑکی اپنی وارثتی جائیداد میں سے اپنا حصہ مانگ لیتی اس سے بھائی بلکہ بعض اوقات ماں باپ تک بول چال بند کر دیتے۔ پیارے بچو! اب آج کی بیٹی حقیقی رحمت ہے تعلیم کی وجہ سے وہ اپنے حقوق سے آگاہ بھی ہے اور اپنے فرائض بھی اسے معلوم ہیں۔

☆☆☆☆☆

انسان اور گھوڑا

مرسلہ: صبا جمیل، کراچی

انسان زیادہ احمق ہوتے ہیں یا گھوڑے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگر کسی دوڑ میں بیس گھوڑے حصہ لے رہے ہوں تو اسے دیکھنے کیلئے ہزاروں انسان جمع ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر کسی دوڑ میں بیس انسان حصہ لے رہے ہوں تو اسے دیکھنے کیلئے ایک گھوڑا بھی نہیں آتا۔

ایک ارسطو

مرسلہ: محمد ہاشم این کیو، کراچی

فاتح عالم سکندر ایک بار اپنے استاد ''ارسطو'' کے ساتھ گھنے جنگل سے گزر رہا تھا۔ راستے میں ایک بہت بڑا برساتی نالا آ گیا۔ نالا بارش کی وجہ سے بھرا پڑا تھا۔ استاد اور شاگرد کے درمیان بحث ہونے لگی کہ خطرناک نالا پہلے کون پار کرے۔ سکندر کہہ رہا تھا کہ پہلے وہ جائے گا۔ کچھ دیر بعد آخر ارسطو نے اس کی بات مان لی پہلے سکندر نے نالا عبور کیا پھر ارسطو نے۔ نالا عبور کر کے ارسطو نے سکندر اعظم سے پوچھا کہ تم نے آگے چل کر میری بے عزتی نہیں کی؟

سکندر نے ادب سے جواب دیا:

''نہیں استاد! میں نے اپنا فرض پورا کیا۔ ارسطو رہے گا تو ہزاروں سکندر تیار ہو جائیں گے لیکن سکندر ایک بھی ارسطو تیار نہیں کر سکتا''

ہائے انسان

مرسلہ: رئیس راحت نگار آفندی، چوک ظاہر پیر

بادل کا دل بھر آتا ہے تو وہ برسات کی صورت میں رونے لگتا ہے۔ پہاڑ جب غموں کے بوجھ سے دبنے لگے تو وہ آتش فشاں کے روپ میں پھٹ پڑتا ہے پھول غموں کی دھوپ میں مرجھا جاتے ہیں۔ دنیا میں ہر جاندار اور بے جان چیز اندر کا دکھ باہر نکال دیتی ہے۔

مگر انسان! وہ کتنا بے بس ہے۔ انسان وہ بادل نہیں جو برس پڑے۔ وہ پہاڑ نہیں جو پھٹ پڑے۔ وہ پھول نہیں جو مرجھا جائے۔ مگر...... انسان کے دکھ اس کے تمام بدن کو گھن کی طرح کھا جاتے ہیں اور بالآخر انسان تمام دکھوں کو اپنے سینے سے لگائے اس دنیا سے منہ موڑ جاتا ہے۔

☆ پیاری آپی جان! السلام و علیکم! ہمیشہ پھولوں کی طرح مسکراتی رہیں۔ آپی میں بچوں کے پاکستان میں پہلی بار شرکت کررہا ہوں۔ میں اپنے چھوٹے بھائی عتیق الرحمٰن کھوکھر کی تحریر اور اس کی تصویر بھیج رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ ضرور شائع کرینگے۔ آپ ہماری اس تحریر اور تصویر کو شائع کر کے ہماری حوصلہ افزائی کریں۔ امید ہے آپ ہم لوگوں کو شرمندہ نہیں کرینگی۔ مہربانی۔

آپ کا مخلص حبیب الرحمٰن کھوکھر

☆☆☆

☆ آپی شمسہ عمران صاحبہ! السلام و علیکم! سدا خوش رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور "بچوں کا پاکستان" کو ترقی و صحت عطاء کرے۔ میں فرسٹ ایئر کا طالب علم ہوں۔ میں ہر ہفتے آپ کا یہ رسالہ بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ میں اپنی زندگی میں پہلی دفعہ کسی کو خط لکھ رہا ہوں اور اس خط کے ساتھ میں ایک بہت اچھی سی کہانی بھی بھیج رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے رسالے میں میری کہانی اور خط کو ضرور شامل کریں گے۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہونگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر رہے اور میری دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطاء فرمائے۔ آمین۔

آپ کا چھوٹا بھائی سید غیور عباس، چک نمبر 2/10-L
عباسپور ضلع ساہیوال

☆☆☆

☆ پیاری آپی شمسہ عمران! السلام و علیکم! سدا خوش رہیں خدا آپ کو لمبی عمر عطاء فرمائے اور آپ سدا پھولوں کی طرح مسکراتی رہیں۔ میں بچوں کا پاکستان بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ اس میں تمام تحریریں بہت اچھی ہوتی ہیں۔ میں بچوں کے پاکستان میں پہلی دفعہ خط لکھ رہا ہوں اور کچھ تحریریں بھی بھیج رہا ہوں۔ امید ہے کہ انہیں شائع کر کے حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ تاکہ آئندہ بھی کوئی تحریریں بھیجتا رہوں۔ والسلام

مبین انجم، کوٹ رادھا کشن (قصور)

☆☆☆

☆ پیاری آپی شمسہ عمران! السلام علیکم! میں اس رسالے میں درود وسلام کی فضیلت اور بسم اللہ کی فضیلت بھیج رہا ہوں۔ امید ہے کہ دونوں جلد ہی شائع ہو جائیں گے۔ 30 اگست کا شمارہ ملا جس میں مجھے فارمولے کی تلاش، امن کا گہوارہ، فرعون کا حکم اور شاہ عبد اللطیف بہت پسند آئیں۔ میں اللہ عزوجل سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ بچوں کے پاکستان کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی عطاء فرمائے (آمین)

ظہیر عباس قادری عطاری، گجرات

☆☆☆

☆ میری پیاری آپا شمسہ عمران! السلام علیکم! میری یہ آپ کے اخبار میں پہلی تحریر ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ آپ میری تحریر ضرور شامل کرینگے۔ میں نے پہلے بھی ایک تحریر بھیجی تھی۔ جو شاید آپ کو ملی نہیں پیاری آپا میری یہ اشاعت ضرور شامل کیجئے گا۔ کیونکہ میرے دوستوں نے کہا ہے کہ تم

☆☆☆

پیاری آپا! آداب! امید ہے خیریت سے ہوں گی۔ آپا میں کچھ تحریریں اور ڈرائنگ بھیج رہی ہوں اور ہاں آپا آپ کو میں نے مینا اور کوا اور ٹوپی کی کہانی بھیجی تھی ابھی تک شائع نہیں ہوئی۔ کیا آپ کو ملی نہیں یا شائع کرنے کے قابل نہیں۔ آپ اپ کو ایک مشورہ دینا تھا وہ یہ کہ آپ "بچوں کا پاکستان" میں "Letter of the Week" بھی رکھیں اور ڈرائنگ کا مقابلہ بھی کرایا کریں۔ آپ ہمیں ایک عنوان دے دیا کریں جس پر ہم آپ کو پیاری پیاری تصویریں بنا کر بھیجیں۔ جواب ضرور دیجئے گا کہ میری تحریریں اور ڈرائنگ کیوں شائع نہیں ہوئیں اور میرے مشورے کیسے لگے اور کب ان پر عمل ہو گا۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو۔

قراۃ العین اکرم، ساہیوال

☆ قراۃ العین! آپ کے مشورے اچھے ہیں دل تو چاہتا ہے ان پر فوراً عمل کریں لیکن......!

پیاری آپا! اسلام و علیکم "بچوں کا پاکستان" میں ماشاء اللہ اب تو بہت سارے بچے اپنی تحریریں بھیجتے ہیں اور آپ انہیں شائع کرتی ہیں۔ آپا آپ بچوں کو جو نصیحتیں کرتی ہیں وہ مجھے بہت پسند ہیں۔ آپ "میرا کالم" کو اور زیادہ بڑھا کر لکھا کریں کیونکہ ہر ہفتے نئی سے نئی نصیحتیں حاصل ہوتی ہیں۔ آپا تین چار ماہ سے میری کوئی تحریری شائع نہیں ہوئی صرف دو خط شائع ہوئے ہیں۔ پلیز اس دفعہ کہانی ضرور شائع کریں؟ مہربانی ہو گی۔ ہمیں ناراض نہ کرنا۔ اللہ حافظ

محمد قیوم، پنڈی پنجوڑاں، سیالکوٹ

☆ قیوم! ہمیں افسوس ہے کہ آپ کی دونوں کہانیاں بے ربط ہونے کی وجہ سے ناقابل اشاعت ہیں۔

☆☆☆

لطیفے

ایک کارخانے کے مالک نے اپنے ملازم سے دریافت کیا۔ رامو: یہ بتاؤ کہ وہ کون سی ایسی چیز ہے۔ جو سخت محنت کے بعد بھی نہیں ملتی۔

ملازم: رامو نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔ جناب میری تنخواہ۔

کہانی

مکار لومڑی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک لومڑی کنویں میں گر گئی کنواں بہت گہرا تھا۔ اس نے باہر نکلنے کی کوشش کی مگر نکل نہ سکی۔ اتنے میں ادھر ایک بکری آنکلی اس نے کنویں میں جھانکا بکری نے لومڑی سے پوچھا کیا کنویں کا پانی ٹھنڈا ہے۔ لومڑی نے کہا کہ کیوں نہیں نیچے آکر ذرا اس کا مزہ تو چکھو بڑا مزیدار ہے۔ بے وقوف بکری نے کنویں میں چھلانگ لگادی اور خوب پیٹ بھر کر پانی پیا اور سوچا اب باہر کیسے نکلوں گی۔ لومڑی نے کہا کہ ابھی بتاؤں گی۔ لومڑی نے کہا کہ ذرا اپنی پچھلی ٹانگوں پر تو کھڑی ہو بکری نے ایسا ہی کیا بکری کے سر کے اوپر چڑھ کر لومڑی نے باہر چھلانگ لگادی۔ بکری دیکھتی رہ گئی اور لومڑی چلتی بنی۔

☆☆☆

پیارے بچو! السلام و علیکم! امید ہے خیریت سے ہونگے۔ موسم کافی تبدیل ہو چکا ہے۔ لیکن اپنے ساتھ فلو اور بخار کو بھی لے آیا ہے۔ اکثر بچے فلو اور بخار میں مبتلا ہیں۔ جس کی وجہ سے انکی پڑھائی اثر انداز ہو رہی ہے۔ لیکن بیماری بھی انسان کو اللہ کے قریب لے آتی ہے۔ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ اپنی صحت کیلئے دعائیں کرتا ہے۔ تو اس لئے گھبرانا نہیں چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ انسان کے بدن میں جتنے جوڑ ہیں۔ ہر جوڑ پر ایک صدقہ ہے جس کو ادا کرنا روزانہ اس پر لازم ہوتا ہے۔ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں اسکی یہ تفصیل بھی آئی ہے کہ انسان کے بدن میں گنتی کے قابل 360 جوڑ ہیں۔ ان احادیث کے مطابق اگر ہم ہر جوڑ پر ایک روپیہ بھی صدقہ دیں تو روزانہ کے 360 روپے بنتے ہیں۔ جو کسی بھی غریب یا متوسط طبقے کے شخص کیلئے ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن......

اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں ایسے بہت سے آسان کام بتادیئے ہیں کہ اگر آپ اسے روزانہ کریں تو آپ کے جسم کے صدقے کے بدلے آپ کو کتنی نیکیوں کا بھی ثواب ملے گا جیسے کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ "اگر کوئی شخص دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرا دے تو یہ بھی صدقہ ہے۔" "دو ناراض بھائیوں میں صلح کرانا بھی ثواب ہے" "کسی بھوکے شخص کو کھانا کھلانا" بیمار کیلئے دوائی کا انتظام کرنا" کسی غریب طالب علم کی پڑھائی کا خرچہ برداشت کرنا" جانوروں پر رحم کرنا۔

غرض کتنے ایسے چھوٹے چھوٹے عمل ہیں جو دن میں اگر آپ ایک بار کرلیں تو آپ کے جسم کا صدقہ نکلتا رہتا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے ہر وقت دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر دکھ تکلیف سے محفوظ رکھے لیکن اس کیلئے اپنے اعمال کو بھی درست کرنا ضروری ہے۔ امید ہے کہ آپ میری بات پر عمل کریں گے اور اپنے جسم کی تندرستی کیلئے اپنے اعمال کے ذریعے صدقہ دیتے رہیں گے۔

اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

آپ کی آپا
شمسہ عمران
41- جیل روڈ لاہور۔

معلومات

۱۔ پاکستان کا قومی کھیل ہاکی ہے۔
۲۔ انسانی دل کے چار خانے ہوتے ہیں۔
۳۔ قرآن مجید میں (ر) 1590 مرتبہ آیا ہے۔
۴۔ ون ڈے کرکٹ میں صرف دو باؤلروں کو ہیٹ ٹرک کا اعزاز حاصل ہوا۔
۵۔ برصغیر اور انگلستان ملک پر حکومت کرنے والی ملکہ وکٹوریہ ساٹھ سال تک حکمران رہیں۔

رمشا کنول، رینالہ خورد

''مدر ٹریسا''

دکھی انسانیت کی خدمت ان کا مذہب

غلام جنت

دکھی انسانیت کی خدمت اس کا مذہب تھا اور اس نے ساری زندگی دل و جان سے اس مذہب کی پیروی کی۔ خدا سے عشق تھا اور ہر انسان میں خدا نظر آتا تھا۔ اس نے آخر دم تک عشق نبھایا۔ ''ٹائم'' نے اس کے متعلق لکھا۔ ''زندہ دلی، وقت حاضر کی پیغمبر امید'' کہ پیغمبر امید، مدر ٹریسا مر گی، دکھی انسانیت کا ایک اور باب تمام ہوا۔

1910ء 27 اگست کو ایک البانوی معمار کے گھر بچی پیدا ہوئی نام اگنس گونکھار کھا گیا۔ ہندوستان کلیسا کی نن بن کر آئی تو اس وقت اس کے ذہن و گمان میں نہیں تھا کہ قدرت اسے مدر ٹریسا بنانا چاہتی ہے۔ 1929ء میں کلیسا میں شمولیت اختیار کی اپنا نام سسٹر ٹریسا رکھ لیا۔ 1937ء میں مکمل راہبہ بنیں۔

1946ء تپ دق سے صحت یاب ہو کر دار جلنگ سے کلکتہ آئیں اور کہا کہ ''مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ غریبوں کی خدمت کروں'' 1947ء کلیسا چھوڑ کر کلکتہ کی کچی آبادی میں رہائش اختیار کر لی اور اپنا پہلا سکول قائم کیا۔

1950ء مشنری فلاحی ادارے کی بنیاد رکھی 1952ء نرمل یارڈے ادارے کی بنیاد رکھی جس نے اگلے برس یتیم خانے کی صورت اختیار کر لی۔ 1962ء انسانیت کی خدمات کے صلے میں پہلا اعزاز ''پدما تری ایوارڈ'' ملا۔ وہ کئی سال تک ملنے والے اعزازات کی رقوم سے فلاحی ادارے چلاتی رہیں۔

1979ء امن کا نوبل پرائز آپ کو ملا۔ 1982ء میں اسرائیلیوں اور فلسطینیوں کی 37 بچوں کو بیروت کے قریب ہسپتال سے نکالا اور بھی امداد مہیا کی۔ 1983ء آپ کو دل کا دورہ پڑا۔ روم میں پوپ جان پال دوم سے ملاقات کی۔

1985ء امریکہ کا سب سے بڑا سول اعزاز ''میڈل آف فریڈم'' ملا۔ 1989ء دل کا دوسرا شدید دورہ پڑا۔ ڈاکٹروں نے مکمل آرام کا مشورہ دیا۔

1990ء فلاحی اداروں کو چلانے سے معذرت کا اعلان کر دیا اور سسٹرز کو نئی سربراہ چننے کیلئے کہا مگر خفیہ رائے شماری میں معذرت کی درخواست مسترد کر دی گئی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ مخالفت میں انہیں صرف اپنا ووٹ پڑا۔ 1993ء میں روم میں گرنے سے پسلی کی تین ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ اگست میں ملیریا میں مبتلا ہوئیں۔ 1996ء برازیل میں ملیریا میں مبتلا ہوئیں اور اگست میں دل کے بائیں وینٹرکل نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ نومبر میں سینے کے درد کے باعث ہسپتال میں داخل کروادی گئیں۔

1997ء 13 مارچ کلیسا کی سربراہی چھوڑ دی۔

ستمبر 1997ء یہ دنیا کو روشن کرنے والا چراغ گل ہو گیا۔ لیکن آج بھی دنیا اس چراغ کی روشنی کی وجہ سے منور ہے۔

پندرہ روزہ
ننھے مجاہد
39
۱۷ صفر ۱۴۲۷ھ 17 جون 2006ء
قاتل کون
قیمت 3 روپے

فرمانِ الٰہی

’’اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف دوڑو، جس کی وسعت آسمان و زمین کی وسعت کے برابر ہے، یہ ان لوگوں کے لیے بنائی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔‘‘ (الحدید: ۵۷/۲۱)

(اخت ابوالمنذر رشید کھاریاں)

حدیثِ نبوی

’’جو شخص فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے، موت کے علاوہ جنت کے داخلے سے اسے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔‘‘ (سنن نسائی)۔

حافظہ فائزہ امیر علی ینبع البحر سعودی عرب

ربنا

افضل ذکر اور دعا

سیدنا جابر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’سب سے افضل ذکر کلمہ ’’لا الہ الا اللہ‘‘ کا ورد کرنا ہے اور سب سے افضل دعا ’’الحمد للہ‘‘ پڑھنا ہے۔ (نسائی، ابن ماجہ)

(آمنہ مریم.....علی آباد)

مظلوم ریاست

بلال طاہر...... چک نمبر 249 گ ب، ٹوبہ ٹیک سنگھ

فلسطین عالم اسلام کی مقدس سرزمین ہے۔ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی کے بعد افضل ترین مسجد ’’مسجد اقصیٰ‘‘ ہے اور بیت المقدس اس خطے میں ہے۔ یہ ملک سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دور سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک ہزاروں انبیاء کا مرکز رہا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمانوں نے یہ علاقہ عیسائیوں کے قبضے سے آزاد کرایا۔ پانچویں صدی ہجری کے اواخر میں عیسائیوں نے ایک بار پھر اس پر قبضہ کر کے بیت المقدس میں مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہا دیں۔ تقریباً ایک صدی بعد سلطان صلاح الدین ایوبی نے عیسائیوں کو شکست فاش دے کر یہ سرزمین واپس فرزندانِ اسلام کے حوالے کی۔ گزشتہ صدی میں برطانیہ اور امریکہ کے تعاون سے اس خطے میں یہودیوں کی ناجائز ریاست ’’اسرائیل‘‘ قائم ہوئی جس نے 1967ء میں بیت المقدس پر بھی قبضہ کر لیا۔ قبضہ کر کے اسرائیل نے فلسطین کے مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھانا شروع کر دیا جبکہ یہ ظلم ابھی تک جاری ہے۔

تحریک آزادی فلسطین کے نتیجے میں فلسطین کے نام سے بھی ایک برائے نام خود مختار مسلم ریاست وجود میں آئی ہے۔ اس ریاست کو کئی سنگین مسائل کا سامنا ہے۔

13 ستمبر 1993ء کو پی ایل او اور اسرائیل معاہدہ ہوا جس کے تحت غزہ کی پٹی اور دریائے اردن کے مغربی کنارے جریکو کو برائے نام خود مختاری دی گئی۔ غزہ کی آبادی ساڑھے سات لاکھ سے زائد انسانوں پر مشتمل ہے۔ جس میں یہودیوں کی تعداد چار ہزار ہے۔ بیت المقدس سمیت یہ وہ مقبوضہ علاقہ ہے جس پر اسرائیل نے 1967ء میں قبضہ کر لیا تھا۔

فلسطین کی کرنسی اردنی دینار اور امریکی ڈالر ہے۔ فلسطین میں عربی، انگریزی، فرانسیسی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ مغربی کنارے میں عرب 83 فیصد، یہودی 17 فیصد جبکہ غزہ میں عرب 99.4 فیصد اور 0.6 فیصد یہودی نسلیں آباد ہیں۔ فلسطین میں زراعت زیتون، پھل، سبزیاں، بیف، ڈیری فارم وغیرہ ہیں۔ یہ سیمنٹ، کپڑا، صابن، زیتون، موتی، پھل، سبزیاں اور پتھر وغیرہ درآمد کرتا ہے۔ آج کے فلسطین کے مسلمان حماس نامی مجاہد تنظیم کے شانہ بشانہ اور پورے ولولے سے شریک ہیں اور فدائی حملوں کے ذریعے اسرائیلی مظالم کا بھرپور جواب دے رہے ہیں۔

ضروری بات

پیارے بچو...........السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ بات کس سے شروع کروں، میرے سامنے اس کی دادی بھی بیٹھی تھی اور نانی بھی، ماں بھی تھی چاچا اور غم سے نڈھال اس کے ابو بھی تشریف رکھتے تھے...... ساڑھے تین سال کا ننھا منا شایان ان سب کے دلوں کی دھڑکن تھا تبھی تو ان سب کے چہرے اداس اور آنکھیں مرجھائی ہوئی تھیں۔

دو روز قبل ننھا شایان گلے میں ڈور پھرنے سے جاں بحق ہو گیا تھا ڈور اتنی تیز تھی کہ پل بھر میں اس کا گلا کٹ کر باپ کے بازو پر لٹک گیا۔ یوں ان سب کی دنیا اندھیری ہو گئی۔

لاہور میں ڈور پھرنے سے ہلاک ہونے والا یہ کوئی پہلا بچہ نہ تھا بلکہ اس سے قبل پانچ بچے گردن میں ڈور پھرنے سے گلے کٹ کر ہلاک ہو چکے تھے یہ سب کچھ ایک ہفتے میں ہوا۔

یقین کیجیے! جب میں ننھے شایان کے گھر گیا تو ان کی گلی میں پورا محلہ جمع تھا، گھر کے ہر فرد کی آنکھ میں آنسو تھے، باپ غمگین تھا اور ماں اپنے جگر گوشے کی کہانی رو رو کر بیان کر رہی تھی، آج مجھے ان کے گھر سے آئے ہفتہ ہونے کو ہے لیکن میں سوچ رہا ہوں کہ یہ دکھڑا کیسے بیان کروں دادی، نانی، ماں یا باپ کے دل کا حال کیسے لکھوں؟ کیسے بیان کروں کہ یہ بسنت نہ جانے کتنی ماؤں کی گودیں اجاڑ کر مسکراتی آنکھوں میں آنسو دے گئی ہے۔

اس غم ناک واقعے کا ذمہ دار کون ہے؟ یہ خود سے پوچھ پوچھ کر تھک گیا ہوں یہ تو ہے ہی کہ حکومت کو اس بسنت سمیت تمام تہواروں پر ہمیشہ کے لیے پابندی لگانی چاہیے جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور اس میں انسانی جانیں ضائع ہوتی ہیں لیکن کچھ قصور ہمارا اپنا بھی ہے، کبھی کبھار ہم ایسا کام کر جاتے ہیں کہ ہم اسے تفریح سمجھتے ہیں اور یہ بھی نہیں سوچتے کہ اس سے کیا نقصان ہو رہا ہے۔

جیسا کہ یہ بسنت کے تہوار پر ہوتا ہے کچھ لوگ اپنی چند لمحوں کی خوشی کے لیے کئی گھروں میں عمر بھر کے دکھ اور غم دے دیتے ہیں...... اگر ہم اپنے ایسے کام کرنے سے قبل صرف یہ سوچ لیں کہ جو کام میں کرنے جا رہا ہوں اس سے کسی دوسرے کو نقصان تو نہیں ہو رہا۔ میرا خیال ہے اگر صرف یہ سوچ ہر آدمی اپنا لے تو بہت سے شایان اپنی زندگی کے لمحات پورے کر کے بڑے آدمی بننے کی خواہش پورا کر سکتے ہیں۔

لیکن یہ تبھی ممکن ہے کہ اپنی تمام ایسی خواہشات کو ترک کر دیں جس سے ہمیں تو چند لمحوں کے لیے خوشی ہوتی ہے لیکن کسی اور بہت دنوں تک غم مل جاتا ہے۔ والسلام آپ کا بھائی

عبدالوارث ساجد
awsaajid@yahoo.com
0321-4275767

ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں
www.jamatdawa.org
E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

خط و کتابت کیلئے

ننھے مجاہد 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
فون 7314531 فیکس 042-7117551

صحرا کا بھیدی

منزل پر جلد پہنچنے کے لیے چھ سے سات سو میل کی بجائے ایک سو بیس میل کا راستہ اختیار کیا گیا ہے، جون ۶۳۴ء (ربیع الآخر ۱۳ھ) کا مہینہ ہے، نو ہزار مجاہدین سیدنا خالد بن ولید ؓ کے ساتھ ریگستان کے خطرناک ترین سفر میں تھے، تاریخ نویس لکھتے ہیں کہ تاریخ کا سب سے خطرناک اور بھیانک سفر تھا، اس سفر میں راہبر سیدنا رافع بن عمیر ؓ تھے، رافع ؓ ایک زبردست جنگجو اور صحرا کا بھیدی تھا، اللہ تعالیٰ نے رافع ؓ کو ایسی طاقت دی تھی کہ وہ صحرا کے بھیدوں سے واقف تھا، اور یہ مختصر راستہ انھوں نے بتایا تھا۔

سفر کا پہلا دن تھا، رات کو صحرا ٹھنڈا ہوتا مگر سورج نکلتے ہی گویا ریگستان جلنے لگا، گرمی اتنی ہو جاتی کہ لشکر کے صحابی نڈھال ہو جاتے، لشکر کے افراد ایک دوسرے کو پہچان نہیں پا رہے تھے، مجاہدین نے مل کر ایک جنگی ترانہ گانا شروع کر دیا، سیدنا خالد ؓ نے منع کر دیا کہ اس طرح سے پیاس بڑھ جانے کا امکان ہے اور مشکیزوں میں پانی بہت کم تھا، شام کو پڑاؤ ہوا تو تمام لوگ پانی پر ٹوٹ پڑے، کھانے کی جگہ بھی سب نے پانی پی لیا۔

سفر کے دوسرے دن لشکر کو ایسا محسوس ہوا، جیسے وہ صحرا میں نہیں جہنم میں چلے جا رہے ہوں، ریت کی چمک سے آنکھیں چندھیائی ہوئی تھیں، آگ کا سمندر تھا اور لشکر شعلوں میں گھرا تیرتا ہوا جا رہا تھا۔

تیسرے دن کا سفر ہولناک اور اذیت ناک ہو گیا ٹیلوں اور نشیب و فراز کا علاقہ شروع ہو گیا تھا، بعض دیواروں جیسے ٹیلوں کے درمیان جگہ اتنی تنگ تھی کہ اونٹ دونوں طرف سے رگڑ کھا کر گزرتے تھے، اور بدک جاتے تھے، جیسے ان کے جسموں کے ساتھ گرم لوہا لگایا گیا ہو، شام کو پڑاؤ ہوا تو سب کے منہ کھلے ہوئے تھے، ہولناک انکشاف یہ ہوا کہ پانی کا ذخیرہ ختم ہو چکا تھا، حالانکہ وہ پانچ دنوں کے لیے کافی تھا۔

چوتھا دن قیامت سے کم نہ تھا، پانی کی ایک بوند تک نہ تھی، مگر مجاہدین چلے جا رہے تھے، انھیں جلد از جلد شام کی سرحد تک سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح ؓ کے پاس پہنچنا تھا، سیدنا ابوعبیدہ ؓ کو فوری کمک کی اشد ضرورت تھی اسی لیے سیدنا خالد بن ولید ؓ نے مجاہدین کے ساتھ یہ صحرا کا ہولناک سفر شروع کیا تھا تا کہ جلد مدینہ کے لشکر کی مدد کو پہنچ جائیں جو ایک سو بیس میل کی مسافت پر تھا، مجاہدین کو سراب دکھائی دینے لگے، کوئی مجاہد پانی پانی کہتا دوڑ پڑتا تو کوئی کہتا دیکھو وہ نخلستان ہے، کبھی کوئی شہر نظر آتا تو کبھی

مینا کاشمیری......کھاریاں کینٹ

سمندری جہاز دکھائی دیتے، مجاہد اپنے ساتھیوں کو روکتے تو رافع ؓ منع کر دیتے اور کہتے اسے اللہ کے سپرد کر دو...... صحرا نے قربانیاں وصول کرنا شروع کر دی ہیں۔

ان کے پیچھے مت جاؤ...... نہ دوڑو...... سب مرو گے، ایک مجاہد اونٹ سے اترا اور "پانی پانی" کہتا دوڑنے لگا، اونٹ بھی ہمت ہارنے لگے، یک دم اونٹ خوفناک آواز نکالتا اور بیٹھنے کے لیے اگلی ٹانگیں دوہری کرتا اور پھر ایک پہلو پر لڑھک جاتا، سوار مجاہد بھی گر جاتا، مگر اٹھنے کی طاقت ختم ہو گئی تھی، سب کی آنکھیں بند تھیں، کسی ساتھی کو ہوش نہ تھی، سب سراب کا شکار ہو رہے تھے، سیدنا خالد بن ولید ؓ جو سپہ سالار تھے ان کی حالت بھی ایسی ہی تھی، سب ایک عزم اور ایمان کی قوت کے بل بوتے پر چلے جا رہے تھے، گھوڑوں کے منہ بھی کھل گئے تھے، زبانیں سوکھ آئیں، مجاہدین لاشوں کی مانند ہو گئے تھے، ان کی زبانیں سوج کر ایسے ہو گئیں تھیں جیسے لکڑی کے ٹکڑے ہوں، سب اونٹوں کی پیٹھوں سے گر پڑے اور جسموں کی نمی خشک ہونے سے عالم نزع کے قریب تھے صحرا میں سفر کا آخری دن تھا، مگر صحرا ختم نہ ہو رہا تھا، یہ ایک معجزہ ہی تھا کہ وہ سب ابھی تک زندہ اقامت دین کے لیے بڑی کڑی آزمائش سے اس وقت گزر رہے تھے، سیدنا خالد بن ولید ؓ نے بڑی مشکل سے زبان سے یہ لفظ نکالے "اے رافع!" اب تک تو ہمیں اس چشمے پر ہونا چاہیے جس کا ذکر تو نے کیا تھا، (نظر) ایک ہی منزل دور رہ گیا ہوگا۔"

کہیں ہم بھٹک تو نہیں گئے: رافع ؓ نے کہا: "میں آشوب چشم (آنکھوں کی تکلیف) کا مریض ہوں اس صحرا نے میری بینائی ختم کر دی ہے، ابن ولید ؓ! لشکر کو روکو، اپنے کچھ آدمی آگے بھیجو، میرے ذہن میں جو حساب ہے مجھے لگتا ہے کہ ہم منزل کے قریب پہنچ گئے ہیں، کچھ آدمی گئے اور انھوں بتایا کہ دو جڑے ہوئے ٹیلے موجود ہیں رافع بن عمیرہ ؓ نے کہا اب ایک کانٹوں والا درخت تلاش کرو تو سمجھو ہم کامیاب ہو گئے، مجاہدوں نے ٹیلوں کے آس پاس زمین کھودی تو ایک کانٹے دار درخت ملا، مجاہدین برچھیاں اور نیزے ریت میں مارنے لگے، اچانک پانی کا چشمہ ابل پڑا جو ریت میں گم ہو چکا تھا، لشکر پانی پر ٹوٹ پڑا، اونٹ اور گھوڑے بھی سیراب ہو گئے، پیچھے ریت پر پڑے نیم جان ساتھیوں کو تلاش کیا گیا، کچھ شہید ہو گئے تھے، انھیں وہیں دفنا دیا گیا، خالد ؓ نے رافع ؓ کو گلے لگا لیا اور کہا: "اے رافع! تو نے لشکر کو بچا لیا ہے۔" رافع ؓ نے جواب دیا: "ابن ولید ؓ! اللہ تعالیٰ نے بچایا ہے، میں اپنے بچپن میں ایک دفعہ باپ کے ساتھ اس چشمے پر آیا تھا اور یہ آج سے تیس سال پہلے کی بات ہے، مجھے یقین تھا کہ وہ چشمہ اب بھی اس سفر میں ہوگا، بس ریت نے اسے چھپا لیا تھا، میں نے دو ٹیلوں اور درخت کی نشانی یاد رکھی تھیں، یہ اللہ کا کرم ہی ہے کہ اتنے سالوں بعد بھی یہ چشمہ ترو تازہ تھا، آخر پانچ دنوں کا یہ بھیانک سفر ختم ہوا، اللہ والوں پر جو کڑی آزمائش آئی تھی ٹل گئی آگے کا سفر تو اب نہایت آسان تھا۔ رہے نام اللہ کا۔

فلسطین آنسو بہا رہا ہے

فلسلطین لہو کے آنسو بہا رہا ہے
یہودی وہاں خون کے دریا بہا رہا ہے
زندگی وہاں موت کے سایوں میں سسک رہی ہے
فلسطین کی ہر ایک بیٹی بھی یونہی تڑپ رہی ہے
ہر نیا دن اس کے لئے لے کر اذیت آ رہا ہے
وہ گلشن جو کبھی لہلہا رہا تھا
جس پر کبھی بہار کا سماں تھا
آج وہ گلشن خزاں میں مرجھا رہا ہے
فلسلطین لہو کے آنسو بہا رہا ہے
یہودی وہاں خون کے دریا بہا رہا ہے

سعدیہ جاوید......رشید آباد، ملتان

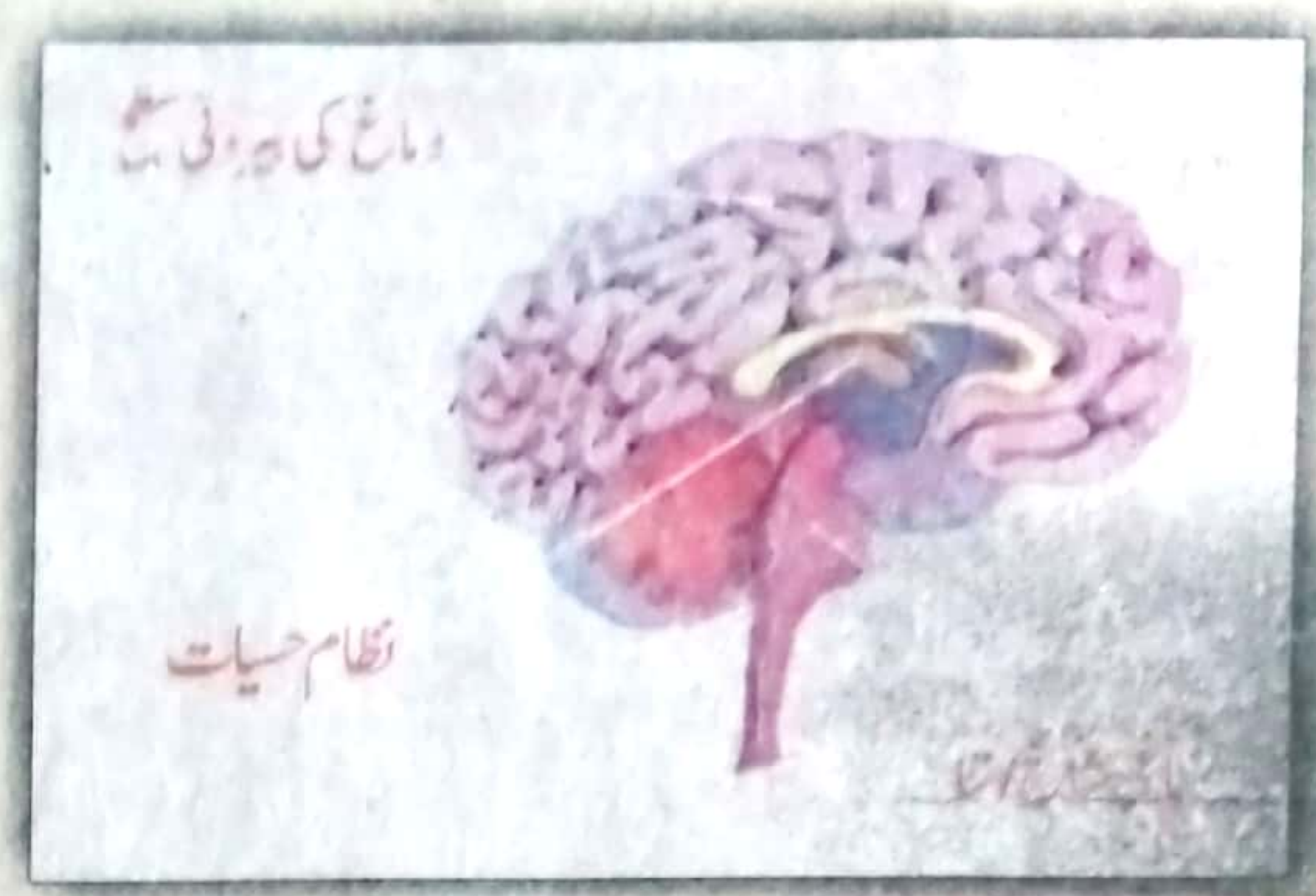

انسانی دماغ

محمد الیاس حامد

...انسانی دماغ بینک میں رکھے جائیں گے؟

چینی باشندوں کے دماغ کے سائنسی مطالعے کے لئے انسانی دماغوں کا ایک بینک قائم کیا جا رہا ہے۔

ہانگ کانگ اور چین کے محققین نے امید ظاہر کی ہے کہ وہ چینی عوام کو اس بات پر قائل کر سکیں گے کہ وہ چینی باشندوں کے دماغ کے بارے میں مطالعے اور تحقیق کے لئے اپنے دماغ اس بینک کو عطیہ کر دیں۔

مغرب میں قائم انسانی دماغ کے بینکوں میں چینی عوام کے دماغوں پر تحقیق کے لئے خاطر خواہ دماغ موجود نہیں ہیں۔

ہانگ کانگ یونیورسٹی کے سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ یہ منصوبہ مختلف نسلوں کے درمیان موجود تفریق کو سمجھنے کے لئے سائنسدانوں کے لئے مددگار و معاون ثابت ہوگا اور مختلف بیماریوں کے علاج کے لئے بھی مدد دے گا۔

تاہم چینیوں کی اکثریت کا خیال ہے کہ موت کے بعد آخری رسومات انسانی جسم کی ثابت و سالم حالت میں ہی ادا کی جائیں۔

چینیوں کی اکثریت کا یہی خیال اس نئے منصوبے کے لئے مشکل ثابت ہوگا۔ ایک بیان میں ہانگ کانگ یونیورسٹی نے کہا انسانی دماغوں کے مغربی بینکوں میں چینی عوام کے دماغوں پر تحقیق کے لئے خاطر خواہ دماغ موجود نہیں ہیں۔ ایسے میں جبکہ مغرب میں انسانی دماغوں پر کی جانے والی تحقیق بہت تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے، ہمیں چینی دماغوں پر تحقیق کرنے کے لئے چینی باشندوں کے دماغوں کی شدید کمی کا سامنا ہے۔

دماغ کو انسانی جسم کا آخری مورچہ قرار دیا جاتا ہے۔ انسانی سوچ اور جذبات کی بعض پیچیدگیاں اور مرکزی اعصابی نظام کو نقصان پہنچانے والی بعض بیماریاں اب تک مکمل طور پر نہیں سمجھی جا سکی ہیں۔

امریکہ و یورپ میں اس بارے میں کی جانے والی تحقیق پر کثیر سرمایہ اور وقت صرف کیا جا رہا ہے اور انسانی دماغ پر تحقیق کے لئے دماغ کے کئی بینک بھی قائم کئے جا چکے ہیں۔

لیکن اب ہانگ کانگ اور چین کے حنان صوبے میں قائم کیا جانے والا یہ بینک اس لحاظ سے قدرے مختلف ہوگا کہ یہ چینی دماغوں کا ایک ذخیرہ جمع کرنے کی ایک کوشش ہوگا۔

اس بینک میں اپنے دماغ عطیہ کرنے والوں کی مکمل طبی معلومات اور نفسیاتی خاکے بھی ذخیرہ کئے جائیں گے۔

ان میں سے بعض نفسیاتی اور بعض ذہن پیمائی کے مختلف تجربات سے بھی گزارے جائیں گے۔ اس طرح کی معلومات تو اب تک مغربی ممالک میں قائم انسانی دماغ کے بینکوں میں بھی حاصل نہیں کی جا سکی ہیں۔

انسانی دماغ کا یہ مجوزہ بینک صوبہ حنان کے زیانگیا میڈیکل اسکول اور فیکلٹی آف میڈیسن یونیورسٹی آف ہانگ کانگ میں قائم کیا جائے گا۔

سوچو، دماغ چھوٹا نہ ہو جائے......

تحقیق کاروں کا کہنا ہے کہ احساس کمتری کے شکار لوگوں کی یادداشت پر عمر کے ساتھ ساتھ باقی لوگوں کے مقابلے میں زیادہ برا اثر پڑ سکتا ہے۔

اس نئی تحقیق میں، جسے لندن کی رائل سوسائٹی میں پیش کیا گیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان لوگوں کے دماغ کے حجم میں بھی کمی آ سکتی ہے، نسبتاً ان لوگوں کے جو اپنے آپ کے بارے میں خوش آئند خیالات رکھتے ہیں۔

کینیڈا کی میکگل یونیورسٹی کے ڈاکٹر سونیا لیوپٹن نے بانوے عمر رسیدہ افراد کا پندرہ برس تک جائزہ کیا اور ان کے دماغ کے عکس کا تجزیہ کیا۔ انہیں تحقیق کے دوران معلوم ہوا کہ احساس کمتری کے شکار لوگوں کے دماغ کا حجم ان لوگوں کے مقابلے میں پانچویں حصے سے بھی کم ہوتا ہے جو اپنے بارے میں اچھا سوچتے ہیں۔

ڈاکٹر لوپٹن کا کہنا ہے کہ اگر ان لوگوں کے اپنے بارے میں سوچنے کے ڈھنگ میں تبدیلی لائی جا سکے تو ان کے دماغی زوال کے سلسلے کو روکا جا سکتا ہے۔

انہوں نے کہا 'ذہنی قوت کی بازیابی ممکن ہے' پہلے سمجھا جاتا تھا کہ یہ ممکن نہیں ہے۔ جانوروں اور انسانوں پر کئے گئے تجربوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ماحول کو بہتر بنایا جائے، اور چند عناصر کو تبدیل کیا جائے، تو دماغ کی قوت و ہیئت معمول پر واپس لائی جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر لیوپٹن کا کہنا ہے کہ یادداشت کھو جانے کا ڈر ایک جال ہے، کیونکہ اس پریشانی سے منفی سوچ پیدا ہوتی ہے، جس سے دماغی صحت پر مزید برا اثر پڑتا ہے۔

آنکھ جھپکنے سے دماغ بند

سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ آنکھ جھپکتے وقت دماغ کے کچھ حصے کام کرنا بند کر دیتے ہیں۔ تحقیق کرنے والے سائنسدانوں کا تعلق یونیورسٹی کالج لندن سے ہے۔

کرنٹ بیالوجی (Current Biology) میں لکھتے ہوئے ان سائنسدانوں نے کہا کہ آنکھ میں روشنی داخل ہونے کی صورت میں بھی پلک جھپکنے پر دماغ کے حصے کام بند کر دیتے ہیں۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ تحقیق واضح کر دیتی ہے کہ انسان پلک جھپکنے کو کبھی اس طرح محسوس نہیں کرتا کہ اسے دیکھنے میں وقفہ محسوس ہو۔

آنکھ جھپکنے کے وقت نہ تو روشنی ہوتی ہے اور نہ ہی کچھ دکھائی دیتا ہے لیکن ہمیں اندھیرے کا احساس نہیں ہوتا۔

سائنسدان معلوم کرنا چاہتے تھے کہ انسان بار بار آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا جانے سے پریشان کیوں نہیں ہوتا۔

آخری قسط

آزادی کے مسافر

ابو فاتنہ

ابو ولیجہ بھائی عبداللہ سے یہ خبر سن کر خوش ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ ان مجاہدین کی مدد فرما جن کو انڈین آرمی ڈھونڈ رہی ہے، عبداللہ بھائی نے کہا آمین یا رب العالمین۔

نماز مغرب ادا کرنے کے بعد یہ دو مجاہدوں کا قافلہ ذکر و اذکار کرتے ہوئے شاہ جی کی طرف روانہ ہوگیا، ساری رات سفر کرنے کے بعد صبح شاہ جی کے بتائے ہوئے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک بزرگ نے دروازہ کھولا اور یہ دونوں مجاہد گھر کے اندر داخل ہوگئے، ابو ولیجہ نے پوچھا بابا جی! شاہ جی کدھر ہیں تو بابا جی نے ایک خط ابو ولیجہ کے ہاتھ پر رکھ دیا جو کہ شاہ جی دے کر گئے تھے، ابو ولیجہ بھائی خط پڑھ کر کچھ پریشان ہوئے مگر جلد ہی بابا جی کے بتانے پر خوش بھی ہوگئے۔

صبح ہوتے ہی شاہ جی کی بتائی ہوئی جگہ پر شاہ جی سے ملاقات کی اور گزرے ہوئے مکمل حالات پر شاہ جی سے گفتگو کی اور پھر اس کے بعد ابو جلال سے پوچھا کہ آپ کا کیا پروگرام ہے ابو بلال کا انتظار کرنا ہے یا کہ پھر اس کے بغیر ہی بیس کیمپ کی طرف روانہ ہونا ہے، تو ابو جلال نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ ابو بلال کو ساتھ لے کر ہی جاؤں گا اس طرح کچھ دن ادھر گزار لوں گا، شاہ جی نے کہا ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی پھر کچھ دیر شاہ جی اور ابو ولیجہ کے درمیان حالات کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی اور کچھ شاہ جی ابو ولیجہ کو کام کے متعلق ہدایات دینے لگے ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد تمام مجاہدین نے صرف ایک کے علاوہ آرام کیا اور شام کو ابو ولیجہ نے نئے حکم کے تحت ابو ولید سے ملاقات اسی جگہ پر کرنی تھی جبکہ شاہ جی اور باقی تمام دوست وہاں سے اگلے علاقے کی طرف نکل گئے۔

رات کو ابو ولید اپنے ساتھ ایک ساتھی کو لے کر اس مکان میں آئے جہاں ابو ولیجہ موجود تھے اور ان کو لے کر دوبارہ اپنے سفر کی طرف چل پڑے ابھی یہ چار مجاہدین کا مختصر سا قافلہ ساری رات سفر کرتا رہا اور صبح ہوتے ہی شاہ جی کے حکم کے مطابق ابو ولیجہ کو اس علاقے میں پہنچا دیا جہاں اگلے مشن کا آغاز کرنا تھا۔

شاہ جی کے مطابق کہ ابو ولیجہ بھائی آج کل آرمی کی توجہ ساری کی ساری اس علاقے کی طرف ہے، پار والے علاقے میں جا کر کچھ آرمی کو مصروف کرو تا کہ اس علاقے کے اندر مجاہدین آسانی سے حرکت کر سکیں، ابو ولیجہ ابو ولید اور دیگر ساتھی ملنے کے بعد مشورہ کرنے لگے کیسے اس علاقے کے اندر آرمی کو مصروف کیا جائے کس کیمپ پر اٹیک کیا جائے یا پھر آرمی کے راستے میں ایمبش لگایا جائے یا پھر بارودی سرنگ کا دھماکہ یا کہ اور کوئی طریقہ اپنایا جائے، کافی دیر مشورے کے بعد یہ طے ہوا کہ وقتی طور پر اور سب سے جلدی جو کام کر سکتے ہیں، وہ ہم بارودی ایمبش لگا سکتے ہیں اس سے مجاہدین مکمل طور پر محفوظ رہ سکتے ہیں اور آرمی کو بھی زیادہ نقصان ہوگا، پھر دو ساتھی بارود اور آر، سی یعنی ریموٹ کنٹرول نکالنے کے لیے روانہ کر دیے گئے ان کے واپس آنے کے بعد ابو ولیجہ اور ابو ولید نے بارودی سرنگ بنانا شروع کر دی، دو گھنٹے کی محنت کے بعد ایک زبردست بارودی سرنگ بنانے میں کامیاب ہوگئے اور پھر مجاہدین کی خوشی کی انتہا نہ رہی کہ آج ہی کارروائی کی جائے گی مگر ابو ولیجہ نے کہا نہیں آج ہم آرمی کی سڑک پر جو حرکت ہے، اس پر نگاہ رکھیں گے اور آنے والی رات کو سرنگ کو نصب کر کے بعد میں صبح کو بلاسٹ کیا جائے گا، سب بھائی خاموش ہوگئے کیونکہ بات ہی کچھ ایسی تھی کہ پہلے آرمی کی حرکت کو جاننا ضروری تھا، اس لیے پروگرام کے مطابق رات کو آرام کیا اور صبح ہوتے ہی دو دو کی ٹولیوں کے اندر روڑ پر نگاہ رکھتے رہے اور پھر رات ہوتے ہی اللہ کا نام لیا اور دو مقامی ساتھیوں کو ساتھ لے کر روڑ کی طرف سفر شروع کر دیا۔

رات بارہ بجے کے قریب روڑ کے پاس پہنچے اور پھر ابو ولیجہ بھائی نے کہا کہ تمام بھائی تہجد ادا کرنے کے بعد دو بجے تقریباً سرنگ کو نصب کریں گے۔

باری باری پہرہ لگا کر سب نے تہجد ادا کی پھر دو بھائی LMG گن فٹ کر کے تھوڑی اونچائی پر بیٹھ گئے اور دو بھائی سرنگ کی جگہ سے ایک ایک کلومیٹر ہٹ کر دائیں اور بائیں نگاہ رکھنے کے لیے آنے والے حالات سے نمٹنے کے لیے تیاری حالت میں بیٹھ گئے ابو ولیجہ اور دوسرے دو سول مجاہد ساتھی بارودی سرنگ نصب کرنے لگے تقریباً 45 منٹ لگے ہوں گے کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بارودی سرنگ فٹ کرنے میں کامیاب ہوگئے اور پھر LMG گن والے ساتھیوں کے پاس پہنچ کر سائیڈ والے تمام ساتھیوں کو بھی مخصوص آواز دے کر واپس بلا لیا۔

ابو ولیجہ بھائی نے بارودی سرنگ ایسی جگہ نصب کی تھی کہ عموماً پہاڑی علاقے میں سڑک دریا کے ساتھ ساتھ جاتی ہے دریا اور سڑک میں موڑ اکثر زیادہ ہوتے ہیں اور پھر یہ سرنگ بھی ایک موڑ پر نصب کی گئی تھی اور پھر یہ تمام بھائی سرنگ کو بلاسٹ کرنے کے لیے اصولی طور پر تو یہ چاہیے تھا کہ دریا کراس کر کے دوسری طرف سامنے جنگل بنتا تھا اس میں بیٹھ کر سرنگ کو بلاسٹ کرتے مگر ابو ولیجہ بھائی نے سرنگ لگانے کے لیے موڑ کو اس لیے استعمال کیا تھا کہ وہاں لگائی جانے والی سرنگ کی جگہ کو ہم اسی طرف بیٹھ کر آسانی سے بلاسٹ کر سکتے ہیں، طے یہ ہوا کہ صبح چھ بجے تک آرام کرنے کے بعد میں آخری پہرے والا تمام ساتھیوں کو جگا دے گا، پھر سب اکٹھے بلاسٹنگ کا نظارہ دیکھیں گے، اس طرح فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد تمام ساتھی سو گئے ایک کے علاوہ چھ بجے سارے اٹھے ناشتہ کیا اور روڑ پر نگاہ رکھ کر بیٹھ گئے کہ دن چڑھنے کے ساتھ ساتھ لوگوں اور گاڑیوں کی حرکت سڑک پر نظر آنے لگی پھر آخر کچھ دیر بعد آرمی کی سرچنگ پارٹی (مجاہدین کو تلاش کرنے والے) بھی روڑ پر آتی ہوئی نظر آئی، سب بھائیوں کے خود بخود ہاتھ دعا کے لیے بلند ہوئے کہ اے اللہ! ہماری سرنگ کی حفاظت فرما اور یہ بھی بتاتا چلوں کہ مجاہدین نے مائن ڈکٹیٹر سے بچنے کے لیے یعنی بارود تلاش کرنے والے آلے سے بچنے کے لیے خاص قسم کا ایک کور اپنی سرنگ پر چڑھا دیا تھا تا کہ آرمی والے بارود کو تلاش نہ کر سکیں، ادھر جوں جوں سرچنگ پارٹی سرنگ کی طرف بڑھ رہی تھی مجاہدین کی فریاد اور دعائیں ان کا جوش و خروش بھی بڑھتا جا رہا تھا، اتنی دیر میں ایک سول گاڑی آئی اور سرنگ پر کھڑی ہوگئی اور جیسے فوجی قریب آئے یہ چل پڑی فوجی سڑک چھوڑ کر نیچے اتر گئے اور بارودی سرنگ چھوڑ کر آگے جا کر پھر روڑ پر چڑھے اس طرح مجاہدین کی سرنگ بالکل محفوظ رہی اور آرمی کی نظر میں نہ آئی، لہٰذا تمام مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنے شکار کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔

صبح آٹھ بجے کے قریب آرمی کی گاڑیوں کی آمد و رفت روڑ پر شروع ہوئی اور نو بجے کے قریب آرمی کا نوائے (قافلہ) آ گیا جس کا ہم بے چینی سے انتظار کر رہے تھے، اس کانوائے کے اندر جموں سے آئے ہوئے وہ فوجی تھے جو کہ چھٹی کاٹ کر واپس ڈیوٹی پر آ رہے تھے، مگر ان کو معلوم تھا کہ آج چھٹی کاٹ کر آنے والے فوجیوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن کی دنیا سے ہمیشہ کے لیے چھٹی ہونے والی تھی، پہلے گاڑیاں قریب آ رہی تھی ابو ولید کی انگلیاں سیٹ پر فریکونسی ویسے ہی جلدی جلدی تیز کر رہی تھی اور آخری لفظ پر آ کر ابو ولید کی انگلی کی حرکت رک گئی۔

جیسے ہی جیپ بارودی سرنگ کے اوپر سے آگے گزری بعد میں ٹرک سرنگ پر چڑھا ابو ولید کی انگلی نے بٹن دبایا مجاہدین کی زبان سے نعرہ تکبیر بلند ہوا اور سڑک پر ایک زوردار دھماکہ ہوا ساتھ ہی فضا کے اندر ایک آگ اور دھوئیں کا گولا بلند ہوا جیسے ہی دھوئیں کا گولا ختم ہوا وہ ٹرک جس کے اندر فوجی جوان موجود تھے، ایک پنجر کی شکل یا کہ ایک ڈھانچہ کی طرح موڑ سے نیچے دریا میں موجود تھا اور بوکھلائے ہوئے پاگل فوجی فوراً بڑی پھرتی سے جو کہ پچھلی گاڑیوں کے اندر موجود تھے نیچے آئے اور دریا میں فائرنگ شروع کر دی کیوں کہ فوجیوں کے ذہن میں یہی بات تھی کہ مجاہدین پار موجود ہیں، فوجیوں کی گنوں کا فائر جنگل تک تو جا نہیں سکتا تھا کیوں کہ فاصلہ زیادہ تھا مگر دریا کے اندر مچھلیوں کی شامت آ گئی۔

آرمی دریا پر فائرنگ کر رہی تھی کہ تمام مجاہدین نے اپنا سامان اٹھایا اور پچھلے جنگل کی طرف سفر شروع کر دیا۔ اتنے میں گاؤں والے لوگ جو راستے میں ملے خوشی خوشی مجاہدین کو مبارک باد دینے لگے، کیوں کہ وہ آرمی کے ظلم و ستم سے تنگ تھے اور جب مجاہدین کارروائی کر کے نکلے تو مجاہدین کے ساتھ ساتھ لوگ بھی بہت خوش تھے۔

فلسطینی بچے کیا کہتے ہیں؟

مظلوم بچوں کی مدد کروں گا

میں چوتھی جماعت میں پڑھتا ہوں اور اپنے وطن میں امی ابو کے ساتھ رہتا ہوں۔ فلسطین کے کم سن بچے بھی اپنے پیارے وطن کے دفاع سے غافل نہیں۔ یہ بچے اسرائیلی ٹینکوں پر پتھراؤ کر کے اپنے غم وغصہ کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک روز میں نے اسرائیلی فوجی کو دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں رائفل تھی۔ اس نے ایک بچے کو پکڑا اور بڑی بے دردی سے اسے قتل کر دیا۔ یہ دردناک منظر دیکھ کر میرا دل غم سے بھر آیا۔ ''یہ ظالم فوجی معصوم بچوں کو جان سے کیوں مار دیتے ہیں؟...... کیا ہم ان مظلوم بچوں کی مدد نہیں کر سکتے؟'' ذہن میں ابھرنے والے یہ سوالات مجھے ہر وقت بے چین کیے رکھتے۔ آخر کار میں نے اپنے دل میں یہ عزم کر لیا کہ میں اپنی استطاعت کے مطابق فنڈ جمع کروں گا۔ نیکی کے اس کام میں اپنے دوستوں کو بھی شریک کروں گا۔ پھر یہ جمع شدہ رقم مظلوم اور معذور بچوں کی مدد کے لئے بھیج دوں گا تا کہ وہ بھی ہماری طرح مزیدار چیزیں کھائیں، اچھے کپڑے پہنیں، ہماری طرح تعلیم حاصل کریں اور خوش وخرم زندگی بسر کریں۔

احمد عدنان عمر 10 سال

کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں

ایک وحشی درندہ، جسے دنیا ''ایریل شیرون'' کے نام سے جانتی ہے۔ مسلمانوں کے خلاف بغض وعناد، جو اس کے سینے میں چھپا ہوا تھا۔ اب ظاہر ہو چکا ہے۔ اس درندے نے اپنے خونی پنجے فلسطین کی سرزمین پر گاڑ دیئے ہیں۔ مسلمانوں کے خون سے فلسطین کے در و دیوار رنگین کر دیئے ہیں۔ وہ فلسطینی عوام پر بے پناہ ظلم وتشدد کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے تا کہ اہل فلسطین بے بس و مجبور ہو کر اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیں، اپنے دینی مقدسات اور آزاد وطن کے حق سے دستبردار ہو جائیں۔

فلسطین کے ننھے منے بچے بھی اس کی درندگی اور سفاکی سے محفوظ نہیں۔ اس نے ہزاروں ماؤں کے جگر گوشوں کو آگ اور خون میں تڑپا دیا ہے۔ شیر خوار بچی ''ایمان'' اور ننھے شہید ''محمد'' کے خون میں نہائے پھول جیسے چہرے انسانی حقوق کے علمبرداروں سے یہ پوچھ رہے ہیں: ''ہمیں کس جرم کی پاداش میں قتل کیا گیا؟''۔

سجاد الرحمٰن تاج ملتان

ان کا قصور کیا تھا؟ آخر وہ کون سا جرم ہے جو ان کے ننھے ہاتھوں سے سرزد ہوا؟...... سوائے اس کے کہ وہ اہلِ توحید کے ہاں پیدا ہوئے...... ہاں...... ان معصوم جانوں کو صرف اور صرف مسلمان ہونے کی سزا دی گئی...... یہ نونہال اپنے غصب شدہ حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں...... صیہونی مظالم سے آزادی اور خود مختاری چاہتے ہیں...... ہاں...... یہی تو جرم ہے ان کا......

بارہ سالہ عبدالرحمٰن

انسانی حقوق کی تنظیمیں خاموش کیوں؟

اسرائیلی فوج کے خونخوار بھیڑیے فلسطینی مسلمانوں کا مال و دولت لوٹ رہے ہیں، ان کے خاندانوں کو ملک بدر کر رہے ہیں اور بچوں کو یتیم کر رہے ہیں۔ بلاشبہ دین کی عزت اور کھویا ہوا ''وقار'' پانے کا واحد راستہ ''جہاد فی سبیل اللہ ہے'' اور جہاد محض ''جہاد بالنفس'' ہی نہیں بلکہ ''جہاد بالمال'' بھی فرض ہے جو جہاد بالنفس سے کسی طرح بھی کم نہیں۔ چنانچہ ہر مسلمان اپنے زخمی اور معذور بھائیوں کے علاج اور شہدائے اسلام کی تجہیز وتکفین میں اپنا حصہ ضرور ڈالے۔

بارہ سالہ احمد عمیر

مسلم نوجوانوں پر فرض ہے کہ اہل فلسطین کی مدد کریں اور مسجد اقصیٰ کی حفاظت کریں جہاں ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی تھی۔ اے سرزمین انبیاء! ہم اپنا لہو، اپنی جانیں تجھ پہ فدا کرتے رہیں گے۔

عبدالعزیز عمر 11 سال

مدد کرو

اے مسلمانو! تم مال و دولت کو پانی کی طرح بہا رہے ہو، فضول خرچی اور اسراف کرتے ہو، کیا تم اپنے دینی بھائیوں کو بھول چکے ہو جو مقبوضہ فلسطین میں شہید ہو رہے ہیں؟ عالم اسلام کے نوجوانو! ریاکاری اور عیاشی کی غرض سے مال کو ضائع مت کرو۔ اللہ کی رضا کے لئے صدقہ وخیرات کرو اگرچہ کھجور کی گٹھلی کے برابر ہو۔ اپنے فلسطینی بھائیوں کی مدد کے لئے آگے بڑھو۔ ان کو اپنی دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھو جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں اور ''بیت المقدس'' کی آزادی کے لئے اپنی جانیں لٹا رہے ہیں۔

احمد سعود عمر 10 سال

مسکراہٹیں

● جب آیت نازل ہوئی (کھاؤ اور پیو جب تک تم پر صبح کی سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے ممتاز نہ ہو جائے...... الخ) تو عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے ایک سفید دھاگہ اور ایک سیاہ دھاگہ لیا اور سوتے ہوئے اپنے ساتھ رکھ لیا جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو انہوں نے اسے دیکھا وہ دونوں میں تمیز نہ کر سکے جب صبح ہوئی تو عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اپنے تکیے کے نیچے سفید اور سیاہ دھاگے رکھے تھے اور کچھ نہیں ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے بطور مذاق فرمایا: پھر تو تمہارا تکیہ بہت لمبا چوڑا ہوگا کہ صبح کا سفید اور سیاہ خط اس کے نیچے آ گیا۔

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ آیت کا مطلب یہ سمجھتے تھے کہ خط ابیض اور خط اسود سے مراد کالے اور سفید ڈورے ہیں حالانکہ آیت میں کالی اور سفید دھاری سے رات کی تاریکی اور صبح کی روشنی مقصود ہے۔ (صحیح بخاری)

محمد سجاد...... وادی نیلم، اٹھمقام، آزاد کشمیر

● ابوالحسن مدنی کا قول ہے کہ عمران بن حطان جس کی شکل خوبصورت نہ تھی اور وہ بدشکل انسان تھا لیکن اس کے برعکس اس کی بیوی بے حد خوب صورت اور حسین وجمیل خاتون تھی ایک دن بیوی خوبصورت کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھی۔ اپنے خاوند کو بڑی خوبصورت لگی اور وہ دیکھتا ہی رہا اور کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں، اللہ کا شکر ہے۔ تو صالحہ اور حسینہ بیوی نے جواب دیا کہ پھر تو خوش ہو جا کہ ہم دونوں میاں بیوی جنت میں جائیں گے۔ ان شاء اللہ وہ کس طرح؟ تو بیوی نے کہا کہ تجھے میرے جیسی خوبصورت بیوی ملی ہے جس پر تو اللہ کا شکر کرتا ہے اور مجھے تیرے جیسا بدصورت خاوند ملا ہے جس پر میں صبر کرتی ہوں کیونکہ صبر وشکر کرنے والے دونوں جنت میں جائیں گے۔

(بحوالہ مجلس النساء)

شاہدہ تبسم...... کوہلہ، اکاڑہ

ایک دفعہ مولانا علی محمد صمصام صاحب دہلی علم حاصل کرنے جا رہے تھے تو راستے میں شام پڑ گئی، قریبی گاؤں کی مسجد میں گئے تو جماعت کھڑی ہوئی تھی۔ جب امام نے کہا ولا الضالین کہا تو مولانا صمصام صاحب نے اونچی آواز سے کہا، آمین جب سلام پھیرا تو کہنے لگے یہ کون ہے ہمارے صفیں ناپاک کر دی ہیں۔ مولانا صاحب صفیں اکٹھی کرنے لگے انہوں نے کہا یہ کیا کر رہے ہو کہنے لگے یہ ناپاک میں لے جاتا ہوں تم نئی لے آنا، انہیں گاؤں کا میاں اپنے گھر میں لے گیا۔ گاؤں میں شور مچ گیا کہ میاں کے گھر وہابی آیا ہے ایک بوڑھی عورت اپنی پوتی کا بازو پکڑے مولانا کو دیکھنے آئی تو میاں سے کہنے لگی کہ تمہارے گھر سنا ہے وہابی آیا ہے وہ کہنے لگے ہاں وہ ماشاء اللہ سامنے چارپائی پر بیٹھا ہے تو سامنے دیکھ کر کہنے لگی آہاں! یہ تو بندہ ہے۔

راوی: مولانا عبدالعلیم یزدانی حفظہ اللہ

رضوانہ خورشید...... چک نمبر 92/12

میری امی نے ایک دن مجھے سمجھایا کہ بیٹا اپنے ابو کو ''تسی'' کہہ کر بلاتے ہیں۔ ایک دن لائٹ چلی گئی اور ابو گھر پر نہیں تھے تو میں نے امی سے کہا ''بجلی وی چلی گئی اے تے ''تسی'' ہوری وی گھر کوئی نئیں۔

آصف محمود...... کھاریاں

ذرا بتائیں تو؟

سلسلہ نمبر 5

وہ جگر گوشہ رسول ﷺ کی جگر گوشہ تھیں۔

خوش قسمتی دیکھیے، نانا دنیا کے سب سے عظیم انسان تھے، باپ بھی ایسے کہ جن کی بہادری کی مثالیں آج تک دنیا دہراتی ہے، ماں جنتی عورتوں کی سردار اور بھائی نوجوانوں کے سردار ہیں، مدینہ میں پیدا ہوئیں تو پیارے نبی ﷺ بہت خوش ہوئے اور اپنی خالہ کے نام پر ان کا نام رکھا گیا، جب پیارے نبی ﷺ فوت ہوئے پانچ سال کی تھیں، اسی سال والدہ محترمہ فوت ہوگئیں اور وہ پانچ سال کی عمر میں ہی ماں کے سایہ شفقت سے محروم ہوگئیں۔ جوان ہوئیں تو ان کی شادی ذی القعدہ ۱۷ ہجری کو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوگئی۔

ان کے ہاں پہلا بچہ ہوا جس کا نام زید بن عمر رکھا گیا جو زید الاکبر کے نام سے مشہور ہوئے، ایک بچی پیدا ہوئی جو رقیہ بنت عمر کے نام سے جانی جاتی ہیں۔

وہ خلیفہ کی بیوی تھیں اس لیے قوم کی خدمت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتی نہ صرف خود ہنڈیا پکا کر مہمانوں کو کھلاتیں بلکہ عورتوں کے مسائل بھی حل کرتیں۔

ایک دفعہ امیر المومنین نے اہل مدینہ کو مسجد نبوی میں جمع فرمایا: ’’ملکہ روم نے میری بیوی کے لیے قیمتی تحائف بھیجے ہیں کیا کروں؟‘‘

’’سب نے کہا انھیں تحائف دیے جائیں۔‘‘

لیکن امیر المومنین نے حکم دیا کہ سب تحائف بیت المال میں جمع کر دیے جائیں تاکہ اس سے مسلمانوں کو فائدہ ہو ۲۳ ہجری کو سیدنا عمر بن خطاب شہید ہوئے تو بہت غمگین ہوئیں ان کے بیٹے ہو بہو اپنے باپ کے مشابہ تھے اس لیے ماں دیکھ کر غم ہلکا کیا کرتیں پہلے شوہر کی شہادت کے بعد ان کا دوسرا نکاح سیدنا عون بن جعفر بن ابی طالب سے ہوا، وہ تستر کی جنگ میں شہید ہوگئے یوں عدت پوری ہونے کے بعد ان کی شادی عون کے بھائی محمد سے ہوئی وہ بھی ایک جنگ میں شہید ہوگئے تو ان کی شادی تیسرے بھائی عبداللہ بن جعفر سے ہوگئی، اپنی آخری عمر کو پہنچی تو غم میں اور اضافہ ہوگیا، ان کے بیٹے زید بن عمر قبیلہ بنی عدی میں ایک لڑائی کی مصالحت کے لیے گئے تھے کہ کسی نے صبح کے وقت تلوار کا وار کر کے شہید کر دیا، ماں کو خبر ملی تو افسوس زدہ لہجے میں کہا: ’’میرے خاوند اور تیرے باپ فجر کے وقت شہید ہوئے اور اب بیٹا بھی فجر کے وقت شہید ہوگیا۔ غم سے نڈھال ہو کر گریں اور اپنے اللہ سے جا ملیں ماں بیٹے کا جنازہ جنت البقیع میں لایا گیا، نماز جنازہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ جس دنوں ان کی وفات ہوئی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور حکومت تھا، یہ نیک بی بی کون تھیں کیا آپ بتا سکتے ہیں؟

بذریعہ قرعہ اندازی انعام یافتگان

①	یاسر جاوید	کامونکی گوجرانوالہ
②	بنت قاری محمد اشرف	قصور
③	ساعرہ عمر	لاہور
④	عبداللہ ربانی	کوئٹہ
⑤	عمیرہ شمیم	ملتان
⑥	ہادیہ غلام	گوجرانوالہ
⑦	مہناز بنت اشرف	رحیم یار خان
⑧	عبدالمعید بن عبداللہ مجاہد	مرید کے
⑨	طاہر محمود ثاقب	پاکپتن
⑩	مدیحہ گوہر	فیصل آباد

نوٹ! انعام یافتگان کو انعام ارسال کر دیے گئے ہیں۔

سلسلہ نمبر 2 کی شخصیت امام ابن تیمیہ

ذرا بتائیں تو؟ سلسلہ نمبر 2 کے صحیح جوابات بھیجنے والے احباب

قصور: عبداللہ فاروقی، حافظ بلال احمد، حافظ خضر حیات، بنت قاری محمد اشرف، محمد سرور شیخ، آمنہ اصغر، حافظ بلال، عبدالقدوس، حفیظ اللہ، ثوبیہ عنایت اللہ، شمائلہ اشرف۔ سیالکوٹ: شاہد بشیر۔ **اوکاڑہ:** اویس مدنی، محمد ایوب، عبداللہ، محمد اشرف، طاہر فہیم۔ **اسلام آباد، راولپنڈی:** عبدالقیوم ظہیر، حافظ عبدالصمد، ابوہریرہ بن ملک اختر۔ **ٹوبہ ٹیک سنگھ:** عنزہ یعقوب، محمد تبسم، محمد ذیشان، احسان الٰہی ظہیر، محمد افضل، محمد عثمان، بختاور اسماعیل، شہزادہ، شفقت رفیق، مبشر بن مطلوب، طیب بن رمضان، عائشہ ارشد، عارف افضل، اسد بن امین، عثمان خان، سرمد رفیق۔ **ڈیرہ اسماعیل خان:** اخت ابوعمار یاسر۔ **گوجرانوالہ:** صدیقہ نسیم، یاسر جاوید، شاہدہ مشتاق، ہادیہ غلام، ستارہ عطا اللہ، صبیحہ سعید، ثوبیہ صدیقہ، صائمہ عبدالرشید، راحیلہ ثنا، اللہ، اسما عرفان۔ **ملتان:** بنت عبداللطیف، محمد عثمان، اخت ابوحفص، اخت رضوان جاوید، اخت بلال، ابورضوان، عدنان دانش، جاوید اسماعیل۔ **دنیا پور:** اخت ابوبصیر۔ **لاہور:** حفصہ بنت مقبول، اخت عثمان اشرف، عتیکہ بنت عبدالرحمن، تمنا بنت محمود، روحیلہ، عمیرہ شاہد، زبیر افضل، یسریٰ بخاری، طلہ سرور، کلیم اللہ، عزیز عبدالستار، تحسین سرور، فوزیہ بنت کلیم، سائرہ عمر، جویریہ داؤد، مدیحہ داؤد۔ **کراچی:** اخت عبدالوکیل ناصر، امیر کمال، اصغر بن حنیف، بشریٰ بدر گل، رفیق بن عبدالرشید، سائرہ بنت ابراہیم۔ **خانیوال:** وقار احمد، محمد سفیان شان، حرمل ثنا اللہ، عبدالواجد، عبدالواحد، عفان خالد۔ **لیہ:** ضیاء الرحمن، حبیب الرحمن، عبیدالرحمن۔ **سرگودھا:** عنایت اللہ، عائشہ صابر، رخسانہ بشیر، عضیہ عارف، سعید الحسن۔ **کوئٹہ بلوچستان:** عطاء الرحمن سلفی، عبداللہ ربانی بن سرور، امۃ تبت عبدالجبار، محمد وقاص شبیر۔ **ساہیوال:** تجمل حسین، ساجد غفور، ماجد غفور۔ **پاکپتن:** طاہر محمود ثاقب۔ **ننکانہ:** اخت ابوذر عبداللہ، حافظہ زیب النساء، خالدہ، حبیبا ابوبکر، علی رضا، اخت افضل۔ **رحیم یار خان:** مہناز بنت محمد اشرف، افتخار علی، سیف اللہ عثمانی، عارفہ صدیقی۔ **شیخوپورہ:** رافعہ بنت عبدالرحمن، مریم بنت عبداللہ مجاہد، عبدالرحمن بن عبداللہ مجاہد، محمود احمد، عبداللہ بن اکرم۔ **فیصل آباد:** انس مکی، شمائلہ ادریس، عبدالرحمن، مظہر سجاد، قمر سجاد، شکیل الرحمن، عصمت طاہرہ، مدیحہ گوہر، عثمانی سلفی، بلال سلفی، ابومرصد نعمان، عبدالرؤف عاصم، آمنہ اکرم جویریہ یعقوب، بنت مشتاق حسین۔ **لودھراں:** ثناء اللہ۔ **سندھ:** محمد عاصم خان۔ **آزاد کشمیر:** محمد مطلوب، محمد جعفر۔ **وہاڑی:** عبدالرحمن عابد، حافظ کلیم اللہ، ماریہ محفوظہ، جویریہ اشرف، قاری محمد اسماعیل، محمد محسن لطیف۔ **خوشاب:** اخت صابرہ، عتیق الرحمن، ابوحیدر عسکری۔ **چکوال:** محمد سہیل، طیب جمشید۔

خطوط بھیجنے والے دیگر بہن بھائی

بنت ماسٹر عبدالغفور، فیصل آباد۔ اریبہ مسعود، رحیم یار خان۔ اخت ابو اسامہ عسکری شہید رحمہ اللہ۔ منیر احمد شیخ گوجرانوالہ۔ ذوالفقار علی، فتح جنگ۔ حافظ خلیل الرحمن ناصر رحمانی، بہاولپور۔ شکیل احمد تبسم، قصور۔ حافظ فائزہ امیر علی، سعودی عرب۔ حمیرا عبدالرحمن، سیالکوٹ۔ طاہر محمود چیمہ۔ سیالکوٹ۔ منیر سدرہ بنت محمد شریف بلغاری۔ محمد منیر، بہاولپور۔ آمنہ مریم، علی آباد۔ جویریہ اشرف، چھٹہ وہاڑی۔ محمد عدنان، ساہیوال۔ غلام مرتضیٰ، نارووال۔ چندہ کوثر شیخ شاہکوٹ۔ شہبانہ جاوید، نیا لاہور۔ ساجد الرحمن وصی، نیا لاہور۔ قاری بنیامین سبحانی، ننکانہ۔ محمد زوہیب کاشف، ام قندیل الایمان، چونیاں۔ حافظ عمر احسان، گوجرانوالہ۔ عظمیٰ لاہورہ۔ عاصمہ غلام حسین، سمندری۔ روبینہ کوثر تہمینہ کوثر سرگودھا۔

ہیرا

یہ کاربن کی خالص قسم ہے۔ یہ دنیا کا سب سے قیمتی پتھر ہے۔ کیا آپ کو علم ہے یہ کس طرح بنتا ہے؟ یہ کوئلے سے بنتا ہے گلیوں، بازاروں میں رُلتا پھرتا ہے خدا کی شان نرالی ہے کہ کوئلے جیسی عام شے مخصوص حالات میں ہیرے جیسے قیمتی پتھر میں تبدیل ہو جاتی ہے (اور تم کون کون سی نشانیوں کو ٹھکراؤ گے) انگریزی لفظ ڈائمنڈ قدیم یونانی لفظ ڈاماس سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں جسے دبایا نہ جا سکے۔ ہیرے زمین کی گہرائی میں نوے میل 150 کلو میٹر کی دوری پر واقع آتش فشاں کی بنیادوں میں پائے جاتے ہیں۔ وہاں پہنچ کر ہی موزوں دباؤ اور درجہ حرارت کے باعث کوئلہ ہیرے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ دنیا میں ہیرے کی بیشتر کانیں وسطی جنوبی افریقہ میں ہیں۔ تاہم کینیڈا، روس، برازیل، امریکہ اور آسٹریلیا میں بھی ہیرے کے وسیع ذخائر پائے جاتے ہیں مگر ایک اندازے کے مطابق ہر سال تیرہ کروڑ قیراط (26 ہزار کلو گرام) وزنی ہیرے کانوں سے نکالے جاتے ہیں ان کی قیمت نو ارب ڈالر (پانچ کھرب چالیس ارب) روپے بنتی ہے۔ مزید برآں پینسٹھ قیراط وزنی ہیرے مصنوعی طور پر بنائے جاتے ہیں۔ ہیروں کی تجارت بھی چند روایتی تجارتی مراکز میں ہوتی ہے جن میں بیلجیئم کا شہر آنتروپ سب سے نمایاں ہے۔ جو [illegible] (جنوبی افریقہ) اور لندن میں دفاتر رکھنے والا ڈی بیئرز گروپ پچھلے ایک سو برس سے ہیروں کی خرید و فروخت کرنے والا سب سے بڑا ادارہ ہے وہ اور اس کے ذیلی ادارے ان کانوں کے مالک ہیں جن سے دنیا کے چالیس فیصد ہیرے نکلتے ہیں۔ کوہ نور ہیرا دنیا کے قیمتی ہیروں میں سے ایک ہے۔ اپنی سختی کی بناء پر ہیرا پتھر، شیشہ اور کنکریٹ کاٹنے میں استعمال ہوتا ہے۔

اقصیٰ عبدالمنان ہاشمی — حجرہ شاہ مقیم

قاتل کون

عبدالوارث ساجد

تین سال کا وہ ننھا منا اور گول مٹول سا بچہ تھا۔ لاہور کے گنجان آباد علاقے راج گڑھ میں ندیم پاشا کا گھر تھا اور شایان اس کا پہلا بچہ تھا، ساڑھے تین سال پہلے جب اس کے ہاں پہلے بچے کی پیدائش ہوئی تو سب کی خوشی دیدنی تھی، ساڑھے تین سال کے اندر اللہ تعالیٰ نے ندیم کے گھر ایک بچے اور بچی کا اور اضافہ کر دیا۔

چھوٹا سا گھرانہ خوشیوں بھری زندگی گزار رہا تھا۔

ندیم سعودی عرب میں کام کرتا تھا، جہاں اس کا کام چل نکلا تھا گھر میں اللہ کی رحمت تھی اور زندگی گزارنے کا ہر سامان موجود تھا۔

ننھا شایان ساڑھے تین سال کا ہوا تو اس کی توتلی زبان سے ٹوٹی پھوٹی باتیں ہر کسی کا دل موہ لیتیں تھیں۔

وہ گھر کے افراد ہی نہیں بلکہ محلے بھر کے دلوں کا ریجہ تھا۔

اس کی باتیں تھیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ساڑھے تین سال کی عمر میں اسی سالہ بابا باتیں کر رہا ہے۔

وہ صبح سویرے اٹھتا تو سب سے پہلے اپنی دادی کے کمرے میں جاتا، انھیں سلام کرتا اور پیار سے دادی کے گلے میں باہیں ڈال کر کہتا:

''دادو! آؤ ناشتہ کریں۔''

صبح سویرے وہ دادی سے مل کر ناشتہ کرتا اور یوں دن بھر دادی پوتے کا ساتھ چلتا۔ وہ اپنے کھلونے نکال کر دادی کے کمرے میں کھیلتا رہتا

دو روز قبل شام کو جب وہ اپنی دادی کے ساتھ بیٹھا کھیل رہا تھا تب اس کی دادی نے اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے کہا:

''ندیم! شانو بڑی باتیں کرنے لگا ہے، اسے پڑھنے کے لیے داخل کروا دو۔''

''امی جی! سوچ تو میں بھی یہی رہا ہوں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اسکول میں امتحان ہوں گے اور نئی کلاسیں شروع ہو گئیں تو ہی ممکن ہے۔''

''ارے! چھوڑو سکول کو۔'' پڑوس میں جو لڑکی ٹیوشن پڑھاتی ہے، اسے وہاں چھوڑ آؤ کم از کم لفظوں کی پہچان تو ہو جائے گی۔''

''ہاں! یہ ممکن ہے میں کل ہی اسے چھوڑ آؤں گا۔''

اگلے روز شایان کو پڑھنے کے لیے ٹیوشن میں داخل کروا دیا گیا۔ یوں شایان نے بڑا آدمی بننے کے لیے پڑھائی کا آغاز کر لیا۔

اس روز شایان کو ٹیوشن جاتے دوسرا دن تھا جب اس کی امی نے جاتے ہوئے کہا: ''آج جلدی آ جانا تمھاری نانی کے ہاں جانا ہے۔''

ذیشان کا ماموں کینیڈا میں رہتا تھا۔

اس کی شادی ہونے والی تھی اور وہ گیارہ سال بعد پاکستان آنے والا تھا...... ننھے شایان نے دوپہر کو اپنے سارے کھلونے اکٹھے کر کے الماری میں ترتیب سے سجا دیے تاکہ اس کے ماموں آئیں تو وہ انھیں کھلونے دکھا سکے۔

شایان ٹیوشن سے واپس آیا تو اس کی امی نے شایان کی نانی کے گھر جانے کے لیے شایان نے سر پر ٹوپی رکھی اور پکار کر کہا...... مما...... اس کی امی کمرے میں آئی تو وہ مسکرا کر بولا:

''مما! دیکھو میں کیسا لگ رہا ہوں؟''

''ہاں میرا بیٹا بہت پیارا لگ رہا ہے۔''

''چلو شاباش دادی ماں کو سلام کر آؤ تمھارے پاپا آنے ہی والے ہیں۔''

وہ تمھیں پڑھنے کے لیے چھوڑ آئیں گے۔

شایان کی امی نے اسے پیار کرتے ہوئے کہا۔

لیکن ''مما'' میں تو ابھی چھوٹا ہوں۔

''بیٹا! چھوٹی عمر میں ہی پڑھنا شروع کریں تو بڑے آدمی بنتے ہیں۔'' ''تو کیا ابو چھوٹے ہوتے ہی پڑھنے لگے تھے:

''ہاں!''

''پھر ٹھیک ہے۔''

وہ دادی کے پاس گیا اور سلام کرتے ہوئے بولا: ''دادو! میں پڑھنے کے لیے جا رہا ہوں۔''

شایان کی دادی نے اپنی کمزور بانہوں میں لے کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا: ''بیٹا اللہ تجھے بڑا آدمی بنائے۔''

''دادو! میں تو ابو بنوں گا۔'' وہ توتلی سی آواز میں بولا

۔

شایان کی دادی کے بوڑھے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی جھریاں والا چہرہ کھل اٹھا۔

وہ اپنے پوتے کو ہلکی سی چپت لگا کر کہنے لگی: ''شرارتی کہیں کا! پڑھو گے تو ابو جیسے بنو گے۔''

شایان کے ابو گھر آ چکے تھے شایان اپنی دادی کو سلام کر کے واپس آیا تو اس کے ابو نے کہا:

''چلو بیٹا! اپنا بستہ لو میں آپ کو پڑھنے کے لیے چھوڑ آؤں

شایان جلدی سے بستہ اٹھا لایا اس کے ابو نے ساتھ لیا اور چل دیے۔

''شایان بیٹا آج ذرا جلدی گھر آ جانا۔'' تمھاری نانی کے گھر جانا ہے۔

آج دوسرا دن تھا کہ شایان نے پڑھنا شروع کیا تھا، کیوں کہ بڑا آدمی بننا تھا...... ساڑھے

تیاری کر رکھی تھی شایان کے ابو نے موٹر سائیکل پر سب سے آگے شایان کو بٹھایا اور اس کے ساتھ چھوٹے بیٹے ضیا کو بٹھایا شایان کی امی پیچھے بیٹھ گئی۔

شایان کی نانی کا گھر گلبرگ میں تھا جیل روڈ پر ریس کورس پارک کو لائٹوں سے سجایا گیا تھا، وہ قریب پہنچے تو شایان نے روشنی دیکھ کر کہا: ”ابو یہ کیا ہے؟“

”بیٹا یہ ریس کورس پارک ہے۔“

”پاپا! آپ ہمیں یہ پارک دکھائیں گے نا!!“

”ہاں بیٹا! تمھارے ماموں آئیں گے تو دکھادوں گا۔“

”پاپا کیا، چڑیا گھر بھی اسی سڑک پر ہے۔“

”نہیں بیٹا! وہ دوسری سڑک پر ہے۔“

”پاپا وہ بھی دکھائیں گے۔“

”ہاں! بیٹا وہاں بھی جائیں گے۔“

”پاپا جب ماموں آئیں گے تو.......“

ننھا شایان ابھی اپنی بات مکمل بھی نہ کر پایا کہ ہوا میں لہراتی ہوئی ڈور آئی اور ننھے شایان کے گلے میں پھر گئی، موٹر سائیکل کی رفتار تیز اور دھاتی ڈور ہونے کی وجہ سے شایان اف بھی نہ کر پایا تھا کہ اس کی گردن کٹ کر اس کے ابو کے بازو پر لڑک گئی، ننھا شایان نڈھال ہو کر گر پڑا، لہراتی ڈور شایان کے بعد اس کے چھوٹے بھائی ضیا کے چہرے پر پھری اور زخمی کر کے اس کے ماں کے گلے میں جا پڑی۔

ننھے شایان کے گلے سے لہو کا فوارہ ابل پڑا۔

شایان کے ابو نے جلدی جلدی موٹر سائیکل روکی اس کے کپڑے ننھے شایان کے خون سے سرخ ہو چکے تھے۔

اپنے ہاتھوں میں پڑے بیٹے کا کٹا گلا دیکھ کر وہ حواس کھو رہا تھا اسے کچھ سمجھ نہ آ رہا تھا کہ کیا کرے۔

سڑک پر آتی جاتی گاڑیاں ایک باپ پر گزری قیامت سے بے نیاز جا رہی تھیں۔

تین چار گاڑیوں کو روکنے کی کوشش کے بعد ایک کار رکی تو ننھے شایان کو ہسپتال لایا گیا۔

ہسپتال میں سفید بیڈ پر ننھے شایان کا گردن کٹا وجود بے سدھ پڑا تھا۔ ہسپتال تک آتے آتے اس کے جسم کا سارا خون نچڑ گیا تھا روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ گئی تو ڈاکٹر نے ننھے شایان کی موت کی تصدیق کر دی پل بھر میں ایک توتلی زبان خاموش ہو گئی، ننھے دل کی خواہشات اور باپ کے وعدے دھرے کے دھرے رہ گئے، باپ کی دنیا اجڑ گئی اور ماں کی آنکھیں بے نور ہو کر آنسو بہانے لگیں۔

شایان کا ننھا سا لاشہ باپ اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر گھر لے آیا، گھر میں شایان کی دادی تھی جیسے وہ کہہ کر گیا تھا کہ دادو! میں صبح واپس آ جاؤں گا...... لیکن وہ تو شام کو ہی واپس لوٹ آیا۔ مگر وہ دادو! کو اپنی توتلی زبان سے سلام نہ کر سکتا تھا، کیوں کہ وہ تو فوت ہو چکا تھا۔

اور اسے تو یہ خبر بھی نہ تھی کہ اسے کس جرم کی سزا ملی ہے۔

ندیم کی دنیا اجڑ گئی تھی اور محلہ میں ایک کہرام مچا تھا، سب لوگوں کے چہرے اداس تھے، گلی کی اکلوتی دوکان کا مالک بھی پتھرائی نظروں سے اس ننھے شایان کو دیکھ رہا تھا، جو اس کی دکان سے چاکلیٹ خرید اکرتا تھا۔

گلی میں لگے ایک شامیانے پر ایک سفید بینر لگا تھا جس پر سرخ رنگ سے لکھا تھا، میرا قاتل کون ہے؟

انسانی دل

سلمان نذیر ..... سریالہ خورد

انعام یافتہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انسانی دل کو مختلف ناموں سے یاد کیا ہے جو درج ذیل ہیں۔

1۔ سخت دل: یہ ایسے دل ہیں جو عبرت کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھنے کے باوجود بھی سخت ہی رہتے ہیں ”مگر ایسی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی آخر کار تمہارے دل سخت ہو گئے۔ پتھروں کی طرح سخت بلکہ سختی میں کچھ ان سے بڑھے ہوئے کیونکہ پتھروں میں کوئی تو ایسا بھی ہوتا ہے جس میں سے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ کوئی پھٹتا ہے اور اس میں سے پانی نکل آتا ہے اور کوئی خدا کے خوف سے لرز کر گر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے کرتوتوں سے بے خبر نہیں“۔ (الم ۷۴)

2۔ زنگ آلود دل: ”اعمال بد کی وجہ سے دلوں پر زنگ چڑھ جاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے انسانوں کو حق بات بھی افسانہ ہی نظر آتی ہے بلکہ دراصل ان لوگوں کے دلوں پر ان کے برے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے“۔ (المطففین ۔۱۴)

3۔ گناہ آلود دل: ”اور شہادت کو ہرگز نہ چھپاؤ جو شہادت کو چھپاتا ہے اس کا دل گناہ آلود ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں“۔ (البقرہ: ۲۸۳)

4۔ ٹیڑھے دل: ”جن لوگوں کے دلوں میں کجی (ٹیڑھا پن) ہے وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے رہتے ہیں اور ان کے معنی پہنانے کی کوششیں کرتے ہیں حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا“۔ (آل عمران ۔۷)

5۔ دانشمند دل: ”جسے دل کی کجی (ٹیڑھا پن) کا خوف ہو وہ دانشمند ہے۔ دانشمند لوگ اللہ سے دعا کرتے رہتے ہیں پروردگار جبکہ تو ہمیں سیدھے راستے پر لگا چکا ہے تو پھر کہیں ہمارے دلوں کو کجی میں مبتلا نہ کر دیجیے۔ ہمیں اپنے خزانہ فیض سے رحمت عطا کر تو ہی فیاض حقیقی ہے“۔ (آل عمران ۔۸)

6۔ لرز اٹھنے والے دل: سچے اہل ایمان وہ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز اٹھتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے“۔ (الانفال: ۲)

7۔ مہر لگے ہوئے دل: ”اس طرح ہم حد سے گزر جانے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں“۔ (یونس)

8۔ مطمئن دل: ”خبردار رہو اللہ کی یاد ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے“۔ (الرعد: ۲۸)

9۔ کانپ اٹھنے والے دل: ”اور اے نبی ﷺ بشارت دے دے عاجزانہ روش اختیار کرنے والوں کو جن کا حال یہ ہے کہ اللہ کا ذکر سنتے ہیں تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں جو مصیبت ان پر آتی ہے اس پر صبر کرتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں“۔ (الحج ۳۴، ۳۵)

10۔ اندھے دل: ”کتنی ہی خطا کار بستیاں ہیں جن کو ہم نے تباہ کیا ہے اور آج وہ اپنی چھتوں پر الٹی پڑی ہیں، کتنے ہی کنویں بے کار اور محل کھنڈر بنے ہوئے ہیں۔ کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان کے دل سمجھنے والے یا ان کے کان سننے والے ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں“۔ (سورۃ حج ۴۵، ۴۶)

11۔ قلب سلیم: (اس دن) جب کہ نہ کوئی مال فائدہ دے گا نہ اولاد۔ بجز اس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم لئے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو“۔ (الشعرا، ۸۸تا۸۹)

12۔ بے ایمان دل ”جب اکیلے خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والے دل کڑھنے لگتے ہیں اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکا یک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں“۔ (الزمر، ۴۵)

13۔ متکبر دل ”اس طرح ان سب لوگوں کو گمراہی میں ڈال دیتا ہے جو حد سے گزرنے والے اور شکی (بدبخت) ہوتے ہیں اور اللہ کی آیات میں جھگڑتے ہیں نیز اس کے کہ ان کے پاس کوئی سند یا دلیل آئی ہو یہ رویہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے نزدیک سخت (غصہ دلانے والا) ہے۔ اس طرح اللہ ہر متکبر اور جبار کے دل پر مہر لگا دیتا ہے“۔ (المومن ۳۴تا۳۵)

14۔ ایمان والے دل ”کیا ایمان لانے والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے سامنے جھکیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی۔ پھر ایک لمبی مدت ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور آج ان میں سے اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں“۔ (الحدید ۱۶)

میرا پسندیدہ شعر

ہمیں تو فکر لاحق ہے گلستان کے اجڑنے کی
پریشان ہیں نہ جل جائے ہر ایک سرو سمن اپنا
خدانخواستہ پانی کی اک اک بوند کو ترسیں
خدانخواستہ صحرا نہ بن جائے وطن اپنا

(ام مصعب، لاہور)

دل مایوس میں وہ شورشیں برپا نہیں ہوتیں
امیدیں اس قدر ٹوٹیں کہ اب پیدا نہیں ہوتیں
میری بے تابیاں بھی جزو ہیں اک میری ہستی کی
یہ ظاہر ہے کہ موجیں خارج از دریا نہیں ہوتیں

(عشرت، فرزانہ، شبانہ، جھمرہ ٹی)

توڑ اس دست جفاکش کو یا رب!
جس نے روحِ آزادیٔ کشمیر کو پامال کیا

(شلیہ مبین حمید...... قصور)

چراغ چہرے گلاب موسم اداس لمحوں میں کھو گئے ہیں
کرن رتوں میں جو جی رہے وہ گھپ اندھیروں میں کھو گئے ہیں

(شگفتہ)

اک مسلمانوں کی بیٹی پر ہوا تھا جب ستم
کھل گئے تھے ابن قاسم کی شجاعت کے علم
بیٹیاں برباد ہیں فلسطین میں کشمیر میں
جوش کیوں آتا نہیں اسلام کی شمشیر میں

(نویداحسن...... علی آباد)

جس دل میں محمدؐ کی الفت نہ ہوگی
سمجھ لو کہ قسمت میں جنت نہ ہوگی

(نویداحسن...... علی آباد)

اگر ارادہ ہے جنت میں جانے کا تمامی کا
تو پھر گلے میں پہن لو کرتا محمدؐ کی غلامی کا

(آمنہ اور مریم...... علی آباد)

خدا کی شان و عظمت کو دکھانا ہے تو قرآن پڑھ
رسولؐ پاک سے نسبت جتانا ہے تو قرآن پڑھ
ضلالت کے اندھیروں کو مٹانا ہے تو قرآن پڑھ
خدا کی راہ اوروں کو دکھانا ہے تو قرآن پڑھ

(حافظ فائزہ امیر علی، ینبع البحر)

ہر چیز مسبب سب سے مانگو
منت سے خوشامد سے ادب سے مانگو
کیوں غیر کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہو
بندے ہو اگر رب کے تو رب سے مانگو

(حاجی محمد الیاس...... چونیاں)

یہ پودا دین فطرت کا خون دے کر ہی لگایا جاتا ہے
یہ جسم و جاں لٹا کر ہی اسلام بچایا جاتا ہے

(فوزیہ مقبول، لاہور)

تھوڑی سی کسر پس باقی ہے دنیا کے جہنم بننے میں
حالات گواہی دیتے ہیں ماحول اشارہ کرتے ہیں
مسلمان لاکھ برے ہوں مگر نام محمدؐ پر
وہ تیار ہیں ہر حالت میں اپنا سر کٹانے پر

(محمد عظیم سرور...... بہاولپور)

پرچم جو راستی کا کیا تو نے سر بلند
مضبوط ہاتھ اس کو اٹھائیں گے تیرے بعد
ظلمات شب سے معرکہ جاری رکھیں گے ہم
ہم بھی دیے لہو کے جلائیں گے تیرے بعد

(ان شاء اللہ)

(کمیرہ اخت سعید احمد شہید رحمتہ اللہ علیہ لدھوالہ چیمہ)

نماز پڑھ لے، جہاد کر لے، زکوٰۃ دیدے اور روزہ رکھ لے، بندہ پھر بھی مسلمان مکمل نہیں ہو سکتا،
جب تک نہ کٹ مروں میں اپنے نبیؐ کی حرمت پر
قسم اللہ کی میرا ایماں مکمل ہو نہیں سکتا

(محمد یونس سلفی...... دنیا پور)

مانا کہ گنہگار، خطا کار ہیں لیکن
ایماں کا کسی طور بھی سودا نہ کریں گے
جاتی ہے اگر جاں تو چلی جائے دشمن کے ہاتھوں
سے توہین رسالتؐ کو گوارہ نہیں کریں گے

(آمنہ اصغر...... بھائی پھیرو)

اوڑھ لی ہے زمین خود پر مگر
تن کی عریانیاں نہیں جاتیں
لاکھ اجڑے ہوئے ہوں شہزادے
سر سے سلطانیاں نہیں جاتیں

(سدرہ سحر عمران...... کراچی)

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

(میمونہ اقبال...... چک نمبر 132/16-L)

عظیم سپہ سالار

جہاں تک نگاہ جاتی، گھوڑے ہی گھوڑے اور ہاتھی نظر آ رہے تھے آج دونوں لشکر یہ عزم کر کے آئے ہیں کہ اپنے مخالف کو نہیں چھوڑیں گے ایک جانب ہندو فوج ہے جو تقریباً پانچ لاکھ سورماؤں پر مشتمل ہے یہ کسی ایک ملک کی فوج نہیں بلکہ انھیں ہندو مذہب کی حفاظت کے لیے ایک سو پچاس سے زیادہ ریاستوں سے اکٹھا کیا گیا ہے۔

مسلمان جوان بے تاب ہیں کہ جنگ شروع ہو اور وہ اپنی تلواروں کے جوہر دکھا سکیں، یہ جوان افغانستان سے نکلے تھے اور راستے کے علاقے فتح کرتے کرتے آج دہلی کے دروازے پر پہنچ گئے یہ دشمن کے مقابلے میں بہت کم تھے، لیکن ایمانی جذبے سے بھرپور وہ غلبہ دیں کے لیے نکلے تھے اور آج اس کا کڑا امتحان ہے جنگ کا آغاز ہو چکا تھا، فضا میں گھوڑوں کی ہنہناہٹ ہاتھیوں کی چنگھاڑ، تلواروں کی جھنکار، رام رام، اور نعرہ تکبیر اللہ اکبر کی صدائیں تھیں۔

دونوں طرف سے بڑھ چڑھ کر حملے ہو رہے ہیں، آہستہ آہستہ میدان جنگ کا نقشہ بدل رہا ہے، مسلمانوں کا لشکر پسپا ہونا شروع ہو جاتا ہے ہندو فوج میں مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے اور وہ مسلمانوں کو قتل کرنے کے جوش میں اپنے نظم و نسق کو درہم برہم کر بیٹھتے ہیں۔

اسلامی لشکر کا سپہ سالار جب دیکھتا ہے کہ پیچھے ہٹنے کے نتائج حاصل ہو گئے تو وہ لشکر کو پلٹ کر دوبارہ حملہ کرنے کا حکم دیتا ہے، اس اچانک حملے سے ہندو فوج بوکھلا جاتی ہے، وہ فوج جو مسلمانوں کے تعاقب میں آگے بڑھ رہی تھی اب گاجر مولی کی طرح کٹ رہی ہے، ہندو فوج کے سالار کو مسلمان پکڑ لیتے ہیں، یہ راجہ جو کچھ دیر پہلے مسلمانوں کو للکار رہا تھا، اب مسلمانوں سے زندگی کی بھیک مانگ رہا ہے۔

مسلمانوں کا قاتل ہونے کی وجہ سے اس کی گردن تن سے جدا کر دی جاتی ہے، اس راجہ کا نام "پرتھوی راج" تھا اور دہلی کو فتح کرنے والے اس عظیم مسلمان سپہ سالار کا نام "شہاب الدین محمد غوری" تھا جس کے نام سے ہندو بنیے اور راجے تھر تھر کانپتے تھے

(عبیداللہ اشرف...... فیصل آباد)

بے قرار ماں

ماں ہے کہ رنج و غم سے بے قرار ہو رہی ہے، رو رہی ہے ایک ایک کو پکڑ کر ہاتھ جوڑتی، پیر پکڑتی ہے کہ میرا بچہ مجھے دلا دو، لیکن اس کی مدد کرنا مشکل ہے، بہت مشکل ہے۔

یہ وہ زمانہ ہے جب صلیبی لڑائیاں زوروں پر تھیں، لڑائیاں بھی ایسی جو سالوں جاری رہیں، دو برس تک یہ سلسلہ جاری رہا، عیسائی ہر حیلے، بہانے مسلمانوں پر حملے کرتے رہے، شروع شروع میں ان لڑائیوں میں انھیں کا پلہ بھاری رہا جہاں ان کی فوج پہنچتی لوٹ مار کرتی، قتل و غارت گری کا وہ بازار گرم ہوتا کہ الامان و الحفیظ۔

۲۲/ شعبان ۴۹۲ھ کو چالیس دن کے محاصرے کے بعد جب عیسائی بیت المقدس میں داخل ہوئے تو ان کی حوانیت کا یہ عالم تھا کہ شہر میں ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑا، عورتیں، دودھ پیتے بچے سب موت کے گھاٹ اتار دیے گئے۔

(محمد ارسلان...... فیصل آباد)

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ

شہد کیسے بنتا ہے

بشریٰ محمد علی......کلا سکے

(اور اے رسول!) تیرے مالک نے شہد کی مکھی کو سکھایا کہ پہاڑوں اور درختوں اور چھتوں میں گھر بنا (یعنی چھتے لگا) ہر قسم کے پھل (اور پھول) چوستی رہ، پھر لوٹ کر اپنے مالک کے آسان رستوں میں چلی جا (اور اپنے چھتے میں داخل ہو جا) اس میں لوگوں کے لئے تندرستی (شفاء) ہے (کئی بیماریوں کے لئے) جو لوگ غور و فکر کرتے ہیں ان کے لئے اس میں اللہ کی قدرت کی نشانی ہے۔ النحل:۱۶/۶۹

یہ آیت مبارک آپ ریڈیو اور روزمرہ تلاوت میں بارہا سن اور پڑھ چکے ہوں گے۔ اس میں بات ہو رہی ہے شہد کی مکھی کی۔ تو آیئے! اس کے متعلق مزید پڑھتے ہیں:

شہد کی مکھی کا نظام حیات اور منظم طور پر گروہ و خاندان کی شکل میں زندگی گزارنے کا نظام حیران کن ہے۔ اس کی زندگی میں عقل والوں کے لئے بہت سے اسباق اور نصائح ہیں۔

ڈاکٹر غلام جیلانی شہد کی مکھی کے حیرت ناک نظام حیات اور باہمی تعاون کے متعلق لکھتے ہیں۔

شہد کی مکھی بہت حریص ہوتی ہے۔ ہر دکان سے اور ہر پھول سے شہد چرا لاتی ہے۔ بعض اوقات حلوائی کی کڑاہی میں گر کر ہلاک ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی اس قدر بوجھ اٹھا لیتی ہے کہ منزل مقصود سے پہلے ہی مر جاتی ہے۔ ہر چھتے میں ایک ملکہ ہوتی ہے جو چھتہ تیار ہونے کے بعد اس پر اس شان سے رہتی ہے کہ ساتھ ساتھ چند کنیزیں ہوتی ہیں اور ملکہ ہر خانے میں منہ ڈال کر دیکھتی ہے کہ آیا مکمل ہو چکا ہے یا نہیں۔ اطمینان کرنے کے بعد انڈے دینے شروع کر دیتی ہے۔ اس کے انڈے تین قسم کے ہوتے ہیں، ایک قسم میں سے ملکہ، دوسری سے ملک اور تیسری سے کارکن (مزدور) پیدا ہوتے ہیں۔ مکھی ایک ہی قسم کی اور انڈے تین قسم کے دیتی ہے...... سبحان اللہ۔

اگر کسی حادثے کی وجہ سے ملکہ مر جائے اور چھتے میں کوئی شہزادی موجود نہ ہو تو مکھیاں کسی مزدور زادی ہی کو ملکہ مقرر کر کے تربیت دینا شروع کر دیتی ہیں۔ اگر پورے چھتے میں کوئی انڈا موجود نہ ہو تو مکھیاں دل شکستہ ہو کر کھانا پینا چھوڑ دیتی ہیں، چھتہ اجڑ جاتا ہے اور تمام مکھیاں ہلاک ہو جاتی ہیں۔ کارکن مکھیوں میں نر و مادہ دونوں ہوتے ہیں، نر شہد کی تلاش میں جاتے ہیں اور مادہ مکھیاں گھر کو سنبھالتی ہیں۔ ملکہ کی موت پر مکھیوں میں زبردست ہیجان پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ نہایت بے تابی کے ساتھ سرگوشیاں کرتی نظر آتی ہیں۔ چھتے میں دو قسم کے خانے ہوتے ہیں، بڑے اور چھوٹے، چھوٹے خانوں میں کارکن جنم لیتے ہیں اور بڑے شاہی نسل کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ سفید و نیلگون انڈوں سے کارکن مکھیاں پیدا ہوتی ہیں۔

جب ملکہ کسی خانے میں انڈا دیتی ہے تو دایہ مکھی احتیاط سے اس کی تربیت کرتی ہے اور خانے پر ایک سفید غلاف چڑھا دیتی ہے۔ جب بچہ جوان ہو جاتا ہے تو خانے کا منہ کھول دیتی ہے اور بچہ باہر آ جاتا ہے۔ دایہ پہلے اسے چلنا سکھاتی ہے پھر پھولوں تک اپنے ساتھ اڑا لے کر جاتی ہے اور واپس لاتی ہے۔

شاہی انڈوں کی تربیت نہایت احتیاط سے کی جاتی ہے اگر کسی وقت کوئی ایسی شہزادی پیدا ہو جائے جس کی ضرورت نہ ہو تو ملکہ اسے ڈنک مار کر فوراً ہلاک کر دیتی ہے اگر ملکہ بوڑھی ہو کر ناکارہ ہو جائے تو کسی شہزادی کو ملکہ بنا لیا جاتا ہے اور بوڑھی ملکہ کو دھکیل کر چھتے سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات ایک فالتو شہزادی کو اس لئے زندہ رکھا جاتا ہے کہ کسی نئے چھتے کی بنیاد ڈالی جائے اور یہ شہزادی ملکہ کے فرائض سرانجام دے۔

قارئین! آپ جانتے ہیں کہ ان مکھیوں کا مقصد صرف اور صرف انسان کے لئے نعمت (شہد) تیار کرنا ہے۔ اس کے فوائد آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس طرح کی لاتعداد نعمتیں اس کائنات کے اندر موجود ہیں۔ تو اہل عقل ان پر غور و فکر کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے نہیں تھکتے۔

اپنا محاسبہ کریں

ہم نہ جانے دن میں کتنی خطائیں کر جاتے ہیں۔ انجانے میں ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا، ہمارا اعمال نامہ سیاہ تر سیاہ ہوتا رہتا ہے۔ آج ہم ایک غلطی کی تصیح کرتے ہیں۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہم انجانے میں کیا غلطی کر جاتے ہیں، وہ غلطی کتنی بڑی ہے اس کا ہم کو اندازہ ہی نہیں ہے۔

آج کل ہم لوگ کسی کا دل دکھا کر کہتے ہیں ہم مذاق کر رہے ہیں، حالانکہ مذاق کی اسلام میں ممانعت ہے جیسا کہ ایک حدیث سے پتہ چلتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''تو اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کر اور نہ اس کے ساتھ مذاق کر اور نہ اس سے وعدہ خلافی کر''۔ (ترمذی)

اسلام میں کسی کا دل دکھانے سے منع کیا گیا ہے یعنی کہ کسی کے ساتھ مذاق نہیں بلکہ مزاح لینا چاہیے جس کی اجازت خود نبی کریم ﷺ نے دی ہے اور آپ خود مزاح کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ہم سے) گھل مل کر رہتے اور خوش طبعی کرتے، میرے چھوٹے بھائی کے لئے ایک دفعہ فرمایا: اے عمیر! نغیر (چڑیا) نے کیا کیا اس کے پاس ایک چڑیا تھی جس کے ساتھ وہ کھیلا کرتا تھا وہ مر گئی (یعنی آپ نے ان کو بہلانے کے لئے کہا تھا) (متفق علیہ)

اور انس رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے یا ذوالاذنین (دو کانوں والے) کہا۔ (ترمذی)

ہمیں دیکھنا چاہیے کہ ہم مذاق کرتے ہیں یا مزاح، اگر ہم مذاق کرتے ہیں یعنی کسی کا دل دکھاتے ہیں تو ہمیں اس بری عادت سے بچنا چاہیے اور ہمیں مزاح کرنا چاہیے۔ جو نبی کریم ﷺ کا طریقہ تھا۔

عظمیٰ خالد......گوٹھ خیر محمد ی، ٹنڈو آدم

حمد

اے خدا مجھ کو تیری رضا چاہیے
جس سے تو خوش ہو ایسی ادا چاہیے
کوئی حامی نہ ہو کوئی ساتھی نہ ہو
ساتھ تیرا ہی مجھ کو اے خدا چاہیے
مقصد زندگی ہو تیری ہی طلب
کچھ نہیں مجھ کو تیرے سوا چاہیے
آخرت کی فکر ہو شام و سحر
دل میں ہر لحظہ خوف خدا چاہیے

جگنو کیوں چمکتا ہے؟

جگنو پروانے کی طرح ایک کیڑا ہے، جگنوں کے جسم کے اندر ایک خاص مادہ ہوتا ہے، اسے لوسی فیرن (Lossy fern) کہتے ہیں جگنو جب سانس لیتا ہے تو آکسیجن گیس اس مادے کے ساتھ کیمیائی عمل کرتی ہے، تو اس عمل کے نتیجے میں ایک خاص روشنی پیدا ہوتی ہے۔ جس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سے حرارت پیدا نہیں ہوتی، (لوسی فیرن کی پیداوار مسلسل نہیں ہوتی اس کے پیدا ہونے میں کچھ سیکنڈ لگ جاتے ہیں، اس لیے جگنو روشنی وقفے وقفے سے خارج کرتا ہے، آکسیجن گیس کے ساتھ مادہ (لوسی فیرن) کے کیمائی عمل میں بھی کچھ دیر لگتی ہے اسی وجہ سے جگنو ہمیشہ جلتا بجھتا دکھائی دیتا ہے۔

(رضوان عارف ...... فیصل آباد)

آگے بڑھتے رہنا ہے

اللہ سے ڈرتے رہنا ہے، جہاں کہیں بھی رہنا ہے
لوگ اگر چہ کچھ بھی کہیں ہر بات کو ان کی سہنا ہے
اب تک ہم نے کتنے ہی احکام شریعت توڑے ہیں
فرمان نبی بھی اب تک ہم نے بے سوچ سمجھے چھوٹے ہیں
ہر گناہ کے بعد نیکی کرنا، گناہ کو بالکل مٹا دے گا
ظاہر و باطن میں ہم نے، نیک عمل اب کرنا ہے
اخلاق کو اپنے عمدہ کر لیں، لوگوں کی محبت پائیں گے
ہنس کر ہم ہر ایک سے ملیں، ہر ایک کے دل پہ چھائیں گے
بے کار میں چہرہ اپنا ہم غصے سے کیوں پھیریں بھلا
ہنس کر سب سے ملنا ہے، سب کے دل پر چھانا ہے
آخر میں حمزہ تم بھی اب اپنے رب سے دعا کر لو
بے کار وقت برباد کیا، غفلت سے آنکھیں تم کھولو
وقت کو اپنے بچانا ہے اور محنت سے اب پڑھنا ہے
اب کام میں دل لگانا ہے اور آگے بڑھتے رہنا ہے

(عبد الحمید حمزہ)

نماز کے لا امثال محاسن

نماز کی خوبیوں، برکتوں، اچھائیوں، رحمتوں، اور فائدوں کا شمار نہیں کیا جا سکتا ہم چند ایک کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ ہمارا سب کا ایمان تازہ ہو اور نماز پر ہمیشگی کرنے کا شوق بڑھے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو! نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو! نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔

اللہ تعالیٰ کو آدمی کی ساری حالتوں میں سب سے زیادہ یہ پسند ہے کہ وہ اس کو سجدہ میں پڑا دیکھے، کہ پیشانی زمین پر رگڑ رہا ہے۔

مسکراہٹ

ہمارے جامعہ کی باجی ایک دن کافی غصے میں تھیں (جب لڑکیوں کو سبق نہ آئے پھر تو اس باجی جان کو غصہ بھی بہت آتا ہے اور دکھ بھی ہوتا ہے کیوں کہ یہ محنت بہت کرواتی ہیں)۔

اس طرح ایک دن غصے میں تھیں کہنے لگیں کل جس کو صحیح طرح سبق نہ آیا تو میں اس کی کھال کھینچ دوں گی۔

ایک لڑکی بولی پھر باجی وفا اس کھال کی رسید کاٹ لیں گی اس بات سے باجی کا غصہ کافور ہو گیا اور لڑکیاں ہنسنے لگیں۔

(وفا عبد الحمید گوجرانوالہ)

ننھے مجاہد

خدا کا شکر ادا کر بھائی
جس نے یہ کائنات بنائی
اس کو خوب رنگوں سے سجایا
تیرے لیے خاکی فرش بنایا
جس پر پھل اور پھول لگائے
تاکہ تو شکر بجا لائے
تیری بھی خوب شکل بنائی
مگر تو پھر بھی کرتا ہے کوتاہی
تجھ کو دی نماز بنا کے معراج
تاکہ تو رہے چست و ہوشیار
اور دشمن سے کرے مقابلہ
اور کر دے اس کو مات
تجھ کو مجاہد بنایا اس نے
تیرے چہرے کو نور سے سجایا اس نے
تجھ کو دی دنیا میں عزت اس نے
تجھ کو دیا شہیدی مرتبہ اس نے
ننھے مجاہد تو زندہ رہے گا

(عائشہ ادریس فیصل آباد)

صدقہ

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہے۔ یہ ہر روز (واجب) ہے جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ تم دو انسانوں میں انصاف کرو یہ صدقہ ہے۔ بھلی بات کہنا صدقہ ہے۔ ہر وہ قدم جو نماز کے لئے اٹھاؤ وہ صدقہ ہے اور راستے سے نقصان دہ چیز اٹھانا صدقہ ہے (مسلم)

دعا

مری بخشش کا خود سامان کر دے
الٰہی! مجھ کو بھی جنت میں گھر دے
اندھیرے دور کر دے تو دلوں کے
اور اپنے نور سے سینوں کو بھر دے
ثنا کے پھول آئے شاخ دل پر
اسے اپنی خوشی کا بھی ثمر دے
جو پائے لطف جان سجدے میں جا کر
الٰہی! مجھے تو ایسا سَر دے
یارب! یہ التجا ہے کرم تو اگر کرے
وہ بات دے زباں پہ جو دل پر اثر کرے

سعدیہ جاوید ...... رشید آباد، ملتان

چھوٹی مچھلی

ماہرین نے اب تک ملنے والی سب سے چھوٹی مچھلی کا پتہ چلایا ہے جو انڈونیشیا کے جزیرے سماٹرا میں دلدل میں پائی جاتی ہے۔ اس قسم کی ایک مچھلی کی لمبائی سات عشاریہ نو ملی میٹر تک ہو سکتی ہے۔

برطانوی جریدے رائل سوسائٹی میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں بتایا گیا ہے کہ دلدلوں کے خاتمے کی وجہ سے نئی ملنے والی مچھلی کا مستقبل خطرے میں ہے۔

مچھلی کو دلدلوں کے تیزاب ملے پانی کی وجہ سے انتہائی مشکل حالات سے گزارا کرنا پڑ رہا ہے۔ ان مچھلیوں کو زیادہ خوراک کی ضرورت نہیں پڑتی اور یہ تالابوں کی تہہ میں خوراک تلاش کر لیتی ہیں۔ ان مچھلیوں کے دماغ پر تحفظ کے لئے ہڈیاں نہیں پائی جاتیں اور مادہ زیادہ انڈے نہیں رکھ سکتی۔

حبیب اللہ بلوچ اکاڑہ

بکھرے موتی

- راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا بھی نیکی ہے۔
- نیکی اور بھلائی میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، سرکشی اور گناہوں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔
- زبان سے شکوہ، شکایت روک لو تو خوشی کی زندگی میسر ہو گی۔
- موت سے محبت کرو تو زندگی عطا کی جائے گی۔

فرزانہ ...... مغل پورہ، لاہور

ننھے مصور

اخت محمد افضل شہید

محمد اقبال شاہد

عبدالقدوس بن محمد اسلم

اچھا رسالہ

ننھے مجاہد ہے اک اچھا رسالہ
سب بچوں کا ہے یہ متوالا
اس کو پڑھ کے بچے جانیں
زندگی کے رنگ پہچانیں
نظم، مسکراہٹیں اور کہانی
ننھے ہیں سب اس کی زبانی
ضروری بات بھی یہ سنائے
بچوں کو خوب یہ بھائے
دیکھ اس میں کائنات کے رنگ
بدلتا ہے یہ سب کے ڈھنگ
تحریریں ہیں اس کی تابندہ
ننھے مجاہد تو رہے ہمیشہ پائندہ
ننھے سے بچے ننھا سا رسالہ
یہ ہے سب رسالوں سے اعلیٰ

مدیحہ داؤد ... بادامی باغ، لاہور

پھلوں کا مشاعرہ

کیلا
کیلا ہوں میں کیلا ہوں
طاقت کا میں ریلا ہوں

آم
بکتا ہوں میں سستے دام
آچار بناؤ چاہے چٹنی جام

انگور
دنیا کہے مجھے انگور
جنت کا پھل ہوں مشہور

تربوز
بیماری سے رہو محفوظ
روزانہ کھاؤ اگر تربوز

عمر فاروق آفریدی چک نمبر 55 [illegible]

کوشش جاری رکھیں

میمونہ اخت مدثر، شیخوپورہ۔ (ترانہ) بنت مشتاق بٹ (بے کار کون) عبدالواحد خلاد بن عبدالحفیظ (اقوال زریں) بنت نذیر (آنکھ) بنت حاجی محمد اسحاق (دیکھو) چندا کوثر کچی چونیاں (دولت کی حقیقت) انور میاں چنوں (پہلی اذان) سدرہ مسعود، دنیاپور۔ (سنت رسول ﷺ) جویریہ اشرف چٹھہ (جیسا شخص ویسا برتاؤ) عطیہ عبدالواحد لاہور (مہکتی گلیاں) اصغر جہانگیر ننکانہ (معمولی باتوں کے بھاری نتائج) حکیم محمد بلال گوجرانوالہ (کھانے کے آداب) بشیر احمد ابراہیم زئی فاضل پور (نصیحت) راحیلہ شاہ گوجرانوالہ (انبیاء کی عمریں) افتخار احمد مظہر اقبال (اسلامی مہینوں کے نام) عظمیٰ رفیع (دہشت گرد کون؟) حافظ عبدالرحمٰن شیخوپوری (انسان کی خدمت) طیب بن امین مغل (گلدستہ حدیث) عظمیٰ ایوب بٹ (قرآن کی عظمت) نازیہ، تسکین، نیلم لاہور (معلومات) سدرہ مسعود، نیالاہور (جواہر ترمذی)

صلیبی جنگیں

گیارھویں صدی عیسوی کے بعد یورپ کے عیسائیوں اور مشرق کی اسلامی دنیا کے درمیان تقریباً سو برس مسلسل جنگوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اس دور میں جبکہ مسلمان دنیا بھر کی عوام کو عدل و انصاف اور اخوت و محبت کا درس دے رہے تھے۔ یورپ کے عیسائیوں پر مذہبی دیوانگی کا ایسا خوفناک ماحول طاری تھا کہ وہ گلے میں صلیبیں لٹکائے مسلمانوں کو فلسطین کی سرزمین سے نکالنے کے لئے مقدس جنگ کے نام پر اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ یہ جنگیں فلسطین اور شام کی حدود میں صلیب کے نام پر لڑی گئیں اس لئے تاریخ میں صلیبی جنگوں کے نام سے مشہور ہوئیں۔

سیدنا عمر ؓ کے زمانہ سے (بیت المقدس) اسلامی سلطنت کا حصہ بن چکا تھا۔

پہلی صلیبی جنگ 1097-1145 پوپ کے اعلان جنگ کے بعد یکے بعد دیگرے چار عظیم الشان لشکر بیت المقدس کی فتح کا عزم لئے روانہ ہوئے۔ راہب پیٹر کی ماتحتی میں تیرہ لاکھ عیسائیوں کا لشکر قسطنطنیہ کے لئے روانہ ہوا۔ یہ لشکر لوٹ مار کرتے ہوئے بلغاریہ سے گزرنے کے بعد قسطنطنیہ کے لئے روانہ ہوا۔ جب یہ اسلامی قلعہ میں داخل ہوئے تو سلجوقی حکمران تلج ارسلان نے انہیں مار مار کر تباہ کر ڈالا۔ ان کی کثیر تعداد قتل ہوئی، صلیبیوں کی یہ مہم قطعاً ناکام رہی۔

دوسری صلیبی جنگ کا آغاز 1148ء میں جرمنی کے بادشاہ کونارڈ سوم اور فرانس کے حکمران لوئی ہفتم کی قیادت میں 9 لاکھ افراد پر مشتمل فوج مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے یورپ سے روانہ ہوئی۔ انطاکیہ پہنچنے تک اس لشکر کی تین چوتھائی فوج برباد ہو چکی تھی۔ اب باقی ماندہ فوج نے بڑھ کر دمشق کا محاصرہ کر لیا لیکن سیف الدین اور نور الدین زنگی کی مشترکہ کوشش سے صلیبی اپنے عزائم میں ناکام رہے۔

تیسری صلیبی جنگ 1187ء میں صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس کو فتح کیا۔ بیت المقدس کی فتح صلیبیوں کے لئے کسی بڑی ذلت سے کم نہ تھی اس فتح کی خبر پر سارے یورپ میں تہلکہ مچ گیا۔ سلطان نے بیت المقدس کی حفاظت کی تیاریاں مکمل کیں کیونکہ اب صلیبیوں کا نشانہ بیت المقدس تھا۔ سلطان نے اپنی مختصر سی فوج کے ساتھ پورے جوش و خروش سے مقابلہ کیا۔ جب فتح کی کوئی امید نہ رہی تو صلیبیوں نے صلح کی درخواست کی۔ فریقین میں صلح کا معاہدہ ہوا جس کی رو سے تیسری صلیبی جنگ کا خاتمہ ہوا۔

چوتھی صلیبی جنگ 1195ء ملک عادل کے ہاتھوں عیسائیوں نے عبرتناک شکستیں کھائیں اور جافہ کا شہر مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔

پانچویں صلیبی جنگ 1203ء اس دوران قسطنطنیہ کا شہر تباہ ہوا۔

چھٹی صلیبی جنگ 1227ء پوپ انوسینٹ کے تحت اڑھائی لاکھ جرمنوں کی فوج شام کے ساحل پر حملہ کیا۔ ساتویں صلیبی جنگ 1227ء: کامل اور اس کے بھائیوں کے درمیان اختلافات کی بنا پر بیت المقدس کا شہر صلیبیوں کے حوالے ہوا لیکن کامل کے جانشین صالح نے دوبارہ صلیبیوں سے چھین لیا جو بدستور مسلمانوں کے پاس رہا۔

آٹھویں صلیبی جنگ 1248ء: فرانس کے لوئی نہم نے مصر پر حملہ کیا مگر صلاح الدین ایوبی کے ساتھیوں کے ہاتھوں شکست کھائی۔

نویں صلیبی جنگ: ایڈورڈ اول شاہ انگلستان اور شاہ فرانس نے مل کر شام پر حملہ کیا۔ اس جنگ کے نتیجہ کے طور پر شام و فلسطین سے صلیبیوں کا وجود ختم ہوا۔ (بحوالہ تاریخ اسلام)

صائمہ عبدالرشید ..... ڈاکخانہ جابھن

نظم

ایک احساں کیا کیجیے گا
مغفرت کی دعا کیجیے گا
غم کا طوفان گھیرے تو گھیرے
راہ حق پر چلا کیجیے گا
مرتے دم تک نمازیں نہ چھوٹیں خیال اس کا رکھا کیجیے گا
علم و دانش کا مخزن یہی ہے
روز قرآن پڑھا کیجیے گا
دین و دنیا میں ہو سر فرازی
کام ایسا کیا کیجیے گا
ہوں عدو یا کہ اپنے پرائے
سب سے مل کر رہا کیجیے گا
غم کی حالت ہو یا ہو شادمانی
شکر رب کا ادا کیجیے گا

(آسیہ تبسم ..... خانپور)

سنگترہ

اردو میں اسے سنگترہ انگلش میں Orange کہتے ہیں، اسے سنترہ بھی کہا جاتا ہے یہ کافی سستا ملنے والا پھل اپنے اندر بے شمار فوائد رکھتا ہے، کینو، مالٹے، فروٹر، کی نسبت کم عرصے تک رہتا ہے، یہ ایک بے حد فائدہ مند پھل ہے، اطباء کرام (حکیم حضرات) اپنے علاج میں اس کا کافی استعمال کرتے ہیں، آج آپ کو میں اس کی افادیت کے بارے میں بتاؤں گی تاکہ "ننھے مجاہد" اسے استعمال کریں اور فائدہ حاصل کریں اور اللہ کا شکر ادا کریں، سنگترے کے رس کو استعمال کریں تو مجموعی طور پر صحت اچھی ہوتی ہے، نزلہ زکام میں جب ناک سے پانی بہہ رہا ہو اور مسلسل چھینکیں آرہی ہوں تو ایسے میں سنگترے کے ایک پاؤ رس میں بنفشہ کے پھول دس گرام ڈال دیں یاد رہے پہلے رس کو ابالیں اس کے بعد چولہے سے نیچے اتاریں اور پھر پھول ڈال کر اوپر ڈھکن رکھ دیں اور بھاپ بند رکھیں اور پھر یہ جوشاندہ بار بار استعمال کریں، ان شاء اللہ آرام آجائے گا۔

بدہضمی میں سنگترے کے رس میں سونٹھ اور کالی مرچ ڈال کر ابالیں اور اسے کافی دفعہ استعمال کرنے سے نظام ہضم درست ہو جائے گا پیٹ کے درد کے لیے سنگترے کے درخت کا چھلکا لے کر جوشاندہ بنا کر پینے سے پیٹ صحیح ہو جائے گا، متلی اور قے میں سنگترے کا چھلکا استعمال کرنے سے آرام آجاتا ہے، سکروی جو کہ عموماً بچوں میں بیماری ہوتی ہے اس میں اور جوڑوں کے درد میں بھی سنگترے کا استعمال بے حد فائدہ مند ہے۔

اس کے علاوہ جگر کے امراض اور جسم میں گرمی اور خون کی کمی میں بھی سنگترے کے استعمال سے آرام آجاتا ہے، جس موسم میں سنگترے کا پھل آتا ہے، اس موسم کے شہد کو یعنی سائٹرس کے شہد کو پانی میں ملا کر پینے سے پیشاب کی بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں اور پتھری وغیرہ ہو تو وہ بھی گل کر ختم ہو جاتی ہے، موٹاپا سنگترے کے استعمال سے ختم ہو جاتا ہے۔

چہرے کے کیلوں پر سنگترے کے چھلکے خشک کر کے اور پیس کر لگائیں تو جلد ہی تکلیف سے نجات ملے گی۔ (ان شاء اللہ)

راحیلہ ثنا اللہ ضلع گوجرانوالہ

وقت کی کہانی گھڑیال کی زبانی

شبیر احمد سلفی Salfi515@yahoo.com

آپ کیسے جانتے ہیں کہ کتنا وقت گزر چکا؟ آپ وقت کی پیمائش کیسے کرتے ہیں؟ (وقت سے متعلق مطالعے کو "علم الاوقات" (Horology) کہا جاتا ہے ابتدائی زمانوں میں سورج، چاند، سیاروں اور ستاروں کے ذریعے لوگ مہینوں سال اور موسموں کا حساب رکھا کرتے تھے، ہر تہذیب میں گزرے وقت کی پیمائش کے لیے اپنا الگ طریقہ ہوتا تھا۔ 20 ہزار سال پہلے برف کے دور (Ice-age) میں شکاری افراد ہڈیوں اور چھڑیوں میں مناسب وقفے سے سوراخ کیا کرتے تھے، ممکن ہے کہ وہ ایسا چاند کے مختلف مدارج کی نشاندہی کے لیے کیا کرتے ہوں گے۔

قدیم عراق میں سامریوں کے پاس ایک ایسا تقویم (کیلنڈر) ہوتا تھا جس میں سال کا ہر مہینہ 30 دن کا اور ہر دن بارہ ایک جیسے دورانیوں کا اور ہر دورانیہ 30 یکساں حصوں کا ہوتا تھا، قدیم مصری تقویم (کیلنڈر) کی بنیاد چاند کی گردش پر رکھی گئی تھی، لیکن بعد میں مصریوں نے اسے 265 دن والے تقویم (کیلنڈر) میں تبدیل کر دیا، یہ کام مصریوں نے اس وقت کیا جب انھوں نے "سیریس" (Sirius) کتا ستارا، دیکھا جو سال کے 365 دن سورج کے ساتھ ساتھ طلوع ہوتا (نکلتا) تھا۔

5 تا 6 ہزار سال پہلے مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کے لوگوں نے وقت کی ٹھیک ٹھیک پیمائش کرنے کے لیے گھڑیال بنانا شروع کیا۔

مصریوں نے شمسی (سورج والی) گھڑیال بنائیں، یہ ایک لمبی اور چار کونوں والی مینار (Monument) جیسی تھی، (مثلاً میری ویدر ٹاور) جب او دبی لسک (Obelisk) یعنی پتھر کی سوئی کا سایہ آسمان پر سورج کی حرکت کے ساتھ تبدیل ہوتا تھا تو مصری اس سے وقت معلوم کرتے تھے، بعد ازاں مصریوں نے پتھر کی سوئی کے گرد مناسب فاصلے پر نشان لگائے تاکہ وہ وقت کی بنیادی اکائی معلوم کر سکیں 2 ہزار سال بعد مصریوں نے ایک اور گھڑیال (Sundial) کی مختلف اقسام تھیں یہ سب وقت کو درست طور پر ناپنے کے لیے بنائی گئی تھیں۔

آبی گھڑیال سورج کی گردش اور سیاروں کے مشاہدے کے لیے استعمال نہیں کی گئیں، ان کی دو بڑی اقسام ہیں ایک ڈھولان سطح رکھتا ہے اور اس کے پینڈے میں ایک چھوٹا سوراخ ہے، جو پانی سے بھرا ہوا ہے، یہ پانی اس چھوٹے سوراخ سے ایک برابر رفتار سے گر رہا ہے، جبکہ دوسری قسم ایک پیالہ نما ساخت ہے جو خالی ہونا شروع کرتا ہے، پہلی ڈھلوان ساخت سے پانی پیالہ نما ساخت میں اس وقت تک گرتا ہے جب تک یہ مکمل بھر نہیں جاتا ان دونوں قسم کی ساختوں پر وقت گزرنے کی پیمائش درج ہے۔

سب سے پہلی آبی گھڑیال (Water Clock) ایک مصری قبر سے ملی تھی، یونانی بھی آبی گھڑیال رکھتے تھے جنھیں وہ کلیپ سائیڈرا (Clepsydra) معنی پانی کا چور کہا کرتے تھے یہ آبی گھڑیال شمالی افریقہ میں بیسویں صدی میں بھی استعمال ہوتی رہیں ایک ہزار سال پہلے یونانیوں اور روسیوں نے میکانیکی آبی گھڑیال ایجاد کیں۔

انھوں نے پانی کے دباؤ کو اس قدر باقاعدہ بنایا کہ وہ یکساں رفتار سے بہنے لگے۔ انھوں نے ان گھڑیال کو پہلے کی نسبت کافی بہتر بنایا، ان گھڑیالوں میں سے ایک خوبصورت گھڑیال یونان کے شہر ایتھنز کی مارکیٹ اسکوائر "ٹاور آف ونڈز" تھی آٹھ کونوں والی اس گھڑیال میں 24 گھنٹوں والا "کلیپ سائیڈرا" لگا ہوا تھا، اس میں "سن ڈائل" گھنٹہ بتانے کا میکانکی اشارہ اور آٹھ ہواؤں کے اشارے شامل تھے، اسی وجہ سے اس کا نام "ٹاور آف ونڈز" رکھا گیا۔

چین میں سوسنگ نامی سائنسدان نے اپنے کلیپ سائیڈرا کے لیے ایک بڑا ٹاور تعمیر کیا، اس ٹاور کی خصوصیت یہ تھی کہ اس سے فلکیات کے دوسرے واقعات بھی دیکھے جا سکتے تھے، اس ٹاور میں مختلف دروازے تھے جو چھوٹی بڑی گھنٹیاں بجانے والے چھوٹی گڑیا نما مجسمے دکھانے کے لیے کھلے رکھے جاتے تھے، (ہم نہیں سمجھتے کہ اس بڑے ٹاور میں کوئی کوئل بیٹھی تھی)

موم بتی گھڑیال سے وقت کی پیمائش کرنا نہایت آسان تھا اور بالخصوص سورج کی غیر موجودگی میں یہ زیادہ مفید طریقہ تھا، کہا جاتا ہے کہ مشہور بادشاہ کنگ البرٹ دی گریٹ نے مطالعے، عبادت، شاہی ذمہ داریوں اور آرام کی غرض سے اپنی موم بتیوں پر نشان لگا رکھے تھے (یعنی مطالعے کے لیے جلائی جانے والی موم بتی ختم ہو کر بجھتی عبادت کی موم بتی روشن کی جاتی وغیرہ) چینیوں نے وقت کو مختلف حصوں میں بانٹنے کے لیے خوشبودار لکڑیوں (اگر بتی) جلانے کا طریقہ اپنایا، اس طرح کی ایک قسم کی "اگر بتی" چھ وزن دار دھاگوں پر مشتمل ہوتی تھی جو خوشبو دار لکڑی سے مناسب فاصلے پر لٹکائے جاتے تھے، باری باری ایک دھاگہ چلتا تھا تو اس پر رکھا گیا وزن نیچے ایک پلیٹ پر گرتا تھا اور اس سے ایک آواز پیدا ہوتی تھی جس سے وقت گزرنے کا احساس ہوتا تھا۔

وقت معلوم کرنے کا ایک دلچسپ طریقہ یہ بھی تھا کہ مختلف مقامات پر مختلف خوشبوؤں والی لکڑیاں جلائی جاتی تھیں۔

لیکن یہ تمام طریقے درست انداز میں حقیقی وقت (ٹائم) نہیں بتا سکے، اس لیے انسان نے تلاش و جستجو کا عمل جاری رکھا تاکہ ایک ایسا طریقہ دریافت کیا جا سکے جس کے ذریعے زیادہ درست وقت معلوم ہو۔ جس میں وہ کامیاب ہو گیا۔

صفائی

صفائی ہیں رکھتے جو بچے عزیز وہ لوگوں میں کہلاتے ہیں باتمیز
صفائی سے انسان، انسان ہے غلیظ اور گندہ تو حیوان ہے
صفائی رکھے گی تمھیں تندرست جو رہتا نہیں صاف ہوتا ہے ست
جنھیں صاف رہنے کی عادت نہیں نہیں ہوتی ایسوں کی عزت کہیں
صفائی ہر اک چیز کی جان ہے صفائی سے خوش رہتا انسان ہے
جو بچے ہمیشہ نہاتے نہیں سکول اپنے منہ دھو کے جاتے نہیں
وہ کرلیتے ہیں ذہن کا اپنے ناس نہیں ہوتے پھر امتحانوں میں پاس
غلیظ اور گندے ہیں کپڑے اگر تو گھن کھائے گا تم سے ہر ایک بشر
اگر صاف ستھرا رکھو گے لباس محبت سے سارے بٹھائیں گے پاس
یہ ہشیار لڑکے کی پہچان ہے کتابیں صفا، صاف جزدان[1] ہے
جو بچہ سدا صاف رہتا نہیں تو جی کام میں اس کا لگتا نہیں
ہمیشہ صفائی سے لکھا کرو کبھی داغ کاپی پہ آنے نہ دو
پڑھو تم کتابیں صفائی کے ساتھ لکھو جب، نہ بھرنا سیاہی سے ہاتھ
رکھو اپنے رہنے کا کمرہ صفا[2] دھرو چیزیں ترتیب سے جا بجا
ہو جس روز تم امتحاں میں شریک ہر ایک چیز گھر سے چلو کرکے ٹھیک
بنو پیارے بچو، صفائی پسند بھلانا نہ تم عمر بھر میری پند[3]

مشکل الفاظ کے معانی: 1۔ بستہ جس میں کتاب رکھی جائے۔ | 2۔ پاک، صاف | 3۔ نصیحت (بحوالہ: فیروز اللغات)

اسامہ طارق ساہی شاہ کوٹ

غزوہ
قتل کی سینچری
فرضی قصے، کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین
لاہور پاکستان
ننھّے مجُاہِد
٦ شعبان ۱۴۲۵ھ اکتوبر 2004ء
شہزادی کی شادی
امانت کا سفر
زرتعاون 6 روپے
غزوہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرمانِ الٰہی

جو لوگ اپنے رب کی خوشی کیلئے اللہ کے حکم بجالائے اور گناہ سے باز رہے، صبر کیا اور نماز کو درستی سے ادا کیا اور جو ہم نے ان کو مال دیا اس میں سے چھپ کر اور ظاہری طور پر ہماری راہ میں خرچ کیا اور برائی کے بدلے لوگوں سے بھلائی کی۔ انہی لوگوں کیلئے آخرت کا گھر ہے وہ کیا ہے؟ رہنے کے لیے باغ ہیں، جن میں وہ خود جائیں گے اور ان کے باپ، دادوں اور بیبیوں اور اولاد میں سے جو نیک ہوں گے اور فرشتے ان کو ہر دروازے سے سلام کہیں گے۔

(سورۃ الرعد آیت 21-22-23)

حافظ مظہر اقبال بھلوال

حدیثِ نبوی

غرور سے کپڑا لٹکانا حرام ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا: جو شخص اپنا تہمند غرور کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے رکھتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھوں گا۔

بخاری و مسلم

سرفراز احمد تنویر مجاہد

ربنا

نبی کریم ﷺ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا کرتے ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار (البقرہ 201)

ترجمہ "اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں (دوزخ کی) آگ کے عذاب سے بچا (رواہ ابوداؤد)

حافظ مظہر اقبال بھلوال

دعا قبول ہوگئی

مریم صدیق منڈی بہاؤالدین

حضرت براء بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ

اس قصے کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا واقعہ پیش آچکا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد عرب کے قبائل دین اسلام سے اس طرح مرتد ہونے لگے جس طرح آپ ﷺ کے عہد مبارک میں فوج در فوج داخل ہوئے تھے۔ مکہ اور مدینہ کے باشندے اور کچھ قبائل جن کے دلوں میں اسلام کی جڑیں مضبوط ہو چکی تھیں اسلام پر باقی رہے۔ مرتد ہونے کے اس فتنے کا مقابلہ کرنے کے لئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک ناقابل تسخیر چٹان بن کر سامنے آئے۔ انہوں نے مہاجرین و انصار کے گیارہ لشکر تیار کئے اور انہیں جزیرۃ العرب کے مختلف علاقوں میں بھیج دیا تا کہ مرتدین کو حق و ہدایت کی راہ پر واپس لائیں۔ ان مرتدین میں قوت اور کثرت کے اعتبار سے مسلیمہ کذاب کا گروہ بنو حنیفہ سرفہرست تھا۔ مسلیمہ نے اپنی جماعت میں سے 40 ہزار جنگجو اکٹھے کر لیے جن میں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ بن ولید کی کمان میں فوج روانہ کی۔ اس میں چیدہ چیدہ مہاجرین شامل تھے اس فوج کے ہراول دستے میں براء رضی اللہ عنہ بن مالک اور مسلمانوں کے چند بہادر شہ سوار بھی تھے۔ یمامہ کے مقام پر دونوں لشکروں میں مڈبھیڑ ہوئی۔ لشکر اسلام کی تعداد کم پا کر مسلیمہ کذاب کی جماعت اترانے لگی۔ ادھر ان کی کثرت دیکھ کر مسلمانوں پاؤں تلے سے زمین کھسکتی محسوس ہونے لگی اور لشکر اسلام اپنی جگہ سے ہٹنے لگا۔ مسلیمہ کے لشکر کی ایک جماعت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے خیمے پر حملہ آور ہوئی اور اسے اکھاڑ پھینکا۔ قریب تھا کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زوجہ مرتدین کے ظلم کا شکار ہو جاتیں کہ ایک مسلمان مجاہد نے انہیں اپنی حفاظت میں لے لیا اور انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچنے دی۔ اس واقعہ سے مسلمانوں کی غیرت وحمیت بھڑک اٹھی۔

سیدنا خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے دوبارہ لشکر منظم کیا۔ انصار و مہاجرین اور دیگر قبائل کو الگ الگ جماعتوں میں تقسیم کر کے ایک جھنڈے تلے جمع کیا پھر دونوں فریق ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوگئے۔ گھمسان کا رن پڑ رہا تھا' میدان جنگ میں مسلیمہ کی فوج غیر متزلزل پہاڑ کی طرح جمی ہوئی تھی انہیں مقتولین کی کثرت نے ذرا بھی خوفزدہ نہیں کیا۔ غازیان اسلام بھی بہادری و جانفروشی کے نادر نمونے پیش کر رہے تھے اور مرتدین کی صفیں کاٹ رہے تھے۔ مجاہدین غیر معمولی شجاعت کے جوہر دکھائے لیکن ان سب میں براء رضی اللہ عنہ بن مالک کا کارنامہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے جب خالد رضی اللہ عنہ بن ولید نے دیکھا کہ لڑائی اپنے عروج پر ہے تو انہوں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا! اے انصار کے نوجوان اپنی قوم کی خبر لو۔ حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی طرف متوجہ ہو کر پکارے۔ اے اہل مدینہ! کوئی تم میں سے دوبارہ مدینہ لوٹ کر جانے کا تصور بھی نہ کرے۔ آج کے بعد تمہارے لئے کوئی مدینہ نہیں شہادت کا جام پیو اور جنت کی سیر کرو پھر حضرت براء رضی اللہ عنہ طوفان کی طرح اپنی قوم کے ساتھ مشرکین پر ٹوٹ پڑے۔ ان کی صفوں میں تہلکہ مچا دیا اور اپنی تلوار دشمنوں کی گردنوں میں پیوست کرتے چلے گئے۔ توحید و رسالت کے پروانوں کے اس طوفانی حملے سے مسلیمہ اور اس کے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے۔ وہ لوگ بھاگ کر اس باغ میں پناہ گزیں ہو گئے باغ میں ایک کشادہ میدان تھا جس کی دیواریں کافی بلند تھیں۔ مسلیمہ اور اس کے لشکر جرار نے باغ کا دروازہ بند کر دیا اور اس کی دیواروں پر مورچہ بنا کر مسلمانوں پر تیروں کی بارش کرنے لگے۔ ایسے نازک موقع پر مسلمانوں کے شہسوار براء رضی اللہ عنہ بن مالک نے ایسی دلیری اور جانفروشی کا مظاہرہ کیا جسے تاریخ اسلامی کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ وہ آگے بڑھے اور فرمایا' لوگو مجھے کسی تختے پر بٹھا دو پھر اسے اپنے نیزوں پر بلند کر کے باغ کے اندر دروازے کے قریب پھینک دو یا تو میں راہ خدا میں شہید ہو جاؤں گا یا پھر تمہارے لئے فتح کا دروازہ کھول دوں گا۔

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ جست لگا کر ایک بڑی ڈھال پر بیٹھ گئے جسے سپاہیوں نے اچھال کر قلعے میں لشکر مرتدین کے اندر پھینک دیا۔ براء رضی اللہ عنہ ان پر بجلی بن کر ٹوٹ پڑے اور دروازے کے سامنے انہوں نے مرتدین کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی مسلمانوں نے قلعے پر زبردست یلغار کی اور اس کے در و دیوار پر اُمڈ پڑے۔ اس خونریز جنگ میں مسلیمہ کے بیس آدمی مارے گئے اور ایک مجاہد کی تلوار نے مسلیمہ کذاب کو بھی موت کی نیند سلا دیا۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ بن مالک کے جسم پر تیر اور تلوار کے 80 سے زائد زخم تھے انہیں خیمے میں لا کر مرہم پٹی کی گئی۔ مسلمانوں کے سپہ سالار خالد رضی اللہ عنہ بن ولید خود ایک ماہ تک ان کی دیکھ بھال کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ نے انہیں شفا بخشی اور وہ صحت یاب ہوگئے۔ اس فتح و کامیابی کا سہرا انہی کے سر تھا۔ حضرت براء بن مالک ہمیشہ شہادت کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ اپنی دیرینہ آرزو کی تکمیل اور پیارے حبیب سے ملاقات کے شوق میں تمام جنگوں میں شرکت کی۔ فارس کے ایک شہر کی فتح کے دن جب ایرانی لشکر ایک مضبوط قلعے میں داخل ہو گیا تو مسلمانوں نے ان کا سختی سے محاصرہ کر لیا جب ناکہ بندی سے وہ لوگ عاجز آگئے تو انہوں نے قلعے کی دیواروں سے تپتے ہوئے لوہے کی سرخ سرخ زنجیریں جن کے سروں پر نوکا نٹے لگے ہوئے تھے' نیچے پھینکنا شروع کیں' جیسے ہی زنجیر نیچے آئی اس کے نوکیلے کانٹے کسی نہ کسی صحابی کے بدن میں گھس جاتے مشرکین اسے اوپر کھینچ لیتے اس دوران یا وہ شہید ہو جاتا یا شدت تکلیف سے موت کے قریب جا پہنچتا۔ ایسی ہی ایک کڑی براء کے بھائی انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو چبھ گئی جیسے ہی حضرت براء رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا انہوں نے لپک کر زنجیر پکڑ لی اور اپنے بھائی کے بدن سے کانٹے نکالنے لگے۔ ان کے ہاتھ بری طرح جھلس گئے تھے لیکن جب تک انہوں نے اپنے بھائی کو مکمل طور پر آزاد نہیں کرا لیا زنجیر نہیں چھوڑی۔ جب زمین پر آئے تو ہاتھ کا گوشت جل چکا تھا اور صرف ہڈیاں باقی تھیں اس جنگ میں براء نے دعا کی' اے اللہ! شہادت نصیب فرما اللہ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا۔ انہوں نے اسی جنگ میں جام شہادت نوش کیا۔

خیر کے کلمات

(1) کچھ کرنے کا ارادہ ہو تو کہو ان شاء اللہ (اگر اللہ نے چاہا)
(2) کوئی چیز سامنے آئے تو کہو (سبحان اللہ) اللہ پاک ہے۔
(3) کسی تکلیف میں ہو تو کہو (یا اللہ) اے اللہ۔
(4) اگر کوئی کام شروع کرو تو کہو، بسم اللہ (شروع اللہ کے نام سے)
(5) کسی چیز کی تعریف کرنا ہو تو کہو ماشاء اللہ (جو اللہ نے چاہا۔
(6) کسی کا شکریہ ادا کرنا ہو تو کہو، جزاک اللہ، اللہ تمہیں بدلہ دیں۔
(7) اگر چھینک آئے تو کہو، الحمد للہ، تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں۔
(8) کسی غلط کام پر افسوس ہو تو کہو، استغفر اللہ (میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں)
(9) اللہ کے نام پر کچھ دو تو کہو، فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں)
(10) کسی کو رخصت کرو تو کہو، فی امان اللہ (اللہ کی حفاظت میں۔
(11) جب کچھ نا گواری ہو تو کہو، نعوذ باللہ (ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں۔
(12) جب خوش گواری ہو تو کہو، فتبارک اللہ، اللہ برکت والا ہے۔
(13) کسی کی موت کی خبر سنو تو کہو انا للہ، (ہم سب اللہ کیلئے ہیں۔
(14) اور کچھ نقصان ہو جائے تو ساتھ یہ بھی کہو (وانا الیہ راجعون، اسی کی طرف لوٹ جانا ہے۔

(شازی، شگفتہ، سدرہ، فوزیہ، رابعہ قصور)

قرآن کریم کی اہم اور دلچسپ معلومات

قرآن مجید میں دو آیات ایسی ہیں جن میں حروف تہجی (اسے ی تک) جمع ہیں، پہلی سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 154 اور دوسری سورۃ فتح کی آیت نمبر 29۔

قرآن مجید میں صرف ایک سورۃ ایسی ہے جس میں زیر صرف ایک مرتبہ آئی ہے اور وہ ہے سورۃ اخلاص۔

قرآن مجید میں سب سے زیادہ آیات پر مشتمل رکوع سورۃ عبس کا ہے۔

قرآن مجید میں دو جملے ایسے ہیں جنھیں سیدھا پڑھا جائے یا الٹا پڑھا جائے تو ان میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔

''ربك فكبر'' (سورۃ مدثر آیت نمبر 3) اور ''كل في فلك'' (سورۃ یٰسین آیت نمبر 40)

(حافظ امتیاز، گھنگوال)

ضروری بات

السلام علیکم

بہت بہت شکریہ...... اتنے ڈھیر سارے خطوط لکھنے کا...... آپ نے اپنے خطوط کے ذریعہ ''ننھے مجاہد'' پر اعتماد کا اظہار کیا...... اس کے لیے لکھتے رہنے اور پڑھتے رہنے کا وعدہ کیا...... اور اسے پسند کیا...... پھر اسے بہتر سے بہتر بنانے کے لیے بہت سی تجاویز و آراء بھجوائیں......

سچ بات پوچھیں تو ہم اس بار کی ڈاک دیکھ کر دل ہی دل میں بہت خوش ہوئے۔

اس ڈاک نے جہاں مہینہ بھر مصروف رکھا وہاں ہمارے حوصلے بھی بڑھا دیے، اب ہم نے عزم کیا ہے کہ ''ننھے مجاہد'' کو آپ کی خواہشات کے مطابق خوب سے خوب تر بنائیں گے، ان شاء اللہ اور اپنے تئیں ہر ممکن کوشش کریں گے کہ تا ہماری طرف سے کوئی کسر باقی نہ رہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس کوشش میں آپ کو بھی برابر کا شریک ہونا پڑے گا تبھی یہ بات ممکن ہے کیونکہ تالی تو دو ہاتھوں سے بجتی ہے۔

مجھے امید ہے کہ اگر آپ اپنے ذمے کا کام بخوبی سرانجام دیں گے تو پھر آپ کی سب سے بڑی شکایت بھی ختم ہو جائے گی۔ اب آپ سوچیں گے کہ یہ سب سے بڑی شکایت کیا ہے، بھئی وہی کہ ہماری تحریر اتنا عرصہ گذر گیا ابھی تک ''ننھے مجاہد'' میں شائع نہیں ہوئی۔

یہ بات آپ اپنے ہر خط میں لکھتے ہیں اور میں ہر خط میں پڑھتا ہوں پھر آخر میں آپ کا شکوہ ہوتا ہے کہ جی آپ تو ہماری ہر تحریر اور ہر خط ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔ بھئی! ہماری ردی کی ٹوکری کا ہاضمہ اکثر خراب ہی رہتا ہے اس لیے ہم آپ کی کوئی بھی تحریر اور خط اس کے سپرد نہیں کرتے، لیکن آپ کے کئی خط اور تحریریں خود ہی کہتی ہیں کہ جی ہمیں جلدی جلدی ٹوکری کے پیٹ میں پہنچا دیں، تو پھر ہمارے پاس اور کوئی چارہ ہی نہیں ہوتا اور ہم بے بسی کے عالم میں نہ چاہتے ہوئے بھی وہ تحریریں خراب ہاضمے والی ردی کی ٹوکری کے سپرد کر دیتے ہیں جس سے اس کا ہاضمہ مزید خراب ہو جاتا ہے یوں ایک طرح سے تو آپ من گھڑت اور بغیر حوالے کے تحریریں لکھ کر بے چاری ٹوکری پر ظلم کرتے ہیں اور الٹی شکایت بھی کرتے ہیں پھر بھی اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی تحریریں جو ردی کی ٹوکری کی ''زینت'' بنتی ہیں وہ نہ بنیں تو چند کام آپ کر لیں اور وعدہ ہم کر لیتے ہیں کہ آپ کی کوئی تحریر بھی ردی کی ٹوکری میں نہیں جائے گی، کیا خیال ہے! اگر تو آپ متفق ہیں تو پھر سنیں۔

☆ ہر تحریر کے لیے بڑا ورق استعمال کریں اور اس کے ایک جانب لکھیں۔
☆ ایک تحریر کے لیے ایک ہی صفحہ استعمال کریں نہ کہ ایک ہی صفحے پر بہت سی تحریریں اور ہاں لکھتے ہوئے صاف اور ایک سطر چھوڑ کر لکھیں ہے۔
☆ جو بات بھی لکھیں اس کا حوالہ ضرور درج کریں، آئندہ بغیر حوالے کے کوئی تحریر شائع نہیں ہوگی۔
☆ سب سے اہم اور ''ضروری بات'' کہ خط اور تحریر بھیجنے کے بعد صبر سے کام لیں اگر آپ ان باتوں پر عمل کریں گے تو ہمارا آپ سے وعدہ ہے کہ آپ کی بھیجی ہوئی تحریر ردی کی ٹوکری کی بجائے آپ کے پیارے میگزین ''ننھے مجاہد'' کے صفحات پر جگمگائے گی۔ اب اجازت دیجئے

والسلام
آپ کا بھائی
عبدالوارث ساجد

خط و کتابت کے لئے
ننھے مجاہد ہفت روزہ غزوہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور
www.jamatdawa.org فون 7412369 فیکس 7416194
E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com

ندیم اختر
منیر احمد

سلطان کا کارنامہ

ہم خشکی کے راستے اپنے بحری جہاز سمندر میں پہنچائیں گے اور بندرگاہ پر حملہ کریں گے۔ یہ ناممکن ہے ..... یہ کیسے ہوسکتا ہے ..... یہ تو ممکن نہیں۔ سلطان کی بات پر تمام درباریوں کے منہ سے بے ساختہ یہ جملے نکلنے لگے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ بندرگاہ اور ان کے درمیان دس میل خشکی کا خطہ ہے اور اسے بحری جہازوں کے ذریعے طے کرنا ممکن نظر نہیں آتا لیکن سلطان کا حکم تھا اور اس سے انحراف بھی ممکن نہ تھا' لہٰذا تدابیر سوچی جانے لگیں اور پھر سلطان کی تجویز پر ہی اس بظاہر ناممکن نظر نہ آنے والے منصوبے پر کام شروع کر دیا گیا اور اس منصوبے کی تکمیل نے دنیا کو حیران کر دیا اور اسی وجہ سے اس سلطان کا نام تاریخ اسلامی میں امر ہو گیا اور کیوں نہ ہوتا یہ منصوبہ قسطنطنیہ کی فتح کا منصوبہ تھا جس کے فاتحین کو اللہ کے آخری رسول ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی۔ اس سعادت کو حاصل کرنے والے یہ سلطان محمد فاتح تھے جن کے ہاتھوں قسطنطنیہ فتح ہو کر اسلامی ریاست میں داخل ہوا۔ اس کا موجودہ نام استنبول ہے۔ یہ ترکی کا مشہور شہر ہے۔ سلطان محمد فاتح 20 اپریل 1429ء کو پیدا ہوئے۔ سلطان مراد ثانی نے اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت کا معقول انتظام کیا اور مروجہ علوم و فنون کی تدریس کے لئے چوٹی کے علماء و فضلاء مقرر کیے۔ سلطان محمد فاتح خداداد ذہانت کا حامل تھا لہٰذا اس نے شروع ہی سے علم و فن کے حصول میں بڑے ذوق شوق سے حصہ لیا اور اپنی ذہانت اور اعلیٰ صلاحیتوں سے استادوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ اپنی مادری زبان ترکی کے علاوہ جلد ہی اس نے فارسی' عربی اور یونانی زبانیں سیکھ لیں اور لاطینی زبان سے بھی اچھی خاصی واقفیت حاصل کر لی اس کے ساتھ یونانی فلسفے مشرقی تہذیب و ثقافت اور تاریخ کے موضوعات پر بھی اپنا مطالعہ جاری رکھا۔ اس کے ساتھ ساتھ جنگی علوم و فنون سے تو اسے خاصی دلچسپی تھی۔ زمانہ طالب علمی میں جنگی ایجادات اور فوجی اصول و قواعد سمجھنے اور سیکھنے میں وہ بڑے شوق کا مظاہرہ کیا کرتا۔ سلطان محمد فاتح کو 24 برس کی عمر میں ہی اپنے عظیم باپ سلطان مراد ثانی کی وفات کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ باپ کی وفات کے بعد جب وہ تخت پر بیٹھا تو اس کی عمر 24 سال تھی مگر ارادے بہت بلند تھے۔ پڑوسی ملک کا طاقتور بادشاہ قسطنطین اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا کہ سلطان ناتجربہ کار اور نوعمر ہے' لہٰذا اس نے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ قسطنطین نے اچانک مطالبہ کیا سلطان اسے خراج دے سلطان محمد فاتح کو یہ بات بہت ناگوار گزری اس نے گرج کر کہا" اس احمق بادشاہ کو خراج کے بجائے ایسا سبق سکھاؤں گا کہ ساری دنیا حیران رہ جائے گی۔ قسطنطین دنیا کا بہت بڑا تجارتی مرکز تھا شاہ قسطنطین کے پاس فوج اور دولت کی کثرت تھی لہٰذا وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔ سلطان محمد فاتح تو پہلے ہی اس شہر کو فتح کرنے کیلئے بے چین تھا۔ لالچی بادشاہ نے خراج کا ذکر چھیڑ کر گویا اپنی موت کو دعوت دی۔ شاید اسے یہ غلط فہمی تھی کہ بار بار کوشش کے باوجود مسلمان اس شہر کو فتح کرنے میں ناکام رہے تھے لہٰذا یہ نوعمر سلطان کیا کرے گا۔ سلطان نے زور شور سے جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ قسطنطنیہ سے پانچ میل کے فاصلے پر اس نے ایک زبردست قلعہ تعمیر کرایا۔

اور اس میں جنگی ساز و سامان جمع کرنا شروع کر دیا۔ ادھر سلطان نے ہمسایہ ملکوں سے دوستانہ معاہدے کیے ہنگری کے ایک انجینئر نے اس زمانے کی سب سے بڑی توپ بنا کر دی۔ ترکی کے اپنے کاریگروں نے ایک بہت بڑا لکڑی کا قلعہ بنایا جسے ہر جگہ لے جایا جا سکتا تھا' تین سو جنگی جہازوں کا بحری بیڑہ تیار کیا گیا۔ ادھر شاہ قسطنطین بھی بے خبر نہیں تھا اس نے یہ چال چلی کہ شہر کی بندرگاہ کو جو سمندری راستہ جاتا تھا اس میں لوہے کی موٹی موٹی زنجیریں ڈلوا کر بحری جہازوں کا راستہ ہی بند کر دیا۔ دوسری طرف قسطنطین کے بڑے بڑے جنگی جہاز کھڑے ہو گئے تاکہ اگر کوئی ان زنجیروں کو کاٹنے کی کوشش کرے تو اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ گویا پہلے اگر قسطنطنیہ کی فتح مشکل تھی تو اب ناممکن ہو گئی۔ اڑھائی لاکھ فوج اور تین سو بحری جہازوں کے ساتھ سلطان نے قسطنطنیہ پر حملہ کر دیا۔ شہر کے لوگ اتنی بڑی فوج دیکھ کر تھر تھر کانپنے لگے مگر ان کا بادشاہ پر یقین تھا کہ کوئی جنگی جہاز شہر کی فصیل تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ سلطان محمد فاتح پورا ڈیڑھ مہینہ دن رات شہر تک پہنچنے کی تدبیریں سوچتا رہا۔ آخر اس کے ذہن میں ایک ایسی ترکیب آئی جسے سن کر سارے فوجی حیران رہ گئے۔ سب نے یہی کہا کہ یہ ناممکن ہے سلطان کی ترکیب یہ تھی کہ کسی طرح بحری جہازوں کو گھسیٹ کر بندرگاہ میں اتار دیا جائے اس طرح دشمن کی ساری حفاظتی تدبیریں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔ ساری فوج نے ناممکن کو ممکن بنانے میں جت گئی باسفورس کے کنارے سے لیکر شاخ زریں کے ساحل تک زمین پر لکڑی کے بڑے بڑے تختے بچھائے گئے' پھر ہزاروں جانور ذبح کر کے ان کی چربی سے تختوں پر پھسلن پیدا کی گئی۔ اس کے علاوہ تیل' روغن اور ہر طرح کی چکناہٹ استعمال کی گئی' راستے میں کئی جگہ اونچے اونچے ٹیلے بھی حائل تھے مگر سلطان کی فوج نے ٹیلوں کو ہموار کر کے ان پر تختے بچھا دیے جب یہ کام مکمل ہو گیا تو رات کے اندھیرے میں جہاز اور کشتیاں' چربی لگے ہوئے تختوں پر پھسلا پھسلا کر شاخ زریں کی طرف دھکیلی جانے لگیں۔ اس مشکل کام میں سینکڑوں سپاہی زخمی ہوئے' سلطان بذات خود ساری کارروائی کی نگرانی کر رہا تھا' صبح کی روشنی پھیلتے پھیلتے فوج کے 70 جہاز اور کشتیاں شاخ زریں میں اتر چکی تھیں اس طرح بندرگاہ سلطان کے بحری بیڑے کی براہ راست زد میں آ گئی۔ جب لوگوں نے قسطنطنیہ کی فصیل سے سلطانی جہازوں کو عین بندرگاہ میں حرکت کرتے دیکھا تو حیران رہ گئے ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ جہاز اور کشتیاں کس طرح بندرگاہ میں جہازوں کی طرف بڑھنے لگیں مگر ان جہازوں سے غلطی یہ ہوئی کہ وہ بغیر کسی ترتیب و اصول کے بڑھتے چلے آئے۔ سلطان کے بحری بیڑے نے اس غلطی سے پورا فائدہ اٹھایا قسطنطین کو جب اطلاع ملی کہ سلطان کے جہاز بندرگاہ میں داخل ہو چکے ہیں تو وہ صدمے سے نڈھال ہو گیا تاہم خود کو سنبھالتے ہوئے اس نے اپنی فوج کے کمانڈر کو حکم دیا کہ شاخ زریں میں داخل ہونے والے جہازوں کو فوراً تباہ کر دیا جائے۔ دیکھتے ہی دیکھتے چار بڑے جہاز اور کئی کشتیاں سلطانی گولہ باری کی زد میں دشمن کے کئی جہاز اور کشتیاں غرق ہو گئیں۔ سلطان محمد فاتح نے دشمن بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ ہتھیار ڈال دے اور خلق خدا کو ہلاکت سے بچا لے اسے امان دی جائے گی۔ شہر کے معزز لوگوں نے بھی قسطنطین کو یہی مشورہ دیا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ بالآخر سلطان نے قسطنطنیہ پر فیصلہ کن حملے کا حکم دیدیا۔ اس روز سلطان کے لشکر میں چہل پہل تھی لشکر کے بیشتر افراد روزے سے تھے۔ فجر کی نماز میں فتح کی دعائیں مانگی گئیں پھر حکم ملتے ہی فوج کا ہر جوان شیر کی طرح دشمن پر جھپٹ پڑا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی' قسطنطین میدان جنگ میں مارا گیا اور یوں اس کے آباؤ اجداد ایک ہزار سالہ حکومت کا خاتمہ ہوا۔ سلطان کی فوج فتح کے شکرانے ادا کرتی شہر میں داخل ہوئی۔ سلطان نے ثابت کر دیا کہ پختہ ارادے اور مسلسل کوشش سے ناممکن کو بھی ممکن بنایا جا سکتا ہے۔

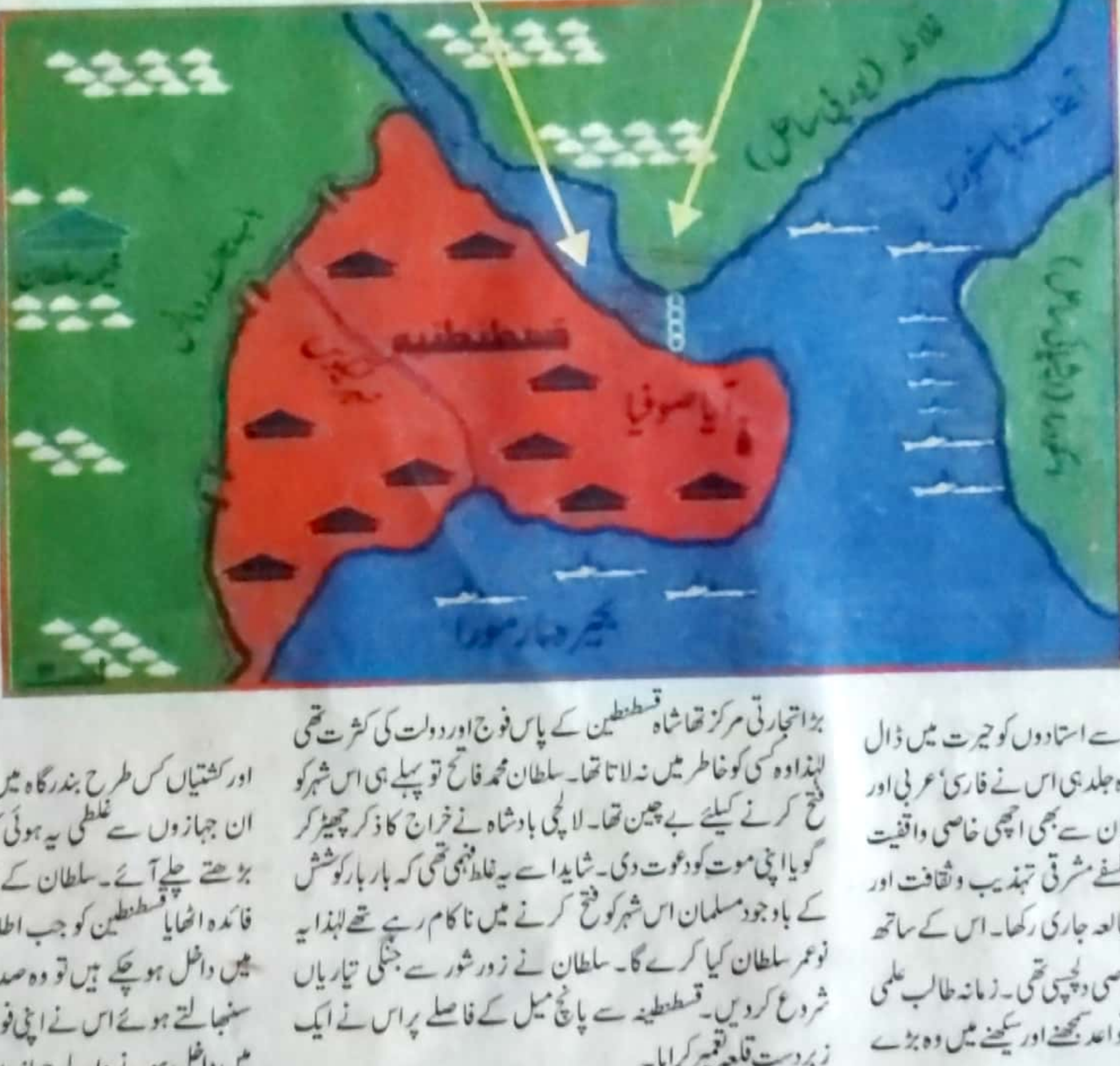

آمنہ عارف اللہ
رینالہ خورد

شہزادی کی شادی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت تھا، عبداللہ ابن ابی سرح مصر کے گورنر تھے، شمالی افریقہ پر ایک رومی گریگوری کی حکومت تھی جس کی بیٹی فلپانا بڑی دلیر اور شجاع تھی اور جنگ میں مردوں کے دوش بدوش داد شجاعت دیا کرتی تھی۔ مسلمانوں اور عیسائیوں میں زبردست جنگ ہو رہی تھی۔ اگرچہ عیسائیوں کی فوج مسلمانوں کے مقابلے میں چار گنا زیادہ تھی لیکن پھر بھی مسلمان بہادری، دلیری اور جوانمری سے عیسائیوں کے حملوں کو روک رہے تھے۔ جس کے باعث لڑائی طول پکڑ رہی تھی۔ جب مدت تک لڑائی کا کوئی فیصلہ نہ ہوا تو گریگوری نے اعلان کیا کہ جو رومن سپاہی مسلمانوں کے سپہ سالار ابن ابی سرح کا سر کاٹ کر لائے گا، مقررہ انعام واکرام کے علاوہ وہ اپنی بیٹی فلپانا بھی اس کے نکاح میں دوں گا دوسری طرف ابن ابی سرح نے دربار خلافت سے امداد طلب کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک فوج دے کر مسلمانوں کی امداد کے لئے روانہ کیا۔ فلپانا جیسی حسین، خوبصورت اور بہادر لڑکی کو حاصل کرنے کا کون خواہشمند نہیں تھا۔ عیسائی جوانوں میں اس خوشخبری سے ایک نیا ولولہ اور جوش پیدا ہو گیا اور ان کی ہر ممکن کوشش تھی کہ جس طرح بھی بن پڑے ابن ابی سرح تک پہنچ جائیں۔ اس کوشش میں کتنے ہی عیسائی نوجوان خاک وخون میں تڑپ کر رہ گئے۔ لیکن اس کے باوجود ان کی کوشش میں کمی نہ آئی۔ یہ حالت دیکھ کر مسلمانوں میں قدرے گھبراہٹ پیدا ہوئی۔ آخر فوج کے چیدہ چیدہ افسروں نے بیٹھ کر یہی فیصلہ کیا کہ ابن ابی سرح میدان جنگ میں نہ جائیں تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کو کوئی تکلیف پہنچے۔ ابن ابی سرح اگرچہ اسے پسند نہ کرتے تھے مگر سب کے مشورے کو آخر قبول کرنا پڑا۔ اب میدان جنگ میں جانے کی بجائے اپنے خیمے میں ہی رہنے لگے۔ اسی دوران عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی کمک لے کر پہنچ گئے مگر انہیں یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا کہ مسلمان تو لڑ رہے ہیں مگر سردار خیمے میں آرام کر رہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سیدھے ابن ابی سرح کے خیمے میں گئے اور کہا کہ ایک بہادر سپہ سالار کے شایان شان نہیں کہ وہ خود تو آرام سے بیٹھا رہے اور دوسرے مسلمان میدان جنگ میں لڑیں۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کو شہادت کی موت پسند نہیں؟ ابن ابی سرح نے جواب میں تمام واقعہ سنایا اور کہا کہ سب دوستوں کے مشورے سے مجبوراً میں نے ایسا کیا ہے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مسکرا کر کہا کہ آپ بھی اعلان کر دیتے کہ جو گریگوری کا سر کاٹ کر لائے گا۔ گریگوری کی بیٹی اس کے ساتھ بیاہ دی جائے گی۔ چنانچہ یہ اعلان کر دیا گیا۔

کمک آ جانے سے جنگ نے شدت اختیار کر لی تھی۔ نصف دن تک تمام میدان لاشوں سے اٹ گیا تھا۔ مسلمانوں میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حملے بہت ہی خوفناک تھے۔ وہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ دشمن کے قلب میں گھس جاتے اور منٹوں میں صفوں کی صفیں صاف کر آتے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے جرات مندانہ حملوں کو دیکھ کر فلپانا کئی مرتبہ ان کے مقابلے پر آئی مگر انہوں نے ہر مرتبہ اس کا وار بچا کر اس پر حملہ کرنے سے گریز کیا وہ نہیں چاہتے تھے کہ ایک بہادر مسلمان کا ہاتھ ایک عورت پر اٹھے۔ آخر انہوں نے اپنے دستہ کے ساتھ اس زور کا حملہ کیا کہ گریگوری کے محافظ دستہ تک پہنچ گئے۔ لوہے سے لوہا بج رہا تھا آخر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کئی نوجوانوں کو موت کی نیند سلا کر گریگوری تک پہنچ گئے۔ انہوں نے گریگوری کو للکارا کہ اب جنگ کا فیصلہ میرے اور تیرے درمیان ہو گا۔ گریگوری نے بڑی پھرتی سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر وار کیا مگر انہوں نے وار بچا کر اس زور سے حملہ کیا کہ گریگوری زمین پر خون میں لت پت پڑا تھا۔ انہوں نے فوراً اس کا سر کاٹ کر نیزے پر آویزاں کر دیا۔ اپنے بادشاہ کے سر کو نیزے پر لٹکتا دیکھ کر عیسائیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ مسلمانوں نے دور تک ان کا تعاقب کیا اور بہت سے عیسائیوں کو پکڑ لیا۔ ان میں گریگوری گرفتار شدگان کی بیٹی فلپانا بھی تھی۔ اسلامی فوج میں اس کامیابی پر خوشیاں منائی جا رہی تھیں اور شکرانے کے طور پر ان کے سر اللہ کے حضور میں جھکے جا رہے تھے جب مال غنیمت کی تقسیم ہونے لگی تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ وہاں موجود نہ تھے۔ ابن ابی سرح نے انہیں بلایا اور کہا اعلان کے مطابق فلپانا تمہاری ہے۔ لیکن انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا میں نے جس پاکیزہ جذبہ کے تحت جہاد کیا میں اسے کوئی انعام لے کر آلودہ نہیں کرنا چاہتا۔ امیر کو حق ہے فلپانا جس کو چاہے دے دے، میں اس حق سے دستبردار ہوتا ہوں۔ میدان جنگ میں فلپانا بھی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی جرات وبہادری کو دیکھ چکی تھی اور یہ بھی دیکھ چکی تھی کہ وہ خود کئی باران کی تلوار کی زد میں آئی مگر انہوں نے اس پر حملہ کرنے سے گریز کیا تھا اور جب اس نے حملہ کیا تو اس کے وار کو بچا کر بھی جوابی حملہ نہ کیا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور شرافت سے اس طرح متاثر ہو چکی تھی اس نے کہہ دیا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو حق نہیں کہ میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے، میں خوشی سے اسلام اور اس کی غلامی قبول کرتی ہوں۔

جَوکا دلیا

سیدنا عمر بن عبدالعزیز کو مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد پتہ چلا کہ سپہ سالار کے باورچی خانے کا روزانہ کا خرچ ایک ہزار درہم ہے آپ کو بہت افسوس ہوا حکم دیا کہ سپہ سالار کل دوپہر کا کھانا ہمارے ساتھ کھائیں۔ پھر آپ نے ہر قسم کے پرتکلف کھانے تیار کرائے اور ساتھ ہی جو کا دلیا بھی پکوایا دوپہر کے وقت سپہ سالار آیا۔ خلیفہ نے معاملات سلطنت پر گفتگو شروع کر دی۔ کھانا منگوانے سے دانستہ احتراز کیا۔ سپہ سالار کا بھوک کے مارے برا حال تھا ادب کے مارے کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔ آخر امیر المومنین نے اس کی بے تابی دیکھ کر دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور پہلے جو کا دلیا منگوایا۔ سپہ سالار بھوک کی وجہ سے اس پر ٹوٹ پڑا اور جب پرتکلف کھانے آئے تو اس کا پیٹ بھر چکا تھا۔ سیدنا عمر نے کہا آپ کے کھانے تو اب آئے ہیں۔ اس نے جواب دیا میرا پیٹ تو دلیے ہی سے بھر گیا۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ کتنی اچھی غذا ہے کہ پیٹ بھی بھر دیتی ہے اور خرچ بھی زیادہ نہیں ہوتا۔ سپہ سالار کو اشارہ ہو گیا چنانچہ اس نے اپنے باورچی خانے کے اخراجات کم کر دیے۔

ملک غلام حیدر اعوان رحیم یار خان

برائیوں کی جڑ

ایک دفعہ ایک شخص ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور میں شراب پیتا ہوں، چوری کرتا ہوں اور جھوٹ بولتا ہوں۔ حضور میں ان میں سے ایک برائی چھوڑ سکتا ہوں جس کے متعلق آپ حکم دیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جھوٹ بولنا چھوڑ دو چنانچہ اس نے دربار رسالت میں وعدہ کیا کہ آئندہ کبھی جھوٹ نہیں بولے گا۔

جب وہ رات کو شراب پینے لگا، خیال آیا کہ جھوٹ نہ بولنے کا حضور سے وعدہ کیا ہے جب آپ پوچھیں گے تو سچ سچ بتانا پڑے گا اور شرمساری ہو گی لہٰذا اس نے شراب چھوڑ دی اس طرح وہ برائی کا ارادہ کرتا مگر سچ بولنے کا وعدہ اس کے سامنے دیوار بن جاتا چنانچہ ایک نیک عادت کی بدولت اس کی تمام برائیاں دور ہو گئیں۔

آپ نے کئی دفعہ دیکھا ہو گا کہ جب ایک آدمی جھوٹ بولتا ہے تو جھوٹ کو چھپانے کے لئے اسے ایک اور جھوٹ بولنا پڑتا ہے اور پھر یہ سلسلہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور ایسے انسان کی زندگی جھوٹ کے سانچے میں ڈھل جاتی ہے۔ جس سے نیک عمل کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے چور کی طرح جھوٹے شخص کو ہر وقت دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں اس کے جھوٹ کا پول نہ کھل جائے وہ ہر ایک کی خوشامد کرتا رہتا ہے اس میں اخلاق کے تمام جذبے فنا ہونے لگتے ہیں، وہ رفتہ رفتہ ذلت کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔

ابو انس قصور

ساجد کے قلم سے

آخری قسط

سیّد بادشاہ

تحریک آزادی کے اس عظیم مجاہد کی کہانی جس نے حقیقی معنوں میں پاکستان کی بنیاد رکھی

انگریزوں نے جب یہ دیکھا کہ فوجی تعداد اور ہتھیاروں کی کثرت کے بل بوتے پر نواب الدولہ کا مقابلہ کرنا مشکل ہے تو انہوں نے آہستہ آہستہ اس کے ساتھیوں کو خریدنا شروع کر دیا۔ ہندوستان رئیس اور سردار ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے دولت کے لالچ میں انگریز سے ملنے لگے تو نواب کی طاقت آہستہ آہستہ کم ہونے لگی۔ ایک دن ایسا آیا کہ نواب الدولہ کو یہ خدشہ ہونے لگا کہ کہیں ان کے کمانڈروں میں سے کوئی پکڑ کر اسے انعام کے لالچ میں انگریز کے حوالے نہ کر دے۔ جب نواب اکیلا رہ گیا تو اس کے لئے انگریز کا مقابلہ کرنا بہت ہی مشکل ہو گیا اور سوائے مصالحت کے ایک راستے کے اور کوئی راستہ نہ تھا نواب نے اسی راستے کو چن لیا۔

سید احمد نے کہا نواب الدولہ میں تمہارے لشکر میں اس لئے آیا تھا کہ اس لشکر کے ذریعے جہاد کروں گا اور انگریزوں کو ہندوستان سے باہر نکالوں گا اور جب انگریز اس سرزمین کو چھوڑ دیں گے تو یہاں خالص اسلامی نظام حکومت کی بنیاد رکھوں گا...... یہ سب کچھ اب ہوتا ممکن نہیں آتا آپ اگر انگریز سے صلح کرتے ہیں تو میں یہاں سے جاتا ہوں۔ نواب الدولہ نے ہر ممکن کوشش کی کہ سید احمد انہیں چھوڑ کر نہ جائیں لیکن ان کے یہاں ٹھہرنا اب فضول تھا کچھ لوگ جو ان کی سوچ اور فکر کے حامل تھے اور وہ ان کی دعوت سے اسلام کے سانچے میں ڈھل گئے تھے وہ ان کے ساتھ جینے مرنے کے لئے تیار تھے۔ سید احمد نے انہیں ساتھ لیا اور وہاں سے دہلی جا پہنچے۔ دہلی پہنچ کر انہوں نے سوچا کہ اب کیا کیا جائے۔ ان کی دیرینہ خواہش تھی کہ جہاد کا کوئی لشکر ہو اور اس کے ذریعے انگریز کا مقابلہ ہو، نواب الدولہ کا لشکر ان کی امید بنا لیکن وہ بھی انگریز کی سازش کا شکار ہو گیا اب کیا جائے......؟ انہوں نے یہ سوال اپنے استاد شاہ عبدالعزیز کے سامنے پیش کیا۔ ان کا بھی یہی خیال تھا کہ ہندوستان کی اب جو صورتحال ہے اس میں کسی بھی رئیس وڈیرے پہ کوئی توقع کرنا حماقت ہے اب تو اللہ کا کوئی ایسا نیک بندہ ہو۔ جو مسلمانوں میں جہاد کی حرارت پیدا کر سکے اور لوگوں کے عقائد کی اصلاح کر کے ایسے نوجوان تیار کرے تو ایک سیسہ پلائی دیوار بن کر دھرتی سے انگریزوں کو نکال سکے۔ شاہ صاحب نے یہ کام انہی کے ذمہ لگا دیا۔ بس یونہی شمع روشن ہوئی پروانے شمع کے گرد اڈنے لگے، شاہ ولی اللہ کے خاندان کے فرزند اور شاہ عبدالعزیز کے بہت سے شاگردان کے پاس بیت کے لئے پہنچ گئے۔ خود شاہ عبدالعزیز کے بیٹے شاہ اسماعیل نے بھی ان کے ساتھ جہاد پر بیت کی اور یونہی آہستہ آہستہ دہلی میں بے سروساماں مجاہدین کی چھوٹی سی جماعت تیار ہو گئی جس کے امیر سید احمد تھے۔ انہیں اب ''سید بادشاہ'' بھی کہا جانے لگا۔

سید بادشاہ نے رائے بریلی میں ایک مسجد تیار کی اور وہی مجاہدین کا مرکز بن گئی۔ سید بادشاہ کے پاس اب پانچ سو مجاہد ضرور جمع ہو گئے تھے کہ وہ جہاد کا آغاز کر سکتے تھے اور کئی روز سے یہ غور کر رہے تھے کہ آغاز کہاں سے کیا جائے۔ وہ ایسی جگہ کی تلاش میں تھے جہاں انگریز کی مکاری اور سیاسی چال سے ان کا نقصان نہ ہو اور بالآخر انہوں نے غور وخوض اور اپنے ساتھیوں کے مشورے کے بعد سرحد کی سرزمین کو چنا اور کوچ کا اعلان کر دیا۔ 17 جنوری 1826ء کو سید بادشاہ کے اپنے علاقے رائے بریل کو چھوڑا اور ہجرت کر کے سرحد کی طرف سفر شروع کر دیا۔ وہ نومبر 1826ء کو پشاور پہنچے، رائے بریل سے پانچ سو مجاہد تھے، پشاور پہنچے تو ان کی تعداد پندرہ سو ہو چکی تھی۔ یہاں بھی سید بادشاہ نے آس پاس کے گاؤں میں دعوت و جہاد کا کام کیا۔ لوگوں کو جہاد کے فضائل و مسائل بتائے۔ عام لوگوں کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے رئیس اور سردار بھی ان کے ہاں آنے لگے۔ سید بادشاہ چارسدہ میں تھے کہ ایک روز صبح سویرے ان کے پاس اکوڑہ کا سردار امیر خان خٹک پہنچا، اس نے بتایا کہ ''بدھ سنگھ دریائے سندھ عبور کر کے خیرآباد پہنچ چکا ہے۔ اس کے ساتھ سکھوں کا ایک بہت بڑا لشکر موجود ہے اگر یہ بدھ سنگھ دریائے لنڈے کو عبور کر کے آگے آ گیا تو وہ آتے ہی پورے سرحد میں قتل و غارت گری کا طوفان مچا دے گا۔ مناسب ہے کہ آپ لشکر سمیت پیش قدمی کریں اور بدھ سنگھ کو دریائے لنڈے کے اس پار ہی روک لیں۔ سید بادشاہ ابھی سرحد میں صحیح طریقے سے جم ہی نہ سکے تھے کہ انہیں لڑائی کا سامنا کرنا پڑ گیا۔ اکوڑہ کا سردار امیر خان سید بادشاہ کے پاس عقیدت اور خطرے کی وجہ سے نہ آیا تھا بلکہ اس کا بھتیجا سکھوں سے مل گیا تھا اور وہ اسے سبق سکھانا چاہتا تھا لہٰذا اس نے سید بادشاہ کو اپنے مقصد کی خاطر کہانی سنائی اور حملے کا مشورہ دیا۔ غیب کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے سید بادشاہ انہیں مخلص جان کر لشکر لے کر بدھ سنگھ کے مقابلے کے لئے نکل پڑے۔ سید بادشاہ مجاہدین کے ساتھ نوشہرہ پہنچے تو بدھ سنگھ اکوڑہ داخل ہو چکا تھا۔ سکھوں کے پاس توپیں تھیں اور بھاری جنگی سامان اور سپاہیوں کی تعداد ہزاروں میں تھی جبکہ ادھر سید بادشاہ کے پندرہ سو سپاہی تھ جن کے پاس لڑنے کا پورا سامان بھی نہ تھا۔ بدھ سنگھ دریائے لنڈے کے مغربی کنارے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ سید بادشاہ نے اپنے پروردگار کے سامنے ہاتھ پھیلائے یا اللہ پہلی جنگ ہے اگر تیری مدد نہ آئی تو شکست یقینی ہے پھر جہاد کے لئے کسی کو بھی تیار کرنا بہت دشوار ہو گا۔ دعا کے ساتھ تدبیر سے کام لیا اور سید بادشاہ نے اپنے لشکر سے نو سو مجاہد نکالے انہیں چھوٹے چھوٹے گروپوں میں تقسیم کیا اور پلاننگ کے تحت انہیں گوریلا وار کرنے کا طریقہ سمجھایا۔

سید بادشاہ نے کچھ مجاہد جاسوسی کے لئے آگے بھیج دیئے تھے جو اکوڑہ کے باہر کھلے میدان میں مقیم سکھ لشکر کی ہر حرکت نوٹ کر رہے تھے۔ مجاہدین نے طے شدہ منصوبے کے تحت شام ہوتے ہی دریائے لنڈے کو پار کیا اور چھپے چھپائے ذکر واذکار کرتے سکھ لشکر کے قریب پہنچ کر جھاڑیوں میں چھپ گئے۔ یونہی رات کے تین بجے غازیوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور سکھ لشکر پر یکبارگی حملہ کر دیا۔ سکھ لشکر میں افراتفری پھیل گئی اور سکھ سپاہی سب کچھ چھوڑ کر بھاگ نکلے جو میدان میں ٹھہرے قتل ہو گئے۔ اس شب خون میں کم وبیش ایک ہزار سکھ مارے گئے جو باقی بچے تھے ان پر ایسا رعب طاری ہوا کہ بدھ سنگھ سمیت وہ اکوڑہ چھوڑ گئے۔ یہ سید بادشاہ کے غازیوں کا پہلا حملہ تھا اس کے بعد نئی جگہوں پر لمبے عرصے تک معرکے ہوئے سید بادشاہ کے ساتھ کئی سرداروں نے غداری کی۔ سکھوں کے ساتھ وہ کئی شہروں میں لڑے اور بالآخر بالاکوٹ کے مقام پر اپنوں ہی کی غداری کی وجہ سے سکھوں سے شجاعانہ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پیارے بچو! سید بادشاہ وہ عظیم انسان تھے جنہوں نے سب سے پہلے ہندوستان میں جہاد کی تحریک کا آغاز کر کے اس دھرتی سے انگریزوں کو نکال کر اسلامی مملکت قائم کرنے کا ارادہ کیا اور اس کیلئے ساری عمر تگ و دو کرتے رہے بالآخر اپنا خون دے کر پاکستان کی راہ ہموار کر گئے۔

تاریخی جنگیں

1۔ جنگ بدر ۲ھ	2۔ جنگ احد ۳ھ
3۔ جنگ خندق ۵ھ	4۔ جنگ خیبر ۷ھ
5۔ جنگ موتہ ۸ھ	6۔ جنگ تبوک ۹ھ
7۔ جنگ قادسیہ شوال ۱۵ھ	8۔ جنگ یرموک ربیع الثانی ۱۵ھ
9۔ جنگ جمل ۳۶ھ	10۔ جنگ صفین ۳۷ھ

محمد عبداللہ، امیر پور سادات کہروڑ پکا

گلدستہ

دنیا کی حقیقت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
اللہ کی قسم آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی حقیقت صرف اتنی ہے جیسے کوئی سمندر میں انگلی ڈالے پھر نکال کر دیکھے کہ وہ کتنا پانی ساتھ لے کر لوٹتی ہے۔ (ترمذی ابواب الزہد)

انتخاب **طارق محمود** سلانوالی

چھ حق

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کے مسلمان پر چھ (۶) حق ہیں۔

۱۔ جب وہ ملے تو سلام کہے، ۲۔ اور جب وہ تجھے دعوت دے تو دعوت قبول کر، ۳۔ اور جب مشورہ طلب کرے تو اس کو اچھا مشورہ دے، ۴۔ اور جب چھینک مارے تو الحمدللہ کہے، تو اس کا جواب دے (یعنی یرحمک اللہ کہے)، ۵۔ اور جب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کو جائے، ۶۔ اور جب فوت ہو جائے تو اس کی پیروی کرے (یعنی جنازہ پڑھے)۔ (مسلم شریف) **حافظ عبدلقیوم ہاشمی**، بوریوالہ

بچپنے!

پیارے بچو! گناہ بڑا ہو یا چھوٹا گناہ، گناہ ہی ہوتا ہے، اس لیے ہمیں اپنے پیارے نبی ﷺ کی باتوں پر عمل کرنا چاہیے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر سے گزرے تو فرمایا: ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کچھ بڑے گناہ پر نہیں، ایک تو ان میں سے چغل خوری کرتا تھا (یعنی ایک کی بات دوسرے سے کرنا اور لڑائی کے لیے) اور دوسرا اپنے پیشاب سے بچنے میں احتیاط نہ کرتا، پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ہری ٹہنی منگوائی اور چیر کر اس کو دو کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ایک گاڑ دی اور فرمایا: کہ شاید جب تک یہ ٹہنیاں نہ سوکھیں اس وقت تک ان کا عذاب ہلکا ہو جائے (مسلم) **ساجدہ منشی** امیر پور سادات کہروڑپکا

ماں

ایک ہستی ہے جو اولاد کے لاکھوں دکھ سینے میں چھپا لیتی ہے، گلشن کا دلکش پھول ہے جس میں خوبصورتی ہوتی ہے، ممتا کی انمول داستان ہے جو ہر دل پر قربان ہے، وہ ہستی ہے جس کی تعریف کے الفاظ دنیا میں نہیں ملتے، ایک ہستی ہے کہ اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی رشتہ عزیز نہیں، اللہ کی طرف سے قیمتی اور انمول تحفہ ہے، وہ شخصیت ہے جو ہر وقت اپنی اولاد کے لیے خوشحالی کی دعا مانگتی ہے۔ **عائکہ جاوید**

سچی باتیں

☆ عقلمند وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت پکڑتا ہے
☆ نیکی کرنے میں دیر نہ کرو۔
☆ دانا بولنے سے پہلے سوچتا ہے اور بیوقوف بولنے کے بعد سوچتا ہے۔
☆ قرآن کریم کا صرف مطالعہ ہی نہ کرو، بلکہ اس کو سمجھنے کی کوشش بھی کرو۔ **ام حبیبہ۔ عطاء اللہ**

دو کلمے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو کلمے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں، زبان پر تو بہت ہلکے ہیں، لیکن ترازو میں بہت بھاری ہیں وہ یہ ہیں۔ ﴿سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم﴾ (بخاری و مسلم)

عمر فاروق بورے والا چک نمبر 60/12

آخرت کی کھیتی

پیارے بچو! اس دنیا کی مثال اس کھیتی کی سی ہے جو انسان اپنے ہاتھوں سے بوتا ہے، کھیتی میں انسان جو کچھ بوتا ہے وہی کاٹتا ہے، اگر کسان محنت کرے گا، وقت پر بیج بوئے گا، فصل کی حفاظت کرے گا تو یقیناً وہ اپنی محنت کا پورا پھل پائے گا۔ اس کے برعکس اگر کسان سستی اور لاپرواہی سے کام لے، نہ وقت پر ہل چلائے، نہ بیج بوئے نہ فصل کی حفاظت کرے، تو اسے آخر میں بھی کچھ حاصل نہ ہوگا بالکل اسی طرح جو شخص اچھے کام کرے گا، اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کو اچھے کاموں کا اچھا بدلہ دے گا، ایسے شخص کے لیے جنت ہوگی جو بڑے آرام کی جگہ ہے، جنت میں جانے والوں کی ہر خواہش پوری ہوگی، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم دنیا کی اس زندگی کی اہمیت سے آگاہ ہوں، زندگی کی یہ نعمت ایک بار ملتی ہے، اس لیے ہم اسی زندگی میں نیک اعمال کریں اور آخرت میں جنت حاصل کرنے کی کوشش کریں، وہ شخص بڑا بدنصیب ہوگا کہ اس دنیا میں اسے اچھے کام کرنے کا جو موقع ملا ہے وہ اس سے فائدہ نہ اٹھائے اور آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ کا عذاب جھیلے۔ **فائزہ محمد یعقوب**، گوجرانوالہ

دو جماعتیں

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں دو گروہ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیا ہے ایک وہ گروہ جو ہندوستان کے خلاف جہاد کرے گا اور دوسرا وہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دے گا۔ (مسند احمد، نسائی شریف) **مہوش امان اللہ، صبا امان اللہ، جویریہ امان اللہ، فریحہ امان اللہ**، سلانوالی

اسلام کے ارکان

1۔ گواہی دو اللہ ایک ہے اور اللہ کے نبی ﷺ سچے رسول ہیں۔
2۔ نماز قائم کرو۔ 3۔ روزے رکھو رمضان کے۔
4۔ زکوٰۃ ادا کرو۔ 5۔ حج ادا کرو۔

(نام نہیں لکھا)

شہداء کی فضیلت

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب احد کے دن تمہارے بھائی شہید کیے گئے تو اللہ نے ان کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں میں ڈال دی گئیں یہ جنت کی لہروں پر آتے ہیں اور ان کے پھل کھاتے ہیں اور سونے کی قندیلوں میں رہتے ہیں جو عرش کے سائے تلے لٹکی ہوئی ہیں جب انہوں نے عمدہ کھانے پینے اور سونے کی جگہ پا لی۔ تو کہنے لگے کون ہے جو کہ ہمارے متعلق ہمارے بھائیوں کو خبر پہنچائے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ کریں اور لڑائی کے وقت سستی نہ کریں۔

(**سمیع اللہ چودھری**، بہاوگڑھ، کہروڑپکا)

کیا آپ قرآن مجید کے بارے میں جاننا چاہیں گے؟

قرآن مجید جو کہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے اور لوگوں کے لیے ہدایت و راہنمائی اور باعث رحمت ہے اس عظیم کتاب کے متعلق کچھ معلومات فراہم ہے رسول اکرم ﷺ پر پہلی وحی 9 ربیع الاول بمطابق 12 فروری 610ء کو آئی، اس وقت آپ کی عمر 40 سال تھی اور پہلی وحی مکہ سے تین میل دور غار حرا میں جبرئیل امین علیہ السلام لے کر آئے۔

قرآن کی پہلی وحی، اقرأ باسم ربک الذی خلق (سورۃ علق 5-1) اور آخری واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ (البقرہ 281) یا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدۃ 3)

قرآن مجید تقریباً 22 سال اور 5 ماہ میں مکمل ہوا، قرآن مجید کے کل پارے 30 ہیں، منزلیں 7 ہیں سورتیں 114 ہیں اور رکوع 540۔

قرآن مجید کی سات منزلیں ۱۔ سورۃ فاتحہ تا سورۃ النسا، ۲۔ سورۃ مائدہ تا سورۃ توبہ، ۳۔ سورۃ یونس تا سورۃ نحل، ۴۔ بنی اسرائیل تا سورۃ فرقان، ۵۔ سورۃ شعراء تا سورۃ یٰسین، ۶۔ سورۃ الصافات تا سورۃ حجرات، ۷۔ سورۃ ق تا سورۃ الناس۔

(نام نہیں لکھا)

ذہانت

بیٹا! یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ اپنے چھوٹے بیٹے کے ہاتھ میں ایک کتاب دیکھ کر مامون الرشید نے پوچھا۔

ابا جان یہ ایک چیز ہے جس سے ذہانت میں اضافہ ہوتا ہے اور غفلت کی چادر آنکھوں سے اتر جاتی ہے۔

بیٹے کی بات سن کر ہارون الرشید نے کہا:
میں اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے ایسے بچے عطا فرمائے ہیں جو جسم کی آنکھ کی نسبت عقل کی آنکھ سے زیادہ دیکھتے ہیں۔

(مرسلہ، **خبیب رضا عمران** اسٹیل ٹاؤن کراچی)

بڑا ہو کر میں تو مجاہد بنوں گا

نہ غاصب بنوں گا نہ فاسد بنوں گا
نہ ظالم بنوں گا نہ حاسد بنوں گا
بڑا ہو کر میں تو مجاہد بنوں گا
اگر حق تعالیٰ نے توفیق بخشی
غریبوں کا ہمدرد قائد بنوں گا
بڑا ہو کر میں تو مجاہد بنوں گا
کروں گا محبت میں خلق خدا سے
میں عابد بنوں گا میں زاہد بنوں گا
بڑا ہو کر میں تو مجاہد بنوں گا
کٹا دوں گا سر اپنا اللہ کی راہ میں
میں شوق شہادت کا شاہد بنوں گا
بڑا ہو کر میں تو مجاہد ہوں گا
ارض وطن پاک کی آبرو کا
محافظ وفادار قائد بنوں گا
بڑا ہو کر میں تو مجاہد بنوں گا
عمیر اپنا شیوہ ہے تعلیم و تربیت
میں طارق و محمود و خالد بنوں گا
بڑا ہو کر میں تو مجاہد بنوں گا

عمیر اسحاق موڑ کھنڈا

حق

حالات سے سہمے ہوئے مسلم کو بتا دو
حالات بدل جاتے ہیں ٹھہرا نہیں کرتے
دیکھا ہے ہم نے جاگتی ہوئی قوموں کو اے شاکر
حق چھین لیا کرتے ہیں مانگا نہیں کرتے

محمد عظیم حاصل پوری

صحافت کا شا

انٹرویو

علی عمران شاہین ۔ محمد طاہر نقاش

تحریر عبدالوارث ساجد

بڑوں کا بچپن

پیارے بچو! اس ماہ کے "ننھے مجاہد" میں ہم نے جس شخصیت کے بچپن کو آپ کے سامنے لانے کا فیصلہ کیا یہ شخصیت جماعۃ الدعوۃ کے بانیوں میں سے ہے۔ صحافت کے بارے میں اس شخصیت کا کہنا ہے کہ اس میدان میں ان کا کوئی استاد نہیں انہوں نے کتاب وسنت سے صحافت کو سیکھا۔ وہ مجلہ الدعوۃ کے بانی ایڈیٹر ہیں اور ان کی ادارت میں برصغیر کی تاریخ میں یہ پہلا دینی شمارہ تھا جس کی ماہانہ اشاعت ایک لاکھ دس ہزار تک پہنچی۔ وہ بہت ساری کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ پاکستان کے قومی اخبارات "نوائے وقت" اور "انصاف" میں ان کے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ خبریں پاکستان اور دیگر اخبارات میں بھی کبھی کبھار لکھ دیتے ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا میں ٹی وی چینلز کی طرف سے سکرین پر آنے کی ان کو پیشکش ہوتی ہیں۔
یورپ اور انڈیا کے ذرائع ابلاغ ان کو تحریر وتقریر کے ذریعہ دہشت گرد تیار کرنے والا مولوی لکھتے ہیں۔ وہ افغانستان، چیچنیا۔ اراکان (برما) اور کارگل کے محاذوں پر بھی دکھائی دیتے ہیں...... آج کل وہ "غزوہ" کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ ہم نے جب ان کا بچپن شائع کرنے کے لیے ان سے انٹرویو کے لیے کہا تو انہوں نے جواب دیا پہلی بات تو یہ ہے کہ میں اس قابل نہیں ہوں...... دوسری بات یہ ہے کہ لوگ بدظنی کریں گے اور کہیں گے کہ اپنی ہی نگرانی میں شائع ہونے والے اخبار میں اپنا بچپن شائع کروا دیا۔ تیسری بات یہ ہے کہ پہلے میرے امیر محترم حافظ سعید حفظہ اللہ کا بچپن شائع کرو پھر دیکھا جائے گا...... یوں امیر حمزہ صاحب مسلسل ٹالتے رہے آخر کار ایک دن حضرت حافظ صاحب امیر محترم کی موجودگی میں بات ہوئی تو حافظ صاحب محترم نے حمزہ صاحب سے کہا کہ آپ یہ انٹرویو دیں...... یوں ہماری خواہش پوری ہوئی۔ حمزہ صاحب نے انٹرویو دیا اور لیجئے! پیارے بچوں! آپ کی ڈیمانڈ تھی۔ ہم نے پوری کر دی۔

یہ 10 مئی 1959ء کی بات ہے مولانا نذیر احمد کے گھر پہلے بیٹے کی پیدائش ہوئی، بچے کا نام اس کے نانا مولانا تاج الدین نے "امیر حمزہ" رکھا۔

مولانا تاج الدین معروف عالم دین تھے ان کی جوانی کا دور تھا ان کے دل میں خواہش پیدا ہوتی کہ کیوں نا زندگی میں اسلام کے لیے کچھ کر جاؤں، موت کا کیا علم کہ کب آ جائے وہ امرتسر میں "مدرسہ غزنویہ" میں تعلیم کے دوران سوچا کرتے تھے کہ اپنے محنتی اساتذہ کی طرح وہ بھی ایک مدرسہ قائم کریں گے، وہ جونہی مدرسہ غزنویہ سے فارغ ہو کر گاؤں پہنچے تو اسی کام میں جت گئے، گاؤں کی فضا اور ماحول نے انہیں اور بھی تیز کر دیا، یوں تھوڑی سی محنت کے بعد پیر سرور شاہ رحمہ اللہ کے تعاون کے ساتھ انہوں نے نبی پور پیراں میں "تاج المدارس" کے نام سے مدرسہ قائم کر دیا اور بچوں کو دینی تعلیم کے لیے جمع کرنا شروع کیا۔

آہستہ آہستہ نبی پور پیراں سے "تاج المدارس" کی شہرت قرب وجوار کے دیہات اور شہروں میں بھی پھیلنے لگی اور یوں نئے قائم ہونے والے اس مدرسہ میں طلبہ دور دراز سے آنے لگے، ایک وقت ایسا بھی آیا کہ ضلع شیخوپورہ اور ننکانہ کے کسی بھی گاؤں یا شہر کی جس مسجد میں امام و خطیب سے ملا جاتا تو وہ مولانا تاج الدین کا شاگرد نکلتا۔

امیر حمزہ کے والد "نذیر احمد" بھی مولانا تاج الدین کے شاگرد تھے دوسرے طالب علموں کی طرح وہ بھی مدرسہ تاج المدارس میں پڑھتے رہے، پھر مدرسہ غزنویہ میں چلے گئے جہاں مولانا داؤد غزنوی، مولانا عطاء اللہ حنیف اور مولانا نیک محمد جیسے جلیل القدر استادوں سے پڑھتے رہے۔ مولانا نذیر احمد نے مدرسے سے فراغت کے بعد اپنے استاد مولانا تاج الدین اور اپنے والد محترم میاں نظام الدین کی طرح منبر رسول ﷺ پر لوگوں کو قرآن وسنت کی دعوت دینا شروع کر دی،

ان کی زبان میں مٹھاس اور دعوت میں اثر تھا، وہ جو بات بھی کہتے کانوں میں رس گھولتی ہوئی دل میں اتر جاتی۔

وہ مختلف اوقات میں مختلف جگہوں پر بطور خطیب رہے اور قرآن وسنت کی دعوت ہزاروں لوگوں تک پھیلاتے رہے، ان کی دعوت سے متاثر ہو کر سینکڑوں لوگوں نے اپنے عقیدے بدلے، بدعات اور معاشرے میں قائم ہندوانہ رسم ورواج چھوڑ کر ان خرافات سے پیچھا چھڑایا اور سنت رسول ﷺ کے پیروکار بن گئے،

مولانا تاج الدین نذیر احمد کے استاد بھی تھے اور سسر بھی، باپ کی طرح بیٹی بھی عالمہ اور فاضلہ تھی، شادی کے بعد مولانا نذیر احمد کی رہائش بھی نبی پورہ پیراں میں ہی تھی، مگر وہ خطابت کہیں اور کرتے تھے۔

ان دنوں مدرسہ "تاج المدارس" کے عروج کا زمانہ تھا وہاں طالب علم دن رات قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند کرتے تھے۔

انہی فضاؤں میں پیدا ہونے والا ننھا امیر حمزہ اس لحاظ سے انتہائی خوش نصیب تھا کہ اس کی پیدائش اس گھر میں تھی جس گھر کا ہر فرد نہ صرف دین کا علم رکھنے والا تھا بلکہ باعمل اور باشرع بھی تھا۔ پھر گاؤں بھی دینی ماحول میں ڈھلا ہوا تھا یوں پیدا ہونے والے بچے کو گھر کی چاردیواری اور گاؤں کی کھلی فضاء میں توحید کی خوشبو مہکتی ملی۔ امیر حمزہ اسی توحید وسنت کی پرنور فضا میں پلتا رہا، جب بولنے کی استطاعت پیدا ہوئی تو ماں نے اسے قرآن مجید پڑھنے والے ابتدائی قاعدے پڑھانے شروع کر دیے۔ یوں امیر حمزہ نے ناظرہ قرآن مجید پڑھنا گھر سے ہی سیکھ لیا۔

صبح سویرے جونہی فجر کی اذان ہوتی، مولانا نذیر احمد امیر حمزہ کو بیدار کرتے اور ساتھ مسجد لے جاتے جہاں چھوٹی سی عمر میں امیر حمزہ باجماعت نماز فجر ادا کرتا اور وہیں مسجد میں ہی بیٹھ کر اپنے والد سے قرآن مجید پڑھتا۔

امیر حمزہ کی عمر ابھی پانچ چھ سال کے قریب ہی تھی مولانا نذیر احمد نبی پور پیراں چھوڑ کر خانقاہ ڈوگراں کے قریب واقع گاؤں "چھینہ" چلے گئے جہاں انہوں نے خطابت کے فرائض سرانجام دینا شروع کر دیے، امیر حمزہ اس گاؤں میں ہی اپنے بچپن کے دن گذارنے لگا، جن دنوں اس نے پانچویں کلاس پاس کی، تو اس وقت تک وہ اپنے والد سے قرآن مجید کے گیارہ پارے بھی ترجمے کے ساتھ پڑھ چکا تھا۔

ان دنوں حالات ایسے بنے کہ امیر حمزہ کے نانا جان نبی پور پیراں چھوڑ کر ننکانہ شہر آ بسے، اور یہیں ننکانہ کی مرکزی مسجد میں خطیب بن گئے اور وہیں رہائش اختیار کر لی، یوں نبی پور پیراں میں مولانا تاج الدین کی جگہ مولانا نذیر احمد چھینہ چھوڑ کر نبی پور پیراں چلے آئے، یوں امیر حمزہ کو بھی پرائمری کے بعد ننکانہ شہر میں گورنمنٹ ہائی سکول میں داخل کروا دیا گیا۔

گورنمنٹ ہائی سکول میں داخل ہوئے امیر حمزہ کا ابھی پہلا سال تھا کہ اسے اور ان کے والد مولانا نذیر احمد کے ساتھ ایک عجب واقعہ رونما ہوا، مسجد کے ساتھ ایک ڈیرہ تھا جہاں نبی پور پیراں کے قریشی جاگیردار اکثر بیٹھا کرتے تھے وہ گاؤں کے جاگیردار تھے، حلقہ احباب بڑا وسیع تھا لہٰذا دن رات وہاں خوب محفل گرم رہتی۔ انہی دنوں قریشی خاندان کے کسی نوجوان کی شادی ہونے لگی تو نوجوانوں نے شادی کے روز وہاں جشن کا پروگرام بنایا، لاہور سے معروف قوال استاد فتح علی خان اور ناچنے گانے والی فاحشہ عورتوں کو بھی مدعو کیا گیا، مولانا نذیر احمد کو خبر ہوئی تو بہت پریشان ہوئے۔

ان کی زندگی کا یہ ایک بہت تلخ تجربہ تھا، ڈیرے اور مسجد کے درمیان صرف ایک دیوار حائل تھی گویا کہ مسجد کے ساتھ ناچ گانے کی محفل ہوگی، انہیں رہ رہ کر یہ خیال آتا تو وہ پریشان ہو جاتے، بالآخر ایک دن مسجد سے نکلے، قریشی خاندان کے کچھ احباب سے فرداً فرداً ملے اور انہیں جشن بند کرنے کو کہا، مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔

کچھ بزرگوں نے کہا مولانا...... بات آپ کی ٹھیک ہے لیکن نوجوان طبقہ ہے اور پھر شادی کا موقع، اب کیا کریں...... مولانا نذیر صاحب کے لیے یہ جواب کافی نہ تھا، آخر کار انہوں نے دل میں تہیہ کر لیا کہ زندگی موت اللہ کے لیے ہے، میرے جسم میں جب تک سانس ہیں میں یہ جشن نہیں ہونے دوں گا اور وہ بھی مسجد کے پڑوس میں دن گذرتے گئے آخر کار وہ دن بھی آیا جس دن شادی کا جشن تھا، لاہور سے آنے والے قوال دن کو ہی پہنچ چکے تھے، مسجد کے ساتھ اسٹیج سج گیا، گانے والے اور ناچنے والی فاحشہ عورتیں اسٹیج پر آ گئیں، جشن کا ابھی آغاز ہی ہوا تھا کہ مولانا نذیر صاحب آ گئے، ان کے ساتھ اکا دکا معزز اور نمازی افراد تھے پیر نادر شاہ کے بیٹے نذر شاہ بھی تھے ان میں ایک ننھا امیر حمزہ بھی شامل تھا، وہ اپنے ہم عصر لڑکوں کی ایک چھوٹی سی ٹولی لیے ہمراہ تھے۔ مولانا چونکہ پہلے زبان سے دعوت دے چکے تھے اب کی بار لگتا تھا کہ گویا وہ ہاتھ سے روکنے کا عزم رکھتے ہیں۔ جشن چونکہ شادی کا تھا اور شادی میں رشتہ دار عزیز واقرباء کے ساتھ ساتھ آس پاس کے دیہاتوں کے چوہدری اور شہر سے آئے ہوئے مہمان بھی شامل تھے، اب صورتحال یہ تھی کہ مہمان حضرات اپنی اپنی کرسیوں پر براجمان تھے اور اسٹیج پر قوال طبلے سرنگیاں لیے مصروف عمل تھے۔ مولانا نذیر احمد نے سیدھے اسٹیج کی راہ لی، اسٹیج پر رکھے مائیک کے سامنے ایک گانے والی لڑکی گانا گا رہی تھی، مولانا نے جاتے ہی اسے کہا! دفع ہو جا یہاں سے۔ وہ سہم کر دور ہٹ گئی مائیک پر آتے ہی بلند آواز میں کہا، "الیس منکم رجل رشید"

"کیا تم میں بھلا آدمی کوئی نہیں......؟"

مولانا نذیر احمد کی آواز میں ایسا رعب تھا کہ یہ سنتے ہی قوال اور فاحشہ عورتیں اسٹیج پر ایک طرف ہٹ گئیں، کئی ایک اسٹیج سے اتر کر بدحواسی کی حالت میں ادھر ادھر دیکھنے لگیں۔ یہی حالت سارے مجمع کی تھی سننے والے سارے سامعین حیرت کے مجسمے بنے، پھٹی آنکھوں سے انہیں تکے جا رہے تھے، مولانا نذیر صاحب کے جملے کی کاٹ تھی کہ کچھ دیر میں گانے سننے والے سب احباب کے سر شرم سے جھک گئے، گویا اپنے اپنے گریبانوں میں جھانک رہے ہوں کہ واقعی ہم میں سے "بھلا آدمی کوئی نہیں......؟" لوہا نرم ہوتے دیکھا تو مولانا نے دوسری چوٹ ماری اور وہاں تقریر شروع کر دی، یہ صورتحال دیکھی تو گانے والے گلوکار آہستہ آہستہ سامان سمیٹنے لگے اور جونہی انہوں نے اپنا سامان سنبھالا وہاں سے ایسے غائب ہوئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ غائب ہوتے ہیں۔

امیر حمزہ کی چھوٹی سی زندگی کا یہ حیرت انگیز واقعہ تھا، یہ واقعہ اس کی زندگی پر گہرے نقوش چھوڑ گیا، بچپن سے ہی اسے معلوم ہو گیا کہ ناچ گانا دیکھنا اور سننا بہت برا کام ہے۔ یہی وجہ تھی کہ بچپن میں سوائے سکول کی کتب اور قرآن مجید کی تلاوت کے اسے کوئی چیز اچھی نہ لگتی تھی، اگرچہ اس وقت رسائل اور ڈائجسٹ ہوتے تھے لیکن چونکہ اسے بچپن سے ہی ماں اور باپ کی طرف سے قرآن کی تعلیم ملی تھی اس نے ترجمہ قرآن پڑھنا شروع کر دیا تھا، پھر باپ کا عمل اور کردار دیکھا اور فلمی گانوں اور ڈائجسٹوں کی نفرت دل میں بیٹھ گئی۔ امیر حمزہ کی طبیعت حقیقت پسند تھی بناوٹی باتوں اور جھوٹ سے نفرت تھی اسی بنیاد پر وہ ناولوں کے بارے میں کہتا تھا کہ میں جھوٹ پڑھ کر اپنا وقت کیوں برباد کروں...... "اور یہی وقت قرآن پڑھنے میں صرف کیوں نہ کروں...... یوں وہ کسی بھی قسم کی جھوٹی کہانیاں بچوں کے ناول یا پھر فضول لغویات سے بچنے لگا اور زیادہ سے زیادہ وقت دینی کاموں میں لگانے لگا۔

"نیک بنو نیکی پھیلاؤ" گویا اس کے بچپن کا ماٹو بن گیا، وہ خود بھی نیکی میں مگن رہتا اور دوستوں کو بھی نیک بنو کی تلقین کرتا، طبیعت کا رجحان ایسا ہو گیا کہ ذرا سی بدی دیکھتا تو پریشان ہو جاتا، انہی دنوں ایسا ہوا کہ محلے کے ایک گھر میں شادی ہونے لگی، اس زمانے

و خطابت
ھسوار

میں رواج ہوا کرتا تھا اور بالخصوص دیہاتوں کا تو یہ کلچر تھا کہ شادی والے گھر گراموفون لگ جاتا اور اس سے دولہا کے رشتہ داروں کے فرمائشی گیت چلتے رہتے. یوں محلے میں شادی کیا ہوتی تھی آس پاس کے لوگوں کا سکون غارت ہو جاتا، وہ ڈھنگ سے نہ کوئی کام کر پاتے اور نہ آسانی سے کسی کی کوئی بات سن سکتے تھے، بس یوں سمجھو کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی، اس شادی سے محلے والے تو پریشان تھے ہی لیکن ننھا امیر حمزہ کچھ زیادہ ہی پریشان تھا، ایک تو اسے چھوٹی عمر میں ہی گانے سننے سے نفرت تھی اور پھر عبادت کے شوق نے اس کے غصے میں اور بھی اضافہ کر دیا، وہ نماز پڑھنے کھڑا ہوتا تو کانوں میں گانے کی نفرت بھری آواز اسے بے چین کر دیتی، ایک روز وہ مسجد سے گھر آیا، تو اس کا چہرہ سرخ تھا، ماں نے شفقت بھری آواز سے پوچھا، حمزہ کیا ہوا ہے......؟

ماں! ایک تو میں اس لاؤڈ سپیکر سے تنگ آ گیا ہوں...... سکون برباد کر دیا ہے نہ ہی نماز میں لطف پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی ویسے چین آتا ہے، حمزہ نے دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے جواب دیا۔

اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے تو ٹھہر میں تیری پریشانی ابھی حل کیے دیتی ہوں، ماں نے پیار کرتے ہوئے کہا۔

پھر تھوڑی دیر بعد ماں نے روئی کے چھوٹے ٹکڑے تھماتے ہوئے کہا، "لو انہیں کانوں میں ڈال لو، یوں وہ گانوں کی آواز سے بچ گیا

اس دن تو امیر حمزہ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی کہ چھینہ میں رہائش کے دوران جس روز اس کے والد اس کے لیے بکری لے کر آئے، مولانا نذیر احمد جانتے تھے کہ اسے بکری پالنے کا بہت شوق ہے لہٰذا وہ ایک بکری خرید لائے، گھر داخل ہوئے تو ہاتھ میں بکری کی رسی تھی، بکری دیکھتے ہی امیر حمزہ خوشی سے نہال ہو گیا، اس کے دل کی خواہش پوری ہو گئی، یوں اس کی مصروفیت میں اور اضافہ ہو گیا، وہ سکول سے آتا اور بکری کی دیکھ بھال میں مصروف ہو جاتا، مسجد کے ساتھ ایک خالی پلاٹ تھا، وہاں زمین ہموار کر کے اس نے چارہ بو دیا، اسے پانی دیتا اور وہاں سے چارہ کاٹ کر بکری کو کھلاتا پھر صبح وشام بلاناغہ بکری کا دودھ دوہتا۔ اور وہ دودھ ایسے طریقے سے دوہتا کہ گویا وہ اپنے وقت کا بہت بڑا گوالا ہو۔

امیر حمزہ کو بچپن میں ہی تقریر کرنے کا جنون کی حد تک شوق پیدا ہو گیا تھا۔ جس روز اس نے سب سے پہلی تقریر کی تھی وہ بھی بڑا خوشگوار دن تھا، امیر حمزہ کے ابو چونکہ مسجد میں خطیب تھے لیکن وہ کسی دوسرے گاؤں میں رہتے تھے، امیر حمزہ چونکہ اپنے نانا کے پاس زیادہ رہتا تھا، یوں نانا کے ساتھ مسجد آتا جاتا اور انہیں تقریر کرتے دیکھتا تو دل میں یہ خواہش ابھرتی کہ میں بھی ایسے ہی تقریر کروں...... لیکن تقریر آئے کیسے......؟ قرآن کی آیات اور احادیث کا ترجمہ اور پھر پورے حالات کے مطابق ان کا تجزیہ...... اس طرح مسائل اور ان کا حل یہ اس کے بس کی بات تو نہ تھی تبھی وہ دل کی یہ خواہش دل میں ہی دبائے رکھتا ایک روز نہ جانے کیا سوجھی نانا کے کمرے میں گیا، وہاں سے ان کی چھڑی لی، قراقلی ٹوپی سر پر رکھی اور ہاتھ میں کتاب لے کر گھر کے صحن میں آ کھڑا ہوا۔ بلند آواز میں بولا "آ جاؤ بھئی سب آ جاؤ"۔

اس کے ہاتھ میں چھڑی اور سر پر ٹوپی دیکھ کر تو پہلے ہی کچھ گھر والے اکٹھے ہو گئے تھے آواز سن کر باقی بھی آ گئے جب سب گھر والے آ گئے تو امیر حمزہ قریب پڑی چارپائی پر بیٹھ گیا، اس نے اپنے نانا جی کی طرح چہرہ بنایا، اسی طرح کا اسٹائل اپنا کر تقریر شروع کر دی، گفتگو تو وہ نہ کر سکا، البتہ اپنے نانا کا اسٹائل بنا کر اس نے سب کو لوٹ پوٹ کر دیا۔

تقریر کرنے کا یہ شوق ایسا پختہ ہوا کہ جب گھر سے باہر نکلتا تو پورے بازار میں کھیلتے دوستوں کو اکٹھا کرتا انہیں اپنے سامنے بٹھاتا اور خود بلند جگہ پر بیٹھ کر تقریر شروع کر دیتا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے تقریر کرنے کا فن آ گیا، تقریر کے دوران اپنائے جانے والے اسٹائل، لہجے کا اتار چڑھاؤ اور اقوال وافعال ایسے درست ہوئے کہ وہ ماہر مقرر کی طرح بن گیا۔

گورنمنٹ گورونانک ہائی سکول ننکانہ میں جب وہ ساتویں کلاس میں تھا تو سکول میں "تقریری مقابلہ" کا اعلان ہوا، حمزہ کے لیے یہ خوشی کا موقع بھی تھا اور امتحان بھی۔ خوشی اس لیے تھی کہ اب تقریر کرنے کا اصل مزہ آئے گا اور ڈر اس بات کا تھا کہ سکول کے دیگر طلباء کے سامنے تقریر کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا، گاؤں کے دوستوں اور گھر والوں کے سامنے تقریر کرنا تو کوئی بڑی بات نہ تھی البتہ پورے سکول کے سامنے تقریر واقعی کسی امتحان سے کم نہ تھی، سکول کے لڑکوں نے مقابلے کے لیے نام لکھانے شروع کر دیے، ساتویں کلاس کی طرف سے نمائندگی کے لیے امیر حمزہ کا نام درج ہو گیا اور یوں تقریری مقابلے کی تیاری ہونے لگی، سکول میں ایک استاد نذر حسین جعفری تھے امیر حمزہ ان کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے تقریر لکھ کر دیجیے وہ تقریر امیر حمزہ نے یاد کرنا شروع کر دی، بالآخر جس دن تقریری مقابلہ تھا، اسٹیج بن چکا تھا اور طلباء کے بیٹھنے کے لیے کرسیاں قطار در قطار لگی تھیں جن پر طلباء بیٹھے ہوئے تھے، منصفین اسٹیج پر ایک طرف تھے جب کہ ہیڈ ماسٹر اور سکول کے کچھ اساتذہ ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے، اسٹیج سیکرٹری آتا اور نام پکار کے بیٹھ جاتا۔ جس کا نام پکارا جاتا وہ لڑکا تقریر کر کے واپس چلا جاتا، باری آتے آتے امیر حمزہ کا نام پکارا گیا تو وہ بھی اسٹیج پر جا کھڑا ہوا، ایک نظر ہیڈ ماسٹر امین صاحب اور اساتذہ پر ڈالی اور دوسری نظر میں جب سامنے بیٹھے سینکڑوں طلباء کو دیکھا تو اس کی ٹانگیں کانپنے لگیں، اب وہ سب کے سامنے تھا اور تقریر کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا بالآخر اس نے دل مضبوط کیا، حوصلہ بلند کیا اور اوسان بحال کر کے تقریر شروع کر دی۔ یوں امیر حمزہ کو بچپن میں ہی یہ اعزاز بھی مل گیا کہ وہ اپنی پہلی تقریر میں ہی پہلے نمبر پر آ گیا، اس کی خوشی کی

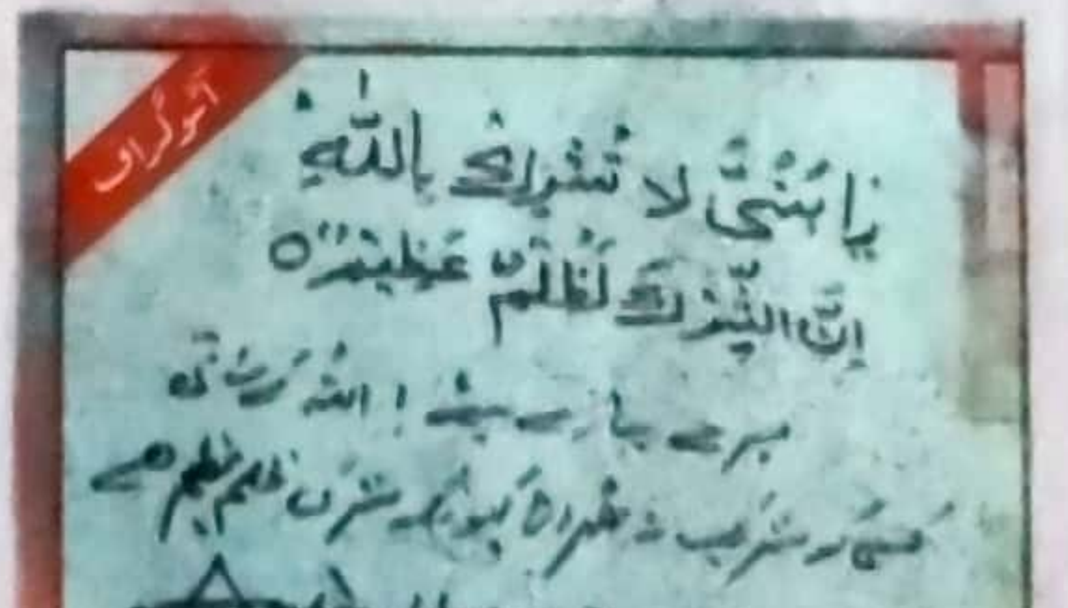

کوئی انتہا نہ تھی انعام میں اسے ایک کتاب ملی تھی جس کا نام "تاریخ اندلس" تھا۔ امیر حمزہ پرائمری تک بھی اپنی کلاس کا مانیٹر رہا۔ ساتویں جماعت میں بھی وہ مانیٹر تھا۔ اب اس نے اپنی کلاس میں سے بھی تقریر پر خصوصی انعام حاصل کیا۔ وہ اول آیا۔

مطالعہ کا رجحان چونکہ اسے بچپن سے ہی تھا لہٰذا کتاب ملنے کی خوشی سے وہ پھولے نہ سما رہا تھا، تاریخ اس کا بچپن میں ہی پسندیدہ موضوع تھا اور ادب سے لگاؤ اسے جنون کی حد تک تھا، اس وقت سکول میں عربی کی بجائے فارسی ہوتی تھی اور امیر حمزہ چھٹی کلاس سے فارسی پڑھ رہا تھا، فارسی پڑھتے ابھی اسے دو سال کا ہی عرصہ گذرا تھا لیکن فارسی زبان کے الفاظ کی ملاوٹ سے اس نے اردو میں شاعری شروع کر دی' عربی گویا ان کے گھر کی زبان تھی، ماں باپ تو دین کے عالم تھے ہی دادا مسجد کا امام تھا تو نانا اپنے دور کے مانے ہوئے خطیب تھے لہٰذا عربی میں بھی کم عمری میں ہی اسے مہارت حاصل ہو گئی،

اس زمانے میں اسے اخبار کے مطالعہ کا بے حد شوق تھا، "مشرق" اور "امروز" دونوں اخبار اس وقت کے معروف اخبار تھے اگرچہ ان ایام میں نوائے وقت اور وفاق اخبار بھی تھے لیکن امروز اور مشرق کا کوئی ثانی نہ تھا اور امیر حمزہ ان کا بلاناغہ مطالعہ کیا کرتا تھا سکول کی لائبریری کے بعد ننکانہ شہر کی میونسپل لائبریری میں چلا جاتا اور وہاں ہسٹری کی کتب اور اخبار بینی اس کا خاص شغف ہوتے، اخبار پڑھنے میں اتنے مگن ہوتے کہ سکول آنے کے بعد گھر میں جب بھی ان سے کوئی کام پڑتا تو ان کی تلاش شروع ہو جاتی، مولانا نذیر صاحب کہتے۔ میونسپل لائبریری میں چلے جاؤ، امیر حمزہ وہاں اخبار پڑھ رہا ہو گا، جاؤ اسے بلا لاؤ، یوں امیر حمزہ گھر آ جاتا اور گھر کے کاموں میں جت جاتا، ایک تو وہ ماں باپ کا سب سے بڑا بیٹا تھا سو اس وجہ سے ماں کا پیارا اور لاڈلا بھی تھا، دوسرا یہ کہ وہ ماں کے ساتھ بہت مانوس تھا گھر کے کام میں ماں کا ہاتھ بٹاتا، گھر میں جھاڑو دیتا، آٹا گوندھتا، برتن دھوتا، ماں کو جب بھی کسی کام کی ضرورت پڑتی وہ پیار بھرے لہجے میں پکارتی، "حمزن وے حمزن" اور حمزہ کا یہ حال تھا کہ وہ ماں کے ساتھ گھر کا کام واقعی ایسے کیا کرتا تھا جیسے کوئی لڑکی کرتی ہے تبھی تو اس کی ماں اپنی ہمجولیوں سے کہتی۔ میرا بیٹا حمزہ بیٹا تو ہے ہی وہ بیٹی بھی ہے۔ حمزہ سکول آنے کے بعد اکثر گھر کے کاموں میں مشغول رہتا پھر بکری کی دیکھ بھال کرتا اور پھر گھر کے دوسرے کام میں جت جاتا، مولوی نذیر احمد گھر سے باہر ہوتے تھے اور امیر حمزہ ان کا سب سے بڑا بیٹا تھا لہٰذا گھر کا سودا سلف لانا اس کا کام تھا،

امیر حمزہ میٹرک کر کے فارغ ہوا تو اس کی عجب حالت تھی اللہ کے ساتھ اس کا تعلق اس قدر مضبوط ہو چکا تھا کہ اس کے ذہن میں ہر وقت جنت کے حصول کا سودا سوار رہتا تھا گاؤں اور گھر میں دینی ماحول ملا تھا ابتدائی ایام میں ہی اسلامی تربیت ہوئی تھی اور باپ نے پرائمری سکول جاتے وقت ہی گیارہ پارے ترجمہ قرآن کے ساتھ پڑھا دیے پھر اس نے مسلم حکمرانوں کی جو تاریخ پڑھائی تو ان سب باتوں نے مل کر ایسا ماحول اور اثر دیا کہ امیر حمزہ کو سوائے اسلام کے اور کچھ نہ سوجھتا اور اگر کوئی کام اسلام کے خلاف ہوتا نظر آتا تو دل بے چین ہو جاتا۔

کہتے ہیں کہ خدمت خلق میں اللہ بہت راضی ہوتا ہے چنانچہ امیر حمزہ نے اب محلے کی بہبود وفلاح کے لیے ایک سوسائٹی کے قیام کا منصوبہ بنایا، محلے کے چند دوستوں کے ساتھ مل کر سوسائٹی بنا ڈالی اس کا جنرل سیکرٹری بھی بن گیا، سوسائٹی کے تحت پہلا پروگرام ہوا جس کی بھرپور تیاری کی گئی اس وقت کے ایم پی اے رائے عبدالرشید بھٹی کو مہمان خصوصی بنایا گیا ذوالفقار علی بھٹو کا دور تھا اور لوگوں کی بہبود وفلاح کے لیے کام شروع کر دیا گیا، سوسائٹی کے کام کو سراہا گیا تو اس کی سرگرمیاں محلہ سے نکل کر علاقے میں پھیلنے لگیں، آہستہ آہستہ سوسائٹی کی کارکردگی کی خبریں اخبار میں بھی آئیں، پھر ملک میں جہاں بھی اصلاح کی ضرورت ہوتی سوسائٹی اس میں اپنا کردار نبھانا ضروری سمجھتی اس کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ اخبار میں حکمران طبقے کا نام یا متعلقہ سرکاری محکمے کے نام خط شائع کروایا جاتا اور ان کو توجہ دلائی جاتی۔

ان دنوں ایک مرتبہ ضیاء الحق برما کے دورے پر گئے اور وہاں کے سرکاری مذہب "بدھا" کے مطابق یہ ایک مندر میں گئے اور وہاں بڑی سی گھنٹی لگی تھی جسے حاضر ہوتے وقت بجایا جاتا تھا ضیاء الحق مندر میں داخل ہوئے تو اپنے ہاتھ سے اس گھنٹی کو بجایا، اگلے روز اخبارات نے وہ تصویر شائع کر دی۔ یاد رہے! اس گھنٹی بجانے کے پیچھے یہ عقیدہ کارفرما تھا کہ جو اس کئی منوں کی حامل وزنی گھنٹی کو بجاتا ہے اس کے دل کی جو خواہش ہوتی ہے بجاتے وقت وہ پوری ہو جاتی ہے۔

امیر حمزہ نے یہ تصویر اور مذکورہ عقیدہ دیکھا تو اس سے رہا نہ گیا توحید کا سمندر سینے میں تھا امیر حمزہ نے اخبارات میں ضیاء الحق کے نام کھلا خط لکھا کہ آپ نے توحید کو چھوڑ کر شرک کا کام کیا، اگلے روز نوائے وقت میں امیر حمزہ کا وہ خط بڑے اہتمام سے شائع ہوا۔

امیر حمزہ جب آٹھویں نویں کا طالب علم تھا تو ٹائیفائڈ نے آن گھیرا جس کی وجہ سے صحت مند امیر حمزہ دبلا پتلا اور کمزور بن گیا۔ قرآن کی سورۃ الانفال اور توبہ کے ترجمہ اور اس کے ساتھ اسلامی تاریخ کے جہادی واقعات نے اس کے دل میں جہاد اور شوق شہادت پیدا کر دیا تھا۔ دینی ماحول کی وجہ سے اسے قبر کا بھی ڈر تھا لہٰذا اس کا دل چاہتا تھا کہ رب کے راستے میں لڑوں اور شہید

شہادت اس طرح ملے کہ جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور وہ قبر میں جانے سے بچ جائے اور روح سیدھی جنت میں جائے۔

اس نے میٹرک کیا تو اسے اس بات کا بڑا قلق تھا کہ وہ جسمانی طور پر کمزور ہے حالانکہ اسے تو جہاد اور شہادت کے لیے فوج میں جانا ہے۔ آخر کار اس نے میٹرک کا امتحان پاس کیا تو وہ فوج میں بھرتی ہونے کے لیے راولپنڈی پہنچ گیا۔

ماں نے کافی روکا لیکن وہ زبردستی وہاں چلا گیا...... وہاں جا کر معلوم ہوا کہ بھرتی ہونا ناممکن ہے۔ چونکہ اس دور میں جہاد کا کوئی دروازہ کھلا نہ تھا...... اور جہاد کی سوچ آتی تھی تو سامنے فوج ہی کا ادارہ آتا تھا۔ اب یہاں کام نہ بنا تو امیر حمزہ بڑا دلبرداشتہ ہوا۔ اب وہ واپس آنا چاہتا تھا لیکن رات پڑ گئی۔ پنڈی میں وہ کسی مسجد میں نماز عشاء پڑھ رہا تھا کہ ایک اغوا کرنے والے نے امیر حمزہ کو اس کے جذبات کے سنہرے خواب دکھلا کر اغوا کر لیا۔ وہ رات ایک جنگل میں لے گیا۔ وہاں اس نے ایک چھوٹی سی ویران مسجد میں باندھ دیا۔ رات تو گذر ہی گئی لیکن صبح ہوئی تو امیر حمزہ نے اسے اعتماد میں لیا اور شہر کی مسجد میں جانے کو کہا تا کہ وہاں نماز باجماعت ادا کرے...... اب اغوا کرنے والے کو امیر حمزہ نے اپنی باتوں میں اعتماد دلا کر قائل کر لیا۔ یوں دونوں ایک آباد مسجد میں پہنچے تو امیر حمزہ نے اغوا کار کو دھمکانا شروع کر دیا۔ یوں مارے ڈر کے اغوا کار وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور امیر حمزہ واپس اپنے گھر آ گیا اور آئندہ کے لئے عزم کیا کہ میں نے ماں کا دل دکھایا چاہے نیکی کے جذبے سے دکھایا آئندہ ایسا نہیں کروں گا...... وہ جنگل میں بندھا ہوا بھی ساری رات یہی دعا کرتا رہا کہ اے اللہ! ایک بار یہاں سے رہائی دلا دے۔ آئندہ میں ماں کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہ رکھوں گا۔

گورنمنٹ گورونانک ہائی سکول ننکانہ سے میٹرک مکمل کرنے کے بعد امیر حمزہ نے ننکانہ کے کالج میں تھوڑا عرصہ پڑھا اور پھر وہ فسٹ ایئر میں کالج چھوڑ کر دینی تعلیم کے حصول کے لیے مدرسے میں داخل ہونے کا شوق لے بیٹھا، خاندان اہل علم تھا لہٰذا امیر حمزہ بھی ان کی طرح دین کا عالم بننا چاہتا تھا، لیکن مشکل یہ تھی کہ کس مدرسے میں داخلہ لیا جائے، اس وقت مدارس کی کمی تو نہ تھی لیکن ان کی نگاہ علمی درسگاہ کو ڈھونڈ رہی تھی جہاں علم و عمل کے بڑے بڑے ستارے چمکتے تھے گوجرانوالہ میں جامعہ محمدیہ اور فیصل آباد میں جامعہ سلفیہ کا نام اس زمانے میں ہر طالب علم اور ہر عالم دین کی زبان پر تھا، گوجرانوالہ چونکہ ننکانہ سے دور تھا لہٰذا انہوں نے فیصل آباد جانے کی ٹھانی۔ فیصل آباد میں حاجی آباد کے مقام پر جامعہ سلفیہ کی شاندار بلڈنگ تھی علم کی چاہت انہیں وہاں کھینچ لے گئی اور وہ وہاں داخل ہو کر تعلیم حاصل کرنے لگے۔

جامعہ سلفیہ سے ابتدائی تعلیم کے بعد فیصل آباد سے انہوں نے رخت سفر باندھا اور لاہور کو مسکن بنا لیا۔ لاہور میں بند روڈ پر مولانا محمود احمد غضنفر کا مدرسہ ان دنوں بڑا مشہور ہو رہا تھا اور دور دور سے طالب علم اس مدرسے کا رخ کر رہے تھے امیر حمزہ بھی جامعہ سلفیہ کو خیر آباد کہہ کر بند روڈ پر جامعہ الاسلامیہ میں چلے آئے اور یہاں تعلیم حاصل کرنے لگے۔

جامعہ الاسلامیہ بند روڈ میں پڑھنے کے علاوہ وہ تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ میں بھی تعلیم حاصل کرتے رہے پھر انہوں نے بخاری شریف اور مسلم شریف شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید رام گڑھی سے پڑھی، وفاق المدارس کے امتحان کے لیے ایک مرتبہ پھر انہیں جامعہ سلفیہ جانا پڑا جہاں انہوں نے ''وفاق المدارس'' کا امتحان دیا اور سند حاصل کی۔

میری کہانی میری زبانی

یہ روٹی کا لقمہ جو تم نے کھانے کے لیے اٹھایا ہے، یہ تمہارے منہ میں نہ جانے پائے، واپس چھبیہ (روٹیاں رکھنے کا چھابہ) میں رکھ دو اور اٹھو میرے ساتھ بازار میں آؤ، باپ نے باہر سے آ کر اپنے سات سالہ بیٹے کو جو چار بہنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کیا تھا، بڑے غضبناک انداز میں کہا، بچے کا رنگ فق ہو گیا جیسے اس پر اچانک بجلی آ گری ہو۔

بچہ ناشتہ کر رہا تھا اور سکول کی یونیفارم ''ملیشیا'' کی شلوار قمیض پہنے، ناشتہ کے فوراً بعد سکول جانے کے لیے تیار تھا۔ بچے کے ہاتھ سے لقمہ واپس لوٹانے پر اس کی ماں تڑپی...... ہائے ہائے! میاں صاحب کیا ہو گیا...... جو بھی معاملہ ہے ذرا بتا تو دیں...... بے چارے کو ناشتہ تو کر لینے دیں، کونسا پہاڑ آ گرا اس معصوم جان سے...... بچے کو بھی قطعاً علم نہ تھا کہ آخر اس سے کیا قصور سرزد ہوا ہے۔ اس قدر چھوٹی عمر میں کسی بچے کا بات یاد رکھنا کیونکر ممکن ہوتا ہے بس تم خاموش رہو، میں اسے ابھی ساتھ لے جا کر جو کچھ کرنے چلا ہوں یہ اسی کے لیے بہتری ہے...... باپ نے ذرا توقف کے بعد بچے کی ماں کو کہا اور پھر معصوم کا ننھا منا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بازار میں ایک بوڑھے باریش پچاس سالہ بزرگ دوست میراں بخش رنگریز کی دکان پر لے گیا، باپ بیٹا دونوں میراں بخش کے سامنے یوں کھڑے تھے جیسے عدالت کے کٹہرے میں جج کے سامنے دو ملزم باادب کھڑے ہوں، باپ نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا...... بھائی میراں بخش پہلے تو مجھے معاف کر دو کہ میں اسی بچے کا باپ ہوں جس سے گستاخی ہوئی پھر یہ بچہ آپ سے معافی مانگے گا، جس کے بارے میں آپ نے آج صبح کچھ دیر پہلے شکایت کی ہے، میں نے مصلحت کے تحت اسے مہلت نہیں دی کہ کہیں سکول سے گھر آنے تک یہ کسی ایسی اور حرکت کا مرتکب نہ ہونے پائے، مرض کا بروقت علاج ہی بہتر ہوتا ہے، چاچا جی مجھے بھی معاف کر دیں میرے سبب سے میرے والد اور آپ کو صدمہ پہنچا...... بچے نے بھی باپ کی مانند ننھی منی ہتھیلیاں جوڑ کر کہا، عین اس وقت بچے کے ذہن میں وہ بات لوٹ آئی کہ اوہو! کل اس کی دکان کے سامنے سے گزرتے ہوئے میں نے بے عقلی، نادانی اور لاشعوری میں اسی بزرگ کی داڑھی پر پھبتی کسی تھی اور مذاق کیا تھا، اور وہ شرم سے پانی پانی نظریں جھکائے کھڑا تھا اوہو! ماسٹر صاحب...... میں نے تو یونہی رہی سی بات کی تھی کہ ماشاءاللہ آپ کی اولاد نیک و فرمانبردار ہے لیکن اس بچے کو کیا ہوا ہے؟ تو کوئی بات نہ تھی خود ہی حسب موقع گھر میں اسے نصیحت کر دیتے، میراں بخش نے بچے کے باپ کو کہا، نہیں میرے دوست! میرا اکیلے اس بچے کو گھر میں نصیحت کرنا اتنا نتیجہ خیز نہ ہوتا جتنا اس عمل سے ہو گا بچے کے باپ نے اپنے بوڑھے دوست کو ہر طرح مطمئن کیا، اور مزید کہا کہ اس بچے کا ذہن

جمیل احمد اعوان لاہور

اس بات پر پختہ ہو گیا ہے کہ ایک تو آئندہ کسی کو بیہودہ مذاق نہ کرے گا اور بڑوں کا ادب لحاظ کرے گا، باپ کی انگلی پکڑے وہ بچہ پھر گھر آیا جہاں ناشتہ کا لقمہ چھوڑا تھا اس سے ہی پھر کھانے کی ابتداء کی ناشتہ کر کے اپنا بستہ پہلو میں لٹکائے اس نے سکول کی راہ لی، باپ نے بچے کی والدہ کو تفصیل بتا دی یہی وہ عمر سات سال تھی جس میں رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز سکھاؤ (گویا نماز کے ساتھ اس میں نیکیوں کی راہ پر چلنا بھی شامل ہو جائے گا وہ تربیت کی اچھی منازل طے کرتا جائے گا) اور دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر مارو اور ان کے بستر الگ کر دو۔

یہ بچہ بڑا ہو کر حرم میں بطور الیکٹریکل انجینئر فائز رہا اور کئی دیگر ممالک میں اللہ کی نشانیاں رقم کرتا رہا۔

بچو! آپ حیران ہوں گے کہ یہ وہی بچہ ہے جو خود راقم الحروف ہے، جواب ساٹھ سال کا بوڑھا ہے اور جس سنت رسول ﷺ (داڑھی مبارک) پر اس نے استہزاء کی تھی آپ اپنے چہرہ پر سجائے پھرتا ہے وقتی شکست بعض اوقات آئندہ فتح و کامرانی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

مسکراہٹیں

1۔ شمائل ترمذی میں ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا صفیہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے لیے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمائے۔ نبی اکرم ﷺ نے سوال سن کر فرمایا جنت میں کوئی بوڑھی عورت داخل نہیں ہوگی۔ سیدنا صفیہ رضی اللہ عنہا بہت سادہ خاتون تھیں۔ آپ ﷺ کا یہ مطلب سمجھ نہ سکیں اور رنجیدہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ جب چلنے لگیں تو نبی ﷺ نے فرمایا ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہر ایمان والی بڑھیا کو جوان بنا کر جنت میں داخل کرے گا اور اس کے بڑھاپے کو جوانی میں بدل دے گا۔

(اخت ابو عکاشہ ٹ)

2۔ ایک دن امیر تیمور پوری شان و شوکت سے دربار لگائے بیٹھا تھا تمام درباری نہایت منظم طریقہ سے مودبانہ اردگرد حسب مراتب کھڑے تھے۔ امیر نے خلفائے بغداد کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ان کے القابات کس قدر رعب والے اور پرشکوہ ہوتے ہیں مثلاً مستنصر باللہ، معتصم باللہ اور متوکل باللہ وغیرہ۔ میری خواہش ہے کہ میں بھی کوئی اس قسم کا لقب اختیار کروں جو اسی طرح اسلام سے بھی مطابقت رکھتا ہو۔ مجھے سوچ کر بتاؤ کہ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے اور میرے لئے اچھے اچھے القابات تجویز کرو تاکہ ان میں سے کوئی ایک جو مجھے پسند آ جائے اختیار کر لوں۔

دربار میں ایک ایسا آدمی بھی موجود تھا جس کی امیر تیمور سے بے تکلفی تھی۔ کبھی ایسا موقع نہیں آیا تھا کہ امیر نے اس کی کسی بات کا برا منایا ہو۔ بولا: جان کی امان پاؤں تو کوئی لقب تجویز کروں؟

بادشاہ نے اجازت دیدی تو بولا: وزن کی مناسب سے نعوذ باللہ ٹھیک رہے گا۔

سمیرا اصغر لاہور

ماں کا فیصلہ

اسلام کی کرنیں مکہ کی وادی سے صحرائے عرب کے ایک اور شہر یثرب (مدینہ) میں داخل ہو چکی تھیں، یثرب کے بہت سے گھرانے دولت اسلام سے مالا مال ہو چکے تھے۔ انہی میں ایک صحابیہ ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی تھیں لیکن ان کا شوہر اس انمول دولت سے محروم تھا ایک دن حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے کو کلمہ مبارک سکھا رہی تھیں کہ ان کے شوہر آگئے اور بیوی پر برس پڑے کہ تم تو اپنے باپ دادا کے مذہب کی منکر ہو گئی ہو اور چاہتی ہو کہ میرا بیٹا بھی اپنے مذہب سے دور ہو جائے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں تو چاہتی ہوں کہ تم بھی گمراہی کی راہ ترک کر کے ہدایت کی راہ اپنا لو مگر ان کا شوہر بے دین ہی رہا اور اسی حالت میں دنیا سے چلے گیا۔

اس کے کچھ ہی عرصہ بعد یہ جب اسلام مدینہ میں ہر طرف پھیل گیا تو ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے کو اسلام کا سپاہی بنانا چاہتی تھیں، انہوں نے اپنے جگر گوشے کو پیارے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کہ نبی مہربان ﷺ اس کی تربیت فرمائیں ام سلیم رضی اللہ عنہا کے یہ فرزند تاریخ اسلام کی نامور شخصیت اور انتہائی بڑے صحابیوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

یہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی آنکھ کا تارا آغوش نبوت میں پلنے والے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے جو ماں کے اس فیصلے کی وجہ سے اعلیٰ شخصیت کے مالک بنے، حضرت انس رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں اگر میری ماں میرے لیے یہ انتظام نہ کرتیں تو میں بڑے خسارے میں رہتا۔ پیارے بچو! اس کے علاوہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تمہارے والدین میں سے کوئی بڑھاپے میں پہنچ جائے تو ان کو اف تک نہ کہو اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہم سب کو والدین کی عزت کرنی چاہیے ان کا کہنا ماننا چاہیے۔

حافظ محمد آصف شیخوپورہ

سلسلہ نمبر 6 کے صحیح جوابات

1۔ نبی اکرم ﷺ کا نام محمد ﷺ دادا نے اور احمد ﷺ آپ کی والدہ صاحبہ نے رکھا۔

2۔ جنگ قادسیہ میں اسلامی لشکر کی کمان سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کی۔

3۔ اصحاب کیف کا واقعہ قرآن مجید میں پندرھویں پارے کی سورہ کیف میں ہے۔

4۔ نبی کریم ﷺ نے اسلام میں

5۔ غزوہ احد میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے

6۔ نبی کریم ﷺ کے آخری چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہم مسلمان ہوئے

7۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کے پاس 2 گھوڑے 70 اونٹ تھے

صحیح جوابات دینے والے بچوں کے نام

سیف الرحمن' لاہور۔ عبداللہ سلفی' مریدکے۔ اخت اسامہ مغل' علی پور چٹھہ۔ خاکی شاہ' شیخوپورہ۔ محمد رشید بیگ' گجرات۔ حمیرا عبدالمجید' شیخوپورہ۔ رضیہ ہاشمی' قصور۔ عبدالغفور' بہاول پور۔ حافظ محمد شاہد' شیخوپورہ۔ ابوبکر مغل' گوجرانوالہ۔ محمد سجاد' اسلام آباد۔ زیشان الحق' بہاول پور۔ حافظ عبدالرحیم' لاہور۔ زاہد ایوب' فیصل آباد۔ اکبر سلیم۔ زاہد اقبال' منڈی بزمان۔ اخت اسامہ' ساہیوال۔ محمد فاروق' حاصل پور۔ طاہر فہیم' اوکاڑہ۔ حافظ محمد عبداللہ' شیخوپورہ۔ ملک عصمت اللہ' دریا خان۔ محمد وقاص' فاروق آباد۔

ذوالفقار علی' ماموں کانجن۔ محمد دانیال' ماموں کانجن۔ محمد یوسف خان' خوشاب۔ ذیشان بٹ' راولپنڈی۔ حافظ ساجد' فیصل آباد۔ بنت عبدالغفور' بہاول پور۔ طلحہ' گوجرانوالہ۔ ذیشان علی' سیالکوٹ۔ محمد عامر آصف' خانیوال۔ ابوہریرہ' جہلم۔ ابوبکر عاصم' گوجرانوالہ۔ طیب ممتاز قریشی' سرگودھا۔ شعیب الرحمن' سرگودھا۔ عبدالمنان۔ حافظ کاشف' فیصل آباد۔ حافظ محمد عثمان' گوجرانوالہ۔ حافظ عمر فاروق' شیخوپورہ۔ محمد اعظم' ساہیوال۔ سہیل رشید' لاہور۔ محمد بلال' فیصل آباد۔ بلال لطیف' ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ مرزا عثمان' نارووال۔ عمار محسن' فاروق آباد۔ عدنان حسین' ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ اخت فرقان محمود' لاہور۔ وقار تاج' ہری پور۔ مطیع الرحمن' سیالکوٹ۔ مرزا فرحان' نارووال۔ غلام محمد صدیق' ڈیرہ اسماعیل۔

ساجدہ اسمٰعیل' اوکاڑہ۔ محمد یاسر' گوجرانوالہ۔ رابعہ مقبول' مظفر آباد۔ محسن رضا' شیخوپورہ۔ فیصل شہزاد' گجرات۔ خنساء مجاہد' کوٹلی۔ حبیب عارف' عثمانوالہ۔ حبیب الرحمن' لاہور۔ عاطف احمد' ایبٹ آباد۔ محمد اشفاق نذیر' وہاڑی۔ محمد یسین' شیخوپورہ۔ حافظ محمد احمد بشیر۔

عبدالرحمن بن احمد علی' فیصل آباد۔ عبدالحنان' ساہیوال۔ اخت ابوعمار' ڈیرہ اسماعیل خان۔ ابوسفیان' شیخوپورہ۔ اخت ابوطلحہ' سرگودھا۔ اخت نصیر احمد' راولپنڈی۔ ادریس' لاہور۔ عائشہ کلثوم' لاہور۔ محمد عمران' جھنگ۔ عمران اسحاق' گوجرانوالہ۔ اشتیاق احمد' فیصل آباد۔ راشد اویس' گجرات۔ محمد علی عثمان' جھنگ۔ اخت ارسلان خالد' شیخوپورہ۔ طیب الرحمن۔ طاہر راشد۔ رابعہ شاہ' شیخوپورہ۔ رخسانہ معین' ملتان۔ نعمان نذیر' سیالکوٹ۔ اخت مجتبیٰ۔ محمد اقبال' بہاولنگر۔ محمد عثمان' گوجرانوالہ۔ بلال طاہر' ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ عبداللہ وقار' اٹک اخت وقاص' گوجرانوالہ۔ حنا بشیر۔ طیبہ ارشاد' فیصل آباد ثمینہ عاشق' شیخوپورہ۔ محمد طاہر رفیق' ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ راحت افتخار' شیخوپورہ۔ کلثوم ذکریا' گوجرانوالہ۔ حافظ عثمان' پتوکی۔ محمد توصیف' فاروق آباد۔ محمد زبیر' گوجرانوالہ۔ حافظ عثمان عنصر' پتوکی۔ نعمان جھنگوی' جھنگ۔ حافظ احتشام' سرگودھا۔ شازیہ' بہاول پور۔ اخت عبدالعظیم' گوجرانوالہ۔ عبدالرزاق' لاہور۔ محمد عثمان خان' شورکوٹ۔ ام عفاف' قصور۔ محمد قمر الزمان' خوشاب۔ محمد ارشد' ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ بنت عبدالشکور' بہاولنگر۔ افتخار احمد' شیخوپورہ محمد قاسم' گوجرانوالہ۔ عبدالرؤف' بہاول پور۔ ولی اللہ' کراچی۔ حافظ رضوان' کراچی۔ ہارون' کراچی۔ محمد عظیم آکاش' جھنگ۔ رانا محمد ضیاء الرحمن' قصور۔ محمد رفیق' پتوکی۔ آصفی اصغر' خانیوال۔ محمد اکرم چیمہ' شیخوپورہ۔ ندا خالد' لاہور۔ محمد ناصر' لاہور۔ حافظ محمد آصف' خانیوال۔ محمد رضوان' لاہور۔ ابوانس' قصور۔ لطیف بٹ' لاہور۔ محمد عرفان' لاہور۔ نذیر احمد' قصور۔ عبیہ خلیل' کراچی۔ فائزہ' کراچی۔ راحیلہ اصغر' خانیوال۔ فرحان یسین' پسرور۔ صباء غلام محمد' حافظ آباد۔ محمد یسین' چونیاں۔ حبیب الرحمن' سیالکوٹ۔ علی اکبر' آزاد۔ گوجرانوالہ۔ فائزہ' حافظ آباد۔ ابوسیف اللہ عسکری' کوٹلی۔ حسن اکرم' فاروق آباد۔ کلثوم حنیف۔ عبداللہ یونس' گوجرانوالہ۔ محمد حماد' سمندری۔ محمد اسحاق' پتوکی۔ یاسر حسین' ساہیوال۔ بریرہ ادریس' شیخوپورہ۔ ابو رضوان' ملتان۔ ابوبلال یاسر' ملتان۔ ارم نذیر' ڈیرہ اسماعیل۔ حافظ محمود' گوجرانوالہ۔ عامر شہزاد' سرگودھا۔ چوہدری نبیل احمد' اوکاڑہ۔ راشد جاوید' ہارون آباد۔ خرم شہزاد' سرگودھا۔ قاری علی شیر' پتوکی۔ محمد زاہد' پتوکی۔ سعدیہ تبسم' گوندانوالہ۔ ابوعبید الرحمن' گوجرانوالہ۔ خنساء مجاہدہ' گوجرانوالہ۔ میمونہ' گوجرانوالہ۔ میر طلال فاروق' گوجرانوالہ۔ رقیہ نور' فیروز وٹواں۔ رانا جاوید اقبال' شیخوپورہ۔ حافظ عبدالرحمن' لاہور۔ کاشف فراز' رائے جھنگ۔ علی فیاض' گوجرانوالہ۔ محمد ذکریا' عاصمہ' خانیوال۔ عبدالحلیم' نارووال۔ ثناء اللہ ثاقب' بہاول نگر۔ صابر حسین' ساہیوال۔ عاقب محمود۔

مرتب: **عفان حیدر**

انعام حاصل کرنے والے ننھے مجاہد

1۔ ذیشان الحق ...... بہاول پور

2۔ عائشہ کلثوم ...... لاہور

3۔ رابعہ اصغر ...... خانیوال 4۔ طاہر فہیم ...... اوکاڑہ

5۔ محمد اشفاق ...... وہاڑی 6۔ اخت ابوطلحہ ...... سرگودھا

7۔ محمد دانیال ...... فیصل آباد 8۔ جویریہ گل سعدیہ تبسم گوجرانوالہ

9۔ حبیب الرحمن ...... لاہور

10۔ رابعہ شاہ ...... شیخوپورہ

ذرا بتائیں تو سلسلہ نمبر 7 کے سوالات

1۔ وہ کون سے صحابی رسول ﷺ ہیں جو غزوہ بدر میں دو تلواروں سے لڑتے رہے؟

2۔ رسول اللہ ﷺ کو جہاد کا حکم کب ملا؟

3۔ قرآن کی کس سورت میں روم اور فارس کی فتح کی پیشگوئی دی گئی؟

4۔ اسلام میں روزے کب فرض ہوئے؟

5۔ پاکستان کے جنوب میں کون سا ملک ہے؟

6۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر ایک باغ میں بھیجا گیا اس باغ کا نام بتائیں؟

7۔ وہ کون سا پرندہ ہے جس کے سر پر پاؤں ہوتے ہیں؟

جوابات بھیجنے کی آخری تاریخ 22 اکتوبر ہے۔

اپنے بچوں اور بچیوں کی اسلامی تربیت کے لئے دارالابلاغ کی دیدہ زیب کتب کو اپنے گھر کی زینت بنائیں

تعاون
روایاتِ صحیحہ کا امین
دارالابلاغ
0300-4453358

قتل کی سنچری

عظمیٰ قریشی
پشاور

ہزاروں سال پہلے کی بات بنی اسرائیل میں ایک ظالم شخص رہا کرتا تھا وہ کسی پر بھی رحم نہیں کھاتا تھا۔ لوگ اس سے بہت خائف رہتے تھے۔ تاہم کسی میں جرات نہ تھی کہ اسے کوئی ترچھی آنکھ سے دیکھ سکے۔

وہ شخص جس راہ سے گزرتا تو لوگ وہ راستہ چھوڑ دیتے۔ مجبوراً اس کی عزت کرتے، اس کی تعریف کرتے کہ کہیں وہ کسی بات پر ناراض نہ ہو جائے کیونکہ جب وہ کسی سے ناراض ہو جاتا تو کو فوراً اسے قتل کر دیتا تھا۔

وہ شخص معمولی معمولی باتوں پر 99 آدمی قتل کر چکا تھا۔ یہاں تک اس کا دل مزید قتل اور برائیوں سے اکتا گیا۔ وہ کسی راہب کے پاس آیا اور پوچھا کہ میں نے ننانوے 99 قتل کیے ہیں اب اگر میں توبہ کرنا چاہوں تو کیا میری توبہ قبول ہو جائے گی۔

"قتل بہت بڑا جرم ہے پھر آدمیوں کے قاتل کو خدا بھلا کیسے بخشے گا" راہب نے افسوس زدہ لہجے میں جواب دیا۔

"اگر یہ بات ہے تو سنچری مکمل کیوں نہ کر لی جائے" یہ کہتے ہوئے اس نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا۔

راہب کے قتل کے ساتھ ہی اس کی سنچری پوری ہو گئی لیکن وہ قتل پر قتل کرنے سے اکتا گیا تھا۔ اب وہ ایک عالم کے پاس چلا گیا اور اس کو کہا "میں نے اب تک سو آدمیوں کو قتل کیا ہے اب اگر میں توبہ کروں تو کیا بخش دیا جاؤں گا۔"

عالم نے اسے اللہ تعالیٰ کے غفور اور رحیم ہونے کے متعلق آگاہ کیا اور بتایا کہ "اگر سچے دل سے توبہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تمہیں اس بری صحبت کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جانا ہوگا عالم نے اسے ایک گاؤں کا پتہ بتلایا اور ہجرت کرنے کی تلقین کی قاتل جہاں رہ رہا تھا۔

اس وقت وہ ایک ایسا گاؤں تھا کہ جو برائیوں کیلئے مشہور تھا اور دوسرے کی نسبت نیکیوں کی طرف ہوتی تھی اور جو شخص اس گاؤں میں داخل ہو جاتا اس کو امن مل جاتا اور اگر کوئی توبہ کرنا چاہتا تو اس گاؤں کو چلا جاتا۔ سو آدمیوں کا یہ قاتل بھی عالم کے کہنے پر اس گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا۔ توبہ کی نیت لئے یہ شخص ابھی اس گاؤں کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اسے موت نے آ لیا اور وہ مر گیا۔

موت کے بعد جنت کے فرشتوں اور دوزخ کے فرشتوں کے درمیان تکرار ہو گئی جس میں رحمت کے فرشتے اس بات پر بضد تھے کہ اس شخص نے توبہ کی نیت کر لی تھی اور اب توبہ کرنے کے لئے ہی اس گاؤں کی طرف چلا آ رہا تھا کہ راستے میں فوت ہو گیا۔ عذاب کے فرشتے کہہ رہے تھے کہ یہ سو آدمیوں کا قاتل ہے اور ابھی اس نے توبہ نہیں کی تھی لہٰذا اس کی روح کو ہم اپنے ساتھ لے جائیں گے۔

جھگڑے نے طول پکڑا تو اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا کہ توبہ کی نیت سے یہ شخص جہاں سے روانہ ہوا تھا وہاں سے یہاں تک جہاں یہ مرا قدم شمار کر لیے جائیں اگر اس گاؤں کے زیادہ قریب ہے جو نیکیوں والا ہے تو یہ جنت کے فرشتوں کے ساتھ جائے گا۔ اور اگر اس کے قدم برائی والے گاؤں کے قریب ہے تو یہ دوزخ کے فرشتوں کے ساتھ جائے گا۔

جب فرشتوں نے قدم گننا شروع کیے تو وہ شخص نیکیوں والے گاؤں کے قریب تھا۔ اس شخص کی دعا قبول ہوئی تھی چنانچہ اس کی روح کو رحمت والے فرشتے ساتھ لے گئے۔

پیارے بھائیو! اللہ تعالیٰ قہار اور جبار ہونے کے ساتھ ساتھ رحیم اور غفار بھی ہے سچی توبہ کرنے والوں کو بخش دیتا ہے۔ اللہ ہمیں نیکیوں کی ہدایت دے اور برائیوں سے دور رکھے۔

پہلا سرجن

ابورضوان جاوید

ابوالقاسم الزہراوی کو دنیا کا سب سے پہلا سرجن مانا جاتا ہے 936ء میں قرطبہ میں پیدا ہوئے، ان کا نام طب و جراحت کے فن میں مہارت حاصل کرنے کی بنیاد پر آج تک مشہور ہے، ایک ہزار سال پہلے اس نامور سرجن نے آپریشن کے جو اصول وضع کیے، انہی اصولوں پر نام نہاد مغربی عالموں نے اپنے نظریات کی بنیاد رکھی۔

ابوالقاسم کو یورپ میں Abulcasis کہا جاتا ہے۔ انہوں نے انسانی اعضاء کی تحقیق کے لیے چیر پھاڑ کی ضرورت پر زور دیا۔ سرجری کی پہلی کتاب "التصریف" کا یہ نامور مصنف مثانے کی پتھری توڑنے کی دواؤں کے نام اور استعمال سے پوری طرح باخبر تھا، ان کی یہ کتاب وینس، آکسفورڈ، بیل اور سلرنو کی طبی درس گاہوں میں سترھویں صدی تک سرجری کی ٹیکسٹ بک کے طور پر پڑھائی جاتی رہی، لیکن آج کل کے طالب علم کو بڑی مشکل سے اس حقیقت کا یقین آتا ہے کہ مسلمان علمی اعتبار سے آج سے سینکڑوں سال پہلے نہایت عروج پر تھے، اس وقت مغرب جہالت کی تاریکی میں غوطہ زن تھا۔ اہل مغرب نے عربی کتب سے بہت کچھ سیکھا، لیکن کبھی اس حقیقت کا فراخدلانہ اعتراف نہیں کیا۔

قرطبہ کی آبادی قریباً 10 لاکھ تھی، شہر میں 50 سرکاری ہسپتال تھے اور ایک شاہی کتب خانہ بھی تھا جس کے اندر دو لاکھ سے زیادہ کتب تھیں، اس زمانے میں قرطبہ کی یونیورسٹی مغرب کی سب سے بڑی درسگاہ مانی جاتی تھی، یہاں مختلف ماہرین مضامین اپنے اپنے شعبے میں تعلیم وتدریس کے علاوہ اپنے اپنے موضوعات پر ریسرچ بھی کرتے تھے۔

ابوالقاسم نے اپنی کتاب "التصریف" کو دو حصوں میں تقسیم کیا پہلا حصہ علمی جبکہ دوسرا حصہ عملی، یہاں عملی سے مراد سرجری ہے، سرجری کے سلسلے میں پہلا بیان داغنے کے متعلق ہے، اس نے ہر بیماری کے متعلق یہ ہدایت کی ہے کہ پہلے دواؤں سے کام لو، اگر علاج کی کوئی صورت نہ رہے تو پھر داغنا مناسب ہے۔ التصریف کے دوسرے باب میں الزاہراوی نے سر کے آپریشن کا تفصیلی ذکر کیا ہے اور سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ الزہراوی اس دور میں بھی سر کی رسولی کے آپریشن کرتے تھے، تیسرے باب میں دانتوں، آنکھوں، حلق، مثانے اور بواسیر کے آپریشن کا ذکر کیا ہے، آپ نے ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑنے، اترے ہوئے جوڑ کو چڑھانے، ناکارہ عضو کو کاٹنے اور ہر قسم کے پھوڑوں کو چیرنے کی تفصیل بیان کی ہے۔

التصریف کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں نہایت واضح تصاویر بھی دی گئی ہیں، تین آپریشن میں جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، قریباً ان سب کی تفصیل دی گئی ہے، سرجری کے آلات بھی واضح کیے گئے ہیں مثلاً پیشاب خارج کرنے کا آلہ، دانت نکالنے کے اوزار، مختلف قسم کے نشتر، قینچی، آری، زخم کی سلائی اور سوئیاں وغیرہ۔

الزہراوی سے پہلے بھی علم طب پر مسلمانوں کی بیشتر تصانیف موجود تھیں لیکن "التصریف" کی زیادہ شہرت اس کی عملی سرجری کی وجہ سے ہوئی، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں نے میڈیکل سائنس کو اس حد تک فروغ دیا کہ صدیوں تک یورپ کی طبی درس گاہوں میں مسلم حکماء کی تصانیف ٹیکسٹ بک کے طور پر پڑھائی جاتی رہیں، کیونکہ مسلمانوں کا طریق تحقیق تجربات اور مشاہدات پر مبنی تھا۔

غرض یہ کہ مسلمانوں میں جب تک تحقیق کا جذبہ رہا پوری دنیا پر چھائے رہے، افسوس جب مسلمان سہل پسندی، عیش پرستی اور دولت کے طلب گار ہوئے تو وہ غیر مسلم اقوام سے بہت ہی پیچھے رہ گئے اور آج ہم زندگی کے باقی شعبوں کی طرح میڈیکل سائنس کے شعبے میں بھی اہل یورپ کے غلام ہو گئے۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

امانت کا سفر

آمنہ بتول
چک 73 ر ب بڑانوالہ

اس نے آخری نگاہ سمندر پر ڈالی تو دور دور تک کسی چیز کا نام ونشان نہ تھا، سمندر کی بے رحم مچلتی لہروں پر اسے کچھ بھی نظر نہ آیا تو وہ پھر مایوس ہو کر بیٹھ گیا، وہ صبح سویرے سمندر کے کنارے آیا تھا اور اب شام ہونے کو آئی تھی لیکن وہ جس آدمی کے انتظار میں کھڑا تھا وہ اب تک نہیں پہنچا تھا، سورج غروب ہونے کے قریب تھا اور اس کی روشنی آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی تھی، اس نے چاروں طرف پھیلتے ہوئے اندھیرے کو دیکھا تو پریشان ہو گیا۔

پھر خود ہی بولا "اسے اب تک تو آ جانا چاہیے تھا"

آج صبح اس نے آنے کا وعدہ کیا تھا پھر اب تک کیوں نہیں پہنچا نہ معلوم کس چیز نے اسے آنے سے روک رکھا ہے؟ وہ خود سے سوال کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ جان بوجھ کر نہ آیا ہو"

اس کے ذہن میں اچانک سوال آیا اور وہ مشکوک سوچوں سے اس کے متعلق سوچنے لگا۔

"نہیں یہ نہیں ہو سکتا" اس نے خود ہی ذہن میں آنے والے شک کو جھٹلاتے ہوئے کہا۔

یقیناً اسے کسی مجبوری نے گھیر لیا ہو گا ورنہ وہ آدمی ایسا لگتا تو نہ تھا کہ وعدہ کرنے کے باوجود بھی نہ آیا، پھر وہ اس دن کے متعلق سوچنے لگا جس روز وہ پہلی مرتبہ اس سے ملا تھا، وہ بڑی کسمپرسی کی حالت میں تھا، اس کے حالات بڑے تنگ تھے، معاشی مجبوری نے اسے قرض لینے پر مجبور کر دیا تھا، اس روز وہ اس کے پاس آیا تو کہنے لگا، مجھے کچھ قرض کی اشد ضرورت ہے، میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپ مجھے کچھ دینار قرض دے دیں"

"دینار تو میرے پاس موجود ہیں اور میں تمہیں قرض دے بھی دیتا ہوں لیکن یہ بتاؤ کہ تمہاری ضمانت کون دے گا"

قرض دینے والے آدمی نے سوال کیا۔

وہ آدمی سوچ میں پڑ گیا کہ وہ تو خود پردیسی ہے اور یہاں اس کو جاننے والا کوئی نہیں پھر اس کی ضمانت کون دے گا وہ دیر تک سوچوں میں کھویا رہا جب غور و فکر کے بعد ضمانت کے لیے کوئی بھی آدمی نہ ملا تو وہ بولا۔

"میرا ضامن اللہ ہے"

سبحان اللہ! کیا خوب بات کہی آپ نے۔ اللہ سے بڑھ کر اچھا ضامن اور کون ہو سکتا ہے، ٹھیک ہے مجھے یہ ضمانت منظور ہے لیکن "میرے اور تمہارے درمیان ہونے والے اس لین دین اور قرض کی ادائیگی کے وعدہ کا گواہ کون ہو گا؟

قرض لینے والے آدمی نے سنا تو وہ پھر پریشان ہو گیا معاملہ پھر وہی تھا کہ اسے یہاں تو کوئی جانتا بھی نہیں پھر ان دونوں کے سوا وہاں کوئی تیسرا آدمی بھی نہیں جسے وہ گواہ ٹھہرا لیں وہ ایک بار پھر سوچ میں پڑ گیا کہ اب کیا کیا جائے، جب کچھ بھی بن نہ پایا اور کوئی راہ دکھائی نہ دی تو وہ بولا۔

"میرا گواہ بھی اللہ تعالیٰ ہے"

قرض دینے والے آدمی نے کہا مجھے یہ بھی منظور ہے یقیناً اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بہتر گواہ اور کوئی نہیں ہو سکتا لیکن تم یہ بتاؤ کہ یہ قرض واپس کب کرو گے؟

اس آدمی نے قرض واپس کرنے کا دن بتایا اور ایک ہزار دینار لے کر چلا گیا۔

ایک ایک کر کے دن گذرتے گئے اور بالآخر وہ روز بھی آ گیا جس دن اس نے قرض واپس کرنا تھا، قرض لینے والا آدمی کسی دور دراز علاقے کا رہنے والا تھا اور اس نے بحری سفر کر کے اس دن سمندر کنارے پہنچنا تھا، مگر وہ ابھی تک نہ آیا تھا۔ سارا دن گذر گیا تھا اور اب دھیرے دھیرے شام ہوتی جا رہی تھی لیکن آنے والے آدمی کا کوئی نام ونشان نہ تھا۔

"کہیں وہ آدمی دھوکے باز ہی نہ ہو" وہ ایک بار پھر اس کے متعلق غلط سوچنے لگا۔

"ایسا ہو نہیں سکتا" کیونکہ اس نے لین دین میں اللہ تعالیٰ کو گواہ اور ضامن ٹھہرایا تھا اور کوئی بھی دھوکے باز آدمی ایسا نہیں کر سکتا، پھر وہ کیوں نہیں آیا؟ انتظار کی کوفت سے اکتا کر وہ خود ہی بڑبڑایا۔

"ہو سکتا ہے اسے کسی شدید پریشانی کا سامنا ہو" اور وہ مجبوری کے تحت چاہتے ہوئے بھی نہ آ پایا ہو" یہ سوچتے ہوئے وہ اٹھا اور ایک آخری نظر سے سمندر کو دیکھنے لگا لیکن سمندر کی تہہ بالکل صاف دکھائی دی اس کی لہروں پر دور دور تک کسی کشتی کا نام ونشان تک نہ تھا۔

وہ تھک ہار کر گھر واپس جانے کے لیے پلٹا تو اچانک اس کے اٹھتے ہوئے قدم رک گئے، "سمندر کنارے ایک لکڑی تیرتی ہوئی آ رہی تھی"

کیوں نہ اسے گھر ہی لیتا چلوں، خالی ہاتھ بھی تو جانا ہی ہے لکڑی لے جاؤں گا تو جلانے کے کام آئے گی، یہ سوچتے ہوئے وہ پھر سمندر کی طرف بڑھا اور تیرتی ہوئی لکڑی کو سمندر سے نکال کر گھر لے آیا، دن بھر کے انتظار کے بعد وہ گھر پہنچا تو اس پر تھکن کے آثار نمایاں تھے، قرض واپس نہ ملنے کی پریشانی الگ ستا رہی تھی۔ قرض میں دیے گئے دینار بھی کچھ کم نہ تھے پورے ایک ہزار دینار کی تھیلی تھی۔

وہ کچھ دیر سستانے کے بعد اٹھا کہ چلو لکڑی کو ہی پھاڑ لیا جائے تاکہ وہ کچھ سوکھ کر جلنے کے قابل ہو جائے، اس نے تھکے ماندے ہونے کے باوجود کلہاڑی لی اور لکڑی کو پھاڑنے لگا چند زوردار ضربوں کے بعد ہی لکڑی دو حصوں میں تقسیم ہو گئی لکڑی پھٹنے کی دیر تھی کہ وہ آدمی حیرت کے سمندر میں ڈوب گیا اس کے مضبوط اور طاقتور ہاتھوں سے یکدم کلہاڑی گر گئی

"لکڑی کے اندر دینار پڑے تھے" جن کی چمک اس کی آنکھوں کو چندھیا رہی تھی، وہ مبہوت کھڑا کتنی دیر تک دیناروں سے بھری لکڑی کو دیکھتا رہا، لکڑی میں پڑے دیناروں کے درمیان ایک خط بھی تھا جو آدمی کو اور پریشان کر گیا، آدمی نے زمین پر بکھرے ہوئے دینار اکٹھے کیے اور انہیں ایک ایک کر کے شمار کرنے لگا تو وہ پورے ایک ہزار کی تعداد میں تھے، اس نے جلدی جلدی انہیں ایک تھیلی میں رکھا اور پھر وہ خط پڑھنے لگا، وہ خط اس کے نام تھا جو قرض واپس کرنے والے آدمی نے لکھا تھا۔

"ہمارے درمیان جس دن قرض واپس دینے لینے کا وعدہ ہوا اس روز صبح سویرے ہی میں قرض ادا کرنے کے لیے ایک ہزار دینار لے کر گھر سے نکل آیا مجھے معلوم تھا کہ تم سمندر کے کنارے پر انتظار کر رہے ہو گے لیکن ہوا یہ کہ میں سمندر کنارے اس انتظار میں کھڑا رہا کہ کوئی کشتی ملے تو میں تمہارے پاس آؤں اور تمہاری امانت واپس لوٹا دوں لیکن صبح سے شام ہو گئی مجھے کوئی سواری نہ ملی جب دن کا کافی حصہ بیت گیا اور مجھے یقین ہونے لگا کہ آج مجھے کوئی کشتی سفر کے لیے نہیں ملے گی تو میں کافی پریشان ہوا، پھر سوچا اب اگر مجھے سواری مل بھی جائے تو وقت مقررہ تک میرا وہاں پہنچنا مشکل ہے میں سوچنے لگا کہ آخر کیا کروں؟

اچانک ذہن میں ایک ترکیب آئی اور میں نے اس پر اللہ کا نام لے کر عمل کر لیا۔ میں نے ایک لکڑی لی اسے کھود کر اس میں ایک ہزار دینار رکھے اور اسے بند کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کی" یا اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میں نے فلاں آدمی سے ایک ہزار دینار قرض مانگے اس نے کہا کوئی ضمانت لاؤ میں نے تجھے ضامن بنایا پھر اس نے کہا کوئی گواہ لاؤ تو بھی میں نے تجھے گواہ بنایا جس پر وہ خوش ہو گیا اور اس نے قرض دے دیا، اب جبکہ اس کے قرض لوٹانے کا وقت آ گیا ہے اور میں اس امانت کو لوٹانے کے لیے صبح سے سمندر کنارے کھڑا ہوں لیکن مجھے اب تک کوئی سواری نہیں ملی، یا اللہ! نیتوں کو تو جانتا ہے میں نے اپنے تئیں ہر ممکن کوشش کی کہ اس آدمی تک یہ امانت پہنچا دوں لیکن میں کوشش کے باوجود بھی کچھ نہ کر سکا، اب تیرے بھروسے پر یہ امانت اس لکڑی میں بند کر کے سمندر میں ڈال رہا ہوں، یا اللہ تو ہمارے درمیان ضامن بھی ہے اور گواہ بھی لہٰذا میں یہ امانت تجھے سونپتا ہوں اور تو اسے اس آدمی تک پہنچا دے"۔

اس آدمی نے یہ رقعہ پڑھا تو بہت خوش ہوا دن بھر انتظار کی تھکن دینار ملتے ہی اتر گئی، ادھر یہ آدمی خوشی سے نہال تھا ادھر وہ آدمی پریشانی میں ڈوبا ہوا جا رہا تھا کہ نہ معلوم وہ لکڑی اس آدمی تک پہنچی ہے کہ نہیں"

احتیاط کے طور پر اس آدمی نے ایک ہزار دینار کا مزید انتظام کیا اور اس انتظار میں رہنے لگا کہ سواری ملے اور میں یہ دینار اس آدمی کو پہنچاؤں آخر ایک روز انتظار ختم ہوا اور اسے کشتی مل گئی وہ کشتی میں سوار ہوا اور اس آدمی کے پاس جا پہنچا قرض لینے والے آدمی نے بھی اسے دیکھا تو حیران رہ گیا آنے والے آدمی نے آتے ہی معذرت کرتے ہوئے کہا، معاف کیجیے گا میں نے ہر چند کوشش کی تھی کہ وعدہ خلافی نہ ہو لیکن مجھے باوجود کوشش کے بھی کوئی سواری نہ مل سکی اس دن سے اب تک مسلسل کوشش میں تھا آج کشتی ملی تو چلا آیا، یہ لیں اپنے ایک ہزار دینار اس نے تھیلی آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

ٹھہرو! پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے لکڑی میں ہزار دینار بند کر کے میرے نام خط لکھا تھا اور وہ لکڑی سمندر میں پھینکی تھی" دوسرے آدمی نے تھیلی پکڑنے کی بجائے الٹا سوال کیا۔

جواب میں قرض دینے والے آدمی نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔

قرض لینے والا آدمی خوش ہو کر بولا، میرے بھائی اللہ تمہارا بھلا کرے تم نے ہر ممکن کوشش کی کہ وعدہ خلافی نہ ہو میں اس روز تمہارا انتظار کرتا رہا لیکن تم نہ آئے تو میں نے گھر آتے ہوئے سمندر میں تیرتی ہوئی لکڑی اٹھا لی گھر آ کر اسے چیرا تو اللہ کے بھروسے پر تمہارے بھیجے ہوئے ایک ہزار دینار مل گئے جن میں تمہارا خط بھی تھا۔ اب اگر میری امانت مجھ تک پہنچ چکی ہے تو پھر میں اور دینار کیونکر لوں؟

مجاہد ایک ماہ کی بجائے ہفتہ روزہ کر دیں۔ خزیمہ عمران (گوجرانوالہ)

☐ آپ کو ننھے مجاہد کی اشاعت پر بہت زیادہ مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ طلحہ فرحان رشید (گوجرانوالہ)

☐ مجھے ننھے مجاہد میگزین بہت ہی اچھا لگتا ہے، جس کو پڑھ کر ہمیں بہت اچھی معلومات حاصل ہوتی ہیں، اس میں موجود تمام تحریریں بہت اچھی ہوتی ہیں۔ حافظ خرم شہزاد جامعہ الدعوۃ السلامیہ (مریدکے)

☐ ''ننھے مجاہد'' واقعی جہاد بالقلم ہے، مجھے سب سے زیادہ ''بڑوں کا بچپن'' سلسلہ پسند ہے، حافظ محمد سعید صاحب کے بچپن کے بارے میں ضرور لکھیں۔ محمد بلال احمد، کوٹ رادھا کشن (بلال آباد)

☐ آپ نے ننھا مجاہد بچوں کا سلسلہ شروع کر کے بہت ہی اچھا کیا اور ہمیں خوشی ہے کہ بڑوں کے ساتھ ساتھ بچوں کو بھی ایسے رسالے پڑھنے کا موقع فراہم ہوا، ہمیں یہ پہلی دفعہ ملا ہے اور ہم نے اس کو پا کر جتنی خوشی محسوس کی ہے کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔
سیدہ خنساء مبین (شیخوپورہ)

☐ میں ''ننھے مجاہد'' بڑے شوق سے پڑھتا ہوں کیونکہ مجھے یہ بہت پسند ہے اور میں اپنے علاقے میں ''ننھے مجاہد'' کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ تقسیم کرنے میں اور اس کو پڑھنے کی ترغیب دینے میں بھی خوشی محسوس کرتا ہوں میری مہینے کی مختلف خوشیوں میں سب سے بڑی خوشی اس دن ہوتی ہے جب ''ننھے مجاہد'' آتا ہے۔
حفیظ الرحمٰن (بیرون عثمان گیٹ شجاع آباد)

☐ ننھے مجاہد کا الحمدللہ تیسرا شمارہ اب میرے ہاتھ میں ہے، پڑھ کر دلی اطمینان اور خوشی حاصل ہوئی۔ مطیع الرحمٰن فاروقی، ابوطلحہ عسکری (منگیرہ، بھکر)

☐ ہمارا اپنا رسالہ یعنی ''ننھے مجاہد'' بہت اچھا جا رہا ہے اس کے تمام سلسلے دل پر اثر کرتے ہیں۔ سندس رحمٰن (قلعہ دیدار سنگھ)

☐ ننھے مجاہد کا شمارہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی، میری امی کی طرف سے بھی بہت بہت مبارکباد قبول ہو، میں پہلی فرصت میں امی کو بھی ننھے مجاہد کا شمارہ پڑھ کر سنا دیتی ہوں۔ ہاجرہ خورشید

☐ ہماری آپ سے التماس ہے کہ ننھے مجاہد کے صفحات زیادہ کریں اور کم از کم اسے پندرہ روزہ بنائیں۔ محمد فیصل عابد (نیو ملتان)

☐ ننھے مجاہد ایک اچھا میگزین ہے اور اس میں سچی باتیں ہوتی ہیں، مجھے بہت خوشی ہے کہ اس طرح کے اچھے میگزین شائع ہونے لگے ہیں، لیکن ایک بات کا افسوس ہے کہ آپ نے میرا مضمون اور خط شائع نہیں کیا۔ محمد بلال اکرم مغل (سیالکوٹ)

☐ ننھے مجاہد کا شمارہ دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا اور خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی کیونکہ یہ میری آرزوؤں کے عین مطابق تھا، پرفتن دور میں جبکہ بہت سی کتب اور رسائل فرضی قصوں اور لطائف وغیرہ سے آلودہ ہیں ان کے مقابلہ میں ننھا مجاہد ان شاءاللہ تیر بہدف ثابت ہوگا۔
فائزہ سعید (ڈیرہ ملا سنگھ)

☐ بھائی جان ننھے مجاہد کی سب تحریریں بہت ہی اچھی ہیں، اتنی اچھی تحریریں شائع کرنے پر آپ کا بہت بہت شکریہ اللہ آپ کو صحت اور عمل والی زندگی عطا فرمائے، آمین۔ اب میں ننھے مجاہد کا ہر ماہ باقاعدگی سے مطالعہ کروں گا ان شاءاللہ کو ہر الرحمان مجاہد (موڑ ایمن آباد، ضلع گوجرانوالہ)

☐ ''آیئے عربی سیکھیں'' بہت ہی اچھا سلسلہ تھا، اسے آپ نے کیوں بند کر دیا ہے، اس کو جاری رکھیں۔
ساجد قیوم (سیٹلائیٹ ٹاؤن خانپور)

☆ ''آیئے عربی سیکھیں'' جلد ہی دوبارہ شروع کر دیں گے۔

☐ اس ماہ کا رسالہ ننھے مجاہد ہاتھ لگا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی، اس رسالے کی تمام تحریریں بہت پسند ہیں، کیونکہ یہ جھوٹی کہانیوں اور قصوں سے پاک ہے، سب سے زیادہ تین سو سال کی نیند، کفن چور اور پھر شیطان پکڑا گیا، انتہائی پسند آئیں۔
احسان حنیف (چوک یتیم خانہ، لاہور)

ہمیں ننھے مجاہد بہت پسند ہے اور ہم ہر ماہ اس کا بے چینی سے انتظار کرتے ہیں۔

عدیلہ حنیف

ابوذر اقتدار بہاولنگر

دلوں کے حکمران

آٹھویں صدی ہجری کے ایک سائنس دان ہیں جن کا نام محمد بن موسیٰ تھا، مسلمانوں کے بہت بڑے ماہر حیوانات سمجھے جاتے ہیں، ۷۴۲ھ میں پیدا ہوئے، جامع ازھر مصر میں تعلیم پائی، حدیث اور فلسفے کا درس دینے لگے، کچھ دنوں بعد وہاں سے نکلے تو مکہ جا پہنچے۔ بہت سے لوگوں سے مستفید ہوئے، بے شمار تصانیف لکھیں ان کی مشہور تصنیف ''حیاۃ الحیوان'' ہے کتاب کیا ہے ایک انسائیکلو پیڈیا ہے، اس میں جانوروں سے متعلق بہت سی معلومات کے ساتھ ساتھ غلط نظریات کا بھی انکار کیا گیا ہے۔

''حیاۃ الحیوان'' میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ

بنو امیہ کے دور میں ایک دن موسیٰ، کرمان کے جنگل میں بکریاں چرا رہے تھے، کرمان اس وقت اسلامی سلطنت میں شامل تھا، وہاں بھیڑ بکری اور جنگلی درندے ایک جگہ چرتے پھرتے رہتے، چیر پھاڑ کرنے والے جانور جیسے شیر، چیتا، بھیڑ وغیرہ بھی ان جنگلوں میں پھرتے رہتے لیکن کبھی ایسا نہ ہوتا تھا کہ زبردست کمزور پر غالب آجائے بیچ بیچ شیر بکری ایک گھاٹ سے پانی پیتے تھے، مگر اس دن ایک بھیڑیے نے ایک بکری پر حملہ کر دیا، موسیٰ نے جب یہ منظر دیکھا تو بے اختیار کہہ اٹھے کہ آج اللہ کا نیک بندہ مسلمانوں کا خلیفہ مر گیا، لوگوں نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ واقعی عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہو چکا تھا۔

پیارے بچو!

یہ ان دنوں کا قصہ ہے جب مسلمان اپنے دل دماغ صاف رکھتے تھے، ان میں منافقت نہ تھی، یہ دلوں پر حکمرانی کرتے تھے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنے اردگرد دیکھیں کہ منافقت کہاں کہاں ہے؟ اسے دور کریں، تاکہ آئندہ آنے والی مسلمان نسلیں بھی دنیا کے سامنے پھر سے ایسا ہی سنہری دور پیش کر سکیں۔

پردہ پوشی

ایک شخص نے فضل بن ربیع کے نام کا جعلی خط تحریر کیا جس میں اپنے لئے ایک ہزار دینار کا حکم جاری کر کے دستخط کیے گئے تھے وہ شخص خط لے کر فضل بن ربیع کے خزانچی کے پاس پہنچا اس نے خط پڑھا مگر کوئی شبہ نہ گزرا ایک ہزار درہم اس کے سپرد کرنے ہی لگا تھا کہ اس دوران فضل بن ربیع کسی کام سے خود وہاں آپہنچا۔ خزانچی نے اس شخص کا تذکرہ اس کے سامنے کیا اور خط بھی دکھا دیا۔ فضل بن ربیع نے خط دیکھنے کے بعد ایک نظر اس کے چہرے پہ ڈالی تو اس کا چہرہ زرد پڑ گیا اور بدن تھر تھر کانپنے لگا۔ فضل بن ربیع کچھ سوچنے کے بعد خزانچی سے مخاطب ہوئے۔

تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے پاس کیوں آیا ہوں؟ خزانچی نے نفی میں گردن ہلا دی تو وہ دوبارہ بولے۔ میں تمہیں صرف یہ تاکید کرنے آیا تھا کہ اس شخص کی ضرورت فوراً پوری کر دو۔ خزانچی نے حکم کی تعمیل کی تو وہ شخص ہکا بکا رہ گیا کبھی ان کی طرف دیکھتا، کبھی خزانچی کی طرف۔ فضل نے قریب ہو کر سرگوشی کی، گھبراؤ نہیں اور راضی خوشی گھر کا رخ کرو۔

اس شخص نے فرط جذبات سے فضل بن ربیع کے ہاتھ کا بوسہ لیا اور کہا ''آپ نے میری پردہ پوشی کی، روز قیامت اللہ آپ کی پردہ پوشی فرمائے۔ یہ کہہ کر وہ چل دیا۔

سدرہ سحر عمران، اسٹیل ٹاؤن کراچی

سنہری باتیں

☆...... مہمان کا دروازے پر استقبال کرنا اور اسی طرح رخصت کرنا اچھی روایت ہے۔

☆...... تحفوں کا لین دین دلوں کے کینے کو مٹاتا ہے۔

☆...... مومن طعنے نہیں دیتا، لعنت نہیں کرتا، فحش نہیں بکتا اور زبان دراز نہیں ہوتا۔

☆...... نماز کا مرتبہ دین میں ایسا ہی ہے جیسا سر کا درجہ بدن میں ہے۔

☆...... نماز دل کا نور ہے جو اپنے دل کو نورانی بنانا چاہے نماز کے ذریعے بنالے۔

☆...... اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو ممکن ہے اللہ تعالیٰ اسے اس سے نجات دے اور تمہیں اس میں مبتلا کر دے۔

(سمیرا کوثر، گاؤں سمن پنڈی)

ننھے مجاہد

اسلام کے داعی بڑے بے باک ننھے مجاہد
یقیناً کریں گے ظلم کی چادر چاک ننھے مجاہد
معاذ و معوذ کی سنہری تاریخ کو دہراتا ہے
ظلمت کی تاریکی میں نور حق پھیلاتا ہے
بھولے نہیں ماضی ہم، دریاؤں میں کود دکھانا ہے
ہمت کرو کہ ابھی بہت سا حساب چکانا ہے
ہر کدورت سے دل کر لیں پاک ننھے مجاہد
دودھ پیا ہے انہوں نے بہادر ماؤں کا
جذبہ ایمانی سے سرشار بچہ ہر شہر ہر گاؤں کا
پھر حوصلہ دیکھیں گے ہم کفار کے سورماؤں کا
سفر کرنا ہے کڑی دھوپ اور چھاؤں کا
دشمن دیکھ کے پکار اٹھے یہ چالاک ننھے مجاہد

(بنت ڈاکٹر محمد رفیق راشد)

خبردار ------ ہوشیار

پھول بھی گواہی دینے لگے

علی عمران شاہین

پیارے بچو!

یہ بات تو عام طور پر مشہور ہے کہ چور، ڈاکو یا دیگر جرائم کا ارتکاب کرنے والے مجرم کوئی نہ کوئی ایسی غلطی کر جاتے ہیں جو انہیں پکڑنے کا باعث بن جاتی ہے لیکن بہت سے مجرم ایسے ہوتے ہیں کہ جو انتہائی ماہر اور چالاک ہوتے ہیں اور اتنی صفائی سے کارروائی کرتے ہیں کہ ان تک پہنچنا انتہائی مشکل ہوتا ہے لیکن قانون نافذ کرنے والے ادارے بھی مجرموں تک پہنچنے اور انہیں پکڑنے کے لیے نئے نئے حربے اور طریقے ڈھونڈتے رہتے ہیں اور دوسری طرف مجرم ان کا توڑ تلاش کرتے رہتے ہیں۔

زمانہ قدیم میں مجرموں کی تلاش کے لیے ''کھوجی'' کا استعمال کیا جاتا تھا جو مخصوص نشانات اور بو سونگھ کر مجرموں تک پہنچتا تھا لیکن جوں جوں زمانہ ترقی کرتا گیا تو اس کام کے لیے جانوروں خصوصاً کھوجی کتوں کا استعمال بھی شروع ہوا جو آج بھی سب سے زیادہ موثر اور ساری دنیا میں استعمال ہو رہا ہے لیکن مجرم پٹرول یا دیگر کیمیکل استعمال کر کے اپنے نشانات مٹا دیتے ہیں اور کھوجی کتوں کے لیے کام مشکل ہو جاتا ہے یہ تو آپ جانتے ہیں کہ مجاہدین بھی دشمنان اسلام کے خلاف کارروائیاں اور حملے کرتے ہیں تو وہ ان کا پیچھا کرتے ہیں لیکن مجاہدین کو اللہ نے خاص ذہانت سے نوازا ہے وہ انتہائی معمولی حربے سے کھوجی کتوں کو دھوکہ دے دیتے ہیں اور وہ معمولی حربہ ہے ''نسوار کا استعمال'' کشمیری مجاہدین بھارتی فوج پر حملوں کے بعد جب واپس اپنے ٹھکانوں پر جاتے ہیں تو راستے میں اپنے پیچھے نسوار پھینک جاتے ہیں جسے سونگھتے ہی کتوں کا دماغ چکرا جاتا ہے اور وہ آگے بڑھ نہیں پاتے اسی طرح تفتیشی اداروں نے جب انگلیوں کے نشانات کے ذریعے تحقیق شروع کی تو مجرموں نے دستانے پہن کر اپنا کام شروع کر دیا۔ یوں ایک حربہ پھر اس کا توڑ۔ اس طرح دونوں طرف ذہن کام کرتے ہیں۔

آج کے دور میں پولیس اور تفتیشی ادارے بے شمار نئے نئے گر اور طریقے استعمال کر رہے ہیں جن کا تذکرہ کافی لمبا ہے جو ہمارا مقصود نہیں ہم یہاں آپ کو صرف تفتیش کے لیے استعمال ہونے والے سب سے جدید اور نئے طریقے سے روشناس کروائیں گے اور وہ ہے پھولوں اور پودوں کے ذریعے تفتیش۔

یہ تو آپ نے دیکھا ہی ہوگا کہ ہر پھول کے درمیان میں ہاتھ لگائیں تو انگلی پر پاؤڈر کی سی شکل کا مادہ لگ جاتا ہے یہ مادہ ''پولن'' کہلاتا ہے یہ دراصل انتہائی باریک ذرات ہیں جو پولن گرین (ذرات) کہلاتے ہیں یہ پودوں کی نسل بڑھانے کے لیے بیج پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں ان کو خوردبین کی مدد سے ہی دیکھا جا سکتا ہے۔

پاؤڈر شکل میں موجود یہ ''پولن'' ہر پودے اور نسل کے لیے الگ الگ ہیں آج یہی ''پولن ذرات'' مجرموں تک پہنچنے کا ذریعہ بن رہے ہیں، دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ ''پولن'' ذرات اپنے پودے سے بہت زیادہ دور نہیں جاتے، اس بارے میں ایکٹر یونیورسٹی کے پروفیسر اور عالمی ماہر ٹونی براؤن نے گزشتہ دنوں برطانیہ میں ایک کانفرنس کے دوران بتایا کہ ان ذرات کے سائنسی تجزیے سے ہم ان کے متعلقہ پودے تک باسانی پہنچ جاتے ہیں، ہم یہ ذرات مجرم کے بالوں حتیٰ کہ وہ کپڑے جو بالکل صاف نظر آتے ہیں میں سے حاصل کر سکتے ہیں اور پھر ہمارا کام آسان ہو جاتا ہے۔

خوردبین سے لی گئی پولن کی تصویر

یہاں یہ بھی بتاتے چلیں کہ بوسنیا کے علاقے سربرنیکا جہاں عیسائیوں نے 10 ہزار مسلمانوں کو ایک ساتھ شہید کر کے اجتماعی قبروں میں دفن کیا تھا اور پھر انہیں نکال کر ادھر ادھر پھینک دیا تھا ٹونی براؤن نے ایسی ہی تفتیش سے اصل قبروں کی شناخت کی تھی، امریکہ میں پولیس پھولوں کے ''پولن'' کو استعمال کرنے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچ رہی ہے جبکہ برطانیہ میں یہ کام شروع ہو چکا ہے سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ نیوزی لینڈ میں 140 کیسوں میں ''پولن'' کو تفتیش کے لیے استعمال کرنے کا باقاعدہ کام شروع کیا جا چکا ہے۔

اب دیکھیے! کہ مجرم اس کا توڑ کیسے نکالتے ہیں۔

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

47

بدھ 5 ذی الحجہ 1424ھ مطابق 28 جنوری 2004ء

شائستہ کی ناشائستہ حرکت

میں طلاق لے لوں گی

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے

قیمت روزنامہ اسلام کے ساتھ 7 روپے صرف مجلہ 5 روپے

DIL BOLA...
Pakola

Rs. 20

درسِ قرآن

واقعۂ افک

(گزشتہ سے پیوستہ) صحیحین اور دوسری کتب حدیث میں یہ واقعہ غیر معمولی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اس کا مختصر بیان یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بنی المصطلق میں تشریف لے گئے تو امہات المومنین میں سے حضرت عائشہ صدیقہ ساتھ تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ جس پر اُن کا ہودج (پردہ دار شغدف) ہوتا تھا میں سوار ہو جاتیں پھر لوگ اُس ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیتے تھے۔ غزوہ سے فراغت اور مدینہ طیبہ کی طرف واپسی میں ایک روز یہ قصہ پیش آیا کہ ایک منزل میں قافلہ ٹھہرا، آخر شب میں کوچ سے کچھ پہلے اعلان کیا گیا کہ قافلہ روانہ ہونے والا ہے تاکہ لوگ اپنی اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو کر تیار ہو جائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قضاء حاجت کی ضرورت تھی اُس سے فراغت کے لئے جنگل کی طرف چلی گئیں وہاں اتفاق سے اُن کا ہار ٹوٹ کر گر گیا اس کی تلاش میں اُن کو دیر لگ گئی۔ جب واپس اپنی جگہ پہنچیں تو دیکھا کہ قافلہ روانہ ہو چکا ہے اُن کے اونٹ کا قصہ یہ ہوا کہ جب کوچ ہونے لگا تو عادت کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہودج یہ سمجھ کر اونٹ پر سوار کر دیا گیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس میں موجود ہیں اٹھاتے وقت بھی کچھ شبہ اس لئے نہ ہوا کہ اس وقت حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر کم اور بدن میں نحیف تھیں کسی کو یہ اندازہ ہی نہ ہوا کہ ہودج خالی ہے چنانچہ اونٹ کو ہانک دیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی جگہ واپس آکر قافلہ کو نہ پایا تو بڑی دانش مندی اور وقار و استقلال سے کام لیا کہ قافلہ کے پیچھے دوڑنے یا ادھر ادھر تلاش کرنے کی بجائے اپنی جگہ چادر اوڑھ کر بیٹھ گئیں اور خیال کیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور رفقاء کو یہ معلوم ہوگا کہ ہودج میں نہیں ہوں تو مجھے تلاش کرنے کے لئے یہاں پہنچیں گے، اگر میں ادھر ادھر کہیں اور گئی تو ان کو تلاش میں مشکل ہوگی اس لئے اپنی جگہ پر چادر میں لپٹ کر بیٹھ رہیں۔ آخر رات کا وقت تھا نیند کا غلبہ ہوا وہیں لیٹ کر آنکھ لگ گئی۔ دوسری طرف قدرت نے یہ سامان کیا کہ حضرت صفوان بن مطلع صحابی رضی اللہ عنہ جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی خدمت کے لئے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ قافلے کے پیچھے رہیں اور قافلہ روانہ ہونے کے بعد گری پڑی کوئی چیز رہ گئی ہو تو اس کو اٹھا کر محفوظ کر لیں۔ وہ صبح کے وقت اس جگہ پہنچے، ابھی روشنی پوری نہ تھی اتنا دیکھا کہ کوئی آدمی پڑا سو رہا ہے۔ قریب آئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا کیونکہ انہوں نے پردہ کے احکام نازل ہونے سے پہلے ان کو دیکھا ہوا تھا۔ پہچاننے کے بعد انتہائی افسوس کے ساتھ اُن کی زبان سے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ نکلا، یہ کلمہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کان میں پڑا تو آنکھ کھل گئی اور چہرہ ڈھانپ لیا۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے اپنا اونٹ قریب لا کر بٹھا دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس پر سوار ہو گئیں اور خود اونٹ کی نکیل پکڑ کر پیادہ پا چلنے لگے یہاں تک کہ قافلہ میں مل گئے۔ عبداللہ بن اُبی بڑا خبیث منافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا اس کو ایک بات ہاتھ لگ گئی اور کم بخت نے واہی تباہی بکنا شروع کیا اور بعض بھولے بھالے مسلمان بھی سنی سنائی بات کا تذکرہ کرنے لگے۔ جب اس منافق کے بہتان کا چرچا ہوا تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے سخت صدمہ پہنچا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تو انتہائی صدمہ پہنچنا ظاہر ہی ہے عام مسلمانوں کو بھی اس سے سخت رنج و افسوس ہوا۔ ایک مہینہ تک یہی قصہ چلتا رہا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت اور بہتان باندھنے یا اس میں شریک ہونے والوں کی مذمت میں مذکورہ بالا آیات نازل فرما دیں جن کی تفسیر آگے آتی ہے۔ قرآنی ضابطہ کے مطابق جس کا ذکر ابھی حد قذف کے تحت میں آچکا ہے تہمت لگانے والوں سے شہادت کا مطالبہ کیا گیا وہ تو ایک بالکل ہی بے بنیاد خبر تھی گواہ کہاں سے آتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تہمت لگانے والوں پر شرعی ضابطہ کے مطابق حد قذف جاری کی۔ ہر ایک کو اسی اسی کوڑے لگائے۔ بزار اور ابن مدویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مسلمانوں پر حد قذف جاری فرمائی۔ مسطح، حمنہ، حسان۔ اور طبرانی نے حضرت عمر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر عبداللہ بن ابی منافق جس نے اصل تہمت گھڑی تھی اس پر دوہری حد جاری فرمائی پھر مؤمنین نے توبہ کر لی اور منافقین اپنے حال پر قائم رہے۔

(تفسیر معارف القرآن)

عید الاضحیٰ کی قربانی

درسِ حدیث

(1) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے رویات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان قربانیوں کی کیا حقیقت اور کیا تاریخ ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ تمہارے (روحانی اور نسلی) مورث حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے (یعنی سب سے پہلے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا حکم دیا گیا اور وہ کیا کرتے تھے، ان کی اس سنت اور قربانی کے اس عمل کی پیروی کا حکم مجھ کو اور میری امت کو بھی دیا گیا ہے۔) اُن صحابہؓ نے عرض کیا: پھر ہمارے لئے یا رسول اللہ ان قربانیوں میں کیا اجر ہے؟ آپ نے فرمایا: قربانی کے جانور کے ہر ہر بال کے عوض ایک نیکی۔ انہوں نے عرض کیا: تو کیا اون کا بھی یا رسول اللہ یہی حساب ہے؟ (اس سوال کا مطلب تھا کہ بھیڑ، دنبہ، مینڈھا، اوٹ جیسے جانور جن کی کھال پر گائے، بیل یا بکری کی طرح کے بال نہیں ہوتے بلکہ اون ہوتا ہے، اور یقیناً ان میں سے ایک ایک جانور کی کھال پر لاکھوں یا کروڑوں بال ہوتے ہیں، تو کیا ان اون والے جانوروں کی قربانیوں کا ثواب بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی کی شرح سے ملے گا؟) آپ نے فرمایا: ہاں! اون یعنی اون والے جانور کی قربانی کا اجر بھی اسی شرح اور اسی حساب سے ملے گا کہ اس کے بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی......۔ (مسند احمد، سنن ابن ماجۃ)

(2) حنش بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھوں کی قربانی کرتے دیکھا تو میں نے اُن سے عرض کیا کہ: یہ کیا ہے (یعنی آپ بجائے ایک کے دو مینڈھوں کی قربانی کیوں کرتے ہیں؟) انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں آپ کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں، تو ایک قربانی میں آپ کی جانب سے کرتا ہوں۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی)

تشریح: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مندرجۂ بالا حدیث سے معلوم ہوا تھا کہ مدینۂ طیبہ میں قیام فرمانے کے بعد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پابندی کے ساتھ ہر سال قربانی فرماتے رہے اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد کے لئے آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرما گئے تھے کہ آپ کی طرف سے قربانی کیا کریں، چنانچہ اس وصیت کے مطابق حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے برابر قربانی کرتے تھے۔

(3) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ قربانی میں کیسے جانوروں سے پرہیز کیا جائے (یعنی وہ کیا عیوب اور خرابیاں ہیں جن کی وجہ سے جانور قربانی کے قابل نہیں رہتا) آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور بتایا کہ چار (یعنی چار عیوب اور نقائص ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی عیب و نقص اگر جانور میں پایا جائے تو وہ قربانی کے قابل نہیں رہتا)۔ ایک ایسا لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن بہت کھلا ہوا ہو (کہ اس کی وجہ سے اس کو چلنا بھی مشکل ہو)۔ دوسرے وہ جس کی ایک آنکھ خراب ہو گئی ہو، اور وہ خرابی بالکل نمایاں ہو۔ تیسرے وہ جو بہت بیمار ہو۔ چوتھے وہ جو ایسا کمزور اور لاغر ہو کہ اس کی ہڈیوں میں گودا بھی نہ رہا ہو......۔

(موطا امام مالک، مسند احمد جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی)

دعاء

نیند نہ آ رہی ہو تو پڑھیے

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبۡعِ وَمَا اَظَلَّتۡ وَرَبَّ الۡاَرۡضِیۡنَ وَ مَا اَقَلَّتۡ وَرَبَّ الشَّیَاطِیۡنِ وَمَا اَضَلَّتۡ کُنۡ لِیۡ جَارًا مِّنۡ شَرِّ خَلۡقِکَ کُلِّھِمۡ جَمِیۡعًا اَنۡ یَّفۡرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ اَوۡ اَنۡ یَّبۡغِیَ عَلَیَّ عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیۡرُکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنۡتَ. (ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے اوران سب چیزوں کے مالک جو اس کے نیچے واقع ہیں اور سب زمینوں کے اوران سب چیزوں کے مالک جو ان پر واقع ہیں اور شیاطین اوران کی گمراہ کن سرگرمیوں کے مالک اپنی ساری مخلوق کے شر سے مجھے اپنی پناہ اور حفاظت میں لے لے، کوئی مجھ پر زیادتی اور ظلم نہ کر پائے، باعزت اور محفوظ ہے وہ جس کو تیری پناہ حاصل ہے۔ تیری حمد وثنا کا مقام بلند ہے تیرے سوا کوئی لائق پرستش نہیں بس تو ہی معبود ہے۔

فائدہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند نہ آنے کی شکایت کی تو آپ نے درج بالا دعا کی تعلیم دی۔ آج کے مصروف دور میں لوگوں کو بے خوابی کی شکایت رہتی ہے، ساری ساری رات نیند نہیں آتی، طرح طرح کے دنیاوی حیلے استعمال کرلئے جاتے ہیں پھر بھی ناکامی سامنا کرتی ہے، چلئے آج سے یہ دعا پڑھ کر بستر پر لیٹا کیجئے۔

تعمیر فکر

شائستہ کی ناشائستہ حرکت

آج جب یہ سطریں لکھنے بیٹھا ہوں تو اخباروں میں گھر سے بھاگ کر شادی کرنے والی لڑکی شائستہ عالمانی کی خبر بڑی بڑی سرخیوں کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اس لڑکی نے گھر سے بھاگ کر بلخ شیر نامی شخص سے شادی رچالی، جب خاندان والوں کو پتہ چلا تو (ظاہر ہے یہ ان کی عزت پر سیدھا حملہ تھا اور کوئی بھی ماں باپ نہیں چاہتے کہ ان کی لڑکی یوں گل کھلاتی پھرے، چناں چہ) انہوں نے طلاق کا مطالبہ کردیا جب دونوں طرف کی برادری کا دباؤ بلخ شیر پر پڑا تو اس نے چپکے سے طلاق دے ڈالی۔ اب وہ لڑکی جو خاندان والوں کی عزت کو دھبہ لگا کر ایک غیر مرد کے ساتھ بھاگی گھر کی رہی نہ گھاٹ کی، بلکہ ہواؤں میں معلق ایک کردار بن کر رہ گئی ہے۔ دوسری طرف انسانی حقوق کی نام نہاد پاسبان این جی اوز کو ایک کام ہاتھ آگیا اور وہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے پوری قوم کو ''روشن خیالی'' کا سبق پڑھانے پر لگی ہوئی ہیں۔ میں آپ کے سامنے ایک اخبار کا تراشہ پیش کرتا ہوں آپ اس سے اندازہ لگائیے کہ یہ این جی اوز کس قدر گھناؤنے طریقے سے ہمارے معاشرے پر حملہ آور ہیں اور ان کے ایک ایک لفظ سے زہر کے قطرے ٹپک رہے ہیں، لکھا ہے:

''شائستہ عالمانی کی کہانی سے پاکستانی معاشرے کے تاریک اور روشن پہلو کھل کر سامنے آگئے ہیں، پاکستانی معاشرے کا تاریک ترین پہلو یہ ہے کہ وہ ابھی فرسودہ سماجی اقدار کے بھنور میں پھنسا ہوا ہے، لاکھوں خواتین ایسی ہیں جو ان فرسودہ سماجی اقدار کی بھینٹ چڑھی ہوئی ہیں، وہ خواہشوں اور امنگوں کا خون کر کے جینے پر مجبور ہیں کیوں کہ جو ان اقدار سے بغاوت یا انحراف کرتا ہے اسے موت کی نیند سلا دیا جاتا ہے۔ مضمون نگار نے آخر میں یہ بھی کہا ہے کہ اب رجعتی اور روشن خیال قوتوں کے درمیان خواتین کے مسئلے پر اس جنگ کا فیصلہ ہو جانا چاہئے'' وغیرہ وغیرہ۔

خواتین اسلام! آپ نے اوپر دیئے گئے پیراگراف کو پڑھا، اس کی روشنی میں مجھے تو یہی محسوس ہوا کہ مضمون نگار کی نظر میں والدین کی خواہش کا احترام کرنا، ان کے طے کئے ہوئے بندھن کو قبول کرنا، مشرقی اقدار کو اپنے سینے سے لگائے رکھنا، خاندانی روایات کی پاس داری کرنا یہ سب ''فرسودہ سماجی اقدار'' ہیں جبکہ آج کی ''روشن خیالی'' تو یہ ہے کہ:

ہر عورت اپنی مرضی کی زندگی گزارنے کی حق دار ہے وہ چاہے تو...... ماں باپ کی مان کر چلے...... چاہے تو آزاد پھرے...... اپنے خاندان کو رسوا کر کے محبت کی شادیاں کرتی پھرے...... کورٹ میرج کرے...... بغیر پردے کے گھومے پھرے...... مکس گیدرنگ میں حصہ لے...... بیوٹی پارلر جائے...... کیٹ واک میں شرکت کرے...... اداکارہ، گلوکارہ یا ماڈل گرل بنے...... وہ سوشل ورکر بنے...... اپنی خواہشوں اور امنگوں کے نام پر والدین کی عزت کو خاک میں ملائے...... معاشرتی اور مشرقی اقدار کو گھر کی چار دیواری میں خیر باد کہہ کر بے حیائی، بے غیرتی اور بے شرمی کی تصویر بن جائے تو وہ روشن خیال، مہذب اور قابل فخر ہے۔

کیا یہی روشن خیالی ہے؟ اسی کا نام نئی روشنی ہے؟ اسی کا نام کلچر، ثقافت اور تہذیب ہے؟ معاف کیجئے تو پھر ہمیں یہ قبول نہیں...... بالکل نہیں۔ شائستہ نے ناشائستہ حرکت کی اور دنیا کے اس بھرے میلے میں خاندان کو بھی رسوا کیا بلکہ اس نے پوری نسوانیت کو پامال کیا اور اپنی عزت بھی خاک میں ملائی، جب تک وہ جیتی رہے گی اس برے فعل پر اس کا ضمیر مسلسل کچو کے لگا لگا کر اس کی زندگی اجیرن کئے رکھے گا۔ (والسلام محمد احمد حافظ)

مدینے کا حرم یاد آرہا ہے

مدینے کا حرم یاد آرہا ہے
کہ دل سینے سے نکلا جارہا ہے
سیاہی ڈھل گئی فردِ عمل کی
مواجہ پر بلایا جارہا ہے
ریاضِ خُلد میں اذنِ حضوری
مرا آقا کرم فرما رہا ہے
طوافِ بیت وجُرعہ ہائے زمزم
کہ خم پر خم لنڈھایا جارہا ہے

بنت امیر شریعت مدظلہا

آئندہ شمارہ عید کے دن

آئندہ شمارہ نمبر ۴۸ عید الاضحیٰ کے دن دستیاب ہوگا۔ قاریات نوٹ فرمالیں اور ہاکر کو ابھی مطلع کردیں کہ وہ عید کا شمارہ عید کے دن لانا ہرگز نہ بھولے۔۔۔

خط و کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301 موبائل: 03009213888
خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی www.dailyislam.net.pk

پھوپھا سے پردہ فرض ہے:

سوال: عام رشتہ دار پھوپھا چچا ماموں سے پردہ ہے یا نہیں؟ اسی طرح دوسرے رشتہ دار جو عموماً گھر میں آتے جاتے ہیں زینت اختیار کئے بغیر سادہ لباس میں ان کے سامنے آنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز گھر سے نکلتے وقت جراب دستانے پہننا ضروری ہیں؟
(ہمشیرہ اقرار احمد۔ جہانیاں)

جواب: پھوپھا سے پردہ فرض ہے، چچا ماموں اگر حقیقی ہوں یعنی والد والدہ کے سگے بھائی یا باپ شریک بھائی یا ماں شریک بھائی ہوں تو یہ محرم ہونے کے سبب پردہ سے مستثنیٰ ہیں، اور اگر دور کے ہیں مثلاً والدین کے چچازاد بھائی وغیرہ تو یہ نامحرم ہیں لہٰذا عام اجنبی مردوں کی طرح ان سے پردہ فرض ہے۔ چہرے کا پردہ تو ہر نامحرم سے ضروری ہے۔ اگر کوئی اس قسم کا مرد ہے جس سے بار بار واسطہ پڑتا ہے مثلاً دیور جیٹھ اگر اسی گھر میں مقیم ہیں تو عورت گھونگٹ نکال کر ان کے سامنے آجا سکتی ہے۔ ضرورت کی حد تک بات بھی کرسکتی ہے۔ پردہ بہرحال ان سے بھی ضروری ہے۔ ان سے غیر ضروری میل جول بے محابا گفتگو جائز نہیں۔ حدیث میں ہے الحمو الموت کہ خاوند کے بھائی اور قریبی عزیز موت ہیں۔ یعنی عام اجنبی مردوں کی بنسبت زیادہ خطرناک ہیں۔ ان سے موت کی طرح دور رہو، جراب اور دستانے پردہ کا جزء نہیں ہیں۔ اس لئے کہ قدم اور ہاتھوں کی ہتھیلیاں پردہ سے مستثنیٰ ہیں۔

عورتوں کی جماعت:

سوال: میں پہلے تراویح کی جماعت کراتی تھی۔ صف کے بیچ میں کھڑی ہوتی تھی۔ لیکن جب یہ مسئلہ پڑھا کہ عورتوں کی جماعت مکروہ ہے تو جماعت چھوڑ دی۔ اور اکیلی اپنی تراویح پڑھنا شروع کردی۔ میری والدہ کو اس کا افسوس ہوا اس لئے کہ وہ میری اقتداء میں تراویح پڑھتی تھیں ان کو صرف چند چھوٹی سورتیں یاد ہیں۔ اس بارے میں رہنمائی کیجئے کیا عورتیں اگر پوری احتیاط برتتے ہوئے جماعت کریں مثلاً گھر کے بند کمرے میں، اور آواز بھی باہر نہ نکلے تو بھی جماعت کی گنجائش نہیں؟ جبکہ اس طرح منزل بھی پختہ رہتی ہے۔
(ہمشیرہ اقرار احمد)

جواب: جماعت خواہ عام نمازوں کی ہو یا تراویح کی اس کے احکام مردوں کے لئے ہیں۔ حافظہ عورت بھی دوسری عورتوں کی طرح تراویح اپنی انفرادی ادا کرے۔ قرآن یاد رکھنے کے لئے اس کی تلاوت کثرت سے جاری رکھیں۔ عورتوں کی جماعت بہرصورت مکروہ ہے۔ خواہ امام و مقتدی سب عورتیں ہی ہوں۔

جس کا کاروبار ناجائز ہو اس کی زمین سے انتفاع:

سوال: ہمارے پڑوسی ہیں ان کا کاروبار تو صحیح ہے، لیکن انہوں نے زمین کسی سے لے کر کاشت کی ہے جن کی زمین ہے وہ ناجائز کاروبار کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس زمین کی پیداوار سے ہمارے پڑوسی ہمیں کوئی پھل یا سبزی بھیج دیں تو ان کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

جواب: زمین کے متعلق تحقیق کی جائے۔ اگر اصل مالک نے یہ حرام پیسے سے خریدی ہے تو پڑوسیوں سے پھل سبزی وغیرہ قبول کرنا جائز نہیں۔ اگر مالک کا کاروبار تو ناجائز ہے لیکن زمین موروثی ہے یا جائز پیسے سے خریدی ہے تو اس کی پیداوار کا استعمال جائز ہے۔ اگر زمین کے متعلق تحقیق نہ ہوسکے تو بھی پیداوار کا استعمال جائز ہے مگر احتیاط بہتر ہے۔

قضاء نمازوں کے احکام:

سوال: جو نمازیں قضاء ہو جائیں ان کے متعلق وضاحت کیجئے 1: وقتی نماز پہلے پڑھی جائے یا قضاء شدہ نماز؟۔ 2: نماز فجر اور نماز عصر کے بعد قضاء نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ 3: اگر نماز ظہر قضاء ہوگئی تو اس کی قضا دوسرے روز ظہر کے ساتھ ہی پڑھی جائے یا کسی دوسری نماز کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: 1: جس کی کوئی نماز کبھی قضاء نہیں ہوئی، یا پانچ سے زائد نمازیں قضاء ہوئی تھیں اور وہ ساری پڑھ لیں، یا پانچ یا اس سے کم نمازیں قضاء ہوئیں تو وہ صاحب ترتیب ہے۔ اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ جب تک قضاء نمازیں نہ پڑھ لے اس کی وقتی نماز جائز نہیں، الا یہ کہ وقت تنگ ہو اور اختصار کے ساتھ بھی اس میں دو نمازیں پڑھنا ممکن نہ ہو تو ایسے میں صرف وقتی نماز پڑھ لے۔ یا بھول کر وقتی نماز پڑھ لی، پھر قضا نماز یاد آئی تو بھی وقتی نماز ہوگئی۔ لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ اور جس شخص کی چھ یا ان سے زائد نمازیں قضاء ہوئیں وہ صاحب ترتیب نہیں۔ قضاء نماز یاد ہوتے ہوئے بھی وہ وقتی نماز پڑھ سکتا ہے، قضاء نمازیں پڑھنے کے بعد یہ صاحب ترتیب بن جائے گا۔ 2: پڑھی جاسکتی ہے۔ حتی الامکان تنہائی میں پڑھے تاکہ دوسروں کے سامنے گناہ کا اظہار نہ ہو۔ 3: اگر صاحب ترتیب ہے تو قضاء نماز عصر سے پہلے پڑھنا ضروری ہے، ورنہ عصر جائز نہ ہوگی، اور صاحب ترتیب نہیں تو جب چاہے پڑھے لیکن بہتر ہے کہ جس قدر ممکن ہو جلد پڑھی جائے۔ یہ صحیح نہیں کہ چوبیس گھنٹے انتظار کیا جائے۔

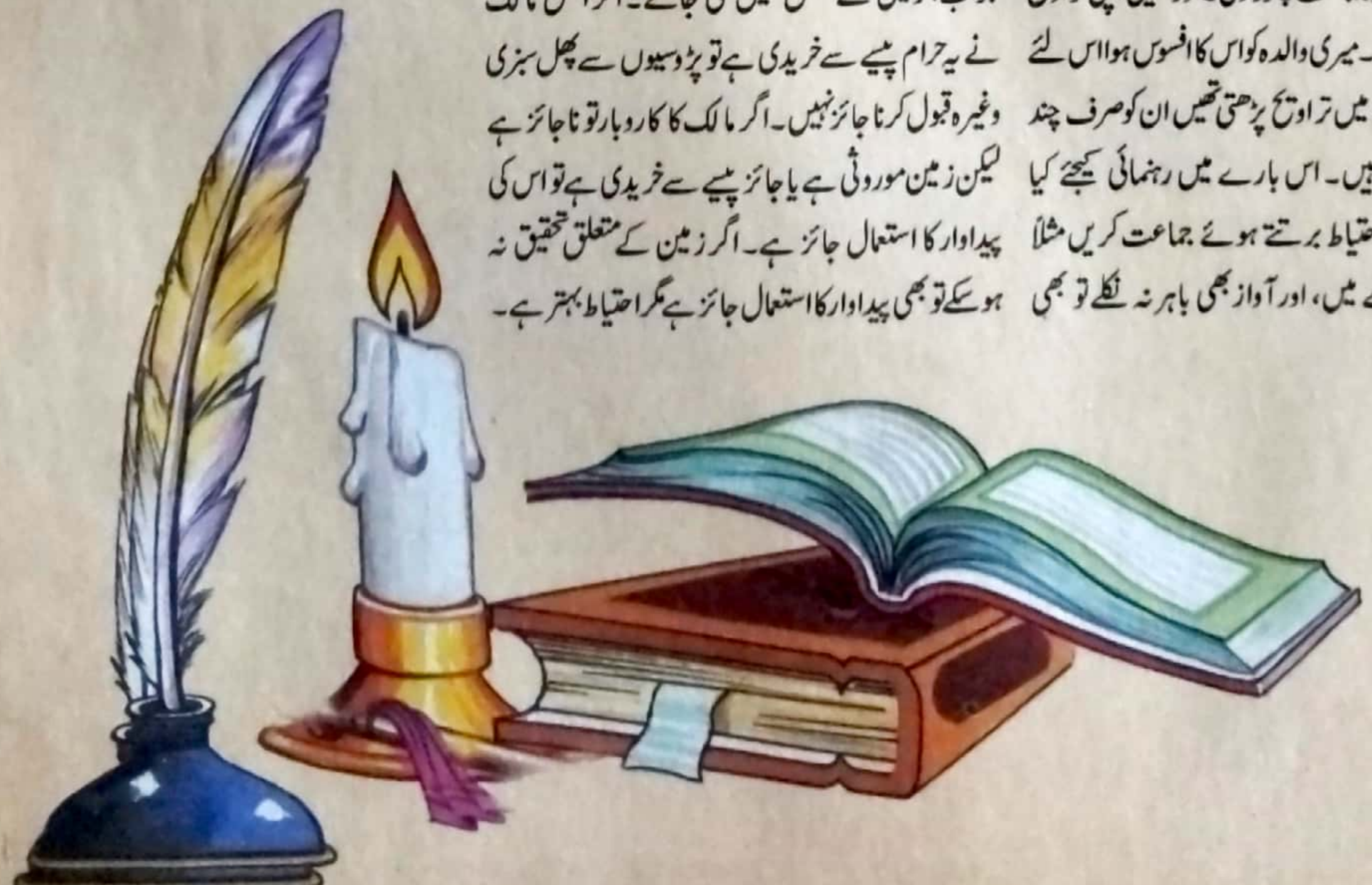

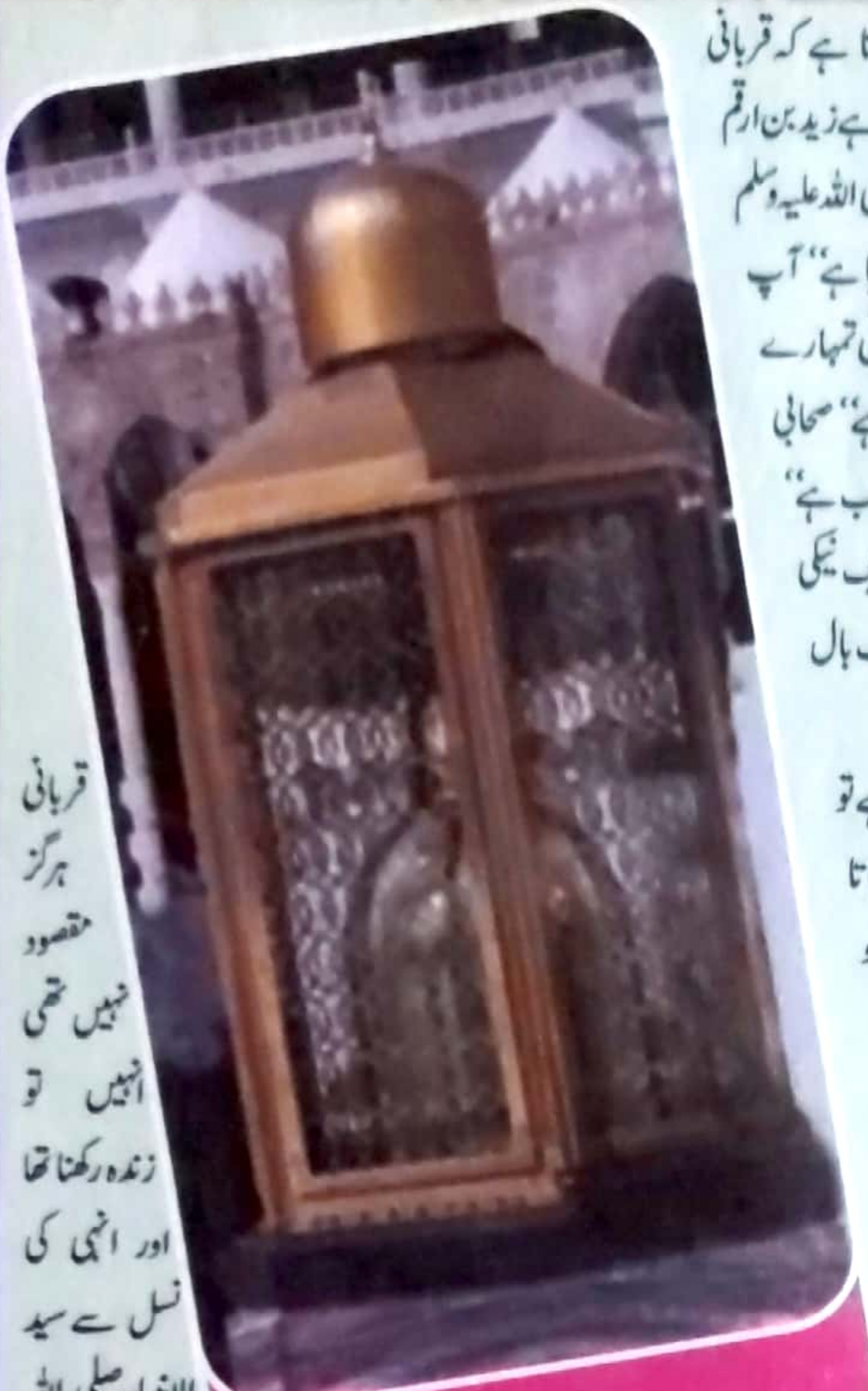

قربانی

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

وہ حضرات جو دین اور دنیا کے ہر عمل کو عقل اور مادیت کے ترازو میں تولنے کے عادی ہیں اور ان کی پوری زندگی مادیت کے قفسِ زریں میں بند گزر جاتی ہے، وہ قربانی کو بھی اسی ترازو میں تولتے ہیں اور انہیں قربانی میں معاشی اعتبار سے کروڑوں روپے کا نقصان دکھائی دیتا ہے وہ برملا کہتے ہیں کہ ہر سال خواہ مخواہ کروڑوں روپیہ خون کی شکل میں نالیوں میں بہا دیا جاتا ہے اس سے تو بہتر یہ تھا کہ غرباء اور مساکین میں روپیہ تقسیم کر دیا جاتا، انہیں کھانا کھلا دیا جاتا، انہیں نئے لباس فراہم کر دیئے جاتے، ان کے بچوں کی اسکول فیس کا انتظام کر دیا جاتا کسی بے گھر کو گھر بنوا دیا جاتا، کسی بیوہ کے ٹپکتے ہوئے جھونپڑے کو درست کروا دیا جاتا۔ بلاشبہ یہ سب کام کرنے کے ہیں، صاحبِ ثروت مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی دولت کو اللّوں تللّوں میں خرچ کرنے کی بجائے اپنے غریب مسلمان بھائیوں کی فلاح و بہبود میں خرچ کریں، حکومتِ وقت کو چاہئے کہ وہ وزیروں، مشیروں اور بیوروکریسی پر قومی خزانہ لٹانے کی بجائے پاکستان کے پسماندہ، محروم اور پسے ہوئے طبقات اور افراد پر نظرِ کرم کرے اور ان کے حالات کی درستگی پر توجہ دے، اگر اس مقصد کے حصول کے لیے سینما ہاؤس بند کرنا پڑیں، فحاشی پھیلانے والے اداکاروں کو بیروزگار کرنا پڑے، کھلاڑیوں کے بھاری بھرکم معاوضوں میں کمی کرنا پڑے، قومی اسمبلی اور سینٹ کے اراکین، ججوں اور سرکاری محکموں کو دی جانے والے مراعات میں کٹوتی کرنی پڑے تو یہ سب کچھ قابلِ برداشت ہے، لیکن مالی اعتبار سے انتہائی نچلی سطح پر زندگی گزارنے والوں کو ریلیف دینے کے لیے قربانی جیسی عظیم عبادت کی قربانی دینا، قربانی کا جذبہ رکھنے والوں کو کسی طرح بھی زیب نہیں دیتا، اس تاریخی اور یادگار عبادت کو معاشیات کے پیمانے سے وہی لوگ ناپ سکتے ہیں جو ضروریاتِ شکم سے آگے سوچنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور جو مادی اور حسابی دنیا سے نکل کر عشق و محبت کے لامحدود عالم میں قدم پیمائی کے ذوق سے خالی ہیں اور جن کی نظر ذبح ہونے والی گائے، بکری اور دنبے پر تو ہے مگر قربانی کی روح اور مقصد پر ان کی نظر نہیں ہے، ایک سچا مسلمان قربانی اس لیے کرتا ہے کیونکہ

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر قربانی کرتے رہے، آپ نے کبھی بھی قربانی ترک نہیں فرمائی، نہ صرف یہ کہ آپ نے قربانی کی فضیلت بیان فرمائی بلکہ استطاعت رکھتے ہوئے قربانی نہ کرنے پر وعید فرمائی، ارشاد گرامی ہے ''قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں اور قربانی کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے وہ گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے'' دوسری حدیث میں ہے کہ ''جو قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے''

- مسلمان قربانی اس لئے کرتا ہے کہ قربانی حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی سنت ہے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے عرض کیا کہ ''یہ قربانیاں کیا ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قربانی تمہارے باپ (ابراہیم علیہ السلام) کی سنت ہے'' صحابی نے پوچھا ''ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے'' آپ نے فرمایا ''ایک بال کے عوض ایک نیکی ہے'' اون کے متعلق فرمایا ''اس کے ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے''

جب مسلمان جانور ذبح کرتا ہے تو اسے قربانی کا وہ عظیم ترین واقعہ یاد آجاتا ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے محبوب بیٹے کی قربانی کا اشارہ ملا، انہوں نے اس بارے میں بیٹے سے پوچھا، بیٹے نے مکمل تسلیم اور رضا کا مظاہرہ کرتے ہوئے عرض کیا ''اے میرے باپ آپ کر ڈالیے جو کچھ آپ کو حکم ملا ہے، آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔'' (سورۂ صافات) باپ اور بیٹا اپنے مالک کا حکم بجالانے کے لیے گھر سے نکل کھڑے ہوتے ہیں راستہ میں ان کو شیطان ملتا ہے اور اس ارادہ کی تکمیل سے روکنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ اس کی ایک نہیں چلنے دیتے، بیٹے کو زمین پر لٹا کر چھری گلے پر رکھ دیتے ہیں اور ذبح کرنے کی پوری کوشش کرتے ہیں یہ ایسا منظر تھا جسے فرشتے بھی دیکھ کر دم بخود رہ گئے ہوں گے، رب کائنات کو یہ سچا جذبہ اور صبر و رضا کا یہ منظر پسند آیا اور اس نے حکم دے دیا کہ ''قیامت تک آنے والا ہر وہ فرد جو ملتِ ابراہیمی کا پیروکار ہو وہ ہر سال اس واقعہ کی یاد منایا کرے، چنانچہ مسلمان جو کہ ابراہیمی ملت کے حقیقی وارث ہیں وہ ہر سال ذوالحجہ میں اس واقعہ کی یاد مناتے ہیں۔

- مسلمان، قربانی کے ذریعے گویا اس عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم اللہ کی محبت میں کسی کو شریک نہیں کریں گے اور اللہ سے زیادہ کسی سے بھی محبت نہیں کریں گے، اس کی محبت پر تو سب کچھ قربان کر دیں گے لیکن اس کی محبت کو کسی چیز پر قربان نہیں کریں گے، حضرت خلیل کے واقعہ سے بھی یہی دکھانا مقصود تھا، خود حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی ہرگز مقصود نہیں تھی انہیں تو زندہ رکھنا تھا اور انہی کی نسل سے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے تولد فرمانا تھا، اصل تو اس محبت کو ذبح کرنا تھا جو اللہ کی محبت میں شریک ہو جاتی ہے اور یہ محبت گلے پر چھری رکھتے ہی ذبح ہو چکی تھی اس لیے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بچا لیا گیا اور ان کی جگہ ایک مینڈھے کو ذبح کروا دیا گیا۔ اصل قربانی انہی لوگوں کی ہے جو صرف جانور ہی قربان نہیں کرتے بلکہ اللہ کی رضا کے لیے سب کچھ قربان کرنے کے لیے آمادہ رہتے ہیں۔

- قربانی کی اصل روح اتباع ہے، ہر حال میں اتباع، خواہ حکم کی حکمت اور مصلحت سمجھ میں نہ آئے تو بھی اتباع، بیٹے کو ذبح کرنا خلافِ عقل تھا۔ لیکن جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا تو انہوں نے نہ تو کوئی تاویل کی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا کہ آخر اس میں کیا حکمت اور کیا مصلحت ہے، اتباع کا یہ جذبہ ہی عبادت ہے، ذاتی طور پر کسی عمل میں کچھ نہیں ہے، اخلاص اور اتباع کا جذبہ ہی کسی عمل کو قیمتی بناتا ہے۔ بدعت میں عمل بہت بڑا ہوتا ہے مگر چونکہ جذبۂ اتباع سے خالی ہوتا ہے اس لیے بے قیمت ہی نہیں ہوتا الٹا باعثِ عذاب بن جاتا ہے۔

ایک ماں کا خط
اپنی نوبیاہتا بیٹی کے نام

ماخوذ: مجلّہ ''العربی'' کویت

ابھی کل ہی تم عروسی جوڑے میں مہکی کتنی پیاری لگ رہی تھی میری یہ تمنا تھی کہ تمہیں ایسے شخص کی دلہن بنتا دیکھوں جو تم سے محبت کرے، تمہارا خیال رکھے اور تمہارا حامی ہو...... اور یہ تمنا ہر ماں کی ہوتی ہے گڑیا!! میری خواہش پوری ہوئی اور مجھے یہ خوشی حاصل ہوئی...... لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی محسوس ہوا جیسے کسی نے میرا دل مٹھی میں لے کر بھینچ دیا ہو۔

تمہاری جدائی میرے لئے بڑی سخت تھی لیکن میں نے نہ چاہا کہ تمہارے خوشی کے لمحات مکدّر کروں میں نے اپنا درد چھپالیا اور آنسوؤں کو آنکھوں سے باہر نہ آنے دیا۔ مبارکباد دینے والوں کے ہجوم میں سے تم تک پہنچنے کے لئے راستہ بنانے لگی تا کہ تمہیں اس سینے سے لگالوں جہاں بچپن میں تم اپنا چھوٹا سا سر ہمیشہ لگایا کرتی تھی اور پھر اپنے شباب کے دنوں میں جب تمہیں زندگی کی چھوٹی بڑی مشکلیں کبھی غمگین کر دیتی تھیں۔

گڑیا! میں نہیں جانتی کہ میں اپنے احساسات اس وقت بے اختیار بیان کئے جا رہی ہوں تمہارے جانے کے بعد پہلی چند راتیں تمہاری جدائی کی تڑپ میں گزار دیں، تمہاری تصویر آنکھوں کے سامنے رہی، مجھے آس پاس کی ہر چیز تمہاری یاد دلاتی رہی...... تمہارا بستر...... تمہارے وہ کپڑے جو تم چھوڑ گئی تھیں اور وہ بھی جو تمہارے بڑے ہونے کی وجہ سے اب چھوٹے رہ گئے تھے، میری نظروں میں تمہارے وہ دن یاد دلاتے رہے۔ تمہاری مطالعے کی میز، جہاں تم نے گھنٹوں علم کے حصول میں صرف کیے۔ تمہاری آواز سوتے جاگتے میں جیسے میرے کانوں میں آتی ہو!!

تم! میری پیاری بیٹی، ہمیشہ میرے ساتھ ہو اور میں اپنے دل و جان سے تمہارے ساتھ ہوں...... خواہ مسافتیں کتنی ہی کیوں نہ ہوں، تم میرا ہی حصہ ہو اور میں تمہارے لئے ہوں۔ تمہارے فراق میں اگر کوئی بات مجھے تسلی دے سکتی ہے تو یہ کہ میں ہمیشہ تمہیں اپنے گھر میں خوش سنوں۔

مجھے اپنے خاوند، اپنے اور اپنے نئے گھر کے بارے میں لکھو اور ہاں خط لکھنے میں کنجوسی نہ کرنا، باقی رہی میں، تو میں ہمیشہ ہی اب لکھوں گی، میرا دل نہ بھرے گا...... لیکن میں لکھوں کیا...... کوئی یہ بتائے۔

کل میں ایک کتاب پڑھ رہی تھی، اس میں ایک ماں کا خط تھا، اپنی نئی بیاہتا بیٹی کے نام...... میں نے وہ طویل خط پڑھا اس میں اس نے اپنی زندگی، ازدواجی تجربوں کے متعلق باتیں کی ہیں میں نے دیکھا کہ اب میں اپنی باری سے گزر رہی ہوں اور سوچا کہ تمہیں لکھوں گی...... اپنی بیٹی اور اپنی کم سن سہیلی کو...... اسے اپنی زندگی کے ان گوشوں سے روشناس کراؤں گی اور ان تجربوں سے جو مجھے اس قابل احترام شخص کے ساتھ رہ کر ہوئے جس نے مجھے اپنی بیوی اور شریک حیات کے طور پر چنا...... اور جو اس وقت ربع صدی سے اس کے بچوں کی ماں کی حیثیت سے ہے۔

میں ایک ذہین لڑکی تھی...... اور بالکل تمہاری ہم شکل اور خوبصورت ،اگرچہ میں زندگی کی حقیقتوں سے اس قدر واقف نہ تھی بس اتنی واقف تھی جس قدر میری امی بتلاتیں۔ امی...... وہ پاکیزہ نفس خاتون جو اگرچہ پڑھنا لکھنا نہ جانتی تھیں مگر انہوں نے ہماری تربیت ہر ممکن طریقے سے اچھی کی، راتوں کو ہمارے آرام کی خاطر جاگیں، ہمیں اپنے دین کی حفاظت سکھائی، ہم نے ان سے سیکھا کہ خیر و شر میں کیسے تفریق اور بھلائی و برائی میں کیسے تمیز کی جاتی ہے۔ ایک بات جس سے میں پریشان ہوا کرتی تھی، وہ تھی گھر میں فارغ بیٹھے رہنا...... اس اجنبی کے انتظار میں، جو میرا ہاتھ تھامنے کے لئے گھر کے دروازے پر دستک دے گا، میری

مرسلہ: اُمِّ حسان رحیم یار خان

امی اکثر مجھ سے کہتیں گڑیا! تم ایک خوبصورت دوشیزہ بن گئی ہو اور مکمل عورت کے روپ میں ڈھل رہی ہو خدا کرے میں تمہارے ہاتھ جلد پیلے ہوتے دیکھوں۔

شادی اور میری سوچیں

شادی کے بارے میں میری سوچیں بس اتنے تک ہی محدود تھیں خصوصاً ایسے شخص کا تصور جس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی، پھر نئی آنے والی زندگی کے بارے میں امی کی باتیں اور نصیحتیں مجھے کچھ وحشت زدہ کر دیتیں، شاید یہی وجہ تھی کہ میرا ان کاموں میں دل نہ لگتا جن کی امی تلقین کرتیں یعنی کھانا پکانا، سلائی کڑھائی اور دوسرے گھریلو کام۔

امی ناراض ہوتیں، جھڑکتیں اور کہتیں: مجھے تمہاری اس ناتجربہ کاری سے ڈر لگتا ہے۔ شادی کے بعد تمہارے خاوند کو اگر یہ احساس ہوا کہ تم میں ایک بیوی اور گھر والی بننے کی صلاحیت نہیں ہے تو......؟ پھر میں نے کوشش کی اور صرف اپنی امی کی خوشی کے لئے کوشش کی کہ وہ سب کچھ سیکھوں جسے میری امی میرے مستقبل اور میری زندگی کی کامیابیوں کے لئے اتنا چاہتی ہیں۔ وہ کھانا پکاتیں اور میں دیکھتی، گھر کے کاموں میں انکا ہاتھ بٹاتی، وہ کپڑے سیتیں، جرابیں رفو کرتیں۔ امی کے پاس بیٹھ کر ان سب کاموں کو کرتے ہوئے دیکھ کر بالکل میں یوں محسوس کرتی جیسے ایک چھوٹا بچہ ماہر جادوگر کے سامنے بیٹھا اس کے کمالات دیکھ دیکھ کر حیران ہو رہا ہے، جس کے ہاتھ میں جادو کا ڈنڈا ہو کہ جس چیز کو چھو دے وہ ایسی خوبصورت شکل میں ڈھل جائے جسے دیکھ کر آنکھیں سیر نہ ہوں۔

امی، ایک ایسے شاگرد کی استاد تھیں جس پر کند ذہنی کا شبہ ہوتا اور جس کی عقل و فکر قدم قدم پر رک جایا کرتی اور حیران رہتی۔ یہاں تک کہ وہ دن آ گیا جس کا میری والدہ کو انتظار تھا۔ تمہارے والد نے شادی کا پیغام بھیجا منگنی کا عرصہ بھی گزر گیا اور میں ابھی تک گھر داری سیکھنے کی ان ناکام کوششوں میں لگی ہوئی تھی ان دنوں میرا یہ ہدف بن گیا کہ تمام کوششیں یہ سیکھنے میں صرف کر دوں کہ مستقبل میں کیسے اس شخص کو خوش رکھوں تا کہ کم از کم میری امی راضی ہو جائیں۔

شادی ہوگئی اور تجربات بھی شروع ہو گئے

ہم شادی کے بندھن میں بندھ گئے میں نے اپنی زندگی ایک ایسے اجنبی شخص کے ساتھ وابستہ کر دی جسے میں نے منگنی سے پہلے نہ دیکھا تھا۔ نئے گھر میں ہم نے ازدواجی زندگی کی ابتدا کی۔ اب کام کاج شروع کئے بغیر چارہ نہ تھا کام کا ایک ڈھیر میرا منتظر تھا لیکن کہاں سے شروع کروں اور کیسے......؟ مگر میری اس سوچ اور حیرت کا وقفہ زیادہ لمبا نہ ہوا، مجھے فوراً ہی تصور میں اپنی امی کا چہرہ نظر آیا اور ساتھ ہی ان کی سرگرمیاں بھی یاد آنے لگیں کہ کیسے وہ گھر اور باورچی خانے کے کام کو جلدی جلدی نمٹاتیں کتنا وقت گھر کی صفائی، ترتیب اور ابو کے پسندیدہ کھانوں کی تیاری میں لگا دیتیں۔

میں نے اپنے بازو چڑھائے اور باورچی خانے کی طرف لپکی۔ میری امی مجھے بتا چکی تھیں کہ مرد کے دل کا مختصر راستہ اس کے معدہ سے ہو کر جاتا ہے میرا زیادہ وقت برتن صاف کرنے، پھر انہیں لگانے اور چولہے کی آنچ ٹھیک کرتے رہنے میں لگ گیا، اب میں پورا نہیں بتلا سکتی کہ اس روز اور کیا کیا کام کئے تھے اور کیسے کئے......

ہاں اتنا یاد ہے کہ اس روز یوں معلوم ہوتا تھا جیسے میں ایک دیوی کی مانند ہو گئی ہوں اور وہ جادو کی چھڑی جو امی کے ہاتھ میں ہوتی تھی اب میرے ہاتھ میں آ گئی ہے اور کمالات رونما ہو رہے ہیں۔ میں نے تمنا کی کہ کاش اس وقت امی میرے پاس ہوتیں تو دیکھتیں کہ شادی نے ان کی بیٹی کو کیا سے کیا بنا دیا ہے۔ (باقی آئندہ)

مقام عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ میں فخر نہیں کرتی، بلکہ بطور واقعہ کے کہتی ہوں کہ خدا نے مجھ کو نو باتیں ایسی عطا کی ہیں جو دنیا میں میرے سوا کسی اور کو نہیں ملیں:

1: خواب میں فرشتے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری صورت پیش کی۔

2: جب میں سات برس کی تھی تو آپ نے مجھ سے نکاح کیا۔

3: جب میرا سن نو برس کا ہوا تو رخصتی ہوئی۔

4: میرے سوا کوئی اور کنواری بیوی آپ کی خدمت میں نہ تھی۔

5: آپ جب میرے بستر پر ہوتے تب بھی وحی آتی تھی۔

6: میں آپ کی محبوب ترین بیوی تھی۔

7: میری شان میں قرآن کی آیتیں اتریں۔

8: میں نے جبریل علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

9: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ہی گود میں سر رکھے ہوئے وفات پائی۔ (ہمشیرہ سلیم الدین۔ کراچی)

چند نصیحتیں:

ایک شخص حضرت ابراہیم بن ادہم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی

''حضرت! مجھے نصیحت فرمایئے۔''

آپ نے فرمایا ''اگر تجھ میں چھ خصلتیں ہوں تو تجھے کوئی خطرہ نہیں۔''

1۔ جب تو گناہ کرے تو خدا کا رزق نہ کھا کتنی بڑی نمک حرامی ہے کہ انسان جس کا رزق کھائے اور اس کی نافرمانی بھی کرے۔

2۔ جب تو خدا کی نافرمانی کرے تو اس کے ملک سے نکل جا، اس کے ملک میں رہتے ہوئے اس کی نافرمانی بے غیرتی ہے۔

3۔ گناہ اس جگہ کر جہاں خدا نہ ہو، خدا کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے کیسے گناہ کرے گا۔

4۔ ملک الموت روح قبض کرنے آئے تو اسے واپس لوٹا دینا اگر یہ اختیار نہیں تو پھر کس بھروسے سے گناہ کرتا ہے۔

5۔ قبر میں منکر نکیر کو قریب نہ آنے دینا اگر یہ اختیار نہیں تو ان کے سوالات کے جوابات کی تیاری کرلے۔

6۔ فیصلے کے دن جہنم سے بھاگ جانا اگر یہ اختیار نہیں تو پھر یہاں گناہوں سے باز آ جا۔ (انتخاب: ام لائبہ۔ حافظ آباد)

پرہیزگاری:

سلطان عالمگیر رحمہ اللہ کی بیوی ''جہاں زیب بانو'' کے جسم پر پھوڑا نکل آیا اس زمانہ کے ڈاکٹر مارٹن فرنگی (انگریز) نے اپنی ایک رشتہ دار عورت کو علاج کے لئے حیدر آباد بلایا۔ مگر بیگم نے شرط لگائی کہ: اگر عورت شرابی نہیں ہے تو میرے بدن کو ہاتھ لگا سکتی ہے ورنہ اندر نہ آئے۔''

اس عورت کے بارے میں معلوم ہوا کہ چالیس سال سے شراب نوشی کرتی آرہی ہے، ملکہ نے کہا کہ ''ایسی فاسقہ میرے بدن کو ہاتھ نہیں لگا سکتی''

آخر دو سال بیمار رہ کر انتقال کر گئی، لیکن فاسقہ سے علاج نہیں کروایا۔ رحمہا اللہ تعالیٰ۔ (ص، زمان چترالی۔ لاہور)

سچے موتی:

خداوند تعالیٰ ان چھ چیزوں کو ناپسند کرتا ہے

۱۔ اونچی آنکھ ۲۔ جھوٹی زبان ۳۔ وہ ہاتھ جو بے گناہ کو ایذا پہنچائے ۴۔ وہ دل جو بڑے منصوبے باندھتا ہے ۵۔ وہ پاؤں جو جلد برائی کی طرف دوڑتے ہیں ۶۔ وہ گواہ جو جھوٹ بولتا ہے اور وہ جو بھائیوں کے درمیان جھگڑے برپا کرتا ہے۔

دس خصلتیں اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں

۱۔ بخل مال داروں سے ۲۔ تکبر فقیروں سے ۳۔ طمع عالموں سے ۴۔ بے شرمی عورتوں سے ۵۔ دنیا کی محبت بوڑھوں سے ۶۔ سستی جوانوں سے ۷۔ ظلم بادشاہوں سے ۸۔ نامردی غازیوں سے ۹۔ خود پسندی زاہدوں سے ۱۰۔ ریاکاری عابدوں سے

عورت کو ان صفات سے متصف ہونا چاہئے

۱۔ اس کو کوئی نامحرم نہ دیکھے ۲۔ وہ کسی نامحرم کو نہ دیکھے

عورت سے چار چیزیں مطلوب ہیں۔

۱۔ اس کے دل میں نیکی ہو۔

۲۔ اس کے چہرے میں حیا ہو۔

۳۔ اس کی زبان میں شیرینی ہو۔

۴۔ اس کے ہاتھ کام میں لگے رہیں۔

دشمن:

۱۔ ایمان کا دشمن	جھوٹ
۲۔ عزت کا دشمن	سوال
۳۔ عقل کا دشمن	غصہ
۴۔ دولت کی دشمن	بددیانتی

کامیاب تجارت:

عبادت ایک پیشہ ہے خلوت اس کی دوکان ہے راس المال اس کا تقویٰ ہے اور نفع اس کا جنت ہے۔

کم کریں:

۱۔ کم بولنا حکمت ہے

۲۔ کم کھانا صحت ہے

۳۔ کم سونا عبادت ہے

۴۔ عوام سے کم ملنا عافیت ہے۔

(بنت محمد شریف۔ مخدوم انوالہ)

بقیہ: ہوا ہے تندو تیز لیکن۔۔۔

دشمن کا غضب نقطۂ عروج کو چھونے لگا، اس کا سراغ لگانے کے لئے جدید ترین ٹیکنالوجی کو کام میں لایا گیا، زمین کی تہہ میں چھپی ہوئی سوئی بھی ان کی دوربینیں ڈھونڈ نکالتیں مگر وہ ایک انسان کو دیکھنے کی صلاحیت سے محروم ہو گئیں اور یہ دوربینیں زنگ آلود ہو کر تھک گئیں، کفر کے اماموں نے اسے کبھی زندہ اور کبھی مردہ کہہ کر اپنے گندے جذبات کو تسکین دی مگر اس سلسلے میں کوئی کامیابی ان کے ہاتھ نہ آسکی، ان کی ہر تدبیر حرف غلط کی طرح مٹ گئی، ہر طریقہ بودہ ثابت ہوا۔ زمین کی پنہائیوں اور فلک بوس پہاڑوں میں آج بھی اس کو تلاش کیا جارہا ہے، دشمن اس کے نام سے ڈرا سہما ہر قسم کے جدید ہتھیاروں سے لیس ملکی و غیر ملکی خفیہ ایجنسیوں اور اتحادی فوجوں کی مدد سے پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈنے میں مصروف ہے لیکن آج کے دن تک اپنے سارے وسائل بروئے کار لا کر بھی اسے بدترین ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس وقت تک اس کے ٹھکانے کا کسی کو علم نہیں، کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہے؟ لیکن یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ وہ ہر مؤمن کے دل اور دعا میں ہے جب تصور کی آنکھ اسے دیکھتی ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ بہت بلندیوں پر بسیرا کئے پستیوں میں کھڑے اغیار کی چالبازیوں اور مکاریوں کو حقارت کی نظر سے دیکھ رہا ہے، ایک معصوم مسکان ہمہ وقت اس کے چہرے کا طواف کرتی ہے، اس کی کشادہ پیشانی پہ ابھری تدبر و تفکر کی پرسکون لکیریں اسے ہر غم اور پریشانی سے بے نیاز ظاہر کرتی ہیں اور وہ تند ہواؤں کے مقابل حق کا چراغ جلائے استقامت سے کھڑا ہے:

ہوا ہے گو تندو تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے!

وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

نمرود و فرعون کے پیروکارو سن لو!

اگر وقت کے بے رحم ہاتھوں نے اسے امتِ مسلمہ سے چھین بھی لیا تو وہ آنے والی نسلوں کو منزلوں کا نشان سونپ کر سوئے عدم روانہ ہوگا اور تمہیں تاریخ کے بوسیدہ اوراق کی دیمک چاٹ جائے گی جبکہ ''اسامہ بن لادن'' مسلم دلوں کے آسمانوں پر مثلِ ماہتاب جگمگاتا رہے گا۔ (انشاءاللہ)

ٹیلی ویژن

مرسلہ: بنت غلام حسین

اب تو ٹیلی ویژن کی بھی لعنت گھر گھر آئی ہے
پاک وطن میں انگریزوں نے کیسی چال چلائی ہے
تھا اِک میرا ساتھی وہ بھی ٹیلی ویژن لے آیا
ایک نہ مانی میری چاہئے لاکھ اسے میں نے سمجھایا
گھر میں بھولی بھالی اسکی لڑکی ایک کنواری تھی
سیدھی سادھی عادت جس کی بے حد نیک بے چاری تھی
ٹیلی ویژن پر وہ دیکھے پیار بھرا جب افسانہ
عشق ومحبت سے بھر آئے اس کے دل کا پیمانہ
پھر وہ فیشن ایبل بن کر گھر سے روز نکلتی تھی
لوگوں کو بے شرمی کے وہ رقص دکھا کر چلتی تھی
آنکھ لڑانا سیکھ گئی اور واپس گھر میں نہ آئی تھی
باپ بے چارہ رو رو کر اب کھو بیٹھا بینائی

ہوائے تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے

ک۔ غلام رسول

ظلمت بھری شب میں محض تشدد اور جبر کی آوازیں ہیں موسم ابر آلود اور بادِ دہر ناموافق ہے، گھاٹیوں اور وادیوں میں موت کے پہرے ہیں، خشک و بنجر علاقے میں کوئی پرسان حال بھی نہیں لیکن ایک تن تنہا مسافر پاؤں میں مسافتوں کی زنجیر پہنے کٹھن راستوں کا راہی بنا محوِ سفر ہے، وہ اپنے راستے میں آنے والی صعوبتوں اور مشکلوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا اپنی ہی دھن میں مگن آگے بڑھتا جا رہا ہے، گردشِ زمانہ نے اس کے اعصاب تو کمزور کر دیئے ہیں مگر عزم شباب پر ہے، زماں و مکاں سے قطعاً بے پرواہ اپنی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہے، وہ ایمان کی ٹھنڈی چھاؤں کو اوڑھے خود کو ظلم کی تیز دھوپ سے بچا رہا ہے اس کے فراخ سینے میں لا الہ الا اللہ کے مفہوم کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر موج زن ہے، اسے خدا کی ذات پر کامل ایمان ہے وہ "لا تخلف المیعاد" اور "بل احیاء" کے رازوں سے آگاہ ہے "قاتلوا ھم حتی لا تکون فتنة" اس کا منہج ہے "ویکون الدین کلہ للہ" کی رمز کو وہ پہنچانتا ہے "اشداء علی الکفار رحماء بینھم" کے معنی و مطالب اسے ازبر ہیں وہ اپنوں کے لئے نرم اور دشمن کے لئے چٹان ہے وہ شاعرِ مشرق کے اس شعر کا مصداق ہے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

وہ شاہین عرب اونچے پہاڑوں کو نشیمن بنائے عیش و عشرت سے نگاہ چرائے کلفتوں کو حرزِ جاں بنائے آبلہ پا اور ستم رسیدہ، برستے بارود سے بچ بچ کر نکلا ہے، دشمن اس کی گھات میں ہے اور وہ شہادت کی تلاش میں ہے۔ اس کی نصف سے زائد عمر انہیں جاں گسل راہوں اور ہجرتوں میں بسر ہوئی ہے۔

24 سال قبل اس نے اس سفر کا آغاز اس وقت کیا تھا جب اس نے ابھی جوانی کی حدود میں قدم ہی رکھا تھا۔ یہ 26 دسمبر 1979ء کا ایک سرد مگر روشن دن تھا، ساحلِ سمندر کی جانب سے آنے والی نم ناک ہوائیں فضاؤں کو یخ بستہ کر رہی تھیں، اسی اثناء میں آسمان کی نیلگوں وسعتوں میں اڑتے ایک جہاز نے کراچی انٹرنیشنل ایئرپورٹ کا رخ کیا اور دھیرے دھیرے رن وے پہ آ لگا، جہاز سے اترنے والے اس معزز مہمان کے میزبانوں نے نہایت گرم جوشی اور خوش دلی سے استقبال کیا اور اسے ساتھ لے کر ایک دوسرے شہر روانہ ہوئے، جب اس نے اس پُرخار راہ کا انتخاب کیا اس وقت بھی وہ بے آسرا اور لٹا پٹا تو نہ تھا بلکہ وہ ایک صاحب ثروت خاندان کا فرد اور اربوں ڈالر کے سرمائے کا مالک تھا۔ اس کے باپ محمد عود بن لادن کے شاہی خاندان سے خوشگوار اور قریبی تعلقات تھے اور مشرقِ وسطیٰ کی سب سے بڑی تعمیراتی کمپنی "بن لادن" (کسی تعارف کی محتاج نہیں) اس کے خاندان کی ملکیت تھی، اس طرح دولت و شہرت اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی تھیں عیش و تعیش کے کھلے دروازے اس کے قدموں کی چاپ کے منتظر تھے، رنگوں اور روشنیوں کے جگمگھٹے اسے اپنی پناہ میں لینے کو بے قرار تھے، خوبصورتیوں کے جھلملاتے عکس اسے اپنی جانب بلاتے تھے، عشرت کدے اور مے خانے اسے دعوت نظارہ اور دعوت شراب کے لئے پکارتے تھے مگر اس مردِ درویش نے کائنات کی سب رنگینیوں کو نگاہ غلط سے بھی نہ دیکھا اور سر جھکائے دنیاوی لذتوں سے دامن بچائے خود کو مال و متاع سمیت راہِ حق میں وقف کر دیا، وہ ابتدائے سفر ہی سے اس بات سے باخبر تھا کہ یہ دشت و صحرا کا سفر ہے، ننگے پاؤں کانٹوں پہ چلنا ہے، جھلستی ریت پاؤں میں آبلے بھی ڈالے گی، جنگلوں اور بیابانوں کے اس سفر میں فاقہ کشی کی نوبت بھی آئے گی، حالات کی ستم ظریفیاں اور اغیار کی کارستانیاں بھی اپنا کام دکھائیں گی اور ریگ زاروں کی خاک بھی چھاننا پڑے گی مگر وہ کسی چیز سے خوفزدہ نہ ہوا، نہ رسم دار و رسن سے ڈرا، نہ زندان و قفس کی داستانیں اس کے قدم ڈگمگا سکیں، نہ جلاوطنی کا خوف اسے اس کے راستے سے ہٹا سکا، اس نے جلاوطنی قبول کر لی دنیائے کفر کی دشمنی مول لی اور اونچے محلوں پر مٹی کے گھروندے کو ترجیح دے ڈالی مگر حق سے روگردانی گوارا نہ کی، اپنے موقف پر بے خطر ڈٹا رہا، وہ حوصلے کا بے کنار سمندر ہو کر ہر تکلیف اور ہر مصیبت کو سینے سے لگائے اسلام کی برہنہ شمشیر بن گیا اس نے اپنے ناز و نعم میں پلے وجود کو سنگلاخ سرزمین کی آب و ہوا اور سختیوں کا عادی بنا لیا۔ وہ شام و سحر مصائب و نوائب کے تلخ گھونٹ قطرہ قطرہ اپنے حلق میں اتار کر صدائے حق بلند کرتا رہا اس نے دشمنانِ دین کی ہر تدبیر اور ہر چال کو ناکام بنا دیا، ان کے ہر حربے اور وار کو پاؤں تلے روند کر آگے بڑھ گیا، دشمن چیخا چلایا اور اس کو اپنے ناپاک عزائم کی راہ سے ہٹانے کے لئے وسیع تر منصوبے بنائے، اس کے تمام ممکنہ ٹھکانوں کو تباہ کن ہتھیاروں سے اڑا دیا گیا، بی ون اور بی 52 بمبار طیاروں کے ذریعے ہزاروں من وزنی بم بے دریغ اس ایک انسان کو ختم کرنے کے لئے برسائے گئے۔ اس بارود کی بارش نے ہزاروں انسانوں کو ابدی نیند سلا دیا پھر ان ابدی نیند سونے والوں کے ڈی این اے ٹیسٹ لئے گئے کہ شاید کسی مردے کا ڈی این اے اس سے مل جائے اور اس کی موت کی تصدیق ہو سکے مگر بے سود، (باقی صفحہ ۷ پر)

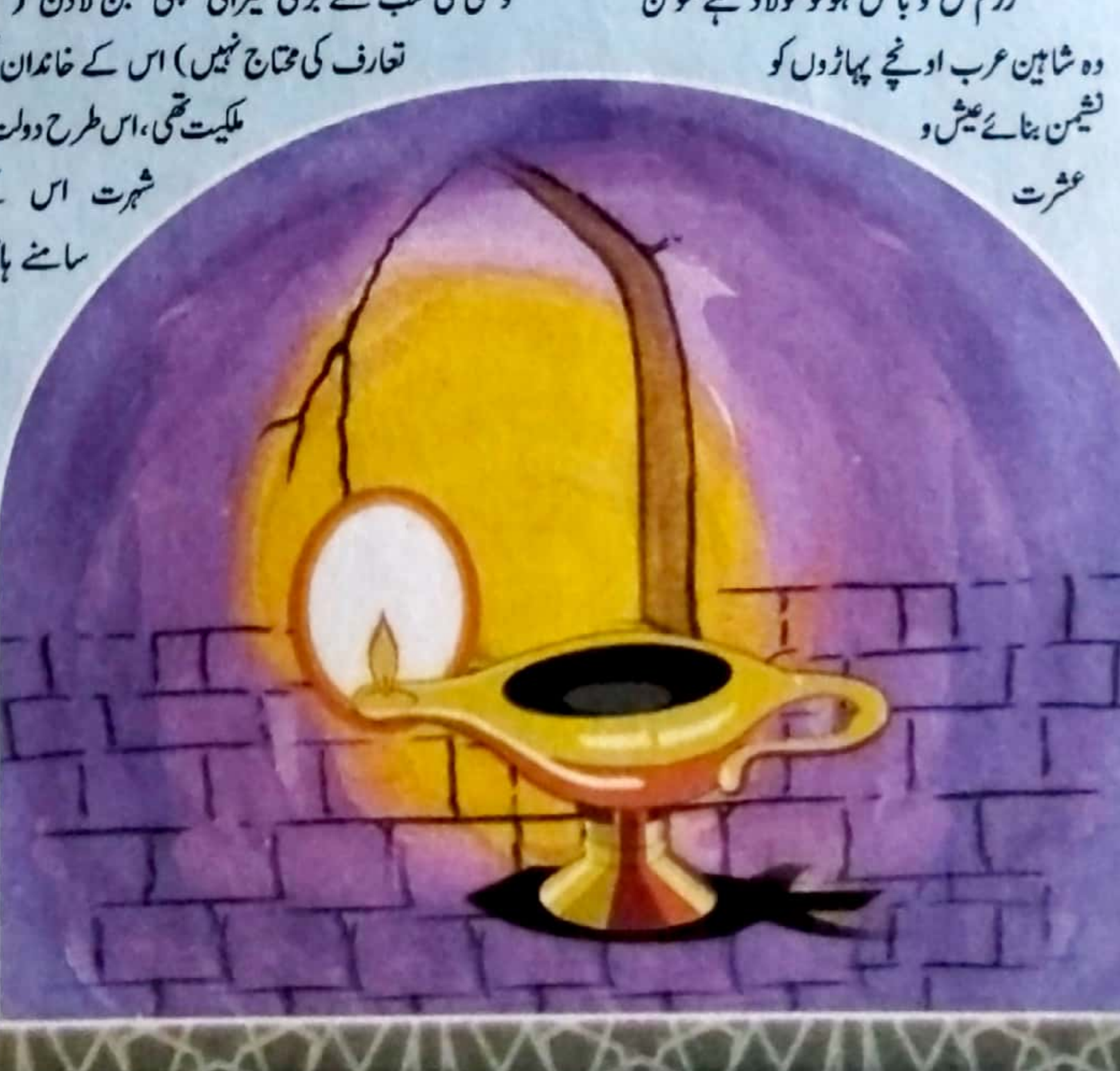

تصویر کی لعنت

ام سعد

میں اکثر خواب دیکھا کرتی تھی اور پھر میں بہت خوفزدہ ہو جاتی تھی۔ نہ جانے ان خوابوں میں ایسی کیا بات تھی جس سے مجھے خوف آتا تھا۔ خواب تو مختلف ہوتے تھے مگر ایک بات سب میں مشترک تھی کہ اس میں کوئی بے جان تصویر حرکت کرنا اور چلنا پھرنا شروع کر دیتی تھی اور اسی سے میں خوفزدہ ہو جاتی تھی اور آنکھ کھلنے پر بھی یہ خوف دامن گیر رہتا تھا۔

مثال کے طور پر میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک خوبصورت عورت کی تصویر ہاتھ میں تھامے اس کو بغور دیکھ رہی ہوں کہ اچانک وہ مجھ سے باتیں کرنا اور آنکھیں جھپکنا شروع کر دیتی ہے اور میں خوفزدہ ہو کر اس تصویر کو پھینک دیتی ہوں۔

آنکھ کھلتی ہے تو میں واقعی خوفزدہ ہوتی ہوں، اور اس کے بعد بھی کافی دیر تک یہ خوف ذہن پر مسلط رہتا۔ اسی سے ملتے جلتے خواب میں اکثر دیکھا کرتی تھی۔ مگر ان کی وجہ اور ان سے چھٹکارے کی تدبیر سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ اسی طرح ماہ و سال گزرتے رہے (یہاں میں یہ واضح کر دوں کہ اس وقت میں نہ صرف تصویر کھنچواتی تھی بلکہ میرے پاس کیمرہ بھی تھا اور میں خود اپنے بچوں کی اور سب گھر والوں کی تصویریں کھینچا کرتی تھی) بالآخر اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی رشید احمد رحمہ اللہ علیہ کی کتاب "اللہ کے باغی مسلمان" پڑھنے کی توفیق عطا فرما دی اس کو پڑھ کر اندازہ ہوا کہ تصویر کھینچنا اور کھنچوانا کتنا بڑا گناہ ہے۔ اس سے پہلے اس کا اندازہ ہی نہیں تھا۔ اور میں خود تصویریں کھینچتی تھی۔ مگر جب اس کے گناہ ہونے کا یقین ہوا تو اللہ کی توفیق سے میں نے سب تصویریں جلا دیں، اور آئندہ بھی یہ کام کرنے سے توبہ کر لی۔ جب سے تصویریں ہمارے گھر سے ختم ہوئی ہیں میں نے وہ خواب بھی نہیں دیکھا اور میں پرسکون ہو گئی ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ اس خواب کے ذریعے مجھے تصویر کی لعنت سے بچانا چاہتے ہوں اور سیدھے راستے پر لانا چاہتے ہوں۔ بہر حال نہ تو مجھے ان تصویروں کے جلانے کا افسوس ہے جن کو میں نے خود اپنے ہاتھوں سے کھینچا تھا اور نہایت حفاظت سے رکھا ہوا تھا اور نہ ہی آئندہ تصویر نہ کھنچوانے پر کوئی ندامت یا افسوس ہے۔ بلکہ میں تو اب اور بھی زیادہ مطمئن اور پرسکون ہوں، اور اللہ تعالیٰ کا ہر دم شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے موت سے پہلے پہلے اس دنیا میں صحیح راستے کی طرف راہنمائی کر دی۔ حالانکہ سیدھے راستے کی طرف راہنمائی تو چودہ سو سال پہلے ہی آ چکی تھی اور اس کے بعد صحابہ کرام سے لے کر آج تک علماء کرام بھی یہ فریضہ برابر انجام دے رہے ہیں مگر ہم خود ہی بھٹک گئے ہیں اور اپنے پیارے دین کا علم حاصل کرنا چھوڑ دیا ہے۔

میں اپنی تمام مسلمان بہنوں سے بھی پرزور اپیل کرتی ہوں کہ للہ اس گناہ سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کریں۔ اسی کے زمرے میں ٹی وی بھی آ جاتا ہے۔ جو کہ سراسر ہی تصویروں کی آماجگاہ تصویر کے بغیر اس میں کوئی پروگرام نہیں ہوتا۔ روز قیامت جب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ان تصویروں میں جان ڈالو تو کون اس قابل ہوگا کہ خالق کائنات کے کرنے والا کام کر سکے اور بے جان اشیاء میں جان ڈال سکے۔ پھر تو عذاب جہنم ہی مقدر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس گھڑی سے بچائے اور زندگی میں ہی تصاویر کی لعنت سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرما دیں۔

آمین یارب العالمین

میں طلاق لے لوں گی

ہمشیرہ اسد اللہ ملتان

"میں طلاق لے لوں گی"، میری بہنا تم کیا کہہ رہی ہے، ذرا سوچ سمجھ کر بات کیا کرو۔ کیا تمہیں پتہ نہیں کہ فلاں آدمی نے چار شادیاں کی ہیں اور ایک ہی گھر میں رہ رہے ہیں، اور کھانا بھی سب کا اکٹھا پکتا ہے، اور ہر بیوی کا الگ الگ کمرہ ہے وہ جو کچھ لاتے ہیں چاروں میں تقسیم کرتے ہیں حالانکہ وہ اتنے زیادہ امیر بھی نہیں ہیں انصاف ہی انصاف ہے۔ لیکن تم عجیب سی بہکی بہکی باتیں کرتی ہو۔ حالانکہ آپ کا خاوند امیر بھی ہے۔ لیکن آپ اپنے خاوند کو دوسری، تیسری، چوتھی شادی کیوں نہیں کرنے دیتی ہو؟ کیا آپ کو اپنے خاوند پر اعتبار نہیں کہ وہ چاروں سے انصاف کر سکے گا؟

اعتبار تو ہے لیکن میں ایسا نہیں کرنے دوں گی اگر ایسا ہوگا تو میں طلاق لے لوں گی۔

اچھا ایک بات بتاؤ، کیا تم اپنی بہنوں پر احسان کرنا چاہتی ہو؟

"ہاں میں احسان کرنا چاہتی ہوں"۔ تو پھر میری بات غور سے سنو......!

یہ ہمیشہ سے ہی چلا آرہا ہے کہ مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی تعداد زیادہ رہی ہے۔ اگر عورتوں کی تعداد زیادہ نہ ہوتی تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ شادیاں نہ کرتے۔ اور اپنی امت کو چار شادیوں کی اجازت نہ دیتے۔ آج نہ جانے کتنی بہنیں ایسی ہیں جو رشتوں کی انتظار میں عمر رسیدہ ہو چکی ہیں۔ ہماری یہ بہنیں آئے روز کیا کیا خواب دیکھتی ہوں گی اور محلے کے بچوں کو گھر میں آتے ہوئے کتنی بار حسرت و یاس کی نگاہ سے دیکھتی ہوں گی، اور نہ جانے کیا کہتی ہوں گی کہ مردوں پر ہمارا کوئی حق نہیں؟ اور امت محمدیہ کے بارے میں کیا کیا سوچتی ہوں گی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ انتظار کرتے کرتے اپنی اَجل کو پہنچ جائیں اور نہ جانے جب ہم سب اللہ کے حضور حاضری ہو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء تشریف فرما ہوں تو ہماری بہنوں کے ہاتھوں میں ہمارا گریبان ہو اور وہ پوچھ رہی ہوں کہ کیا صبح وشام قرآن کی تلاوت کرنے والوں کو اللہ پاک کا یہ ارشاد نظر نہیں آیا؟ "پس نکاح کرو عورتوں میں سے جو تمہارے نفس کو بھائیں دو دو، تین تین اور چار چار سے۔" تم نے قرآن کے اس ارشاد کی مخالفت کرنے والیوں کو کیوں نہیں سمجھایا؟ حالانکہ تم مشرکین منافقین کے خلاف جہاد کرتے تھے؟ یہود ونصاریٰ کے خلاف جہاد کرتے تھے؟ دوسری، تیسری، چوتھی شادی نہ کرنے والوں کے خلاف آواز بلند کیوں نہیں کی؟ کیا مردوں کے پاس ان سب سوالات کے جواب ہیں؟

سعادت مند بیٹا

بنت عثمانی فیصل آباد

آج پھر ماں جی نے اسے یاد فرمایا تھا اور وہ مختلف سوچوں میں گھرا افتاں وخیزاں ماں جی کے دربار میں پہنچا تھا "السلام علیکم" ماں جی کے کمرے میں پہنچ کر اس نے حسبِ معمول سعادت مند بیٹے کی طرح انہیں سلام کیا، ماں جی نے پیار سے اپنے اس ہونہار اور فرماں بردار بیٹے کی طرف دیکھا..... گورا چٹا رنگ، چھ فٹ سے نکلتا ہوا قد، چوڑا سینا اور پھر اب تو پڑھ لکھ کر ان کا بیٹا افسر ہونے والا تھا، جی ہی جی میں انہوں نے اسے ڈھیروں پیار کیا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ بڑے ادب سے ان کے سامنے بیٹھ گیا اور اس کی منتظر نگاہیں بے تابی سے ماں جی کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں کہ آج ان کا رویہ قدرے پر اسرار لگ رہا تھا۔ بالآخر ماں جی نے کمرے میں پھیلے مہیب سناٹے کو توڑا، وہ کہہ رہی تھیں: نوفل بیٹے آج میں نے بڑی اہم بات کے سلسلے میں تمہیں بلایا ہے تم ہمیشہ سے میرے سعادت مند بیٹے ہو بلکہ تم نے تو بچپن میں بھی مجھے کبھی تنگ نہیں کیا، ہمیشہ میری بات مانی ہے اب جبکہ تم پڑھ لکھ کر فارغ ہو چکے ہو تو ہر ماں کی طرح میرا ارمان ہے کہ میں جلد از جلد اپنے بیٹے کے سر پر سہرا سجاؤں اور اس کیلئے میں نے ایک لڑکی پسند کر لی ہے، مجھے امید ہے کہ تم ہمیشہ کی طرح اپنی ماں کا مان بڑھاؤ گے......نوفل نے قدرے بے یقینی سے ماں کی طرف دیکھا کہ یہ وہی ماں ہیں جنہوں نے لباس، خوراک، تعلیم غرض ہر معاملے میں کرید کرید کر میری پسند کو اولیت دی تھی وہ حیران تھا کہ میری زندگی کا سب سے اہم فیصلہ ماں جی نے تنِ تنہا کیسے کر لیا۔ لیکن جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سرزنش کی کہ آخر انہوں نے دیکھ بھال کرنے کے بعد ہی اپنے لئے بہو منتخب کی ہوگی۔ ماں جی نے قدرے رک کر نوفل کی طرف دیکھا اور سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے بولیں نوفل بیٹے تم نے پوچھا نہیں کہ میں نے کس لڑکی کو تمہاری شریکِ حیات بنانے کا فیصلہ کیا ہے؟ اس نے اپنے لہجہ کو خوشگوار بناتے ہوئے کہا ماں جی آپ ہی بتا دیں اور ماں جی کا جواب اس کیلئے ایک دھماکے سے کم نہ تھا۔ ماں جی کہہ رہی تھیں کہ میں نے اپنی بھانجی رابعہ کو تمہاری دلہن بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ کیا ہوا جو وہ پڑھی لکھی نہیں ہے اگر تمہیں کوئی کہے کہ اس کا قد چھوٹا ہے، وہ بہت موٹی ہے تو تم نے کسی کی بات پر کان نہیں دھرنا، ماں جی بیٹے کے جذبات سے بے خبر بولے جا رہی تھیں وہ یہ بھی نہ دیکھ پائیں کہ ان کے لاڈلے کے چہرے پر کتنے رنگ آ کر گزر چکے ہیں، اس کے خوابوں کے شیش محل کو بڑی بے دردی سے چکنا چور کر کے ماں جی بڑے اعتماد سے کہہ رہی تھیں یہ میرا آخری فیصلہ ہے دیکھو اگر تم نے ان کا انکار کیا تو میں تمہیں اپنا دودھ نہیں بخشوں گی، نوفل تڑپ کر اٹھا اور ماں جی کے قدموں میں جا بیٹھا اور انہیں یقین دلایا گیا کہ جو آپ چاہیں گی ویسا ہی ہوگا۔ ماں جی نے بے تحاشا خوش ہو کر اس کی پیشانی چوم لی اور بہت سی دعائیں دے کر اسے رخصت کر دیا وہ بڑے بوجھل دل اور بھاری قدموں کے ساتھ ماں جی کے کمرے سے نکلا تھا۔ اسے سب سے زیادہ دکھ اس بات کا تھا کہ ماں جی نے ہر چھوٹی بڑی بات میں ہمیشہ اس کی پسند کو ترجیح دی ہے لیکن جہاں زندگی بھر کا معاملہ تھا وہاں ماں جی نے اس کی پسند کو ایسے نظر انداز کر دیا تھا جیسے اس کا کوئی حق ہی نہ تھا لیکن ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کی بے چینی میں کمی ہو رہی تھی اور وہ اطمینان محسوس کر رہا تھا اور اس کی سب سے بڑی وجہ ماں جی کی خوشی تھی، ماں جی خوشی سے پھولے نہ سما رہی تھیں۔ پھر اللہ اللہ کر کے شادی کا دن بھی آ پہنچا اس دن ماں جی کی خوشی بیان سے باہر تھی اور نوفل دل ہی دل میں خوشی سے دہرا ہوا جا رہا تھا کہ اس نے ماں جی کا دل رکھ کر پالا مار لیا ہے اور پھر رابعہ حیرت انگیز حد تک تابع فرمان واقع ہوئی۔

ماں جی کی خدمت، شوہر کی فرمانبرداری اس کا دل پسند مشغلہ تھا۔ نوفل حد درجہ مطمئن تھا لیکن یہ کیا ہوا شادی کے کچھ عرصہ بعد ہی رابعہ کی مکمل اطاعت شعاری کے باوجود ماں جی کا رویہ بدلنا شروع ہوا اور بدلتا ہی چلا گیا۔ وہی ماں جو کبھی کبھار رابعہ کی غلطی کے باوجود اس کی حمایت میں سب کو ڈانٹ دیا کرتی تھیں اب ذرا ذرا سی بات پر اس سے الجھ پڑتیں اس کے ہر کام میں عیب نکالنا ان کی زندگی کا گویا مشن بن چکا تھا۔ رابعہ کی پوری کوشش کے باوجود انہیں کوئی نہ کوئی ایسی بات مل جاتی جس کو لے کر کے سارا دن ہر آنے جانے والے کے سامنے رابعہ کی بدخوئیاں کرنا وہ اپنا مسلمہ حق سمجھتی، نوفل کیلئے یہ مسئلہ نہایت پریشان کن تھا ایک طرف رابعہ تھی جس کو ماں جی نے اس کی تمام تر ناپسندیدگی کے باوجود اس کا شریکِ حیات چنا تھا اور اس نے اپنی سلیقہ شعاری اور خدمت سے سب کے دلوں میں جگہ بنالی تھی اور ایک طرف ماں جی نے جو بڑے چاؤ سے بھانجی کو بیاہ کر لائیں تھیں اور اب انہیں اس کی ہر ادا میں کیڑے نظر آنے لگتے تھے اور اب تو بچے بھی اتنے بڑے ہو چکے تھے کہ ان کے ذہنوں میں یہ سوال اٹھنے لگے تھے کہ امی کی خاموشی کے باوجود کیوں دادی اماں ہر وقت گرجتی برستی رہتی ہیں۔ نوفل کو یوں محسوس ہوتا کہ وہ ان سب کا مجرم ہے کیا اسے رابعہ سے شادی سے انکار کر دینا چاہئے تھا لیکن یہ تو ماں جی کے اصرار سے ہوئی تھی کیا اسے ماں جی کے سامنے کھل کر سب کچھ کہہ دینا چاہئے لیکن اس سے تو ان کا بوڑھا دل یہ مطلب اخذ کر لے گا کہ نوفل زن مرید بن چکا ہے، اس کا تو تصور بھی محال تھا لیکن شاید اس کی ماں سے محبت خدا کو پسند آئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دست گیری فرمائی۔ اس نے شریعت کے سنہری قوانین کی طرف رجوع کیا تو ماں کے قدموں میں جنت والی حدیث جگمگا رہی تھی، اور تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کیلئے بہتر ہے والی حدیث مبارکہ بیوی کے حقوق پر روشنی ڈالتی ہوئی نظر آئی، اس نے بیوی اور بچوں کو یہ کہہ کر تسلی دی کہ بوڑھے معذور ہوتے ہیں۔ ان کی کڑوی کسیلی سن کر بھی ان کی خدمت کو شعار بنانے والا زندگی کے کسی میدان میں ناکامی سے دوچار نہیں ہوگا اور خود اس نے پہلے سے بڑھ کر ماں جی کی خدمت کر حرزِ جاں بنالیا۔ احکامِ خدا اور اطاعتِ رسول کی برکت ہے کہ نوفل آج ماں جی کے سو سے اوپر ہونے اور ان میں بچپنا بڑھ جانے کے باوجود مجموعی طور پر پرسکون زندگی گزار رہا ہے۔ لیکن جب کبھی وہ ماضی کے جھروکوں میں جھانکتا ہے تو ایک بات اسے اکثر حیران کر جاتی ہے کہ رابعہ کیلئے شادی سے قبل ماں جی کی محبت حقیقت تھی یا شادی کے بعد والی نفرت، لیکن ایک دن اس کی سب سے چھوٹی بیٹی، بہن بھائیوں میں بیٹھی اپنی معلومات کے جوہر بکھیر رہی تھی اور نوفل کے کانوں میں جو کسی کام سے وہاں سے گزر رہا تھا، سفینہ کی یہ بات پڑی کہ شادی سے پہلے امی دادی اماں کی بھانجی تھیں اور بعد میں ساس بس یہی وجہ ہے کہ امی کا کوئی کام دادی کو پسند نہیں آتا۔ نوفل کو اس کی بات میں کسی حد تک صداقت محسوس ہوئی اور وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

یہ فیصلہ تو ہم ساری ساسوں کے اوپر چھوڑتے ہیں کہ سفینہ کی بات میں کس حد تک سچائی ہے، کیا ساس اگر ظالم نہ ہو تو ساس بننے کا مزہ نہیں آتا۔ یا یہ خطرہ لاحق رہتا ہے کہ ساس بن کر بھی دیکھنے سننے والوں کو اندازہ ہی نہ ہو کہ یہ ساس صاحبہ ہیں تو ساس بننے کا فائدہ ہی کیا ہے۔ ویسے ایک گر کی بات ہمیں بھی معلوم ہے اگر ساری خوش دامنیں اس کو اپنا لیں تو ہم یقین سے کہہ سکتی ہیں کہ ہر گھر سکھ کا گہوارہ بن سکتا ہے، وہ یہ کہ ہر ساس اپنی بہو کے ساتھ کم از کم ایسا سلوک کرے جیسا کہ وہ چاہتی ہے کہ اس کی اپنی پیاری بیٹی کے ساتھ اس کے سسرال میں روا رکھا جائے، کیوں کیسا لگا اتنا مختصر اور آسان سا گر تجربہ کر کے ہمیں ضرور بتایئے گا، ہاں ایک بات ملحوظ خاطر رہے کہ یہ گُر آسان تب ہی لگے گا جب فریقین کے دل میں خوفِ خدا موج زن ہوگا، تو کیوں نہ لگے ہاتھوں دعا بھی کر لیں کہ یا اللہ ساری مسلمان ماؤں، بہنوں کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کا مکمل خیال رکھنے والے بنا اور ہر ساس اور بہو کے دل میں یہ بات ڈال دے کہ جتنی صلاحیتیں وہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کیلئے صرف کرتی ہیں وہ سب کفر کے خلاف استعمال کرنے کیلئے سنبھال کر رکھیں اور وقت پڑنے پر کفر کے ایوانوں میں آگ لگا دیں۔

آمین

بچوں کی تربیت کیسے کریں؟

ک۔ز۔ کاظمی اسلام آباد

اس حیاتِ مستعار میں ایک انسان کے لئے ایمان کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کا سب سے بڑا اور خوبصورت تحفہ اولاد ہے اور ایک مسلمان کے لئے اس تحفے کی اہمیت اس لئے بھی بڑھ جاتی ہے کہ اس کی اخروی نجات اور رفع درجات میں صالح اولاد کا کردار انتہائی اہم ہوتا ہے۔

اولاد ایک ایسی چیز ہے جس کی محبت انسانی فطرت میں رچی بسی ہے، اسی اولاد کو راحت دینے کے لئے والدین دن رات محنت میں مصروف رہتے اور اس کے بہترین مستقبل کے لئے صبح وشام بھاگ دوڑ کرتے ہیں۔

یقیناً اولاد کے مستقبل کی فکر والدین کی ذمہ داری ہے اور اس کی تربیت ایک اہم دینی فریضہ ہے۔ لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ موجودہ دور میں جس طرح مسلمانوں نے دین کے دوسرے احکام کو تختہ مشق بنایا ہوا ہے بعینہ یہی معاملہ تربیتِ اولاد جیسے حساس فریضے کے ساتھ ہے۔ آج کے والدین کا نظریہ اور طرزِ عمل یہ ہے کہ اولاد کی تربیت کا سب سے بہترین حل یہ ہے کہ اس کو ماڈرن ترین انگلش میڈیم اسکول میں داخل کروادیں، ہاں کوئی دوسری قابلیت ہو یا نہ ہو فر فر انگلش ضرور آنی چاہئے نیز اس کو جدید تراش خراش کے ملبوسات خرید کردیں جو فیشن میں ضرور ان ہوں ستر پوشی بے شک نہ کریں۔ تربیت کا ایک انداز یہ ہے کہ ان کو مغربی تہذیب کا ایک ایک کام آتا ہو دین کا ایک حکم بھی بھلے معلوم نہ ہو۔

یاد رکھئے بچوں کی تربیت کا یہ انداز سراسر غیر اسلامی ہے اور اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے اس اندازِ تربیت کا ہی ثمرہ ہے کہ آج کل سنگر، ایکٹر، کرکٹر تو وافر مقدار میں وجود میں آرہے ہیں لیکن ایوبی، غزالی اور رومی کوئی نہیں بن رہا۔ دنیا کے دل دادہ تو بہت ہیں فکر آخرت بیدار کرنے والا کوئی نہیں، کافروں کے آگے سر جھکانے والے تو بہت ہیں محمد بن قاسم کا کردار نبھانے والا کوئی نہیں، شاعرِ مشرق کے کلام پر سر دھننے والے تو بہت ہیں لیکن کوئی مردِ آہن نہیں جو امت کی مردہ رگوں میں روحِ جہاد پھونک کر ان کو موت کے آئینے میں رخِ درست دکھا سکے۔

تربیت کے اس انداز سے صرف والدین کا ہی نقصان نہیں پوری امت کا نقصان ہے۔ یہ بھی اسی کا ثمرہ ہے کہ آج امت مسلمہ کی پور پور زخمی ہے لیکن مسلمان حکمران اپنی اپنی کرسی بچانے کی فکر میں ہیں۔ یاد رکھئے اگر تربیت کا یہ طریقہ جاری رہا تو بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے جب آگ ہمارے دامن تک پہنچ جائے گی، اس سے پہلے کہ وہ وقت آئے بچوں کی تربیت کا انداز بدلئے، ان کو حقیقی مسلمان بنایئے تا کہ وہ ایمان کی قوت سے ہر پست کو بالا کردیں، تا کہ وہ مجاہدانہ بانکپن سے ظالم کی کمر توڑ دیں۔ بچوں کی تربیت ایسے کریں کہ وہ حکمران کے روپ میں عدلِ فاروقی کا نمونہ ہوں تو کمانڈر کی صورت میں خالد بن ولید کی جراتوں کے امین۔ اگر وہ اپوزیشن لیڈر ہوں تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ جیسے حق پرست ہوں، بچوں کی درست تربیت کی ذمہ داری کا بڑا حصہ خواتین اسلام پر عائد ہوتا ہے، کیونکہ گھریلو امور کی نگران وہی ہیں، حدیثِ پاک کا مفہوم یہ ہے کہ ''ہر انسان نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی نگرانی کی بابت سوال ہوگا''۔ ذیل میں بچوں کی تربیت کے چند اصول بتائے جائیں گے ان کو اپنا کر خواتین اسلام ان شاءاللہ اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برا ہوسکتی ہیں۔

1: جب بچہ بات چیت کے قابل ہو جائے تو اس کو کلمہ، نماز اور روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی دعائیں عربی زبان میں یاد کروائیں تا کہ وہ شعور کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھتے ہی اس بابرکت کلام سے مستفید ہو سکے۔

2: بچہ کو ہر کام سنت کے مطابق کرنے کی عادت ڈالیں تا کہ سنت طبیعت بن جائے اور وہ سنت کی برکت سے اپنی ہستی کو سنوار سکے۔

3: بچے کو خالص علمی اور ادبی اردو بولنا اور پڑھنا سکھائیں جس میں انگلش کی پیوند کاری نہ ہو کیونکہ اردو ہماری قومی زبان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خوبصورت علمی زبان ہے اور علماءِ حق کی تحقیقات کا ایک گراں قدر ذخیرہ تفسیر و سیرت اور فقہ وتصوف کا اس میں موجود ہے جن سے فائدہ اٹھانا ایک مسلمان کی دینی ذمہ داری ہے۔

4: اس کو بچپن ہی میں قرأت قرآن سیکھنے کے لئے کسی ماہر اور صحیح العقیدہ استاد کی نگرانی میں چھوڑیں اور اس میں ہرگز سستی مت کریں جتنی تحقیق وتاکید سے آپ اس کی دنیاوی تعلیم کا انتظام کرتی ہیں اس سے بھی زیادہ توجہ تعلیم قرآن پر دیں، اور ایک بات کا خاص خیال رکھیں کہ قرآن پاک پڑھانے کے لئے استاد کو گھر پر مت لگوائیں بلکہ بچے کو مدرسے میں بھیجیں کیونکہ اس صورت میں اس کے دل سے تعلیم قرآن کی اہمیت بھی نکل جائے گی اور مدرسے کی برکات سے بھی محروم رہے گا، نیز اس میں قرآن پاک کی بے ادبی کا بھی خدشہ ہے کہ دنیاوی علوم کے لئے تو آپ بچے کو دور دور کے اسکولز اور اکیڈمیز میں بھیجتی ہیں جبکہ تعلیم قرآن کے لئے استاد کو گھر بلوایا جاتا ہے۔

5: بچے کو وقتاً فوقتاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرامؓ کے واقعات سناتے رہیں تا کہ ان حضرات کی محبت اس کے ایمان کا حصہ بن جائے نیز انہی کی شخصیت اس کے لئے نمونہ عمل ہو، اسی طرح اسلام کی دوسری برگزیدہ شخصیات کی عظمت وعقیدت بھی اس کے دل میں راسخ کریں بالخصوص محدثین عظام، صوفیائے کرام اور ائمۂ اربعہ کے حالاتِ زندگی، ان کی جدوجہد اور ذوقِ عبادت کے واقعات اس کثرت سے سنائیں کہ اس کی روحانی نسبت ان اکابر سے جڑ جائے اور انہی کے نقش قدم کو وہ راہِ حق سمجھے۔

4: اس کے لباس کا خاص خیال رکھیں یہود ونصاریٰ اور فساق کے لباس وفیشن سے اس کو بچائیں نیز گلوکاری و اداکاری جیسے بیہودہ کاموں کی نفرت اس کے دل میں راسخ کریں اور دعوت وتبلیغ، درس وتدریس کی عظمت واہمیت اس کے سامنے بیان کریں۔

7: مادیت پرستی سے اس کو بچانے کے لئے دنیا کی حقارت وفنائیت اس کے سامنے بیان کریں اور صدقات وغیرہ اس کے ہاتھ سے دلوانے کا اہتمام کریں، اسی طرح اس کو صاف ستھری تفریح فراہم کریں جس میں کسی قسم کی اخلاق باختگی اور فحاشی نہ ہو۔

8: بچپن سے ہی اس کو نماز، روزے کا عادی بنائیں اور عام حالات میں اس کو نماز چھوڑنے پر مناسب سزا بھی دیں، بعض مائیں صبح بچوں کو جگانے میں کوتاہی کرتی ہیں سردی وغیرہ کی وجہ سے، یاد رکھئے آپ کا یہ طرزِ عمل ان کے لئے ہلاکت ہے بچپن سے وہ مشقت کا عادی بنے گا تب ہی زمانے کی چیرہ دستیوں اور کفار کی سازشوں کا مقابلہ کر سکے گا اس کو بچپن سے ہی اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی عادت دالیں اور ایسا بہادر و جفاکش بنائیں کہ وہ اللہ کا حکم بلند کرنے کے لئے اپنے شعبے میں ایک مجاہدانہ کردار ادا کرے۔

9: اس کو ایسی درس گاہوں میں داخل کروائیں جہاں جدید علوم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم وتربیت کا انتظام ہو اور الحمدللہ ایسے بہت سے ادارے وجود میں آچکے ہیں۔

10: بچوں کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک قدم پر غیر محسوس انداز سے نظر رکھئے اور دین کی عظمت ومحبت اس طرح ان کے سامنے واضح کریں کہ وہ اللہ کے کسی حکم کو توڑنے کی ہمت نہ کریں اور دین کے معاملے میں استہزاء سے مکمل اجتناب کریں، بچیوں کی تربیت میں مناسب انداز میں پردے کی ہدایات بھی شامل کریں اور ان کی عادت یہ بنائیں کہ وہ بچپن سے ہی نامحرم مردوں سے ایک فاصلے پر رہیں تا کہ بعد میں پردہ کرنے میں کسی قسم کی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دستِ دعا بھی دراز رکھئے کہ وہ اس اہم ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کی توفیق دے کیونکہ اس کی توفیق کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں۔

آپ کی صحت

لیکوریا کا مرض:

ھ ڈاکٹر صاحبہ میرا جسم پہلے بہت پتلا تھا لیکن ایک دم ہی جسم موٹاپے کا شکار ہوگیا ہے میں اس وجہ سے بہت پریشان ہوں ڈاکٹر صاحبہ مجھے قبض بھی بہت زیادہ رہتی ہے کہیں موٹاپے کی وجہ سے قبض تو نہیں ہے اس بارے میں ضرور بتائیں۔ لیکوریا بھی بہت زیادہ ہیں کافی علاج کروائے ہیں لیکن کوئی خاص فرق نہیں پڑا۔ میری عمر 24 سال ہے۔ (م۔ن۔سرگودھا)

ھ میں لیکوریا کی بیماری میں مبتلا ہوں۔ میں مختلف قسم کی دوائیاں استعمال کر چکی ہوں کوئی آرام نہیں آیا۔ مہربانی کر کے کوئی مفید مشورہ دیں۔ میں اس بیماری کی وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ (ایک سائلہ)

☆ آپ دونوں کا تقریباً ایک سا مسئلہ ہے لیکوریا کے لئے دوا Cimicifuga 30 (سیمی سی فیوگا) استعمال کیا کریں ایک دن میں 4 مرتبہ تقریباً 5-5 قطرے اس کے ساتھ Bio-Plasgen No 13 (بائیو پلاجن 13 نمبر) 4-4 گولیاں دن میں 4 مرتبہ یعنی دونوں دوائیں ساتھ ساتھ لے لیا کریں۔ اور م۔ن صاحبہ قبض تو ان دواؤں سے ختم ہوجائے گا مگر آپ نے وزن نہیں لکھا کہ عمر کے حساب سے وزن کتنا ہے انشاء اللہ پھر دوبارہ رابطہ کیجئے گا۔

موٹے ہونٹ:

ھ محترمہ ڈاکٹر صاحبہ میں آٹھویں جماعت کی طالب علم ہوں اور میری عمر 17 سال ہے میرا ایک مسئلہ ہے ڈاکٹر صاحبہ میرے ہونٹ کافی موٹے ہیں جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں اس کا کوئی حل بتادیں شکریہ میں آپ کے جواب کا شدت سے انتظار کروں گی۔ خدا حافظ۔ (بنت امیر حمزہ۔ سرگودھا)

☆ آپ نے اپنے ہونٹوں کے بارے میں لکھا ہے تو آپ ہی بتایئے کہ بھلا دواؤں سے چہرے کی ساخت تبدیل ہوسکتی ہے اللہ تعالیٰ نے جیسا بنا دیا ہے اس پر راضی خوش رہیں شکر کریں کہ کوئی اور جسمانی کمی نہیں۔ ہاں اگر آپ پھر بھی مطمئن نہیں تو پلاسٹک سرجری کے ذریعے ہونٹوں کی بناوٹ تبدیل کی جاسکتی ہے۔

آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے:

□ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میری آنکھوں کے گرد گہرے سیاہ حلقے ہیں ان کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں اور ہونٹوں کے دونوں اطراف کالے نشان ہیں جو کہ میری گندمی رنگت پر بہت واضح ہوتے ہیں۔ میں نے بہت سی کریمیں لگائیں مگر کوئی افاقہ نہ ہوا میں بہت پریشان ہوں پہلے نشان کم تھے لیکن اب دن بدن گہرے ہوتے جارہے ہیں میری عمر (21) سال ہے۔ مجھے کوئی اچھا سا نسخہ بتائیں کہ مجھے ان سے چھٹکارہ مل جائے۔ آپ کی دعا گو۔

(ط۔جلالپور پیروالا)

ڈاکٹر اُمِّ محمد

☆ یہ جو سیاہ نشانات بنتے جارہے ہیں دراصل جگر کی خرابی سے ہورہے ہیں آپ غذا میں پھلوں کا جوس، کلیجی اور مچھلی کا استعمال زیادہ کیا کریں ان نشانات پر دودھ کی بالائی میں تھوڑا سا لیموں اور عرقِ گلاب ملا کر لگایا کریں آنکھوں پر کھیرے کے قتلے 5-10 منٹ رکھنے سے سیاہ حلقے کم ہوتے ہیں نیز اگر پڑھائی یا باریک سلائی کڑھائی کا کام کریں تو روشنی کا مناسب خیال رکھا کریں۔ دوا میں Sepia200 5-5 قطرے دن میں 2 مرتبہ 1 چمچ پانی میں لے لیا کریں۔

ایک ساتھ کئی مسائل:

☆ ایک سائلہ۔ جھاریاں: ایک تو آپ میں خدمتِ خلق کا مادہ بہت ہے اس کو کہتے ہیں کہ "سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے"۔ آپ کے ماموں ابو اور پڑوسیوں کے مسائل کے حل بھی اگر لکھوں تو یہ شمارہ تو پورا آپ کے نام ہی ہوجائے گا۔ اتنی لمبی چوڑی داستان لکھی ہے مگر نام ایک سائلہ اب یہ ایک سائلہ، ایک بہن، یا ایک بیٹی بہت مسائل پیدا کرتے ہیں کہ جواب کس حوالے سے لکھا جائے کہ پہچان میں آسکے آئندہ آپ اور جو بھی قاریات پڑھ رہی ہیں وہ اس بات کا خیال رکھا کریں صرف آپ کے ذاتی مسائل کا حل لکھ رہی ہوں آپ کے کہنے کے مطابق:

مسئلہ نمبر 1: آپ نے پھر تفصیل نہیں لکھی صرف عمر لکھی ہے قد اور وزن بھی لکھنا ہے۔

مسئلہ نمبر 2: Caimiaphilla200 4-4 قطرے دن میں 2 مرتبہ اور روغنِ زیتون سے مساج کیا کریں۔

مسئلہ نمبر 3: آپ دوا Pulsatilla 30 اور Belladona30 روزانہ 4-4 قطرے دونوں میں سے دن میں 3 مرتبہ لے لیا کریں۔

لیکوریا:

ھ محترمہ ڈاکٹر صاحبہ! میری عمر 17 سال ہے مجھے لیکوریا کی شکایت ہے یہ تقریباً 6\7 سال سے ہے اور مستقل رہتا ہے ابھی تک اس کا علاج نہیں کروایا ہے مہربانی فرما کر علاج تجویز کریں۔ میرا قد بھی چھوٹا ہے 4 فٹ 6 انچ ہے قد بڑھانے کے لئے بھی کوئی مشورہ دیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ (بنت محمد حسین۔ کراچی)

☆ لیکوریا کے لئے Cimicifuga30 اور Bio-plasgem No13 دوائیں لیں۔ سی سی فیوگا کے 5-5 قطرے دن میں تین مرتبہ اور بائیو پلاسجن 13 نمبر کی 4-4 گولیاں دن میں 4 مرتبہ لیں۔

مسوڑھے کمزور ہیں:

ھ میری عمر 13 سال ہے۔ میرے دانتوں کا مسئلہ ہے۔ میرے مسوڑھے بہت کمزور ہیں۔ برش کرنے سے یا کوئی چیز کھانے سے آگے والے دانتوں سے بہت خون نکلتا ہے اور پہلے میرے دانت بہت سفید تھے لیکن اب (اسی سال) دانتوں پر بہت پیلا پن آگیا ہے۔ جتنے بھی دانت صاف کرلو لگتا ہی نہیں کہ دانت صاف کئے ہیں ویسے کے ویسے پہلے ہی کی طرح رہتے ہیں، اور دانتوں میں کیڑا بہت جلدی لگ جاتا ہے۔ کیڑے کی وجہ سے نکلوانے کی نوبت آجاتی ہے میں صبح وشام برش بھی کرتی ہوں اور ہر نماز کے وقت مسواک بھی کرتی ہوں۔ میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں گی کہ آپ میرے اس مسئلے کا حل بتادیں، میں دانتوں کی وجہ سے بہت پریشان رہتی ہوں۔ اگر ہوسکے تو ہومیو پیتھک دوائی تجویز کیجئے گا۔ والسلام۔ (آپ کی بہن)

☆ آپ بنتِ حوا کے جواب میں موجود دانتوں کے حل سے استفادہ کریں ساتھ ہی کیڑے سے بچاؤ کے لئے دوا Kerasote30 (کریا زوٹ) کی روزانہ 2 خوراکیں لیں تقریباً 5-5 قطرے 1 چمچ پانی میں لیں۔

فالتو بال، دانے وغیرہ:

چہرے پر کیل مہاسے داغ اور بالوں کے لئے آپ خواتین کا اسلام کا شمارہ نمبر 42 دیکھیں ویسے اس کے ساتھ ان مسائل کے لئے دوا Hudrocolyle Ø 10-10 قطرے ایک گھونٹ پانی میں 3 مرتبہ لیں۔ پلکوں پر Caster oil لگا کر دیکھیں پانی اور پھلوں کا جوس زیادہ استعمال کیا کریں تاکہ صاف اور تازہ خون پیدا ہوا اور جلد میں تازگی محسوس ہو۔ دانتوں کے لئے پھٹکری اور نمک لیں۔ پھٹکری کو توے پر ڈال کر اس وقت تک گرم کریں جب تک وہ سخت (بھربھری) نہ ہوجائے۔ اس پھٹکری کو باریک پیس لیں، پھر اس میں نمک ملالیں۔ جب استعمال کرنا ہو برش کی مدد سے اچھی طرح لگائیں، آپ کے دانتوں پر سے نشانات اور خون آنے کا مسئلہ حل ہوجائے گا۔

(بنت حوا۔ ڈیرہ غازی خان)

آپ کا دسترخوان

رنگین چاول:

اشیاء: چاول 2 گلاس۔ مرغی کی یخنی 4 کپ۔ انڈے 2 عدد۔ چائنا نمک 2 چھوٹے چمچ۔ رنگ سبز، زرد، گلابی، پیلا، سرخ ایک ایک چمچ۔ گرم مصالحہ 2 چمچ۔ کالی مرچ 1/2 چائے کا چمچ۔

ترکیب: چاولوں کو 3 1/2 گلاس یخنی میں اُبال لیں اور ساتھ گرم مصالحہ بھی ڈال دیں۔ اب انڈوں کو خوب پھینٹ لیں اور اس میں تھوڑی سی کالی مرچ ڈال دیں، پھر اس کا آملیٹ بنالیں۔ اب ایک ایک چمچ یخنی لے کر اس میں الگ الگ سارے رنگ مکس کریں۔ اب ایک بڑی دیگچی لے کر اس میں سب سے پہلے چاولوں کی ایک تہہ بنالیں اب اس پر تھوڑا تھوڑا رنگ چھڑکتی جائیں۔ پھر آملیٹ کو چھری کی مدد سے چھوٹا چھوٹا کاٹ لیں اور اوپر ڈالیں۔ اب پھر چاولوں کی ایک اور تہہ بنالیں اور بچا ہوا رنگ بھی چھڑک دیں۔ سب سے اوپر جن بوٹیوں کی یخنی بنائی تھی اُن کو ہاتھ سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے اوپر ڈال دیں۔ یاد رہے کہ یخنی میں چاول اُبالتے وقت چائنا نمک ڈالیں اور انڈوں میں بھی آملیٹ بناتے وقت۔ اب 5 منٹ کیلئے دم پر رکھیں اور پھر اتار کر سلاد کے ساتھ گرم گرم پیش کریں۔

چکن بریانی:

چاول 1/2 کلو۔ مرغی 1/2 کلو۔ گرم مصالحہ ایک چمچ۔ ہرا دھنیا تھوڑا سا۔ دہی ایک کپ۔ پیاز 3 عدد۔ گھی ایک کپ۔ سرخ مرچ حسب ضرورت۔ نمک حسب ضرورت۔ زردے کا رنگ 2 چائے کے چمچ۔

ترکیب: چاول اس طرح ابال لیں کہ ٹوٹنے نہ پائیں۔ پھر مرغی کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لیں۔ پیاز کو اچھی طرح سرخ کر کے گرم مصالحہ اور سرخ مرچ ڈالیں پھر اس میں مرغی ڈال کر فرائی کریں پھر دہی ڈالیں جب گھی چھوڑنے لگے تو چولہا بند کر دیں۔ اب ایک دیگچی کو گرم توے پر رکھ دیں اور اس میں سب سے پہلے چاولوں کی ایک تہہ ڈالیں، پھر اس میں مرغی کا مصالحہ ڈال دیں اس کے بعد پھر چاولوں کی تہہ لگائیں، پھر مرغی کا آدھا گوشت ڈالیں اور چاولوں کی ایک اور تہہ لگائیں اور اس پر باقی مرغی ڈالیں، اب اس پر ہرا دھنیا اور تھوڑا سا پیسا ہوا زیرہ ڈالیں۔ پھر زردے کے رنگ کو پانی میں گھول کر چمچ کی مدد سے چار پانچ جگہوں پر ڈالیں۔ 15 منٹ دم دینے کے بعد اتار کر گرم گرم ٹماٹر اور پیاز کے سلاد کے ساتھ پیش کریں۔ (زوجہ حامد مغفور شاہ۔ ایبٹ آباد)

پاؤ بھاجی:

اشیاء: آلو (ابال کر میش کیے ہوئے) 1 پاؤ۔ مٹر (ابال

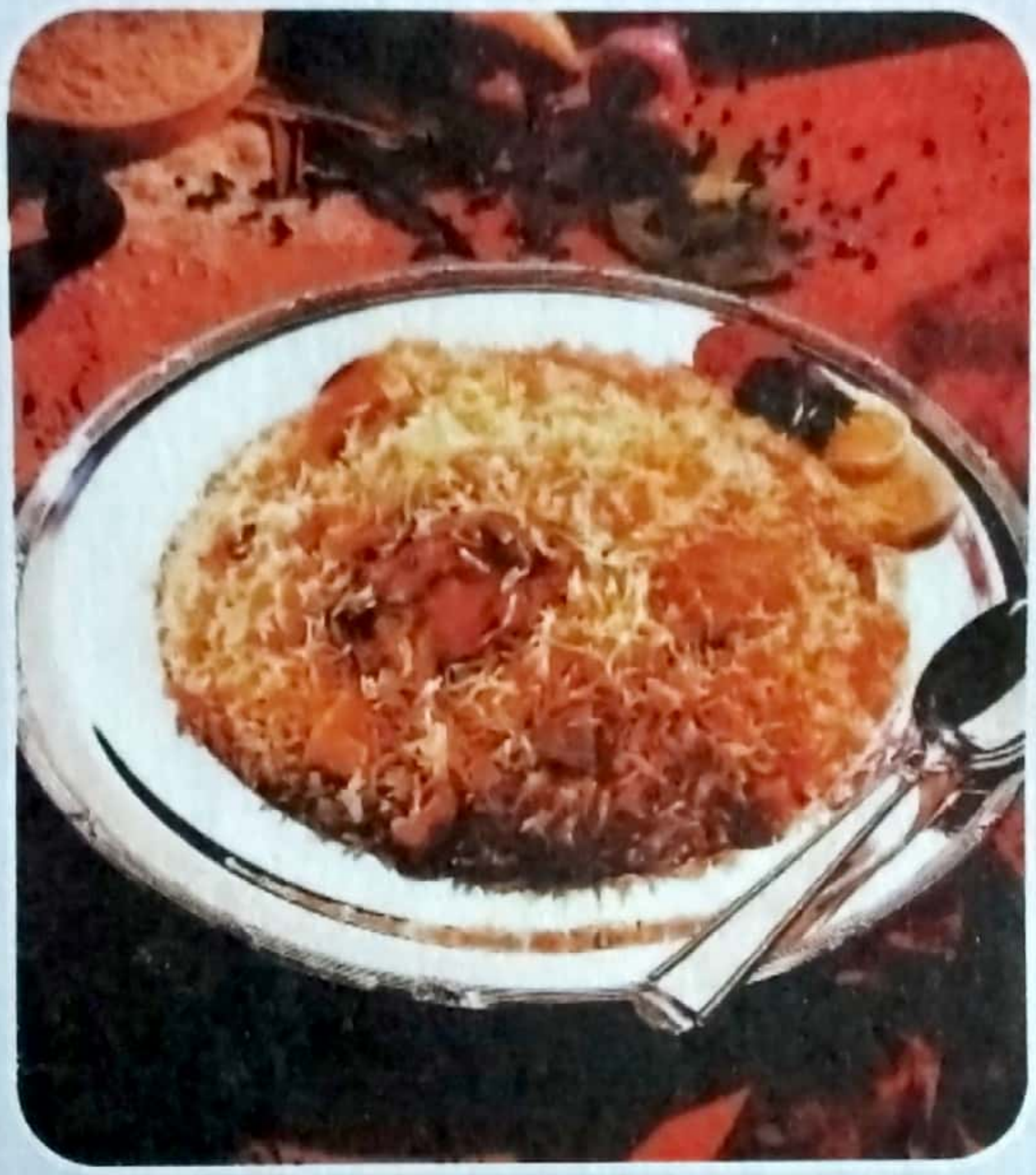

کر میش کیے ہوئے) 100 گرام۔ گوبھی (ابال کر میش کی ہوئی) 100 گرام۔ ٹماٹر (بلینڈ کیے ہوئے) 1 پاؤ۔ پیاز (آملیٹ کی طرح کٹی ہوئی) 1 عدد۔ شملہ مرچ (آملیٹ کی طرح کٹی ہوئی) 1/2 عدد۔ نمک 1 چائے کا چمچہ۔ لال مرچ پاؤڈر 1 کھانے کا چمچہ۔ ادرک لہسن پیسٹ 1-1 چائے کا چمچہ۔ سفید زیرہ پاؤڈر 1 چائے کا چمچہ۔ (کوکنگ) کُکنگ آئل 1/4 کپ۔ لیموں کا رس 1 کھانے کا چمچہ۔ کری پاؤڈر 1 کھانے کا چمچہ۔ مکھن دو کھانے کے چمچ۔

ترکیب: کوکنگ آئل گرم کر کے اس میں پیاز فرائی کر لیں۔ اس میں شملہ مرچ، نمک، لال مرچ پاؤڈر، ادرک لہسن پیسٹ اور سفید زیرہ پاؤڈر ڈالیں۔ اس کے بعد ٹماٹر ڈالیں اور مصالحہ بھون لیں پھر میش کی ہوئی سبزیاں ڈال کر مکس کر لیں۔ پھر کری پاؤڈر، لیموں کا رس اور مکھن ڈال کر پانچ منٹ دم پر رکھیں۔ اور چھوٹی ڈبل روٹی یا بن کو مکھن کے ساتھ سینک کر پیش کریں۔

کولڈ سینڈوچ:

ڈبل روٹی (سادہ) 8 پیس۔ چکن 1 پاؤ۔ لیمن چند قطرے۔ نمک چٹکی بھر۔ چائنیز نمک 1/2 چائے کا چمچہ۔ کالی مرچ 1/2 چائے کا چمچہ۔

ترکیب: ڈبل روٹی کے کنارے اتار کر درمیان میں سے کاٹ لیں۔ چکن بوائل کر کے ریشہ کر لیں۔ چکن میں کالی مرچ، نمک، چائنیز نمک، لیموں کے قطرے اور تھوڑی سی کریم ڈال دیں۔ ڈبل روٹی کو ٹرائی اینگل کی شکل میں کاٹیں پھر ان پیسز پر کریم لگائیں۔ چکن والا آمیزہ ڈبل روٹی پر رکھ کر اوپر سے دوسرا پیس رکھ دیں۔ یہ سینڈوچ ناشتے میں بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

(بنت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی۔ فیصل آباد)

گھر میں سامان کی کمی کوئی عیب نہیں

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کا کام کاج خود ہی کرتی تھیں، گھر میں کھانے پینے کی کمی بھی رہتی تھی، گھر میں سامان بہت ہی معمولی تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے زینت کے لئے عمدہ قسم کے کپڑے کا پردہ دروازہ پر لٹکا رکھا ہے تو اس پر خفگی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ میرے گھر والے ہیں، میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اپنے حصہ کی عمدہ چیزیں اسی زندگی کے اندر کھالیں۔ (مشکوٰۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اختیاری تھا اپنے گھر والوں کے لئے بھی اسی کو پسند فرماتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہتے تو اپنی صاحبزادی کو ایک غلام یا باندی عطا فرمادیتے باوجود اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضروریات کا احساس بھی تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خداداد رحمت نے اسی پر آمادہ کیا کہ صفہ میں رہنے والے میری بیٹی سے زیادہ ضرورت مند ہیں، کسی نہ کسی طرح صاحبزادی کی زندگی محنت ومشقت کرتے ہوئے گزر رہی ہے مگر صفہ والے تو بہت ہی بدحال ہیں جن کو فاقوں پر فاقے گزر جاتے ہیں ان کی رعایت مقدم ہے اور صاحبزادی کو ایسا عمل بتایا جو آخرت میں بے انتہا ثواب کا ذریعہ بنے وہ عمل یہ ہے فرمایا میں تمہیں باندی سے بہتر پانچ الفاظ بتاتا ہوں ان سے دعا مانگا کرو۔

"یا اول الاولین، یا آخر الآخرین، یا ذوالقوۃ المتین، یا راحم المساکین، یا ارحم الراحمین۔" ان لفظوں سے جو دعا مانگی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے دنیا کی فنا ہونے والی تکلیف آخرت کے بے انتہا انعامات کے مقابلہ میں بہت ہی بے حقیقت ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنے شوہر کا کام انجام دیتی رہو اور اپنے رب کا فریضہ ادا کرتی رہو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں عرض کیا کہ میں اللہ کی تقدیر اور اس کے رسول کی تجویز پر راضی ہوں۔

ہمشیرہ احسان الحق فیصل آباد

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں جہاں کے بادشاہ کی سب سے پیاری بیٹی اور جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں، گھر کا کام کاج خود کرتی تھیں، ہانڈی پکانا، جھاڑو دینا، چکی پیسنا، مشکیزہ بھر کر پانی لانا ان کا روزانہ کا عمل تھا معلوم ہوا کہ اپنے گھر کا کام کاج کرنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ آج کل کی عورتیں خاص کر جن کے شوہروں کے پاس چار پیسے ہوتے ہیں گھر کے کام کرنے کو عیب سمجھتی ہیں جس کی وجہ سے نوکر چاکر رکھنے پڑتے ہیں اور ان لوگوں سے بہت سے دینی اور دنیاوی نقصان بھی پہنچ جاتے ہیں گھر کا کام کرنے سے ثواب ملتا ہے۔ جس طرح قرآن کے ایک ایک لفظ پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں اسی طرح گھر کے کام کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے اپنے گھر کا کام کاج خود انجام دینے سے صحت بھی اچھی رہتی ہے اور کام بھی مرضی کے مطابق ہوتا ہے۔

گھر میں سامان کی کمی کوئی عار کی بات نہیں ہے انسان کی اصل شرافت اس کے اچھے اخلاق، عمدہ اوصاف، خدا ترسی، عبادت کی پابندی اور تقویٰ وطہارت کی زندگی ہے، عمدہ کپڑوں اور بنگلوں سے نیز صوفہ سیٹ اور میز کرسیوں سے، بھڑکیلا لباس اور مزین کمروں سے انسان میں کوئی شرافت نہیں آجاتی، اگر کوئی شخص پچاس لاکھ کے بنگلے میں رہتا ہے اور بداخلاق بھی ہے تو اس میں کوئی شرافت نہیں، کسی کے چیمبر میں صوفہ سیٹ ہے، دیواریں مزین ہیں خوبصورت پردے لٹکے ہوئے ہیں، مگر نمازیں غارت کی جاتی ہیں زکوٰۃ نہیں دی جاتی تو یہ کوئی بڑائی نہیں، پھر اگر یہ چیزیں حرام مال کی ہوں تو دوزخ میں لے جانے کا ذریعہ بنیں گی دوزخ میں سخت عذاب بھی ہے اور بہت بڑی ذلت بھی اللہ ہم سب کی حرام مال سے حفاظت فرمائے اور دوزخ کے عذاب سے اور ذلت سے ہم سب کو محفوظ فرمائے سمجھ دار وہ ہے جو آخرت کی فکر کرے، فرائض پورے کرے، حرام سے بچے، جو دوزخ کے کام کرتا ہو وہ کیسے بڑا آدمی ہوسکتا ہے؟ بڑا آدمی وہ ہے جو اللہ رب العزت کی فرمانبرداری میں لگا ہو......

(واللہ اعلم)

قابلِ تقلید لیڈی ڈاکٹر

س۔ اشرف لیہ

دکھ سکھ انسان کے ساتھ ہے انسان ہمیشہ تندرست نہیں رہتا اور جب بیمار ہوتو ظاہر ہے ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر کے پاس جانا پڑتا ہے پھر اگلے مرحلے میں ہمیں ڈاکٹر کی توجہ اور علاج کی ضرورت ہوتی ہے اگر ڈاکٹر توجہ سے علاج کرے گا تو یقیناً مریض کو اس سے اطمینان کا اظہار ہوگا اور پھر دوبارہ وہ جب بھی بیمار ہوگا تو اسی ڈاکٹر کے پاس جائے گا۔ آج میرا قلم جن لیڈی ڈاکٹرز کے بارے میں لکھنے جا رہا ہے ان کا نام ڈاکٹر صائمہ بتول سمرا ہے آج سے دو سال قبل جب وہ اتنی مقبول نہیں تھیں میرے گردہ میں انفیکشن ہوا تو میں علاج کی غرض سے ان کے پاس گئی تو انہوں نے بہت توجہ سے میرا چیک اپ کیا اور وہ اس انداز سے ملیں جس طرح پہلے سے شناسا ہوں ان کی بھرپور توجہ کی وجہ سے میں ان کی گرویدہ ہوگئی، جب بھی کوئی پرابلم ہو ان کے پاس ہی جاتی ہوں ان کے پاس مریضوں کی اچھی خاصی تعداد ہوتی ہے اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ وہ خوش اخلاقی سے پیش آتی ہیں اور ہر نئی آنے والی مریضہ سے ایسے پیش آتی ہیں جیسے اس کے ساتھ پہلے بھی تعلق رہا ہو پھر اس کا پوری توجہ سے چیک اپ کرتی ہیں پھر اگلے مرحلہ میں وہ اس کے لئے میڈیسن تجویز کرتی ہیں۔ ان کے پاس اکثر تعداد ایسے مریضوں کی ہوتی ہے جو کہ دیہاتی ٹائپ کی ہوتی ہیں اور اردو ان کی سمجھ سے بالاتر ہوتی ہے تو پھر وہ ان سے ان کی خاص زبان یعنی سرائیکی میں گفتگو کرتی ہیں اور انہیں میڈیسن کے بارے میں بار بار سمجھاتی ہیں، ان کے اس عمل سے وہ بہت متاثر ہوتی ہیں۔ ان کا ایک قابل فخر عمل یہ ہے کہ وہ مکمل پردہ کرتی ہیں حالانکہ آج کے پر آشوب و پرفتن دور میں ایسی لیڈی ڈاکٹرز خال خال ہی ملتی ہیں جو مکمل پردہ کرتی ہوں۔ ان کا دوسرا عمل جس سے میں متاثر ہوئی کہ وہ مستقل نمازی ہیں گزشتہ دنوں میں ان کے کلینک پر خواتین کے اسلام کا میگزین لے کر حاضر ہوئی تو وہ مغرب کی نماز سے فارغ ہوکر میری طرف متوجہ ہوئیں میں نے میگزین کا مختصر تعارف کروایا انہوں نے سرسری نظر میگزین کے تمام اوراق پر ڈالی میں نے کہا کہ یہ بطور ہدیہ ہے، آئندہ آپ مستقل لیا کریں تو انہوں نے میری بات سے اتفاق کیا اور انہوں نے میگزین کو بہت پسند کیا اور میں نے محسوس کیا کہ وہ بہت خوش تھیں اور ایسے میگزین کی انہیں بہت پہلے سے ضرورت تھی واپسی پر میں نے اپنے آپ سے سرگوشی کی کہ انہیں میگزین مبارک ہو اور خواتین کے میگزین کو ایسی قاریہ مبارک ہو جو قابل تقلید ہے اور جن کی تقلید پر عمل پیرا ہو کر دیگر لیڈی ڈاکٹرز اپنی دنیا و آخرت انسانی خدمت کے ذریعہ سنوار سکتی ہیں۔

صحابیات کا سلسلہ

☆جب سے ہم نے خواتین کا اسلام دیکھا ہے ہم اس کی مستقل قاریہ ہیں، ''خواتین کا اسلام'' میں امہات المؤمنینؓ اور صحابیاتؓ کے واقعات بڑے اچھے لگتے ہیں، برائے مہربانی اس کا ایک سلسلہ شروع کر دیجئے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین) (ام جویریہ۔ کوٹری)

اچھا ساتھی

☆خواتین کا اسلام اس دور میں بناتِ اسلام کے لئے اچھا ساتھی اور رہبر ہے۔ آپ نے اس کو جاری کر کے ایک سوئی ہوئی قوم کی ماؤں، بہنوں کو جگا کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی ہمت عطا فرمائی ہے اللہ آپ کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ انشاء اللہ خواتین کا اسلام، بچوں کا اسلام، ضربِ مومن، روزنامہ اسلام ہر گھر کی زینت بنیں گے اللہ تعالیٰ اس کو ترتیب دینے والوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور ان کو ہر گھر کی زینت بنائے آمین۔ (بنت مولانا فضل امین وطالبات مدرسہ ام سلمہ۔ فیصل آباد)

مشعلِ راہ

☆ہم ضربِ مؤمن، روزنامہ اسلام، خواتین کا اسلام اور بچوں کا اسلام کی مستقل قاریہ ہیں لیکن کسی بھی اخبار یا میگزین میں ہمارا یہ پہلا خط ہے۔ یہ اخبار اور میگزین انتہائی اچھے اور مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ سنا ہے کہ خدا حافظ کہنا درست نہیں قرآن وحدیث میں کہیں بھی یہ الفاظ نہیں آئے جبکہ ہمارے معاشرے میں یہ الفاظ بہت عام ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان اخبارات ومیگزین میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی فرمائیں۔ آمین۔ (بنت اسحاق۔ چک چٹھہ حافظ آباد)

دل جیت لئے

☆سب سے پہلے تو میں آپ حضرات کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتی ہوں کہ آپ حضرات نے ''خواتین کا اسلام'' کو میگزین کی شکل دے کر ہم سب بہنوں کے دل جیت لئے ہیں اور میں ''خواتین کا اسلام'' ضرور پڑھتی ہوں اور میں اس میں اگر کچھ لکھ کر بھیجوں تو اشاعت ضرور کرنا۔ اللہ اس کو ترقی کی راہ پر گامزن فرمائیں۔ آمین ثم آمین (بنت محمد اکرم۔ خانیوال)

☆جی اچھا۔

محنت کا میٹھا پھل

☆''خواتین کا اسلام'' میگزین کی صورت میں پیش کرنے پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد۔ اللہ آپ کو اس کا پورا اجر دے۔ ''جزاک اللہ خیرا'' سب سلسلہ اچھے ہیں ''میں مسلمان کیوں ہوئی''، بہت اچھا ہے۔ آپ کے لئے اللہ سے دعا ہے کہ آپ کو آپ کی محنت کا میٹھا پھل عطا فرمائیں۔ آمین (بنت عبدالعلیم۔ حیدر آباد)

تمام سلسلے پسند ہیں

☆میں روزنامہ اسلام اور ''خواتین کا اسلام'' کی قاریہ ہوں۔ روزنامہ اسلام نے جتنے تھوڑے عرصے میں ترقی کی منازل کو چھوا اس کی مثالیں بہت کم ہی دیکھنے کو ملتی ہیں خصوصاً ''خواتین کا اسلام'' اور ''بچوں کا اسلام'' کی اشاعت نے تہلکہ مچا کر رکھ دیا۔ ''خواتین کا اسلام'' کے تمام سلسلے بہت پسند ہیں آپ حضرات جس شوق ومحنت سے اور جس خالص نیت سے مگن ہیں دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کو مزید استقامت عطا فرمائے۔ (ام مصباح مزمل۔ راولپنڈی)

انٹرویو بہت اچھا لگا

☆''خواتین کا اسلام'' شمارہ نمبر 43 میں ام شہید صاحبہ کا انٹرویو پڑھا واقعی بہت ایمان افروز تھا۔ ان کی ساری باتیں بہت اچھی تھیں۔ ام شہید صاحبہ کے خیالات پڑھ کر دل کو تسلی ہوئی کہ آج بھی ہمارے معاشرے میں حضرت خنساء کی پیروکار عورتیں موجود ہیں۔ آپ اس طرح کے انٹرویوز کا باقاعدہ سلسلہ شروع کریں۔

(بنت قاسم علی خان۔ کراچی)

صلیب کا نشان کیوں؟

اس دفعہ خواتین کا اسلام ہمارے گھر آیا تو اس میں آپ کی صحت والے کالم میں تصویر پر صلیب کا نشان بنا ہوا تھا۔ مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ اس دینی رسالے میں صلیب کا نشان کیوں آیا۔ آپ کو اس پر توجہ دینی چاہئے۔ صلیب کے نشان کی بجائے ہلالِ احمر بھی دیا جاسکتا ہے۔ (بنت نصیر الدین۔ سکھر)

نقطے توجہ سے لگایا کریں

سلام مسنون کے بعد التماس ہے کہ آپ کو اور ''خواتین کا اسلام'' کی پوری ٹیم کو ڈھیروں مبارک باد پیش کرتی ہوں ''خواتین کا اسلام'' کی مستقل قاریہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی خاص رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔ اور ہاں بروز بدھ شمارہ نمبر 42 میں صفحہ 3 پر کیا آپ نے اپنی حفاظت کا انتظام کرلیا؟ سطر 12 پر آیت ہے یدنین علیھن من جلابیھن شائع ہوئی جو کہ اصل آیت سورۂ احزاب میں یوں ہے یدنین علیھن من جلابیبھن۔ برائے مہربانی آپ آیت شریفہ کے نقطوں پر اچھی طرح توجہ دیا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی محنتوں کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (مرسلہ: ف، بنت عبدالستار بندھانی۔ نزد مسجد اقصیٰ نواں گوٹھ، سکھر)

☆غلطی پر متوجہ کرنے کا بہت بہت شکریہ۔

مشرک لوگ

ہمارے شہر میں مشرک اور کافر بہت ہیں۔ خاص طور پر شیعہ جیسے لعنتی اور بدبخت۔ جس کی وجہ سے عورتیں ان کے گھروں میں عام طور پر چلی جاتی ہیں اور وہاں سے نت نئی خباثتیں سیکھ کر آتی ہیں۔ اگر انہیں منع کیا جائے تو کہتی ہیں کہ یہ بھی تو مسلم ہی ہیں۔ انہیں کیا پتہ کہ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ ارکان اسلام میں سے یہ کسی رکن کو نہیں مانتے۔ مثلاً (۱) ان کا کلمہ اور ہے ہمارا اور ہے (۲) یہ دن میں تین مرتبہ نماز پڑھتے ہیں جبکہ اسلام میں پانچ نمازیں فرض ہیں (۳) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ ''سحری میں دیر اور افطاری میں جلدی کی جائے'' مگر یہ اس کا بھی الٹ کرتے ہیں (۴) حج کی جگہ یہ زواری کیا کرتے ہیں۔ (۵) اور زکوٰۃ تو سرے سے دیتے ہی نہیں۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ عورتوں کو بھی پتہ چلنا چاہئے کہ یہ کیسی بدبخت قوم ہے۔

(بنت عبداللہ۔ شاہ پور)

ریڈ کراس کا نشان

میں آپ کی توجہ ''خواتین کا اسلام'' شمارہ نمبر 43 میں شائع شدہ محترمہ ڈاکٹر ام محمد کے مستقل کالم'' آپ کی صحت''، میں چھپنے والے اسکیچ کی ایک غلطی کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اس میں ٹیبل پر دیگر چیزوں کے ساتھ فرسٹ ایڈ باکس بھی پڑا ہوا دکھایا گیا ہے، جس پر ریڈ کراس کا نشان ثبت ہے جو کہ عیسائی دنیا کا نشان ہے جبکہ اہل اسلام کا نشان ریڈ کریسنٹ (ہلال احمر) ہے۔ ہمیں شعوری وغیر شعوری طور پر ایسی فروگذاشتوں سے بچنا چاہئے جو عیسائی افکار کی خاموش تبلیغ کا ذریعہ ہیں۔

امید ہے کہ کسی آئندہ شمارے میں آپ وضاحت شائع کر کے غلطی کی تلافی کر دیں گے۔

(سید سلیم رضوی، گجرات)

☆محترم سلیم رضوی صاحب! آپ کے توجہ دلانے کا بہت شکریہ۔ آئندہ ایسی غلطی سے ''ان شاء اللہ'' احتراز کیا جائے گا۔

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے
روزنامہ اسلام
خواتین کا اسلام
48
بدھ 12 ذی الحجہ 1424ھ مطابق 4 فروری 2004ء
اے روزِ عید!
قربانی کا فلسفہ
عید کے خوش ذائقہ پکوان
قیمت روزنامہ اسلام کے ساتھ 7 روپے صرف میگزین 5 روپے میں
DIL BOLA...
Pakola
Rs. 20

درسِ قرآن

واقعۂ افک

(گزشتہ سے پیوستہ) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دشمنوں نے ہر طرح کی تدبیریں کر ڈالیں۔ کفار و منافقین کی طرف سے سب سے زیادہ سخت روحانی ایذاء جو پہنچائی گئی وہ واقعۂ افک سے متعلق ہے۔ کفار نے تو بہت اڑانے کی کوشش کی لیکن اس واقعہ نے ام المومنین سید عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عفت و تقدس اور ان کے اعلیٰ عقل و فہم کے کمالات کو بھی روشن تر کر دیا۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا کہ "اس حادثہ کو شر نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے لئے خیر ہے" اس سے بڑی خیر کیا ہوگی کہ امیر المومنین کی پاکیزگی اور برأت بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ پوری دس آیات نازل فرمائی ہیں جو قیامت تک تلاوت کی جائیں گی۔ امام بغوی نے ان آیات کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کی چند خصوصیات ایسی ہیں جن میں دنیا کی کوئی دوسری عورت شریک نہیں اور ام المومنین بھی تحدیث بالنعمۃ کے طور پر فخر فرمایا کرتی تھیں۔ اول یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے سے پہلے حضرت جبرئیل امین ایک ریشمی کپڑے میں میری تصویر لے کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فرمایا کہ یہ تمہاری زوجہ ہیں (رواہ الترمذی عن عائشہ) دوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سوا کسی دوسری کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔ سوم یہ کہ رسول اللہ کی وفات آپ کی گود میں ہوئی۔ چہارم یہ کہ آپ حضرت عائشہ کے حجرے میں ہی مدفون ہیں۔ پنجم یہ کہ آپ پر اس وقت بھی وحی نازل ہوتی تھی جبکہ آپ حضرت صدیقہ کے ساتھ لحاف میں ہوتے تھے، دوسری کسی زوجہ کو یہ خصوصیت حاصل نہیں ہوئی۔ ششم یہ کہ آپ کی برأت میں قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں گویا اللہ تعالیٰ نے خود آپ کے متعلق پاکیزگی کی گواہی دی۔ تفسیر قرطبی میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹے بچے کو قوت گویائی دے کر ان کی برأت ظاہر کی۔ حضرت مریم علیہا السلام پر تہمت لگائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت سے ان کو بری قرار دلوایا۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دس آیات نازل فرما کر ان کی برأت کا اعلان کیا، جس نے ان کے فضل و عزت کو مزید بڑھا دیا۔ ہفتم یہ کہ وہ خلیفہ رسول بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں اور اُن میں سے ہیں جن سے دنیا میں ہی مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ کیا گیا۔ یہاں ایک بات سمجھنے کی ہے کہ قرآن مجید نے فواحش و منکرات کے انسداد کا ایک خاص نظام بنایا ہے کہ اول تو یہ خبر مشہور نہ ہونے پائے، اگر شہرت ہو تو ثبوت شرعی کے ساتھ ہو، جہاں ثبوت شرعی نہ ہو وہاں اس طرح کی بے حیائی کی خبروں کو عام کرنا فواحش و منکرات کی نفرت کم کرنے کے مترادف ہے، جس کا مشاہدہ ہم روزانہ کے اخبارات میں کرتے رہتے ہیں کہ اخباروں میں زنا، شراب اور اس جیسے دوسرے منکرات کے بارے میں خبریں خوب مرچ مصالحہ لگا کر شائع کی جاتی ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عام لوگ ان گناہوں سے نفرت کی بجائے ان کے ارتکاب کی خواہش دلوں میں پالنے لگتے ہیں اور جو لوگ نفس و شیطان کے ہاتھوں مغلوب ہو جائیں وہ ایسا کر گزرتے ہیں۔ جو لوگ فحاشی و عریانی پھیلانے کا ذریعہ بنتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دردناک عذاب کی وعید سنائی ہے۔ چلتے چلتے یہاں ایک بات اور سمجھ لی جائے کہ قرآن مجید میں ام المومنین عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں قرآنی آیات کے نزول کے بعد اب جو شخص یا گروہ ام المومنین پر تہمت لگائے وہ بلاشبہ منکر قرآن اور کافر ہے جیسا کہ شیعہ گروہ کہ نہ صرف یہ کہ وہ ام المومنین پر تہمت لگاتا ہے بلکہ وہ اپنے دیگر بہت سے معتقدات کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان کے کفر میں کسی شک و شبہہ میں کوئی گنجائش ہی نہیں۔

دین معاف کر دینے کی تعلیم دیتا ہے

درسِ حدیث

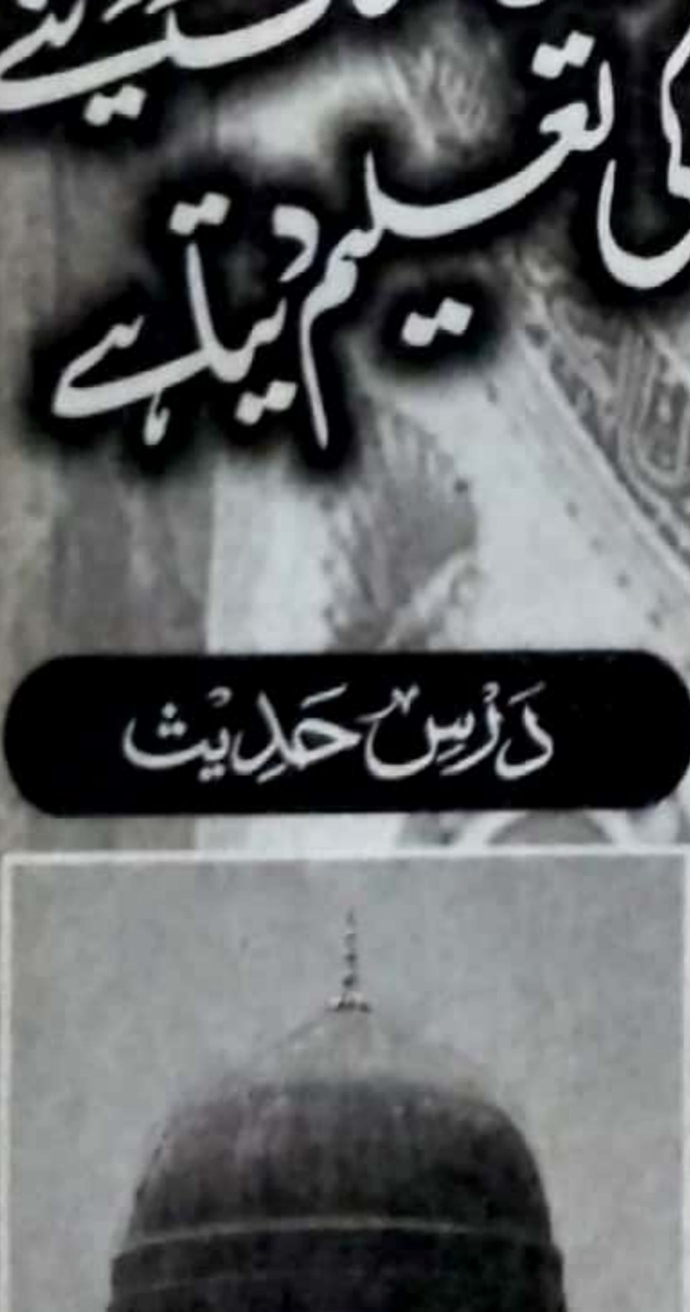

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو گالیاں دیں، اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ (اور آپ اس شخص کے مسلسل گالیاں دینے اور ابو بکر کے صبر کرنے پر) تعجب اور تبسم فرما رہے تھے، پھر جب اس آدمی نے بہت ہی زیادہ گالیاں دیں تو ابو بکر نے بھی اس کی بعض باتوں کو اسی پر الٹ دیا اور کچھ جواب دیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ناراضی کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر چل دئے۔ (اس سے حضرت ابو بکر کو کچھ فکر لاحق ہوئی) پس ابو بکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ! وہ شخص مجھے گالیاں دیتا رہا اور آپ وہاں تشریف فرما رہے، پھر جب میں نے کچھ جواب دیا تو حضور ناراض ہو کر اٹھ آئے؟...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: جب تک تم خاموش تھے اور صبر کر رہے تھے تمہارے ساتھ اللہ کا ایک فرشتہ تھا جو تمہاری طرف سے جواب دہی کر رہا تھا، پھر جب تم نے خود جواب دیا تو (وہ فرشتہ چلا گیا اور) شیطان بیچ میں آ گیا۔ اس کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر! تین باتیں ہیں جو سب کی سب حق ہیں اول یہ کہ جس بندے پر کوئی ظلم و زیادتی کی جائے اور وہ محض اللہ عز و جل کے لئے اس سے درگزر کرے (اور انتقام نہ لے) تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کی بھرپور مدد فرمائیں گے، دوم یہ کہ جو شخص صلہ رحمی کے لئے دوسروں کو دینے کے لئے دروازہ کھولے گا اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کو بہت زیادہ دیں گے، سوم یہ کہ جو آدمی اپنی دولت بڑھانے کے لئے سوال اور گداگری کا دروازہ کھولے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی دولت کو اور زیادہ کم کر دیں گے۔ (مسند احمد)

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں تین باتیں ارشاد فرمائی گئی ہیں۔ ۱: ظلم و زیادتی کو معاف کرنا۔ ۲: صلہ رحمی کرنا۔ ۳: بلاوجہ مانگنا، تینوں ہی اس معاشرے کے اہم پہلو ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا بدلہ انصاف کے ساتھ لیتا ہے تو یہ اگرچہ جائز ہے مگر قدرت کے باوجود معاف کر دینا بہت بڑی فضیلت اور عزیمت کی بات ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چوں کہ اخص الخواص تھے اس لئے ان کی طرف سے تھوڑی سی جواب دہی کو بھی پسند نہیں کیا گیا۔ حقیقت بین نگاہ سے دیکھا جائے تو معاف کر دینے سے جہاں انسان کو فضیلت و ثواب حاصل ہوتا ہے وہیں فریق مخالف کے دل میں احترام اور محبت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں اور معاف کرنے والے کا احسان اسے آئندہ کسی بری حرکت سے روکے رکھتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ تائید و نصرت الٰہی بھی حاصل ہوتی ہے جبکہ بدلہ لینے کی صورت میں اگرچہ متاثرہ فریق کی دلی تسکین ہو جاتی ہے مگر جس سے بدلہ لیا گیا ہے اس کے دل میں نفرت و عداوت کے منفی خیالات مزید ابھرتے ہیں اور اگر کوئی خسیس آدمی ہو تو آئندہ پھر نقصان پہنچانے کی ترکیبیں سوچنے لگتا ہے۔

خوشی کے وقت کی دعا

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتِ

ترجمہ: حمد وستائش اس اللہ کے لئے ہے، جس کے فضل واحسان سے اچھائیاں تکمیل پاتی ہیں۔

فائدہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی ایسی بات دیکھتے جس سے آپ کو خوشی اور مسرت حاصل ہوتی تو آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے، جب کوئی نامناسب بات دیکھتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ (ہر حال میں اللہ کی حمد اور شکر) رنج یا غم جو بھی ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچتے ہیں وہ حکیم مطلق ہے، اس کا کوئی فیصلہ حکمت سے خالی نہیں ہوتا اس لئے ہر حال میں وہ حمد وستائش کا مستحق ہے۔

تعمیر فکر

قربانی کا فلسفہ

اس مرتبہ جب "خواتین کا اسلام" آپ کے ہاتھوں میں پہنچے گا تو عید کا دن ہوگا، آپ عید الاضحیٰ منا چکے ہوں گے یا منا رہے ہوں گے۔ شہروں، قصبوں، محلوں اور بستیوں کے گلیاں اور بازار قربانی کے جانوروں کے لہو سے لالہ زار ہورہے ہوں گے۔ قصائیوں کے ہاتھوں میں چھریاں اور بغدے تیزی سے چل رہے ہوں گے...... گوشت کو کاٹ کاٹ کر علیحدہ علیحدہ حصے بنائے جارہے ہوں گے...... ایک حصہ سب سے بہترین گوشت کا اپنے لئے...... اس سے کم بہتر ہمسایوں پڑوسیوں کے لئے...... ہڈیوں اور چربی والا گوشت مانگنے والوں کے لئے...... اور اوجھڑی باہر گلی میں پھینکنے کے لئے...... ہر گھر سے کچے گوشت کی سوندھی سوندھی بو اور خوش ذائقہ پکوانوں کی مہک اٹھ رہی ہوگی...... بچوں کی فرمائش ہوگی پہلے ہمیں کلیجی بھون کر کھلائی جائے...... بڑے فرمائش کررہے ہوں گے گول گول بوٹیوں کا اچھا سا پکوان بنایا جائے...... کسی کی خواہش ہوگی کہ پایوں کا سوپ بنا کر پلایا جائے...... آخر سردیاں جو ہوئیں...... اسی آپا دھاپی میں عید کے تین دن پلک جھپکتے میں گزر جائیں گے۔ عید کے دن مردوں نے عید کی نماز پڑھی...... سب گھر والوں نے مل کر قربانی کی...... خوب کھایا پیا...... اور مزے سے عید گزر گئی...... مگر یہ بھی سوچا کہ قربانی ہمیں کیا سبق دے گئی؟...... جب حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب میں دئے گئے حکم الٰہی کے مطابق بلا کسی حیل وحجت کے اپنے لخت جگر حضرت اسمٰعیل کی قربانی دینے کے لئے ویرانے میں تشریف لے گئے اور اپنے فرزند ارجمند کو زمین پر لٹا کر ان کی گردن پر چھری چلادی تو عین اسی لمحے قدرت نے حضرت اسمٰعیل کو ایک طرف ہٹا کر جنت کے خوب صورت مینڈھے کو بھیج دیا اور وہ مینڈھا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ قربان ہوگیا۔ بے شک فرزندِ ابراہیم کو معمولی خراش تک نہیں آئی مگر اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب بندے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کامل بندگی واطاعت اتنی پسند آئی کہ قیامت تک کے لئے جانور کی قربانی کی سنت ہر صاحب استطاعت انسان کے لئے لازم قرار دے دی گئی...... سوچنے کی بات یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی قربانی کا حکم کیوں دیا گیا؟...... اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے ذریعے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ مینڈھا کیوں ذبح کروادیا؟...... دراصل یہ ایک امتحان تھا کہ میرے بندے کو اپنا بیٹا محبوب ہے یا میرا حکم؟...... لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہ کر دکھایا جو ایک سچے اور فرماں بردار بندے کا کردار ہوسکتا ہے۔ اس کے بعد سے قربانی کی سنت جاری ہوگئی اور ہر سال ہمیں یاد دہانی کراتی ہے کہ احکام الٰہی کے سامنے ہماری ساری خواہشیں...... تمنائیں...... آرزوئیں...... دل ودماغ کی ساری سوچیں ہیچ ہیں...... یہ قربانی ہمیں سبق دیتی ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کا حکم آجائے تو...... اولاد کی محبت...... ماں باپ کی محبت...... بیوی کی محبت...... مال اور گھر کی محبت...... اونچے سماجی مرتبے کی محبت...... ملک اور قوم کی محبت...... غرض ساری محبتیں اس کے حکم پر قربان کردی جائیں، ان سب پر ایسے ہی چھری پھیر دی جائے جیسے آج آپ نے جانور کے گلے پر پھیری...... یہی اطاعت شعاری...... فرماں برداری...... صبر ورضا مندی...... اور تقویٰ وپرہیزگاری ہے کہ...... "ہرگز نہیں پہنچتا اللہ کو ان (قربانی کے جانوروں) کا گوشت اور ان کا خون لیکن پہنچتا ہے تمہارا تقویٰ وپرہیزگاری" القرآن۔ والسلام محمد احمد حافظ

آداب زندگی

نشست کیسی ہو؟

ہمارا دین ایک جداگانہ اور مستقل تہذیب ہے، ہمارا دین ہماری زندگی کے ایک ایک عمل کی راہ نمائی کرتا ہے تاکہ اس کے ماننے والے پیکر مثالی ہوں، وہ ہمیں آداب نشست بھی بتاتا ہے چناں چہ:

- آدمی کو اس طرح بیٹھنا چاہئے کہ بدن کو راحت اور ذہن کو سکون ہو، اس کا بیٹھنا ہم نشینوں کے لئے تکلیف دہ نہ ہو اور نہ ہی کسی بداخلاقی کا مظاہرہ ہو۔
- آلتی پالتی مار کر، دوزانو یا چارزانو ہو کر بیٹھنا چاہئے۔
- اگر پہلے سے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہوں تو بعد میں آنے والوں کو ان کے درمیان نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔
- اگر جگہ تنگ ہو تو پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کو چاہئے کہ تھوڑا کھسک جائیں تاکہ نئے آنے والوں کے لئے جگہ بن جائے۔
- مجلس میں امیر وغریب اور گورے یا کالے کی تمیز نہ کی جائے جو پہلے آئے وہ آگے بیٹھے جو بعد میں آئے وہ پیچھے بیٹھے۔

خط وکتابت کا پتہ "خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301 موبائل: 03009213888

"دعا" کے معنی مانگنے اور پکارنے کے ہیں۔ اصطلاح میں دعا کہتے ہیں اپنی حاجات اور ضروریات (دنیوی و اخروی) کو اللہ پاک کے سامنے رکھنا اور ان کا حل طلب کرنا، دعا کے طفیل انسان اللہ تعالیٰ کو براہ راست اور بلا واسطہ طریقے سے

کون ہے جو دعائیں قبول کرتا ہے

اپنا ہم راز و ہم دم اور خیر خواہ بناتا ہے۔ ایک غیرت مند مومن سوائے اللہ کے کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا۔

خواتین میں ایک دوسرے سے مانگنے کی عادت کثرت رکھتی ہے مثلاً زیور، کپڑا، جوتی وغیرہ دو تین ملاقاتیں ہوئی نہیں چیزوں کے تبادلے شروع ہوجاتے ہیں، ان عادتوں سے احتراز کرنا اپنی عزت نفس اور خودداری کی تربیت کرنا ہے۔

مانگنے سے بہتر ہے کہ آپ اپنی چیز کو اعتماد اور شکر وصبر سے زیر استعمال لائیں اور اللہ سے دعا کریں کہ وہ اسی میں آپ کو شان اور عزت دے۔

صرف اللہ کی ذات ہے جس سے مانگنے میں کوئی عار نہیں مانگے جاؤ، مانگے جاؤ، اس سے آپ میں تقویٰ ظہور پذیر ہوگا اور خدا تعالیٰ دوگنا خوش ہوگا۔ ایک اس لئے کہ آپ سب در چھوڑ کر اس کے در پر آئی ہیں، دوسرے اس لئے کہ آپ میں تقویٰ نے وجود پایا ہے، آپ کو کسی پیر، فقیر، پڑوسن، رشتہ دار یا سکھی کے پاس جاکر اپنے حالات، تنگی، زیادتی یا گھریلو چپقلش کیلئے رونے، غیبت کرنے یا کوئی ٹوٹکہ لینے کی ضرورت نہیں، آپ دس دروں کی بجائے صرف ایک در پر آئیں اور اپنا مسئلہ حل کروا جائیں۔ کیا یہ نفع بخش اور آسان نہیں ہے؟

اپنے رب سے مانگتے وقت الفاظ میں مضبوطی، انداز میں تڑپ اور لہجے میں عاجزی کا ہونا اس بات کا احساس دلائے گا کہ آپ کا آقا بہت مہربان ہے "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ" سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو یوں نہ کہے کہ اے اللہ تو چاہے تو بخش دے بلکہ مضبوطی اور پختگی کے ساتھ سوال کرے اور پوری رغبت سے مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کسی بھی چیز کا عطا کردینا مشکل نہیں" (مسلم)

بعض اوقات دعا کی قبولیت کے آثار نظر نہ آئیں تو اللہ تعالیٰ کی مصلحت سمجھ کر صبر کرنا چاہئے یہ وسیع ظرفی کی علامت ہے، حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب "کوئی مسلمان دعا کرتا ہے، جس میں گناہ اور قطع رحمی کا سوال نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس دعا کی وجہ سے اس کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز عطا فرما دیتے ہیں (۱) اس کی دعا اسی دنیا میں قبول فرما لیتے ہیں اور اس کا سوال پورا فرما دیتے ہیں یعنی جو مانگتا ہے دے دیتے ہیں (۲) اس کو آخرت کیلئے ذخیرہ بنا کر رکھ لیتے ہیں (جس کا ثواب آخرت میں دیں گے) (۳) دعا کرنے والے کو اس کی مطلوبہ شے کے برابر (اس طرح عطیہ دیتے ہیں کہ) آنے والی مصیبت کو ٹال دیتے ہیں یہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس طرح تو ہم بہت زیادہ کمائی کرلیں گے، فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عطا اور بخشش اس سے بہت زیادہ ہے۔ جس قدر تم دعا کرلو گے" (احمد)

کوئی ہے ایسا قدر دان؟...... ناممکن! خدا سے بڑھ کر کوئی قدر دان ہے نہ ہوگا۔ اس کے علاوہ ایک جگہ پڑھا کہ "مومن کی جو دعا قبول نہ ہوگی اس کے بدلے میں اتنا ثواب ملے گا کہ وہ آخرت کے اندر جب دیکھے گا تو تمنا کرے گا۔ "کاش میری کوئی بھی دعا قبول نہ ہوئی ہوتی" ہماری دعاؤں میں ہمارے مسلمان بہن بھائیوں کا بھی حق ہے ایک حدیث ہے کہ "پیٹھ پیچھے مسلمان بھائی کی دعا قبول ہوتی ہے، اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے جب وہ اپنے بھائی کیلئے دعا کرتا ہے تو فرشتہ

بنت عبدالغفور عنایت

آمین کہتا ہے اور (یہ بھی کہتا ہے کہ بھائی کے حق میں جو تو نے دعا کی ہے) تیرے لئے بھی اس جیسی (نعمت اور دولت کی) خوشخبری ہے۔" (رواہ مسلم) ایک حدیث میں ہے کہ "سب دعاؤں سے بڑھ کر جلد سے جلد قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو غائب کی غائب کے لئے ہو" (ترمذی) "جب کسی کیلئے دعا کرے تو پہلے اپنے لئے دعا کرے پھر اس کے لئے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا" (ترمذی)

یہ بات بھی دھیان میں رہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ترک کرنے سے بھی دعا قبول نہیں ہوتی آپ پر فرض ہے کہ جسے غلط اور گناہ کا کام کرتے دیکھیں اسے روکیں اور نیکی کی دعوت دیں، حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم ضرور ضرور نیکیوں کا حکم کرتے رہو، برائیوں سے روکتے رہو ورنہ جلد ہی اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے تم پر بڑا عذاب بھیج دے گا پھر تم ضرور ضرور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو گے اور تمہاری دعا قبول نہ ہوگی (ترمذی)

ایک بیماری جو سر عام پائی جاتی ہے کہ ہاتھ پھیلے ہیں، مانگ رہی ہیں، پہلو بدل رہی ہیں کیا ہے جی کہ دھیان مختلف کاموں میں لگا ہے کہ دعا مکمل کرکے جلدی سے فلاں فلاں کام کرلوں، حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم دعا کی قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے اللہ سے دعا کرو اور جان لو کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے دل کی کوئی دعا قبول نہیں فرماتا جو غافل ہو اور ادھر ادھر کے خیالات میں مشغول ہو" (ترمذی)

دعا مخلص اور مودب ہوکر مانگنے میں ہی فضیلت و درجہ رکھتی ہے کیونکہ یہ معاملہ آپ اپنے رب سے طے کررہی ہوتی ہیں اور تب دعا قبول ہوگی جب آپ خوشی غمی دونوں میں اللہ کو یاد رکھے ہوں گی، اس چیز سے پرہیز کریں کہ مصیبت آئی تو اللہ یاد آ گیا ورنہ بھول گئی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کو یہ خوشی ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا سختیوں کے زمانے میں قبول فرمائے اسے چاہئے کہ خوش حالی کے زمانہ میں کثرت سے دعا کیا کرے۔" (ترمذی)

قارئین کرام! خوشی ہو یا غمی آپ خدا کو نہیں بھولیں اگر آپ ایک ذی ہوش مومن ہیں تو اپنے خالق و مالک اور جس کی طرف آپ کو لوٹ کر جانا ہے اسے نہیں بھولنا، دعائیں صرف دنیاوی نہیں ہوتیں اخروی (جس میں آخرت کے لحاظ سے کامیابی طلب کی گئی ہو) بھی ہیں جنہیں آپ ساری زندگی مانگیں تو بھی کم ہیں۔ مسلسل مانگنے کی صورت میں آپ کیلئے کچھ سفارشی بھی خدا سے سفارش کریں گے آئیے بتاؤں کیسے؟

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب بندہ چین اور خوشی کے زمانہ میں دعا کرتا ہے تو جب اسے کوئی مشکل درپیش ہوجاتی ہے تو اس وقت بھی دعا کرتا ہے، اس وقت فرشتے اس کی سفارش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو جانی پہچانی آواز ہے ہمیشہ یہاں پہنچتی رہتی ہے اور جب بندہ چین اور خوشی کے زمانہ میں دعا نہیں کرتا اور مصیبت آنے پر دست دعا پھیلاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اس آواز کو ہم تو نہیں پہچانتے کہ پہلے تو یہ سنی نہیں یہ کہہ کر اس طرف سے بے توجہی برتتے ہیں اور دعا قبول ہونے کی سفارش نہیں کرتے (صفیۃ الصفوہ)

معزز قارئین! ہماری زندگی میں دعا کی بڑی اہمیت ہے دنیا کی بھیڑ میں، نفسا نفسی کے دور میں سب کے ساتھ رہ کر بھی انسان اکیلا ہے، آیا بھی اکیلا اور جائے گا بھی اکیلا قبر میں اس کے ساتھ کوئی نہیں ہوگا جو اس کی مدد کرے، کام آئے۔

البتہ صرف اور صرف اعمال ہوں گے، وہ دعائیں ہوں گی جو آپ نے اللہ سے اپنی عافیت کیلئے مانگی ہوں گی اپنی عافیت آخرت کیلئے ذخیرہ کروا کے رکھی ہوں گی، آخر میں اتنا اور کہوں گی کہ خدا اپنے بندے کو کبھی نہیں چھوڑتا، یہ بندہ ہی ہے جو غافل ہے سورۃ النحل میں ہے "ام من یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء" (ترجمہ) بتاؤ کیا (معبودان باطلہ بہتر ہیں یا اللہ بہتر ہے) جو بے قرار آدمی کی دعا قبول فرماتا ہے اور سختی کو دور کرتا ہے۔

معزز ماؤ اور بہنو! امید ہے آپ کے دل میں یہ بات جذب ہوگئی ہوگی کہ دعا کے ذریعے آپ اپنے ہاتھوں بنجر زمین کو سیراب کرسکتی ہیں ہاں شرط یہ ہے کہ آپ اپنی دعاؤں میں مندرجہ بالا ہدایتوں کو مدنظر رکھیں گی۔

اے روزِ عید!

ک۔ غلام رسول

چاند تو نکلا ہے مگر عید کی آمد نے من میں خوشیوں کے پھول نہیں کھلائے، آنکھوں کو چمک اور لہجے کو کھنک نہیں بخشی، بجھا بجھا سا موسم اور سوگواری فضا ہے یوں جیسے پت جھڑ آن وارد ہوا ہو جبکہ عید شادمانی و مسرت کا پیام ہے۔ حضرت انس راوی ہیں کہ اہلِ مدینہ کے لیے دو دن کھیل کے تھے جب ہادیٔ برحق، محبوب رب اکبر تشریف لائے تو مسلمانوں کو نوید سنائی ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان دونوں سے بہتر دو دن بدل دیے ہیں ایک عید الفطر اور دوسرے عید الاضحیٰ'' (ابوداؤد، نسائی)

مگر کیسا جبر ہے کہ میں مسلمان ہو کر بھی عید کی تلاش میں ہوں میں نے اس کو افق تا بہ افق ڈھونڈا ہے۔ شہر شہر، بستی بستی، کھوجا ہے مگر اس کو پانا ممکن نہیں ہو سکا اور صرف چاند دیکھ لینے سے تو عید نہیں ہو جاتی کہ چاند تو بوسنیا و چیچنیا کے آسمان پر بھی نکلا ہوگا فلسطینی بچوں نے بھی لہو رنگ فلک کے سینے پر چمکتا چاند دیکھا ہوگا، قندھار و کابل کے تباہ حال در و بام نے بھی اس کی جھلک دیکھی ہوگی، دجلہ و فرات کے پانیوں میں بھی ہلالِ عید کا عکس جھلملایا ہوگا، مگر چاند نظر آ جانے کا مطلب عید تو ہرگز نہیں کہ عید خوشیوں کا نام ہے اور خوشی ظلم و بربریت کے شکنجے میں جکڑے انسانوں کے لیے نہیں ہوتی، وحشت و دہشت کی فضاؤں میں سانس لینے والے خوشی کی رمق سے آشنا نہیں ہو پاتے، خوشی ان بستیوں اور گھروں میں نہیں آتی جہاں انسانی گوشت جلنے کی بو حواس معطل کر دیتی ہے، جہاں درندگی و فرعونیت کی انتہا ہوتی ہے، جہاں انسانی قتلِ عام کو کھیل تماشا تصور کیا جاتا ہے، جہاں خونِ مسلم کی ندیاں بہائی جاتی ہیں، جہاں زخمیوں کی آہیں اور کراہیں سماعتوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیتی ہیں، جہاں حوا زادیاں زمین اوڑھ کر ہمیشہ کی نیند سو جانا چاہتی ہیں اور عفت مآب بیٹیوں کی آہ و زاریاں کلیجوں میں چھید بنا دیتی ہیں وہاں عید نہیں آتی چاند تو نکلتا ہے مگر اس دیس کی ہواؤں کے سنگ عید کی خوشیوں کا سندیسہ نہیں ہوتا۔

کرۂ ارضی پر عید منانے والے مسلمانو!

عید کے جشن تم ہی کیوں مناتے ہو؟ عید کی مسکراہٹیں تمہارے چہروں پر ہی کیوں رقصاں ہیں؟ خوشیوں کے پھول تمہارے سیاہ دلوں میں ہی کیوں کھلتے ہیں؟ یہ خوشیاں اور مسرتیں عراق اور افغانستان کے مکینوں کا نصیب کیوں نہیں؟ فلسطین بوسنیا و چیچنیا کے بچے اور پیر و جواں ان خوشیوں سے محروم کیوں ہیں؟ عید کی خوشیاں ان کے چہروں کا طواف کیوں نہیں کرتیں؟ ان کے ہونٹوں پر ہنسی کے پھول کیوں نہیں کھلتے؟ یہاں کی معصوم صورت بچیوں کے ہاتھوں پر مہندی کیوں نہیں رچتی چوڑیوں کا ترنم کیوں نہیں گونجتا؟ شوخ و ریشمی آنچل ہوا کے دوش پہ کیوں نہیں لہراتے؟ ان کی آنکھوں سے حسرت اور لہجے سے کرب کیوں ٹپکتا ہے؟؟

کیا ان کے دل نہیں مچلتے اپنوں کے سنگ عیدیں منانے کو، کیا ان کے وجود خوشیوں کی برکھا میں بھیگنا نہیں چاہتے، کیا ان کے جسموں پر نئے لباس نہیں سجتے، کیا ان کے پاؤں عیدگاہ کے راستوں پر چلنا نہیں جانتے، کیا خوشیوں پر ان کا کوئی حق نہیں؟ آخر یہ بدنصیبی اور محرومی ان کا مقدر ہی کیوں؟ ان کی آرزوؤں اور خوشیوں کو تمہاری خود غرضی اور بے حسی کے زہریلے ناگ کیوں ڈس گئے ہیں، ان کے نازک بدن کیوں مشقِ ستم بنے ہوئے ہیں، کس بناء پر ان کے پیاروں کو ابدی نیند سلا دیا گیا، کیوں ان کے سر نوکِ سناں پر سجائے گئے ان کے خواب اور خواہشیں ان کی حسین آنکھوں سے چھین کر کیوں ان میں سنگریزے اور خوف و ہراس بھر دیا گیا، کس لئے ان کے شہر تاراج کیے گئے، ان کی روشنیوں کو اندھیرے کیوں کر کھا گئے، ان کی بہاروں پر خزاں کیسے چھا گئی، وہ شعلوں میں گھرے کیوں جل رہے ہیں، کانٹوں بھری زمین پر کیوں آبلہ پا چل رہے ہیں، کس گناہ کی پاداش میں وہ پابند سلاسل ہیں ان کا جرم کیا ہے؟ فقط یہ کہ وہ مسلمان ہیں اور نسیم صبح آزادی کی ٹھنڈک اور روشنی میں زندہ رہنا چاہتے ہیں، اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام چاہتے ہیں۔

عالمِ اسلام کے آزاد شہریو!

کیا تم اندازہ کر سکتے ہو ان مقہور و مجبور مسلمانوں کی شامِ الم کا، ان پر توڑے جانے والے ظلم و ستم کا، ان بچوں کے شدتِ غم کی تمہیں کیا خبر جن کی آنکھیں ان راہوں کو تکتی ہیں جن پر چل کر ان کے باپ ان کے لئے ضروریاتِ زندگی لینے گئے اور زندگی ہار آئے، ان بہنوں کا بھی پرسان حال کوئی نہیں جو آنکھیں دہلیز پر رکھے محوِ انتظار ہیں کہ شاید ان کے راج دلارے آ ہی جائیں، بابل کی واپسی کی منتظر بیٹیاں بھی دل کے فرش گیلے کرتی ہوں گی، کئی جوان عورتیں اپنے ننھے منے بچوں سے سرگوشیوں میں کہتی ہوں گی کہ دعا کرو تمہارا بابا سلامت لوٹ آئے اور پھر دریدہ آنچل سے آنسو پونچھ لیتی ہوں گی، بوڑھے وجود آنکھوں کو فرشِ راہ کیے جوان بیٹوں کی واپسی کی امید کرتے ہوں گے ان کے ناتواں ہاتھ بار بار بارگاہِ ایزدی میں ان کی خیریت کی دعائیں مانگتے ہوں گے اور پھر پلکوں پر چمکتے لرزیدہ آنسو آنے والے راستوں کو دھندلا دیتے ہوں گے، ان ماؤں کے جگر ٹکڑوں میں بٹ گئے ہوں گے جن کے

لختِ جگر انہیں داغِ مفارقت دے کر جنت نشین ہو گئے اور اہلِ خانہ کو وہ جانے والے بھی یاد آتے ہوں گے جو محبتوں کے مضبوط حصار توڑ کر ہمیشہ کے لیے گھروں کو خیرباد کہہ کر خدا کی راہ میں نکل کھڑے ہوئے، وہ لوگ بھی تو بھولنے والے نہیں جن کا جذبہ انہیں موسموں کے سردی و گرمی سے بے نیاز کیے شاہراہِ شہادت پر سرگرم رکھے ہوئے ہے، وہ بیوائیں بھی خزاں رسیدہ پتوں کی طرح ڈولتی ہوں گی جن کے سہاگ آزادی کے سوکھے پیڑ کو سرسبز کرنے کی کوشش پیہم میں آخری قطرہ خون تک بہا کر ٹھنڈے ہو گئے اور وہ دخترانِ ملت زندہ لاش کی مانند ہوں گی جو عفت و عصمت کے جوہر گنوا بیٹھیں۔

بڑے بڑے محلوں اور عالی شان بنگلوں میں چین کی بانسری بجانے والے مسلمانو!

اگر درندگی کا یہ کھیل تمہارے آنگنوں میں کھیلا جائے، اگر تمہارے گھر ویران کر دیے جائیں تمہارے پھول و کلیاں مسل دی جائیں، تمہیں زندہ درگور کر دیا جائے، تمہاری بیٹیوں کے سروں سے آنچل کھینچ لیے جائیں، تمہارے جوان بیٹوں کو تہ تیغ کر دیا جائے اور پھر تمہیں دنیا کے اس وسیع جنگل میں بے یار و مددگار چھوڑ دیا جائے تو کیا تمہارے ہونٹوں پہ نالے، آنکھوں میں آنسو اور دل پر قیامتیں برپا نہ ہوں گی؟ اگر تم یہ کرب و تکلیف برداشت نہیں کر سکتے، تم بے گھری کا عذاب نہیں سہہ سکتے اپنے جسم پر کانٹے کی چبھن بھی تمہیں گوارا نہیں تو پھر ان مظلوم و بے بس انسانوں کو کاٹنے والے نشتر اپنے بدنوں پر محسوس کیوں نہیں کرتے، ان کا رُواں رُواں درد سے بے حال تمہیں مدد کے لئے پکارتا ہے تم کیوں ان کی پکار نہیں سنتے، تمہارے ڈیڑھ ارب کے ہوتے ہوئے وہ لاوارث اور بے دست و پا کیوں ہیں؟

خود کو مسلمان کہنے والو!

مجھے بتاؤ کہ تم ان اہلِ ایمان کی بے گور و کفن لاشوں پر خوشیوں کے بغل کیسے بجاتے ہو، لہو کے بہتے دھاروں کو دیکھ کر عیدیں کس طرح مناتے ہو، کیا احساسِ زیاں تمہارے ضمیروں پر دستک نہیں دیتا، کیا اشکِ ندامت تمہاری پلکیں نہیں بھگوتے؟ جب کوئی دخترِ اسلام بے بسی و اذیت سے چیختی ہے تو تمہارے کان ان کی تڑپ اور سینے ان کے درد سے پھٹ نہیں جاتے، ان کی فریاد کناں خاموشی تمہاری بے حسی کی چادر کو ریزہ ریزہ کیوں نہیں کرتی؟

اہلِ اسلام! کچھ ہی بتلاؤ کہ میرے کرب کا مداوا ہو سکے وہ کرب جو دل کی پرتوں کو چیر کر اندر تک اتر گیا ہے۔

اور اے روزِ عید! تم سے التجا ہے کہ آئندہ برس جب آؤ تو میری خواہشیں اور مسکراہٹیں اپنے دامن میں بھر لانا اور دعا کرنا آنے والا ہلالِ عید بلادِ اسلامیہ کے ہر شہر اور امتِ مسلمہ کے ہر آنگن میں لازوال خوشیوں کی برسات لے کر آئے، شہادتوں کا طویل موسم، بہار رُتوں کا پیامبر بن جائے، مرغزاروں اور لالہ زاروں کی شادابیاں لوٹ آئیں، امن و آشتی کی ہوائیں چار سو پھیل جائیں، برباد نگر آباد ہو جائیں، پسِ زنداں اسیر گھروں کو لوٹ آئیں، ظلم کی آندھیاں تھم جائیں، غلامی کی زنجیریں ٹوٹ گریں، آزادیوں کے سورج طلوع ہو جائیں، اللہ کا دین سربلند اور کفر کی فلک بوس عمارتیں زمیں بوس ہو جائیں۔ (آمین)

پھر میرا ہر روز ''روزِ عید'' اور ہر رات ''شبِ برات'' ہوگی۔

ایک ماں کا خط اپنی نوبیاہتا بیٹی کے نام

ماخوذ: مجلّہ ''العربی''، کویت

پہلا تمغہ

تمہارے والد کے گھر لوٹنے کا وقت ہو گیا تھا میں میز درست کرنے لگی جسے میں نے پسندیدہ کھانوں سے بھر دیا تھا پھر انہیں بلایا وہ آ کر بیٹھے اور میں بھی بیٹھ گئی لیکن میں نے کھانوں میں سے کچھ نہ چکھا۔ میری ساری توجہ تو ان کی طرف لگی ہوئی تھی کہ کھانے کا ذائقہ ان کے چہرے پر کیا اثرات چھوڑتا ہے، وہ شوق سے کھا رہے تھے جب کھانے سے فارغ ہوئے تو مجھ سے کہا اور خوشی ان کے چوڑے چہرے سے پھوٹی پڑ رہی تھی، ''مجھے معلوم نہ تھا کہ تم کھانا پکانے میں بھی اتنی ماہر ہو۔'' یہ چھوٹا سا جملہ میری ازدواجی کامیابی کا پہلا تمغہ بن گیا۔ دن گزرتے رہے اور ایک روز امی مجھے ملنے آ گئیں جیسے ہی وہ گھر میں داخل ہوئیں، حیرانی اور تعجب سے وہیں ٹھٹھک کر کھڑی ہو گئیں انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ سلیقے سے سجا ہوا گھر اُن کی بیٹی کا ہے جس کے بارے میں وہ ہمیشہ ناکامی کا خوف کھاتی تھیں۔

''میں نے بہت سی چیزیں سیکھ لیں''

امی نے تھوڑی سی بات کی اور مجھے اپنے سینے سے چمٹا کر بے تحاشا پیار کرنے لگیں ''امی میں نے وہ بہت ساری چیزیں سیکھ لی ہیں جن کی آپ تمنا کیا کرتی تھیں کہ میں وہ شادی سے پہلے سیکھ لوں۔ میں نے جان لیا ہے کہ صبح ان کے دفتر جانے سے قبل وقت پر ناشتہ کیسے تیار کرنا ہے، ان کی پسندیدہ ڈشیں کیسے تیار کرنی ہیں اور ان کے گھر لوٹنے پر گرم گرم کھانا کیسے پیش کرنا ہے۔ امی میں اپنے خاوند سے محبت رکھتی ہوں اور وہ بھی مجھے چاہتے ہیں مجھ سے جتنا ہو سکتا ہے ان کے آرام کا خیال رکھتی ہوں۔

میں ان کے مال کی حفاظت کرتی ہوں، فضول خرچ نہیں کرتی بلکہ صرف وہاں خرچ کرتی ہوں جہاں ضروری اور لازمی ہوتا ہے۔

پیاری بیٹی، میری زندگی کی ابتداء اس طرح تمہارے والد کے ساتھ ہوئی ہماری یہ زندگی کام، محنت، لگن اور لگاؤ سے عبارت تھی۔ ہماری حیثیت ان دنوں ایک جوان جوڑے کی تھی میں ان کی حمایت کرتی، حوصلہ افزائی کرتی اور وہ ترقی کے زینے پر چڑھتے رہے، میں ان کی دوست بھی ہوتی اور بیوی بھی...... اور بچوں کی پاکیزہ اطوار ماں بھی۔

خلوص اور ایک دوسرے کے اعتماد پر پورا اُترنے کی کوشش ہماری ازدواجی زندگی کی بنیاد تھی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم نے کبھی آپس میں اختلاف ہی نہیں کیا، ہم نے اختلاف بھی کیا اور باہمی لڑائی جھگڑا بھی ہو جاتا لیکن ہم نے ان اختلافات کو یہ اجازت نہ دی کہ وہ ہماری زندگی اور تعلقات کی شفاف سطح کو گدلا اور مکدر کر دیتے، ہم ہمیشہ یہ کوشش کرتے کہ رات لڑائی کی حالت میں نہ گزاریں اور سونے سے پہلے صلح صفائی کر لیں نہ ہی ہم نے کسی دوسرے کو اجازت دی کہ وہ ہماری نجی زندگی میں دخل دے۔

میں نے کبھی اپنے آپ کو ان پر مسلط نہیں کیا

میں اپنے شوہر کو سمجھتی تھی ان کے مزاج سے واقف ان کے جذبات واحساسات کی تائید اور قدر کرتی...... اُن کی

مرسلہ: اُمِّ احسان رحیم یار خان

خاموشی کا احترام کرتی، وہ ہنستے تو میں بھی ہنستی، ان کے مصائب اور مسائل پر غمگین ہوتی اور پھر انہیں ہلکا کرنے کی کوشش کرتی۔ میں نے کبھی اپنے آپ کو ان پر مسلط کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اگر کبھی انہوں نے تنہا بیٹھنا چاہا یا اپنا وقت کسی نئی کتاب کو پڑھنے کے شوق میں گزارنا چاہا تو میں نے انہیں سکون مہیا کیا جو انہیں مطمئن کر دیتا اور جب انہوں نے اپنی کسی مشکل کے حل میں مجھے شریک کرنا چاہا تو میں نے اپنی رائے ان کی رائے سے ہم آہنگ کر دی، ان کی بات غور سے سُنی اور ان کے ساتھ مسئلہ کے حل کی تلاش میں لگ گئی۔

ایک دن بھی میں نے انہیں یہ احساس نہیں دلایا کہ میں ان کی اور ان کے معاملات کی نگران ہوں بلکہ میں نے انہیں صرف یہ محسوس کرایا کہ ان کی ہر خوشی وغم میں میرا وجود ان کے ساتھ ہے۔ بعض دفعہ وہ ہر کام میں میری موافقت ضروری سمجھتے اور ان کی رائے جو اس وقت صحیح نہ ہوتی وہ اس پر درپردہ شرمندہ بھی ہوتے، لیکن میں نے ان پر کبھی کوئی اعتراض نہ کیا ایک مرتبہ بھی ایسا نہ ہوا کہ میں نے ان سے کہا ہو کہ ''آپ نے جو کچھ کیا یا جو آپ کا خیال ہے آپ غلطی پر ہیں، میں انہیں چھوڑ دیتی یہاں تک کہ وہ اپنے نقطہ نظر کی تشریح سے فارغ ہوتے، پھر میں ان کے ساتھ اپنی بات اُن کی تائید میں شروع کرتی خواہ مجھے معلوم ہوتا کہ ان کی رائے غلط ہے، پھر میں ان سے مسئلے کے دوسرے پہلو پر بات کرتی جو ان کے نقطہ نظر سے مختلف ہوتا اور صحیح ہوتا اور پھر اکثر ایسا ہوا کہ انہوں نے میری اسی رائے کو اختیار کر لیا۔ اس طرح میں نے اپنی زندگی گزاری ہے۔ ہمیشہ یاد رکھو! مشکل آپس میں ایک دوسرے کا دل جیتنے میں نہیں بلکہ اصل مشکل دل جیتنے کے بعد اس کامیابی کو برقرار رکھنے میں ہے۔

نیک تمناؤں اور دعاؤں کے ساتھ

تمہاری امی

ایک نیا سلسلہ

"عبرت آموز"

ایک نیا سلسلہ

''خواتین کا اسلام'' میں عنقریب ایک نیا سلسلہ ''عبرت آموز'' کے نام سے شروع کیا جا رہا ہے، جس میں ایسی آپ بیتیاں اور جگ بیتیاں اور واقعات شامل ہوں گے جو عبرت آموز ہوں اور ان میں کوئی نہ کوئی سبق بھی پنہاں ہو، یقیناً آپ کو بھی اپنی زندگی میں اس طرح کے بے شمار واقعات سے سابقہ پڑا ہوگا جو آپ کے دل و دماغ پر نقش ہو گئے ہوں اور ان میں عبرت و موعظت کا کوئی نہ کوئی سبق موجود ہوگا...... تو پھر آپ قلم اٹھائیے اور اس طرح کا واقعہ تحریر کر کے ہمیں بھیجئے۔ ''خواتین کا اسلام'' میں اسے جگہ دی جائے گی۔

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت کے پانچ اسباب

1۔ آدم علیہ السلام نے اپنے گناہ کا اقرار کیا۔

2۔ اس پر شرمندہ ہوئے۔

3۔ جلدی سے توبہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

4۔ اپنے نفس کو ملامت کی۔

5۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوئے۔

(توبہ کی قبولیت کے لئے یہی پانچ باتیں ضروری ہیں)

شیطان کی توبہ قبول نہ ہونے کے پانچ اسباب

1۔ گناہ کا اقرار نہ کیا۔ بلکہ آخر تک ''انا خیر منہ'' کا نعرہ لگاتا رہا۔

2۔ نفس کو ملامت نہ کی (تکبر مانع رہا)۔

3۔ اپنے فعل پر شرمندہ نہ ہوا۔

4۔ توبہ کرنے میں جلدی نہ کی۔ (بلکہ اللہ کے مقابلہ میں ملعون اکڑتا رہا)

5۔ اللہ کی رحمت سے مایوس ہوگیا۔

(ایسے مغرور وملعون کے حصہ میں مایوسی کے سوا ہے ہی کیاں؟)

تین چیزیں

تین چیزیں قلب کو سخت کردیتی ہیں

- بلا تعجب خیز بات کے ہنسنا۔
- بغیر بھوک کے کھانا۔
- بلاضرورت بات کرنا۔

دنیاوی باتیں

ابراہیم بن ادھم نے کسی کو دنیا کی باتوں میں مشغول دیکھ کر فرمایا: کیا تجھے ان باتوں پر ثواب ملنے کی امید ہے؟

اس نے کہا نہیں، پھر فرمایا کیا تو ان باتوں کی وجہ سے اللہ کے عذاب سے بچ سکتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، فرمایا: ان باتوں کا پھر کیا فائدہ جن پر نہ ہی ثواب کی امید ہے اور نہ ہی عذاب سے بچنے کی توقع۔

بسم اللہ کا اثر

ابوالملیح اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک صحابی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گھوڑے پر سوار تھے، گھوڑا بدکنے لگا صحابی کے منہ سے نکلا شیطان ہلاک وبرباد ہو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کہو، اس سے شیطان پھول کر کپا ہو جائے گا، بسم اللہ کہو، اس کی وجہ سے شیطان اتنا حقیر ہوگا کہ مکھی کے برابر ہو جائے گا۔

(تنبیہ الغافلین) (مرسلہ: ح، ی بنت مولانا یاسین صاحب تونسوی۔ تونسہ شریف)

مختصر مگر مؤثر

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! دعا کیجئے میں جنت میں چلی جاؤں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں کی ماں! جنت میں کوئی بوڑھی نہیں جائے گی، وہ عورت یہ سن کر رو پڑی اور جانے لگی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا: اسے بتادو کہ وہ بڑھاپے کی حالت میں جنت میں نہ جائے گی (جوان ہو کر جائے گی) (شمائل ترمذی ص ۲۰)

حضرت قیس بن سعد بن عبادہ معروف صحابی ہیں اور ایک زمانہ تک مصر کے گورنر رہے ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بڑھیا ان کے پاس آئی اور کہنے لگی:

''مجھے شکایت ہے کہ میرے گھر میں کیڑے مکوڑے بہت کم ہیں''

حضرت قیس نے فرمایا ''کیا اچھا کنایہ ہے، اس کا گھر روٹی، گوشت اور کھجور سے بھر دو۔

(النجوم الزاہرہ ص ۹۴ ج ۱)

اللہ عز وجل تین بندوں کو محبوب رکھتا ہے

1۔ اللہ عز وجل متقی سے محبت اور جوان متقی سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔

2۔ اللہ عز وجل سخی کو پسند اور فقیر سخی کو بہت زیادہ پسند کرتا ہے۔

3 اللہ عز وجل کو متواضع محبوب اور مالدار متواضع بہت زیادہ محبوب ہے۔

اللہ عز وجل تین آدمیوں کو مبغوض رکھتا ہے

1۔ اللہ عز وجل فساق سے نفرت اور بوڑھے فاسق سے شدید نفرت کرتا ہے۔

2۔ اللہ عز وجل بخیل سے نفرت اور مالدار بخیل سے شدید نفرت کرتا ہے۔

3۔ اللہ عز وجل متکبر کو ناپسند اور فقیر متکبر کو بہت زیادہ ناپسند کرتا ہے۔

(اخت وسیم کیانی۔ آزاد کشمیر)

قرآن مجید کی تلاوت سے سارا گھرانہ محفوظ رہا

ایران میں آنے والے زلزلے کے دوران حیرت انگیز واقعہ

گذشتہ دنوں ایران کے قدیم تاریخی شہر بام میں صدی کا بدترین زلزلہ آیا۔ اس زلزلے نے نہ صرف پورے شہر کو بلکہ قرب وجوار کی دیگر بہت بستیوں کو بھی تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ زلزلے کی شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں ستر ہزار سے زائد افراد لقمہ اجل بنے ہیں۔ ایک ذمہ دار ذریعے نے بتایا کہ پورے بام شہر میں ایک سنی گھرانہ اور ایک مسجد صحیح وسالم بچی ہے۔ کہتے ہیں زلزلہ آنے سے تھوڑی دیر پہلے بچ رہنے والے گھر کی ایک سترہ اٹھارہ سالہ لڑکی رات کو بے چینی کی حالت میں اٹھی اور اس نے وضو کر کے قرآن مجید کی سورۃ الانعام تلاوت شروع کردی، مذکورہ لڑکی صبح تک تلاوت میں مصروف رہی اور نہ اسے معلوم ہوا اور نہ ہی گھر کے کسی دوسرے فرد کو پتہ چلا کہ اس دوران زلزلہ آیا ہے اور پورا شہر ملیامیٹ ہو چکا ہے۔ اسی طرح اور ایک گھر جسے سنی مسلمان نماز کے لئے بطور مسجد استعمال کرتے تھے بچا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ اس مسجد میں حالیہ رمضان کے دوران پہلی مرتبہ باقاعدہ تراویح کی نماز ہوئی تھی۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ پورے ایران میں کہیں بھی نئی مسجد بنانے کی اجازت نہیں اور سنی عوام انتہائی کسمپرسی کے عالم میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ زلزلے سے تباہ ہونے والے شہر بام میں بھی سنیوں کی ایک قابل ذکر تعداد ہے مگر اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ان کے لئے باقاعدہ مسجد نہیں تھی، بہرحال پورے شہر میں سے محض ایک گھر کا تلاوت کی وجہ سے بچ رہنا معجزے سے کم نہیں، اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے بڑی عبرت کا سامان ہے۔ غور وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے دل کالک سے محفوظ اور سینے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغض سے پاک ہوں۔

آپ کا دسترخوان

اخت اقبال

کھڑے مصالحے کا گوشت:

اشیاء: گوشت آدھا کلو، پیاز آدھا کلو، ثابت گرم مصالحہ آدھی چھٹانک، نمک حسب ذائقہ، دہی ایک پاؤ، گھی ایک پاؤ، سرخ ثابت مرچ بارہ عدد۔

ترکیب: پیاز کو لچھے دار کاٹ لیں اور دہی میں بمعہ نمک مرچ ملا دیں۔ سارے مصالحے بھی ثابت ملائیں۔ مصالحے اور پیاز ملی دہی میں گوشت اور گھی ملا کر گھنٹہ بھر رکھا رہنے دیں۔ ایک ساس پین میں ڈال کر ہلکی دھیمی آنچ پر رکھ دیں، بغیر پانی کے دہی میں ہی گوشت گل جائے گا۔ اب اتنا بھونیں کہ گھی چھوڑنے لگے مگر اس کا رنگ نہ بدل جائے۔ ہرا دھنیا چھڑک کر اتار لیں اور گرم گرم تندوری روٹی کے ساتھ پیش کریں۔

تکہ بوٹی:

اشیاء: بغیر ہڈی کا گوشت آدھا کلو، گرم مصالحہ ایک ٹی اسپون، ادرک لہسن تھوڑا سا، ایک چائے کا چمچ، دہی ایک چھٹانک، نمک سرخ مرچ حسب ذائقہ، سوکھا دھنیا پوڈر اور سفید زیرہ حسب منشاء، تھوڑا سا گھی۔

ترکیب: گوشت کے ایک ایک انچ کے چوکور ٹکڑے کٹوا لیں، ابال کر نیم گلا لیں، اور پانی میں خشک کر کے اتار لیں، (پانی اتنا ڈالیں جو مناسب ہو) سب مصالحے پیس کر دہی میں ملا لیں، گوشت کے ٹکڑے ٹھنڈے ہو جائیں تو ان پر یہی دہی لگا دیں، اب یہ ٹکڑے سلاخوں میں پرو دیں اور دہکتے ہوئے کوئلوں پر سینک کر سرخ کر لیں، ساتھ ساتھ تھوڑا سا گھی ٹپکاتے جائیں، جب وہ کوئلوں پر گرتا ہے اور اس کا دھواں تکوں پر لگتا ہے تو بہت مزے دار ہو جاتا ہے۔ تیار ہو جانے کے بعد کٹی ہوئی پیاز کے لچھوں اور لیموں کی قاشوں کے ساتھ پیش کریں۔

مٹن دو پیازہ:

اشیاء: گوشت ایک کلو عمدہ، چھ بڑے پیاز، ایک چائے کا چمچ دار چینی پسی ہوئی، ایک چائے کا چمچ سفید زیرہ، ایک چائے کا چمچ بڑی الائچی پسی ہوئی، آدھا چمچ ہلدی پاؤڈر، ایک چائے کا چمچ نمک، ایک کپ تیل، دھنیا حسب ضرورت، ایک کپ دہی، چند ہری مرچیں، تھوڑا سا لہسن ایک چائے کا چمچ سرخ مرچ پاؤڈر۔

ترکیب: -۱: گوشت میں دہی اور دیگر سب مصالحے ڈال کر (ہرا دھنیا، ہری مرچیں، اور لہسن بھی) ایک گھنٹہ رکھا رہنے دیں۔ ۲: پریشر ککر میں تیل ڈال کر گرم کریں، پیاز کاٹ کر فرائی کریں، بادامی رنگت اور خستہ ہونے پر نکال کر علیحدہ کر لیں۔ ۳: پیاز نکالنے کے بعد اسی تیل میں گوشت بمع سب مصالحے و دہی ڈال کر بھونیں، خشک ہونے پر ایک کپ گرم پانی ڈال کر پریشر ککر کا ڈھکن بند کر دیں اور پکنے دیں۔ ۴: تھوڑا سا کاجو، ایک چائے کا چمچ خشخاش اور ½ کپ کھوپرا پیس لیں۔ ۵: جب گوشت کا پانی خشک ہو جائے تو پسا ہوا کھوپرا وغیرہ بھونیں۔ ۶: آخر میں تلے ہوئے خستہ پیاز شامل کر کے ذرا سا

عید کے خو

زعفران بھی ڈال دیں۔ ہلکے ہاتھ سے مکس کر کے ڈش میں نکالیں اور ڈش کے اطراف ابلے ہوئے انڈے کاٹ کر سجا دیں۔

بھنی ہوئی کلیجی:

کلیجی پروٹین سے بھرپور غذا ہے۔ ڈاکٹر اور حکیم خون کی کمی والے مریضوں اور حاملہ عورتوں کو اس کا استعمال بتاتے ہیں۔ بڑھنے کی عمر کے بچوں کے لئے بھی فائدہ مند غذا ہے۔

اشیاء: کلیجی آدھا کلو۔ نمک ضرورت کے مطابق۔ سفید زیرہ پسا ہوا ایک چھوٹا چمچ۔ دہی آدھا کپ۔ سیاہ مرچ تازہ پسی ہوئی ایک چھوٹا چمچ۔ چاٹ کا مصالحہ ایک چھوٹا چمچ (اگر پسند ہو تو ڈالئے)۔ گھی آدھا کپ۔

ترکیب: کلیجی میں تمام مصالحہ اور دہی ملا کر ایک گھنٹے تک رکھیں۔ زیادہ دیر بھی رکھ سکتی ہیں، عین کھانے سے پہلے توے پر یا فرائی پین میں گھی گرم کر کے اس پر کلیجی پھیلا دیں۔ آٹھ دس منٹ میں پانی خشک ہو جائے گا اور کلیجی تیار ہو جائے گی۔ اب آگ بند کر کے سبز دھنیا ڈال کر اوپر سے ڈھک دیں تاکہ دھنیے کی خوشبو کلیجی میں رچ جائے۔

مٹن جنجر:

یہ سالن عام طور پر لوگ ہوٹلوں میں جا کر کھاتے ہیں، حالاں کہ یہ گھر میں بھی بڑی آسانی سے پکایا جا سکتا ہے۔

اشیاء: گوشت آدھا کلو۔ ادرک پسا ہوا، ایک بڑا چمچ۔ ادرک باریک کٹا ہوا ایک بڑا چمچ۔ نمک حسب ضرورت۔ دہی آدھا کپ۔ گھی آدھا کپ، سرخ مرچ پسی ہوئی ڈیڑھ چمچ چھوٹا۔ پیاز ایک درمیانہ کٹا ہوا۔ سیاہ مرچ پسی ہوئی

ذائقہ پکوان

ایک چھوٹا چمچ۔

ترکیب: گھی میں پیاز ہلکا سرخ کر لیں۔ پھر گوشت ڈال کر تھوڑا بھونیں، اب دہی میں نمک، مرچ، سیاہ مرچ اور پسا ہوا ادرک ڈال کر گوشت میں ڈال دیں اور ہلکی آنچ پر رکھ دیں۔ جب گوشت گل جائے اور دہی کا پانی خشک ہو جائے تو کٹا ہوا ادرک ڈال دیں۔ سالن سے گھی الگ ہونا شروع ہو جائے تو سالن تیار ہے۔ یہ سالن روغنی نان یا تنور کی گرم روٹی کے ساتھ کھانے میں بڑا خوش ذائقہ ہوتا ہے۔

شاہی قیمہ:

اشیاء: قیمہ ایک پاؤ۔ تیل چار بڑے چمچ۔ لہسن چار جوے، باریک کاٹ لیں۔ پیاز ایک درمیانہ کاٹ لیں ادرک باریک کٹا ہوا ایک بڑا چمچ۔ سبز مرچ کٹی ہوئی ایک بڑا چمچ۔ سرخ مرچ اور نمک حسب ضرورت۔ دہی دو بڑے چمچ یا دو بڑے ٹماٹر۔ ہلدی ایک چوتھائی چمچ۔

ترکیب: آدھے گھی میں پیاز ہلکا سرخ کر کے قیمہ اور سب چیزیں ڈال دیں۔ آدھی پیالی پانی ڈال کر ہلکی آنچ پر پکنے دیں۔ پانی خشک ہو جائے تو بھون

لیں۔ دھلا ہوا سبز دھنیا اور پودینہ کاٹ کر ڈال دیں۔ اب قیمے کو دیگچی کے چاروں طرف کر کے بیچ میں جگہ خالی کر دیں اور دو چمچ گھی اس خالی جگہ میں ڈال دیں اب ایک کوئلہ جلا کر سرخ کر کے اس گھی میں ڈال دیں اور ڈھکن کو دس منٹ تک بند رہنے دیں پھر یہ کوئلہ نکال دیں۔ اب بہت ہی مزیدار سالن پراٹھوں یا تندور کی روٹیوں کے ساتھ کھانے کے لئے تیار ہے۔

مٹن کڑاہی:

1: ایک کلو گوشت کی چھوٹی چھوٹی بوٹیاں کر کے دو پوتھی لہسن کو پیس کر ڈیڑھ کلو پانی ملا دیں (لہسن کو چھلکے سمیت پیس لیں اور پانی ملا کر چھان لیں تو چھلکے الگ ہو جائیں گے)۔

2: گوشت میں لہسن کا یہ ڈیڑھ کلو پانی اور چائے کی چمچ برابر نمک ڈال کر اوپر سے کڑاہی ڈھانپ دیں اور پکنے کے لئے رکھ دیں۔

3: ایک چھٹانک ادرک کو باریک کاٹ لیں۔

4: جب گوشت میں بالکل تھوڑا پانی رہ جائے تو چار اونس مکھن اور آدھا ڈال دیں ½ کپ کٹی ہوئی ادرک تھوڑی سی لہسن اور دس بارہ ہری مرچیں کاٹ کر ڈال دیں۔

اب ½ چائے کی چمچ جتنا مزید نمک

ایک چمچ سرخ مرچ پاؤڈر

ایک چمچ سفید مرچ پاؤڈر

بھی ڈال دیں، ساتھ ہی آدھا کپ دہی پھینٹ کر ڈال دیں، جب دہی خشک ہو جائے تو دو ٹماٹروں کو آٹھ ٹکڑے کر کے ڈال لیں۔ آٹھ دانے چھوٹی اور پانچ دانے بڑی الائچی کے باریک پیس لیں اور اس پاؤڈر میں سے آدھا چمچ پکتے ہوئے گوشت میں ڈال دیں بقایا کو آئندہ کے لئے رکھ لیں۔ ایک چائے کا چمچ چائے کا پسا ہوا گرم مصالحہ ڈال دیں۔ اتنا بھونیں کہ گھی چھوڑنے لگے (کنارے جلنے لگیں تو پانی کا چھینٹا دے دیں) ہرا دھنیا ڈال کر چولہا بند کر دیں اور کڑاہی سمیت گرما گرم پیش کریں۔ تندور کی روٹی کے ساتھ بہت مزے دار ہوگی۔

موتیوں جیسے کوفتے:

ایک پاؤ عمدہ قیمہ۔ ایک انڈا، ایک چائے کا چمچ نمک۔ آدھا چمچ اجینوموتو۔ تین چائے کے چمچ ہری پیاز۔ دو چائے کی چمچ ادرک پسی ہوئی۔ ایک پاؤ ڈبل روٹی کا چورا۔ دو کھانے کے چمچ کارن فلور۔ دو کھانے کے چمچ پانی۔ ڈیڑھ کھانے کا چمچ سویا ساس۔ تھوڑی سیاہ مرچ۔

ترکیب:

1: قیمے کو ایک پیالے میں ڈال کر اس میں کارن فلور کو دو چمچ پانی میں گھول کر ملا دیں۔ باقی سارے مصالحے اور انڈا بھی ملا دیں حتی کہ ملائم ہو جائے۔ اب اخروٹ کے سائز کے گولے گیلے ہاتھوں سے بنا لیں اور ہر گولے کو ڈبل روٹی کے چورے میں رول کریں۔

2: کڑاہی یا کسی گہرے برتن میں چار کپ تیل گرم کریں۔

3: پھر مناسب مقدار میں بنائے ہوئے قیمے کے گولے ڈال ڈال کر تل کے نکال لیں۔

پلیٹ میں ڈال کر سبزیوں کے پھول بنا کر ساتھ سجائیں اور پیش کریں۔

عورت کیلئے باعزت جگہ

حقیقت یہ ہے کہ مرد کو قدرت نے صنف قوی بنایا ہے اور عورت کو صنف نازک، یہ فرق دونوں کے اس کام کی نوعیت کے اعتبار سے ہے جو قدرت دونوں سے الگ الگ لینا چاہتی ہے۔ دونوں کے تقسیم عمل میں تبدیلی خلاف فطرت ہے اور اس سے جو مسائل پیدا ہوں ان کا حل یہی ہے کہ فطرت کی طرف پلٹا جائے۔ پھول کو آپ اگر گلدستہ میں لگائیں گے تو وہ ایک اونچی سطح پر اپنے لئے باعزت جگہ پالے گا لیکن اگر آپ پھول کو میز کے پایہ کے نیچے رکھیں گے تو وہ کچل کر مٹی میں مل جائے گا، ایسا ہی کچھ معاملہ مرد اور عورت کا ہے۔ عورت کو اگر گھر کے اندر رکھا جائے تو اسے بہن، بیٹی، ماں اور بیوی کی حیثیت میں باعزت جگہ ملے گی لیکن اگر اس کو گھر سے نکال دیا جائے اور باہر کی دنیا میں اسے مردوں کے دوش بدوش کھڑا کر دیا جائے تو اس کا وہی انجام ہوگا جو مغربی دنیا میں اس کے نتیجے میں عورت کا ہو چکا ہے۔ عورت کا صنف نازک ہونا گھر کے اندر اس کو گھر کی ملکہ بناتا ہے عورت کا صنف نازک ہونا گھر کے باہر کی زندگی میں اس کو مظلوم اور حقیر بناتا ہے۔ (ام سالم)

معاشرے کا سُدھار

مولانا عبدالمالک صف کراچی

ان کی کہانی اشک بار کرنے والی تھی، وہ بولتی جارہی تھیں اور ہم سن کر شرم کے مارے پانی پانی ہو رہے تھے۔ وہ جس معاشرے کی بات کر رہی تھیں وہ کوئی غیر مسلم معاشرہ نہیں تھا بلکہ سینکڑوں کی آبادی پر مشتمل مسلم آبادی کا محلّہ تھا، بڑی خالہ نے کہا کہ جب میرے میاں صاحب فراش ہوئے تو سب نے نظریں پھیر لیں۔ کوئی پوچھنے پاچھنے والا بھی نہ رہا جو سامان قابل فروخت تھا میں اسے کوڑی کے داموں بیچ کر گھر کا کام چلاتی رہی اور جب یہ بھی نہ رہا تو مجھے ہی گھر سے باہر نکلنا پڑا، بڑی مشکل سے کسی جگہ برتن دھونے اور صفائی کرنے کی ملازمت ملی جو کچھ ملتا میں اس سے گھر کی ضروریات پوری کرتی، اتوار کو میرے بچوں کی چھٹی ہوتی میں انہیں آلو ابال کر دیتی وہ تھال میں رکھ کر گلی کوچوں میں پھرتے، آواز دیتے، آلو بیچتے شام کو جو پچیس تیس روپے ملتے میرے لئے وہ بھی بڑے غنیمت تھی۔ عید الاضحیٰ کا موقع آیا۔ بچوں نے نئے کپڑے بنانے کی ضد کی لیکن میں انہیں ٹالتی رہی۔ وہ محلے میں دیکھتے کہ ہر بچہ اپنی قربانی کے بکرے کی رسی پکڑے گھوم رہا ہے میرے بچے بھی ضد کرتے کہ اماں ہمیں بھی بکرا لے کر دو مگر میرے پاس انہیں دینے کیلئے آنسوؤں کے سوا کچھ نہ تھا۔ عید کا دن آیا بچے محلے اور پڑوس میں ہر ایک کے گھر پکتا گوشت دیکھ کر کہتے امی ہمارے لئے بھی گوشت پکائیں میں کہتی ہاں بیٹا فارغ ہو جاؤں پھر پکاتی ہوں میرے دل میں تھا کہ شاید پڑوس میں کسی جگہ سے قربانی کا گوشت آئے گا تو بچوں کو پکا دوں گی، بچے ادھر ادھر کھیل کود کر محلے میں ہانڈیاں پکتی دیکھ کر پھر گھوم گھام کے گھر آتے چولہا خالی دیکھ کر ضد کرتے اور میں انہیں پھر کسی بہانے باہر کھیلنے بھیج دیتی... عید الاضحیٰ کے دن جس دن ہر امیر وغریب کے ہاں گوشت پکتا ہے ہمارے ہاں پکانے کیلئے کچھ نہ تھا میرا انتظار جاری رہا، مسلمان محلے داروں اور پڑوسیوں پر امیدیں لگی رہیں مگر شام کا وقت ہوگیا سورج غروب ہوگیا اور ہمارے گھر میں کسی کو ہمدردی دینے کی ہمت نہ ہوئی۔

محترم قارئین! یہ فرضی کہانی نہیں بلکہ روشنیوں کے شہر کراچی کے ایک مصروف آباد مسلم سیکٹر کی سچی کہانی ہے۔ یہ ایک گھر کی بات ہے نہ جانے غموں، دکھوں، مصائب وآلام سے بھرے اتنے اور کتنے گھرانے ہونگے؟ کہ جن کے آس پاس رہنے والے ناز ونعم، عیش وعشرت اور ٹھاٹھ باٹھ سے رہتے ہونگے اور انہیں فاقوں سے واسطہ پڑتا ہوگا۔ جس معاشرے کی بنیاد اسلام نے رکھی ہے اور جس کا عملی ثبوت ہمارے اسلام، اکابر اور صحابہ نے دیا ہے وہ چیز آج ہم میں مفقود ہے، بہت لوگ ایسے بھی تھے کہ جب گھر میں کوئی چیز لاتے اس وقت تک خود نہ چکھتے، نہ کھاتے جب تک پڑوسی کو نہ دے کر آتے۔ اسلامی معاشرے نے تو ایسی تاریخیں بھی رقم کی ہیں کہ خود گھر والے بھوکے رہے اور ایک مسلمان کو پیٹ بھر کر کھلایا۔ اللہ تعالیٰ جو غیرت کے خالق ہیں وہ کیسے رحم ومہربانی کریں گے اس پر جسے دوسرے پر رحم وکرم نہ آئے۔ خود کائنات کے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے جو خود پیٹ بھر کر کھائے، سو جائے اور اس کے پڑوس میں اس کا مسلمان بھائی پڑوسی بھوکا رہے یہ شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں ناپسندیدہ ہے۔

کامل ایمان کیلئے ایمانی تقاضوں کا پورا کرنا ضروری ہے اور معاشرے کو سدھارنے کا جو طریقہ اسلام نے بتایا ہے وہی اپنانا ہوگا، اصلاحِ معاشرہ کے نام پر بننے والی کئی تنظیمیں اور انجمنیں ہیں مگر چونکہ ان کا طرزِ عمل اسلام کے اصولوں کے مطابق نہیں اس لئے ان کا اصلاحِ معاشرہ میں کوئی کردار نہیں، اگر ہم سے ہر ایک اس کردار کا مالک بن جائے جو ہمارے اکابر واسلاف کا تھا تو معاشرہ خود بخود درست ہو جائے گا۔ ہمارے اسلاف نے تو معاشرے میں یوں وقت گزارا ہے کہ عبداللہ بن طاہر عہد عباسی میں خراسان کے امیر تھے۔ ان کے پڑوس میں ایک بوڑھی رہتی تھی جس کی چار بیٹیاں تھیں۔ کسی نے اس کو مشورہ دیا کہ آپ اپنا گھر فروخت کر دیں کیونکہ آپ بڑی تنگدست ہیں کچھ ہاتھ کھل جائے گا۔ کہنے لگی کہ "گھر فروخت کرنے کو دل چاہتا ہے لیکن عبداللہ بن طاہر کا پڑوس فروخت کرنے پر دل آمادہ نہیں، عبداللہ تک یہ خبر پہنچی تو واقعتاً پڑوسی ہونے کا حق ادا کیا۔ بوڑھی کی چار بیٹیوں کیلئے یہ ظاہر کر کے کہ یہ میری بیٹیاں ہیں رشتے تلاش کئے اور ہر لڑکی کو معقول جہیز بھی دیا۔

آیئے! یوں پڑوسی بننے کا عہد کرتے ہیں پھر دیکھئے! کہ معاشرہ سدھرتا ہے یا نہیں؟

خمیازہ

مسز ابراہیم صدّیقی

آج کل زور و شور سے ثاقب کے لئے لڑکی ڈھونڈی جا رہی تھی...... ثاقب کو دین دار، شرعی پردہ کرنے والی لڑکی چاہئے تھی اور اس دور میں ایسی باشرع لڑکی کی تلاش مسئلہ بنی ہوئی تھی۔ ثاقب کی امی نے اپنی سب بہنوں، ملنے جلنے والیوں سے لڑکی تلاش کرنے کا کہہ رکھا تھا......۔

آج ثاقب کی خالہ جان نے آتے ہی خوشخبری سنائی...... ارے آپا جان میری ایک دوست نے اپنی بھانجی کا ذکر کیا ہے لڑکی شرعی پردہ کرتی ہے۔ عالمہ باعمل ہے، انتہائی سگھڑ، بااخلاق، خوبصورت وخوب سیرت ہے سچ اتنی ڈھیر ساری خوبیاں ایک ذات میں، بھئی میں تو بہت بے چین ہوں لڑکی دیکھنے کے لئے بس کل ہی چلیں...... اے بہن تم نے تو دل خوش کر دیا دیر کس بات کی یہ رکھا ہے فون ابھی اپنی سہیلی کو فون کر کے بتا دو کہ ہم کل ہی ان کے گھر سے ان کے ساتھ لڑکی دیکھنے جائیں گے...... تاکہ وہ لڑکی کے گھر بھی پہلے سے ذکر کر دیں۔

......O......

لڑکی سامنے آئی تو ثاقب کی امی پلکیں جھپکانا بھول گئیں...... جیسے گلاب کا پھول یا پھر انار کی کلی۔ حسن کے ساتھ ایسا انہونی نور، ایسی چمک کہ نگاہیں تھک کر جھک جائیں...... پھر وہ اسے دیکھنے لگتیں...... وہ بے ساختہ سوچنے لگیں واقعی ایسا پرنور چہرہ، نامحرموں سے چھپانا ہی چاہئے۔ جب میں عورت ہو کر پرشوق نظروں سے دیکھ رہی ہوں تو جو سسرالی عزیز پہلی بار دیکھیں گے تو بھلا مردوں کی پرشوق نگاہوں کی تپش یہ معصوم چہرہ کیسے برداشت کر سکے گا...... واقعی میرے رب کے احکام میں ہمارا اپنا ہی فائدہ ہے دنیاوی بھی اخروی بھی......

دونوں طرف سے معاملات تقریباً طے ہو چکے تھے...... بس لڑکی والوں نے جواب کے لئے کچھ مہلت مانگی تھی کہ اچانک ثاقب اپنی امی کے سامنے فکرمندی سے کہنے لگا امی میرے دوست مجھے مشورہ دے رہے ہیں کہ عالمہ لڑکی سے سوچ سمجھ کر شادی کرو۔ ہر بات میں قرآن وحدیث کا حوالہ دے گی اور تم انکار کرو گے تو گناہ گار ہو گے۔ مثلاً لڑکی کہہ سکتی ہے کہ تمہاری ماں کی خدمت میرا فرض نہیں ہے، تم خود کرواپنی ماں کی خدمت۔ امی میں تو بہت فکرمند ہوں آپ ہر طرح سے تحقیق کر لیں اور سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں بعد میں مسائل پیدا نہ ہوں...... بیٹا وہ بچی گھرداری میں ماہر ہے اصل چیز تو گھر کی تربیت ہوتی ہے جو لڑکی اپنے والدین، بہن بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک، خدمت وایثار کا رویہ رکھے گی وہ ضرور سسرال میں بھی اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نباہے گی۔ خیر میں لڑکی کی ماں سے صاف بات کرلوں گی...... ان شاء اللہ تمہاری تسلی ہو جائے گی۔

وہ بہن بات یہ ہے کہ میرے بیٹے سے کسی نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ عالمہ لڑکی اچھی بہو، اچھی بیوی ثابت نہ ہو سکے گی۔ گھر کے کاموں میں غیر ذمہ داری کا مظاہرہ یا سسرالی عزیزوں سے کٹ کر رہنا، ساس، سسر کی خدمت سے گریز جیسے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں......

ارے بہن آپ کے خدشات بے بنیاد ہیں میں نے تو اپنی بچیوں کی تربیت میں ایثار، قربانی، خدمت گزاری جیسے صفات پیدا کی ہیں اور انہیں سسرال کی ذمہ داریوں کو نباہنے کی خصوصی ٹریننگ دی ہے۔ یوں تو پھر کالج، یونیورسٹی سے پڑھ کر ڈگری لینے والی اکثر لڑکیاں بھی یہ جواز پیش کرتی ہیں کہ ہم نے ڈگریاں اس لئے نہیں لیں کہ چولہا ہانڈی، جھاڑو برتن میں لگی رہیں...... اور میرے خاندان میں ایسی ڈاکٹر لڑکیاں بھی ہیں جو اپنے کپڑے خود سینا اور گھر کے دیگر تمام کاموں کو بہتر طریقے سے کرنا جانتی ہیں۔ پڑھائی کے وقت پڑھائی، کام کے وقت کام۔ تو بہن ہر فیلڈ میں ہر طرح کے لوگ موجود ہوتے ہیں......۔

عروبہ کو جب پتہ چلا کہ لڑکا محض اس لئے فکرمند ہے کہ لڑکی عالمہ ہے تو اسے انتہائی دکھ ہوا کہ دین دار، مذہبی لوگ بھی اگر ایک دوسرے کی قدر نہ کریں گے تو کون عزت افزائی کرے گا...... وہ سوچنے لگی......۔

ہاں مدرسے میں ہمارے اساتذہ بھی اس قسم کی صورت حال کی نشاندہی کر چکے تھے کہ مدرسے سے فارغ التحصیل لڑکیاں جب شادی ہو کر سسرال جاتی ہیں تو سسرال والے چاہتے ہیں لڑکی تمام سسرالی رشتہ داروں سے گھل مل کر زندگی گزارے۔ فری اسٹائل سب نامحرم رشتہ داروں سے بے پردہ بے حجابانہ میل ملاپ رکھے۔ لہٰذا جو لڑکیاں شرعی پردہ کرتی ہیں وہ بیچاریاں اپنے کمروں تک محدود ہو جاتی ہیں۔ اس طرح لڑائی جھگڑوں کی ابتداء ہو جاتی ہے، اکثر لوگ ہمارے پاس بھی شکایات لے کر آ جاتے ہیں...... میں تمام بچیوں اور ان کے والدین کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب اپنی اولاد کو دین کی راہ پر ڈالا ہے تو پھر اُن کے رشتے کرتے وقت دین داری وتقویٰ کو ضرور اہمیت دیں، تمام معاملات پہلے سے طے کر لیں...... ایسا نہ ہو کہ بعد میں لڑکی کو بے پردہ محفلوں میں بیٹھنے کے لئے مجبور کیا جائے...... یا اللہ کی دوسری نافرمانیوں پر مجبور کیا جائے...... ختم بخاری کی تقریب میں عروبہ کے اساتذہ نے تمام بچیوں کو احکام الٰہی کی پابندی کرنے اور بندوں کی خاطر رب کو ناراض کرنے کے گناہِ عظیم سے بچنے کی خصوصی تلقین کی تھی...... اسی لئے اس کے والدین ایسے لڑکے کو ترجیح دے رہے تھے جو دین دار گھرانے سے تعلق رکھتا ہو، جہاں دین پر چلنا آسان ہو......۔

......O......

بیگم ثاقب نے مجھ سے بھی کچھ اس انداز سے بات کی ہے کہ مجھے بالکل اچھا نہیں لگا یہ موقع ان باتوں کا نہیں تھا...... یہ تسلی ان کو پہلے کرنی چاہئے تھی...... آج تو ہم کو فائنل جواب دینا تھا...... وہ بار بار یہی کہہ رہا تھا کہ عالمہ لڑکی سے شادی کے بعد بہت مسائل پیدا ہو سکتے ہیں، وغیرہ وغیرہ...... جب اس لڑکے کے دل میں یہ قدر ہے عالمہ لڑکی کی تو ہمیں پھر کوئی ضرورت نہیں وضاحتیں، صفائیاں پیش کرنے کی دراصل ہماری بچی کے قابل ہی نہیں یہ لوگ...... میں تو اب یہاں نہیں کروں گا...... ہر بات کا ایک وقت ہوتا ہے...... ایک ڈھنگ ہوتا ہے بات کرنے کا...... عالمہ لڑکی نہ ہوئی گویا بے حیا، فاحشہ لڑکی ہوئی کہ جان چھڑانا چاہ رہے ہیں......۔ عروبہ کے ابا اپنی بیگم سے کہہ رہے تھے۔

اُسی دوران ان کے خاندان کے ایک مفتی لڑکے کا رشتہ آیا اور عروبہ کی بات طے ہو گئی...... ایک ماہ کے اندر ہی وہ شادی کے بندھن میں بندھ گئی...... اللہ نے اس کو اسی جیسے صالحین، متقین سے ملا دیا تھا اور وہ بے پناہ خوش مطمئن اپنے رب کی شکر گزار تھی......۔

......O......

ثاقب کی امی نے اس کے لئے حافظ قرآن لڑکی پسند کی جو انٹر پاس تھی...... گمان یہی تھا کہ حافظہ ہے باحیا، دیندار ہوگی...... مگر بہو بیگم نے تو گھر آتے ہی جو رنگ ڈھنگ دکھائے اس نے ان سب کے چہرے فق کر دئے......

لڑکی کے والدین نے زبردستی لڑکی کو حافظہ بنوا دیا تھا مگر قرآن اس کے حلق سے نیچے نہ اترا تھا...... صبح اٹھتے ہی تیز آواز میں گانا سننا، فلمیں دیکھنا، ٹیوی ڈرامے دیکھنا اس کی عادت تھی۔ T.V جہیز میں لائی تھی...... اپنے کمرے میں وہ ان فضولیات میں مشغول رہتی...... گھر والے دیکھ دیکھ کر کڑھتے رہتے۔ نہ دوپٹہ اوڑھنے کا ڈھنگ نہ حیا شرم، ثاقب لاکھ بیوی کو آنکھیں دکھاتا کہ میرے بہنوئیوں کے سامنے دوپٹہ ہی سلیقے سے اوڑھ لیا کرو...... مگر اسے جو عادت پڑی ہوئی تھی اور جو اس کا انداز تھا وہ لمحوں میں نہیں بدل سکتا تھا...... برسوں کی تربیت انسان کو بناتی ہے۔ وہ اپنی بیوی کو دیکھ دیکھ کر کڑھتا...... شریف سیدھا سادا نوجوان تھا لڑنا جھگڑنا نہیں چاہتا تھا...... مگر برداشت کی بھی حد ہوتی ہے...... گھر آتا تو تیز آواز میں گانے اس کا استقبال کر رہے ہوتے وہ شرم سار ہو جاتا کہ پڑوسی کیا سوچتے ہوں گے...... اب وہ شرمندہ تھا دوسروں کی باتوں میں آ کر اس نے زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی تھی اس کا خمیازہ عمر بھر بھگتنا تھا...... اس کے اثرات تو آنے والی نسل پر بھی پڑنے تھے...... کہ نیک وصالح ماں ہی بچوں کو نیک وصالح بنا سکتی ہے...... علم کے ساتھ عمل ہی کامیابی کی ضمانت ہے......

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

آہ نیک وصالح بیوی دنیا ہی میں جنت ہے۔ مگر میں نے اپنی زندگی خود جہنم بنا لی، اللہ سے جو مانگو وہی ملتا ہے......

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

پہلا سبق

اہلیہ محبوب الرحمٰن راولپنڈی

امی امی پھوپھو دادی جان سے کہہ رہی تھیں آپ نے جان بوجھ کر کھانے میں مرچیں زیادہ ڈالی ہیں تاکہ میں کھاؤں اور مجھے زیادہ تکلیف ہو وہ اور بھی بہت ساری باتیں آپ کے بارے میں کر رہی تھیں۔ اس کے بات ختم ہونے سے پہلے ہی میں نے ایک زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر مارا ساتھ ہی اس نے زور زور سے رونا شروع کر دیا، تم وہاں کیا کر رہی تھی؟ خبردار آئندہ اس طرح کی باتیں کان لگا کر سنیں اور آ کر مجھے بتائیں ایسی باتوں سے گھروں میں فساد پھیلتے ہیں اس کا رونا بند ہی نہیں ہو رہا تھا اور میرا ذہن اپنے بچپن کی طرف چلا گیا۔

میں چھوٹی بچی تھی گھر میں ہم کافی افراد مل کر رہتے تھے جن میں میری والدہ دو چچا، ان کے بچے اور دادی شامل تھے۔ میری امی اور چچی وغیرہ کی اکثر لڑائی ہی رہتی تھی اکٹھے رہنے میں کافی باتوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے ہمارے گھر میں ہر وقت جنگ کا ہی منظر رہتا تھا اور اس جنگ کی آگ بھڑکانے میں ہم بچے شامل ہوتے تھے۔ چچی یا امی دونوں میں سے کوئی نہ کوئی ہمیں ادھر بھجوا دیتی جدھر دادی وغیرہ بیٹھی ہوتی ہم بظاہر کھیل میں لگے ہوتے کسی کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ ہوتی ہمیں کس مقصد کے لیے بھجوایا گیا ہے۔ ادھر باتوں کے دوران دادی یا چچی امی کے بارے میں کوئی بات کرتی میں فوراً جا کر ماں کو کہہ دیتی یا اگر چچی کے بارے میں کوئی بات ہوتی تو ان کو بتا دیتی جس کو سنتے ہی دونوں آپے سے باہر ہو جاتیں گھر میں لڑائی شروع ہو جاتی۔ اس طرح یہ میری عادت بنتی گئی۔ گھر میں بے دینی کا ماحول تھا کوئی نصیحت یا اچھی بات بتانے کی بجائے مجھے اسی مقصد کے لیے استعمال کیا جاتا بلکہ چچی وغیرہ مجھے انعام کا لالچ بھی دیتی جاؤ سن کر آؤ دادی پھپھو کیا کہہ رہی ہیں؟ بڑی مزیدار چیز کھلاؤں گی میں خوشی خوشی دادو کے کمرے میں پہنچ جاتی اور کھیلنے کے دوران ساری باتیں سن کر چچی تک پہنچا دیتی۔ ''دادو پھوپھو سے کہہ رہی تھیں اس کو تو چائے بھی نہیں بنانی آتی۔ مہمانوں کو کھانا دینے کا بھی سلیقہ نہیں مجھ سے آج تک اس نے نہیں پوچھا'' اس طرح کی باتیں سن کر چچی کا تو خون ہی کھولنے لگ جاتا بلکہ میں دو چار اور بھی اپنی طرف سے لگا دیتی کیونکہ مجھے بھی اس کام میں مزا آنے لگ گیا تھا۔ اچھا اور کیا کہہ رہی تھیں میرے بارے میں، اتنی جلدی کس لیے آ گئی ہو؟ جاؤ! ابھی ادھر جاؤ، میں تمہیں آئس کریم دوں گی۔ اس طرح کی باتوں سے گھر کا نقشہ ہی بدل جاتا۔ محلے میں بھی میرا آنا جانا تھا وہاں بھی میں ایک گھر کی بات دوسرے کے ساتھ اور اس کی بات کسی اور گھر میں کر دیتی تھی۔ اسی طرح وقت گزرتا گیا کہ ہمارے پڑوس میں ایک نیا گھر آباد ہوا میں نے ان کے ہاں بھی جانا شروع کر دیا اور حسب عادت میں نے ان کے گھر کی باتیں سنانا شروع کیں تو باجی نے میری بات سن کر فوراً کہا ''نہیں وہ بالکل ایسا نہیں کہتے پھر مجھے سمجھایا کہ ایک کی بات دوسرے سے اور دوسرے کی بات کسی اور سے اس طرح کی باتوں سے گھروں میں فساد پھیلتے ہیں۔'' میں حیران پریشان ایسا تو مجھے کسی نے بھی نہیں کہا بلکہ میں جس سے بات کرتی آگے سے یہی سنتی اچھا اور کیا کہہ رہی تھی میرے بارے میں؟ یہ باجی بھی عجیب ہیں میں ان کو بتا رہی ہوں ساتھ والی پڑوسن آپ کے بارے میں یہ کہہ رہی تھی لیکن اس کے برعکس باجی کہہ رہی تھیں ''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے۔ اس طرح کی باتیں چغلی میں آتی ہیں ایک دوسرے کا دل خراب ہوتا ہے بدگمانی پیدا ہوتی ہے بلکہ ایک اور حدیث میں موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے راستے میں ایک جگہ پر دیکھا کہ دو قبریں بنی ہوئی ہیں۔ جب آپ ان کے قریب پہنچے تو آپ نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صحابہ کرام سے فرمایا ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور تمہیں معلوم ہے ان دونوں کو عذاب کس وجہ سے ہو رہا ہے پھر فرمایا ان کو ایسی باتوں کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے کہ ان باتوں سے بچنا ان کے لیے کچھ مشکل نہیں تھا اگر یہ لوگ چاہتے تو آسانی سے بچ سکتے تھے ان میں سے ایک کو پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے اور دوسرے صاحب لوگوں کی چغلی بہت کیا کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جتنے لوگ جہنم میں جائیں گے ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہوگی جو اپنی زبان کی وجہ سے ہی جائیں گے وعدہ کرو آئندہ ایسی بات میرے ساتھ نہیں بلکہ کسی کے ساتھ بھی نہیں کرو گی ان باجی کے گھر میرا جانا رحمت بن گیا۔ میری یہ بری عادت ختم ہو گئی اور ہمارے گھر میں ہونے والی لڑائیاں بھی آہستہ آہستہ ختم ہو گئیں۔ آج جب میری بیٹی بھی وہ کام کرنے لگی تو میں نے اس کو پہلے دن ہی سبق سکھا دیا وہ روتے روتے سو گئی آنسو اس کے چہرے پر جمے ہوئے تھے اور ساتھ میں میری انگلیوں کے نشان بھی لیکن خیر ہے کوئی بات نہیں اس ایک تھپڑ نے گھر میں اٹھنے والے کتنے فساد روک دیئے ہوں گے۔

اپنی غلطی کا اعتراف کرنا سیکھئے

غلطی ہوجانا انسانی ضمیر میں شامل ہے، یہ عین فطری بات ہے کہ آپ کوئی کام کرنے لگیں لیکن نہ چاہنے کے باوجود کہیں نہ کہیں غلطی رہ جائے مثلاً آپ سالن بنارہی تھیں اچانک آپ کا بچہ چلاّ کر رونے لگا اور آپ فوراً اپنے بچے کی طرف لپکیں اتنی دیر میں سالن جل گیا۔ اب اس میں آپ سے صرف اتنی سی غلطی ہوئی کہ آپ نے جاتے ہوئے چولہے کی آنچ ہلکی نہیں کی تھی حالاں کہ اس میں محض ایک لمحہ صرف ہونا تھا۔ روزمرہ کی زندگی میں غلطی کا ہوجانا اتنا غلط نہیں جتنا اس غلطی پر ڈٹے رہنا ہے۔ غلطی کا اعتراف کرلینا انسانی اقدار میں سے ہے اور جو لوگ اپنی کسی غلطی کا اعتراف کرلیتے ہیں وہ کامیاب زندگی گزارتے ہیں۔ آپ سے کوئی غلطی ہوگئی تو گھبرایئے نہیں بلکہ غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے خوش دلی سے اس کی اصلاح کی کوشش کیجئے۔ ایک شاگرد غلطی کے بغیر کامیاب طالب علم نہیں بن سکتا۔ ایک استاد غلطی کے بغیر تجربہ کار معلم نہیں سکتا۔ دنیا میں دست کاری اور ہنر مندی کے جتنے بھی پیشے ہیں ان سب میں کامیاب لوگ انہی غلطیوں کی بدولت ہی عروج کی منزل پاسکے ہیں۔ ہمارے ماحول میں یہ بات بڑی عام ہے کہ دوسروں کی غلطیوں کی نشان دہی خوب کی جاتی ہے۔ جہاں دو تین خواتین بیٹھی نظر آئیں گی وہ اپنی نندوں، ساسوں، بہوؤں کی غلطیاں خوب بڑھا چڑھا کر بیان کرتی نظر آئیں گی جبکہ وہ ساری خامیاں ان کے اپنے اندر موجود ہوتی ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ جب کوئی انسان کسی دوسرے کی طرف انگلی اٹھا رہا ہوتا ہے تو چار انگلیاں اس کی اپنی طرف اٹھ رہی ہوتی ہیں۔ وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو اپنی غلطی کا اعتراف کرکے اس کی اصلاح کرلیا کرتے ہیں۔ آپ کی کسی غلط بات پر کوئی توجہ دلائے تو آپ کو چاہئے کہ اس کا شکریہ ادا کریں اس لئے کہ اس نے آپ کی شخصیت کو مکمل کرنے میں مدد دی ہے۔ انسان کی ذات سرے سے غلطیوں سے خالی ہو یہ ممکن ہی نہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ”مومن مومن کے لئے آئینہ ہے“ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان میں کوئی غلطی نظر آتی ہے تو وہ اس سے کہہ دے تاکہ دوسرا مسلمان بھائی یا بہن اس غلطی میں مبتلا رہ کر اپنا

بنتِ محمود

نقصان نہ کرائے، لیکن اس میں بھی حکمت کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر اگر ساس اپنی بہو کو اس کی کسی غلطی پر ٹوکے تو اس کے دو طریقے ہوسکتے ہیں، ایک تو یہ کہ وہ غصے سے ٹوکے، دوسرا یہ کہ اپنے پاس بٹھا کر نرمی اور پیار سے سمجھادے، پہلا طریقہ یقیناً لڑائی جھگڑے کو دعوت دے گا جبکہ دوسرے طریقے سے گھر کی فضا ناخوش گوار نہیں ہوگی یہاں پر جسے غلطی پر متنبہ کیا جارہا ہے اسے بھی سوچنا چاہئے کہ آیا واقعی اس میں وہ غلطی موجود ہے؟ اگر موجود ہے تو کھلے دل سے اعتراف کرکے اُسے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، بلکہ اس کو اپنے محسن کا شکریہ ادا کرنا چاہئے، اس لئے کہ اس نے آپ کی شخصیت کو سنوارنے کی کوشش کی ہے۔

جو عورت اس طرح اپنی غلطی کا اعتراف کرلیتی ہو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی اپنے قصوروں کا اعتراف کرکے گناہ بخشوالیتی ہوگی۔ ایک اچھے اور سچے مسلمان کی یہی نشانی ہے کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرنے سے گھبراتا ہے نہ کتراتا ہے، بلکہ اپنی کوتاہیوں پر بھی نظر رکھتا ہے اور دوسروں کی غلطیوں کی اصلاح کی بھی کوشش کرتا ہے۔

معاشرتی مسائل حل کرنے میں خواتین کا کلیدی رول

بنتِ نذیر

مسلم معاشرے میں دن بدن معاشرتی مسائل بڑھتے جارہے ہیں، بن بیاہی لڑکیوں کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہوگیا ہے۔ جہیز کی وجہ سے لڑکیاں شادی کی عمر سے تجاوز کرتی جارہی ہیں اور بعض تو روزانہ رونمائی کی سولی پر چڑھ جانے کے بعد بار بار مسترد کی جاتی ہیں جس کی وجہ سے وہ نالاں اور بیزار نظر آتی ہیں۔ اسلام کے ماننے والوں میں ایسے گمبھیر مسائل دیکھ کر دل کانپ جاتا ہے۔ اسلام دنیا کا سب سے بہترین دین ہے۔ اس میں معاشرتی وسماجی اعمال پر نیکیاں بھی ملتی ہیں۔ ایسے اصول وصفات والا دین جس کے ماننے والے سنگین مسائل میں گھرے ہوئے ہیں دنیا والے دیکھ کر تعجب کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ تمہارے طبقہ میں بھی جہیز کا چلن ہے؟ جواب دیا جاتا ہے کہ ہمارے یہاں بھی لینا دینا بڑھ گیا ہے، کیا بغیر جہیز کے شادیاں نہیں ہوسکتیں؟ جہیز نے ہمارے مسائل میں بے حد اضافہ کردیا ہے، ان مسائل کا حل ہوسکتا ہے بشرطیکہ عورت ومرد دونوں اسلامی جذبوں سے سرشار ہوں، فرسودہ رسوم کو بالائے طاق رکھ دیں۔ رسوم سے اخلاقی فائدہ بہت کم حاصل ہوتا ہے۔ جہیز کی رسم بھی مالی ومادی فوائد کے حصول کے لئے ہے روحانی اور قلبی سکون ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا۔ اگر مسلم معاشرہ کی عورتیں سماجی اور معاشرتی رسوم سے ترک تعلق کرلیں تو مستقبل میں ایسے مسائل پیدا نہ ہوں گے لیکن مہندی کی رسم، ساچق کی رسم وغیرہ شادی بیاہ سے جوڑ دی گئی ہیں، ان پر مرد سے زیادہ عورت کا زور ہوتا ہے۔ وہ اس کو دل وجان سے ادا کرنا چاہتی ہیں، ان کی اس ادائیگی میں اپنے بیٹوں کی آرزوؤں وتمناؤں کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ شادی سے متعلق ایسی رسوم دن بہ دن پریشانیوں کا باعث بنتی جارہی ہیں۔ غریب طبقہ ان رسوم کے ادا کرنے سے قاصر رہتا ہے اور ان کی ادائیگی کے لئے خطیر رقم کہاں سے لائیں اگر ان کو ادا نہ کریں تو لڑکے والے تنقید کرتے ہیں۔ لوگ ہلکے ہیں، خاندانی نہیں ہیں، عزت ووقار کا خیال نہیں کرتے اور جب بغیر رسوم کے شادی ہوجاتی ہے تو شادی کے بعد لڑکی پر طعنے کسے جاتے ہیں مختلف طرح سے ملامت کی جاتی ہے اگر ہم دینِ اسلام پر پورا پورا عمل پیرا ہوجائیں تو ان مسائل سے چھٹکارا مل سکتا ہے خاص کر عورتیں اس کے انسداد میں کلیدی رول ادا کرسکتی ہیں۔

گوشت جلدی گلانے کا طریقہ

ام عبدالرحمٰن۔ بہاول نگر

پکتے ہوئے گوشت میں تھوڑا سا چھالیہ یا ایک چٹکی شکر یا پھر ایک چٹکی کھانے کا سوڈا ڈال دیں تو گوشت جلد گل جاتا ہے۔ خربوزوں کا چھلکا یا پپیتے کی ایک پھانک ڈال دینے سے بھی گوشت جلد گل جاتا ہے۔ تھوڑا سا ادرک اور سرکہ ڈال کر بھی گوشت جلد گلایا جاسکتا ہے۔

گوشت زیادہ دیر تک محفوظ رکھنے کا طریقہ:

1: کاغذی لیموں نچوڑ کر اس میں پرانا گڑ گھول کر صاف دھلے ہوئے گوشت پر لگا دیں اس کے بعد باریک نمک پیس کر گوشت پر چھڑکیں پھر دھوپ یا کوئلوں والے گرم خالی چولہے میں رکھ کر گوشت خشک کر لیں یہ کافی عرصے تک خراب نہیں ہوگا۔

2: گوشت میں سے ہڈیاں الگ کر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ لیں ان پر تیل اور مصالحے حسب ذائقہ لگا کر ٹکڑوں کو رسیو میں پرو لیں اور دھوپ میں لٹکا کر خشک کریں۔ پھر اسے ڈبوں میں ایک سال تک محفوظ کیا جاسکتا ہے۔

3: کچا گوشت صاف کر کے ٹکڑے کر لیں اور اسے پولی تھین کے بیگ میں ڈال کر فریزر میں رکھ دیں، گوشت کئی دن تک محفوظ رہے گا، گرمیوں میں گوشت کو خراب ہونے سے بچانے کے لئے کپڑے کا ٹکڑا سرکے اور پانی میں تر کر کے اس میں گوشت لپیٹ کر رکھ دیں تو وہ دیر تک خراب نہیں ہوگا۔ (ام عبدالرحمٰن۔ بہاول نگر)

بکرے کا گوشت

بنت فضل الرحمٰن سواتی

بکرے یا بکری کا گوشت طاقت دیتا ہے، کمزور لوگوں کو ہڈیوں کی یخنی پلائی جاتی ہے، حکیم لوگ انسانی بدن کے لئے بکری کے گوشت کو انتہائی مفید قرار دیتے ہیں، جن لوگوں کو گیس یا اپھارے کی شکایت ہو انہیں بکرے کے گوشت کی یخنی پلانی چاہئے۔ بکرے کا گوشت اچھا خون بناتا ہے، کمزوری کو دور کرتا ہے، بوڑھے اور کمزور لوگوں کو روزانہ ایک کپ بکرے کی یخنی ضرور پینی چاہئے۔ سری پائے قوت بخش ہوتے ہیں، بکری کا بھیجا دماغی کمزوری اور سر درد کے لئے مفید ہے، کلیجی کھانے سے جسم میں خون پیدا ہوتا ہے اس لئے کمی خون کے مریضوں کے لئے مفید ہے۔

گھریلو چٹکلے

سوجی میدہ بھوننا:

اس قسم کی اشیاء مدھم آگ پر بھونی چاہئیں کہ خوش بو اٹھنے لگے اور چکھنے پر ذائقہ بھی بھنے ہوئے کا آئے مگر رنگ میں نظر نہ آنے والی کم سے کم تبدیلی ہو۔ رنگ تبدیل ہونا دراصل جلے ہوئے کی نشانی ہے۔

آٹا گوندھنا:

آٹا جب گوندھ چکیں تو نرمی سختی کی جانچ انگلی سے دبا کر محسوس کریں شروع میں سخت گوندھیں۔ پھر برتن کے پیندے میں چلو چلو پانی پھیلائیں، مٹکی دے کر اس پانی کو بیچ میں جذب کریں اور اس طرح مطلوبہ نرمی پر لے آئیں۔

چپاتی سیکھنا:

عام گھریلو روٹی پر شروع میں ہاتھ رواں کریں، اس طرح پھلکا پر جب عادی ہو جائیں تو چپاتی پکانا کچھ مشکل نہیں۔

خمیر بنانا:

آٹے میں خمیر اٹھانے کے لئے میٹھا سوڈا اگر چوتھائی چمچہ درکار ہوگا تو سفوفِ خمیر جو بیکنگ سوڈا کے نام سے بیکری کی عام دکانوں پر ملتا ہے آدھا چمچ درکار ہوگا۔ اب گرمی سردی پر منحصر آدھے گھنٹے سے کم یا زیادہ دیر کے لئے گیلا کپڑا ڈھک کر رکھ دیں۔ مقررہ وقت کے بعد دیکھیں کہ اگر انگلی دبانے سے آٹا ابھر کر واپس آتا ہے یا نہیں اگر آرہا ہے تو یہ خمیر ہو جانے کی علامت ہے، زیادہ دیر رکھنے سے ترشی آجاتی ہے۔

خشکہ:

روٹی پکاتے وقت خشکہ کم سے کم لگائیں زیادہ خشکہ لگی روٹی چپاتی خوب صورت نہیں ہوتی۔

ماں کا دودھ

دنیا میں سب سے بہترین دودھ ماں کا ہے۔ ماں کا دودھ وہ واحد مکمل غذا ہے جو بچوں کو صحت مند اور طاقت ور بنا سکتا ہے۔ ماں کا دودھ مختلف بیماریوں اور انفیکشن سے بچے کی حفاظت کرتا ہے مثلاً شوگر، کینسر، اسہال اور نمونیا وغیرہ۔ ان بیماریوں کے خلاف ماں کے جسم میں جو دفاعی قوت پائی جاتی ہے وہ ماں کے دودھ کے ذریعے بچے کے جسم میں منتقل ہو جاتی ہے۔ بچے کو اپنا دودھ پلانے سے خود ماں کئی بیماریوں سے محفوظ رہتی ہے۔ ماں جس وقت بچے کو اپنا دودھ پلاتی ہے تو اس عمل سے ماں اور بچہ دونوں آپس میں قربت اور گہرا تعلق محسوس کرتے ہیں اور دونوں کو تحفظ کا احساس رہتا ہے۔ جو ادارے شیر خوار بچے کے لئے مصنوعی دودھ تیار کرتے ہیں ان کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ مائیں بچوں کو اپنا دودھ پلانے کی بجائے ان اداروں کا تیار کیا ہوا دودھ پلائیں تا کہ وہ ادارے دولت کما سکیں۔ بوتل سے دودھ پلانا یا فارمولا دودھ دینا اکثر نہایت غیر محفوظ ثابت ہوتا ہے۔ دنیا میں ایسے لاکھوں بچے غذا کی کمی کا شکار ہو جاتے ہیں، بیمار پڑ جاتے ہیں یا مر جاتے ہیں جنہیں بوتل کا یا فارمولا دودھ دیا گیا ہوتا ہے۔ (مرسلہ ام عبدالباسط۔ ساہیوال)

زیرِ لب

سردار بلدیو آف تلونڈی سابو کو جب آنریری ٹریفک مجسٹریٹ بنایا گیا، تو انہوں نے اپنی پہلی ہی پریس کانفرنس میں اعلان کر دیا کہ وہ عدل وانصاف کا بول بالا کر دیں گے۔ عدالت میں کرسی سنبھالتے ہی انہوں نے ٹریفک پولیس کے اہلکاروں کو حکم دیا کہ وہ ہر رکشے، ٹیکسی اور ٹرک یا بس وغیرہ کے کاغذات کی چیکنگ شروع کر دیں۔ ٹریفک پولیس نے ایک ہفتے میں سینکڑوں چالان کر کے کیس سردار بلدیو سنگھ کی عدالت میں بھجوا دیے۔ سردار بلدیو سنگھ آف تلونڈی سابو (آنریری مجسٹریٹ) نے کسی رعایت کے بغیر بلا تخصیص ہر ملزم کو قانون میں درج انتہائی جرمانے کی سزا سنا کر عدالت منٹوں میں برخواست کر دی۔ اگلے روز مزید درجنوں چالان پیش ہوئے اور گزشتہ روز کی طرح منٹوں میں سزا سنا کر فارغ کر دیے گئے۔ دو چار روز بعد شہر بھر کے رکشہ، ٹیکسی، ٹرک اور بس ڈرائیوروں نے اس پکڑ دھکڑ اور جرمانوں کی بھرمار سے تنگ آ کر اپنے کاغذات مکمل کروا لیے۔

اب سردار بلدیو سنگھ نے ٹوکن، رجسٹریشن، انشورنس اور ڈرائیونگ لائسنسوں کے علاوہ گاڑیوں کی لائٹیں، بریکیں اور کرائے میٹر وغیرہ چیک کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ اگلے روز سے پھر چالانوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی جرمانوں کا سلسلہ بھی دوبارہ شروع ہو گیا۔ تنگ آ کر پبلک ٹرانسپورٹ والوں نے اپنے سارے معاملات درست کر لیے اور ٹریفک پولیس اہلکار سڑکوں پر فارغ کھڑے نظر آنے لگے۔ نتیجتاً سردار بلدیو سنگھ آنریری ٹریفک مجسٹریٹ کی عدالت میں الو بولنا شروع ہو گئے۔ سردار بلدیو سنگھ نے ایس پی ٹریفک کو عدالت میں بلایا اور مجرموں کی عدم موجودگی کے بارے میں استفسار کیا۔ ایس پی نے بتایا کہ آپ کی سختی اور جرمانوں کی بھرمار سے بچنے کے لیے رکشہ، ٹیکسی، ٹرک اور بس ڈرائیوروں اور مالکان نے گاڑیوں کے کاغذات مکمل کروا لیے ہیں، ڈرائیونگ لائسنس حاصل کر لیے ہیں اور گاڑیوں کو قانون کے مطابق درست کروا لیا ہے، لہٰذا اب چالان نہیں ہو رہے۔

فارغ بیٹھے ہوئے سردار بلدیو سنگھ نے عدالت کے اہلکاروں کو حکم دیا کہ وہ سڑک پر جا کر پہلے دس رکشوں، دس ٹیکسیوں، پانچ بسوں اور ٹرکوں کا چالان کر کے انہیں عدالت میں پیش کریں۔ سردار بلدیو سنگھ کے حکم کی تعمیل ہوئی اور گھنٹے بعد عدالت میں پچیس ''ملزمان'' پیش کر دیے گئے۔ سردار بلدیو سنگھ نے تمام ''ملزمان'' کو جرمانے سنانے شروع کر دیے۔ ''ملزمان'' نے عدالت میں دہائی دینا شروع کر دی اور بتایا کہ ہمارے کاغذات پورے ہیں، گاڑیاں ٹھیک ہیں اور ہم نے ٹریفک کے کسی قانون کی خلاف ورزی نہیں کی، اوورلوڈنگ نہیں کی اور نہ ہی کوئی اشارہ توڑا ہے۔ آخر ہم کو کس جرم میں جرمانے کیے جا رہے ہیں؟ ہمارا قصور کیا ہے؟

سردار بلدیو سنگھ ان جاہلوں کی حماقت پر پہلے تو تھوڑا مسکرائے پھر مجسٹریٹی انداز میں غصے سے فرمانے لگے ''بدمعاشو! جے تسی قصور کرنا بند کر دیو تے تہاڈا کیہہ خیال اے اساں انصاف کرنا وی بند کر دیئے؟'' (بدمعاشو! اگر تم قصور کرنا بند کر دو، تو تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم انصاف بند کر دیں گے؟) (مرسلہ بنت عائشہ۔ ملتان)

عورت

تو جو ماں ہے تو ممتا کا کوہِ گراں
بہن ہے تو وفا کا وسیع آسماں
ہے جو بیٹی تو دھیما ہے تیرا مزاج
کتنے سُندر تھے تیرے یہ رشتے تمام
تیرے ہاتھوں میں تھی نسلِ نو کی زمام
چھوڑ کر اپنے مسکن کو نکلی تو جب
تجھ پہ نازل ہوا پھر خدا کا غضب
نعرہ دے کر مساوات کا لائی گئی
نام پر فن کے بولی لگائی گئی
پھر تقدس بھی پامال تیرا ہوا
فن کی شہرت میں گھر بار سب کچھ گیا
تو ستائی گئی تو رُلائی گئی
حد تو یہ ہے کہ زندہ جلائی گئی
چھین نے اپنا منصب تو کھویا ہوا
تھام لے بڑھ کر پھر سے تو اپنی رِدہ
یوں رُلائی نہ جائے گی پھر تو کبھی
یوں ستائی نہ جائے گی پھر تو کبھی
پھر ملے گا تقدس وہ کھویا ہوا
جاگ اٹھے گا ضمیر ہے جو سویا ہوا

اُمِ اُسامہ خالد راولپنڈی

برف کا کفن

میرے مجاہد بھائی اور ٹھنڈی راتیں
یہ ٹھنڈی راتیں
اور یہ بادل
ان سمیت بارش
اور برف باری
یہ سب کتنا اچھا لگتا ہے
خوشیوں کو ساتھ لئے جب یہ
موسم آتا ہے
ہزاروں امنگوں
کو
سموئے
لاکھوں خواہشوں سے بھرپور
یہ دل مچل جاتا ہے
یہ سب کتنا اچھا لگتا ہے
یہ بادلوں کا اڑنا
ٹھنڈی ہواؤں کا چلنا
ساتھ میں بوندا باندی
اور ان سب سے لطف اندوز ہونا
یہ سب کتنا اچھا لگتا ہے
اس سہانے موسم میں
ان دلکش مناظر میں
ان ہواؤں کے سحر میں
ہم کتنے
کھو جاتے ہیں
اور اس وقت ہم یہ بھول جاتے ہیں
کہ اس ٹھنڈے موسم میں
ان یخ بستہ راتوں میں
اس آندھی اور طوفان میں
ہمارے مجاہد بھائی
ہماری عزتوں کے محافظ
سرحدوں پر کھڑے ہیں
کہ جن کو نا معلوم
تن کا مکمل کپڑا بھی نصیب ہوا ہوگا
یا سر چھپانے کو کوئی چٹان میسر ہوگی
آیا ان کو بھی اس موسم سے
کچھ دل لگی ہوگی
یا اس وقت وہ منتظر ہوں گے
خدا کی
نصرت پر نظر رکھے
ہوئے
بہنوں کی دعاؤں کی راہ تکتے ہوں
گے
اور پھر بالآخر
کیا ان کی اس قربانی کا صلہ
یہی ہے کہ
ان کو
سفید برف ہی کا کفن نصیب
ہوتا ہے
بالآخر کیوں؟

بنتِ عارف

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

روزنامہ اسلام

49

بدھ 19 ذی الحجہ 1424ھ مطابق 11 فروری 2004ء

قیمت: روزنامہ اسلام کے ساتھ 7 روپے، صرف میگزین 5 روپے میں

درس قرآن

کسی گھر میں داخلے کیلئے اجازت لو

اے ایمان والومت جایا کرواپنے گھر کے علاوہ کسی گھر میں جب تک کہ بول چال نہ کرلواور سلام کرلوان گھر والوں پر۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے تا کہ تم یادرکھوO پھر اگرتم اس میں کسی کو نہ پاؤ تو اس (گھر) میں داخل نہ ہو جب تک کہ اجازت نہ مل جائے تمہیں، اور اگرتم سے کہا جائے کہ "لوٹ جاؤ" تو واپس پلٹ آؤ یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اور اللہ خوب جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہوO نہیں گناہ تم پر اس میں کہ ان گھروں میں جاؤ جہاں کوئی نہیں بستا، کہ اس میں کوئی چیز ہو تمہاری اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہوO (سورۂ نور، ۲۷، ۲۸، ۲۹)

تشریح: سورۂ نور میں جیسا کہ پہلے بتایا گیا تھا کہ شرم وحیا، عفت وعصمت کے متعلق مسائل ہیں ان کے علاوہ فحاشی و بے حیائی کے انسداد کے لئے سزائیں بھی ذکر کی گئی ہیں۔ اس سورت میں عفت وعصمت کی حفاظت کے لئے ایسے احکام دیے گئے ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہونے سے نہ ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں اور نہ ہی بے حیائی کو راستہ ملتا ہے۔ انہی احکام میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب کسی کے گھر جانا ہو تو پہلے اجازت لے لی جائے، صاحب مکان کی اجازت کے بغیر گھر میں داخل ہونے یا تانک جھانک کرنے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اس میں بہت ساری حکمتیں ہیں۔ بنیادی حکمت یہ ہے کہ گھر میں موجود غیر محرم عورتوں پر نظر نہ پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو رہنے کے لئے جگہ عطا فرمائی ہو تو چاہے وہ اس کی ملکیتی جگہ ہو یا کرائے وغیرہ پر ہو اس کی اصل غرض تو راحت اور سکون ہے۔ یہ سکون جب ہی برقرار رہ سکتا ہے کہ کوئی دوسرا آدمی اس کے گھر میں مداخلت نہ کرے اور صاحب گھر اپنی محدود چاردیواری میں اپنی ضرورت کے مطابق آزادی سے کام کرسکے۔ اگر کوئی شخص اس کی آزادی میں خلل ڈالتا ہے تو گھر والوں کے سکون اور آزادی کے ختم ہونے کا سبب بنتا ہے۔ چناں چہ مذکورہ بالا آیات میں مسلمانوں کو اُن آداب کی تعلیم دی گئی ہے جو گھر والوں کی آزادی اور سکون وراحت کو برقرار رکھتے ہیں۔ قرآن مجید میں اجازت طلب کرنے کا طریقہ بھی بتلادیا گیا ہے کہ پہلے "استیناس" (یعنی اُنسیت پیدا) کرلو اور گھر والوں کو سلام کرو۔ یہی مسنون طریقہ ہے، ان احکام کی ابتداء میں یا ایھا الذین آمنوا یعنی "اے ایمان والو!" کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے، ایمان والے مرد ہوں یا عورتیں دونوں کے لئے یہ حکم برابر ہے۔ چناں چہ حضرت ام ایاس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم چار عورتیں اکثر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جایا کرتی تھیں اور گھر میں جانے سے پہلے ان سے اجازت لیا کرتی تھیں، جب وہ اجازت دیتیں تو اندر جاتی تھیں۔ موطا امام مالک میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ کیا میں اپنی والدہ کے پاس جاتے وقت بھی اجازت حاصل کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ان سے بھی اجازت لیا کرو۔ اس شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! میں تو اپنی والدہ کے پاس ہی گھر میں رہتا ہوں، آپ نے فرمایا پھر بھی اجازت لئے بغیر گھر میں نہ جاؤ، اس نے پھر عرض کیا یارسول اللہ! میں تو ہر وقت ان کی خدمت میں رہتا ہوں، آپ نے فرمایا پھر بھی اجازت لئے بغیر گھر میں نہ جاؤ۔ کیا تمہیں پسند ہے کہ اپنی والدہ کو ننگی دیکھو؟ اس شخص نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا اسی لئے اجازت لینی چاہئے کیوں کہ احتمال یہ ہے کہ وہ گھر میں کسی ضرورت سے ستر کھولے ہوئے ہوں۔ ام ایاس کے بیان اور قرآن مجید کی آیات سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ گھر والے اگر واپس چلے جانے کا کہہ دیں تو واپس ہو جانا چاہئے، اور دل میں کسی قسم کی کدورت یا تنگی نہیں لانی چاہئے۔ ممکن ہے وہ ایسی مصروفیت میں لگے ہوں جس کے دوران کسی دوسرے سے ملنے میں حرج ہو۔ (اجازت طلب کرنے کی بابت بعض مسائل کا آئندہ بیان ہوگا)۔

فقر و غربت کی وجہ سے حقیر نہ سمجھو

درس حدیث

سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ایک شخص (جو غالباً دولت مند اور معززین میں سے تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزرا، تو آپ نے ایک صاحب سے جو آپ کے پاس اُس وقت بیٹھے ہوئے تھے، پوچھا، کہ: اس گزرنے والے شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے اور کیا اندازہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ: حضرت! یہ بہت بڑے اور معزز آدمیوں میں سے ہے، یہ ایسی شان والا ہے کہ جس گھرانے کی بیٹی کے لئے نکاح کا پیغام دے تو منظور کرلیا جائے، اور نکاح کر دیا جائے، اور اگر کسی معاملے میں سفارش کردے تو اس کی سفارش ضرور مانی جائے...... سہل بن سعد کہتے ہیں، کہ یہ جواب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، اور آپ نے کچھ نہیں فرمایا۔ پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک اور اللہ کا بندہ گزرا، آپ نے اُن ہی صاحب سے پھر پوچھا، کہ: اس شخص کے بارہ میں تمہاری کیا رائے اور کیا اندازہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ یہ بے چارہ نادار اور مسکین مسلمانوں میں سے ہے، یہ ایسا ہے کہ اگر کہیں نکاح کا پیام دے، تو اس کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے، اور اگر کسی معاملہ میں سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ مانی جائے، اور کوئی بات کہنا چاہے تو اس کی بات بھی نہ سنی جائے...... (اُن کا یہ جواب سُن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ پہلے والے اُس آدمی کے مثل اگر زمین بھر ہوں، تو یہ ایک اکیلا فقیر و مسکین اُن سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: انسانوں کی عام حالت یہ ہے کہ دنیا کی دولت اور دنیا کی بڑائی ہی کو وہ اصل بڑائی، وزن اور قیمت کی چیز سمجھتے ہیں، اور اسی سے متاثر ہوتے ہیں، اور اللہ کے جو بندے اُس سے خالی ہوں (اگرچہ اُن کے پاس ایمان اور حُسنِ عمل کی دولت کتنی ہی وافر ہو) عام طور سے اہل دنیا ان کو حقیر و ذلیل ہی سمجھتے ہیں، یہ حدیث دراصل اسی قلبی اور ذہنی بیماری کے علاج کا ایک نسخہ ہے، بہت ممکن ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو صاحب اُس وقت بیٹھے ہوئے تھے (جن سے آپ اس گفتگو میں مخاطب رہے) اُن میں بھی اس مرض کے کچھ جراثیم ہوں، اور آپ نے اُن کی اصلاح کے لئے ہی یہ گفتگو فرمائی ہو۔

شارحین نے بھی لکھا ہے، اور حدیث کے ظاہر الفاظ سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے کہ یہ دونوں گزرنے والے مسلمان اور صحابیِ رسول تھے البتہ پہلے جو گزرے وہ دنیا کی دولت و وجاہت میں برتر تھے، اور دین کے لحاظ سے کم مرتبے کے ساتھ، اور بعد میں جو صاحب گزرے، وہ دنیا کے لحاظ سے تو کم تر تھے، مگر دین اور تعلق باللہ میں برتر اور بلند تر...... اسی فرق کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: پہلے جیسے اگر اتنی کثیر تعداد میں ہوں کہ اللہ کی وسیع زمین ان سے بھر جائے، تو بھی بعد میں گزرنے والا اللہ کا غریب و مسکین یہ ایک بندہ ان سب سے بہتر ہے...... اللہ اکبر! دین اور تعلق باللہ کی عظمت و رفعت کا کیا ٹھکانا!۔

دعاء

یا اللہ ہم سے راضی ہوجا

اَللّٰھُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَ اَکْرِمْنَا وَ لَا تُھِنَّا وَ اَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَ اٰثِرْنَا وَ لَا تُؤْثِرْ عَلَیْنَا وَارْضِنَا وَارْضَ عَنَّا. (ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ ہماری تعداد میں اضافہ اور زیادتی فرما، کمی نہ فرما، اور ہمیں عزت وعظمت عطا فرما اور ہمیں ذلیل ورسوانہ فرما، ہمیں ہر طرح کی نعمتیں عطا فرما اور ہمیں محروم نہ فرما، ہمیں اپنا بنالے، ہمارے مقابلے میں دوسروں کو ترجیح نہ دے، ہم سے راضی ہوجا اور ہمیں خوش کردے۔

فائدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب سورۂ مؤمنون کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں تو آپ کے قلب مبارک پر خاص اثر تھا، اسی اثر کے تحت آپ نے قبلہ رو ہو کر خاص اہتمام سے اپنے لئے اور پوری امت کے لئے دعا فرمائی۔ دعا کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ قبلہ رو ہو کر مانگی جائے۔

کزن میرج کیوں نہیں؟

تعمیر فکر

ایک ڈاکٹر مریض سے کہہ رہا تھا کہ ”رات میں خوب سیر ہو کر کھایئے اور پیٹ کی تکلیف کو بھول جایئے...... مریض بولا: مگر پچھلے ہفتے تو آپ نے منع کیا تھا کہ رات میں کچھ نہ کھاؤں؟ ڈاکٹر نے کہا: ”اچھا؟!...... آپ اسی سے اندازہ لگایئے کہ سائنس کتنی ترقی کر رہی ہے“...... سائنس واقعی ترقی کر رہی ہے، آج کا دور ہے ہی سائنس اور ٹیکنالوجی کا، انسان خیالات کے گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اور عمل کی طاقت بروئے کار لاتے ہوئے نت نئی مشینیں ایجاد کر ڈالتا ہے۔ سائنس کی یہ ترقی اس قدر تیز رفتار ہے کہ عقلیں ششدر ہیں۔ ہر روز دنیا میں ایک نیا خیال اور نظریہ سامنے آتا ہے اور پھر سائنس دان اور اہل کمال اسے حقیقت کا روپ دینے کے لئے کمر بستہ ہوجاتے ہیں۔

تھوڑا عرصہ پہلے مغرب کی جدید طب کہتی تھی کہ شیر خوار بچوں کو ماں کا دودھ پلانا خطرناک ہے اس سے موروثی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، مگر آج مغربی طب کے یہی ماہرین کہتے ہیں کہ دنیا میں ماں کے دودھ کا کوئی نعم البدل نہیں، جبکہ ہمارے دین نے چودہ سو سال پہلے ہی شیر خوار بچوں کو ماں کا دودھ پلوانے کی نہ صرف تائید کی بلکہ اس کی مدت بھی مقرر کی۔ مغربی طب کہتی ہے کہ ایک دوسرے کے جھوٹے برتنوں میں کھانا یا ایک ہی برتن میں بہت سے لوگوں کا مل کر کھانا درست نہیں اس لئے کہ اس سے گندے جراثیم دوسروں کو منتقل ہوتے ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ”مومن کے جھوٹے میں شفا ہے“ آج کا محکمہ بہبود آبادی ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات میں اشتہار دیتا ہے کہ نومولود بچوں کو گُڑتی دینا درست نہیں اس سے بھی بیماریاں بچے میں منتقل ہوتی ہیں حالاں کہ گڑتی دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے آپ نے سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو گڑتی دی چناں چہ بچے کی پیدائش پر جہاں دیگر بعض مسنون اعمال ہیں وہیں یہ بھی ہے کہ خاندان کا کوئی بزرگ فرد، نیک اور اللہ والا آدمی بچے کو گڑتی دے...... آج کل محکمہ صحت کی طرف سے ایک اور مفروضہ بڑی شدت کے ساتھ پھیلایا جا رہا ہے کہ ”کزن میرج خاندان کے لئے زہر ہے“ بنیاد اس کی یہ ہے کہ قریبی رشتہ داروں میں بعض موروثی بیماریاں ہوتی ہیں جو آپس کی رشتہ داریوں کی وجہ سے اگلی نسل کو منتقل ہوتی چلی جاتی ہیں۔ ہمارا دین ہمیں رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ اسلام ہمیں خاندان سے باہر نکاح کرنے سے منع نہیں کرتا لیکن وہ یہ بھی نہیں کہتا کہ خاندان میں مناسب رشتے ہوتے ہوئے بھی باہر رشتہ داریاں قائم کی جائیں، ہمارا دین شادی نکاح کے لئے نیک سیرتی اور شریعت کی پابندی کو معیار بناتا ہے اور بس۔ جہاں تک بیماری کا تعلق ہے تو ضروری نہیں کہ وہ بیماری خاندان میں آگے بھی منتقل ہو۔ بیماری بھی اللہ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر نہ چاہیں تو کیسے ممکن ہے کہ وہ بیماری آگے منتقل ہوجائے۔ آپ نے مثلاً محکمہ بہبود آبادی کے کہنے پر خاندانی بیماریوں سے بچنے کے لئے باہر کے لوگوں میں رشتہ داری قائم کی تو کیا آپ کو اطمینان ہوگا کہ اس خاندان میں کوئی موروثی بیماری نہیں؟ دراصل یہ ساری باتیں یہود ونصاریٰ کی طرف سے ایک پراپیگنڈے کے تحت پھیلائی جاتی ہیں اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ مسلمانوں کے خاندانی نظام کو تباہ کیا جائے یہاں بھی وہی صورت حال ہو جیسی یورپ امریکا میں ہے کہ وہاں خاندانی نظام اتنا ٹوٹ پھوٹ چکا ہے کہ باپ بیٹی، بھائی بہن اور ماں بیٹے کی تمیز بھی ختم ہو رہی ہے باقی رشتوں کا تو پوچھنا ہی کیا۔ آپ خود سوچئے کہ اگر سب مسلمان اپنے خاندانوں اور قبیلوں سے باہر شادیاں کرنے لگیں تو کیا نتائج برآمد ہوں گے؟ خاندانوں کی پہچان ختم ہوگی...... آپس کا احترام، رواداری، اخوت باہمی کم ہوگی...... رشتوں کا احترام ختم ہوجائے گا...... خاندان کی اپنی بچیوں اور بچوں کے لئے مسائل کھڑے ہوجائیں گے اور ان کے لئے مناسب رشتے معدوم ہوتے جائیں گے...... خاندانی روایات، اور اقدار دم توڑتی جائیں گی...... اور آنکھوں پر خود غرضی کے پردے اور دلوں پر لالچ وحرص کے تالے پڑنے لگیں گے، جذبۂ ہم دردی ختم ہوجائے گا اور لوگ اپنی ذات کے حصار میں بند ہونے لگیں گے۔ بتایئے کیا یہ ایک مہذب اور صحت مند معاشرے کی علامات ہیں؟...... ہرگز نہیں۔ ہمیں سمجھنا چاہئے کہ ہماری دینی معاشرت کیا ہے؟ ہماری اسلامی تہذیبی روایات واقدار کیا ہیں؟ اور ان کے جاننے کے بعد ہمارا کیا فرض بنتا ہے۔ والسلام محمد احمد حافظ

سرکار کی دُنیا

طیبہ کی زمیں وہ مرے سرکار کی دنیا
دنیا سے نرالی ہے یہ انوار کی دنیا
وہ روضۂ اطہر پہ برستی ہوئی رحمت
آتی ہے نظر فطرتِ سرشار کی دنیا
فردوس کو رشک ہے جس فرشِ زمیں پر
وہ ہے مرے آقا مرے سرکار کی دنیا

ذکی کیفی

خط وکتابت کا پتہ ”خواتین کا اسلام“ دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301 موبائل: 03009213888

سر کا مسح:

سوال: اگر عورت کے بالوں پر کوئی ایسی چیز رکھی ہوئی ہے جس میں بال بند ہیں تو مسح کرتے وقت اس چیز کو ہٹانا ضروری ہے یا نہیں؟ (بنت اسلام، کراچی)

جواب: سوال واضح نہیں، ایسی چیز سے کیا مراد ہے؟ اگر دوپٹا ہے تو اسے ہٹا کر بالوں پر مسح کرنا ضروری ہے۔ الا یہ کہ کپڑا اس قدر باریک ہو کہ اس پر تر ہاتھ پھیرنے سے بالوں تک تری پہنچ جائے اور کم از کم چوتھائی سر تر ہو جائے تو مسح ہو جائے گا گو کہ افضل بالوں پر ہی ہاتھ پھیرنا ہے اور اگر ایسی چیز سے مراد مہندی وغیرہ کا لیپ ہے تو اسے ہٹانا ضروری ہے۔ ورنہ مسح نہ ہوگا۔

مخصوص ایام میں عورت کے لئے تلاوت کا حکم:

سوال: مخصوص ایام میں عورت کے لئے قرآن مجید کی تلاوت جائز ہے یا نہیں؟ میں مدرسہ کی طالبہ ہوں ان دنوں میری تعلیم کا بہت حرج ہوتا ہے۔ ان دنوں میں کیا کرنا چاہئے؟ (بنت ظفر۔ لاہور)

جواب: مخصوص ایام میں قرآن مجید کو چھونا اور اس کی تلاوت کرنا جائز نہیں، کپڑے سے کھولنا جائز ہے بشرطیکہ کپڑا قرآن مجید سے اور چھونے والے کے بدن سے الگ ہو جیسے رومال وغیرہ۔ قرآن کھول کر اور حفظ بھی زبان ہلائے بغیر دل ہی دل میں تلاوت کر سکتی ہیں۔ اسی طرح رواں پڑھنے کی بجائے ایک ایک لفظ الگ پڑھیں یعنی ہر دو لفظوں کے درمیان وقف کریں تو بھی جائز ہے۔ ذکر و دعاء اور دینی کتب کا مطالعہ بھی کر سکتی ہیں۔ کتاب میں کہیں قرآنی آیت درج ہو تو اسے زبان سے پڑھنا اور چھونا جائز نہیں۔

شیعہ کو صدقہ دینا جائز نہیں:

سوال: ایک عورت ہمارے گھر صفائی کرنے آتی ہے۔ میں بنیت صدقہ خیرات اسے کچھ نہ کچھ دیتی رہتی ہوں، لیکن وہ شیعہ مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ آج میرے دل میں اشکال پیدا ہوا اس لئے خط لکھ رہی ہوں کہ شیعہ عورت کو صدقہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ (ع بی بی)

جواب: اسے کسی قسم کا صدقہ خواہ واجب ہو یا نافلہ۔ دینا جائز نہیں۔ اگر قبول ہدایت کی امید ہو تو فہمائش کر کے کسی طرح ان کا عقیدہ ٹھیک کیجئے۔ یہ اس پر بڑا احسان ہوگا۔ عقیدہ درست کرنے کے بعد اسے نفلی صدقہ خیرات دینا جائز ہوگا۔ بلکہ مستحق زکوٰۃ ہو تو صدقات واجبہ (زکوٰۃ، عشر، فطرانہ وغیرہ) دینا بھی اسے جائز ہوگا۔

سجدہ تلاوت ادا کرنے کا طریقہ:

سوال: سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ اس میں دو سجدے کئے جاتے ہیں یا ایک؟ اگر ایک سجدہ ہے تو اب تک جو اس میں دو سجدے کرتی رہی ان کا کیا حکم ہے؟ (ع بنت اشرف، پنڈی سلطانی)

جواب: سجدۂ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ سیدھی کھڑی ہوں اور ہاتھ اٹھائے بغیر تکبیر کہتی ہوئی سجدہ میں جائیں۔ کم از کم ۳ بار سبحن ربی الاعلی کہیں اور تکبیر کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوں۔ سجدہ کی ابتداء و انتہاء میں قیام ضروری نہیں، صرف مستحب ہے لہٰذا بیٹھی بیٹھی سجدہ میں چلی گئیں پھر تسبیح پڑھ کر بیٹھ گئیں تب بھی حرج نہیں۔ اس میں صرف ایک ہی سجدہ ہے۔ اگر لاعلمی کے سبب دو سجدے کرتی رہیں تب بھی سجدہ ہو گیا۔ آیندہ کے لئے احتیاط کریں۔

رمضان کے قضاء روزے:

سوال: مخصوص ایام کے سبب ماہ رمضان المبارک میں عورتوں کے جو روزے رہ جاتے ہیں۔ ان کی قضا عیدالفطر کے بعد فوری طور پر ضروری ہے یا جب چاہیں رکھ سکتی ہیں؟ (ع بنت اشرف)

جواب: رمضان کے قضاء روزوں کی ادائیگی ضروری نہیں بلکہ جب چاہیں رکھ سکتی ہیں۔ لیکن زندگی کا بھروسہ نہیں اس لئے فرض کی ادائیگی میں تاخیر مناسب نہیں۔ اگر بلا عذر تاخیر کی اور اسی دوران موت آگئی تو یہ فرض ذمہ رہ جائے گا۔ ایسی صورت میں فدیہ ادا کرنے کی وصیت کر جانا واجب ہے۔

پھوپھا سے پردہ فرض ہے:

سوال: عام رشتہ دار پھوپھا چچا ماموں سے پردہ ہے یا نہیں؟ اسی طرح دوسرے رشتہ دار جو عموماً گھر آتے جاتے ہیں، زینت اختیار کئے بغیر سادہ لباس میں ان کے سامنے آنا جائز ہے یا نہیں، نیز گھر سے نکلتے وقت جراب دستانے پہننا ضروری ہیں؟ (ہمشیرہ اقرار احمد، جہانیاں)

جواب: پھوپھا سے پردہ فرض ہے، چچا ماموں اگر حقیقی ہوں یعنی والد والدہ کے سگے بھائی یا باپ شریک بھائی یا ماں شریک بھائی ہوں تو یہ محرم ہونے کے سبب پردہ سے مستثنیٰ ہیں اور اگر دور کے ہیں مثلاً والدین کے چچازاد بھائی وغیرہ تو یہ نامحرم ہیں۔ لہٰذا عام اجنبی مردوں کی طرح ان سے پردہ فرض ہے۔ چہرے کا پردہ تو ہر نامحرم سے ضروری ہے۔ اگر کوئی اس قسم کا مرد ہے جس سے بار بار واسطہ پڑتا ہے مثلاً! دیور، جیٹھ اگر اسی گھر میں مقیم ہیں تو عورت گھونگٹ نکال کر ان کے سامنے آ جا سکتی ہے۔ ضرورت کی حد تک بات بھی کر سکتی ہے۔ پردہ بہرحال ان سے بھی ضروری ہے۔ ان سے غیر ضروری میل جول بے محابا گفتگو جائز نہیں۔ حدیث میں ہے **الحمو الموت** کہ خاوند کے بھائی اور قریبی عزیز موت ہیں۔ یعنی عام اجنبی مردوں کی بنسبت زیادہ خطرناک ہیں۔ ان سے موت کی طرح دور رہو۔ جراب اور دستانے پردہ کا جزء نہیں ہیں۔ اس لئے کہ قدم اور ہاتھوں کی ہتھیلیاں پردہ سے مستثنیٰ ہیں۔

ایک نیا سلسلہ

"عبرت آموز"

ایک نیا سلسلہ

"خواتین کا اسلام" میں عن قریب ایک نیا سلسلہ "عبرت آموز" کے نام سے شروع کیا جا رہا ہے، جس میں ایسی آپ بیتیاں اور جگ بیتیاں اور واقعات شامل ہوں گے جو عبرت آموز ہوں اور ان میں کوئی نہ کوئی سبق بھی پنہاں ہو، یقیناً آپ کو بھی اپنی زندگی میں اس طرح کے بے شمار واقعات سے سابقہ پڑا ہوگا جو آپ کے دل و دماغ پر نقش ہو گئے ہوں اور ان میں عبرت و موعظت کا کوئی نہ کوئی سبق موجود ہوگا...... تو پھر آپ قلم اٹھایئے اور اس طرح کا واقعہ تحریر کر کے ہمیں بھیجئے۔ "خواتین کا اسلام" میں اسے جگہ دی جائے گی۔

عہدِ نبوت کی برگزیدہ خاتون

بنتِ دہلوی

وارضعه ذات خظ وافی

حلیمة من غرار العشائر

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے نیک حصے والی خاتون نے دودھ پلایا (وہ) حلیمہ ہے جو قبائل میں سب سے زیادہ روشن بہترین خواتین میں سے ہے۔ ع

کان لدھا القوت غیر یاسر

فاصبحت ایسر اهل الحاضر

سعیدة قد سعدت من سعدِ

ترجمہ: ان کے پاس توشہ معاش بہت کم تھا لیکن وہ حاضرین میں سب سے زیادہ مالدار ہو گئیں

وہ قبیلہ نبی سعد (نیک بخت) کی سعادت مند خاتون ہیں جو بہت ہی سعادت مند نصیب والی ہو گئیں۔

یہ سعادت مند خاتون حلیمہ بنت عبداللہ بن حارث سعدیہ ہیں، حلیمہ رضی اللہ عنہا بڑی امانت دار تھیں، حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو دودھ پلایا اسی وجہ سے وہ عرب کی مشہور دودھ پلانے والی خواتین میں سے ہو گئیں، حضرت حلیمہ نے رضاعت کی خبر اپنے سحر کن بیان کیساتھ اس طرح بیان فرمائی ہے۔

"میں قبیلہ سعد کی دس عورتوں کے ساتھ نکلی وہ بھی بچوں کی طلب میں تھیں، وہ سال قحط والا بالکل خشک بے آب و گیاہ تھا اور میرے نیچے سفید خچر بالکل لاغر کمزور تھا اور ہمارے ساتھ اونٹنی بڑی عمر والی تھی، اللہ کی قسم ایک قطرہ دودھ بھی نہیں دیتی تھی اور ہم اس بچہ کی وجہ سے بالکل سو نہ سکتے تھے جو بھوکا رہتا تھا۔ نہ میرا دودھ اتنا تھا جو اس کو سیر کر سکتا تھا، نہ ہی ہماری بوڑھی اونٹنی میں کچھ تھا جو اس کی غذا بن سکتی لیکن ہمیں بارش اور کشادگی کی امید تھی اسی حالت میں ہم مکہ شریف پہنچ گئے، ایسی کوئی عورت نہ تھی جس کو آپ صلی اللہ علیہ سلم پیش نہ کئے گئے ہوں مگر ہر ایک یہ سن کر کہ یہ یتیم ہے پرورش سے انکار کر دیتی کیونکہ باپ ہی سے مال ملنے کی امید ہوتی ہے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے اور ان کے دادا اور والدہ سے شاید عورتوں کو کچھ امید نہ تھی اس طرح سب یتیم کہہ کر انکار کر دیتیں اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتیں یہاں تک کہ میرے ساتھ ایک عورت رہ گئی تھی مگر اس کو بھی پرورش کیلئے بچہ مل گیا میں تنہا رہ گئی جب قافلے نے چلنے کا ارادہ کیا تو میں نے اپنے شوہر سے کہا: خدا کی قسم مجھے یہ بات بہت ناگوار ہے کہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ خالی ہاتھ لوٹوں، اللہ کی قسم میں اس یتیم بچے کے پاس جاؤں گی اور اسی کو لاؤں گی لہٰذا میں گئی اور لے لیا۔"

جب سے حضرت حلیمہ نے سرور کائنات کو گود لیا برکتیں حضرت حلیمہ اور ان کے شوہر پر موسلا دھار بارش کی طرح برسنے لگیں اور جیسے ہی ان کو گود میں اٹھایا اور اپنے سینے مبارک سے لگایا تو حضرت حلیمہ کے پستان دودھ سے خوب بھر گئے جتنا بھی چاہا دودھ پلایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب سیر ہو کر نوش فرمایا، پھر حلیمہ نے اپنے دوسرے بیٹے عبداللہ بن حارث کو اٹھایا ان کو بھی خوب سیری سے دودھ پلایا پھر دونوں لعل سو گئے، حضرت حلیمہ اور ان کے شوہر پہلے بڑی شدت و بھوک و پیاس میں تھے، کھانا میسر نہ ہوتا تھا اور اونٹنی بالکل بوڑھی تھی دودھ بالکل نہ ہونے کے برابر تھا لیکن تمام مصیبتیں یکسر ختم ہو گئیں۔

جب سواری بنی سعد کے گاؤں میں پہنچی جہاں قحط سالی کے آثار ہر طرف جھلک رہے تھے ہر چیز میں بے انتہا برکتیں نازل ہو رہی تھیں اور ان کی بکری گاؤں کی خشک چراگاہ کی طرف جاتی اور دودھ سے بھرے تھنوں کے ساتھ لوٹتی اور دوسری بکریاں جس طرح نکلتی تھیں اسی طرح لوٹ جاتیں یہاں تک کہ لوگوں نے چرواہوں کو ملامت کرنا شروع کر دی کہ افسوس تم پر تم ہماری بکریاں وہاں کیوں نہیں چراتے جہاں ابوذویب کی بیٹی کی بکری چرتی ہے، ہر دن زیادہ سے زیادہ برکتیں نازل ہوتی رہی یہاں تک کہ دودھ پلانے کا زمانہ ختم ہوا۔ حضرت حلیمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر مکہ مکرمہ تشریف لائیں، حضرت آمنہ اپنے بیٹے کو دیکھ کر بے انتہا خوش ہو گئیں خصوصاً جب یہ ملاحظہ فرمایا کہ دو سال کی عمر تھی اور دیکھنے میں چار سال کے لگ رہے تھے۔ حضرت حلیمہ حضرت آمنہ سے بڑی لطافت و نرمی سے پیش آئیں اور دلی خواہش ظاہر کی کہ اپنے لخت جگر کو چھوڑ دیں تاکہ وہ دوبارہ گاؤں لے جاسکیں، بھرپور اصرار کے بعد حضرت آمنہ نے ان کو اجازت مرحمت فرما دی اور حضرت حلیمہ بخوشی اپنے اوپر رشک کرتے ہوئے بچہ کو واپس لے آئیں اور بچہ بھی اسی طرح مسرور اور خوش تھا، اسی طرح وقت گزرتا رہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے چوتھے یا پانچویں سال شق صدر کا واقعہ پیش آیا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے آپ کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور لٹا کر سینہ اطہر کو چاک کیا اور دل کو نکالا پھر اس سے ایک گوشت کا ٹکڑا نکالا اور فرمایا یہ آپ کے جسم سے شیطان کا حصہ ہے پھر اس کو ایک سونے کے طشت میں دھویا اس میں زم زم کا پانی تھا پھر اس کو درست کیا اور اپنی جگہ پر رکھ دیا، بچے بھاگے دوڑے آپ کی رضاعی ماں کے پاس آئے اور خبردار کیا اور کہنے لگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے، جب یہ سب واپس لوٹے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح ہیں مگر رنگ بدلا ہوا ہے، اس واقعہ کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا خوفزدہ ہو گئیں اور آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس لوٹا گئیں، حضرت حلیمہ اپنے گاؤں کی طرف لوٹیں تو حضرت حلیمہ کو آپ کی یاد ستاتی رہتی تھی۔

اس کے بعد جب اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت نبوت پہنایا تو حضرت حلیمہ سعدیہ مشرف باسلام ہوئیں۔ جب حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے آتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے اپنی چادر بچھاتے، احسان اور نیکی کا مظاہرہ کرتے، اور ساتھ ساتھ اپنے بچپن کے زمانے کو یاد فرماتے کہ کیسی خوبصورت زندگی ان کی پرورش میں گزاری تھی، اس طرح مسکراتے جیسے نیک و لائق بیٹا اپنی شفیق ماں کے سامنے مسکراتا ہے گویا کہ یہ بتلانا چاہتے کہ وہ ان شفقتوں اور محبتوں کو ہرگز نہیں بھولے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے اسلام لانے کے بعد ہجرت بھی فرمائی اور مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حلیمہ سعدیہ کو ان لوگوں میں سے بنایا جن کے بارے میں کلام مقدس میں ارشاد ہے۔

ترجمہ: بہرحال جو لوگ سعادت مند ہوئے وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

دل سے دعا

ق۔ر

''بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے، ایک کوڑھی، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمانا چاہا، اور ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا......''

''ایک منٹ ایک منٹ ریشماں یہ تم کیا پڑھ ہو، میں نے سنا نہیں۔''

''باجی یہ بہشتی زیور کی دوسری کہانی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ یہ فرمایا تھا۔''

''اچھاہاں، یاد آگیا، پھر کیا ہوا؟''

''فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو کیا چیز پیاری ہے۔ اس نے کہا مجھے اچھی رنگت اور اچھی کھال مل جاوے اور یہ بلا جاتی رہے جس سے لوگ مجھ کو اپنے پاس بیٹھنے نہیں دیتے اور گھن کرتے ہیں۔ اس فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیر دیا۔ اسی وقت چ۔چ۔چن......''

''چنگا۔''

''جی کیا مطلب؟''

''بھلا چنگا۔ یعنی ٹھیک ہوگیا''۔

''جی اچھا اور اس کے اچھی کھال اور خوبصورت رنگت نکل آئی۔ پھر پوچھا تجھ کو کون سے مال سے زیادہ رغبت ہے۔ اس نے کہا اونٹ سے۔ پس ایک گابھن......؟

''بچے دینے والی''۔

''ایک گابھن اونٹنی بھی اس کو دے دی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ پھر گنجے کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو کونسی چیز پیاری ہے۔ کہا میرے بال اچھے نکل آئیں اور یہ بلا مجھ سے جاتی رہے کہ لوگ جس سے گھن کرتے ہیں۔ فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیر دیا۔ فوراً اچھا ہوگیا اور اچھے بال نکل آئے پھر پوچھا تجھے کون سا مال پسند ہے۔ اس نے کہا گائے۔ پس اس کو ایک گابھن گائے دے دی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت بخشے......''۔

''بھئی ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔'' میں نے ریشماں کو بیچ میں روکا۔

''فرشتے کی دعا عجیب سی نہیں ہے؟ بھلا گائے میں اس سے پہلے اونٹ میں برکت کیسے ہوسکتی ہے؟''

''برکت کا مطلب بڑھ جائے۔ تو جب اونٹنی یا گائے بچے دے گی ان کی تعداد بڑھ جائے گی اور ان میں برکت ہوجائے گی۔'' ریشماں نے مجھے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''اور جو ہم یہ دعا مانگتے ہیں کہ یا اللہ ہمارے پیسوں میں برکت دیجئے تو پیسے کیسے بڑھیں گے؟ وہ انڈے بچے تو دے نہیں سکتے''۔

ریشماں بیٹھ کر سوچتی رہی۔

''اچھا یہ جو کہتے ہیں شادی مبارک ہو، بچے کی پیدائش مبارک ہو۔ ترقی مبارک ہو تو اس کا مطلب کیا ہوا؟ مبارک اور برکت تو دونوں ایک جیسے لفظ ہیں۔''

کافی سوچنے کے بعد بھی ریشماں کو جواب نہ آیا۔

''چلیں آپ ہی بتادیں''۔ اس نے تھک ہار کر کہا۔

''ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ برکت کے معنی ہیں جس مقصد کے لئے وہ چیز حاصل کی گئی ہے وہ پورا ہوجائے۔ اگر گائے نے بہت سے بچے دیئے مگر وہ سب مرگئے تو برکت تو نہ ہوئی۔ اسی طرح جو لوگ دین پر چلتے ہیں وہ لوگ حالانکہ کم کماتے ہیں مگر ان کی کمائی میں برکت ہوتی ہے جبکہ دوسرے لوگ لاکھوں کماتے ہیں مگر برکت نہیں ہوتی۔ پیسے کمائے جاتے ہیں روٹی، کپڑا، مکان اور آرام کے لئے۔ تو اگر ایک شخص لاکھوں کمارہا ہو مگر ذیابیطس کا مریض یا بلڈ پریشر کا مریض ہو تو وہ کچھ بھی نہیں کھاسکتا۔ اس کے زیادہ تر پیسے ڈاکٹروں کی فیسوں اور دوائیوں میں خرچ ہوجائیں گے۔ تو اس کے پیسوں میں برکت تو نہ ہوئی۔ اگر اس کی کار کا ایکسیڈنٹ ہوجائے، گھر میں چوری ہوجائے تو اس کے پیسوں کا فائدہ اسے تو نہ ہوا اور پھر وہ اگر دن رات کمانے کے چکر میں لگا رہے۔ صبح جائے رات کو تھکا ہارا واپس آئے تو اسے آرام بھی نہ ملا۔ اسی طرح شادی کا مقصد ہے کہ میاں بیوی مل کر خوشگوار زندگی گزاریں۔ سب کہتے ہیں شادی مبارک ہو۔ اگر شادی کے بعد میاں بیوی میں جھگڑے شروع ہوجائیں اور ساس اور نندیں بھی شامل ہوجائیں تو اللہ حافظ۔ خود سوچو ایسی شادی کیا مبارک ہوئی؟ اس میں برکت ہوئی؟ اب اگر ایک غریب آدمی ہے وہ جو بھی کماتا ہے اس سے دو وقت روکھی سوکھی کھالیتا ہے، سستے کپڑے پہن لیتا ہے، گھر آکر آرام سے سوتا ہے، اگر بیمار بھی ہوتا ہے تو گلی کے ڈاکٹر کی دوائی سے فائدہ ہوجاتا ہے۔ نہ ایکسرے نہ بلڈ ٹیسٹ تو اس کی کمائی میں ہم کہیں گے اللہ نے برکت دی ہے۔ وہ جس مقصد کے لیے کمارہا ہے پیسے اسی مقصد پر خرچ ہورہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ اور طریقوں سے بھی برکت دیتے ہیں بات صرف دین پر چلنے اور گناہوں کو چھوڑنے کی ہے۔''

''آپ کے حضرت یہ کہتے تھے؟''

''ہاں۔ بالکل''

''باجی میں اکثر سوچتی ہوں کہ آپ اس قدر کیسے بدل گئیں۔ حضرت جو بہت بڑے بزرگ ہیں ان کے پاس کیسے چلی گئیں۔ آپ نے انگریزی بھی اتنی ساری پڑھی ہوئی ہے اور میری جو کزن آپ سے پڑھتی تھی بتارہی تھی آپ بالکل ایسی نہیں تھیں جیسی اب ہیں۔''

''یہ بھی حضرت والا کی دعا تھی۔''

''کیسے؟''

آج سے تقریباً 4 سال قبل جب ہم ٹیکسلا میں رہائش پذیر تھے تو ہمارے ساتھ ایک ایسا حادثہ پیش آیا جس نے سارے خاندان کی زندگی میں انقلاب برپا کردیا، اگرچہ اس حادثے میں ہمیں کچھ جانی ومالی نقصان بھی ہوا لیکن اللہ پاک نے ہماری زندگیوں کے رخ بدل ڈالے۔ ہوا یوں کہ گرمیوں کے دن تھے ہم گھر کے برآمدے میں سوئے ہوئے تھے، میری باجی اور بھانجا بطور مہمان ہمارے گھر آئے ہوئے تھے، گرمی کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آرہی تھی، اچانک دیوار پر ایک سایہ سا نظر آیا، پھر دیکھتی کیا ہوں ایک ڈاکو سیڑھیوں سے اتر رہا ہے، اس کے ہاتھ میں پستول تھا، وہ میرے سامنے سے ہوتا ہوا کمرے میں داخل ہوگیا، یہ دیکھ کر میرے اوسان خطا ہوگئے۔ چور کمرے میں داخل ہونے کے بعد ٹارچ سے کمرے میں ہر ایک چیز کی تلاشی لے رہا تھا۔
میں نے اللہ پاک سے دعا کی کہ یا اللہ مجھے ہمت دے اور اس مشکل سے نجات دے۔ جب میرا خوف کچھ کم ہوا تو میں نے اپنی باجی کو جگا کر کہا کہ ہمارے گھر میں چور گھس آیا ہے ہم دونوں نے مل کر دروازے بند کرکے ان کو باہر سے پکڑ کر شور مچائیں گی۔ شوہر کو اس لئے نہ اٹھایا کہ وہ کمرے میں جائیں گے اور چور ان پر فائر کردے گا، لیکن ہوا وہی میری باجی نے میرے شوہر کو جگادیا اور وہ سیدھے کمرے میں گھس گئے، انہوں نے چور کو پکڑنے کی کوشش کی تو چور نے سائلینسر والے پستول سے ان کو گولی ماردی جس کا ہمیں پتہ نہیں چلا، وہ زخمی ہوگئے تھے۔ اس وقت لائٹ بھی نہیں تھی جب لائٹ آئی تو ہمیں پتہ چلا کہ ان کے جسم سے خون بہہ رہا تھا، بہرحال چور کو ہم نے قابو کرلیا۔ اب ہم نے اپنے میاں کو ہسپتال پہنچانا تھا، قریب ہی ہسپتال تھا وہاں جاکر ان سے کہا کہ ہمیں ایمبولینس دے دیں، بہت سیریس مریض ہے مگر ہسپتال کے عملے نے ایسا رویہ اختیار کیا کہ بتاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ واپس آئی تو اپنے میاں کی حالت دیکھ کر برداشت نہ ہوسکا اور بھانجے کے ساتھ پھر ہسپتال بھاگ کر آئی اُن کی منتیں کیں کہ میری یہ سونے کی چوڑیاں لے لو مگر خدا کے لئے ایک گاڑی مریض کے لئے دے دو، مگر جن کا ضمیر ہی مرجائے ان کو جھنجھوڑنے کا فائدہ کیا۔ روتی ہوئی پھر واپس ہوئی راستے میں پولیس والے ملے، انہوں نے ہم سے پوچھا کہ یہاں چور آیا ہے میں نے کہا کہ ہاں ہمارے گھر میں چور ہے مگر میرے شوہر کو ہسپتال پہنچادیں وہ شدید زخمی ہیں پولیس والے گھر میں جاکر چور سے تفتیش کرنے لگے۔ محلے والوں نے کہا کہ پہلے مریض کو ہسپتال لے جاؤ

''پھر کبھی بتاؤں گی۔ تم آگے پڑھو۔''

''نہیں نہیں۔ آج ہی بتائیں۔ کیا حضرت کو آپ پہلے سے جانتی تھیں؟''

''نہیں بھئی۔ ہوا یہ ایک رمضان میں میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے عمرہ کرادیں۔ جانے کی کوئی صورت نہیں تھی کہ لے کر جائے کون؟ امی نے بھائی سے کہہ دیا کہ تم چھٹی لے لو اور بہن کو عمرہ کرالاؤ۔ بس اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں بات ڈال دی۔ عمرہ کے لئے ویزا وغیرہ جب مل گیا تو ڈر کے مارے برا حال ہوگیا، پتہ نہیں کیسے عمرہ کرتے ہیں، کیا پڑھتے ہیں، وہاں جاکر کوئی غلطی نہ ہوجائے۔ زیادہ کتابیں پڑھنے کا بھی وقت نہیں تھا مجھے اس قدر ڈر لگا کہ میں نے جانے سے ایک دن پہلے کہہ دیا میں نہیں جارہی۔ امی نے خوب ڈانٹا۔ بھائی آخری عشرہ کی چھٹی بھی لے چکے تھے۔ وہ خود تو کئی عمرے کرچکے تھے چھٹی صرف میری وجہ سے لی تھی۔ پھر مجھے خیال آیا کہ کسی بزرگ سے پوچھ لوں کہ وہاں کیا دعائیں مانگوں۔ کیا کروں۔ بھائی سے کبھی کبھار سنا تھا حضرت کے متعلق تو ڈرتے ڈرتے انہیں فون کیا۔

''السلام علیکم!'' کسی نے رعب دار آواز میں کہا۔

''کیا آپ مفتی صاحب ہیں؟'' میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا

''جی نہیں مگر میں آپ کو ان سے ملادیتا ہوں۔ آپ انتظار کریں۔''

''مگر میں انہیں کیا کہوں؟''

''آپ حضرتِ والا کہہ سکتی ہیں، دوسری طرف سے جواب آیا۔

پھر کسی نے بہت ہی ٹھہر ٹھہر کر صاف الفاظ میں السلام علیکم کہا۔ میں نے بتایا کہ میں عمرہ کرنے جارہی ہوں۔ کون سی دعائیں پڑھوں کیا کروں؟ انہوں نے کہا عربی میں جتنی دعائیں یاد ہیں کافی ہیں۔ آپ کے پاس اور یاد کرنے کا وقت تو ہے نہیں اور عمرہ بدنی عبادت ہے۔ زیادہ سے زیادہ طواف کردیں۔ دعاؤں کی کتاب ہاتھ میں لے کر ہرگز نہ پڑھیں۔ بالکل کنارے پر ہجوم سے ہٹ کر طواف کریں۔ حجرِ اسود کو اگر رش ہو تو ہرگز نہ چومنے کی کوشش کریں مردوں کے دھکے لگیں گے اپنے آپ کا بچا کر عمرہ کریں۔ آخر میں میں نے ان سے التجا کی کہ دعا کردیں میرا عمرہ اللہ تعالیٰ قبول کریں اور پھر انہوں نے وہ الفاظ کہے جنہوں نے میری دنیا بدل دی۔ انہوں نے کہا ''دل سے دعا کرتا ہوں۔'' اور بس یہ میرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کرلی۔

ہم جدہ میں اپنے رشتہ داروں کے گھر ٹھہرے، وہاں سے ظہر کے بعد اگلے دن مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ میری کزن نے مجھے اپنی بیٹی کا عبایا یہ کہہ کر دے دیا کہ یہ آپ کے کوٹ سے زیادہ اچھا ہے۔ راستے میں ہم نے سڑک کے کنارے نماز پڑھی۔ میری کزن کے شوہر گاڑی چلا رہے تھے اور بھائی ان کے ساتھ آگے بیٹھے تھے میں اور میری کزن پیچھے۔ جب ہم مکہ معظمہ پہنچے اذانِ مغرب ہورہی تھی اطمینان سے روزہ کھولا اور پھر طواف شروع کیا، میری کزن نے کہا تم چکر مت گننا بس دعائیں مانگتی رہو۔

عجیب حالت تھی، ہر طرف روشنی ہی روشنی تھی۔ میں عربی کی دعائیں پڑھتی جارہی تھی، سر نیچے تھا جب بھی اوپر نظر کرتی ایسا لگتا سامنے اللہ تعالیٰ ہیں، یکدم شرم آجاتی پھر سر نیچے جھکا لیتی، خوشی کا یہ عالم تھا کہ دل میں سما نہیں رہی تھی۔ طواف کے بعد ہمیں حطیم میں آرام سے جگہ مل گئی وہاں بیٹھ کر عین پرنالے کے نیچے ہم دونوں جو روئی ہیں تو برا حال ہوگیا، زبان بھی بند ہوگئی صرف آنسو اور ہچکیاں تھیں۔ نہ جانے اللہ تعالیٰ سے کیا کیا کہا۔ پھر جب کچھ عورتوں نے کہا اٹھیں ہمیں جگہ دیں تو ہم دونوں باہر آگئیں۔ پھر سعی کی اور عشاء کی نماز پڑھی تراویح بھی پڑھیں اور پھر گھر کی طرف روانہ ہوگئے۔ میں اور بھائی تین دن کے لئے مدینہ بھی گئے۔ مکہ معظمہ میں جلال تھا، مدینہ میں نرمی اور محبت۔ بھائی ہوٹل میں کمرہ ڈھونڈنے چلے گئے میں سڑک کے کنارے بیٹھ گئی، شام ہورہی تھی اور میں اکیلی بیٹھی تھی مسجد نبوی کے سامنے، یہ خیال آیا کہ یا رسول اللہ! ہم آپ کے مہمان ہیں اور مہمانوں کا یہ حال؟ کچھ ہی منٹ کے بعد بھائی آگئے اور کہنے لگے معجزہ ہی ہے کہ بہت قریب کمرہ مل گیا ہے۔ میں تو مایوس ہوکر واپس آرہا تھا جب ایک ہوٹل والے نے خود کہا کہ آپ ہی ابھی کمرہ پوچھ کر گئے تھے؟ جب میں نے کہا ہاں تو کہنے لگا ابھی ابھی ایک کمرہ خالی ہوا ہے آپ لے لیں۔ ہم نے سامان رکھا اور بھاگ کر واپس آئے کیونکہ مغرب کی اذان ہونے والی تھی روزہ کھولنے کے لئے کچھ نہیں تھا۔ ایک عورت نے سیب دیئے میں نے کہا سبحان اللہ آبِ زم زم اور سیب اس سے بہترین تو افطاری ہو نہیں سکتی۔ غرض مدینہ سے واپس جدہ آئے اور روانگی کی تیاری کی۔ میں نے اپنی کزن سے کہا مجھے سستا سا عبایا خرید دو۔ پہننا تو میں نے ہے نہیں چلو لے لیتی ہوں۔ اس نے خرید دیا۔ مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ حضرت کی دل سے کی ہوئی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کرلی ہے۔ کراچی آئی اور کچھ دنوں کے بعد الحمدللہ شرعی پردہ کرنا شروع کردیا۔ تو یہ تھی ساری کہانی۔''

''کاش میں بھی حضرت والا سے بات کرسکتی۔'' ریشماں نے افسوس سے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ وہ اس دنیا میں نہیں تو ان کی باتوں پر عمل تو کرسکتی ہو۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ سب سے پہلے بہشتی زیور پڑھیں اور تجوید۔ تو تم بہشتی زیور پوری پڑھ لو۔''

''جی ان شاء اللہ۔''

''آج کافی دیر ہوگئی ہے۔ کل ان شاء اللہ دوسری کہانی پھر سے پڑھیں گے۔''

''ان شاء اللہ'' ریشماں نے کہا اور سلام کرکے اپنی امی کے ساتھ چلی گئی۔

اللہ پاک کے ہر کام میں حکمت ہے

پھر چور سے تفتیش کرنا جب محلے والوں نے دباؤ ڈالا تو پھر پولیس والے سستی سے اٹھے اور دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر میرے شوہر کو گاڑی میں ڈال کر ہسپتال پہنچایا، چور بھی ساتھ تھا۔

میرے بڑے بھائی آرمی میں میجر ہیں ان کو بلانے کے لئے بھانجے کو واہ کینٹ بھیجا۔ اتنے میں میرے شوہر صاحب کی طبیعت مزید بگڑ گئی ایمرجنسی میں لے گئے، میں اپنے رب سے دعائیں کرنے لگی کہ یا اللہ ان کو زندگی عطا فرما، یا اللہ ان کو اپنی حفاظت میں رکھ، یا اللہ ہم بڑے کمزور ہیں ہماری مدد فرما۔ وہاں سے ڈاکٹروں نے کہا کہ ان کو بڑے ہسپتال لے کر جائیں وہاں سے پھر بڑے ہسپتال لے آئے، لمحہ بہ لمحہ اُن کی طبیعت خراب ہوتی جارہی تھی، اتنی پریشانی کہ سورۃ یٰسین جو کہ زبانی یاد ہے وہ بھی بھول گئی، آیتیں خلط ملط ہونے لگیں۔ اتنے میں میرے بھائی صاحب آگئے اور مجھے تسلی دینے لگے، میں نے کہا کہ بھائی وہ تو ایمرجنسی میں ہیں مگر پولیس والے بہت تنگ کررہے ہیں بھائی صاحب پولیس والوں کی خبر لینے گئے، پولیس والوں نے بھائی کو سلیوٹ کیا۔ بھائی نے غصہ سے دو تین سنائیں اور سب کے نام پتے اور تھانے کا فون نمبر لے لیا کہ اگر میرے بہنوئی کو کچھ ہوگیا تو ایک ایک کی خبر لوں گا، اس کے بعد پولیس والے وہاں سے ایسے غائب ہوئے جیسے تھے ہی نہیں۔ شوہر صاحب کو آپریشن تھیٹر لے جایا گیا، ہم نے صلوٰۃ حاجت پڑھی۔ تقریباً 45 منٹ بعد ڈاکٹر باہر آیا اور خوشخبری سنائی کہ آپ کا مریض بالکل ٹھیک ہے گولی لگ کر نکل چکی ہے خطرے سے باہر ہے اور خون چڑھا دیا ہے تو یوں محسوس ہوا جیسے دنیا کی سب سے بڑی نعمت اللہ نے عطا فرمائی، پھر شکرانے کے نوافل پڑھے۔

اس کے کچھ عرصہ بعد ہم وہ علاقہ چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے وہاں سے نکل آئے۔ چند دنوں کے بعد میاں کو نئے گھر لایا گیا تو گھر کا نقشہ اللہ نے بدل دیا بچے باپ کو دیکھ کر شکرانے کے نفل ادا کرتے، تلاوت کرتے، T.V تو پہلے ہی چوری ہوچکا تھا، گھر کا ماحول بالکل بدل گیا، اللہ نے شرعی پردہ کی توفیق عطا فرمائی۔ میرے میاں نے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا داڑھی بڑھا دی۔ جس جگہ دوسرا گھر لیا وہاں پر اللہ نے ایک اللہ والے مولانا صاحب سے ملاقات کروائی، اب وہ ہمارے بچوں کے استاد ہیں انہوں نے اسلامی کتابیں پڑھنے کے لئے بھجوانی شروع کیں۔ اللہ کے فضل سے قرآن کو ترجمہ اور تفسیر سے پڑھنا شروع کیا۔ بڑے بیٹے نے آٹھویں پاس کرکے ''حفظ'' اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکمل کرلیا۔ شوہر صاحب باجماعت پانچ وقت کی نماز کی پابندی کرنے لگے، تصویریں ساری جلادیں، جن جن کی حق تلفی کی تھی یا غیبتیں کی تھیں معافی مانگی اور پورے گھر کا ماحول اللہ نے بالکل بدل دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث جب سے پڑھی کہ ''تم میں سے بہترین وہ ہے جو خود قرآن پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے''۔ تو خود بھی تلاوت کرتے ہیں ایک بیٹا اور ایک بیٹی کو گھر پر ترجمہ شروع کروایا اب وہ 13ویں پارے میں ہیں۔ محلے کی عورتیں، بڑی بچیاں بھی قرآن اور ترجمہ پڑھنے آتی ہیں۔ تو زبان سے اللہ کے فضل و کرم کے کے شکر کے لئے بے انتہا الفاظ نکلتے ہیں کہ یا اللہ اس ڈاکہ کو تو آپ نے ہمارے لئے رحمت کا سامان بنا دیا ورنہ ہماری سوچ اور سمجھ کا رُخ کہیں دوسری سمت تھا۔ جاننے اور دیکھنے والے جب ملتے ہیں تو حیران ہوکر پوچھتے ہیں کہ یہ سب کیسے ہوگیا تو میرا یہی جواب ہوتا ہے کہ میرے رب کا کرم ہے۔ جس نے ہمیں ظلمت سے نکال کر روشنی میں پہنچا دیا۔

اُم محمد بازغ خان واہ کینٹ

خوشی اور غم کا معیار

بنتِ جمیل احمد

محفل گرم تھی، ادھر اُدھر کی خوب باتیں ہو رہی تھیں، مختلف موضوعات پر تبصرے جاری تھے، باتوں کا محاذ خوب گرم تھا ہر کوئی اپنے تیر چلا رہا تھا۔ بات چلتے چلتے خوش حالی اور تنگ دستی پر آ پہنچی۔ بہنوں کو اپنے بھائیوں کا زیادہ خیال ہوتا ہے نا، ہر کوئی اپنے بھائی کا تذکرہ چھیڑ بیٹھی۔ شازیہ نے کہا کہ میرے بھائی نے اتنی خوبصورت کوٹھی بنائی ہے کہ بس دیکھتے ہی رہ جائیں، عقل دنگ رہ جاتی ہے دیکھ کر، اتنی حسین اور خوبصورت دیواروں پر یوں بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں، ایسا ڈسٹمپر کیا ہے، یوں ماربل لگایا ہے، کچن تو اتنا خوبصورت ہے کہ دیکھ کر بھوک اڑ جاتی ہے، بس کیا کہنے دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہے، میں تو ویسے بتا ہی نہیں سکتی۔ بس کیا ہے آخر خون پسینے کی کمائی لگائی ہے۔ سلمٰی نے کہا میرے بھائی نے اب نئی گاڑی لی ہے، بہت اچھی ہے، اتنے لاکھ کی ہے، اس کا اتنا بڑا بینک بیلنس ہے، اس کا بہت بڑا کاروبار ہے...... روبینہ بولی پہلے تو دل بہت پریشان تھا ہر وقت بے چینی اور افسردگی رہتی تھی کہ بھائیوں کی حالت کچھ بہتر نہیں تھی، بس انہی کے بارے میں سوچتی رہتی تھی کہ کیسے اور کب ان پر خوش حالی آئے گی اور وہ دن کب آئے گا جب انہیں دولت میں کھیلتے دیکھوں گی۔ آخر خدا خدا کر کے رب نے دن پھیر بھی دیئے، ہماری دعائیں سن ہی لیں اور ان کی محنت رنگ لائی، اب تو ماشاء اللہ ان کا بہت بڑا کاروبار ہے، بہت اچھا گزارہ ہو رہا ہے۔

کچھ بہنیں کہہ رہی تھیں کہ جی کیا کریں بس بڑی مشکل سے گزارہ ہو جاتا ہے۔ دعائیں تو بہت کرتے ہیں لیکن نا معلوم کیا ہو گیا ہے کہ دن بدن کاروبار گھٹتا جا رہا ہے۔

مجھے ان مسلمان بہنوں کی سوچ اور ان کے خوشی و غم کے معیار پر دلی افسوس ہوا۔ آج ہم نے اپنی خوشی اور غم کا معیار دنیا کو ہی بنایا ہوا ہے۔ دنیاوی خوشیوں پر ہی ہمارے چہرے بدلتے ہیں، اور ان دنیاوی غموں کی وجہ سے ہی چہرے مرجھا جاتے ہیں اخروی اور لافانی زندگی کے لئے ہم نے کبھی فکر نہیں کی۔

افسوس ہے میری مسلمان بہن...... آج کوئی بہن اس بات پر افسوس کا اظہار نہیں کرتی کہ میرا بھائی دین سے بے گانہ ہوتا جا رہا ہے، اس کی کمائی حرام ہے اور میں اس وجہ سے پریشان ہوں اب تو بس دولت مل جائے کسی طریقے سے بھی ہو۔ اکثر دین دار کہلانے والے بھی اس بارے میں نہیں سوچتے۔ ایک دین دار بہن...... اپنے بھائی کے بارے میں یعنی اس کے مال و دولت اور اس کے گھر کی یوں تعریف کر رہی تھیں کہ بس...... حالانکہ بظاہر اس کی کمائی ہوئی دولت حرام تھی...... اس کا کوئی ذکر نہیں کیا، کوئی فکر نہیں ہوئی۔ کبھی کسی بہن نے یہ نہیں سوچا کہ ہائے میرے بھائی کی آخرت برباد ہو گئی۔ افسوس کہ میرے بھائی کی ہمیشہ کی زندگی کے لئے کوئی سرمایہ نہیں ہے، کوئی بچاؤ کا سامان نہیں ہے اس لافانی زندگی کے لئے اس نے کوئی گھر نہیں بنایا، کوئی مال نہیں لگایا۔ اس زندگی کے لئے کبھی کسی کو فکر نہیں ہوئی، کبھی کسی نے اس کے بارے میں نہیں سوچا، کوئی دماغ اس کے لئے پریشان نہیں ہوتا، کوئی زبان اس کے لئے نہیں بول رہی۔

افسوس ہے میری مسلمان بہن تیری اس سوچ پر...... تیری اس پریشانی پر۔ ہمیں اس روزی کے لئے پریشان نہیں ہونا چاہئے، روزی دینے کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ہے وہ ہمارا رازق ہے۔ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے وہی ہمیں روزی بھی دے گا۔

مسلمان بہنو! خدارا اپنی سوچ کو بدلو، اپنے بھائیوں کی زندگی پر رحم کھاؤ، انہیں دین کی طرف دعوت دینے والی بنو، انہیں اللہ کے راستے کے مجاہد اور دین کے داعی بناؤ۔ بہنو! آیئے ذرا ہم اپنے ماضی میں تو دیکھیں کہ ہماری مسلمان بہنیں کیا کرتی تھیں۔ دیکھیں حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ اس بہن کی استقامت تھی، اس بہن کی پختگی تھی، اس بہن کا صبر تھا، اس بہن کا اللہ سے تعلق تھا کہ وہ اپنے بھائی کے اسلام لانے کا ذریعہ بن گئیں۔ یہی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جنہوں نے زمین پر عدل و انصاف کو عام کر دیا، یہی فاروق اعظم تھے کہ جنہوں نے 22 لاکھ مربع میل پر اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وہ کروڑوں نیکیاں جن کا اجر عمر رضی اللہ عنہ کو ملے گا ان کے برابر یہ اجر ان کی بہن کے نامہ اعمال میں بھی لکھا جائے گا۔ میری بہنو! کیا آج ہمارے اندر وہ جذبہ موجود نہیں ہے، وہ استقامت کیا ہم میں نہیں پائی جانی چاہئے، کیا ہمارے دلوں میں یہ ایمانی جذبہ نہیں ہونا چاہئے۔ ہم یہ عظیم سعادت نہیں حاصل کرنی چاہئے، کیا ہم اپنے بھائیوں کی سیدھے راستے کی طرف رہنمائی نہیں کرنی چاہئے؟ وہ تو بھائی کے اسلام لانے کا ذریعہ بن گئیں تو کیا آج ہم بھائیوں کو اسلام پر چلانے اور عمل کرانے کا ذریعہ نہیں بن سکتیں...... بے شک یہ سب کچھ ہم بھی کر سکتی ہیں۔ اگر ہمت کریں تو۔

ہمت کرے تو کیا نہیں انسان کے بس میں
یہ ہے کم ہمتی جو بے بسی معلوم ہوتی ہے

تو آیئے آج سے ہم اپنی اور اپنے ان بھائیوں کی اخروی زندگی کی فکر کریں۔ اب ہم سوچیں گی کہ کون سا طریقہ اختیار کر کے کس راستہ پر چل کر، کون سا مال خرچ کر کے، کن کاموں میں وقت صرف کر کے ہمارے بھائی اور ہم آخرت میں کامیاب ہوں گے، راستہ تو ایک ہی ہے اللہ رب العزت کی فرمانبرداری کا...... تو اس میں ہم ایک دوسرے کے معاون ہوں۔

دیے سے دیا جلاؤ

اسلام کی تعلیمات کو اپناؤ بہنو!
یوں دیے سے دیا جلاؤ بہنو!
اپنی عزت و عصمت بچانے کی خاطر
چادر سے سر تا پاؤں چھپاؤ بہنو!
رشک کرے زمانہ تمہاری نسلوں پر
ایسے آداب بچوں کو سکھاؤ بہنو!
ڈش، کیبل، وی سی آر اور ٹی وی
آج ہی گھر سے اٹھواؤ بہنو!

مرسلہ: بنتِ عبد الرحمٰن تلہ گنگ

جب ذہنوں سے اُٹھ جاتی ہے خود اعتمادی

بنت محمد انور نارنگ منڈی

جو رکھ سکتے نہیں اپنی تہذیب کو زندہ
وہ آخر خاک میں مل جایا ہی کرتے ہیں
جو سمجھتے ہوں غیروں کی نقالی میں ترقی
خسارہ وہ دین و دنیا میں اٹھایا ہی کرتے ہیں
جب ذہنوں سے اٹھ جاتی ہے خود اعتمادی
پھر دشمن اکثر انہیں بھٹکایا ہی کرتے ہیں

قوموں کی ترقی وتنزلی میں یہ چیز بڑی نمایاں رہی ہے کہ جب بھی کسی قوم نے اپنی تہذیب وثقافت کو گلے کا پھندا جان کر اس سے جان چھڑانے کی کوشش کی تو پھر وقت نے اسے زندگی سے ہی آزاد کر کے سات زمینوں کے نیچے دفنا دیا۔ اسی طرح مسلمانانِ عالم کی تابناک تاریخ شاہد ہے کہ جب تک انہوں نے اپنی اسلامی ثقافت کو مقدم رکھا کسی کو ان کی طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھنے کی جرات نہ ہو سکی مگر جونہی انہوں نے اغیار کی ذہنی غلامی اختیار کی تو دنیا نے ان سے اُن کا سکون اور ان کی پہچان چھین لی۔ آج کا مسلمان بھی اسی زبوں حالی کا شکار ہے نہ تو وہ مکمل طور پر غیر کی تہذیب وثقافت کو اپنا سکتا ہے اور نہ ہی ''مہذب دنیا'' اسے اپنائے گی۔ اب وہ چکی کے دو پاٹوں میں اس طرح پس رہا ہے کہ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن والا معاملہ ہے۔ آج کی خاتونِ اسلام تو مغرب سے اٹھتی ہوئی جدیدیت کی لہر سے متاثر ہونے میں مرد حضرات سے بھی چار قدم آگے ہے۔ یہی خاتونِ اسلام تھی جو کبھی استقامت و استقلال کا ناقابلِ تسخیر پہاڑ تھی، جو مردوں کی طرح جنگوں کے نقشے بدلنے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔ جس کی ذہانت وعلمی استعداد اور دین سے شدید وابستگی تسلیم شدہ تھی، آج نجانے کیوں وہ اپنے اعمال و اعتقادات میں اس قدر پریشان خیال ہے کہ منزل کی تلاش میں تہی داماں و تہی دست ہو کر بھی منزل سے کوسوں دور کھڑی ہے شاید اس لئے کہ اس نے اپنی حقیقت کو بدلنے کی بے فائدہ کوشش کی ہے۔ آج ہمارے اردگرد ایسی کتنی ہی زندہ مثالیں موجود ہیں کہ وہ جدیدیت و ماڈرن ازم یا پھر بولڈنیس (Boldness) کے نام پر فطری شرم و حیا اور قدرتی معصومیت سے ہاتھ دھو کر بھی ''مخصوص طبقے'' کے ہاں ''بوڑھی مائی'' ہی کہلاتی ہیں اب وہ ایسے موڑ پر حیران و پریشان کھڑی ہیں جہاں......

نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم

میری بہت ساری اپنی ہی ''جدیدیت پسند'' بہنیں دوپٹہ اوڑھنے اور پردہ کرنے کو بیک وردنیس (Backwardness) گردانتی نہیں تھکتیں۔ حقیقت میں جن کی دیکھا دیکھی میری یہ بہنیں جدیدیت کے راگ الاپتی ہیں وہ سب سے زیادہ کنزرویٹو (conservative) ہیں۔ امریکا جیسی ماڈرن ریاست میں آج بھی سینکڑوں چرچوں کے اندر سینکڑوں (Nuns) ننز اسکارف اوڑھتی اور گاؤن نما برقعے پہنتی ہیں جس پر اس ترقی یافتہ قوم کو کوئی شرمندگی نہیں اور نہ خود یہ عز احساس کمتری کا شکار ہیں۔ اگر یہی اعتماد میری ان طعنہ باز متزلزل الایمان بہنوں میں پیدا ہو جائے تو انہیں اپنے مسلمان ہونے پر خفت ہونے کی بجائے فخر محسوس ہو اور وہ بے جا کسی سے متاثر بھی نہ ہوں۔

مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر تحریف شدہ مذاہب کی پیروکار خواتین دنیا کی جدید ترین ریاست میں رہتے ہوئے بھی اپنی اعتقادی پختگی میں نمایاں ہو سکتی ہیں تو آپ جنہیں فوزاً عظیماً کی خوشخبریاں سنائی گئی ہیں، جن کے ابدی دین کی تعلیمات سے مخلوق خدا کو تا قیامت فیض یاب ہونا ہے، اپنے دین پر عمل کرنے میں کیوں شرمندگی محسوس کرتی ہیں؟ کیوں احساس کمتری کا شکار ہیں؟

کیوں چادر اور چاردیواری کی پُر امن اور آبرومندانہ زندگی سے بغاوت کر کے باہر کی دنیا کے فتنوں اور الجھنوں میں پھنسنے کے لئے بے تاب ہیں؟ اسلام کی آفاقی تعلیمات سے انحراف کر کے کیوں دونوں جہاں کی بدبختی مول لے رہی ہیں؟ یہ دینِ محمد عربی کا ہی اعجاز ہے کہ عورت کو فرش کی ذلتوں سے اٹھا کر آسمان کی رفعتوں تک پہنچا دیا۔ عورت کی حیثیت تو ایک لونڈی سے بھی کمتر تھی اسے باعثِ عار سمجھ کر زمین میں زندہ گاڑ دیا جاتا تھا غرض یہ کہ انسانیت کا بدترین سلوک عورت ذات سے روا تھا۔ ارے اے میری پگلی بہن! تو کن حقوق کے راگ الاپتی پھر رہی ہے کیا تجھے وہ حقوق یاد نہیں جو اسلام نے تجھے تفویض کئے ہیں۔ تجھے وراثت میں حصہ دار ٹھہرایا گیا۔ دنیا میں سب سے پہلی آواز جو عورت کے حق کے لئے اٹھی وہ جن سے آج تو اپنی نسبت کر رہی ہے یعنی ہادیٔ برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی آواز تھی۔ اگر تو ماں ہے تو تیرے قدموں کے نیچے جنت ہے اگر تو بیٹی ہے تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تیری پرورش تو والدین کے لئے جنت کمانے کا ذریعہ ہے، اگر تو بیوی ہے تو تیرے شوہر کو تیری عزت و آبرو اور نان ونفقے کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے اور اگر تو اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے والی باپردہ خاتون ہے تو تیرے لئے بہشت کا وعدہ ہے۔

اے میری بہن ہوش میں آ، غفلت کی پٹی آنکھوں سے ہٹا اور دیکھ تیرا دین ہی تیرے لئے خیر و عافیت کا دروازہ ہے۔ مغرب کی گمراہ کن، ظاہری روشن پس پردہ تاریک جھوٹی چکا چوند اور مصنوعی چمک دمک والی تہذیب تو بالکل ایسے ہی ہے جیسے میک اپ کے ذریعے خوب صورت بنائی گئی طوائف کا رنگ و روغن اتار دیا جائے تو نیچے سے ایک بھدا، کریہہ، مکروہ اور ڈراؤنا چہرہ برآمد ہوتا ہے۔

تم جسے سمجھی ہو نشانِ منزل
وہ سب دھوکہ ہے دکھاوا ہے سراب ہے
یہ جو جدیدیت کا بھوت ناچتا ہے ہر سُو
اسی سے تو فساد ہے افتراق ہے اضطراب ہے

تو اے قابلِ رحم عورت! ان سراب راستوں سے ابدی حیات کی راہ گزر کی طرف پلٹنے میں دیر نہ کر، ہتک محسوس نہ کر، بلکہ مکمل اعتماد وخودداری سے اپنی شان دار تہذیب وثقافت کو اپنا۔ دیکھنا پھر کیسے تیری منزل تیرے قریب آتی ہے اور چپکے سے پکارتی ہے کہ اے اللہ کی بندی تیرا نیک انجام تجھے مبارک ہو۔

اے ارحم الراحمین اللہ! ہمیں اپنے دین کو ہی اصل کامیابی سمجھنے، عمل کرنے اور ہمیشہ اسی پر قائم رہنے کی اپنی رحمتِ بے بہا سے توفیق عطا فرما۔ (آمین)

دختر اسلام سرگودھا

اے میرے جنوں یہ تیری دنیا ہی نہیں ہے

آج کا دور منافقت کا ہے، رشتے ایک دوسرے کے ساتھ مخلص نہیں ہر کوئی اپنے اپنے مفاد کے حصار میں مقید ہے۔ باہم رشتوں کی بنیاد اگر خلوص پر قائم نہ ہو تو چاہت کے سفر کا آغاز کیونکر ممکن ہے۔ جب ہر نئے بندھن کے پیچھے مطلب، حرص اور سازش کا جال ہو تو پھر مصلحت کی ڈور ہی انہیں باندھے رکھتی ہیں ایسے رشتے محبت کی ڈور سے عاری ہوتے ہیں۔

چاہئے تو یہ کہ سچ کو تھاما جائے، خلوص سے اسے سنوارا جائے، کیونکہ خلوص سے خوشی حاصل ہوتی ہے، خوشی سے احساس جنم لیتا ہے، احساس سے محبت پیدا ہوتی ہے، محبت سے اعتبار جنم لیتا ہے، اعتبار سے اصلاح ہوتی ہے، اصلاح سے کردار بنتا ہے اور کردار سے شخصیت وحیثیت دونوں کا تعین ہو جاتا ہے۔

بات حیثیت اور شخصیت کی ہو تو یہاں زمانہ اپنا رنگ دکھاتا ہے، آج انسان کا قد اس کے ذاتی اوصاف سے نہیں بلکہ اس کی دولت سے ماپا جاتا ہے جو جتنا دولت مند ہے وہ اتنا ہی باعزت اور شریف سمجھا جاتا ہے اور اس سے تعلقات بڑھانے میں فخر محسوس کیا جاتا ہے۔ شخصی جوڑ توڑ کے اس عمل میں ''حقوق العباد'' کو جس طرح روندا جاتا ہے اس کی مثال نہیں ملتی ''خلوص'' کو پامال کیا جاتا ہے ''غیرت'' پر کیچڑ اچھالا جاتا ہے ''محبت'' کو رسوا کیا جاتا ہے ''سچ'' کو دھتکار دیا جاتا ہے ''محنت'' پر شب خوں مارا جاتا ہے ''اعتبار'' کی دھجیاں بکھیری جاتی ہیں اور ''جھوٹ'' سے کام چلایا جاتا ہے جو انسان عزت اور قدر کا مستحق ہے اسے عزت اور قدر سے محروم کر دیا جاتا ہے، دوسروں کے حقوق کو پامال کرتے ہوئے اپنی بڑھتی ہوئی خواہشات اور مفادات کی راہوں کو ہموار کیا جاتا ہے۔''

''نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی مادی لحاظ سے ترقی کا دعویدار تو ہوتا ہے لیکن روحانی طور پر وہ مفلوج ذہنیت کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے۔''

جب رشتے اخلاقی طور پر اس قدر کمزور ہو جائیں تو پھر وہ توڑ پھوڑ کا شکار ہوتے چلے جاتے ہیں، باہم رشتوں میں استحکام سے گھر بنتے ہیں، گھر سے خاندان، خاندان سے معاشرہ، معاشرہ سے ملک، ملک سے پوری دنیا تشکیل پاتی ہے لیکن اگر رشتوں کی بنیاد ہی دل کے کھوٹ، دماغ کے فتور، مطلب کے انگار اور جھوٹ کے انبار پر رکھی گئی ہو تو پھر انسان اخلاقی، روحانی، معاشرتی ہر سطح پر تنزلی کا شکار ہونے لگتا ہے اور گمراہی کی ایسی دلدل میں جا گرتا ہے کہ جس سے نکلنے کی اسے توفیق نہیں ہوتی، وہ ظاہری دھوکے میں جیتا رہتا ہے اور بے بسی میں مرجاتا ہے۔''

حوا رض

یوں نہ راہوں میں پھرا کر بے رِدا
اس طرح ناراض ہوتا ہے خدا
ڈھانپ لے سر کھول مت، یہ ہے گناہ
حکم ربی ہے یہی، اس کو نبھا
اکڑ کر نہ دھرتی پہ چل
اس کی ہی گودی میں جانا ہے! سنبھل
آج اگر تو سوچ لے انجام کو
پاس آنے دے نہ گھٹیا کام کو
حکم ربی سے نہ تو ٹکرائے گر
دین و دنیا میں ہے پھر بہتر ثمر

اُم عمار حیدر آباد

کیا رسم و رواج ہمارے لئے مفید ہیں؟

بنتِ نصر اللہ کوئٹہ

آج جتنی بھی رسوم ہمارے معاشرے میں رائج ہیں، وہ کچھ اس رنگین انداز سے پھیلی ہیں کہ اچھے بھلے سمجھ دار لوگ بھی ان کی نسبت یہ خیال کرتے ہیں کہ ان میں گناہ کی کون سی بات ہے؟ کہا جاتا ہے...... اس میں برا کیا ہے، بس مرد اور عورتیں ہی تو جمع ہوتی ہیں...... یا کچھ کھانا پینا ہوتا ہے...... یا کچھ دینا دلانا ہوتا ہے، ان میں کوئی ڈھول دھماکہ نہیں، ناچ گانا نہیں، راگ باجہ نہیں پھر اس میں شرع کے خلاف ہونے کی کیا بات ہے کہ اس سے روکا جائے؟ عام طور پر شادی و بیاہ اور موت و مرگ کے مواقع پر جو خرافات شریعت سے ہٹ کر کی جاتی ہیں، ان کو ''خوشی کا اظہار'' اور ''ثواب'' کا نام دیا جاتا ہے، حالاں کہ فضول خرچی کرنا، بدعات کو ترویج دینا کون سی خوشی اور کون سے ثواب کا کام ہے؟ بلکہ یہ تو آخرت کے غم اور عذاب کا سبب بھی بن سکتے ہیں۔

ان رسموں کے اندر جو خرابیاں اور باریک برائیاں ہیں وہ عام آدمی کو سمجھ میں نہیں آتیں، جیسے بچہ بعض اوقات نقصان دہ چیز کو اپنے لئے مفید سمجھتا ہے لیکن اس میں اس کے لئے نقصان ہوتا ہے، والدین اس کو سمجھاتے ہیں لیکن وہ سمجھتا نہیں، حالاں کہ والدین اس کا فائدہ سوچتے ہیں۔

اسی طرح دین اسلام جن چیزوں سے ہمیں منع کرتا ہے (اسی طرح جتنی بھی رسوم دین سے ٹکراتی ہیں) ان میں ضرور ہمارے لئے کوئی نہ کوئی نقصان ہوتا ہے، اس لئے یہ چیزیں ہمیں آئیں یا نہ آئیں، ان سے باز آجانا چاہئے اور سادگی کو اپنانا چاہئے، رنگینیوں اور شوخیوں کے لئے دین اسلام کی حدود سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے اسی میں ہم سب کی دنیا و آخرت کا فائدہ ہے۔ اللہ پاک سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

دُعا: اللہ پاک کے فضل کو پانے کا ذریعہ

جب کسی سمت سے بھی امید کی کوئی کرن نظر نہ آ رہی ہو، جب مصائب کی آندھیاں دل کی دنیا کو زیر وزبر کر دیں، جب ناکامیوں کی گہری تہہ کامیابیوں کے ہر راستے پر جمنی شروع ہوگئی ہو، جب ہزار ہا ضروریات وحاجات نظروں کے سامنے قطار بنائے کھڑی ہوں تو اس وقت ہاتھ بے اختیار اللہ جل جلالہ کے حضور دعا کے لئے دراز ہو جاتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی جب آنکھوں سے آنسوؤں کے جھرنے بہہ پڑیں، عاجزی اپنے کمال کو پہنچ جائے اور دنیا سے امید کی ڈوری ٹوٹ جائے، اور صرف اور صرف اس رب کی عظمت وجلال کی طرف توجہ ہو جو دعاؤں کو سنتا ہے بلکہ وہ تو فرماتا ہے ''کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں'' (ترمذی) مجھ سے ہی مانگو، میں دینے والا ہوں میرے آگے اپنا خالی دامن پھیلاؤ میں اسے اپنی رحمتوں اور خزانوں سے بھر دوں گا۔ (بنت عمر فاروق۔ کھچی)

اچھے اخلاق، اچھے ہتھیار

گر ہاتھ میں انسان کے ہو اخلاق کی تلوار
آسانی سے رد کرتا ہے دشمن کا ہر اک وار
دل جیت لئے جاتے ہیں شیریں سخنی سے
تلخی ہو تو ہو جاتی ہے اپنوں سے بھی تکرار

(بنت سعید۔ کراچی)

اللہ کی محبت ہر چیز پر غالب:

محمد بن معاذ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک عبادت گزار عورت نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں جنت میں داخل ہونے کو جا رہی ہوں وہاں سارے لوگ جنت کے دروازے پر کھڑے ہیں، میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ یہ سب کے سب دروازے پر کیوں جمع ہو گئے۔ کسی نے بتایا ایک عورت آ رہی ہیں جن کے آنے کی وجہ سے جنت کو سجایا گیا ہے، یہ سب ان کے استقبال کے واسطے باہر آ گئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ وہ عورت کون ہے؟ کہنے لگے کہ ایکہ کی رہنے والی ایک سیاہ باندی ہے، جن کا نام شعوانہ ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم وہ تو میری بہن ہے۔ اتنے میں دیکھا کہ شعوانہ ایک نہایت عمدہ اور خوب صورت اونٹنی پر بیٹھی ہوا میں اڑی آ رہی ہیں۔ میں نے ان کو آواز دی میری بہن تمہیں اپنا اور میرا تعلق معلوم ہے اپنے رب سے دعا کر دو کہ مجھے بھی تمہارے ساتھ کر دے۔ یہ سن کر وہ ہنسیں اور کہنے لگیں ابھی تمہارے آنے کا وقت نہیں آیا۔ لیکن میری دو باتیں یاد رکھنا (آخرت) کے غم کو اپنے ساتھ چمٹا لو اور اللہ کی محبت اپنی ہر خواہش پر غالب کر دو اور اس کی پرواہ نہ کرو کہ موت کب آئے گی، یعنی ہر وقت اس کے لئے تیار رہو۔ (فضائل صدقات) (ر۔عبدالرزاق)

پر مسرت اور خوشحال زندگی کے لئے......

- ☐ اپنے دل و دماغ کو اور تمام صلاحیتوں کو نیک خیالات اور اچھے کاموں میں مشغول رکھئے۔
- ☐ بے کاری سے بچئے، مصروف زندگی گزاریئے تاکہ برے خیالات اور رنج وغم سے نجات رہے۔
- ☐ روزانہ شام کو اپنے اعمال اور خیالات کا حساب لیتے رہیے۔
- ☐ دوسروں کی عزت کرنے سے آپ کی عزت ہوگی۔
- ☐ بری صحبت اور بے وقوفوں کی دوستی سے پرہیز کیجئے۔
- ☐ اپنی خواہشات اور ضروریات جتنی کم کر سکیں کم کیجئے۔
- ☐ لڑکپن اور جوانی کی حفاظت کیجئے۔
- ☐ اچھی کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔
- ☐ دوسروں کی دیکھا دیکھی عیش پرستی اور شہرت کی خاطر اپنی دنیا اور آخرت تباہ نہ کیجئے۔
- ☐ فضول خرچی اور کنجوسی سے بچئے۔
- ☐ ہر کام کرنے سے پہلے خدا کی رضا اور ضمیر کا اطمینان دیکھ لیجئے۔
- ☐ کسی کو دھوکا دے کر اپنا مطلب مت نکالئے۔
- ☐ میٹھے بول اور خوش اخلاقی ہر کام میں کامیابی کی ضمانت ہیں۔
- ☐ مسکراہٹ دنیا کو مسرت بخشتی ہے اور ہر ایک کا دل جیتنے میں مدد دیتی ہے۔
- ☐ اگر آپ ہر دل عزیز بننا چاہتے ہیں تو ہونٹوں پر ہمیشہ مسکراہٹ رکھئے۔
- ☐ پریشان حال اور مصیبت زدہ افراد کی مدد کیجئے۔
- ☐ گفتگو کرتے وقت دوسروں کے جذبات واحساسات کا خیال رکھئے۔
- ☐ اپنی بات ہی نہ کہتے رہئے دوسروں کو بھی بات کرنے کا موقع دیجئے۔
- ☐ اپنے ماں، باپ، بزرگوں اور نیک لوگوں کے ساتھ محبت واحترام سے پیش آئیں۔
- ☐ خلوت وجلوت ہر حال میں اللہ کا خوف رکھئے۔
- ☐ اپنی زندگی کا مقصد متعین کیجئے پھر اس پر مضبوطی سے کام کیجئے۔ (اخت وسیم کیانی۔ سوہاوہ آزاد کشمیر)

نگاہِ عبرت

رابعہ عدویہ کا ایک شخص پر گزر ہوا۔ اس کے پاس بھنا ہوا حلوان تھا۔ وہ بڑی دیر تک اسے دیکھتی رہیں، پھر رونے لگیں۔ وہ شخص بولا شاید اس میں سے آپ کھانا چاہتی ہیں۔ وہ بولیں میں نے اس کی طرف کسی اور ارادے سے نگاہ نہیں کی ہے بلکہ میں یہ دیکھتی ہوں کہ حیوانات آگ میں مردہ ہو کر داخل ہوتے ہیں اور گناہ گار آدمی اس میں زندہ داخل ہوگا۔ (ماخوذ: موت کا منظر) (ام فیضان سلیم، راولپنڈی)

عورت کا جنت میں مردوں سے پہلے جانا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے بیویو! یاد رکھو تم میں سے جو عورتیں نیک ہیں وہ نیک مردوں سے پہلے جنت میں جائیں گی۔ جب شوہر جنت میں آئیں گے تو یہ عورت غسل کر کے خوشبو لگا کر شوہروں کے حوالے کر دی جائیں گی سرخ اور زرد رنگ کی سواریوں پر اور ان کے ساتھ ایسے بچے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے موتی۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے بیویو! اور کونسی فضیلت چاہتی ہو جنت میں مردوں سے پہلے تو پہنچ گئیں ہاں نیک بن جانا شرط ہے اور یہ کوئی مشکل نہیں۔ (بہشتی زیور) دیکھئے نیک بن جانے میں کتنی فضیلت ہے بقول شاعر ؎

محمد کی شریعت پر سر تسلیم خم کر دوں
اشارہ ہو تو اپنے ہاتھ اپنا سر قلم کر دوں
نہیں جھکتا جو سر اللہ کے احکام کے آگے
اُسے جھکنا پڑے گا ناتواں اصنام کے آگے

(رق ی۔ بنت عبدالکریم)

قدم سوئے مرقد، نظر سوئے دنیا

کچھ عرصہ ہوا ایک اڑتی ہوئی خبر سنی کہ ہماری ایک جاننے والی خاتون کے بیٹے نے امریکا میں کسی ''امریکن لڑکی'' سے شادی کرلی ہے۔ اگر یہ پندرہ بیس سال پہلے کا واقعہ ہوتا تو اس کا ردعمل یقیناً منفی ہوتا، والدین کی طرف سے بیٹے کو سدھر جانے کی دھمکیاں ملتیں، ماں دودھ نہ بخشنے کی قسمیں کھاتی اور بہنیں بھائی کے بدل جانے پر چھپ چھپ کر آنسو بہاتیں۔ اگرچہ دس پندرہ سال پہلے بھی والدین کو اولاد کی بے راہ روی پر اتنا صدمہ نہیں ہوتا تھا جتنا کہ ہونا چاہئے کیونکہ جلد ہی باہر سے آنے والے ڈالر زخموں پر مرہم رکھ دیتے تھے مگر یہ بھی غنیمت تھا کہ ''صدمہ'' تو ہوتا تھا۔

جس خبر کا یہاں ذکر ہو رہا ہے اس کا ردعمل یہ ہوا کہ والدہ نے بیٹے سے فون کرکے تفصیل پوچھی اور بیٹے کی اس تسلی پر کہ لڑکی کو مسلمان کرکے شادی کی ہے، مطمئن ہوگئیں۔ اس تسلی کے بعد والدہ کو لوگوں کی انگلیاں اٹھانے سے تو بے فکری ہوگئی اور بیٹے کی ''امریکن نیشنلٹی'' پکی ہونے کی خوشی نے بے چین کردیا، چنانچہ سب رشتہ داروں کو فون کرکے خود ہی اطلاع دے دی کہ ان کے بیٹے نے ان کی مرضی سے شادی کی ہے۔ اطلاع کچھ ان الفاظ میں دی گئی، ''بھئی اب وہ پرانا زمانہ تو رہا نہیں کہ ہم بیٹے کو عاق کرنے کی دھمکیاں دینے لگیں، ٹھیک ہے، اسے ایک لڑکی پسند آگئی تو اس نے نکاح کرلیا، آخر اس میں برائی ہی کیا ہے اور ویسے بھی اس سوسائٹی میں تو یہ باتیں بالکل بھی معیوب نہیں سمجھی جاتیں۔'' جب ایک خاتون نے لڑکی کے مذہب کے بارے میں پوچھا تو والدہ صاحبہ بولیں، ''بھئی ویسے تو اس لڑکی نے کلمہ پڑھا ہے اور مسلمان ہونے کا اقرار کیا ہے ورنہ ویسے بھی تو اہلِ کتاب سے شادی جائز ہے ناں! (یہ جانے بغیر کہ اصل شرعی مسئلے کی تفصیل کیا ہے، اپنی مرضی سے فتویٰ دینے میں خواتین کو عموماً خاص مہارت ہوتی ہے) اب تو میرا بیٹا بھی باقاعدگی سے جمعے کی نماز پڑھتا ہے اور ویسے بھی اس نے اپنی بیوی کو کہہ دیا ہے کہ بچے مسلمان ہی ہوں گے۔''

اس ساری گفتگو، خاص طور پر آخری دو جملوں سے آپ کو اندازہ ہو ہی گیا ہوگا کہ جو لڑکا صرف جمعے کی نماز پڑھتا ہو، گرین کارڈ کے لیے شادی کرچکا ہو اور امریکا جیسے ملک میں رہتا ہو جہاں پر اچھے اچھے باشریعت مسلمان گھرانے بچوں کی تربیت کے لیے فکر مند نظر آتے ہیں، وہ اپنی امریکن بیوی کی موجودگی میں اپنے بچوں کو کیسا ''مسلمان'' بنائے گا؟

اولاد اور مال کی خواہش بہت سے لوگوں کی پہلی خواہش ہوتی ہے مگر یہ خواہش کرتے وقت بہت کم لوگ یہ یاد رکھتے ہیں کہ اسی اولاد اور مال کو اللہ نے فتنہ قرار دیا ہے اور یہی اولاد اور مال بہت سوں کو ہاتھ سے پکڑ کر جہنم میں لے جائے گا۔ اس سے انکار نہیں کہ بہت سے قسمت والے اولاد اور مال کے فتنے سے نہ صرف محفوظ رہیں گے بلکہ یہ ان کے لیے جنت میں داخلے کا سبب بھی بن جائے گے مگر یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ ایسے خوش نصیب کتنے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا ایک صاحب دل کی یہ بات سنی تھی کہ ''آج کل کے مسلمان کی حالت ایسی ہے کہ اس کی مغفرت کے لیے خدا کے سامنے ایک عرصہ تک رویا جائے تو بھی کم ہے۔'' اس وقت بھی بات پسند تو آئی تھی مگر دل پر

امِّ عبداللہ غازی

پوری طرح بیٹھی نہیں تھی۔ جب ان خاتون کی باتیں سنیں تو یہ جملہ پھر سے ذہن میں گونجا۔ بلاشبہ بحیثیت مسلمان ہم اپنی منزل، اپنے مقصد سے روز بروز دور ہوتے جارہے ہیں۔ دنیا کے دھندوں میں پھنس کر ہم گزرتے لمحے کے ساتھ خدا سے دور اور شیطان لعین کے قریب ہوتے جارہے ہیں۔

قدم سوئے مرقد، نظر سوئے دنیا
کہاں جارہا ہے، کدھر دیکھتا ہے

چند دن پہلے ایک انگریزی اخبار میں ایک کالم پڑھنے کا اتفاق ہوا، اس میں کالم نویس صاحب نے کامن ویلتھ (Common Wealth) سے تعلق رکھنے والے مسٹر رابرٹ۔ ایف۔ ہیرون (Mr. Robert. F. Haron) کا یہ جملہ نقل کیا تھا، ''پاکستانی لوگ چند ہزار ڈالروں کی خاطر اپنی ماں کو بھی بیچ دیتے ہیں۔'' جی ہاں، آپ کی طرح مجھے بھی پہلی دفعہ پڑھ کر عجیب لگا مگر دوبارہ اور پھر سہ بارہ پڑھ کر یقین آگیا کہ وہی لکھا ہے جو مجھے پہلی دفعہ میں سمجھ آیا تھا۔ کالم نویس صاحب نے اس جملے پر یہ تبصرہ کیا تھا، ''پاکستانی خواہ مخواہ ہی ایسے جملے پڑھ کر مشتعل ہوجاتے ہیں اور احتجاج وغیرہ شروع کردیتے ہیں۔ مسٹر ہیرون نے یہ کہتے ہوئے بہت نرمی سے کام لیا ہے اور دو باتوں کا خاص خیال رکھا ہے (اول) انہوں نے ''سارے پاکستانی'' نہیں کہا۔ (دوم) انہوں نے ''صرف ماؤں'' کا ذکر کیا ہے۔''

اس بات سے قطع نظر کہ کالم نویس صاحب کی بات کس حد تک درست ہے، یہاں اس قصے کو نقل کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ چند ٹکوں کی خاطر ہمارے پاکستانی بھائی بہن کس طرح پوری دنیا میں پاکستان کو بدنام کررہے ہیں۔ امریکا جانے کے لیے اور امریکی شہریت حاصل کرنے کے لیے نام نہاد شادیوں سے لے کر دھوکے بازیوں تک سب کچھ کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ اب تو نوبت یہاں تک آگئی ہے کہ اگر کسی شادی شدہ جوڑے کا 5 ماہ کا ویزا بھی لگ جائے تو (Planning) کچھ اس طرح سے کی جاتی ہے کہ بچہ وہاں پر ہو، تا کہ نومولود بچے کو وہاں کی نیشنلٹی مل جائے۔ جب پستی کی یہ حد ہو تو پھر کس کس کو روئیے اور کب تک روئیے۔ یہ سب پاپڑ بیلنے کے بعد اگر وہاں کی شہریت مل بھی جائے اور ایک دو نسلیں ہوٹلوں میں برتن مانجھنے کے بعد، پیٹرول پمپ پر پیٹرول بھرنے کے بعد یا گھر گھر پیزا پہنچانے کے بعد یہ ''دیسی گورے'' اپنی اولاد کو پڑھانے لکھانے کے قابل بھی ہوجائیں تو بھی کہلاتے یہ ''پاکی'' ہی ہیں یعنی اچھوت کے اچھوت ہی رہتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ان سے دوسرے درجے کے شہری کا سا سلوک کیا جاتا ہے بلکہ ۱۱ ستمبر کے واقعے کے بعد سے تو میڈیا نے اچھی طرح ہر امریکی اور ہر انگریز کو یہ باور کرادیا ہے کہ ہر مسلمان کو دہشت گرد سمجھ کر اس پر نظر رکھو۔ اس حقارت آمیز سلوک کے باوجود غفلت کا یہ عالم ہے کہ ان لوگوں کو نہ تو اپنے دین کے نقصان کا غم ہوتا ہے اور نہ ہی دنیا میں خواری کا فکر ہے تو بس اتنی کہ ڈالروں کی گڈیاں روز بروز صحت مند اور تعداد میں زیادہ ہوتی جائیں۔

یہاں میرے مخاطب وہ صاحب دین حضرات ہرگز نہیں ہیں جو تبلیغ دین یا اشاعت اسلام کی غرض سے باہر کے ممالک میں سکونت اختیار کیے ہوئے ہیں۔ یہی حضرات ہیں جن کی محنتوں کی وجہ سے بہت سے غیر مسلم بھی اسلام کی اصل شکل دیکھ کر کھنچے چلے آتے ہیں بلکہ میرا گلہ ان سے ہے جو باہر کے ممالک میں جاتے ہی پیسہ کمانے کی غرض سے ہیں اور اسی فکر میں اپنا ماضی، اپنی اصل روایات اور اپنا دین سب کچھ بھلا بیٹھتے ہیں۔ بہت سے لوگ ان لوگوں کے ہنستے مسکراتے چہرے دیکھ کر دھوکہ کھا جاتے ہیں کہ شاید باہر کے ممالک میں جادو کا چراغ ہاتھ آجاتا ہے اور ساری نعمتیں مل جاتی ہیں۔ ایسی کسی بھی غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے صرف اتنا مشاہدہ ہی کافی ہے کہ دولت کی ریل پیل، گاڑیوں کے نئے ماڈلز اور جدید طرز کے فرنیچر کے باوجود آخر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ صبح شام سکون آور گولیوں کا سہارا لیتے ہیں، وہ کونسی Tention ہے جو ان کی رات کی نیند کی دشمن ہے اور وہ کس چیز کا ڈپریشن ہے، جس کے لیے ان کو Anti-Depresant گولیاں کھانی پڑتی ہیں۔

تھوڑا سا غور وفکر آپ کو بھی اس نتیجے پر پہنچادے گا کہ دولت سے آپ...... بستر خرید سکتے ہیں مگر نیند نہیں...... کھانا خرید سکتے ہیں مگر بھوک نہیں...... زیور خرید سکتے ہیں مگر حسن نہیں...... کتابیں خرید سکتے ہیں مگر علم نہیں...... دوا خرید سکتے ہیں مگر صحت نہیں...... مکان خرید سکتے ہیں مگر خوشی نہیں...... تفریح کا سامان خرید سکتے ہیں مگر سکون نہیں...... ہر جگہ جاسکتے ہیں مگر جنت میں نہیں!

آپ کی صحت

مختلف مسائل:

☆منزہ امین: ڈیرہ اسماعیل خان۔ آپ نے اتنی تفصیل سے لکھا کہ پڑھتے پڑھتے خاصی دیر لگ گئی۔ ایک وضاحت کردوں کہ قمر نہیں کمر میں آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ داڑھوں کا جہاں تک مسئلہ ہے وہ اب نہیں نکلیں گی ایک عمر ہوتی ہے۔ اگر بچپن میں آپ نکلوا دیتیں تو ٹھیک تھا ورنہ اب نہیں نکلیں گی۔ ہاضمے کے لئے Numvonica 30 میں روزانہ 4 خوراکیں 5-5 قطرے ایک چمچ پانی میں لیا کریں۔ ساتھ ہی CALCAREA CARB 200 کلیریا کارب 200 میں لیں۔ یہ بھی ہفتے میں دو مرتبہ 5-5 قطرے لیں۔ اس کے استعمال سے آپ کو دودھ اور انڈے انشاءاللہ ہضم ہوجایا کریں گے اور وزن بھی کم ہوگا۔ آپ قرآن مجید کی تلاوت زیادہ سے زیادہ کیا کریں ساتھ ہی تسبیحات وغیرہ بھی کیا کریں۔ ورنہ اپنے بارے میں سوچ سوچ کر مزید نئی بیماریاں پیدا کرلیں گی۔

بال گر رہے ہیں:

ﮬ میری عمر 16 سال ہے ڈاکٹر صاحبہ ایک سال کا عرصہ ہوگیا کہ میرے سر کے بال بہت گر رہے ہیں جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں میرے بال لمبے بہت ہیں لیکن کمزور اور باریک ہیں خشکی بھی بہت زیادہ ہے میں بائیو آملہ شیمپو استعمال کرچکی ہوں، اس سے تو اور بھی زیادہ گر رہے تھے اور ابھی میں ہیڈ اینڈ شولڈر شیمپو استعمال کررہی ہوں ڈاکٹر صاحبہ آپ اس سلسلے میں مجھے کوئی آسان آزمودہ نسخہ یا مناسب قیمت والی شیمپو تجویز کریں آپ کی مہربانی ہوگی (عائشہ۔کراچی)

☆ بالوں کے لئے غذا میں سبز پتوں والی سبزیاں بہت اچھی ہوتی ہیں کوششیں کریں زیادہ سے زیادہ استعمال کرنے کی، سر دھونے کے لئے اگر سرسوں کی کھلی کو استعمال کریں تو بہت مناسب رہے گا تل کا تیل سر پر مالش کے لئے استعمال کیا کریں۔ طرح طرح کے خوشبودار شیمپو بالوں کو متاثر کرتے ہیں اور اسی وجہ سے قبل از وقت سفید بھی ہوجاتے ہیں۔

جسم میں درد رہتا ہے:

ﮬ تین چار سال ہوگئے ہیں کہ میرے چہرے پر کالے داغ ہیں وہ روز بروز زیادہ ہوجاتے ہیں، اور بہت برے لگتے ہیں۔ اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ چار سال ہوگئے ہیں کہ میرے تمام جسم میں بہت زیادہ درد ہے، اور ہر قسم کی گولیاں اور آئل کی مالش کی ہے۔ میں باپردہ لڑکی ہوں پانچ وقت نماز پڑھتی ہوں اور قرآن پاک بھی پڑھتی ہوں اور کسی قسم کی نمائش نہیں کرنا چاہتی۔ آپ کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں اللہ تعالیٰ مزید ترقی عطا فرمائیں۔ آمین (ن۔س۔بگرام)

☆جسم میں درد کے لئے دوا Mag.phod 6x (میگنیشا فاس) کی 4-4 گولیاں دن میں 4 مرتبہ لیں۔ انشاءاللہ آرام رہے گا۔ چہرے پر داغوں کے لئے SEPIA 200 (سیپیا) روزانہ ایک خوراک استعمال کیا کریں۔ یعنی 5 قطرے دن میں 1 مرتبہ۔

ڈاکٹر ام محمد

موٹاپے کے ساتھ کمزوری:

ﮬ میرا سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ میرا رنگ سانولا ہے میں آپ کو ساری حقیقت بتاتی ہوں۔ میرا منگیتر بہت اچھے رنگ کا ہے ہماری منگنی بچپن میں ہوگئی تھی۔ وہ اپنے گھر والوں کے کہنے میں آکر اب مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ میری ناک ونقوش تو اچھے ہیں لیکن رنگ اچھا نہیں ہے۔ میرے والد بھی فوت ہوچکے ہیں بھائی سب چھوٹے ہیں کہ وہ کچھ کرنہیں سکتے میرے لئے۔ ان پر ان کی والدہ اور والد نے تعویذ کروادئے ہیں یہ حقیقت ہے جھوٹ بات نہیں۔ شادی کسی گوری لڑکی سے کرنا چاہتے ہیں لیکن خوفِ خدا کی وجہ سے نہ مجھ سے کرتے ہیں نہ کسی اور سے۔ تو آپ مہربانی فرما کر کوئی اچھی دوا بتایئے کہ میرا رنگ اچھا ہوجائے میرا چہرہ سردیوں میں خشک ہوجاتا ہے اور گرمیوں میں چکنا ہوجاتا ہے۔

مسئلہ نمبر۲: میں دن بہ دن موٹی ہوتی جارہی ہوں جسم میں کمزوری بہت رہتی ہے دماغ میں چکر آتے ہیں لیکن موٹی بہت ہوں۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے سانس تیزی سے چلنے لگتی ہے۔ مسئلہ نمبر۳: میرے بال نہیں بڑھتے ہیں چھوٹے اور بہت ہی زیادہ کمزور ہیں ذرا سا ہاتھ لگاؤ تو بال جڑ سے اکھڑ جاتے ہیں اور اب تو مٹی کی طرح خشکی بھی ہوگئی ہے۔ آپ کے لئے ساری عمر دعا کرتی رہوں گی کہ آپ کو اللہ زندگی دے۔ (بنت شمیم ہاشمی۔لاڑکانہ)

☆ میں آپ کے مسئلہ نمبر ایک کے لئے تہہ دل سے دعاگو ہوں بے شک اللہ اپنے قدرت سے دلوں کو پھیر دیتے ہیں۔ میں آپ کو صاف بات بتا رہی ہوں کہ جو قدرت نے رنگ بنادیا ہے اس کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ دوائیوں کے جو اشتہارات ہوتے ہیں وہ بس خواب وخیال کی باتیں ہوتی ہیں اگر اس طرح ہونے لگے تو دنیا میں کوئی کالا یا سانولے رنگ کا نہ رہے۔ مگر مایوس نہ ہوں تدابیر سے یہ ضرور ہوسکتا ہے کہ آپ میں کشش پیدا ہوجائے یا قدرے صاف کھلتی ہوئی رنگت محسوس ہوگی۔ آپ دوا میں Iodum Im (آئوڈم) لیں، یہ دوا ہر ہفتے ایک خوراک میں تقریباً، 2-3 مہینے میں فرق محسوس ہوگا۔ اس سے وزن بھی کم ہوگا کمزوری بھی دور ہوگی۔ بال آپ سرسوں کی کھلی سے دھوئیں اور خالص ناریل کے تیل سے مالش کریں۔ 2 مہینے بعد مجھے پھر خط لکھئے گا۔

چہرے پر بال ہیں:

ﮬ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے چہرے پر بال بہت زیادہ ہیں۔ بال بہت زیادہ گھنے اور موٹے ہیں مردوں کی طرح، میں بہت زیادہ پریشان ہوں۔ میں نے بہت ادویات استعمال کی بلکہ ہارمون کا ٹیسٹ بھی کروایا وہ بھی ٹھیک ہیں۔ آپ مہربانی کرکے کوئی نسخہ لکھ دیں میں آپ کی بہت مشکور ہوں گی۔ (اللہ آپ کی عمر دراز کرے) امین۔ (ماریہ لاہور) (ہمشیرہ محمد بلال بنوں)۔

☆ آپ نے اپنے چہرے کے بالوں کا لکھا ہے اس کے لئے دوا (اولیم جیکو) OLEUM JEC دن میں تین مرتبہ 5-5 قطرے 1 چمچ پانی میں لیں ساتھ ہی THUJA 1M (تھوجا 1M) مہینے میں ایک خوراک لیں۔ مگر تھوجا لینے سے پہلے اور دو دن بعد تک اولیم جیکو نہ لیں۔ اس کے علاوہ چونکہ آپ کا مسئلہ زیادہ پیچیدہ ہے اس لئے آپ ایک کام اور یہ کریں کہ آرسینک کا زرد سلفیٹ اور ان بجھا چونا برابر مقدار میں لے کر ان کا گرم پانی میں پیسٹ تیار کریں اور چہرے پر لگا کر خشک ہونے دیں۔ پھر دھولیں۔ بال صاف ہوجائیں گے۔ ہفتوں تک بال نہیں اگیں گے چند بار دہرانے سے بال اگنا بند ہوجائیں گے۔

زھریلا عمل

بنت یوسف‘ فیصل آباد

عافیہ ایک سمجھ دار لڑکی تھی، گھر کو صاف ستھرا رکھنا، کھانا پکانا، کپڑے سلائی کرنا اور جو وقت بچتا اس میں بہشتی زیور کا مطالعہ کرنا اس نے اپنا معمول بنا رکھا تھا۔ پردے کی پابند، والدین کی فرمانبردار، دین دار اور اچھے اخلاق کی مالک تھی۔ وہ اب جوان ہو چکی تھی والدین نے اس کی شادی کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا، چنانچہ ایک دفعہ ان کے گھر مہمان آئے اس کی والدہ نے ان کی خوب مہمان نوازی کی اور ان کو کھانا کھلایا۔ پھر جب انہوں نے عافیہ کی ماں سے کہا کہ ہمیں لڑکی دکھائیں، عافیہ کی ماں نے عافیہ کو آواز دی عافیہ بیٹی! مہمانوں کے لیے چائے لے آؤ جیسے ہی عافیہ چائے لئے کمرے میں داخل ہوئی تو مہمان خواتین کے منہ لٹک گئے انہوں نے عافیہ کے سلام کا جواب بھی نہ دیا، جلدی سے چائے پی کر جانے کے لئے کھڑی ہو گئیں، عافیہ کی ماں کہنے لگی، بہن ہمیں بتا کر جائیں آپ کی کیا رائے ہے تو وہ کہنے لگیں کہ ”لڑکی ہمیں پسند نہیں، لڑکی کا رنگ کالا ہے۔“

وہ تو یہ کہہ کر چلی گئیں، لیکن آپ تھوڑا سا سوچیں کہ اس بات سے لڑکی اور اس کی ماں کے دل پر کیا گزری ہوگی، صرف عافیہ ہی نہیں ایسی کئی بچیاں ہیں جن کو دیکھ کر رشتہ کرنے سے انکار کر دیا جاتا، کبھی یہ عذر کہ قد چھوٹا ہے، کبھی یہ کہ پڑھی لکھی کم ہے، خدارا کچھ تو سوچیں! یہ سراسر اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے نعوذ باللہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام اچھا نہیں کیا۔ ہم ذرا اپنے ذہنوں پر زور دے کر یہ سوچیں کہ اگر کوئی یہی معاملہ ہمارے ساتھ کرے تو کیا ہمیں اس سے دکھ نہیں پہنچتا؟ جب ہمیں کوئی اس طرح کہے ہم برداشت نہیں کر سکتیں تو کیا دوسروں کو اس سے تکلیف نہیں ہوتی؟ اور اگر رنگ کالا ہے تو کیا ہوا حضرت ام ایمن کا رنگ کالا نہیں تھا؟ اگر قد چھوٹا ہے تو کیا ہوا حضرت صفیہ کا جو ام المؤمنین ہیں ان کا قد چھوٹا نہیں تھا؟ اگر آپ کو یہی عذر ہیں تو نعوذ باللہ اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ کو حضرت ام ایمن اور حضرت صفیہ (ام المؤمنین) پسند نہیں۔ یہ ایک قبیح، زہریلا اور تکلیف دہ فعل ہے جو کہ دوسروں کی معصوم اور بے گناہ بیٹیوں میں کیڑے نکالے جاتے ہیں، مرد اور عورتیں اکٹھے ہو کر دھڑلے سے دوسروں کے گھروں میں جاتے ہیں۔

آپ بتائیں کہیں آپ نے یہ پڑھا ہے کہ صحابیات اور صحابہ کرام اکٹھے ہو کر لڑکی دیکھنے گئے، یقیناً آپ کہیں گی کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا، جب انہوں نے ایسا نہیں کیا تو آپ کیوں اکٹھے ہو کر جاتے ہیں؟ اللہ کی رضا کے لئے ان سب تکلیف دہ افعال کو ختم کیجئے اور صحابیات کے طریقوں پر عمل پیرا ہو جائیے اگر دیکھنا ہی ہے تو لڑکے کی بہن یا والدہ جا کر دیکھ لیں، لیکن نہ جہیز کو دیکھیں، نہ رنگ کو دیکھیں اور نہ قد کو دیکھیں، پھر دیکھنا ان شاء اللہ لڑکیوں کے جو رشتے نہ ہونے کی رکاوٹیں ہیں وہ کیسے دور ہوتی ہیں اور کس طرح گھروں میں، خاندانوں میں اور معاشرے میں تبدیلی آتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ اور توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

ٹوٹکے

تیل کی سطح پر آنے والا جھاگ ختم کرنا

پکوڑے وغیرہ یا کوئی بھی چیز تلتے وقت اچانک تیل کی سطح پر جھاگ آ جاتا ہے ایسے میں پکوڑے وغیرہ نکال کر آنچ تیز کر دیں اور ایک آٹے کا گولہ بنا کر تیل میں ڈال دیں پھر تیل گرم ہونے اور گولہ قدرے سرخ ہونے پر نکال دیں اور پکوڑے وغیرہ تلنے شروع کر دیں۔

لہسن کے چھلکے اتارنا

لہسن کو پانی میں بھگو دیں۔ رات کو بھگوئیں، صبح لوہے کی چھلنی میں ڈال کر ہاتھ سے یا گیلے کاغذ سے صاف کرتے جائیے۔ ایک انوکھی چمک پائیں گے۔ (بنت مولانا حبیب الرحمن۔ فیصل آباد)

1۔ ڈبل روٹی کو آسانی سے کاٹنے کے لیے چھری کو پہلے ابلے ہوئی پانی میں اچھی طرح ڈبو دیں۔

2۔ گوشت گلانے کے لیے ہنڈیا میں سرکہ اور ادرک ڈالیں۔

3۔ پسے ہوئے نمک میں انڈوں کو دبا کر رکھا جائے تو انڈے کافی مدت تک خراب نہیں ہوں گے۔

4۔ ہاتھوں میں مرچوں کی جلن دور کرنے کے لیے پانی میں خالص نیل ڈالیں اور خوب اچھی طرح ہاتھ دھوئیں۔ اس سے مرچوں کی جلن دور ہو جائے گی۔

5۔ اگر اچار میں سرکہ یا لیموں کا رس ڈال دیں، اس سے اچار خراب نہیں ہوگا اور ذائقہ ٹھیک رہے گا۔

6۔ اگر سالن میں نمک زیادہ ہو جائے تو اس میں آٹے کا پیڑا بنا کر ڈال دیں، اس سے نمک کم ہو جائے گا۔

7۔ باورچی خانے میں رکھی ہوئی برتنوں کی الماری میں اخباری کاغذ نہ بچھائیں اس سے کیڑے مکوڑے الماری میں گھس آتے ہیں۔ (س عزیز، پنڈی سرحال)

آخر کیوں؟

ہماری بہت سی بہنیں اس بات سے پریشان ہوتی ہیں کہ چٹکلے یا ٹوٹکے ٹھیک کام نہیں کرتے ہیں بے کار ہیں کوئی فائدہ نہیں دیتے ہیں۔ میری ان بہنوں سے ایک گزارش ہے کہ آپ جب کوئی ٹوٹکا یا چٹکلا استعمال کرتے ہیں تو کسی بڑے سے مشورہ ضرور کر لیا کریں اگر آپ کسی رسالے یا کتاب سے نقل کر کے لکھ رہی ہیں تو غور سے پڑھ کر لکھیں ہر چیز اچھی طرح نوٹ کر لیا کریں۔ جب ہر چیز کی مقدار مناسب ہوگی اور ترتیب کے مطابق ہوگی تو آپ کو کبھی بھی شکایت نہیں ہوگی جس طرح آپ کو ڈاکٹر دوائی لکھ دیتے ہیں تو بتا دیتے ہیں کہ کتنی مقدار اور کس وقت لینی ہے، کمی بیشی سے ضرور آپ کو نقصان ہو سکتا ہے اسی طرح ٹوٹکے بھی اسی طریقے سے اور باقاعدگی سے استعمال کر لیا کریں پھر دیکھیں کتنا فائدہ ہوتا ہے اور ہمیشہ جب بھی کوئی ٹوٹکا کرنا ہو تو پہلے تھوڑا سا بنا کر تجربہ کر لیا کریں اگر اثر نہیں ہو تو ضرور کوئی نہ کوئی کمی بیشی ہوگی۔ اس لیے دوبارہ اچھی طرح غور کریں یا کسی بڑے سے مشورہ کر لیں۔ میں آپ کو جلد کو نکھارنے کا ایک ٹوٹکا بتاتی ہوں آپ چار کینو کے تازہ چھلکے لیں 2 چمچ ملائی اور 2 لیمو کا رس اور چھلکوں کو اچھی طرح پیس کر یہ سب چیزیں اس میں مکس کریں اور رات کو منہ ہاتھوں پر خوب مساج کریں پھر صبح چہرہ اچھی طرح دھوئیں۔ اس ٹوٹکے کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ اب اگر آپ نے چھلکوں کی مقدار زیادہ کی اور باقی چیزیں ایسی مقدار میں ڈال دیں تو ضروری ہے کہ ٹوٹکا بے کار ہو گیا۔ جب آپ نے چھلکوں کی تعداد بڑھائی تو ضروری ہے کہ باقی اشیاء کی تعداد بھی بڑھائیں۔ یہ کریم تقریباً ایک ہفتے کے لئے کافی ہے۔ اسی طرح جب بھی کوئی ٹوٹکا استعمال کریں تو مقدار، مدت وقت ہر چیز کا بہت خیال رکھیں۔ پھر آپ کو اطمینان حاصل ہوگا۔ دوسری بات یہ کہ باقاعدگی بہت ضروری ہے اگر چار دن باقاعدگی کی پھر وقفہ کیا تو پھر اثر بھی دیر سے ہوگا اس لیے ہمیشہ باقاعدگی کا خیال رکھیں۔ سردی کا موسم ہے اس لئے اس موسم میں اپنی جلد کا خاص خیال رکھیں تا کہ بہار کے موسم میں خوب نکھار آ جائے۔ مذکورہ کریم باقاعدگی سے استعمال کریں۔ (زوجہ حامد، ایبٹ آباد)

نیکی کا راستہ:

میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے نیکی کے راستے پر چلنے کی دعا مانگتی ہوں اللہ تعالیٰ نے وہ راستہ مجھے ''خواتین کا اسلام'' کے ذریعے دکھایا۔ ایک روز میں گھر کی صفائی کر رہی تھی تو مجھے کچھ صفحے ملے جن پر ایک واقعہ تحریر تھا میں نے یہ واقعہ گھر والوں کے علاوہ رشتہ داروں کو بھی سنایا اس وقت مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ بچوں کا اسلام ہے۔ کچھ دنوں بعد میں نے کالج میں ایک لڑکی کے ہاتھ میں خواتین کا اسلام دیکھا۔ اتوار کو 'اخبار جہاں' لیتے وقت بھائی سے پوچھا کہ خواتین کا اسلام ہمیں کہاں سے ملے گا پھر معلوم ہوا کہ یہ رسالہ روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ میں نے یہ رسالہ لینے کے لیے اصرار کیا تو گھر والوں نے کہا کہ تمہارا ایک روز کا خرچہ بڑھ گیا جب بدھ کو یہ رسالہ میرے ہاتھ آیا تو میرے علاوہ گھر والوں نے بھی پڑھا۔ آپ یقین کیجئے اب ہر بدھ کو یہ رسالہ میرے ہاتھ میں ہوتا ہے میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دین کی خدمت کے لیے اور زیادہ ہمت دے۔ (آمین)

میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ کچھ قرآنی آیات کے بارے میں ہمیں بتائیں جیسے سورۃ الملک پڑھنے سے قبر کے عذاب سے بچنا ہے۔ سورۃ الحشر کی آخری تین آیات پڑھنے سے شہادت کا رتبہ حاصل ہوتا ہے۔

(السلام) ایک سو مرتبہ پڑھ کر مریض پر دم کرے تو انشاء اللہ شفا ہوگی۔ اگر آپ اس طرح کی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی شامل کرلیں تو خواتین کا اسلام اور ترقی کرے گا۔ خط ضرور شائع کیجئے گا میں نے پہلی مرتبہ خط لکھا ہے۔ (ث۔س، منڈی بہاؤالدین)

صفحات بڑھائیں:

خواتین کا اسلام میگزین کی شکل میں بہت پسند آیا۔ میری دعا ہے کہ اللہ اس کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ آپ سے ایک گزارش ہے کہ اس کے صفحات کو مزید بڑھایا جائے مثلاً 16 صفحے یعنی 8 ورق ہیں آپ مہربانی کر کے 20 صفحے یعنی 10 ورق کردیں۔ قیمت بھی بے شک ایک، دو روپے بڑھادیں۔ (حافظ نعیم شہزاد۔ واٹر سپلائی روڈ سرگودھا)

سارا بوجھ ایک فریق پر:

خواتین کا اسلام ہمیں بہت پسند ہے اور ہم سب بڑے شوق سے پڑھتے ہیں لیکن شمارہ نمبر 42 میں اشتیاق احمد صاحب کی کہانی ''سو باتوں کی ایک بات'' پر ہمیں کچھ اعتراض ہے۔ سب سے پہلے یہ کہ مثالی معاشرے کی تکمیل کیلئے سارا بوجھ انہوں نے ایک فریق پر ڈال دیا ہے دوسرے یہ کوئی باپ کی نصیحت نہیں بلکہ ایک مرد کا آئیڈیل ازم (Idealism) معلوم ہوتی ہے۔ کیا اسلام عورت کو یہی حقوق دیتا ہے کہ عورت شادی کے بعد اپنے آپ کو مٹی کردے انسان نہیں بلکہ فرشتہ بن جائے اپنے احساسات اور دل کی آرزو کو مار دے کھانے، پینے، پہننے میں اس کی کوئی پسند نہ ہو؟ شادی کروانا ہے یا زندہ درگور ہونا ہے؟ بہتر یہی ہے کہ آپ شریعت کی رو سے مرد و عورت کے حقوق شائع کریں کیونکہ اس رسالے کی ہر بات اسٹینڈرڈ (Standard) کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ ایک تنقیدی خط ہے اور میں امید کرتی ہوں کہ آپ اعلیٰ صحافتی اقدار کا ثبوت دیتے ہوئے اسے شائع کریں گے۔ (ح۔ن اعوان، گوجرانوالہ)

منہ پر طمانچہ:

میں ضرب مومن اور روزنامہ اسلام اور خواتین کا اسلام نکالنے پر آپ سب کو مبارکباد دیتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اس کا اجر دنیا اور آخرت میں ضرور دیں گے کیونکہ فتنوں کے اس دور میں ضرب مومن اور خواتین کا اسلام کفر اور کافروں کے طور طریقے اپنانے والوں کے منہ پر طمانچہ ہے۔ ہم سب گھر والے خواتین کا اسلام، بچوں کا اسلام، ضرب مومن بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان تمام رسالوں کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین (ام محمد بن قاسم)

بہتر سے بہتر:

خواتین کا اسلام میرا پسندیدہ میگزین ہے اور میں نے 28 ویں شمارے میں خواتین کا اسلام کے لئے کچھ تجاویز پیش کی تھیں۔ آپ لوگوں نے اس کو بہت سراہا تھا۔ لیکن پھر بھی آپ لوگ خواتین کا اسلام کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے کوشش کریں۔ میری رائے یہ ہے کہ خواتین کا اسلام کو ایسا معیاری رسالہ بنائیں جیسا بچوں کا اسلام

خواتین کا اسلام کے لئے چند تجاویز

۱۔ جو آپ نے لکھا میں زیادہ سے زیادہ خطوط شائع کریں۔

۲۔ اب بھی اس میں چاروں طرف بہت خالی جگہ ہوتی ہیں کوشش کریں کہ زیادہ مضامین شائع ہوں۔

۳۔ خواتین کا اسلام میں ''آپ کا امتحان'' والا سلسلہ شروع کیا جائے۔ (ایثار دیروی)

تم اللہ کی رحمت سے نا امید مت ہونا

ایک عرب ماں کا کیوبا میں قید بیٹے کے نام ایمان افروز خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے بہادر بیٹے!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور صلوٰۃ وسلام ہو سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر، پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتاب محکم قرآن مجید میں
فرمایا ہے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، ان اللہ مع الصابرین (بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)

میرے بہادر بیٹے!

اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کریں، میں تمہاری ملاقات کی بہت مشتاق ہوں اور میں راتوں کو سو نہیں پاتی ہوں، ساری ساری رات تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ قید
دوسرے بیٹوں کے لئے دعائیں مانگتی رہتی ہوں۔ تم سب نے ہمارے سروں کو فخر سے بلند کر دیا ہے جبکہ اسلامی ملکوں کی حکومتیں کفار کے سامنے سرنگوں ہو چکی ہیں اور
انہوں نے امت کے بہادر جوانوں کو چند سکوں کے عوض کفار کے ہاتھوں بیچ ڈالا ہے تاکہ کچھ دن مزید وہ اقتدار کے مزے اڑا لیں۔ اللہ تمہاری زندگیوں میں برکت
دے، تمہیں اپنی کوششوں میں کامیاب کرے، جن کے لئے تم اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ تم وہ لوگ ہو جنہوں نے دنیا کی سب سے بڑی حکومت (امریکا) کی سطوت کو
ماننے سے انکار کر دیا اور اس کے تمام مطالبات کے جواب میں کہا......نہیں......نہیں......نہیں اور تم اپنے نظریے پر ڈٹے رہے۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کی قبضۂ
قدرت میں میری جان ہے یہ تمام مصائب وآلام ایک دن ختم ہو جائیں گے۔ ہاں! جب اتنا بڑا ملک اپنی تمام تر سیاسی، اقتصادی اور عسکری قوت کے باوجود محض ایک
شخص کو ڈھونڈنے سے عاجز آ چکا ہے تو تمہارے سامنے بھی عاجز رہے گا...................... عجیب قوت ہے، خدا کی قسم یہ تو مکڑی کے جالوں سے بھی کمزور تر
نکلا۔ اپنے دوسرے بھائیوں کو بتا دو کہ امت مسلمہ ان کے لئے دعائیں کرتی ہے اور امریکا، اس کے حلیفوں، اس کے ازلی دوستوں چاہے وہ عرب ہوں یا عجم سب
کے لئے بد دعائیں کرتی ہے۔ اپنے بھائیوں کو بتا دو کہ تمہاری مائیں اکیلی نہیں ہیں ان کے دکھ اور غم میں، ان کی دعاؤں اور مناجات میں دنیا بھر کی مومن مائیں شریک
ہیں اسی طرح تمہارے مسلمان بہن بھائی رات دن تمہارے لئے دعاؤں میں مصروف ہیں۔ تم اللہ کی رحمت سے نا امید مت ہونا، اگر اللہ تعالیٰ نے ان موذی دشمنوں
کے چنگل سے تمہیں رہائی دلا دی تو مرد میدان کہلاؤ گے اور اگر اللہ کی راہ میں قتل کر دیے گئے تو ''شہید'' کہلاؤ گے۔ دونوں صورتوں میں تم کامیاب ہو۔ بس صبر کو اپنا
شعار بنا لو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔

میرے بہادر بیٹے!

تمہارا گھوڑا جس پر تم سواری کرتے تھے اور جہاد کی تیاری کیا کرتے تھے اب تمہارا بھائی اس پر گھڑ سواری کرتا ہے اور اپنے آپ کو اسی مقدس راستے پر چلنے کے لئے
تیار کر رہا ہے جس پر تم ہو۔ تمہارا سونے والا کمرہ اسی طرح صاف ستھرا رکھا جاتا ہے جس طرح تم چھوڑ کر گئے تھے۔ تمہارا قرآن مجید جو گھر میں رکھا ہے اور آخری
مرتبہ پڑھتے ہوئے تم نے جہاں ریشمی ڈوری کا نشان رکھا تھا وہ آج بھی وہیں موجود ہے۔ میں جب بھی اسے کھولتی ہوں تو سورۂ توبہ کی اس
آیت پر سب سے پہلے نظر پڑتی ہے۔ ''قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا. ہو مولانا وعلی اللہ فلیتو کل المتو کلون''۔
(تو کہہ دے ہم کو ہرگز نہ پہنچے گا مگر وہی جو لکھ دیا اللہ نے وہی ہے ہمارا کارساز اور اللہ ہی پر چاہیے کہ بھروسہ کریں مسلمان) تمہارے
پڑوسی اور دوست احباب اور مسجد کے امام صاحب بہت سلام کہتے ہیں۔ ان میں سے اکثر جب مجھے ''ام مجاہد'' کہہ کر پکارتے ہیں تو
میں بہت خوش ہوتی ہوں۔

میرے بہادر بیٹے!

میں تمہیں وداع نہیں کہتی...... بلکہ جلد ہی ملاقات ہوگی۔ دنیا میں ہو گئی تو ٹھیک ورنہ آخرت میں تو ضرور ملاقات ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

ام المجاہد المغوار
(دلیر مجاہد کی ماں)
والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

روزنامہ اسلام

50

بدھ 26 ذی الحجہ 1424ھ مطابق 18 فروری 2004ء

خسارے کا سودا

جشنِ بہار یا ماتمِ بہار

قیمت: روزنامہ اسلام کے ساتھ 7 روپے صرف میگزین 5 روپے

DIL BOLA... Pakola

Rs.20

درسِ قرآن

مسائلِ اجازت

(گذشتہ سے پیوستہ) قرآن مجید میں آیات استیذان کا آغاز یاایھا الذین آمنوا سے ہوا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم مرد وعورت دونوں کو شامل ہے۔ ہمارے ہاں ایک رواج چلا آ رہا ہے کہ مرد تو کسی حد تک اجازت اور تعارف کا طریقہ اختیار کر لیتے ہیں مگر عورتیں اس بارے میں بڑی کوتاہی کا شکار ہوتی ہیں۔ وہ بغیر اطلاع کئے اور بلا اطلاع و اجازت گھر میں داخل ہو جاتی ہیں۔ یہ طریقہ بالکل غلط ہے۔ بسا اوقات گھر کی خواتین کسی ضروری کام میں مصروف ہوتی ہیں، کبھی یہ ہوتا ہے کہ گھر کے مرد بھی موجود ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ ایسی ہیئت میں ہوں جو وہ غیر لوگوں کے سامنے ظاہر نہ کرنا چاہتے ہوں۔ بغیر اطلاع و تعارف جانے کا نقصان جہاں گھر والوں کے لئے ہے وہیں باہر سے جانے والی خواتین کے لئے بھی ہے۔ پچھلے درس میں تو آپ پڑھ ہی چکی ہیں کہ جب ایک صحابی نے اپنے ہی گھر جانے کے متعلق پوچھا تو بڑی تاکید کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت طلب کرنے کا حکم فرمایا۔ علماء تفسیر نے تو فرمایا ہے کہ جس گھر میں صرف بیوی رہتی ہو اس گھر میں بھی خاوند کو اجازت لے کر داخل ہونا چاہئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کا کہنا ہے کہ وہ جب بھی باہر سے گھر آتے تو دروازہ میں کھنکار کر پہلے اپنے آنے کی خبر کر دیتے تاکہ وہ ہمیں ایسی حالت میں نہ دیکھیں جو انہیں ناپسند ہو (ابن کثیر)۔ شریعت نے حسنِ معاشرت کے آداب سکھانے اور سب کو ایذاء و تکلیف سے بچانے کا نظام قائم فرمایا ہے۔ چناں چہ اگر کسی کے دروازے پر جا کر کسی نے اجازت طلب کی اور اندر سے کوئی جواب نہ آیا تو سنت یہ ہے کہ دوبارہ پوچھے پھر جواب نہ آئے تیسری مرتبہ پوچھے اگر تیسری مرتبہ بھی جواب نہ آئے تو حکم ہے کہ واپس پلٹ آؤ کیونکہ تین مرتبہ اطلاع کرنے یا پوچھ لینے سے یہ تو طے ہو گیا کہ جس سے ملنا تھا وہ کسی ایسی حالت میں ہے کہ اسے ملنا دشوار ہے۔ مثلاً وہ یا تو نماز میں مصروف ہو یا بیت الخلا میں ہو یا ممکن ہے وہ ملنا نہ چاہے۔ اب تین مرتبہ اطلاع کے بعد مسلسل وہیں جمے رہنا اور دروازہ یا گھنٹی بجاتے رہنا ایذاء کا سبب ہے۔ اگر بالفرض صاحب مکان اندر سے کہلا بھیجے کہ ابھی آپ لوٹ جایئے تو واپس پلٹ آنا چاہئے اس میں اپنی ہتک یا بے عزتی محسوس نہیں کرنی چاہئے نہ ہی برا ماننا چاہئے۔ اس لئے کہ ہر شخص کے اپنے حالات ہوتے ہیں جن کی دوسروں کو رعایت رکھنی چاہئے۔ دوسری طرف گھر میں موجود فرد کے لئے بھی حکم ہے کہ جو تجھے ملنے آئے اس کا بھی تجھ پر حق ہے کہ اس سے ملو، اس کو اپنے پاس بلاؤ، اس کا اکرام کرو، اس کی بات سنو اور بغیر کسی شدید مجبوری کے اس سے ملاقات کا انکار نہ کرو۔ کسی کے ہاں جانے کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ جب کسی سے ملنے کے لئے جاؤ تو گھر کے اندر نہ جھانکو کیوں کہ اجازت طلب کرنے کی مصلحت تو یہی ہے کہ دوسرا آدمی جو چیز آپ پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا آپ کو اس کا علم نہیں ہونا چاہئے۔ اگر گھر میں پہلے ہی جھانک کر دیکھ لیا تو پھر اجازت لینا یا نہ لینا دونوں برابر ہو گئے۔ ایسا کرنے کی حدیث شریف میں سخت ممانعت آئی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ کسی کے پاس تشریف لے جاتے اور دروازے پر اپنے آنے کی اطلاع کراتے تو بالمقابل کھڑے ہونے کی بجائے دروازے کے دائیں یا بائیں طرف کھڑے ہوتے۔ یہاں مقام فکر یہ ہے کہ انسان سوچے کہ دین ہمیں کہاں کہاں ادب سکھاتا ہے اور حسنِ معاشرت کی تعلیم دیتا ہے۔ کہنے کو یہ معمولی سی باتیں ہوں گی لیکن ان باتوں کی تہ میں جایا جائے تو معلوم ہوگا کہ کس قدر اہم اور ضروری ہیں۔ دین ہے ہی ادب کا نام۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ ہمیں دین کی سمجھ اور اس پر عمل کی توفیق عطاء فرمادے۔ (آمین یارب العالمین)

درسِ حدیث

آخرت کی تیاری کرنے والے

حضرت شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہوشیار آدمی وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور نادان و ناتواں وہ ہے جو اپنے آپ کو نفس کی خواہشات کے تابع کرے اور اللہ سے امیدیں باندھے۔ (ترمذی)

تشریح: حدیث بالا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت حکیمانہ قول ارشاد فرمایا ہے۔ عام طور پر دنیا میں اس آدمی کو ہوشیار سمجھا جاتا ہے جو مال و دولت کمانے میں ہوشیار و چالاک ہو، جو دونوں ہاتھوں سے دنیا سمیٹنے میں ماہر ہو جبکہ نادان و بے وقوف وہ سمجھا جاتا ہے جو دنیاوی معاملات میں پھسڈی ہو لیکن ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوشیاری و چالاکی کا جو معیار دیا ہے وہ اس سے بہت مختلف ہے جو دنیا والے سمجھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ انسان آخرت کی فکر کرنے، اسے سنوارنے اور بنانے میں مستعد و ہوشیار ہو۔ حدیث بالا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلا دیا کہ یہ چند روزہ زندگی اصل زندگی نہیں بلکہ آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی ہے اور اس زندگی کی کامیابی و کامرانی ہی اصل کامیابی ہے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ انسان نے دنیاوی زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری میں گزاری ہو۔ چناں چہ دانش مند، صاحب عقل اور ہوشیار و چالاک آدمی وہی ہے جو آخرت کے لئے اس دنیا میں خوب تیاری کرے۔ جو لوگ نفس کے بندے ہیں وہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کی بجائے نفس کے تقاضوں پر چلتے ہیں اور اس کے باوجود اچھے انجام اور بہتر عاقبت کی امیدیں رکھتے ہیں، ایسا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ غفلت شعاری کے باوجود بہترین انجام ہو۔ نفس کے بندے، دنیا کمانے میں اول درجے کے ہوشیار لیکن آخرت کی تیاری کرنے میں انتہا درجے کے ست دین کی نظر میں فی الحقیقت بڑے ہی کم عقل، ناعاقبت اندیش اور ناکام و نامراد ہیں۔ نادان اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے کہ جیسا بیج ہوگا ویسا ہی پھل ملے گا۔ اس حدیث میں ان لوگوں کو خاص آگاہی دی گئی ہے جو اپنی عملی زندگی میں اللہ کے احکام اور آخرت کے انجام سے لاپروا اور بے فکر ہو کر اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں جب کوئی اللہ کا بندہ انہیں ان کی غفلت و بے پروائی کی زندگی پر ٹوکتا ہے تو بڑے آرام سے کہتے ہیں کہ اللہ کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ سے اچھے انجام کی امید تو اسی صورت میں رکھی جا سکتی ہے جب انسان کو ایمان کی دولت، یقین و اعتماد کی نعمت اور عملِ صالح کی توفیق حاصل ہو ورنہ یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

یا اللہ مجھے شکر گزار بندی بنا دے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اُعَظِّمُ شُکْرَکَ وَ اُکْثِرُ ذِکْرَکَ وَ اَتَّبِعُ نُصْحَکَ وَ اَحْفَظُ وَصِیَّتَکَ. (ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ مجھے ایسا کر دے کہ میں تیری نعمتوں کے شکر کی عظمت واہمیت کو سمجھوں اور تیرا ذکر کثرت سے کروں اور تیری نصیحتوں کی پیروی کروں اور تیری وصیتوں اور حکموں کو یاد رکھوں۔

فائدہ: اللہ کی نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہوتا ہے، اس کی عطا اور توفیق نہ ہو تو انسان شکر گزاری سے محروم رہتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے شکر نعمت کی ادائیگی کے لئے بھی توفیق مانگتے رہنا چاہئے۔

تعمیر فکر

جشنِ بہار یا ماتمِ بہار

بہار آتی ہے تو قدرت کے شگوفے ہر سُو بکھر بکھر جاتے ہیں۔ تا حد نگاہ حسین نظاروں کا ایک دل فریب منظر ہوتا ہے۔ پودوں پر نرم و نازک کونپلیں پھوٹنے لگتی ہیں، ننگے پیڑ سبز پتوں سے ڈھک جاتے ہیں، گلاب مسکرانے لگتے اور کلیاں چٹکنے لگتی ہیں۔ پوری زمین قدرت کے عطا کردہ حسن سے مزین ہو جاتی ہے۔ ویرانوں میں بھی سبزہ لہلہانے لگتا ہے، رنگ برنگے نرم و نازک پھول مسکرا مسکرا کر حیاتِ نو کا سرمدی پیغام سنانے لگتے ہیں، چڑیوں کی چیں چیں، کوئل کی کُو کُو، طوطے کی ٹیں ٹیں، کبوتر کی غٹر غوں غٹر غوں، یہ سب آوازیں مل کر فضا میں عجیب سماں باندھتی ہیں، ایسے میں اگر کوئی شخص جنگلوں یا دیہاتوں میں نکل جائے تو فضا میں پھیلی بھینی بھینی خوشبو روح کو تازگی اور دماغ کو بالیدگی عطا کرتی ہے، ویرانہ دل آباد ہونے لگتا ہے اور قدم قدم پر بکھرے رنگ و بُو کے یہ قدرتی نظارے انسان کے دامنِ دل کو اپنی طرف کھینچتے اور اُسے وارفتہ و بے خود کرتے ہیں۔ عقل و فطرت اگر سلامت ہوں، ضمیر و وجدان شیطانی آلائشوں سے پاک ہوں تو قدرت کی یہ نشانیاں رب تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا اقرار کروانے کے لئے کافی ہوتی ہیں تب سلیم الطبع بندے اپنی عبدیت کے اظہار کے لئے بے تاب ہوتے ہیں اور عجز و انکسار کے پیکرِ مجسم بن کر اپنے پروردگار کے حضور کھڑے ہو جاتے ہیں، وہ عبادت و بندگی، نوافل و سنن اور صدقہ و زکوٰۃ کے ذریعے اللہ کی شکر گزاریوں کا اہتمام خاص کرتے اور "فتبارک اللہ احسن الخالقین" کا انبساط انگیز نعرہ لگاتے ہیں...... مومن مرد و عورت کے لئے یہی جشن بہار ہے۔ لیکن ضمیر و وجدان اور فطرت و عادت میں سلامت روی نہ ہو تو یہی نظارے انسان کو معصیت کی تاریک وادیوں اور گناہوں کی کانٹوں بھری پگڈنڈیوں کا آوارہ مسافر بنا دیتے ہیں، ان راہوں کی منزل ہوتی ہے نہ نشانِ منزل، چناں چہ اَن جانے راستوں کا مسافر خود بھی بھٹکتا ہے اور دوسروں کو بھی بھٹکاتا ہے، اُسے اپنے دین پر عمل کرنے میں گھٹن ہوتی ہے اور رب تعالیٰ کی قائم کردہ حدوں کو جبر کی رکاوٹیں تصور کرنے لگتا ہے...... ان دنوں موسمِ بہار ہے اور پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں جشن بہار منانے کا اہتمام ہو رہا ہے، چند سالوں سے ہمارے ہاں "جشن بہار" نے ایک مستقل روایت اختیار کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دو خوشی کے موقعے عطا فرمائے تھے تاکہ مسلمان شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے عید منائیں، مگر ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم رب تعالیٰ کی نعمتوں کو ٹھکرا کر اس کے بتائے ہوئے تہواروں کے علاوہ کفار کے تہواروں کو بھی بہ دل و جان اپنا چکے ہیں۔ آج ہمارے معاشرے میں ویلنٹائن ڈے، اپریل فول اور بسنت جیسے کافرانہ تہوار بُری طرح رواج پا چکے ہیں۔ افسوس کہ اب بسنت کا ہندوانہ تہوار سرکاری سرپرستی میں منایا جانے لگا ہے۔ البتہ اس کا نام بدل کر "جشن بہار" رکھ دیا گیا ہے۔ "جشن بہار" کے موقع پر مسلمان کہلانے والے مرد و عورت ڈھولک کی تھاپ، موسیقی کی بے ہنگم آواز اور شرم و حیا سے عاری فحش گانوں کی کیسٹیں لگا کر بسنت کا دن گزارتے ہیں۔ اس موقع پر انڈیا سے ہندو فنکار درآمد کئے جاتے ہیں، امراء اور رؤساء کے گھروں میں شراب، شباب اور کباب کی محفلیں جمتی ہیں، "بوکاٹا" کے نعرے لگتے اور آزادانہ فائرنگ کی جاتی ہے، پوری پوری رات شیطانی ہنگامہ برپا رہتا ہے، کٹی ہوئی پتنگوں کو لوٹنے کے لئے بچے بالکل اندھا دھند بھاگتے ہیں اور اچانک کسی گاڑی کے نیچے آ کر یا چھت سے گر کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں...... کیا یہی جشن بہار ہے؟...... ان اعمال کو دیکھتے ہوئے تو ماتم کرنے کو دل چاہتا ہے، ماؤف عقلوں کا ماتم...... ہندو کلچر کو قبول کرنے والوں کا ماتم...... ان کے برے اعمال اور خبیث کرتوتوں کا ماتم...... یہ جشنِ بہار نہیں ماتم بہار کا موقع ہے آہ! کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ

بہارِ زندگی اِک خواب غفلت کا زمانہ ہے
خیالی چہچے ہیں، اور ہوائے آشیانہ ہے
صدائے کوسِ رحلت نغمہ نجوں کا ترانہ ہے
جسے کہتے ہیں دنیا وہ کہانی ہے فسانہ ہے

والسلام محمد احمد حافظ

خط و کتابت کا پتہ "خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301 موبائل: 03009213888
خواتین کا اسلام اب انٹرنیٹ پر بھی www.dailyislam.net.pk

رشتہ داروں سے ملنا:

سوال: رشتہ داروں کی طرف سے شکایت رہتی ہے کہ تم ملنے نہیں آتیں، یہ رشتہ داروں کی حق تلفی ہے، اس لئے ہفتہ دو ہفتہ بعد آ کر ملتی رہیں۔ اس کی بجائے اگر ہم دو تین ماہ بعد ان سے ملنے جائیں تو مل کر زیادہ خوشی ہوتی ہے کیا یہ صورت مناسب نہیں؟ (بنات عبدالرحمٰن)

جواب: شادی شدہ عورت کو تو کسی سے ملنے کے لئے خاوند کی اجازت کے بغیر نکلنا جائز نہیں۔ ہاں والدین اور محرم رشتہ دار اس کے گھر آ کر مل سکتے ہیں۔ غیر شادی شدہ لڑکی اپنے والد یا سرپرست کی اجازت ومنشاء سے محرم رشتہ داروں کے ہاں جا سکتی ہے بشرطیکہ بے پردگی کا ماحول نہ ہو۔ رشتہ داروں کا یہ شکوہ بے جا ہے کہ ہفتہ دو ہفتہ بعد آ کر ملتی رہیں۔ اگر کئی ماہ کا وقفہ رکھیں تو مناسب ہے۔ بلکہ اگر لڑکی باپردہ اپنے گھر بیٹھی رہے تو بھی قطع رحمی نہیں۔ کیا صلہ رحمی کا یہ تقاضا نہیں کہ محرم رشتہ دار خود آ کر مل جایا کریں؟

نکاح سے پہلے لڑکی دیکھنا:

سوال: نکاح سے پہلے لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ تصویر لینا تو حرام ہے۔ لڑکا اگر دیکھنے کا خواہش مند ہو تو کیا صورت اختیار کرے؟ بالخصوص جبکہ معاملہ پردیس کا ہو۔ (ایضاً)

جواب: تصویر اتارنا تو واقعی حرام ہے۔ دیکھنے کی اجازت ہے اگر اتفاقاً کبھی سامنا ہو جائے۔ ورنہ زبانی معلومات پر اکتفا کیا جائے یا لڑکا اپنی کسی محرم خاتون کو بھیجے وہ لڑکی دیکھ کر تسلی کر لے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

حدیث پاک سے رویت (لڑکے کا دیکھنا) ثابت ہے نہ کہ ارائت (لڑکی کا دکھلانا) یعنی حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ لڑکی والے اس خاطب (لڑکے) کو خود لڑکی دکھلا دیں، بلکہ (حدیث کا مطلب یہ ہے کہ) خاطب (لڑکے) کو اجازت ہے کہ اگر تمہارا موقع لگ جائے تو تم دیکھ لو۔ حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ لڑکی والے اہل خاطب (لڑکے والوں) کو دکھلایا کریں۔ حدیث اس سے محض ساکت ہے۔ (اسلامی شادی ص ۱۰۱)

خاوند کی اصلاح:

سوال: بیوی کو اگر شوہر کی کسی بات سے تکلیف ہو، یا اس کی کوئی حرکت قابل اعتراض ہو تو بیوی کو کہہ دینے کا حق ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: حق ہے، بالخصوص جبکہ خاوند سے کوئی بات خلاف شرع صادر ہو، ایسی صورت میں خاوند کی اصلاح ضروری ہے لیکن بیوی جو بات کہے خاوند کے مقام ومرتبہ اور ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عورتوں کی جماعت:

سوال: میں پہلے تراویح کی جماعت کراتی تھی۔ صف کے بیچ میں کھڑی ہوتی تھی۔ لیکن جب یہ مسئلہ پڑھا کہ عورتوں کی جماعت مکروہ ہے تو جماعت چھوڑ دی اور اکیلی اپنی تراویح پڑھنا شروع کر دی۔ میری والدہ کو اس کا افسوس ہوا، اس لئے کہ وہ میری اقتداء میں تراویح پڑھتی تھیں، ان کو صرف چند چھوٹی سورتیں یاد ہیں۔ اس بارے میں رہنمائی کیجئے، کیا عورتیں اگر پوری احتیاط برتتے ہوئے جماعت کریں۔ مثلاً گھر کے بند کمرے میں اور آواز بھی باہر نہ نکلے تو بھی جماعت کی گنجائش نہیں؟ اس طرح منزل بھی پختہ رہتی ہے۔ (ہمشیرہ اقرار احمد)

جواب: جماعت خواہ عام نمازوں کی ہو یا تراویح کی، اس کے احکام مردوں کے لئے ہیں۔ حافظ عورت بھی دوسری عورتوں کی طرح تراویح اپنی انفرادی ادا کرے۔ قرآن یاد رکھنے کے لئے اس کی تلاوت کثرت سے جاری رکھیں، عورتوں کی جماعت بہرصورت مکروہ ہے۔ خواہ امام، مقتدی سب عورتیں ہی ہوں۔

جس کا کاروبار ناجائز ہو اس کی زمین سے انتفاع:

سوال: ہمارے پڑوسی ہیں۔ ان کا کاروبار تو صحیح ہے، لیکن انہوں نے زمین کسی سے لے کر کاشت کی ہے، جن کی زمین ہے وہ ناجائز کاروبار کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس زمین کی پیداوار سے ہمارے پڑوسی ہمیں کوئی پھل یا سبزی بھیج دیں تو ان کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

جواب: زمین کے متعلق تحقیق کی جائے۔ اگر اصل مالک نے یہ حرام پیسے سے خریدی ہے تو پڑوسیوں سے پھل سبزی وغیرہ قبول کرنا جائز نہیں۔ اگر مالک کا کاروبار تو ناجائز ہے لیکن زمین موروثی ہے یا جائز پیسے سے خریدی ہے تو اس کی پیداوار کا استعمال جائز ہے۔ اگر زمین کے متعلق تحقیق نہ ہو سکے تو بھی پیداوار کا استعمال جائز ہے مگر احتیاط بہتر ہے۔

قضاء نمازوں کے احکام:

سوال: جو نمازیں قضاء ہو جائیں ان کے متعلق وضاحت کیجئے

(۱) وقتی نماز پہلے پڑھی جائے یا قضاء شدہ نماز؟

(۲) نماز فجر اور نماز عصر کے بعد قضاء نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر نماز ظہر قضاء ہو گئی تو اس کی قضاء دوسرے روز ظہر کے ساتھ ہی پڑھی جائے یا کسی دوسری نماز کے ساتھ پڑھی جا سکتی ہے؟

جواب: (۱) جس کی کوئی نماز بھی قضاء نہیں ہوئی یا پانچ سے زائد نمازیں قضاء ہوئی تھیں اور وہ ساری پڑھ لیں یا پانچ یا اس سے کم نمازیں قضاء ہوئیں تو وہ صاحب ترتیب ہے۔ اس کے متعلق حکم یہ ہے کہ جب تک قضاء نمازیں نہ پڑھ لے اس کی وقتی نماز جائز نہیں۔ الا یہ کہ وقت تنگ ہو اور اختصار کے ساتھ بھی اس میں دو نمازیں پڑھنا ممکن نہ ہو تو ایسے میں صرف وقتی نماز پڑھ لے۔ یا بھول کر وقتی نماز پڑھ لی پھر قضاء نماز یاد آئی تو وقتی نماز ہو گئی۔ لوٹانے کی ضرورت نہیں اور جس شخص کی چھ یا ان سے زائد نمازیں قضاء ہوئیں وہ صاحب ترتیب نہیں۔ وہ قضاء نماز یاد ہوتے ہوئے بھی وقتی نماز پڑھ سکتا ہے، قضاء نمازیں پڑھنے کے بعد یہ صاحب ترتیب بن جائے گا۔

(۲) پڑھی جا سکتی ہے حتی الامکان تنہائی میں پڑھے تا کہ دوسروں کے سامنے گناہ کا اظہار نہ ہو۔

(۳) اگر صاحب ترتیب ہے تو قضاء نماز اسی روز عصر سے پہلے پڑھنا ضروری ہے ورنہ عصر جائز نہ ہوگی اور صاحب ترتیب نہیں تو جب چاہے پڑھے لیکن بہتر ہے کہ جس قدر ممکن ہو جلد پڑھی جائے۔ یہ صحیح نہیں کہ چوبیس گھنٹے انتظار کیا جائے کہ نماز ظہر کو ظہر کے ساتھ عصر کو عصر کے ساتھ پڑھا جائے۔

ایک نیا سلسلہ — "عبرت آموز" — ایک نیا سلسلہ

''خواتین کا اسلام'' میں عن قریب ایک نیا سلسلہ ''عبرت آموز'' کے نام سے شروع کیا جا رہا ہے، جس میں ایسی آپ بیتیاں اور جگ بیتیاں اور واقعات شامل ہوں گے جو عبرت آموز ہوں اور ان میں کوئی نہ کوئی سبق بھی پنہاں ہو، یقیناً آپ کو بھی اپنی زندگی میں اس طرح کے بے شمار واقعات سے سابقہ پڑا ہوگا جو آپ کے دل ودماغ پر نقش ہو گئے ہوں اور ان میں عبرت وموعظت کا کوئی نہ کوئی سبق موجود ہوگا...... تو پھر آپ قلم اٹھائیے اور اس طرح کا واقعہ تحریر کر کے ہمیں بھیجئے۔ ''خواتین کا اسلام'' میں اسے جگہ دی جائے گی۔

قرآن کی دعوت

کاروانِ حیات اپنی تمام تر رنگینیوں کے ساتھ جاری و ساری ہے اور دنیا کی رنگینیاں عروج کی آخری حدوں کو چھو رہی ہیں، خوشیوں اور خواہشوں کے سیپ چننے کے لئے ہزاروں ساحل موجود ہیں۔ فن و ہنر کے سینکڑوں شعبے عام ہو چکے ہیں جو انسان کی نخل تمنا کی سیرابی کا سامان کرتے ہیں۔ اگر آنکھوں کی طراوت کا سامان کرنے کے لئے ڈیکوریشن کے ہزار انداز اپنائے جاتے ہیں تو سماعت کی حرارت کے لئے دلکش جملوں اور پُرفسوں راگوں کی محفل سجائی جاتی ہے۔ اگر دماغ کی راحت کے لئے شعر و ادب کی مجالس قائم کی جاتی ہیں تو لذت کام و دھن کے لئے بے شمار ریستوران مزین کیے گئے ہیں۔ غرض یہ کہ جسم کے ہر حصہ کو راحت و آسودگی پہنچانے کے لے ہر ممکن طریقے کو آزمایا جا رہا ہے۔

مادی تہذیب کے اس سحر میں جکڑی انسانیت اعلیٰ اخلاقی اقدار سے محروم اپنی بقا کی جنگ لڑ رہی ہے۔ انسان جیسی اعلیٰ مخلوق اپنے عظیم مقصد سے ہٹ کر جانوروں کی سی زندگی گزار رہی ہے۔ کوئی کسی بڑے عہدے کے لئے تمام اخلاقی قدریں پامال کر رہا ہے تو کوئی اپنی حاکمیت کا دائرہ وسیع کرنے کے لئے ظلم و بربریت کے ریکارڈ توڑ رہا ہے۔ کوئی فیشن پرستی پر جی رہا ہے تو کوئی لوگوں کے قلوب و اذہان کو مسخر کرنے کو مقصد بنائے ہوئے ہے۔ کوئی شہرت کے حصول کو مقصدِ زندگی سمجھے ہوا ہے تو کوئی اسباب راحت جمع کرنے کے لئے دن رات ایک کر رہا ہے۔ لیکن اس ساری محنت و مشقت کا حاصل محض چند روزہ آسائش اور لوگوں کی تھوڑی سی ستائش کے سوا کچھ نہیں لیکن ان فانی چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے انسان نے معرفتِ الٰہی، فکر آخرت، عدل و انصاف اور ایثار و مساوات جیسے اعلیٰ اوصاف کی قربانی دی ہے، یہ وہ اوصاف ہیں جو آخرت میں جنت ملنے کا ذریعہ تو ہیں ہی لیکن اس دنیا کو بھی نقد جنت بنا دیتے ہیں۔

مادیت کے اس فسوں میں صرف وہی لوگ نہیں جکڑے ہوئے جو خالص آسمانی ہدایت سے محروم ہیں بلکہ ان سے زیادہ قابل رحم حالت قوم مسلم کی ہے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کا سب سے آخر میں پیغام پہنچانے والے ہیں اور جن کو اللہ نے تمام انسانیت کی راہنمائی کرنے کا شرف عطا کیا ہے۔ پوری دنیا کو بالعموم اور قوم مسلم کو بالخصوص مادیت کے اس سحر میں پھنسانے والی وہ اقوام ہیں جو دنیا کی راہنمائی کرنے کی صلاحیت سے محروم، اعلیٰ اخلاقی قدروں سے تہی دامن ہیں اور محض طاقت کے بل بوتے پر اس منصب پر قبضہ جمائے ہوئی ہیں۔ وہ مسلمانوں کو اس دجالی تہذیب میں پھنسا کر ان کو اس سعادت سے محروم کرنا چاہتی ہیں جو دین کی ترویج و اشاعت کی صورت میں ان کو ملنے والی تھی، وہ قومیں ہرگز نہیں چاہتیں کہ مسلمانوں کی ایمانی طاقت محفوظ رہے کیونکہ اس سے ان کی وسعتِ ملوکیت کو خطرہ ہے اور اسلام کے خیر و فلاح پر مبنی نظام کی طرف لوگوں کا رجحان بڑھ سکتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

”کافر اہلِ کتاب کے ہوں یا مشرکین میں سے وہ ہرگز نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی تمہارے رب کی طرف سے اتاری جائے۔“ اغیار کی دجالی تہذیب کو اپنا کر ہم کتنی سعادتوں سے محروم ہو چکے ہیں اور رسوم و رواج کے چکر میں پھنس کر اسوۂ حسنہ سے کتنے دور جا چکے ہیں، آج ہم اپنی ظاہری ہیئت کو ان کے مشابہ بناتے بناتے اپنے ایمان کس قدر کمزور کر چکے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا اس مفسد نظام کو اپنا کر ہم سکون و عزت حاصل کر سکتے ہیں اور کیا اس سے ہمارے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں؟ جواب یقیناً نفی میں ہے کیونکہ آج سے

ک ز کاظمی

چودہ سو سال پہلے رب کریم نے اعلان فرما دیا تھا:

”جو میرے ذکر (احکام) سے منہ موڑے گا اس کا گزارا تنگ ہو جائے گا۔“ حقیقت یہ ہے کہ اس پراگندہ تہذیب کو اپنا کر ہم صرف سکون سے ہی محروم نہیں ہوئے بلکہ اس ایمانی طاقت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ہیں جس نے ہمیں قیصر و کسریٰ کا مالک بنایا تھا اور ہمیں اندازِ جہانبانی سکھائے تھے۔ آج جب ہم نے دنیا کے لئے جینا سیکھ لیا تو دنیا ہمارے ہاتھوں سے کبھی بغداد کی صورت میں نکل رہی ہے تو کبھی کابل و قندھار کی صورت میں، جب ہم رب کے لئے جان دینا جانتے تھے تو بحر و بر ہمارے تھے۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم کچھ وقت نکال کر سوچیں کہ ہم کون تھے اور کیا بن گئے۔ ایک وقت وہ تھا کہ ایک مسلمان کے شہید ہو جانے کی افواہ پھیلتی تھی تو چودہ سو صحابہ کرام بے سر و سامانی کے عالم میں موت پر بیعت کر لیتے تھے اور ایک وقت یہ ہے کہ ہمارے آس پاس مسلمان ڈیزی کٹر بموں کا نشانہ بن رہے ہیں لیکن ہم ان کی مدد کرنے کی بجائے اس ظلم پر ظالم کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں، ایک وقت وہ تھا کہ اگر ایک مسلمان بچی کی عزت پر کوئی ناپاک ہاتھ پڑتا تو مسلمان حکمران ظالم کا ہاتھ کاٹ لینے تک سکون کی سانس نہ لیتے تھے اور ایک وقت یہ ہے کہ مسلمان بچیاں بربریت کا نشانہ بن رہی ہیں اور ہم جشنِ بہاراں منا رہے ہیں، قرآن ہمیں دعوتِ فکر دے رہا ہے کہ آخر تم کب تک رحمٰن کے احکام سے روگردانی کرتے رہو گے اور کب تک مخلوق کو خوش کرنے کے لئے رحمٰن کو ناراض کرتے رہو گے؟ آخر وہ وقت کب آئے گا جب تمہارے دل کی آنکھ بینا ہو گی اور تم ایمان کی حرارت سے قوت پاؤ گے؟ قرآن کہہ رہا ہے: ”کیا ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ مومنین کے دل اللہ کے ذکر سے ڈریں۔“

قرآن ہمیں دعوتِ فکر دے رہا ہے کہ اس مادیت کے جال سے باہر نکل کر سوچو کہ تمہاری زندگی کا مقصد کھانا پینا اور عیش کرنا نہیں، اور نہ تمہیں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تم مال و متاع کے انبار لگانے کے درپے رہو بلکہ تم خیرِ امت ہو جو دنیا میں اس لئے بھیجے گئے ہو کہ اللہ کے بندوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں داخل کرو اور انہیں تہذیب و تمدن کی تنگیوں سے نکال کر آخرت کی وسعتوں کو حاصل کرنے کا خوگر بناؤ۔ قرآن ہم سے کہہ رہا ہے کہ تم گھروں کو سجانے کے بجائے اعمال کو سجاؤ اور ظاہری چمک دمک کے بجائے روح کو گندگیوں سے پاک کرو۔ قرآن کا مطالبہ یہ ہے کہ مال و دولت اور رسوم و رواج کے چکروں سے باہر نکل کر اسوۂ حسنہ کے سایۂ عاطفت میں پناہ لو، کپڑوں، فیشنوں اور زیوروں کی فکر چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے دین کی فکر کرو اور اس کی اطاعت کو اپنا شعار بنا لو تا کہ تمہاری آخرت سنور جائے۔

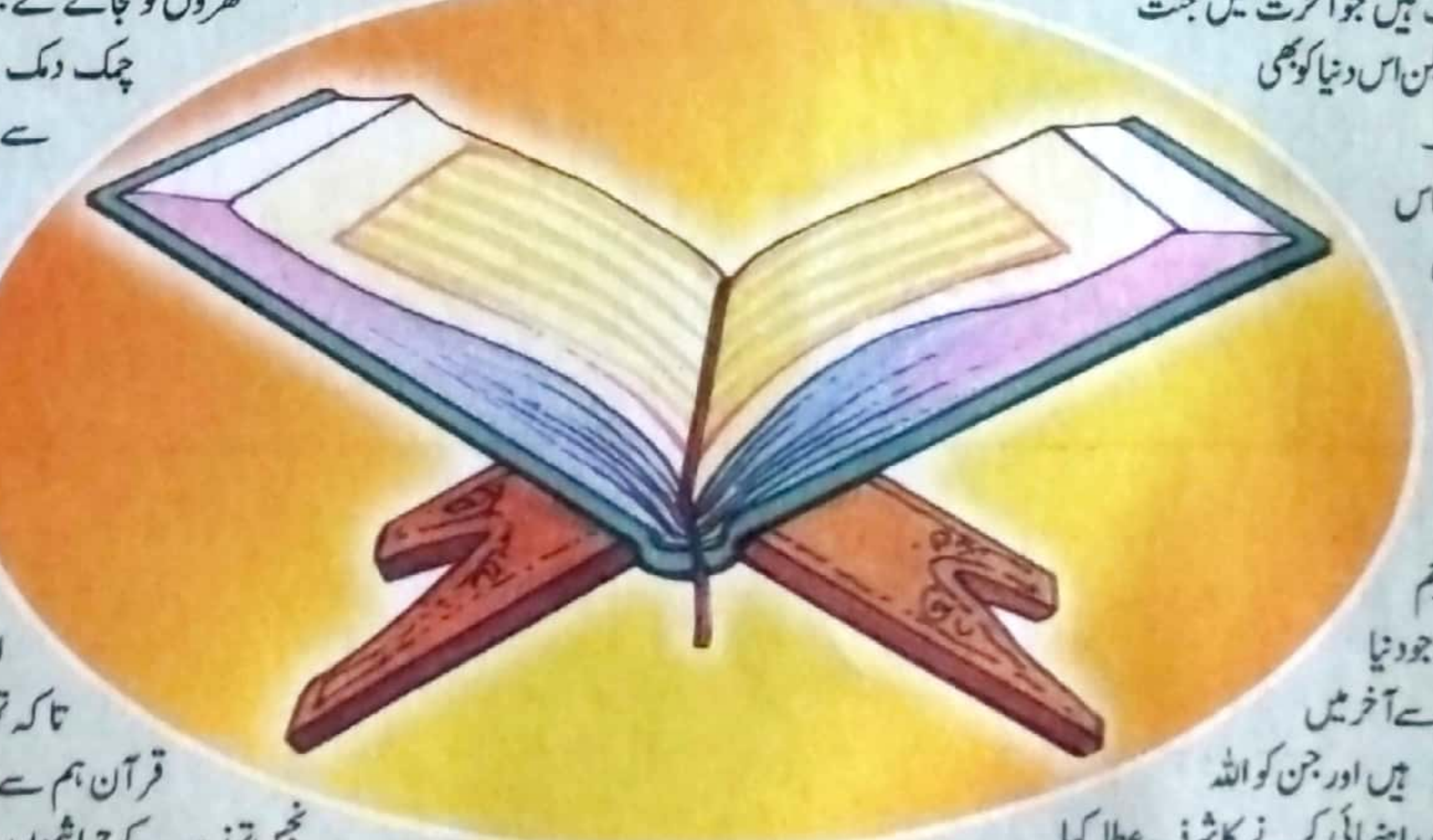

قرآن ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ اپنے آپ کو نجس تہذیب کے جراثیموں سے پاک کرو اور اپنے گھروں کو اسلامی تہذیب کی برکتوں سے منور کرو، دل سے دنیا کی ظلمت نکال کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے چراغ جلاؤ، پھر دیکھنا تمہیں دنیا میں بھی سعادتیں ملیں گی اور آخرت میں بھی کامرانیاں، کیونکہ اللہ پاک کا وعدہ ہے ”جو بھی مومن مرد اور عورت نیک عمل کرے گا ہم اس کو ایک پاکیزہ زندگی عطاء کریں گے۔“ (سورۂ نحل)

''بے کار ہے!'':

- بے کار ہے وہ باپ جس میں شفقت نہیں
- بے کار ہے وہ ماں جس میں ممتا نہیں
- بے کار ہے وہ رات جس میں عبادت نہیں
- بے کار ہے وہ عبادت جس میں آنسو نہیں
- بے کار ہے وہ دل جس میں تڑپ نہیں
- بے کار ہے وہ قوم جس میں امن نہیں
- بے کار ہے وہ دولت جو حلال نہیں
- بے کار ہے وہ عورت جس میں حیا نہیں
- بے کار ہے وہ بھائی جس میں غیرت نہیں
- بے کار ہے وہ اولاد جو فرمانبردار نہیں
- بے کار ہے وہ بیوی جو شوہر کی فرمانبردار نہیں

(اخت احسن نواز۔ کراچی)

بے نیازی

بنت عبدالحفیظ حیدرآباد

حلوان بن سمرہ بخارا کے قریب ایک بستی کے رہنے والے تھے، بڑے عابد وزاہد تھے ایک دن اذان دے رہے تھے، بارش ہو رہی تھی، کسی نے ان کے نام اس وقت کے امیر وحکمران کا بند خط لا کر دیا، آپ نے لفافہ پر امیر کا نام دیکھا تو اُسے پڑھے بغیر کیچڑ میں یہ کہتے ہوئے پھینک دیا کہ، میں کب سے حاکم کے کارندوں میں شامل ہوا ہوں؟......

اس کی اطلاع جب امیر کے پاس پہنچی تو اس نے کہا، **الحمدللہ الذی جعل فی رعیتی من لا یقرأ کتابی**۔ یعنی خدا کا شکر ہے کہ میری رعایا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو میرا خط نہیں پڑھتے: خوب کہا:

کہاں سے تونے اے اقبال دیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا بادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا

پردہ:

بزرگی کا نشاں ناموس کا اظہار پردہ
کسی خاتون کے اخلاق کا معیار پردہ
بہت محفوظ ہے اس کی بدولت مایۂ عصمت
رگ جان شرارت کیلئے تلوار پردہ
تماشائی کی جرأت کیا کہ مصروف تماشہ ہو
نظر کے تیر کو فولاد کی دیوار پردہ
خزاں کے موسم میں بھی مسلم جو شاداب رہتا ہے
شریعت کے چمن کا وہ گل بے خار پردہ
کسی خاتون کے اخلاق کا معیار پردہ

(انتخاب: اہلیہ عبدالرؤف نفیسی، چوک اعظم ضلع لیہ)

مسکراہٹ:

مسکراہٹ دنیا میں سب سے سستی اور عمدہ چیز ہے مسکراہٹ ہم کسی بھی وقت کسی کو دے سکتے ہیں۔ مسکراہٹ وہ تجارت ہے جس میں کوئی سرمایہ نہیں لگتا اور جس میں نفع ہی نفع ہے، لینے والے کے لیے بھی اور دینے والے کے لئے بھی۔ مسکراہٹ وقت نہیں لیتی لیکن اس کی یاد سالہا سال تک رہتی ہے۔ تھکے ہوئے کے لیے طاقت، ہمت ہارے ہوئے کے لئے امید اور مصیبت زدہ کے لئے مرہم۔ مسکراہٹ وہ نعمت ہے جو خریدی نہیں جاسکتی، چوری نہیں ہوسکتی، قرض پر اٹھائی نہیں جاسکتی، خیرات میں مانگی نہیں جاسکتی، اس کا لطف رکھنے میں نہیں بانٹنے میں ہے۔ وہ مسکراہٹ کتنی مقدس ہوتی ہے جو کسی مسلمان بھائی، بہن کو خوش کرنے کے لئے ہو جبکہ دل رو رہا ہو اور ہونٹ مسکرا دیں۔ مسکراہٹ بخشتے ہوئے تمہاری جیب کبھی خالی نہیں ہوسکتی۔

تین دوست

علم، دولت، عزت تینوں ایک مقام پر جمع ہوئے جب رخصت ہونے لگے تو ان کے درمیان کچھ اس طرح سے گفتگو ہوئی۔

علم: اب میں جا رہا ہوں اگر مجھے تلاش کرنا ہو تو علماء کی صحبت اور ان کی کتابوں میں تلاش کرنا۔

دولت: مجھے تلاش کرنا ہو تو امیروں کے محلوں میں تلاش کرنا۔

عزت: افسوس! میں جب ایک بار چلی جاتی ہوں تو دوبارہ واپس نہیں آتی۔ (بنت ذوالفقار احمد چوہان۔ سرگودھا)

اقوال زریں:

۱۔ جو سوچتا رہے اور عمل نہ کرے وہ بے ہمت ہے اور جو کوئی بغیر سوچے سمجھے کوئی عمل کر گزرے وہ بے وقوف ہے۔

۲۔ زبان کو عقل کے تحت رکھنا لیاقت ہے اور عقل کو زبان کے تحت رکھنا حماقت ہے۔

۳۔ فرشتے نہ بنو، انسان بنو کہ انسان ہی اشرف المخلوقات ہے۔

۴۔ دروغ گو، چور اور بزدل تینوں کبھی کسی کے وفادار نہیں ہوسکتے۔

۵۔ جو عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ثابت نہیں اس عمل کو خیر سمجھ کر اپنانا ایسے ہی ہے جیسے آگ سے ٹھنڈک کی توقع رکھنا۔

۶۔ ہر گناہ کو توبہ مٹا دیتی ہے مگر توبہ کے خیال سے گناہ کرنا عقلمندی نہیں۔

۷۔ مال دے کر جان بچالو، جان دے کر عزت بچالو اور ایمان کے لیے عزت، جان، مال سب کچھ قربان کردو۔

۸۔ اپنا حق چھوڑ دینے کا تمھیں اختیار ہے۔ مگر کسی کا حق دبا لینے کا کوئی اختیار نہیں۔

۹۔ دلوں کو اطمینان اللہ کے ذکر سے ملتا ہے اور ذکر کی توفیق رزق حلال کھانے سے ملتی ہے۔

۱۰۔ جب تمہارے ساتھ کوئی شخص نیکی کرے تو اس کا شکریہ ادا کرو اور اگر برائی کرے تو صبر کرو۔ (حافظ محمد عبداللہ، مسلم ٹاؤن راولپنڈی)

زیرِ لب

مسکراہٹ

میکسیکو میں ایک غریب کلرک تین جڑواں بچوں کا باپ بن گیا، دفتر کے سربراہ نے مبارک باد دیتے ہوئے کہا، پیٹر لگتا ہے کہ خدا تم پر مسکرا اٹھا ہے، پیٹر: جی صاحب، دعا کروں گا کہ آپ پر بھی خدا مسکرا اٹھے۔ (بنت علی احمد چوہان۔ سرگودھا)

حفظ ماتقدم

اس امریکی سے جب تمہاری جھڑپ ہو رہی تھی تو اس نے تمہیں کیا کہا تھا؟ اور ان جملوں کا مطلب کیا تھا؟ مجھے بھی نہیں معلوم...... لیکن میں نے اسے احتیاطاً ایک زوردار لات رسید کردی تھی۔''

لاجواب

کتبے لکھنے والا، ایک ڈاکٹر کے پڑوس میں رہتا تھا۔ ایک دن ڈاکٹر نے اس سے کہا'' آپ تو یہی دعا کرتے رہتے ہوں گے کہ کوئی جلدی سے مرے اور آپ کو کتبہ تیار کرنے کا آرڈر ملے'' مجھے دعا کی ضرورت پیش نہیں آتی، کتبہ لکھنے والے نے کہا۔

''کیا واقعی؟'' ڈاکٹر نے کہا' جی ہاں! جب مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فلاں آدمی آپ کے زیر علاج ہے تو میں اس کا کتبہ بنانا شروع کر دیتا ہوں اور مجھے آج تک مایوسی نہیں ہوئی۔

رونق

''اف''، کتنی ہڑبونگ اور کتنا ہنگامہ ہے، صاحب آپ کا گھر تو اچھا خاصا چڑیا گھر لگتا ہے'' ایک مہمان نے اپنے میزبان سے کہا۔

''جی ہاں!''

میزبان نے کہا' پہلے ایسا نہیں تھا۔ یہ ساری رونق تو آپ کے آنے کی وجہ سے ہوئی ہے۔''

شاہکار

ایک صاحب نے پینٹنگ شروع کرنے کے ایک ہفتہ بعد ہی اپنے دوست کو بتایا'' یار پرسوں میں نے ایک چیز پینٹ کی جسے آرٹس کالج والوں نے اپنے مین گیٹ پر آویزاں کیا ہے۔'' اچھا؟'' کس قسم کی پینٹنگ تھی وہ......؟'' دوست نے تجسس سے پوچھا۔ ایک بورڈ تھا جس پر تیر کا نشان بنا تھا اور لکھا تھا، پارکنگ بائیں طرف ہے،

ان صاحب نے فخر سے بتایا۔ (سعید یوسف)

ذرا سوچیں! کیا کھویا کیا پایا؟

ص - راؤ محمد حیات خاں مظفر گڑھ

اسلامی سال 1424ھ چند دنوں میں ختم ہوا چاہتا ہے اور 1425ھ
شروع ہونے والا ہے۔
آئیں ذرا سوچیں کہ اس گزرے سال میں کیا کھویا اور کیا پایا۔
یقیناً بہت کچھ پایا بہت سی خوشیاں، بہت سی مسکراہٹیں، بہت
خوبصورت لمحات بہت سے اچھے دوست، بہت سی کامیابیاں اور بہت کچھ......
لیکن کیا بس یہی کچھ ہم نے پایا، یقیناً بہت کچھ کھویا بھی ہوگا ایسے لمحات
بھی ملے ہوں گے جو بالکل خالی گزرے یا شاید کچھ دکھ دے گئے۔ بہت سے
دوست ناراض ہوئے ہوں گے، کچھ غلطیاں بھی ہوئی ہوں گی کچھ ناکامیاں
بھی ملی ہوں گی، کچھ مسکراہٹوں کی جگہ پریشانیاں بھی ملی ہوں گی۔
لیکن سوچنا تو یہ ہے کہ آیا:
ہم نے ان سب ناکامیوں کو افسوس اور دکھ کی نذر کر دیا، یا اپنے رب
کے نام کے ساتھ صبر کیا اور جو کامیابیاں ملیں اُن کو غرور کے ساتھ برباد کر دیا، یا
اپنے رب کا شکر ادا کیا۔ اپنی زندگی کے اس گزرے ہوئے قیمتی برس میں اپنے
اس دنیا میں آنے کے مقصد کو پہچانا یا اپنی بے جا مصروفیات کے ساتھ سالگرہ
کے دن کو جشن کے طور پر منا کر رخصت کر دیا۔ اپنی کی ہوئی غلطیوں پر پشیمان
ہوئے یا گزرتے وقت کے حوالے کر دیا۔ کیا دوسروں سے اپنے کیے ہوئے
غلط رویوں کی تلافی کی، یا اُن کو بھول جانے پر اکتفا کیا۔

اپنے قیمتی وقت میں سے چند لمحے اس سوچ پر مختص کیجئے کہ آیا ان
گزرے لمحات سے کچھ سیکھا بھی یا نہیں۔ اپنی غلطیوں کو یاد کریں اس لئے
نہیں کہ احساس ندامت ہو، بلکہ اس لئے کہ آئندہ آنے والے وقت میں یہ
سب کچھ دہرانہ سکیں۔ سوچئے کہ اپنے رب سے جو کچھ مانگا وہ مل جانے پر اُس
کا کتنا شکر ادا کیا اور اپنے رب کی کتنی نوازشوں اور کرم کے حقدار ہوئے۔ آیا
کتنے لوگوں کو مسکراہٹیں دیں، کتنوں کے دکھ بانٹے، اپنے سے بڑوں کا ادب
کیا یا اُن کی کہی باتوں کو سن کر ان سنی کر گئے، اور سب سے اہم بات کے اپنے
اصل گھر (جنت) کی تعمیر میں کتنی اینٹیں لگائیں اور اُس کی سجاوٹ کے لئے
کیا کچھ اکٹھا کیا۔ آیئے ان گزرے لمحات سے کچھ ایسا نچوڑ پیدا کریں کہ
آئندہ آنے والے وقت کے لئے وہ ایک مفید اور کارگر دوا ثابت ہو۔ اور اپنی
کی ہوئی حماقتوں سے سبق حاصل کریں تاکہ جب اگلے سال (انشاء اللہ) ہم
اپنا محاسبہ کرنے بیٹھیں تو نتیجہ اس نتیجے سے بہت بہتر ہو، اور اپنے سے چھوٹوں
کو کچھ بتانے اور نصیحت کرنے کے قابل ہو سکیں۔
ہمیں اپنی ذات سے عہد کرنا ہوگا کہ ہمارے رب نے ہمیں اس دنیا
میں جتنا بھی وقت دیا ہے اُس کو رضا کے ساتھ اُس کی امانت سمجھ کر گزار دیں
تاکہ جب ہم آخرت میں اپنے رب سے ملاقات کریں تو ہمارا سر احساس
ندامت سے نہیں بلکہ اُس کے شکر اور عاجزی میں جُھکا ہو۔

پیارے پیارے نام

اُمِّ بریرہ

''نام'' سے انسان کی پہچان ہوتی ہے۔ وہ اپنے گھر، خاندان اور محلّے میں اپنے نام سے پہچانا جاتا ہے۔
نام جہاں انسان کی شخصی علامت ہوتا ہے وہیں اس کے دین و مذہب کی پہچان بھی۔ نام کا انسان کے اخلاق و اعمال پر اثر
پڑتا ہے۔ اس لئے بچوں کے نام رکھنے میں احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ ایسے نام رکھنے چاہئیں جن سے بچے کا مسلمان ہونا ظاہر ہو، جو اس بچے کے عمدہ اخلاق
و اعمال پر دلالت کرتا ہو، جس کے معنیٰ و مفہوم اچھے ہوں۔ کفار کے پسندیدہ ناموں، برے معنی والے ناموں اور جن ناموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا
ہو ایسے نام رکھنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ ''خواتین کا اسلام'' میں ''پیارے پیارے نام'' سے ایک مستقل کالم کا آغاز کیا جا رہا ہے جس میں اچھے معنی والے اور اسلامی مزاج
کے آئینہ دار نام دیئے جائیں گے۔ (ان شاء اللہ)

لڑکوں کے نام

اَحْمَدْ بہت تعریف کرنے والا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ددھیال کی طرف سے رکھا گیا خوبصورت اور پیارا سا نام۔
اُنَسْ جس سے دوسرے لوگ اُنسیت حاصل کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی کا نام۔
اُسامَہْ شیر کا نام۔ ایک جلیل القدر صحابی کا نام۔

لڑکیوں کے نام

اَسْمَآء بہت سارے نام، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا نام۔
اِیْمَان تصدیق، اعتقاد۔
اُلْفَتْ محبت، مودت۔
اُمَیْمَہْ اُمّ کی تصغیر (چھوٹی سی ماں) اس نام سے امیمہ بنت عبد المطلب بہت مشہور تھیں۔
اُبِیَّہْ پسندیدہ اور اچھے اخلاق والی

جلدی کرنا ہوگی

بنت عبد النصیر

جمعرات کی صبح ''خواتین کا اسلام'' کا صفحہ تین پر محمد احمد حافظ صاحب کی تحریر ''کیا آپ نے اپنی حفاظت کا انتظام کرلیا؟'' پڑھی۔ اس تحریر نے مجھے ہلا کر رکھ دیا۔ مجھے اپنے وجود پر پڑنے والی دوسرے کی گندی نظر پر غصہ آتا ہے اور اسی لئے گھر کی پناہ گاہ بھلی معلوم ہوتی ہے۔ میں تشدد...... قتل...... اور آبروریزی......؟ اس کے تو تصور سے ہی کانپ گئی۔ لیکن یہ سب کچھ آج ہماری بہنوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔

میری بہنو اور ماؤ! یہ حقیقت اب دنیا کے افق پر نمایاں ہے کہ عالم کفر عالمِ اسلام کی دشمنی میں متحد ہو چکا ہے۔ کشمیر، فلسطین، چیچنیا، بوسنیا، افغانستان، بھارتی ریاست گجرات اور...... عراق کیا یہ ہمیں بیدار کرنے کے لئے کافی نہیں؟ اب بھی غفلت؟

خدارا ہوش میں آئیں...... جانے کب مہلت پوری ہو جائے، حکمرانوں سے ہمیں کوئی توقع نہیں...... اب توقع رکھیں تو کس سے؟ اپنے مردوں سے......؟ لیکن انہیں تو ہم نے تیار کیا ہی نہیں۔

میری بہنو اور ماؤ! فرض کریں، آپ کے ملک پر بھی امریکا یا اسرائیل قابض ہوگیا تو پھر آپ کیا کریں گی؟ آپ کے سارے مشاغل دھرے کے دھرے رہ جائیں گے...... آپ مظلومہ بن جائیں گی...... اور آپ وہ کیوں نہیں سوچتیں جو دیگر مسلمان بہنوں اور ماؤں کے ساتھ ہو رہا ہے...... جب اُن کے مردوں کو الگ کمرے میں بند کر کے انہیں بے آبرو کیا جاتا ہے۔

آپ اللہ کا شکر ادا کریں کہ برا وقت پڑنے سے پہلے اُس نے آپ تک خبردار کرنے والے بھیج دیے ہیں، آپ کو بیدار کرنے اور جھنجھوڑنے کے ذرائع پیدا فرما دیئے۔

آپ اپنے مردوں اور اولاد کی ذہنی تربیت کریں۔

اُن کی تربیت بہادری، استقامتِ دین، کفر کے آگے ڈٹنے اور شجاعت کے سانچے میں کریں، انہیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ جیسا بننے کا شوق دلائیں، انہیں حضرت ضرار کا نمونہ بنائیں جو دشمن سے لڑتے وقت بدن پر زرہ تو کیا ہوتی...... گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر لڑتے تھے۔

آپ اپنی بھی تربیت کریں اور ضرار رضی اللہ عنہ کی بہن خولہ رضی اللہ عنہا بنیں۔ جب رومی سرداروں نے اپنی فوج کے ساتھ مسلمان لشکر کے پچھلے حصے پر حملہ کیا اس حصے میں عورتیں تھیں حملہ اچانک تھا مسلمانوں کے سنبھلنے سے پہلے رومی لشکر کچھ مسلمان عورتوں کو پکڑ کر لے گیا اُن خواتین میں حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، رومی ایک جگہ بغرض آرام پڑاؤ ڈالے بیٹھے تھے کہ خولہ رضی اللہ عنہا نے دوسری خواتین سے کہا:

''بہنو! ہم عرب کی بہادر بیٹیاں ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نام لیوا ہیں ہمیں ان مشرکوں کی اطاعت کے بجائے اپنی جان پر کھیل جانا چاہیے۔''

عورتوں نے جواب دیا: ''بات تو بالکل ٹھیک ہے لیکن ہم مقابلہ کیسے کریں؟''

خولہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''اصل بہادری یہی ہے کہ ہتھیار نہ ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے سامنے ڈٹ جائیں۔ آؤ خیموں کی چوبیں (وہ لمبی لمبی لکڑیاں جن پر خیموں کو کھڑا کیا جاتا ہے) اکھاڑ لیں اور ان سے رومیوں کے سر توڑ ڈالیں اور رہائی حاصل کریں یا شہید ہو جائیں۔''

تمام عورتیں اُٹھ کھڑی ہوئیں خولہ رضی اللہ عنہا نے دائرہ کی صورت میں اُنہیں کھڑا کیا اور خود اشعار پڑھتے ہوئے (وہ شاعرہ بھی تھیں) رومیوں کی طرف بڑھیں...... رومی ہکا بکا رہ گئے، جونہی رومی اُن کے نزدیک ہوئے انہوں نے چوبوں کو تلواروں کی طرح چلانا شروع کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے رومیوں کے سر پھاڑ ڈالے۔

پیاری ماؤ اور بہنو! اگر ہمارے مرد دشمن کے مقابلے میں جامِ شہادت بھی پالیں تو ہمیں آخر تک اپنا بچاؤ کرنا ہوگا...... اپنے بازو کو حرکت دینا ہوگی...... خولہ رضی اللہ عنہا کی طرح...... اور خود کو دشمن کے حوالے نہیں کرنا ہوگا۔

سب سے اہم بات:

ہمیں اپنے خالق مالک اور رحیم و کریم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ترک کرنی ہوگی توبہ کرنی ہوگی...... اُسے معاف کرنا بہت پسند ہے وہ معاف کرے گا۔ ہمیں اُس کی فرمانبرداری کرنا ہوگی تاکہ وہ ناراض نہ ہو اور یہ نہ ہو کہ وقت پڑنے پر ہم اُسے پکار نہ سکیں۔

وہ نصیر ہے، وہ وکیل ہے، وہ محافظ و نگہبان ہے اپنے نگہبان کو ناراض کر کے خود کو تباہ نہ کریں۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بہت سی دعائیں بتا گئے ان میں سے ایک دعا ''اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔''

صبح شام بکثرت پڑھنے کی عادت ڈالیں تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو دشمن کی شر سے بچائے۔ اپنی دعاؤں میں مظلوم اور کفار کے شکنجے میں پھنسے مسلمان بہن بھائیوں کو کبھی نہ بھولئے گا...... آپ کی دعاؤں میں ان کا حق ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین

بھاگ سکے تو موت سے بھاگ

جاگ مسلماں لِلّٰہ جاگ
دیکھ، لگی ہے گھر میں آگ
فیشن سر پر ہوا سوار
ہاتھ میں شیطان کے باگ
عام ہوئی ہے عریانی
گھر گھر گونج رہا ہے راگ
دیکھ اپنی غیرت کی لاش
ڈس گیا اس کو حرص کا ناگ
بھول گیا تو، کل کی بات
لاشیں تڑپیں، لٹے سہاگ
باغی ہوکر کرے گا کیا
بھاگ سکے تو موت سے بھاگ
قبر کی تاریکی کو سوچ
ذہن میں رکھ دوزخ کی آگ
کوس نہ تو گیلانی کو
باتیں اس کی ہیں، بے لاگ

مرسلہ: ام ابوالحسن علی گوہر ہانی

آزادی؟ کیا کیوں کیسے

اطہر وقار عظیم

مرد: کیا تم واقعی مجھ سے آزاد ہونا چاہتی ہو؟

عورت: ہاں...... ہاں...... ہاں میں سو سال سے چیخ، چیخ کر یہی بتا رہی ہوں...... تمہیں آخر یقین کیوں نہیں ہوتا......

مرد: آزاد ہو پاؤ گی؟ اور...... آزاد رہ پاؤ گی؟؟

عورت: کیوں نہیں......

مرد: دیکھو! مجھ سے آزاد ہونا اس طرح ہے جیسے درخت کی جڑوں کا مٹی کی قید سے آزاد ہونا اور یہ تو تم اچھی طرح جانتی ہو کہ جب جڑیں مٹی کی قید سے آزاد ہوتی ہیں تو درخت پھل پھول نہیں لاسکتا۔ اب تم ہی بتاؤ ہڈیوں سے ماس بھی کبھی جدا ہوا ہے۔

عورت: یہ مثال ہی غلط ہے...... تم میرے لئے ناگزیر نہیں ہو۔

مرد: بھئی...... ہم دونوں ایک دوسرے کے لئے ناگزیر ہیں۔

عورت: بھلا کیسے؟؟

مرد: دیکھو! نا تو تم میرے بغیر مکمل ہو سکتی ہو اور نہ ہی میں تمہارے بغیر مکمل ہو سکتا ہوں۔ ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہئے۔

عورت: ہرگز نہیں! مجھے ایسی حقیقت ہرگز قبول نہیں جس میں ایک غلام ہو اور دوسرا آقا......

مرد: تم ایسا کیوں سوچتی ہو......؟

عورت: یہ تاریخ کا سبق ہے جناب...... میں برابری چاہتی ہوں۔

مرد: برابر تو تم ہو...... انسانی لحاظ سے...... معاشرتی لحاظ سے...... اخلاقی لحاظ سے اور مذہبی لحاظ سے بھی......

عورت: میں ہر میدان میں تم جیسا ہونا چاہتی ہوں۔

مرد: دیکھو یہ قدرت کا نظام ہے میرے اور تمہارے دائرہ کار، ہماری جسمانی و ذہنی ساخت کے مطابق متعین کر دئے گئے ہیں۔ تم قانون قدرت سے تجاوز کیوں کرنا چاہتی ہو؟ اپنی نسوانیت اور معصومیت کیوں کھونا چاہتی ہو؟

عورت: تا کہ تم مجھے معاشرے میں میرا جائز مقام دینے پر مجبور ہو جاؤ......

مرد: آخر کیسا مقام۔ اسلام نے ماں کے قدموں تلے جنت کا فلسفہ دے کر تمہیں عظمت کی معراج پر فائز کر دیا ہے۔ تم بہن، بیٹی، شریکِ حیات ہر شکل میں محترم ہو۔

عورت: تمہاری یہ لفاظی مجھے اب مزید قید میں نہیں رکھ سکتی......

مرد: قید میں تو ہم دونوں ہیں اگر تم سوچو اور سمجھو تو......

عورت: بھلا یہ کیسے ممکن ہے؟ تم کس طرح قید میں ہو؟

مرد: روٹی کمانے کے لئے سخت محنت کرنے کی قید...... تمہارے حقوق ادا کرنے کی قید...... رشتے داروں کے حقوق پورا کرنے کی قید......

عوت: بس بس...... بہت ہو چکا...... میرا دم گھٹتا ہے یہاں...... میں اس قید سے چھٹکارا چاہتی ہوں...... آزاد ہونا چاہتی ہوں جیسا کہ مغرب میں ہوں۔

مرد: تم ایک چھوٹے پنجرے سے بڑے پنجرے میں چلے جانے کو چھٹکارا کہتی ہو...... آزادی کہتی ہو......

جتنا بڑا پنجرہ اتنی لمبی قید......

عورت: کیسا چھوٹا پنجرہ؟ اور کون سا بڑا پنجرہ؟ پنجرہ تو صرف ایک ہی ہے جو تم مشرقی مردوں کے پاس ہے۔ وہاں مغرب میں تو میں آزاد ہوں......

مرد: تم اسے آزادی کہتی ہو...... تم وہاں یہاں کہ نسبت زیادہ...... میری غلام ہو تمہیں وہاں صرف میرے لئے سخت سردیوں میں بھی منی اسکرٹ پہننا پڑتی ہے۔ جب کہ میں ٹائی سے لے کر جراب تک سردی سے محفوظ ہوتا ہوں...... تمہیں میرے لئے اپنی کثیر آمدنی میک اپ پر خرچ کرنا پڑتی ہے...... تمہیں وہاں فیکٹریوں کو بھی سنبھالنا پڑتا ہے اور گھر کا کام تو اس کے علاوہ تمہارے ذمے ہے ہی...... تمہیں وہاں بسوں میں کوئی احتراماً اپنی سیٹ خالی کر کے نہیں دیتا۔ تمہیں وہاں ہوٹلز کی Reception پر مصنوعی مسکراہٹ سے استقبال کرنا پڑتا ہے۔ تم تو وہاں اپنے ہونے والے بچے کو اس کے حقیقی باپ کا نام تک نہیں بتا سکتی۔ تم وہاں ایک کھلونا ہو کھلونا...... تمہارے تو خیز جسم جانوروں سے بھی بدتر ہوس کو پورا کرنے کے لئے نائٹ کلبوں کو آباد کرتے ہیں جب کہ تمہارا بوڑھا جسم ایڈز کلب کو آباد کرتا ہے......

واہ! کیا آزادی ہے؟؟ اور کیا آزادی کی قیمت!

عورت: یہاں بھی تو گھروں میں مجھ سے جانوروں سے بدتر سلوک کیا جاتا ہے۔ مجھے مارا جاتا ہے، جلایا جاتا ہے، تعلیم سے محروم رکھا جاتا ہے، میری مرضی کے بغیر میری زندگی کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ گھر کا سارا کام مجھ سے کراویا جاتا ہے۔ آخر یہ سب کیا ہے؟؟؟

مرد: ٹھیک ہے ٹھیک ہے میں مانتا ہوں کہ بگاڑ یہاں بھی ہے۔ لیکن ایک چھوٹے بگاڑ کا حل بڑا بگاڑ تو نہیں۔ چلو مل کر سوچتے ہیں کہ اس بگاڑ کا حل کیا ہے؟؟

عورت: ہاں...... سب سے پہلے تو یہ طے ہونا چاہئے کہ یہ بگاڑ کس کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے؟ اور کیوں ہوتا ہے؟

مرد: اس سلسلے پر غور کرنے سے ایک بات واضح طور پر سامنے آتی ہے۔ یہ بگاڑ صرف اس اس جگہ ہی پیدا ہوا ہے اور پنپ سکا ہے جہاں انسان نے صرف اور صرف اپنی عقل کو آخری معیار بنایا ہے...... ہاں ہاں...... تم بھی غور کرو تاریخ کی گواہی لو......

عورت: کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان محض عقل کی بنیاد پر اپنے بارے میں کبھی صحیح فیصلہ نہیں کر سکتا......

مرد: ٹھیک...... بالکل ٹھیک ویسے انسان سے تمہاری مراد مرد اور عورت دونوں ہیں نا......

عورت: ظاہر ہے بھئی......

مرد: پھر تو سر جھکانے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ کیوں کہ اگر مخلوق کی سوچ پر اعتماد کر کے چلنے میں بگاڑ ہے، تباہی اور بربادی ہے تو یقیناً خالق کی سوچ جو کہ اس سے مختلف نظر آتی ہے، وہ یقیناً ٹھیک ہی ہوگی۔ کیوں کہ مخلوق کی نفسیات کو اس کے خالق سے بڑھ کر اور کون جان سکتا ہوگا......

عورت: بات تو واقعی دل کو لگتی ہے...... اور بات سائنٹفک اپروچ سے بھی قریب تر ہے اور ویسے بھی تجربہ کرنے میں کیا حرج ہے۔

مرد: چلو مل کر ہتھیار ڈالتے ہیں تم بھی اور میں بھی......

مرد: تم مستور ہو جاؤ...... میں آنکھیں نیچی کر لیتا ہوں......

عورت: تم گھر میں کام کرنے والی عورت کا احترام کرنا سیکھو...... میں تمہاری اولاد کو تہذیب سکھاتی ہوں......

مرد: تم مجھے شعور زندگانی دو میں تمہیں فکر معاش سے بے نیاز کر دیتا ہوں۔

عورت: کیا سچ تم مجھ سے اتنا تعاون کر سکو گے...... اب میرے لئے یہ قید "آزادی" سے بھی بڑھ کر ہے۔

مرد: زبردست...... ویسے یہ قید تو کبھی تھی ہی نہیں۔ یہ تو تحفہ ہے رب رحیم و کریم کا، اس "آزادی" کا جو ہمیں فلاح سے سرفراز کرتی ہے۔

تصویریں کیسے وبالِ جان بنیں

بنت محمد حنیف ٹوبہ ٹیک سنگھ

ٹرن......

ٹرن......ہیلو! کون ہے؟

السلام علیکم! خالہ جی میں عالیہ بول رہی ہوں۔

وعلیکم السلام! بیٹی جیتی رہو کیسی ہو؟ خالہ جی میں ٹھیک ہوں۔ آپ سنائیں آپ کی صحت کیسی ہے؟ اللہ کا شکر ہے بیٹی! اچھا تم ٹھہرو میں آمنہ کو بھیجتی ہوں۔

السلام علیکم! عالیہ

وعلیکم السلام! بھئی آج اتنے دنوں کے بعد کیسے یاد کرلیا؟

ہاں بھئی جیسے تم تو ہر روز فون کرتی ہو۔ اچھا چھوڑو ان باتوں کو تمہیں پتا چلا کہ سحرش کی منگنی ٹوٹ گئی ہے......

کیا آ؟ یہ کیا کہہ رہی ہو تم عالیہ؟ اب تو اس کی شادی ہونے والی تھی۔

ہاں بھئی میں تو خود حیرت زدہ ہوں کہ یہ اچانک کیا ہوا اچھا وہ میں نے اس لئے فون کیا تھا کہ میں کل سحرش کی طرف جا رہی ہوں اگر تم نے جانا ہو تو میری طرف آجانا۔

ہاں ہاں ضرور میں امی سے پوچھ کر تمہیں فون کرتی ہوں پھر اکٹھے ہی جائیں گے۔ عالیہ تو فون رکھ کر کب کی جا چکی تھی لیکن میں کافی دیر تک سوچتی رہی یا اللہ! یہ خبر جھوٹی ہو۔ میری آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھوم رہا تھا جس دن کالج میں ہمارا آخری دن تھا۔ سحرش بہت خوش تھی ابھی ہفتہ بھر پہلے اس کی منگنی اپنے چچازاد سے ہوئی تھی اور سحرش اپنی منگنی کی تصاویر لے کر آئی تھی۔ تصاویر میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی، ہر کوئی سحرش کو سراہ رہا تھا کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ سحرش آج جس رشتے پر اتنی خوش ہے عنقریب ہی وہ ختم ہو جائے گا۔ بہرحال جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا، میں نے اپنی امی سے اجازت لی اور اگلے روز عالیہ کی طرف گئی اور وہاں سے ہم سحرش کی طرف گئے۔ سحرش کی حالت دیکھ کر میں تو حیران ہی رہ گئی۔ یہ وہ والی سحرش تو نہ تھی، اڑی ہوئی رنگت اور آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے بن گئے تھے۔ سحرش نے جو ہمیں دیکھا تو وہ ہمارے گلے لگ کر رونے لگی میں نے اور عالیہ نے بڑی مشکل سے سحرش کو سنبھالا دیا اور اسے خاموش کروایا۔ اب کمرے میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا بات کریں، کیا نہ کریں کہ اچانک سحرش کی آواز آئی کہ اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کے لئے جو چیزیں حرام کر دی ہیں اگر ہم بھی انہیں اختیار کرنا چھوڑ دیں تو دنیا و آخرت میں بہت سی مشکلوں اور مصیبتوں سے بچ جائیں۔ میں نے اور عالیہ نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا کہ سحرش یہ کیوں کہہ رہی ہے؟ شاید سحرش بھی ہماری حیرانی کو سمجھ گئی تھی اس لئے دوبارہ گویا ہوئی: دراصل میں نے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تھی اور بڑے دھڑلے اور ڈھٹائی کے ساتھ تصاویر بنواتی تھی اور جو کچھ میرے ساتھ ہوا اسی وجہ سے ہوا ہے۔ ہماری سمجھ میں کچھ نہ آ رہا تھا آخر میں نے سحرش سے پوچھا تم کیا کہنا چاہ رہی ہو اور یہ سب کیوں اور کیسے ہوا؟ تمہارا رشتہ کیسے ختم ہوا؟ پھر سحرش نے جو کچھ ہمیں بتایا ہم تو حیران ہو کر رہ گئیں کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے؟ سحرش کہنے لگی میں اپنی منگنی پر بہت خوش تھی کیونکہ اظہر (سحرش کا منگیتر) نے سارے خاندان کی لڑکیوں کو چھوڑ کر سحرش کا انتخاب کیا تھا اور سحرش اپنی اس اہمیت پر بہت نازاں تھی۔ دن یونہی گزرتے رہے اور جیسے ہی اظہر نے اپنا ذاتی کلینک چلانا شروع کیا تو دونوں گھروں میں شادی کی تیاریاں بھی عروج پر پہنچ گئیں اور وہ منحوس دن آ پہنچا جو کہ میرے لئے بدنامی اور بربادی کا پروانہ لایا تھا۔ 8 مئی بروز اتوار کو صبح ہی سے ہمارے گھر میں رونق تھی اور مہمانوں کی چہل پہل تھی کیونکہ آج شام 6 بجے اظہر کے والدین شادی کی تاریخ طے کرنے آ رہے تھے۔ تمام رشتے دار میری امی کو مبارک باد دے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بروقت ان کی بیٹی کی قسمت چمکا دی، ہر کوئی خوش تھا۔ لیکن نجانے میرا دل کیوں گھبرا رہا تھا اور پھر جلد ہی اس گھبراہٹ کا بھی پتہ چل گیا جب میرے بھائی نے امی سے آکر کہا کہ چچا، چچی اور اظہر لوگ آ رہے ہیں تو میری امی نے حیرت سے گھڑی کی طرف دیکھا اور کہا خدا خیر کرے ابھی تو دن کے 12 بجے ہیں ان لوگوں نے تو شام 6 بجے آنا تھا۔ میں خود پریشان تھی کہ یہ لوگ اتنی جلدی کیوں آ گئے۔ خیر ان لوگوں کو ڈرائنگ روم میں بٹھایا گیا اور میں کچن میں مہمانوں کے لئے چائے کا انتظام کرنے لگی کہ اچانک ڈرائنگ روم سے اونچی اونچی بولنے کی آوازیں آنے لگیں۔ یا اللہ خیر ہو، میرے منہ سے نکلا کہ اچانک میری چھوٹی بہن گھبرائی ہوئی میرے پاس آئی اور کہنے لگی آپی! چچی جان نے یہ رشتہ توڑ دیا ہے۔ ''چھنک ک ک'' میرے اندر سے کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی۔ اس سے پہلے کہ میں بہن سے کچھ پوچھتی کہ امی جان روتی پیٹتی کچن میں داخل ہوئیں اور مجھے مارنے لگی کہ کم بخت تو پیدا ہوتے ہی کیوں نہ مر گئی، ہائے منحوس! تو نے ہمیں کہیں کا نہ چھوڑا، اپنے باپ کی عزت کا بھی خیال نہ کیا، بتا سحرش تو نے ایسا کیوں کیا؟ ارے تجھے اپنے بھائیوں کا ڈر خوف بھی نہ رہا میری امی نجانے کیا کیا کہہ رہی تھیں اور میں تو جیسے پتھر ہو چکی تھی کہ اچانک میری امی نے میرا بازو پکڑا اور مجھے کھینچتے ہوئے ڈرائنگ روم میں لے گئیں اور مجھے مجرم نہ بھی ہوتے ہوئے مجرموں کی طرح کھڑا کر دیا۔ اب ڈرائنگ روم میں خاموشی تھی کہ اچانک اظہر کی آواز کمرے میں گونجی، سحرش میں تمہیں کیا سمجھتا تھا اور تم کیا نکلی؟ ابھی میں لفظ ''کیا نکلی'' پر غور کر رہی تھی کہ میری چچی جان ایک خاکی لفافہ میرے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہنے لگی۔ یہ لو بی بی تمہارے وہ خطوط اور تصاویر جو تم نے اپنے محبوب کو بھیجی تھیں، میں تمہیں ان لڑکیوں میں سے نہیں سمجھتی تھی جو کہ لڑکوں کو اپنی تصویریں بانٹتی پھرتی ہیں۔ یہ جھوٹ ہے، سراسر الزام ہے، بہتان لگایا جا رہا ہے مجھ پر، میں نے کسی کو خط نہیں لکھے اور نہ ہی کسی کو اپنی تصاویر بھیجی ہیں، میں اس الزام پر تڑپ ہی تو اٹھی، میں تو سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ اتنا گھٹیا الزام بھی مجھ پر لگ سکتا ہے۔ امی یقین کریں یہ جھوٹ ہے، ابو جی آپ ہی بتائیے ان سب کو کہ یہ جھوٹ ہے، میں نے کسی کو اپنی تصاویر نہیں بھیجیں مگر میرا کوئی اعتبار نہیں کر رہا تھا۔ میرے بھائی مجھے قتل کر دینے کے لئے بے چین تھے۔ میں چیخ چیخ کر اور رو رو کر اپنی بے گناہی ثابت کر رہی تھی کہ اچانک میرے چچا کی آواز آئی دیکھو لڑکی! تمہاری اس حرکت نے (لفافے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ہمیں پہلے ہی کہیں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا، اب یہ ڈرامے بازی بند کرو، کیا تم اس بات سے بھی انکاری ہو کہ یہ تصاویر تمہاری نہیں؟

اس کے بعد وہ لوگ تو اپنے گھر چلے گئے اور سارے مہمان بھی بھانت بھانت کی باتیں کرتے اپنے گھروں کو سدھار گئے اور میں اپنے کمرے تک محدود ہو کر رہ گئی، مجھے اپنی ہی تصاویر سانپ اور بچھو کی طرح ڈسنے لگیں۔ امی، ابو، بہن، بھائی کوئی بھی مجھ سے سیدھے منہ بات نہ کرتا یونہی دن گزرتے گئے۔ اسی اثنا میں اظہر کی شادی اس کی خالہ زاد سے ہو گئی۔ ایک دن جب میں گھر پر اکیلی تھی ٹیلی فون کی گھنٹی بجی، مجھ پر ٹیلی فون اٹھانے پر پابندی لگا دی گئی تھی لیکن چونکہ اس وقت گھر پر کوئی نہ تھا اس لئے مجبوراً مجھے ہی ٹیلی فون اٹھانا پڑا۔ دوسری طرف ایک مردانہ آواز سن کر میں پریشان ہو گئی ٹیلی فون کرنے والا کہہ رہا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ سحرش! آپ نے ہی فون اٹھایا ہے کیونکہ اس وقت آپ کے سب گھر والے شادی میں شرکت کرنے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ میں ایک اجنبی مرد کے منہ سے اپنا نام اور اتنی تفصیل سن کر خوف زدہ ہو گئی تھی کہ پہلے ہی ناکردہ گناہوں کی سزا بھگت چکی تھی، میرے پیروں تلے سے اس وقت تو زمین ہی نکل گئی جب وہ کہہ رہا تھا کہ آپ کے منگیتر کو خطوط اور تصاویر میں نے ہی بھیجی تھی۔ ذلیل انسان اب تم کیا چاہتے ہو؟ کیوں تم نے میری اور میرے والدین کی عزت کو دو کوڑی کی کر دیا ہے، میں

تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ دوسری جانب سے نہایت مکروہ قسم کا قہقہہ بلند ہوا۔ دیکھو! سحرش میں تم سے ملنا چاہتا ہوں ورنہ تم ساری زندگی اسی گھر میں گزار دوگی، میرے پاس تمہاری بہت سی تصاویر ہیں۔ مجھ میں اور سننے کی ہمت نہ تھی میں نے جلدی سے فون بند کیا اور جیسے ہی اپنے کمرے میں جانے کے لئے مڑی تو میرا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا، میرے سامنے میرا بڑا بھائی کھڑا تھا۔ اس نے سی۔ ایل۔ آئی پر رنگ کرنے والے کا ٹیلی فون نمبر دیکھا تو چونک گیا اور مجھے کمرے میں جانے کا اشارہ کیا۔ پھر دو تین دن تک ابو اور بھائیوں کی کمرہ بند میٹنگ ہوتی رہی۔ ایک دن جب میں اللہ تعالیٰ کے حضور سر جھکائے دعا مانگ رہی تھی کہ اے میرے عظیم رب! تو جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلت دیتا ہے۔ اے اللہ! میری بھی دعا سن لے اور مجھے ذلت کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال دے، میری اور میرے ماں باپ کی عزت بحال کردے میرے مالک۔ شاید یہ قبولیت کی گھڑی تھی کہ میرے امی، ابو اور بھائی اندر داخل ہوئے۔ میرے ابو نے اندر آتے ہی مجھے اپنے گلے سے لگالیا اور کہنے لگے بیٹی! ہم سب کو معاف کردو ہم نے انجانے میں تمہیں بہت دکھ دیئے ہیں میرے بھائی بھی میرے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑے تھے۔ میں تو تڑپ ہی گئی کہ میں ایسا کب چاہتی تھی۔ پھر میرے بھائی نے بتایا کہ یہ سارا کیا دھرا ذلفی کا ہے۔ ''ذلفی'' میں نے اس نام کو دہرایا۔ ہاں وہی ذلفی فوٹو گرافر جس سے ہم اپنی تصاویر ڈویلپ کرواتے ہیں اب وہ پولیس کی حراست میں ہے اس نے اقرارِ جرم بھی کرلیا ہے، اس کا کہنا ہے کہ ہم جب بھی کسی خوبصورت لڑکی کی تصاویر ڈویلپ کرتے تو دو تین تصاویر وہ اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے بھی ڈویلپ کرلیتا اور پھر سارے دوست مل بیٹھ کر لڑکیوں کی تصاویر دیکھتے اور ان پر تبصرے کرتے اور سازشیں تیار کرتے۔ اس طرح وہ کئی شریف گھرانوں کی لڑکیوں کی زندگیاں تباہ کرچکے ہیں اور ذلفی بدذات نے اس بات کا بھی اقرار کیا ہے کہ اس نے ہی خودساختہ خطوط اور تمہاری تصاویر اظہر کو بھیجی تھیں کیونکہ یہ اس کا من پسند مشغلہ تھا۔ بھائی نے یہ بھی بتایا کہ اس دن سی۔ ایل۔ آئی پر ذلفی کا فون نمبر دیکھ کر ٹھٹھک گیا تھا اور تمہاری تصاویر اور ذلفی کا فوٹو گرافر ہونا، میں فوراً معاملے کی تہہ تک پہنچ گیا تھا اس لئے میں نے اپنے دوست علی جو کہ پولیس انسپکٹر ہے کے ذریعے ذلفی کو گرفتار کروایا اور انسپکٹر علی نے ذلفی سے صرف ایک رات کی ''مہمان نوازی'' سے ہی سب کچھ اگلوالیا۔ اتنا کہہ کر میرا بھائی خاموش ہوگیا اور میں فوراً اٹھی اور سجدہ شکر ادا کیا کہ اللہ نے میری کھوئی ہوئی عزت بحال کردی۔ اس دن میرے بھائی نے ایک نہایت اہم فیصلہ بھی کیا کہ آج کے بعد ہمارے گھر میں کوئی تصویر نہیں بنے گی اور نہ ہی کوئی کیمرہ اس گھر میں داخل ہوگا کیونکہ ایک تو یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کھلی بغاوت ہے اور دوسرا دنیا و آخرت میں لعنت و رسوائی کا سبب بھی۔

خسارے کا سودا

اہلیہ محبوب الرحمٰن، راولپنڈی

سلیمہ دیکھو اب بالکل مت رونا اتنا مہنگا میک اپ سارا خراب ہوجائے گا صائمہ نے اس کا دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے کہا

سلیمہ جو تھوڑا بہت رونے کی کوشش کررہی تھی چپ ہوگئی

سلیمہ عصر کی نماز پڑھ لو عصر کا وقت ہوگیا ہے اس کی خالہ جو قریب ہی بیٹھی تھی کہنے لگی

خالہ یہ نماز کیسے پڑھ سکتی ہے وضو کرے گی 5 ہزار کا میک اپ ختم ہوجائے گا۔ ابھی تو اس کو لوگوں نے بھی نہیں دیکھا رسمیں وغیرہ بھی نہیں ہوئیں۔ نماز قضاء پڑھ لے گی اتنا نقصان تو نہیں کرسکتی کہ سارا میک اپ دھو کر ختم کردے صائمہ کہنے لگی۔ لیکن یہ تو سوچو ایک نماز جان بوجھ کر قضا کردینا کتنا بڑا گناہ ہے اور پھر میک اپ بچانے کے لیے جس کا خرچ 5 ہزار ہے اس کو بچانے کے لیے نماز نہ پڑھی تو کتنا ہوگا۔ خالہ کہنے لگی

اللہ بڑا غفور رحیم ہے وہ معاف کردے گا۔ صائمہ کہنے لگی

تمہیں معلوم ہے حدیث کے الفاظ ہیں جس کی ایک نماز ضائع ہوگئی گویا اس کا سارا مال و متاع گھر بار سب کچھ ختم ہوگیا اتنا بڑا نقصان ہے، تم 5 ہزار کے نقصان کے بات کررہی ہو اور اس شادی میں اللہ کی کیا رحمت اور برکت شامل ہوگی جس میں نماز کو جان بوجھ کر قضا کردیا جائے اس لیے تو شادی کے دو ماہ گزرنے پر بھی لڑائی جھگڑے کی خبریں سننے کو ملتی ہیں خالہ غصے کے لہجے میں بولتی ہی جارہی تھیں۔ جمیلہ میری بیٹی کی پچھلے مہینے شادی ہوئی اس کا بھی سہیلیوں نے کافی دماغ خراب کیا ہوا تھا کہ پارلر سے ہی میک اپ کروانا ہے میں نے اسے بڑی مشکلوں سے سمجھایا جو فضول خرچی ہم نے میک اپ پر کرنی ہے جس میں تمہارا چہرہ دو گھنٹے کے لیے چمک جائے گا ایک دفعہ منہ دھونے سے وہ 5 ہزار نالی میں بہ رہے ہونگے جن کا کوئی فائدہ نہیں وہ پیسہ کسی غریب کو پڑھائی کے لیے یا دوائی کے لیے دے دیا تو انشاء اللہ جنت میں ہمیشہ چہرہ چمکنے والوں میں ہوجائے گا اور آج سلیمہ کو بھی شادی میں دیکھنے والے کتنے لوگ ہیں 300 یا اس سے کچھ زیادہ لیکن محشر کے دن تو دیکھنے والے اتنے ہونگے جن کا کوئی شمار نہیں۔ آدم علیہ السلام سے لے کر آخر دن تک آنے والے انسان سب اکٹھے ہونگے سب دیکھ رہے ہونگے چمکنے والے چہرے بھی نظر آرہے ہونگے اور اللہ معاف کرے مٹی ملے ہوئے سیاہ چہرے بھی اور وہ بھی ہمیشہ کے لیے ایک دفعہ منہ دھونے سے صاف بھی نہ ہو۔ اس طرح کی باتیں کرکے میں نے اس کو سمجھایا تو وہ مانی صائمہ تو چپ چاپ خالہ کی باتیں ہی سنتی جارہی تھی۔ گھر پر ہی جمیلہ کی سہیلیوں نے اسے تیار کیا ماشاء اللہ بہت اچھی لگ رہی تھی اس کی سہیلیاں اس کے بال درمیان سے اونچے کرکے بنانے لگیں تو پھر خالہ نے منع کیا اس طرح بال بنانے تو سخت منع ہیں حدیث کے الفاظ میں اونٹ کی کوہان جیسے بال بنانے والیاں جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گی۔ نماز کا وقت آنے پر اس نے نماز بھی پڑھی کوئی نماز اس کی قضاء نہیں ہوئی اللہ نے فضول خرچی سے بچا کر شیطان کا بھائی بننے سے بچالیا۔ اللہ کا قرآن میں ارشاد ہے بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اس میک اپ کا خرچ 5 ہزار ہے نہ دنیا کا کوئی فائدہ نہ آخرت کا۔ ایک دفعہ منہ دھلے تو 5 ہزار نالی میں اور جو نمازیں قضا ہوں اور اگر خدانخواستہ غیر محرم لوگ دیکھیں تو وہ گناہ الگ خالہ تو بولتی ہی جارہی تھیں کہ سلیمہ اٹھ کھڑی ہوئی

صائمہ بولی سلیمہ کہاں جارہی ہو

نماز کے لیے وضو کرنے مجھے یہ خسارے کا سودا منظور نہیں۔ سلیمہ بولی

یہ سن کر خالہ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ ان کے بولنے کا کچھ فائدہ تو ہوا

آپ کی صحت

بلڈ پریشر لو رہتا ہے:

السلام علیکم! بعد سلام عرض ہے کہ میری عمر 27 سال ہے۔ میں شادی شدہ ہوں میرے 2 بیٹے ایک بیٹی ہے، میں بہت زیادہ کمزور ہوں، بہت علاج کروایا ہے لیکن آرام نہیں آتا، جسمانی طور پر بھی بہت زیادہ کمزوری ہو چکی ہے۔ مجھے لیکوریا کی بھی تکلیف ہے۔ بلڈ پریشر بھی بہت زیادہ لو (LOW) رہتا ہے۔ سر میں چکر آتے رہتے ہیں۔ ماہواری بھی صحیح نہیں آتی اور کندھوں میں بھی بہت کھچاؤ رہتا ہے۔ میری صحت کی وجہ سے میرے شوہر بہت زیادہ پریشان رہتے ہیں۔ میں بھی ذہنی طور پر بہت پریشان ہوں۔ میری صحت کے لئے اچھی غذا بھی درج کر دیں مہربانی ہوگی، میں آپ کی بہت مشکور ہوں گی اور اپنی دعاؤں میں بھی مجھے یاد رکھئے گا۔ میری بیٹی سوا سال کی ہے اور وہ میرا دودھ بھی پیتی ہے۔
والسلام (آپ کی بہن مسز عالم)

☆ آپ دوا ALETRIS FAR.Ø دوا دن میں تین مرتبہ لیں 10-10 قطرے ایک گھونٹ پانی میں لیں اس کے ساتھ بائیو پلاجن Bio-Plasgen 13 لیں۔ کھانے میں پھل اور پھلوں کا جوس زیادہ لیا کریں، کلیجی اور مچھلی ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور لیں، ناشتے میں ایک انڈہ اور ایک کپ دودھ کو لازمی حصہ بنائیں، اگر چائے پیتی ہیں تو بالکل بند کر دیں۔

بال روکھے ہیں:

ہم دو کزنیں ہیں ہمارا مسئلہ ایک ہی ہے میری عمر 18 سال ہے اور میری کزن کی عمر 15 سال ہے ہمیں بال بڑھانے کا بہت شوق ہے، ہمارے بالوں کی لمبائی تقریباً 2 بالشت ہے اور ہمارے بال روکھے اور بے رونق بھی ہیں آپ کے کہنے کے مطابق ہم اللہ تعالیٰ سے بال لمبے ہونے کی دعا بھی کرتی ہیں، ہم نے آپ کا بیری کے پتوں والا فارمولا بھی پڑھا ہے اگر ہم بیری کے پتے زیادہ منگوا کر اس کا پیسٹ بنا کر فریزر میں رکھ لیں تو کوئی نقصان تو نہیں ہوگا اور کسی تیل کا بھی بتا دیں۔ مسئلہ نمبر 2: ہماری جلد حساس ہے آپ کوئی ایسی کریم یا کوئی فارمولا بتا دیں کہ ہم استعمال کریں ہمارا کلر ویک ہے لوگ پارلر پر جاتے ہیں فشل وغیرہ کرواتے ہیں مگر ہم پارلر نہیں جا سکتی اور آپ کریم بتا دیں شکریہ۔ (بنت کلیم۔ ملتان)

☆ آپ بالوں کے لئے بیری والا نسخہ استعمال کر سکتی ہیں اس کا پیسٹ بھی فریج میں رکھ سکتی ہیں مگر لگانے سے پہلے اس کو ہلکا سا گرم کر لیں۔ تیل خالص ناریل کا مفید ہوتا ہے اس کو استعمال کریں۔ رنگت کے لئے کریم فیس کیور (Face cure) دن میں 4-5 مرتبہ لگائیں اچھی طرح مساج کریں ایک دوا Iodum-IM میں لیں ہر ہفتہ ایک خوراک۔ تقریباً 2-3 ماہ میں فرق محسوس ہوگا۔

مخصوص ایام نہیں ہوتے:

میں آپ کا کالم بہت شوق سے پڑھتی ہوں اور آپ کے مشوروں کو پڑھ کر دل سے پُرخلوص دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ پاک آپ کو ہماری عمر عطاء فرمائے اور آپ اسی طرح انسانیت کی خدمت کرتی رہیں آمین ثم آمین۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میری عمر 25 سال ہے اور میری شادی کو آٹھ سال ہو گئے ہیں لیکن مجھے کبھی مخصوص ایام نہیں آئے۔ دیسی اور انگریزی دوائیں لی ہیں کچھ فائدہ نہیں ہوا، ہاں اگر دوائی کھاتی ہوں (فاملا وغیرہ) تو پھر مخصوص ایام آتے ہیں ورنہ نہیں آتے، آپ سے گزارش ہے کہ میرے لئے دعا فرمائیں۔ میرا وزن بھی بہت زیادہ ہے اور بچے نہیں ہیں۔

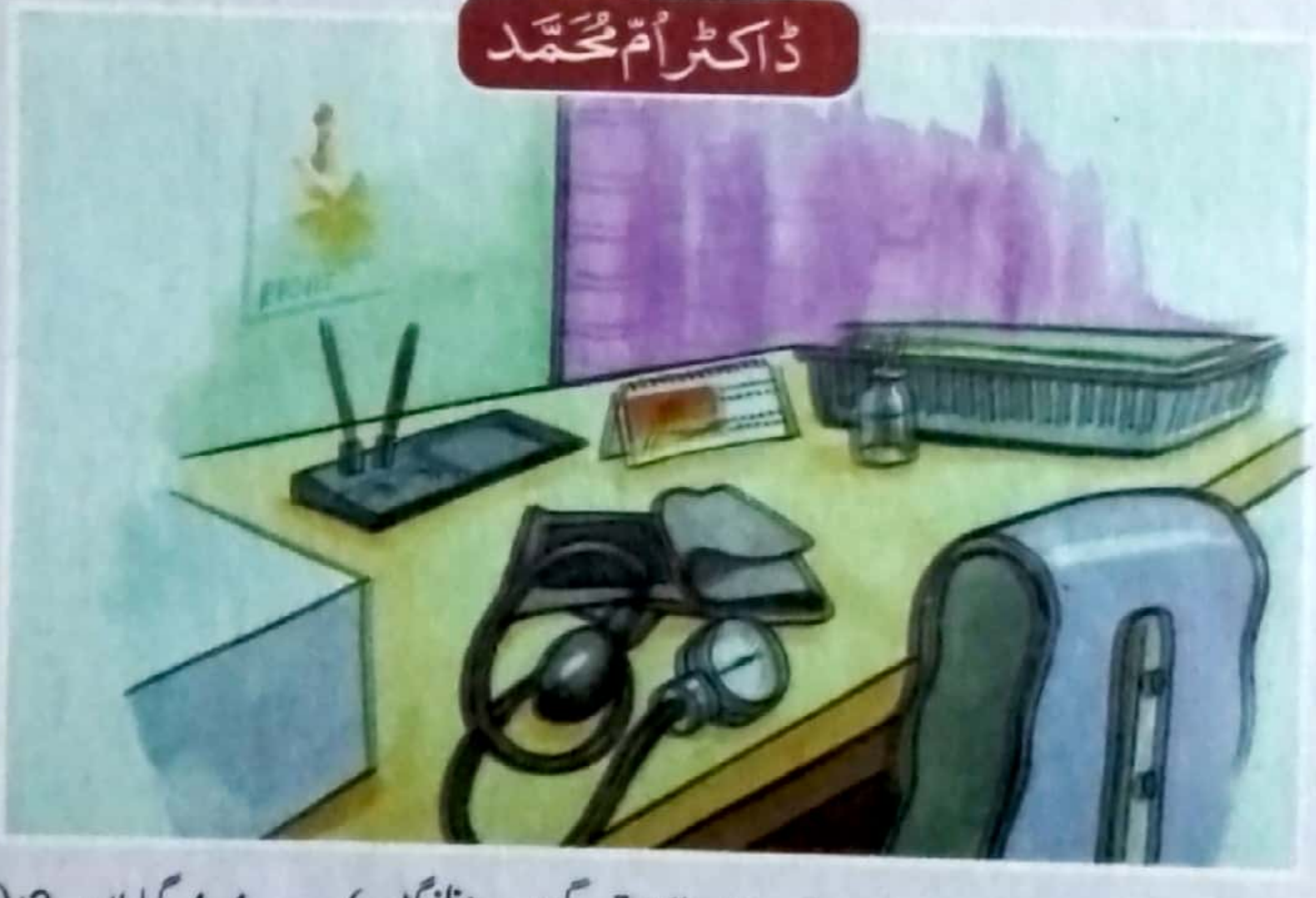

فقط والسلام۔ (زوجہ عبدالغفار قصبہ گجرات۔ مظفر گڑھ)

☆ آپ اگر سہولت سے کروا سکیں تو یوٹرس کا الٹرا ساؤنڈ کروائیں اس سے اصل اندرونی مسئلہ معلوم ہوگا ویسے جب تک آپ SENECIO.Ø (سنےشیو) دوا لیں یہ ایک دن میں تین مرتبہ تقریباً 10-10 قطرے ایک گھونٹ پانی میں ڈال کر پئیں۔ باقی اللہ مالک ہے اچھی کرے گا میں آپ کے لئے تہہ دل سے دعا گو ہوں۔

چہرہ بہت تر رہتا ہے:

میرا مسئلہ بہت پیچیدہ ہے، اور قابل غور بھی یہ مرض مجھے دو تین سال بلکہ چار سال سے ہے جب میں حفظ کرتی تھی تو میرے چہرے پر سفید دھبے پڑ گئے تھے چہرہ دھونے کے بعد کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ مگر کوئی فرق نہیں پڑا، کسی نے کہا کہ یہ کیلشیم کی بیماری ہے اس لئے کیلشیم کی گولیاں کھاؤ۔ اس کے بعد میری باجی نے گھریلو ٹوٹکے مجھ پر آزمائے ان سفید دھبوں سے تو نجات مل گئی مگر چہرہ اتنا تر ہو گیا کہ چہرہ دھونے کے آدھے گھنٹے بعد لگتا ہے کہ جیسے تیل لگایا ہو چہرے پر اسی چپچپاہٹ کی وجہ سے دانے ہو گئے ہیں، اپنے طور پر بہت علاج کیا ہے مگر کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں گئی کیونکہ میں ڈاکٹروں کے پاس نہیں جاتی، اکثر جلد کے ڈاکٹر مرد حضرات ہیں اور میں شرعی پردہ کرتی ہوں اس لئے اس طویل عرصے میں ایک مرتبہ بھی کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں گئی۔ البتہ گھر کے ٹوٹکے استعمال کئے ہیں جن سے افاقہ بہت ہی کم ہوا بلکہ سمجھیں ہوا ہی نہیں۔ باجی میرا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میں بہت ہی زیادہ کمزور ہوں اگر موٹی ہونے کی کوشش کرتی ہوں تو زیادہ خوراک سے بیمار ہو جاتی ہوں، ساری کوششیں بیکار ہو گئی ہیں۔ آپ پلیز میرے اس مسئلے پر بھی نظر ڈال کر مجھے اکرام بخشیں میں آپ کی تاعمر شکر گزار ہوں گی۔ (اخت بشیر۔ ضلع لودھراں)

☆ بیٹا میں نے آپ کا خط پڑھا اس میں اتنی پریشان ہونے کی بات نہیں آپ کی کزنز کے چہرے تو صرف دنیا ہی میں چمکتے ہیں آپ کا پرنور چہرہ تو کلام اللہ کی برکت سے قیامت میں سب سے زیادہ روشن ہوگا۔ دنیا کی زندگی تو چند روزہ ہے اس کے لئے اتنا پریشان نہ ہوں۔ میں ویسے آپ کو بتاتی ہوں کہ آپ چہرے کی تری دور کرنے کے لئے لیموں کو آدھا کاٹ کر اس میں تھوڑا شہد لگا کر چہرے پر ملیں آہستہ آہستہ کہ عرق سارا جذب ہو جائے پھر کچھ دیر کے لئے سوکھنے کے لئے چھوڑ دیں۔ 15-20 منٹ بعد صابن سے چہرہ دھو لیں یہ عمل دن میں 3-4 مرتبہ کریں جلد ہی انشاء اللہ دانے اور تری ختم ہو جائے گی۔

لیکوریا ہے:

بعد سلام کے آپ کی خدمت میں عاجزانہ درخواست پیش کر رہا ہوں کہ میری بیوی جن کی عمر 24 سال ہے ان کو لیکوریا کی بیماری عرصہ 13 سال سے ہے کئی جگہوں سے علاج کروایا مگر کوئی افاقہ نہیں ہوا ابھی کچھ دنوں پہلے خواتین کا اسلام میں آپ کا نسخہ نظروں سے گزرا جس میں آپ نے دو دوائیوں کا ذکر فرمایا تھا۔ 1: (بائیو پلاجن 13) دن میں چار مرتبہ 4-4 گولیاں۔ 2: (سی سی فیوگا 30) جو کہ قطروں کی صورت میں ہے آپ نے اس کے قطروں کے بارے میں نہیں بتلایا کہ کتنے قطرے دن میں استعمال کرنے ہیں۔ اس لیکوریا کی وجہ سے کمر میں درد رہتا ہے اور بدن کافی لاغر ہے، رگیں باہر کو نکلی ہوئی ہیں دیگر یہ کہ جب دوائی استعمال کرتی ہیں سر چکرانے لگتا ہے اور رحم پر زور سا آتا ہے۔ پرہیز بھی لکھ دیں تو مہربانی ہوگی۔ نوٹ: یہی دوائی استعمال کریں یا کہ کوئی اور دوائی تجویز فرمائیں گی۔ (مولوی فضل الٰہی۔ کراچی)

☆ آپ اپنی اہلیہ کے لئے یہی دو دوائیں بائیو پلاجن 13 نمبر اور سی سی فیوگا 30 استعمال کرا سکتے ہیں۔ 4 گولیاں دن میں 4 مرتبہ، اور قطروں والی دوا 4-5 قطرے ایک چمچہ پانی میں دن میں 4 مرتبہ لیں۔ لیکوریا ختم ہوگا تو ان شاء اللہ یہ جسمانی کمزوری بھی دور ہو جائے گی، اس کی وجہ سے عورتیں اندرونی طور پر کمزور ہوتی ہیں۔ دودھ اور پھل کا استعمال زیادہ کرائیں اور اکڑوں بیٹھ کر کام نہ کرنے دیں۔

آپ کا دسترخوان

افغانی گوشت:

اشیاء: گوشت ایک کلو۔ آلو آدھا کلو۔ تیل 50 گرام۔ پسی ہوئی کالی مرچ حسب ضرورت۔ دھنیا پسا ہوا 25 گرام۔ نمک حسب ضرورت۔ پیاز 200 گرام۔ دہی 200 گرام۔ ادرک پسی ہوئی دو کھانے کے چمچے۔ لہسن دو کھانے کے چمچے۔ ہری دھنیا اور ہری مرچ سات سے آٹھ عدد۔

ترکیب: پیاز کے لچھے کاٹ لیں۔ کسی دیگچی میں تیل گرم کریں اور اس میں پیاز براؤن کر لیں، پیاز گولڈن براؤن ہو جائے تو اسے نکال کر الگ رکھ دیں، دیگچی کے تیل میں

ادرک لہسن ڈال کر بھونیں، مصالحہ بھن جائے تو اس میں گوشت ڈال دیں گوشت کو بھونیں یہاں تک کہ اس کی بساند ختم ہو جائے۔ اب اس میں کالی مرچ، دھنیا، دہی، ہری مرچ اور نمک ڈال دیں، ساتھ ہی تھوڑا سا پانی ڈال کر گوشت کو پکنے دیں، جب گوشت آدھا گل جائے تو اس میں فرائی کی ہوئی پیاز ڈال دیں۔ آلو چھیل کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لیں اور انہیں گوشت میں ڈال دیں پھر اس میں اتنا پانی ڈالیں کہ گوشت مزید گل جائے، گوشت اور آلو گل جائیں تو چند منٹ آنچ ہلکی کر کے پکنے دیں تاکہ تیل اوپر آ جائے اس کے بعد ڈش میں نکال کر ہرا دھنیا، ہری مرچ اور ادرک باریک کاٹ کر ڈال دیں مزیدار افغانی گوشت تیار ہے۔

گوشت کے قتلے:

اجزاء: گوشت ہڈی کے بغیر آدھا کلو۔ پیاز ایک چھٹانک۔ ٹماٹر آدھا پاؤ۔ انڈے چار عدد۔ سرکہ آدھی پیالی۔ گرم مصالحہ پسا ہوا دو چمچ۔ سرخ مرچ حسب ذائقہ۔ نمک حسب ضرورت۔ گھی آدھا پاؤ۔

ترکیب: گوشت کو ایک انچ یا آدھا انچ کے ٹکڑوں میں کٹوا لیں، اس کے بعد گوشت میں سرخ مرچ اور گرم مصالحہ ملا کر اس کو سرکہ میں ڈبو کر رکھ دیں۔ ایک گھنٹہ تک ایسے ہی رکھا رہنے دیں، اس کے بعد ایک دیگچی میں گھی گرم کر کے پیاز لچھے دار کاٹ کر سرکہ میں ڈبو کر تلیں، تلنے کے بعد اس کو نکال دیں پھر ٹماٹر تل لیں اب گوشت کے ٹکڑے نکال کر تلتے جائیں جب رنگ بادامی ہو جائے تو نکال لیں، آخر میں ایک ڈش میں نیچے گوشت کے قتلے بچھائیں اور اوپر پیاز اور ٹماٹر سجائیں اور انڈے تل کر اس کے ساتھ رکھیں اس طرح دسترخوان پر پیش کریں۔

بکری کے پائے:

اجزاء: بکری کے پائے بارہ عدد (درمیانہ سائز زیادہ چھوٹے نہ ہوں)۔ لہسن ایک چھٹانک۔ پیاز ایک پاؤ۔ سفید زیرہ ایک چمچ چائے کی۔ سوکھا دھنیا چائے کی آدھی چمچ۔ لونگ آٹھ عدد۔ دار چینی دو ٹکڑے۔ ادرک آدھی چھٹانک۔ دہی ایک چھٹانک۔ گرم مصالحہ پسا ہوا ایک چمچ۔ ہرا دھنیا تھوڑا سا۔

ترکیب: پائے اچھی طرح آٹے یا بیسن میں ملا کر دھو لیں پھر ان میں بہت سا پانی ڈالیں اور نمک لہسن پیس کر ڈال دیں، لونگ اور دار چینی ثابت ڈال کر پکنے کے لئے رکھ دیں دیگچی کا منہ بند کر دیں، ان کو کم از کم چار گھنٹے پکنے دیں، جب پائے گل جائیں تو اتار لیں۔ اب تمام مصالحے، لہسن، ادرک پیس لیں اور تھوڑا سا پیاز بھی علیحدہ پیس لیں، اس کے بعد ایک کھلے منہ کے برتن یا دیگچی میں گھی کڑکڑائیں اور اس میں باقی پیاز ملا دیں اور خوب بھونیں، جب پیاز خوب بھن جائے تو اس میں لہسن ادرک پسی ہوئی اور سب مصالحے پسے ہوئے ڈال دیں اور بھونیں۔ ساتھ ساتھ پائے کی یخنی ایک ایک چمچہ ڈالتے جائیں، اب اس میں دہی پھینٹ کر ڈال دیں اور ساتھ ہی پائے یخنی میں سے نکال کر ڈال دیں اور تھوڑا سا بھونیں، پھر اس میں باقی یخنی ڈالیں اور حسب ضرورت پانی ڈال کر چند منٹ پکا کر اتار لیں، اتارنے کے بعد اس میں پسا ہوا گرم مصالحہ اور ہرا دھنیا ڈال دیں اور کھانے کے لئے پیش کریں۔

سیخ کباب:

اجزاء: قیمہ آدھا کلو۔ کچری یا انجیر چار ماشے۔ گھی آدھا پاؤ۔ سفید زیرہ چھ ماشے۔ دھنیا سوکھا چھ ماشے۔ دار چینی تین ماشے۔ بڑی الائچی چار ماشے۔ کالی مرچ دو ماشے۔ لونگ آٹھ عدد۔ سرخ مرچ نمک حسب ذائقہ۔ پیاز آدھا پاؤ۔

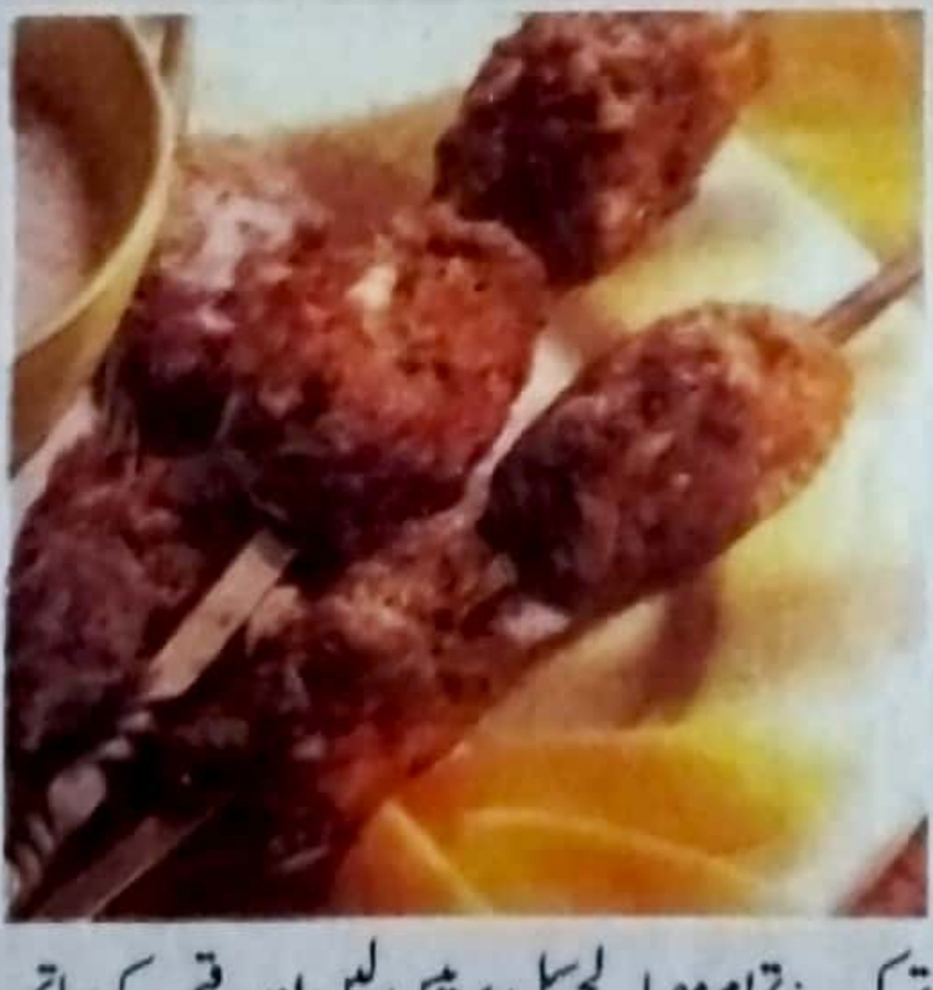

ترکیب: تمام مصالحے سل پر پیس لیں اور قیمے کے ساتھ ملا دیں۔ اب قیمہ کو ایک کھلے تسلے میں پھیلا دیں اور بیچ میں ایک گڑھا کر کے کوئلے کا انگارہ رکھ کر ایک چمچہ گھی اس پر ڈال دیں اور کسی برتن سے ڈھانپ دیں تاکہ دھواں اندر ہی اندر رہے باہر نہ نکلے۔ ایک گھنٹہ تک بند رہنے دیں اس کے بعد کھولیں۔ اب اس میں بھی میں تلی ہوئی پیاز مسل کر ملا دیں اور سیخوں پر کباب بنا کر ان کو کوئلوں کی دھیمی آنچ پر سینک کر سرخ کریں، ساتھ ساتھ ایک چمچ سے تھوڑا تھوڑا گھی بھی ڈالتے جائیں بہت لذیذ سیخ کباب تیار ہیں۔ (س۔ بنت ابی منیر احمد شاہ فارقی۔ کراچی)

چاولوں کو پکانے کے مختلف طریقے:

ہمارے ہاں چاولوں کو بڑے شوق سے کھایا جاتا ہے۔ بچے، بڑے اور بوڑھے بھی بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ کیونکہ یہ بچوں اور بوڑھوں کے لئے ایک نرم اور جلد ہضم ہونے والی خوراک ہے۔ چاولوں کو بہت سے طریقوں سے پکایا جاتا ہے، جن میں سے کچھ طریقے یہ ہیں:

مُغلی بریانی:

اشیا: چاول تین کپ۔ دودھ ½ کپ۔ دہی ایک کپ۔ ہری مرچ 10 عدد۔ گوشت ½ کلو۔ بادام ½ کپ۔ ادرک ایک چمچ۔ دار چینی 1 انچ کے دو ٹکڑے۔ لہسن ایک چمچ۔ بڑی الائچی دو عدد۔ لیموں کا رس چند قطرے۔ ناریل کا چورا ½ کپ۔ پیاز چار عدد۔ زردے کا رنگ ½ کپ۔ پودینہ ½ کپ۔ نمک و تیل حسب پسند۔

ترکیب: چاولوں کو پانی میں نمک ڈال کر ابال لیں اب ایک دیگچی میں تیل گرم کر کے پیاز براؤن کر لیں، جب پیاز براؤن ہو جائے تو نمک، مرچ ادرک، لہسن اور دہی گوشت کو لگا کر دو گھنٹے تک رکھیں پھر یہ گوشت پیاز میں ڈال کر بھون لیں، ساتھ میں گرم مصالحہ بھی ڈال دیں۔ ہرا دھنیا، ہری مرچ، پودینہ، ناریل، بادام، ان سب کو چٹنی کی طرح پیس لیں، آدھا کپ دودھ میں زردے کا رنگ ڈالتی جائیں اس طرح دو تین تہیں لگائیں آخر میں مصالحہ اور بھنا ہوا زیرہ ڈال کر دم پر رکھ دیں اور اوپر براؤن پیاز کا بگھار ڈال دیں، مغلی بریانی تیار ہے۔

یاقوت پلاؤ:

اشیاء: چاول دو کلو۔ گرم مصالحہ 2 چمچہ۔ گوشت ایک کلو۔ ہلدی 1 چمچہ۔ پیاز 1 کپ۔ نمک حسب پسند۔ تیل حسب پسند۔ چیری ایک کپ۔

ترکیب: پہلے کڑھائی میں تیل ڈال کر پیاز سرخ کریں۔ اور اس میں گوشت نمک اور چیری ڈال دیں، اور اچھی طرح بھون لیں۔ دوسری دیگچی میں تیل گرم کریں اور آدھے پیاز اس میں ڈال کر سرخ کر دیں اور مصالحہ بھی ڈال دیں، جب مصالحہ بھن جائے تو ضرورت کے مطابق پانی ڈال دیں، پھر جب پانی کو جوش آئے تو اس میں چاولوں کو ڈال دیں اور پانی کو خشک کر دیں اور پھر بھونا ہوا گوشت اس میں ڈال کر چاولوں میں مکس کریں اور 10 سے 15 منٹ دم پر رکھیں، پلاؤ تیار ہے۔

گولڈن پلاؤ:

اجزاء: چاول آدھ کلو۔ پیاز 2 عدد۔ لہسن 1 کپ۔ کشمش 1 کپ۔ چنے 1 کپ۔ نمک حسب پسند۔ تیل حسب پسند۔ سرخ مرچ حسب پسند۔ گرم مصالحہ 1 چمچہ۔

ترکیب: چاولوں کو صاف کر کے دھو لیں اور تھوڑی دیر پانی میں بھگو دیں، چنے ابال لیں اور ایک دیگچی میں تیل ڈال کر پیاز گولڈن کریں اور لہسن اور گرم مصالحہ ڈال کر انہیں بھون لیں پھر اس میں سرخ مرچ، کشمش اور چنے ڈال دیں اور چاولوں کے مقدار کے مطابق پانی ڈال دیں، اور جب پانی اُبل جائے تو چاول ڈال دیں اور پانی خشک کریں اور دم پر رکھیں۔ گولڈن پلاؤ تیار ہے، مزے سے کھائیں۔ (بنتِ عبدالقادر چترالی)

فرنیچر کی حفاظت

زوجہ حامد ایبٹ آباد

فرنیچر ہر گھر کی ضرورت اور زینت ہوتا ہے۔ لکڑی کا فرنیچر بہت نازک اور خوب صورت ہوتا ہے اور یہ خاص توجہ اور حفاظت چاہتا ہے۔ فرنیچر کبھی بھی ایسی جگہ پر نہ رکھیں جہاں تیز دھوپ، گرد اور بارش کا سامنا کرنا پڑے۔ ورنہ آپ کا فرنیچر جلد بے رونق اور ناکارہ ہوجائے گا۔ اس لیے فرنیچر کی حفاظت اور دیرپا زندگی کیلئے ضروری ہے کہ اس کا بے حد خیال رکھا جائے۔ اگر آپ کا فرنیچر پینٹ کیا ہوا ہے تو پھر میلا ہونے پر صرف ہلکے گیلے کپڑے سے صاف کریں۔ لیکن اگر وارنش کیا ہے تو پھر اس کے لئے بے حد احتیاط کریں۔ کبھی گیلا کپڑا یا پانی صفائی کیلئے استعمال نہ کریں۔ ہمیشہ نرم اور خشک کپڑے سے ہر روز صاف کیا کریں تاکہ بے رونق نہ ہو۔ اگر کبھی آپ کے فرنیچر پر کوئی چیز گرے تو گیلے کپڑے کی بجائے کپڑے کو سفید سرکہ میں ڈبو کر کے اس جگہ کو صاف کریں اس سے اس کا رنگ بھی خراب نہیں ہوگا اور صاف بھی ہوجائے گا۔ اگر آپ کا فرنیچر بے حد خراب، بے رونق اور پرانا لگنے لگا ہے تو اس کو مندرجہ ذیل طریقے سے صاف کریں بالکل نیا ہوجائے گا۔ ایک برتن میں 10 چمچ زیتون کا تیل، 6 چمچ تارپین اور 4 چمچ سفید سرکہ لیں اور ان چیزوں کو اچھی طرح مکس کریں۔ اب آپ فلالین کے 2 عدد رومال لیں ایک رومال کو اس مکسچر میں ڈپ ڈبو کر فرنیچر پر لگائیں اور خوب رگڑیں۔ جب سارا فرنیچر اس طرح کر کے صاف کرلیں تو پھر سارا فرنیچر اب صاف کپڑے سے دوبارہ خوب رگڑیں۔ اس سے آپ کا فرنیچر چمکدار اور بالکل نیا ہوجائے گا۔ اسی طرح اگر آپ دروازے اور الماریوں کے دروازے صاف کرنا چاہتی ہیں تو اسی طرح کرنے سے وہ بالکل نئے ہوجائیں گے اور اگر کبھی آپ کی فرنیچر پر کوئی خراش یا نشان پڑ گیا ہو تو تھوڑی سی کافی لیں اور اس جگہ پر خوب رگڑیں اتنا رگڑیں کہ فرنیچر کے رنگ کے برابر ہوجائے۔ اگر آپ کی میز پر شیشہ پڑا ہے اس کو اخبار سے صاف کیا کریں پہلے اخبار کو تھوڑا سا گیلا کریں پھر اوپر نیچے ملیں خوب چمک جائے گا۔ اگر آپ کے گھر پلاسٹک کا فرنیچر ہو تو اس کو صاف کرنے اور چمکانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک برتن میں گرم پانی ڈالیں اور اس میں سرف اچھی طرح مکس کریں پھر پہلے ایک کپڑا پانی میں گیلا کریں اور فرنیچر پر خوب ملیں پھر دوسرا کپڑا سرف والے پانی میں گیلا کر کے اس سے دوبارہ فرنیچر صاف کریں اور پھر سادہ پانی سے صاف کردیں، اس مشورہ پر عمل کر کے آپ کا فرنیچر بالکل نیا بن سکتا ہے۔

گھریلو ٹپس

برف بنایئے

1: فریزر سے برف نکالنے کا آسان طریقہ:
سب سے پہلے فریزر کی تہ پر پلاسٹک کی شیٹ بچھائیں۔ پھر اُس کے اوپر تھوڑا سا کوکنگ آئل لگائیں جہاں برف کٹورا (جام) رکھتے ہیں اس طرح کٹورا (جام) فریزر کی تہہ سے نہیں چمٹے گا۔ جب چکناہٹ ختم ہوجائے تو دوبارہ کوکنگ آئل لگائیں۔

2: برف بنانے کے لئے سلور کے کٹورے استعمال کریں کیونکہ اسٹیل اور پلاسٹک کے برتنوں میں برف جلدی اور اچھی طرح نہیں بنتی۔ (بنت ڈاکٹر عبدالمالک صافی)

بے کار نہ سمجھئے

مالٹے اور کینو کے چھلکے سے......

مالٹے کے چھلکے بھی ضائع نہ کریں یہ وٹامن سی سے بھرپور ہوتے ہیں، ان چھلکوں کو خشک کر کے پاؤڈر بنالیں اور مندرجہ ذیل کاموں کے لئے استعمال کریں۔

1: چکنی جلد: اگر آپ کی جلد چکنی ہے تو یہ پاؤڈر ایک چمچ پانی میں ملائیں اور اس سے منہ دھولیں چکنائی ختم ہوجائے گی۔ اگر چاہیں تو غسل کے پانی میں بھی ملا سکتے ہیں۔

2: چکنے بال: اگر آپ کو چکنے بالوں کی شکایت ہے تو جب سر دھولیں تو اُس کے بعد یہ پاؤڈر 3 چمچ 2 کپ پانی میں ملالیں اور سر پر ڈالیں 5 منٹ بعد سر صاف پانی سے دھولیں بال چمک جائیں گے۔

3: مصالحہ بنانا: اگر آپ کی ہانڈی بدمزہ اور پھیکی ہو تو مصالحہ میں حسب ضرورت یہ پاؤڈر شامل کریں پھر دیکھیں سالن کا مزہ۔

4: جام بنانا: کینو کے چھلکوں کو ایک پلاسٹک کے لفافے میں فریج میں جمع کریں جب ایک کلو کے قریب ہوجائے تو لمبی بار کاٹ لیں اور رات بھر پانی میں بھگو کر رکھیں صبح وہ پانی گرا دیں اب فرائی پین میں 1 کپ چینی کو پگھلا لیں جب گولڈن براؤن ہوجائے تو 2 چمچ سفید سرکہ شامل کریں اور تین کینو کا جوس بھی، پھر کینو کے چھلکوں کو تھوڑا سا جوش دیں اور اس آمیزے میں ملا لیں اور ایک بوتل میں محفوظ کرلیں مزیدار مارملیٹ تیار ہے۔ (زوجہ حامد۔ ایبٹ آباد)

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

ام شہید

(1424 ھجری کے اختتام پر)

محاسبہ کیا تو دیکھا، احتساب میں ہم سب
کیا کھویا، کیا پایا، نہیں پایا، بہت کھویا
بے ہوش تھے بے ہوشی میں گزرے تھے روز و شب
اے سالِ گزشتہ بہت شرمندہ ہیں ہم سب

کہتے ہیں وقت دراصل اک قیمتی شے ہے
اندازہ اس قدر تھا کہ ابھی تو وقت ہے
مست تھے عیش و طرب میں وقت بہت ہے
اے سالِ گزشتہ بہت شرمندہ ہیں ہم سب

مغرب کے پرستار ہم مغرب کے ہیں شکار
اے کاش سوچ لیتے کہ کیا اپنا ہے وقار؟
لمحوں کو ضائع کردیا جس کا نہیں شمار
اے سالِ گزشتہ بہت شرمندہ ہیں ہم سب

احساس کمتری کے ہم رکاب ہوگئے
وقت کی قدر نہ کی بے آب ہوگئے
جس کی نہیں تعبیر ہم وہ خواب ہوگئے
اے سالِ گزشتہ بہت شرمندہ ہیں ہم سب

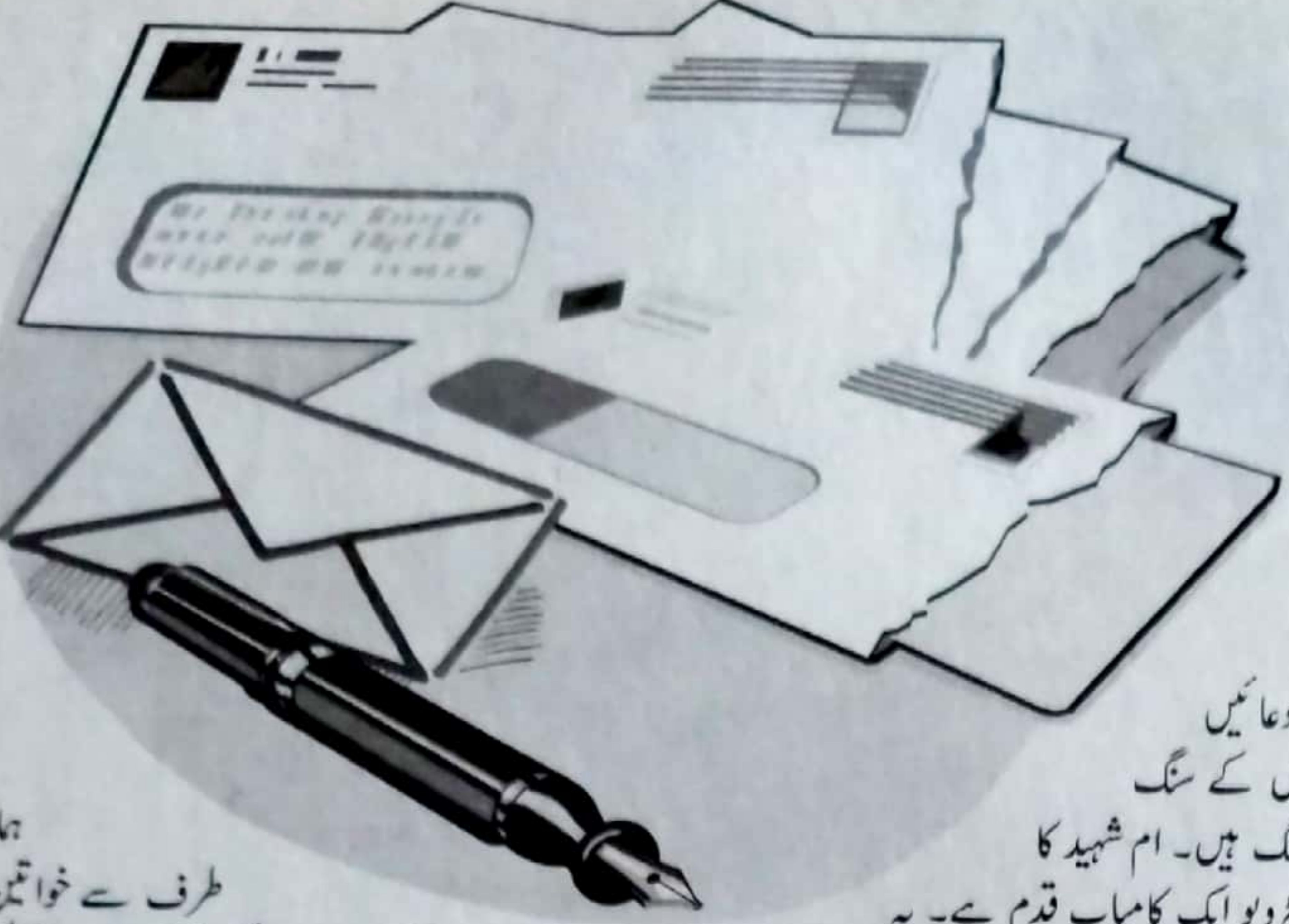

اس کا ثانی نہیں:

ﷺ خواتین کا اسلام اتنا اچھا میگزین ہے کہ اس کا کوئی ثانی ہی نہیں، خواتین کے اسلام کا انتظار عید کے چاند کی رہتا ہے ''حور ارضی'' کہانی بے حد پسند آئی ہو سکے تو اس قسم کی کہانیاں زیادہ لکھا کریں جو کہ آج کل کے تاریک ذہنوں پر بہت اثر انداز ہوتیں ہیں مجھے تعمیر فکر بہت زیادہ اچھی لگتی ہے پلیز اسے کچھ لمبا کر کے لکھا کریں برائے مہربانی میری تحریریں ضرور شائع کریں دل کی گہرائیوں سے آپ سب اسٹاف کے لئے دعا گو ہوں اور یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خواتین کا اسلام پڑھنے والی ماؤں بہنوں کو اس پر عمل کی توفیق دے۔ آمین۔ (بنت محمد شریف۔ مخدوم انوالا)

روشن چراغ:

ﷺ ہم لوگ خواتین کا اسلام اور بچوں کا اسلام پابندی سے پڑھتے ہیں دونوں رسالے ہمارے لئے روشن چراغ کی طرح ہیں، ہماری دعا ہے کہ یہ ہمیشہ روشن رہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں پڑھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ پاک آپ کو دنیا اور آخرت میں سرخرو کرے۔ آمین۔ (ایک بہن)

قابل توجہ:

ﷺ گزارش ہے کہ ڈاکٹر نیاز الدین نیاز نامی شخص (محلّہ چاہ تیلیاں گلی نمبر 1 نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ) اہل محلّہ میں نظریہ اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ اور اہل حق کے خلاف گستاخی پر مبنی بیان بازی کرتا رہتا ہے۔ ایسے کمیونسٹ نظریے والے شخص کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ C,I,D کے ذریعے انکوائری کروا کر قانون کے مطابق سخت سزا دی جائے۔ (ایک چھوٹی سی مجاہدہ)

روشنی کی کرن:

ﷺ خواتین کا اسلام الحمدللہ اچھا جا رہا ہے خاص کر اشتیاق احمد صاحب کا افسانہ نما مضمون جس میں وہ کافی اچھا نتیجہ اخذ کرتے ہیں، ان کا یہ انداز ہمیں زندگی میں اپنے اردگرد بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے یہ رسالہ اس پُرفتن دور میں ہمارے لئے دین کی روشنی کی ایک کرن ہے، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں اس رسالہ کا اجراء یقیناً آپ کی پوری ٹیم کا بے دینی کے خلاف جہاد ہے جو قابلِ مبارک باد ہے۔ (اہلیہ سیف الرحمٰن۔ ملتان)

بُلبُل:

ﷺ ''خواتین کا اسلام'' کی آمد سے پہلے میں مطالعہ بہ مشکل ہی کرتی تھی۔ اوٹ پٹانگ اسٹوریز پڑھ لیتی تو پڑھ لیتی لیکن یہ عمدہ باتیں نہ پڑھنے کے برابر تھیں، کتب بینی کا رجحان زیادہ تھا ہی نہیں۔ جب اسلام اخبار اور ضرب مومن آیا تو پڑھنا بہت اچھا لگا پھر اچانک ''خواتین کا اسلام'' کی آمد کی خبر ملی تو سوچا یہ تو بہت کھرا اور کڑوا سچ کہے گا اسے کون پڑھے گا اللہ اللہ کر کے انتظار ختم ہوا، رسالہ ہاتھ آیا، پڑھا...... ایک بہترین اور منفرد رسالہ معلوم ہوا۔ اس سے پہلے خصوصاً خواتین کے لئے ہفتہ وار اور اس قدر سچا اور جھوٹ سے پاک رسالہ کبھی نہ دیکھا تھا۔ یہ ''خواتین'' کے لئے نالہ کرنے والا...... خصوصاً خواتینِ اسلام کی اصلاح و فلاح دارین کا درد بیان کرنے والا گلشن کا پہلا اور واحد گل دم (بلبل) ثابت ہوا ہے۔

میری خلوص کی چاشنی میں گھلی...... شکریہ کی آمیزش لئے دعائیں اس کے سنگ سنگ ہیں۔ ام شہید کا انٹرویو ایک کامیاب قدم ہے۔ یہ زندگی کے اُس باب کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو فلاحِ دارین کے لئے جڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔ حقیقتاً جب مائیں اولاد کی ''خصوصی تربیت'' سے غافل ہو جائیں تو حقیقی خوشیاں اُن سے دور ہو جاتی ہیں۔ اگر تربیت احکام دین کو (کیونکہ عمومی تربیت و پرورش سب ہی مائیں کرتی ہیں) مدنظر رکھ کر کی جائے تو اللہ تعالیٰ اُنہیں وہ انعامات دیتا ہے کہ اُنہیں ہر سانس فرحت افزا محسوس ہوتی ہے۔

عورت کی گود ایک چمن کی طرح ہے۔ عورت کا اپنے چمن کی رکھوالی کرنا اور گلوں کی اچھی طرح نشوونما کرنا اُس کے گل کدے کی قدر و قیمت بڑھا دے گا، اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق نے بھی اسے عورت کی زندگی کے نصب العین اور اولین فرائض میں شامل کیا ہے۔ (بنت عبدالسبحان)

اس میں ہر چیز ہے:

ہماری طرف سے خواتین کا اسلام کی پوری ٹیم کو سلام و دعائیں قبول ہوں ہم پہلی بار خط لکھ رہی ہیں امید ہے آپ اسے ضرور شائع کریں گے۔ باقی ہم ایک جنگل نما ڈیرے پر رہتی ہیں اور الحمدللہ یہاں بھی ہمیں بچوں کا اسلام، اور خواتین کا اسلام مل جاتے ہیں۔ خواتین کا اسلام میں ہمیں ہر وہ چیز مل جاتی ہے جو ایک خاتون کے لئے ضروری ہے۔ (بنات علی احمد۔ منڈی بہاؤالدین)

اللہ تعالیٰ مزید ترقی دے:

مجھے خواتین کا اسلام بہت پسند ہے اللہ تعالیٰ اسے مزید ترقی عطا فرمائیں۔ میری طرف سے اتنا اچھا دینی رسالہ نکالنے پر تمام اسٹاف کو مبارک باد اور بہت بہت دعائیں۔ میں پہلی مرتبہ خط لکھ رہی ہوں اور کچھ مواد بھیج رہی ہوں امید ہے کہ ضرور شائع کریں گے۔ (ف۔ ر، ٹوبہ ٹیک سنگھ)

بقیہ: اپنے بچوں کو پُراعتماد بننے میں مدد دیں

مثلاً اگر بچے کو مدرسے یا اسکول بھیجنا شروع کر رہے ہیں تو اسے ایک دو دفعہ والد کے ساتھ وہاں بھیجیں تاکہ وہ اساتذہ اور نئے ماحول سے مانوس ہو جائے۔ اگر ہو سکے تو اسے مدرسے اور اسکول کے متعلق دلچسپ کہانیاں سنائیں۔ اسے یہ احساس دلائیں کہ وہ ایک اچھی جگہ جا رہا ہے۔ کبھی بھی بچے کو ڈانٹتے ہوئے یہ نہ کہیں ''میں تمہاری شرارتوں سے تنگ آ گئی ہوں اور اب تمہیں اسکول ہی بھیجنا پڑے گا۔'' اس طرح بچہ اسکول کو سزا کی جگہ سمجھے گا۔

ایک خاتون کا بچہ، جسے چار سال کی عمر سے عینک لگ گئی تھی، عینک لگاتے ہوئے شرماتا تھا۔ خاتون نے اسے پیار سے عینک نہ لگانے کے نقصانات بتائے پھر بھی بچہ مہمانوں یا اجنبی لوگوں کے آنے پر دوڑ کر عینک چھپا دیتا۔ اس کی امی نے اپنے اردگرد ایسے بچے ڈھونڈے جن کو عینک لگی ہوئی تھی اور آہستہ آہستہ ان سے بچے کی دوستی کروا دی۔ بچے نے جب یہ محسوس کیا کہ دوسرے بچے عینک لگاتے ہوئے نہیں شرماتے تو آہستہ آہستہ اس کی جھجک بھی کم ہو گئی۔

7: بعض بچے توجہ حاصل کرنے کے لئے یا اپنی بات منوانے کے لئے بھی خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتے ہیں۔ اس معاملے میں والدین کو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے کہ بچہ حقیقتاً خوفزدہ بھی ہے یا نہیں کہیں وہ خوف کو بطور ہتھیار تو استعمال نہیں کر رہا؟ اس کا ایک سادہ سا علاج یہ ہے کہ بچوں کو تب توجہ اور محبت دیں جب وہ خوفزدہ نہیں ہے تاکہ اسے توجہ حاصل کرنے کے لئے غلط طریقوں کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

8: شروع سے ہی بچوں کو جنوں بھوتوں کی کہانیاں (سنانے کے بجائے انبیاء علیہ السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہ کے قصے سنائیں۔ ان کو بے معنی نظمیں (Nursery Phumes) یاد کروانے کے بجائے بامعنی اور جہادی نظمیں یاد کروائیں اور ایسی ہی چیزیں سنانے پر بچوں کی حوصلہ افزائی کریں۔ اپنے بچے کے دوستوں اور کتابوں کے انتخاب پر کڑی نظر رکھیں۔ یہ دونوں چیزیں بچوں کی کردار سازی میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ ذہن میں رکھیں کہ معاشرہ دن بدن گمراہیوں میں ڈوبتا جا رہا ہے۔ میں نے اور آپ نے جس ماحول میں پرورش پائی ہے، ہمارے بچوں کو اس سے کئی گنا زیادہ برے ماحول کا سامنا کرنا ہوگا۔ ایسے میں بچے کی تربیت پر توجہ دے کر، اگر آپ اُسے باحوصلہ اور پُراعتماد مسلمان بننے میں مدد نہیں دیں گی تو برائیوں کا سیلِ رواں اُسے خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائے گا۔ ہر قسم کے احساسِ کمتری سے چھٹکارا، اسلامی روایات و اقدار کا پاس اور فتنوں کے آگے ڈٹ جانے کی صلاحیت ہی آج کے بچے اور کل کے نوجوانوں کو ملتِ اسلامیہ کا سرمایہ اور آپ کے لئے صدقۂ جاریہ بنا سکتی ہے۔

اپنے بچوں کو پُراعتماد بننے میں مدد دیں

ایک خاتون اپنے بچپن کے خوف کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ "مجھے اندھیرے میں سونے سے ڈر لگتا تھا۔ میری امی نے غصے سے کہا کہ یہ تو بے وقوفوں والی بات ہے۔ انہوں نے زبردستی مجھے اکیلے کمرے میں بتی اور دروازہ بند کر کے سلایا تا کہ میرا خوف ختم ہو مگر میں ساری رات جاگتی اور روتی رہی۔"

ایک اور صاحب جو کہ اب تین بچوں کے والد ہیں اپنے بچپن کو یاد کر کے کہتے ہیں، "میں تقریباً چار سال کا تھا اور سیڑھی پر چڑھنے سے ڈرتا تھا۔ سلائیڈ (جھولا) کی سیڑھی مجھے کئی میل اونچی معلوم ہو رہی تھی۔ میرے ابو نے سب بچوں کے سامنے مجھے "لڑکیوں کی طرح ڈرپوک" اور "پھسڈا" کہا، میں اتنا شرمندہ ہوا کہ بھاگ کر گھر میں گھس گیا۔

جو والدین بچوں کے ساتھ اس طرح کا سلوک کرتے ہیں وہ ظالم یا بے حس نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنے بچوں کے نفسیاتی خوف کی وجہ سے کچھ زیادہ ہی پریشان ہوتے ہیں۔ البتہ ڈر ختم کرنے کے لئے غلط طریقہ استعمال کرنے کی وجہ سے بچے اور زیادہ ڈرپوک اور شرمیلے ہو جاتے ہیں۔

والدین کو یہ سمجھنا چاہئے کہ بچپن کے بہت سے خوف بڑھتی عمر میں، بچوں کی نفسیات کا حصہ ہوتے ہیں۔ دراصل یہ خوف بڑوں سے زیادہ مختلف نہیں ہوتا۔ کئی دفعہ بڑے بھی اجنبی لوگوں سے بات کرتے ہوئے گھبرا جاتے ہیں۔ کسی کام میں مشغول ہوں تو ہلکی سی آواز سے چونک اٹھتے ہیں پھر خود کو یقین دلاتے ہیں کہ یہ تو ہوا سے کھڑکی بجنے کی آواز تھی۔ بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ ان خوفوں پر قابو پانا آ جاتا ہے جبکہ بچہ ابھی ان پر قابو پانا نہیں سیکھا ہوتا۔

عمر کے ساتھ ساتھ بچے مختلف جذباتی ادوار سے گزرتے ہیں، چھ سے دس ماہ کے بچے کے لئے یہ بالکل نارمل ہے کہ وہ اجنبیوں سے ڈرے۔ اس عمر میں بچہ والدین کے چہرے پہچاننا سیکھ لیتا ہے۔ کسی بھی اجنبی چہرے کے پاس وہ خود کو غیر محفوظ تصور کرتا ہے۔

آٹھ سے بارہ مہینے کی عمر میں بچہ اکیلا رہ جانے سے ڈرتا ہے۔ یہ خوف ایک سے دو سال کی عمر تک سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس عمر میں بچہ یہ سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے کہ ماں اگر ابھی آنکھوں سے اوجھل ہے تو بھی وہ تھوڑی دیر میں واپس آ سکتی ہے۔ اس کی سمجھ کے مطابق ماں اگر آنکھوں کے سامنے سے ہٹ گئی ہے تو وہ ہمیشہ کے لئے چلی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماں کی تھوڑی دیر کی جدائی بچے کے لئے بہت بڑی پریشانی کا سبب بن جاتی ہے۔ اس عمر میں بچے کو ماں یا باپ سے لمبے عرصے کے لئے جدا کرنا، بچے کی نفسیات پر منفی اثرات ڈالتا ہے۔ خاص طور پر اس عمر میں اگر ماں نوکری کے لئے جاتے ہوئے بچے کو آیا کے حوالے کر جائے تو بچے میں عدم تحفظ کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ حقائق ماہر نفسیات برسوں کی تحقیق کے بعد جان پائے ہیں جبکہ ہمارے دین اسلام نے انہی خرابیوں کے پیش نظر بچے اور گھر کو ماں کی توجہ کا محور قرار دیا ہے۔

ام عبداللہ غازی

دو سے تین سال کی عمر کا بچہ اپنے ماحول سے بہت مانوس ہو چکا ہوتا ہے اور کوئی بھی تبدیلی اسے پریشان کر سکتی ہے۔ اس عمر میں بچہ اندھیرے اور خوفناک شکلوں سے بھی ڈرتا ہے۔ ایک ماہر نفسیات کا کہنا ہے کہ پانچ چھ سال کی عمر میں بچے کو سب سے زیادہ خوف والدین کی وفات، اسکول میں اکیلا بند ہو جانے یا راستہ بھول کر گم ہو جانے کا ہوتا ہے۔

بچوں کا خوف کیسے کم کیا جا سکتا ہے!

1: کبھی بھی خوفزدہ ہونے پر بچوں کو سزا نہ دیں اور نہ ہی ان کا مذاق اڑائیں۔ کسی بچے کو بار بار "بزدل لڑکا" یا "سب سے زیادہ ڈرپوک" کہنے سے بچے کی عزت نفس کو ٹھیس لگتی ہے۔ اسی طرح بچہ مذاق اڑانے والے پر اعتماد کرنا چھوڑ دیتا ہے اور اسے اپنا ہمدرد تصور نہیں کرتا۔ اگر آپ کا بچہ کھڑکی میں درخت کی ہلتی ہوئی شاخوں سے ڈر کر آپ کے پاس سونا چاہتا ہے تو اسے کبھی بھی یہ مت کہیں، "یہ تو کچھ بھی نہیں ہے بے وقوفوں والی باتیں مت کرو اور چپ کر کے سو جاؤ"۔ اس سے بچہ اپنی بے عزتی محسوس کرتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ آپ ایک ایسی چیز کو جھٹلا رہی ہیں جو بچہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ درختوں کی شاخیں تو نظر آ رہی ہیں اور والدین کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اندھیرے میں وہ چھوٹے بچے کے لئے واقعی خوفناک ہو سکتی ہیں۔

2: بچے کو اس بات پر مجبور نہ کریں کہ وہ اپنا خوف چھپائے۔ چار سے سات سال کے بچے عموماً یہ کہتے ہیں کہ وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتے حالانکہ حقیقتاً ایسا ہوتا نہیں ہے۔ ایک ماہر نفسیات کا کہنا ہے: "خوف کی نفی کرنا بچوں کا اپنی عزت نفس کو بچانے کا ایک طریقہ ہے۔ آپ اسے سمجھا سکتے ہیں کہ بہت سے بچے ایسے ہیں جو ڈر جاتے ہیں البتہ آہستہ آہستہ وہ چیزوں سے ڈرنا چھوڑ دیتے ہیں اور بہادر ہو جاتے ہیں"۔ اگر بچہ طبعی خوف کو بھی ایک بری چیز سمجھے گا تو وہ ڈر جانے پر بہت زیادہ شرمندہ ہوگا۔ اسے احساس دلائیں کہ طبعی خوف کو بھی اعتدال پر لایا جا سکتا ہے۔

3: بچے کے خوف کو جھٹلانے کی بجائے اس کی تسلی کروا دیں، مثلاً اگر آپ کے بچے کا خیال ہے کہ فلاں کمرے میں چڑیل ہے تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے ساتھ لے کر جائیں، وہاں کی بتی جلائیں، بچے کو اپنے قریب رکھتے ہوئے آہستہ آہستہ سارا کمرہ دکھائیں۔ حتیٰ کہ الماریاں کھول کر اور پلنگ کے نیچے جھانک کر دیکھیں تا کہ بچے کی تسلی ہو جائے کہ واقعی وہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر جب بچے کا خوف ذرا کم ہو جائے تو آرام سے اسے سمجھائیں کہ آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھنے کے بعد کسی گھر میں جن بھوت وغیرہ نہیں آ سکتے اور اللہ میاں ایک فرشتے کو ہماری حفاظت کے لئے مقرر کر دیتے ہیں۔ بچے کے خوف کو اس کی نظر سے دیکھیں۔

4: بچے کو حقائق سے آگاہ کریں۔ ایک خاتون کا بچہ شہد کی مکھیوں سے بہت ڈرتا تھا۔ انہوں نے اسے تفصیل سے سمجھایا کہ شہد کی مکھیاں کس طرح پھولوں سے ڈھونڈ کر رس لاتی ہیں اور بڑی مشکل سے شہد بناتی ہیں۔ آخر میں یہ بھی کہا کہ اگر تم انہیں مارنے کی کوشش نہیں کرو گے تو وہ بھی تمہیں کچھ نہیں کہیں گی کیونکہ وہ بہت زیادہ مصروف ہوتی ہیں۔

اسی طرح ایک بچی کے والد نے اسے تفصیل سے مگر سادہ زبان میں بجلی کے چمکنے اور کڑکنے کی وجہ بتائی اور یہ بھی سمجھایا کہ یہ آواز ہم سے کتنی دور ہے تا کہ اس کا خوف کم ہو۔ چیزوں کی حقیقت جان لینے سے بچوں کا خوف فوراً تو ختم نہیں ہوگا مگر آہستہ آہستہ کم ضرور ہو جائے گا اور وہ اپنے آپ کو پہلے کی نسبت پُراعتماد محسوس کریں گے۔

5: بچے عموماً ان چیزوں سے ڈرتے ہیں جن سے ان کے والدین ڈرتے ہیں۔ ایک بچی کی والدہ چھوٹے چھوٹے کیڑے کوڑوں سے بہت ڈرتی تھیں۔ انہیں اپنا رویہ تبدیل کرنے کا خیال تب آیا جب ان کی بچی نے باتھ روم جانے سے انکار کر دیا کہ وہاں پر اس نے صبح ایک لال بیگ (کاکروچ) دیکھا تھا۔ اگر آپ خود چھوٹی چھوٹی باتوں پر گھبرا جاتی ہیں تو پھر آپ کا بچہ بھی لاشعوری طور پر وہ ہی عادتیں اپنائے گا۔ البتہ بچوں کے سامنے یہ اعتراف کہ بچپن میں آپ بھی خوفزدہ ہوتی تھیں مگر اب نہیں ہوتیں، دو طرح سے مدد کرے گا۔ پہلی بات تو یہ کہ بچہ محسوس کرے گا کہ آپ اس کے ڈر کی وجہ بہتر طور پر سمجھ سکتی ہیں کیونکہ آپ خود بھی بچپن میں ڈرتی تھیں۔ دوسری بات یہ کہ وہ بھی یہ کوشش کرے گا کہ آپ کی طرح اس کا خوف بھی آہستہ آہستہ ختم ہو جائے۔

6: نئی چیزوں سے متعارف کروائیں اور تبدیلیوں کے لئے تیار کریں۔ اپنے ماحول اور گرد و پیش سے مانوس ہوتا ہے اور کوئی بھی بڑی تبدیلی اسے پریشان یا خوفزدہ کر سکتی ہے

(بقیہ صفحہ 15 پر)

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

51

بدھ 4 محرم 1425ھ مطابق 25 فروری 2004ء

قیمت روزنامہ اسلام کے ساتھ 7 روپے صرف میگزین 5 روپے میں

DIL BOLA...
Pakola
Rs.20

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

درسِ قرآن و حدیث

اتباع

لغت میں اتباع کا معنی ہے کسی کے پیچھے پیچھے اور نقش قدم پر چلنا، جبکہ اصطلاح میں اتباع کا مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے منقول اور ثابت ہے اس کی اتباع کرنا اور اس کے مطابق زندگی گزارنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات، سنت اور دین کا حصہ ہیں، تقریرات سے مراد وہ اعمال ہیں جو آپ کے سامنے کیے گئے مگر آپ نے ان کے کرنے سے منع نہیں فرمایا، سنت کی اتباع، اللہ کا محبّ ہونے کی دلیل بھی ہے اور محبوب ہونے کی نشانی بھی، حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ”اللہ کی محبت کی علامت قرآن کی محبت ہے، قرآن کی محبت کی علامت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامت سنت کی محبت ہے اور ان سب کی محبت کی علامت آخرت کی محبت ہے یعنی جو شخص دنیا کے مقابلے میں آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اللہ، قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے محبت کرتا ہے۔ (تفسیر قرطبی)

سورۂ آل عمران میں ہے ”اے پیغمبر! فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، تم سے اللہ محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا اور اللہ بہت معاف کرنے والا بے حد مہربان ہے۔“

اس آیت کریمہ کو ”آیتِ محبت“ بھی کہا جاتا ہے، یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب بعض نصاریٰ نے محبتِ الٰہیہ کا دعویٰ کیا، ان سے کہا گیا کہ اگر واقعی تم اپنے دعوےٰ میں سچے ہو تو اس کا ثبوت بھی پیش کرو اور محبت الٰہیہ کا سب سے بڑا ثبوت اور واضح نشانی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ اس آیت کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ”اللہ عزوجلّ کی محبت، حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ (مدارج السالکین) عام انسان تو رہے ایک طرف اگر بالفرض ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و نبوت کے بعد کوئی نبی بھی آجائے تو اسے بھی آپ ہی کی اتباع کرنی پڑے گی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک موقع پر تورات کے چند اوراق دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت غصہ میں آگئے تھے اور آپ نے فرمایا ”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر (صاحب تورات) موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا۔ (مسند احمد) آج کا دور چونکہ فتنوں کا دور ہے اس لیے اندھیری رات کے شیاطین کی طرح آئے دن نئے نئے فتنے پیدا ہوتے رہتے ہیں ان میں سے ایک خطرناک فتنہ منکرین حدیث کا بھی ہے، جن کا دعویٰ یہ ہے کہ ہم صرف ان احکام کی اتباع کرتے ہیں جو قرآن سے ثابت ہیں باقی رہی حدیث تو ہم اس کی اتباع کے مکلف نہیں ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ ہی میں اس فتنہ کی نشاندہی فرمادی تھی، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں تم میں سے کسی کو قرآن پر (متکبرانہ انداز میں) ٹیک لگائے ہوئے نہ پاؤں کہ اس کے پاس میری کوئی ایسی حدیث پہنچے جس میں میں نے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا ہو مگر وہ یہ کہے کہ ہم اسے نہیں جانتے ہم تو بس اسی کی اتباع کریں گے جو ہم نے کتاب اللہ میں پایا۔“ (ابوداؤد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کوئی معمولی چیز نہیں ہے یہ تو حقیقت میں دخولِ جنت کے استحقاق اور اس سے محروم رہنے کا معیار ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس شخص کے جس نے انکار کیا، عرض کیا گیا یارسول اللہ! انکار کرنے والے سے کون مراد ہے؟ آپ نے فرمایا جس نے میری اتباع کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی وہ انکار کرنے والا ہے۔“ (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی نیت سے اگر شادی بیاہ کیا جائے، بہتر غذا کھائی جائے تو ثواب ملتا ہے اور اگر آپ کی اتباع کو چھوڑ کر عبادت بھی کی جائے تو انسان اللہ کی رضا سے محروم رہتا ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات سے آپ کی خفیہ عبادت اور معمولات کے بارے میں سوال کیا، پھر ان میں سے ایک نے عزم کیا کہ میں کسی عورت سے شادی نہیں کروں گا، دوسرے نے کہا میں کبھی گوشت نہیں کھاؤں گا، تیسرے نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا، (آپ کو ان تینوں کے عزائم کے بارے میں اطلاع ملی تو آپ تشریف لائے) اللہ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا ”لوگوں کو کیا ہوگیا ہے جو وہ اس طرح کی باتیں سوچتے ہیں جہاں تک میرا تعلق ہے میں نماز بھی پڑھتا ہوں، سوتا بھی ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں، عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں (ان کے حقوق بھی ادا کرتا ہوں یہی میری سنت ہے) پس جو میرے سنت سے اعراض کرے گا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔“ (مسلم)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا ایسا جذبہ پایا جاتا تھا جس کی مثال پیش کرنے سے تاریخِ عالم قاصر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی (آپ کو دیکھ کر) لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں، آپ نے فرمایا میں نے سونے کی انگوٹھی یقیناً بنوائی تھی مگر آج کے بعد میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا، یہ فرماتے ہوئے آپ نے وہ انگوٹھی پھینک دی، آپ کی دیکھا دیکھی صحابہ نے بھی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ (بخاری)

بعض اوقات ایک بات ان کی طبیعت کے خلاف بھی ہوتی تھی تب بھی وہ اپنے عظیم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ضرور کرتے تھے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ حجرِ اسود کے پاس آئے، اسے بوسہ دیا اور فرمایا میں خوب جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ نقصان دے سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے (مجھے بتوں کی وجہ سے پتھروں سے ایسی نفرت ہوگئی ہے کہ) اگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ (بخاری)

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی کام کا پختہ ارادہ فرمالیا کرتے تھے لیکن جب انہیں بتایا جاتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام نہیں کیا تو وہ رک جاتے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو مقامات اور مراتب حاصل ہوئے وہ اتباع کی برکت سے حاصل ہوئے، اب بھی اگر کسی کو اللہ کا قرب، محبت، معرفت اور رضا حاصل ہوسکتی ہے تو وہ اتباع کی برکت ہی سے حاصل ہوسکتی ہے، عوام کے ذہنوں میں مرتبۂ ولایت کے بارے میں نہ معلوم کیا کیا تصوّرات ہیں بالخصوص کرامات کو تو ولایت کا لازمی جزء سمجھا جاتا ہے جبکہ ہمارے اسلاف صرف اسے ولی اللہ سمجھتے تھے جو کتاب وسنت کی اتباع میں کامل ہوتا تھا وہ فرمایا کرتے تھے کہ ”اگر تم کسی صاحبِ کرامات کو ہوا میں بھی اڑتا ہوا دیکھ لو تو اس کے بارے میں دھوکا نہ کھاؤ جب تک تم یہ نہ دیکھ لو کہ شریعت کے امر ونہی اور حدود کی حفاظت میں اس کا رویّہ کیسا ہے“

آیئے ہم زندگی کے ہر شعبے میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا عہد کریں کہ اسی اتباع میں دنیا و آخرت کی سعادت ہے، قبول توبہ اور ہدایت ہے، خطا اور ضلالت سے سلامتی کی ضمانت ہے، اللہ کی رضا، مغفرت اور رحمت ہے۔

مجھے اپنی فرماں برداری نصیب فرما

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ مَسَامِعَ قَلْبِیْ لِذِکْرِکَ وَ ارْزُقْنِیْ طَاعَتَکَ
وَ طَاعَۃَ رَسُوْلِکَ وَ عَمَلًا بِکِتَابِکَ.

ترجمہ: اے اللہ! اپنے ذکر کے لئے اور اپنی نصیحت کے لئے میرے دل کے کان کھول دے اور مجھے اپنی فرماں برداری اور اپنے رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تابع داری نصیب فرما اور اپنی مقدس کتاب قرآن مجید پر عمل کی توفیق عطا فرما۔

اسلامی سال نو اور خواتین کا اسلام

جس وقت آپ ''خواتین کا اسلام'' کا 51واں شمارہ پڑھ رہی ہوں گی تب تک نئے اسلامی سال 1425 ھجری کا آغاز ہو چکا ہوگا اور غالباً محرم کی 4 تاریخ ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی خواتین کا اسلام بھی ایک سال کی عمر پوری کر کے دوسرے سال میں قدم رکھ چکا ہوگا۔ گزشتہ سال محرم میں اسلامی سال نو کے آغاز کے ساتھ ہی آپ کا محبوب میگزین ''خواتین کا اسلام'' افق صحافت پر طلوع ہوا جو ایک سال کی عمر میں قدم بہ قدم چلتے اور زینے پہ زینے طے کرتے ہوئے اپنی پچاس اشاعتیں پیش کر چکا ہے۔ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر عرض ہے کہ ابتدائی طور پر بیشتر وقت ایسا گزرا کہ میگزین کا سارا کام صرف فرد واحد نے نمٹایا، بیگار یا ملازمت سمجھ کر نہیں بلکہ کام سے لگن، شوق و ذوق، اللہ کے پیغام کو آگے پہنچانے کے فریضے اور دینی شعور بیدار کرنے کی ذمہ داری نے ہر دم آگے بڑھنے میں مدد دی۔ اس دوران ہمیشہ نظر اس بات پر رہی کہ آخرت کی نجات کا کچھ سامان ہو جائے کہ عمل کا پلہ خالی ہے اور آگے کٹھن مرحلہ درپیش ہے۔ جب ماؤں بہنوں کے دعاؤں بھرے خطوط آتے ہیں تو دل کو اطمینان سا ہو جاتا ہے کہ میری ان ماؤں بہنوں کی دعائیں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ضرور شرف قبول حاصل کریں گی۔ ''خواتین کا اسلام'' کو جہاں ڈاکٹر ام محمد کے مفید مشوروں، بنت محمود کے معاشرتی کالموں اور اخت اقبال کے دسترخوان نے چار چاند لگائے وہیں مفسر قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری دامت برکاتہم اور حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی مدظلہ کے مستقل کالموں سے ''خواتین کا اسلام'' جگمگا اٹھا ہے۔ مزید اس دوران بہت سی اچھا لکھنے والی خواتین نے بھی اپنا حصہ ڈال کر ''خواتین کا اسلام'' کے حسن میں اضافہ کیا ہے۔ آپ دیکھ رہی ہوں گی کہ اس مرتبہ پورے میگزین کی ترتیب و تزیین بدل گئی ہے جس سے یقیناً آپ کو خوش گوار تبدیلی کا احساس ہوگا۔ حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہ کا ''درس قرآن و حدیث'' جلوہ فگن ہے۔ حضرت مولانا کا داعیانہ اسلوب انسان کو اپنے دامن میں کھینچ لیتا ہے، اس میں حکمت و دانش کے وہ موتی ہوتے ہیں جو بہت کمیاب بلکہ نایاب ہیں۔ ان شاء اللہ اب ہر ہفتے آپ کو حضرت مولانا کا تحریر کردہ درس قرآن و حدیث پڑھنے کو ملے گا، اسے خواتین کا اسلام کی طرف سے نئے اسلامی سال کا تحفہ سمجھ کر قبول کیجئے۔ ایک اور نیا سلسلہ ''پیارے پیارے نام'' گزشتہ شمارے سے پیش کیا جا چکا ہے، یہ سلسلہ بھی ان شاء اللہ مستقل چلے گا۔ آپ اس کے ذریعے اپنے نومولود ننھے منے بچوں کے پیارے پیارے اسلامی نام منتخب کر سکتی ہیں۔ ایک اور سلسلہ ''عبرت آموز'' کے نام سے شروع کرنے کا خیال ہے مگر وہ آپ کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں اس میں آپ اپنی زندگی میں گزرا کوئی ایسا واقعہ جس میں نصیحت و عبرت کا پہلو بھی ہو ارسال کر سکتی ہیں۔

آج جبکہ ''خواتین کا اسلام'' دوسرے سال میں قدم رکھ چکا ہے ایک مرتبہ پھر یہ بات دہرانا چاہتے ہیں کہ اس وقت پوری دنیا میں عورت کے نام پر بہت بڑا دھوکہ اور فراڈ ہو رہا ہے، اہل کفر کی پوری کوشش ہے کہ وہ عورت کو عورت نہ رہنے دے تاکہ ہمارے معاشرے کی ساری بنیادیں ڈھے جائیں۔ اہل کفر کی خاص یلغار عالم اسلام پر ہے، کلچر اور ثقافت کے نام پر فحاشی اور عریانی کا ایک سیلاب ہے جو امڈا چلا آرہا ہے۔ طرح طرح کے فتنوں کی نہ رکنے والی بارش مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا فرض بنتا ہے کہ اس سیلاب کے آگے بند باندھیں اور سب سے پہلا بند گھر کے محاذ پر باندھنا ہوگا جو خواتین اسلام کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں۔ ''خواتین کا اسلام'' کا پیغام اور دعوت یہی ہے کہ ہم اپنے فرض کو پہچانیں، اپنے لئے راہ عمل منتخب کریں، اللہ کے احکام کے سامنے اپنا سر خم کر دیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیں، ہم اپنے گھروں میں صحابیات کی زندگیوں والے نمونے ایک بار پھر تازہ کر دیں، ہمارا ہر گھر شریعت کی پاس داری کرنے والا بن جائے، مائیں خنساء جیسی، بہنیں خولہ جیسی اور بیٹیاں فاطمہ جیسی بن جائیں (رضی اللہ عنھن)، اُن میں ام المؤمنین خدیجہ جیسی سخاوت، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ جیسی صدق و وفا شعاری، ام حرام جیسا مجاہدہ، اور رابعہ بصریہ جیسا زہد و تقویٰ پیدا ہو جائے۔ ''خواتین کا اسلام'' کا مقصد بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ ہم اپنے گھروں سے بے دینی اور بے عملی بلکہ بدعملی کو نکال باہر کریں، شیطان اور شیطانی کلچر کو چھوڑ کر راہ راست پر آجائیں۔ جب ایسا ہوگا سمجھا جائے گا کہ آج ''خواتین کا اسلام'' اپنے مقصد میں کام یاب ہو گیا۔

والسلام محمد احمد حافظ

خط و کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس 021-6622240 فون 021-6683301

خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

مکڑی کو مارنے کا حکم:

سوال: مکڑیاں عموماً دو قسم کی نظر آتی ہیں (۱) بھوری نازک دھڑ اور نازک ٹانگوں والی۔ (۲) سیاہی مائل مناسب دھڑ ٹانگوں والی۔ بعض لوگ کہتے ہیں سیاہی مائل مکڑی کو مارنا نہیں چاہئے کیونکہ اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کے لئے غار کے منہ پر جال تن دیا تھا، کیا یہ صحیح و ثابت ہے؟ (بنات عبدالرحمٰن)

جواب: یہ تفصیل کہیں نظر سے نہیں گزری، مکڑی کسی کے گھر جالا تن دے تو اسے صاف کرنے اور مکڑی کو مارنے کا حکم ہے۔ باقی ہجرت کے موقع پر غار کے منہ پر مکڑی کے جالا تننے اور کبوتر کے انڈے دینے والی بات لوگوں میں مشہور ہے۔ بعض کتابوں میں بھی درج ہے، لیکن محققین کی تصریح کے مطابق یہ دونوں روایتیں کسی صحیح سند سے ثابت نہیں ہیں۔

آیت مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت کے تحت علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وھی علی ماذکرہ غیر واحد من ذوات السموم فیسن قتلھا لذلک...... وقیل لایسن قتلھا...... وذکرہ انہ یحسن ازالۃ بیتھا من البیوت لما استند الثعلبی وابن عطیۃ وغیرھما عن علی کرّم اللہ تعالیٰ وجھہ انہ قال: طھروا بیوتکم من نسخ العنکبوت فان ترکہ فی البیوت یورث الفقر، وھذا ان صح عن الامام کرم اللہ تعالیٰ وجھہ فذاک والا فحسن الازالۃ لما فیھا من النظافۃ ولا شک بندبھا اھ (روح المعانی ج ۲ ص ۲۴۰)

نماز کے مکروہ اوقات:

سوال: کن اوقات میں نماز پڑھنا جائز اور کن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے؟ بہت سی خواتین کام کاج سے فارغ ہوتے ہی وقت دیکھے بغیر نماز شروع کر دیتی ہیں۔ (ایضاً)

جواب: طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور نصف النہار (جب آفتاب عین سر پر ہو) کے وقت کسی قسم کی نماز اور سجدۂ تلاوت جائز نہیں۔ اوقات نماز کا نقشہ دیکھ لیا جائے اس میں جو وقت نصف النہار کا درج ہو اس میں دس منٹ (پانچ منٹ پہلے اور پانچ منٹ بعد) تک نماز نہ پڑھی جائے۔

اور ان اوقات میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک۔ طلوع آفتاب کے بعد جب تک آفتاب بقدر نیزہ (۱۲ بالشت) بلند نہ ہو جائے۔ یہ تقریباً ۱۰-۱۲ منٹ کا وقت ہوتا ہے۔ نماز عصر کے بعد۔ نماز عیدین سے پہلے۔ فرض نماز کے وقت جب کہ وقت تنگ ہو۔

عورت کا بے پردہ ماحول میں جانا:

سوال: جب ہم کسی کے ہاں مہمان ہوں اور اس کا ماحول پردہ دار نہ ہو تو بے پردگی کا گناہ مہمان کو ہوگا یا میزبان کو؟ (ایضاً)

جواب: اول تو کسی پردہ دار خاتون کا ایسے ماحول میں جانا درست نہیں، دوسرے اگر بامر مجبوری جانا پڑے تو پردہ کی پابندی کرے۔ اگر میزبان کے ہاں پردہ کا اہتمام نہیں تو گناہ اس کے سر ہوگا، مہمان اس سے بری ہے۔

مال کا صحیح مصرف:

سوال: میرے پاس پیسے ہوں تو ان کو فی سبیل اللہ خرچ کر دوں یا صدقہ خیرات کروں یا حج کے لئے جمع کرتی رہوں؟ افضل صورت کونسی ہے؟ (ایضاً)

جواب: آج کل حج کے مصارف بہت زیادہ ہیں۔ جس مسلمان پر حج فرض نہیں اسے اس کی حاجت نہیں کہ جوڑ توڑ کر پیسے اکٹھے کرے اور اتنی بھاری رقم جمع کر کے حج پر جائے۔ اس رقم سے بہت سے دوسرے دینی کام انجام پا سکتے ہیں۔ باقی رہا یہ سوال کہ یہ پیسے کہاں خرچ کئے جائیں؟ تو متعین طور پر اس کا ایک جواب ممکن نہیں۔ احوال و مواقع کے لحاظ سے ایک عبادت کا درجہ دوسری عبادات سے بڑھ جاتا ہے۔ اپنے مربی و سرپرست کے مشورہ سے موقع محل دیکھ کر خرچ کرتی رہیں اور خرچ کرنے میں درج ذیل باتوں کا لحاظ رکھیں:

(۱) جو مال خرچ کریں وہ حلال اور پاکیزہ مال ہو

(۲) نیت درست کرلیں جو کچھ خرچ کریں لوجہ اللہ کریں۔ ریا و نمود کی عبادت کو حدیث میں شرک سے تعبیر کیا گیا ہے

(۳) خرچ کرنے میں احتیاط سے کام لیں۔ اس قسم کا غلو مناسب نہیں کہ سب کچھ خرچ کر کے خود محتاج اور دوسروں کے دست نگر بن جائیں

(۴) اپنے عزیز و اقارب میں کوئی مستحق زکوٰۃ یا صدقہ ہو تو اس پر خرچ کرنا حدیث کی رو سے دوگنے اجر کا استحقاق رکھتا ہے۔

عام مصارف میں علماء، طلبہ اور مجاہدین فی سبیل اللہ افضل ترین مصارف ہیں۔

منگنی پر رشتہ داروں کا جمع ہونا:

سوال: رشتہ طے ہونے کے بعد لڑکے والے آ کر لڑکی کو زیور کپڑے وغیرہ پہناتے ہیں اور اس موقع پر لڑکی کی سہیلیاں اور دیگر رشتہ دار جمع ہوں تو کیا یہ بھی رسم میں شمار ہوتا ہے؟ (ایضاً)

جواب: اگر لڑکے والوں کو زیور پہنانے کی وسعت ہو، نیز برادری کے دباؤ یا طعن و تشنیع کے سبب نہیں بلکہ بہ طیب خاطر وہ لڑکی کو زیور یا کپڑے پہنائیں تو حرج نہیں، خواہ شادی پر پہنائیں یا شادی سے پہلے، لیکن اس موقع پر عزیز و اقارب اور عورتوں کا جمع ہونا ایک غلط رسم ہے، جس کا ترک ضروری ہے۔

لڑکے اور لڑکی والوں کا تحفہ دینا:

سوال: اگر لڑکی والے لڑکے کو ہدیہ کہہ کر خاموشی سے کچھ دیں، اسی طرح لڑکے والے بھی دیں تو یہ لین دین کیسا ہے؟ (ایضاً)

جواب: ہدیہ لینے دینے سے شریعت نہیں روکتی۔ مگر ان خاص مواقع میں لینا دینا ہدیہ نہیں۔ غیر شرعی بلکہ غیر انسانی رسم ہے جس پر لوگ مجبور ہیں اور مجبوری یہ کہ اگر یہ رسمیں پوری نہ کیں اور سادگی سے شادی کر لی تو برادری میں بدنامی ہوگی، خاندان میں ناک کٹ جائے گی، اس لئے جائیداد بیچ کر، قرض اٹھا کر، بلکہ بھیک تک مانگ کر یہ رسمیں پوری کرتے ہیں، جبکہ حدیث کی رو سے بابرکت اور پاکیزہ ترین نکاح وہ ہے جو غیر ضروری اخراجات اور تکلفات سے پاک ہو، سادگی سے انجام پائے۔ افسوس! دین کے احکام میں جو سب سے آسان اور ہلکا پھلکا حکم تھا آج کے مسلمان نے اسے سب سے مشکل حکم بنالیا۔ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے بجا طور پر موجودہ دور کی منگنی کو قیامت صغریٰ اور شادی کو قیامت کبریٰ کا لقب دیا ہے۔ (اصلاح الرسوم ص ۵۱)

نقلی پلکیں لگانا:

سوال: کیا نقلی پلکیں لگانا شرعاً جائز ہے؟ (ایضاً)

جواب: ناجائز ہے۔

چوڑی دار پاجامہ، غرارہ اور ساڑھی کا استعمال:

سوال: خواتین کا چوڑی دار پاجامہ، غرارہ اور ساڑھی

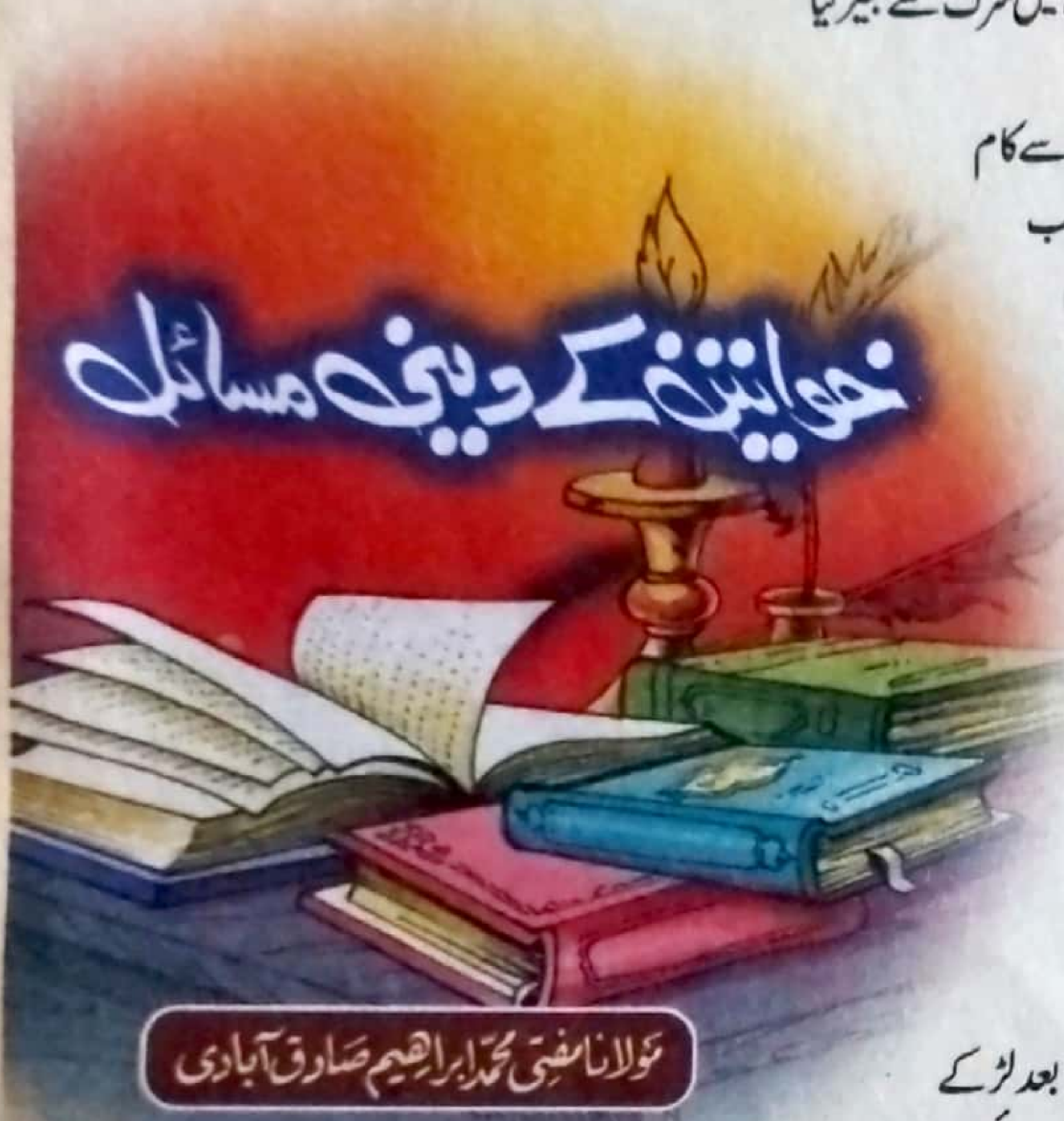

(اگر فل آستین والی ہو) پہننا کیسا ہے؟ (ایضاً)

جواب: مسلمان مرد و عورت کے لباس میں جن باتوں کا لحاظ ضروری ہے ان میں ایک بنیادی بات یہ ہے کہ وہ ساتر بدن ہو، یعنی کپڑا اس قدر دبیز اور لباس اس قدر ڈھیلا ہو کہ بدن اس میں پوری طرح چھپ جائے۔ چوڑی دار پاجامہ اس قدر تنگ اور چست ہوتا ہے کہ اس سے مخفی اعضاء کا حجم اور ان کی بناوٹ صاف طور پر دکھتی ہے، بالخصوص نشست و برخاست اور حالت سجدہ میں یہ منظر نہایت کریہ اور ناقابل دید ہوتا ہے۔ پس ایسا لباس پہننا جائز نہیں اور اس میں پڑھی گئی نماز واجب الاعادہ ہے۔ البتہ اس تنگ پاجامہ پر لمبا کرتہ پہن لیا جائے یا بڑی چادر اوڑھ لی جائے تو اس میں نماز بلاکراہت جائز ہوگی۔ غرارہ میں چونکہ یہ خرابی نہیں پائی جاتی اس لئے اس کا استعمال جائز ہے۔

ساڑھی اگر اس طرح استعمال کی جائے کہ پورا جسم اس میں چھپ جائے اور کسی طرح بے پردگی نہ ہو تو اس کا استعمال جائز ہے ورنہ ناجائز۔

والدین کی خدمت

آج کل
دیکھا گیا ہے کہ
اکثر پڑھی لکھی بہنیں خصوصاً بی اے، ایم اے، عالمات اور حافظات اور اعلیٰ یونیورسٹیوں میں پڑھنے والی اپنے والدین، بزرگوں اور بہن بھائیوں کی خدمت نہیں کرتیں کیونکہ وہ سمجھتی ہیں کہ ہمارے پاس اتنا علم ہے ہم کیوں کسی کی خدمت کریں، خدمت کے لئے تو ملازم یا ملازمہ ہونی چاہئے حالانکہ والدین کی خدمت نہایت اہم ہے۔ آج کے کالم میں والدین کی خدمت کے بارے میں لکھا جائے گا۔

والدین کی خدمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمادیا کہ والدین کی خدمت ساری عبادتوں پر مقدم ہے، چنانچہ قرآن کریم میں والدین کی خدمت کے بارے میں ایک دو نہیں بلکہ متعدد آیات نازل فرمائیں چنانچہ ایک آیت میں ارشاد فرمایا کہ" ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ اچھائی کرنے کی نصیحت کی کہ والدین کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کرو"۔ ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا:

" اگر تمہاری زندگی میں تمہارے والدین بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو پھر ان والدین کو کبھی اف بھی مت کہنا" اور بڑھاپے کا ذکر اس لئے کیا کہ جب ماں باپ بوڑھے ہوجاتے ہیں تو بڑھاپے کے اثر سے بعض اوقات ذہن نارمل نہیں رہتا اور اسکی وجہ سے بعض اوقات غیر ضروری باتوں پر اصرار بھی کرتے ہیں۔ اس لئے خاص طور پر بڑھاپے کا ذکر کیا کہ چاہے ماں باپ وہ باتیں کہہ رہے ہیں جو تمہارے خیال میں غلط اور ناحق ہی کیوں نہ ہوں لیکن تمہارا کام یہ ہے کہ "اف" بھی مت کہو اور ان سے جھڑک کر بات نہ کرنا اور ان سے ہمیشہ عزت کے ساتھ بات کرنا اور آگے فرمایا کہ "اور ان کے لئے اپنے کو نرمی کے ساتھ جھکا کے رکھنا، اور یہ کہتے (دعا مانگتے) رہنا کہ یااللہ! ان کے اوپر رحمت فرمایئے، جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا۔ بڑھاپے کے اندر اگر ماں باپ کے مزاج میں ذرا سا چڑچڑاپن پیدا ہوگیا تو اس سے گھبرا کر "اف" مت کہو اس کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔

بہرحال اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ یہ بات یاد رکھو کہ بڑھاپے کی عمر تک پہنچنے کے بعد ماں باپ کے اندر تھوڑا سا چڑچڑاپن بھی پیدا ہوجائے گا، ان کی بہت سی باتیں ناگوار بھی معلوم ہوں گی۔ لیکن اس وقت تم یہ یاد رکھنا کہ تمہارے بچپن میں اس سے کہیں زیادہ ناگوار باتیں تمہارے ماں باپ نے برداشت کی ہیں۔ لہٰذا تمہیں بھی ان کی ناگوار باتوں کو برداشت کرنا ہے، یہاں تک کہ اگر ماں باپ کافر بھی ہوں تو ان کے بارے میں بھی قرآن کریم نے فرمایا

یعنی اگر وہ آپ کو میرے ساتھ شرک پر مجبور کریں تو اس میں تو ان کی اطاعت مت کرنا لیکن عام زندگی کے اندر ان کے ساتھ حسن سلوک پھر بھی ضروری ہے اگرچہ وہ کافر کیوں نہ ہوں۔

والدین کی اطاعت واجب ہے اگر والدین کسی کام کا حکم دیں تو وہ کام کرنا اولاد کے ذمے شرعاً فرض ہوتا ہے اور بالکل ایسا فرض ہوجاتا ہے جیسا کہ نماز پڑھنا فرض ہے بشرطیکہ ماں باپ جس کا حکم دے رہے ہوں وہ شرعاً جائز ہو اور اگر اولاد وہ کام نہ کرے تو یہ ایسا گناہ ہے جیسا نماز چھوڑ دینا گناہ ہے اسی کو "عقوق الوالدین" کہا جاتا ہے، یعنی والدین کی نافرمانی اور بزرگوں نے فرمایا کہ والدین کی نافرمانی کا وبال یہ ہوتا ہے کہ مرتے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوتا۔

ایک شخص کا واقعہ لکھا ہے کہ اس کی موت کا وقت آگیا اور نزع کی حالت طاری ہوگئی، سب لوگ یہ کوشش کررہے ہیں کہ زبان سے کلمہ پڑھ لے مگر زبان پر کلمہ جاری نہیں ہوتا چنانچہ لوگ ایک بزرگ کو لائے اور ان سے پوچھا کہ اس کا کیا حل نکالا جائے اس کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہورہا ہے، ان بزرگ نے فرمایا اگر اس کے والد یا والدہ حیات ہیں تو ان سے اس کے لئے معافی مانگو، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے والدین کی نافرمانی کی ہے اس کے نتیجے میں اس پر یہ وبال آیا ہے جب تک ان کی طرف سے معافی نہیں ہوگی اس وقت تک اس کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہوگا۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ والدین کی نافرمانی کرنا اور ان کا دل دکھانا کتنی خطرناک چیز، اور وبال کا باعث ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ہر قدم پر اپنی تعلیمات میں والدین کے احترام اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دی ہے۔

یاد رکھو جب تک والدین حیات ہیں تو وہ اتنی بڑی نعمت ہیں کہ اس روئے زمین پر انسان کے لئے اس سے بڑی نعمت کوئی اور نہیں، جیسا کہ حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ماں باپ کو محبت اور پیار کی نظر سے دیکھ لو تو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ہے اسی طرح ایک دوسری حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "مردود ہو وہ شخص جو اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پائے پھر وہ ان کی خدمت کرکے اپنے گناہ معاف نہ کرالے۔" اس لئے کہ اگر ماں باپ بوڑھے ہیں تو جنت حاصل کرنا اتنا آسان ہے جس کی کوئی حد نہیں بس ذرا سی ان کی خدمت کرلو گے تو ان کے دل سے دعا نکل جائے گی اور تمہاری آخرت سنور جائے گی۔ بہانے بہانے سے تم جنت کماسکتے ہو۔ بہرحال! والدین جب تک حیات ہوں ان کو نعمت سمجھ کر ان کی قدر کریں اس لئے کہ جب والدین اٹھ جاتے ہیں تو اس وقت حسرت ہوتی ہے، لیکن گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا۔

ایک خاتون۔ احسن آباد کراچی

محرم کی بدعتیں

مولوی محمد نواز قریشی

انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کی اساس و بنیاد انسان کے اندر پائی جانے والی دو قوتوں کے درست ہونے پر قائم ہے۔ ایک سوچنے اور غور کرنے کی قوت جس کو قوت نظری کہا جاتا ہے۔ یہ قوت اعمال و افعال کی ماہیت کا کھوج لگاتی ہے اور ان کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد فیصلہ کرتی ہے کہ کون سا عمل اچھا ہے اور لائق اخذ ہے اور کون سا عمل برا ہے اور اس بناء پر قابل ترک ہے، قوت نظری کے اس فیصلہ کے بعد دوسری قوت یعنی قوت عملیہ کو تحریک ہوتی ہے اور اس پہلی قوت کے فیصلہ کے مطابق عمل کرتی ہے۔ جب ان دونوں قوتوں میں اعتدال پایا جاتا ہے تو ان سے ''فضائل اخلاق'' کا ظہور ہوتا ہے اور جب یہ دونوں افراط و تفریط میں مبتلا ہو جاتی ہیں تو ''رذائل اخلاق'' پیدا ہوتے ہیں۔ اسلام نے ان قوتوں کو نہ تو بالکل جامد کیا ہے اور نہ ہی بالکل مطلق العنان چھوڑا ہے کہ جو چاہے کرے، بلکہ بشری تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر ہر ایک قوت کی حدودِ عمل کی تعیین و تحدید کر دی ہے، چوں کہ اسلامی تعلیمات میں وہ جامعیت اور موزونیت ہے کہ وہ ہر زمانہ میں ہر مقام پر ہر شخص کے لئے لائق عمل ہیں۔

اب جو بھی انسان اس اساس پر قائم ہے وہ اشرف المخلوق ہے اور اگر اس کی شخصیت اس بنیاد سے ہٹ کر کھڑی ہے تو وہ قرآن پاک کی رو سے چوپایوں سے بھی بدتر ہے۔ مرورِ زمانہ کے ساتھ جوں جوں مسلمان اسلام سے دوری اختیار کرتے گئے تو ان کی اس بنجر زندگی میں اغیار کے طور و طریقے، رسم و رواج اور تہوار جگہ بناتے گئے اور پھر اس کی بدولت فلاکت وادباران پر مسلط ہوتی گئی۔ ستم بالائے ستم یہ کہ بعض کم فہم مسلمان ان کو اپنے مذہب کا حصہ سمجھ کر بڑی اہمیت کے ساتھ اپنانے لگے، حالاں کہ ایسے اعمال و افعال جن کا اللہ پاک نے حکم دیا ہے نہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے، ان کو دین سمجھنا کھلی گمراہی ہے، وہ محض خواہش نفس کی اختراع تو ہو سکتے ہیں لیکن عبادت ہرگز نہیں ہو سکتے۔ جس چیز سے نفس اور شیطان کو تسکین حاصل ہو اس سے اللہ پاک ہرگز راضی نہیں ہوتے بلکہ وہ چیز اللہ تعالیٰ کے غضب کا موجب بنتی ہے۔

محرم، بابرکت مہینہ:

آج ہمارے بہت سارے مسلمان بہن بھائی دین دشمنوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایسی ایسی خرافات کے مرتکب ہوتے ہیں جو کہ اسلام سے بہت دور اور کفر سے بہت قریب ہیں۔ ان میں سے بہت ساری ایسی خرافات ہیں جن کو اسلامی ہجری سال کے پہلے مہینے ''محرم'' کے ساتھ معلق کر رکھا ہے، اور یوں اسلامی سال کی ابتداء ہی ان نامسعود افعال سے کی جاتی ہے۔ کئی ناسمجھ خواتین اور حضرات اس مبارک مہینے کی طرف نحوست کی نسبت کرتے ہیں، اس میں شادی بیاہ سے پرہیز کرتے ہیں اسی طرح دیگر اس طرح کی تقریبات سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالاں کہ یہ مہینہ بڑی فضیلت اور برکت والا ہے، اس کے بڑے فضائل وارد ہوئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دسویں محرم کا روزہ رکھنے میں اتنا بڑا ثواب ہے کہ اس سے گزشتہ ایک سال کے گناہ (صغائر) معاف ہو جاتے ہیں، کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان دنوں میں یہودی بھی روزہ رکھتے ہیں، تو فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو ایک روزہ اور ملا لوں گا۔'' اس لئے دسویں کے ساتھ ایک روزہ اور ملا لینا چاہیے نویں یا گیارھویں تاریخ کا۔

جب یہ ثابت ہوا کہ یہ مہینہ فضیلت والا ہے تو اس میں نیک کام بھی زیادہ کرنے چاہئیں، نکاح و دیگر خوشی کی تقریبات بھی زیادہ کرنی چاہئیں جو ایسا کرے گا اس کو اس غلط عقیدے کے توڑنے کا ثواب بھی ملے گا۔ باقی رہا اس میں یہ مسئلہ کہ اس مہینے کے ساتھ نحوست کی نسبت کیوں کی گئی ہے؟ روافض تو اس کی وجہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت بتاتے ہیں چوں کہ شہادت ان کے نزدیک بری چیز ہے اس وجہ سے یہ مہینہ منحوس ہوا لیکن یہ سمجھ نہیں آتا کہ کم فہم مسلمانوں کے ہاں اس کی کیا وجہ ہے؟ مسلمانوں کے ہاں تو شہادت نعمت عظمیٰ ہے۔

حلیم اور شربت:

اسی طرح اس مہینے میں نویں، دسویں اور گیارھویں میں کھانا پکا کر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ حالاں کہ شرعی لحاظ سے کسی تاریخ کی کوئی تخصیص نہیں ہے اور نہ ہی ایصال ثواب کا یہ طریقہ کار ہے جو ان دنوں اختیار کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ محرم کی دسویں تاریخ کو حلیم پکوائی جاتی ہے، پانی اور شربت کی سبیلیں لگائی جاتی ہیں اس سے اعتقاد یہ رکھا جاتا ہے کہ ایسا کرنے سے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیاس بجھے گی (العیاذ باللہ) حالاں کہ ان کو اس گندے پانی کی کیا ضرورت جو کہ سراسر حرام ہوتا ہے وہ اس لئے کہ کئی دن پہلے سے لوگوں سے جبری طور پر چندہ لیا جاتا ہے، راہ گزر لوگوں کو راستوں میں روک کر اس کی وصولی کے لئے ہراساں کیا جاتا ہے، بسا اوقات دھونس و دھمکی بھی دی جاتی ہے۔

کیا نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اتنے ہی محتاج ہیں کہ وہ سال بھر اس مکدر پانی کے انتظار میں رہتے ہیں اور دس محرم کو ان چوپایہ صفت لوگوں کے ہاتھوں جام لگاتے ہیں، ان نجس ہاتھوں سے یہ پاکیزہ ترین نفوس اپنی تشنگی دور کرتے ہیں؟؟

من گھڑت قصے اور سینہ کوبی:

اس مہینے کی دیگر خرافات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس مہینے میں مجالس اور جلسے منعقد کئے جاتے ہیں جن میں شہادت کے من گھڑت قصے سنائے جاتے ہیں، جزع فزع کی جاتی ہے، سینہ کوبی کی جاتی ہے، یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جن سے بزدلی پیدا ہوتی ہے۔ اور مسلمانوں میں بزدلی کا پیدا ہونا اسلام کے تقاضوں کے خلاف ہے اسلام تو یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں میں بلند ہمتی پیدا ہو، دین کی خاطر محنت و مشقت برداشت کرنے کا جذبہ پیدا ہو، یہی وجہ ہے کہ قربانی میں یہ حکم ہے کہ جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں یا ذبح کے وقت موجود رہیں تاکہ عالی ہمتی اور قوت قلب پیدا ہو ظاہر ہے کہ جو شخص اپنی آنکھ سے بکرے کو ذبح ہوتا نہ دیکھ سکے وہ دشمن کو کب قتل کر سکے گا؟ نیز یہ رونے رلانے کے قصے جو ان مہینوں میں سنائے جاتے ہیں اکثر غلط اور من گھڑت ہیں اس لئے ان کا سننا تو ویسے بھی ناجائز ہے۔ چوں کہ تاریخ پر ان تقیہ باز منافقین کا تسلط ہے اس لئے وہ جھوٹی اور من گھڑت روایات گھڑ کر مسلمانوں میں ان کی اشاعت کرتے ہیں، جس سے مقصود جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت میں ملوث قوم کا اپنی شقاوت پر پردہ ڈالنا اور حقیقت کو مسخ کرنے کے علاوہ صحابہ کرام پر طعن کرنا ہوتا ہے۔

ماتمی جلوس اور تعزیے:

ان دنوں میں مسلمانوں کی بھی کثیر تعداد کالے کپڑے پہن کر ماتمی مجلسوں اور تعزیہ کے جلوسوں میں شرکت کرتی ہے جس سے دشمنان اسلام و دشمنان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تکثیر ظاہر ہوتی ہے۔ ان کے ساتھ تشبہ ہوتی ہے اور ان کی رونق بڑھ جاتی ہے۔ یہ سب بڑے گناہ اور اسلام کے منافی ہیں۔ ان پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں کہ جس نے کسی قوم سے تشبہ اختیار کیا اسی طرح کسی قوم کو تکثیر بخشی وہ اسی قوم میں سے ہوگا۔ اللہ پاک نہ کرے جس کا حشر ان بدبختوں کے ساتھ ہو گیا وہ تو اسفل السافلین کا حق دار ٹھہرا۔ (العیاذ باللہ)

۔ ایسے انسانیت بیزار لوگ رونا دھونا جن کی فطرت اور سینہ کوبی جن کا شعار ہو ان سے ہمیں کوئی سروکار نہیں، ان کو تو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی ''مغضوب علیہم'' کی عملی تصویر دکھانے کے لئے کیا ہے۔ ہماری یہ گزارشات تو ان ناسمجھ مسلمان بہن بھائیوں کے لئے ہیں جو دینی سمجھ نہ ہونے کے باعث ان کی مجالس میں شریک ہوتے ہیں اور ان کے افعالِ شنیعہ کو اپناتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے کسی طرح بھی روا نہیں کہ وہ ذرا بھی ان خرافات کی طرف میلان کریں یا ان کو اختیار کریں، جو مسلمان آج سے پہلے ایسا غلط فہمی کے بناء پر کر چکے ہیں وہ اس پر توبہ و استغفار کریں اور آیندہ کے لئے عزم مصمم کریں کہ ان قباحتوں کے قریب بھی نہیں بھٹکنا۔ اللہ پاک ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

کشکول

موت کا کوئی وقت معلوم نہیں:

حکیم لقمان کا قول نقل کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: کہ اے بیٹے! موت ایسی چیز ہے جس کا حال معلوم نہیں کہ کب آ پہنچے، اس کے لیے اس سے پہلے پہلے تیاری کر لے کہ وہ دفعتہً آ جائے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت عطار بن یسار کا قول نقل کیا ہے کہ جب نصف شعبان ہوتا ہے تو ملک الموت کو ایک فہرست دے دی جاتی ہے کہ اس میں جن کے نام ہیں ان سب کی ارواح کو اس سال قبض کرنا ہے جبکہ لوگ اس سے بے خبر ہوتے ہیں کوئی نکاح میں مشغول ہوتا ہے کوئی مکان کی تعمیر کروا رہا ہوتا ہے مگر ان سب کے نام مُردوں کی فہرست میں ہوتے ہیں۔ بقول شاعر ۔

زندگی کیا ہے تھرکتا ہوا ننھا سا دیا
ایک ہی جھونکا جیسے آئے بجھا دیتا ہے

(بنت شبیر احمد قریشی۔ کراچی)

نماز میں دل لگانے کا طریقہ:

اتنی بات یاد رکھیں کہ نماز میں کسی بھی کلمے کو بغیر ارادے کے نہ پڑھیں بلکہ ہر لفظ اور کلمے کو سوچ اور ارادے کے ساتھ ادا کریں۔ مثلاً اللہ اکبر کہہ کر جب کھڑی ہوں تو یوں سوچیں کہ میں اب "سبحانک اللھم" پڑھ رہی ہوں۔ پھر سوچیں کہ "وبحمدک" کہہ رہی ہوں پھر دھیان کریں کہ اب "تبارک اسمک" منہ سے نکل رہا ہے۔ اسی طرح ہر ہر لفظ پر الگ الگ دھیان اور ارادہ کریں۔ پھر الحمد اور سورت میں یونہی کریں پھر رکوع میں اسی طرح ہر دفعہ "سبحان ربی العظیم" کو سوچ سوچ کر کہیں۔ غرض منہ سے جو بھی نکالیں پہلے دھیان رکھیں۔ ساری نماز میں یہی طریقہ رکھیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس طرح کرنے سے کسی طرف دھیان نہ بٹے گا پھر تھوڑے دنوں میں آسانی سے جی لگنے لگے گا اور نماز میں مزہ آئے گا۔ (ماخوذ از بہشتی زیور: حضرت مولانا حکیم الامت رحمہ اللہ) (ا، ر۔ ملتان)

تلاش بے محل:

○ بلندی اور ترقی انکساری میں ہے، لوگ تکبر میں تلاش کرتے ہیں۔
○ عزت تواضع اور خاکساری میں ہے، لوگ حسد اور بغض میں تلاش کرتے ہیں۔
○ انسانیت خوش اخلاقی میں ہے، لوگ بداخلاقی میں تلاش کرتے ہیں۔
○ دوستی محبت اور خلوص میں ہے، لوگ خود غرضی میں تلاش کرتے ہیں۔
○ شرافت شرم و حیا میں ہے، لوگ بے حیائی میں تلاش کرتے ہیں۔
○ راحت وعیش جنت میں ہے، لوگ دنیا میں تلاش کرتے ہیں
○ دعا کی قبولیت لقمہ حلال میں ہے، لوگ لقمہ حرام میں تلاش کرتے ہیں (بنت سبز علی۔ میٹرو ول، کراچی)

زمانہ جاہلیت کے طریقے جو آج بھی ہمارے معاشرے میں رائج ہیں:

☆ قبر پرستی، اللہ کا در چھوڑ کر غیر اللہ سے مانگنا۔
☆ غیب کی خبریں لینا، فالیں نکالنا، (Horoscope) تاریخ پیدائش سے قسمت معلوم کرنا، نجومیوں اور پامسٹوں سے قسمت معلوم کرنا۔
☆ قتلِ اولاد، پہلے لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیا جاتا تھا۔ اب الٹراساؤنڈ کے ذریعے معلوم کر کے کہ کیا لڑکی ہے یا لڑکا، لڑکی ہو تو حمل ضائع کروا دیا جاتا ہے۔
☆ لڑکیوں کی بہ نسبت لڑکوں کو زیادہ اہمیت دینا، لڑکیوں کو ان کے بنیادی حقوق، جائداد اور شادی تک سے محروم کرنا۔
☆ بے پردگی، فحاشی، ہم جنس پرستی۔
☆ نسلی، زبانی عصبیت۔
☆ اپنے اعمال پر نظر رکھنے کی بجائے اپنے حسب نسب، خاندان، جغرافیائی اور ثقافتی نسبتوں پر فخر کرنا حالانکہ ہمارے لئے فخر کا سبب صرف صحیح مسلمان ہونا ہے۔
☆ اپنی تقریبات اور رسوم میں زمانہ جاہلیت کے طریقوں پر چلنا مثلاً شادی کے موقع پر ہندوانہ رسمیں، ایسے تہوار منانا جن کی کوئی بنیاد نہیں جیسے بسنت (جو دراصل رام چندر کی واپسی کا تہوار ہے) اور ویلنٹائن ڈے وغیرہ۔
☆ حلال وحرام میں تمیز نہ کرنا: آج کل ماڈرن بننے کے چکر میں لوگ شراب نوشی کرتے ہیں جھٹکے کا گوشت کھا لیتے ہیں، اس کے علاوہ عورتوں کا مختصر لباس (Short-Dress) اور مردوں عورتوں کا ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا۔
☆ زمانہ جاہلیت کی طرح زیب وزینت اختیار کرنا اور ان کی نمائش کرنا جیسے ماڈلنگ وغیرہ۔

قرآن واحادیث میں ان سب چیزوں کے اختیار کرنے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں جیسے ایک حدیث میں آتا ہے "جس نے غیر قوموں کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہوگا"۔ (مفہوم الحدیث) (ل۔ش، بنت مشتاق۔ ڈھوک شرقی، پنڈی گھیپ)

جنتی خاتون:

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا ان خوش نصیب صحابیات میں سے ہیں جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ ان کا اسم گرامی رمیصاء تھا۔ انہیں صحابیات میں منفرد مقام حاصل ہے۔

چنانچہ ایک مرتبہ ان کے صاحبزادے بیمار ہو گئے ان کے شوہر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انہیں بیمار چھوڑ کر کام پر چلے گئے، اسی دوران صاحبزادے کا انتقال ہو گیا۔ حضرت ام سلیم نے ان پر کپڑا ڈالا، جس کوٹھڑی میں انتقال ہوا تھا لاش اسی میں رہنے دی، اور آ کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کیلئے کھانا تیار کرنے لگیں۔ حضرت ابوطلحہ روزے سے تھے اور ام سلیم نے یہ پسند کیا کہ افطار وغیرہ سے پہلے انہیں اس جان کاہ غم میں مبتلا کریں۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ شام کے وقت گھر آئے، بچے کا حال پوچھا اور اسے دیکھنے کیلئے کوٹھڑی میں جانے لگے لیکن ام سلیم نے کہا "وہ بہت اچھی حالت میں ہے اسے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت ابوطلحہ لوٹ آئے اور مطمئن ہو کر افطاری کرنے لگے۔ ام سلیم نے اپنے شوہر کے استقبال کیلئے حسب معمول سنگھار بھی کیا اور گھر کی فضا پر حادثے کا معمولی اثر بھی نہ ہونے دیا۔ رات حسب معمول ہنستے کھیلتے گزری، تہجد کے وقت ام سلیم نے کہا "ابوطلحہ! فلاں قبیلے کے لوگ عجیب ہیں انہوں نے اپنے پڑوسیوں سے کوئی چیز عاریتاً مانگی پڑوسیوں نے دے دی مگر یہ اسے اپنی سمجھ کر بیٹھ گئے اب وہ اپنی چیز مانگتے ہیں تو یہ ان پر خفا ہوتے ہیں۔"

ابوطلحہ بولے "انہوں نے بہت برا کیا۔ یہ تو انصاف کے صریح خلاف ہے۔"

اس پر ام سلیم بولیں "آپ کا بیٹا بھی اللہ نے آپ کو عاریتاً دیا تھا اور اب اس نے اس کو واپس بلا لیا ہے، وہی اس کا مالک تھا۔ ہمیں صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔"

ابوطلحہ یہ سن کر حیران رہ گئے اور جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ ام سلیم نے میرے ساتھ ایسا معاملہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا۔

"ابوطلحہ! اللہ نے تمہاری گزشتہ رات میں تم پر بڑی برکتیں نازل کی ہیں" (ماخوذ از "تراشے" مفتی تقی عثمانی ص ۴۷) (اخت وسیم افضل کیانی۔ سوہاوہ، آزاد کشمیر)

"ڈائجسٹ"

دورِ حاضر کی لعنتِ عظیم

ہاشمی اٹکسٹی

اہل توحید اس امر پر متفق ہیں کہ ہر انسان مختلف خصائل کا مالک ہے تاہم چند خوبیاں تمام انسانوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہیں جو مشترک ہیں انہیں ہم فطرت کا نام دیتے ہیں۔ خوشی، غمی، اشتعال یہ فطرت میں شامل ہیں جوازل سے حضرت انسان کے ساتھ منسلک ہیں۔ اسی طرح مرد وزن کا ایک دوسرے کی طرف میلان بھی فطرت کا ایک حصہ ہے۔ اسلام چونکہ دین فطرت ہے لہٰذا فطرت کو پورا کرنا کوئی امر ناجائز نہیں مگر ہمیں بنانے والا جانتا ہے کہ اگر فطرت پر کوئی حد نہ لگائی جائے اور آزاد چھوڑ دیا جائے تو انسان اور حیوان کے درمیان تفاوت مٹ جاتا ہے۔ مذکورہ فطرت کو پورا کرنے کا سامان بھی اللہ تعالیٰ نے کردیا اور "نکاح" جیسا پاکیزہ طریقہ بتایا۔ نیز یہ کہ انبیاء نے اس پر عمل کیا تا کہ کوئی شک وشبہ نہ رہ جائے۔ مشاہدے سے اور قرطاس تاریخ پلٹنے سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ جب تک انسان اللہ کے اس بتائے ہوئے طریقے پر گامزن رہا چہرہ دہر پاکیزہ رہا اور جونہی اس سے انحراف کیا برائیوں نے جنم لیا۔ یہی فطرت تھی جس نے ہابیل اور قابیل کے واقع کو جنم دے کر پہلی بار کسی معصوم انسان کا لہو بہایا، اس کے بعد یہ سلسلہ چل نکلا اور اسی فطرت کو غلط طریق سے پورا کرنے کے نتیجے میں "زنا" جیسی لعنت انسان نے شروع کی۔

میرا مقصد اس فطرت پر بحث کرنا نہیں، میں تو یہ باور کرانا چاہتی ہوں کہ زمانہ گزرتا گیا ظاہری ترقیاں شروع ہوئیں تو انہوں نے بھی اس فطرت کے غلط طریقے سکھائے۔

پہلے جب انسان قبیلوں اور گاؤں میں منقسم ہوگیا تو جو صاحب قوت ہوتے وہ شرفاء کی عورتوں اور ظلم وجبر سے اسی فطرت کو پورا کرتے، رئیس عورتیں اپنی دولت وثروت کے ذریعے اس فطرت کو پورا کرتی رہیں۔ انقلابات برپا ہوئے، ترقی کی منازل طے ہوئیں مگر...... فطرت ادھر ہی ہے جہاں تھی۔ جی ہاں آج ترقی کو بھی اسی فطرت کی تکمیل کیلئے استعمال کیا جارہا ہے اور انسانیت کا تصور مکدر سے مکدر ہوتا جارہا ہے۔

"ڈائجسٹ" کا شعبہ بھی (معذرت کے ساتھ) اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ آج ہزاروں چھاپے خانے، ہزاروں کی تعداد میں ضخیم ضخیم کتابیں چھاپ رہے ہیں اور لاکھوں مسلمان ان بیہودہ رسالوں کو خرید کر اپنی

فطرت کو مطمئن کرنے کے ساعی ہیں۔ آخر اس ادب کی کیا غایت کیا منشا؟...... اگر آپ نے کبھی غور نہیں کیا تو اب کیجئے۔ کوئی سبق اور درس تو در کنار ان کے اندر کوئی ربط نہیں ہر کہانی، ہر ناول آپ کو یہی دکھائے گا۔"......

سے محبت ہوئی،...... کے حصول کیلئے بہت مشکل پیش آئی...... سے شادی ہوگئی" "تو" "سو" "دوسو" صفحات اسی اول فول سے سیاہ کردیئے جاتے ہیں۔

جب نام نہاد شرفاء اپنی جوانی پھلانگ جاتے ہیں تو یہ زمانے اور محلے میں شریف مشہور ہوجاتے ہیں۔ کسی کی طرف ان کا میلان ہوجاتا ہے بس یہ حضرات اپنے جذبات کو صفحوں پر سمو کر ڈائجسٹ والوں کے حوالے کرتے ہیں جو انہیں ہونہار لکھاری کا لقب دیتے ہیں۔ یہ شرفاء اپنا بانکپن، غلیظ ذہنیت اور بے لگام جذبات کو صفحوں پر درج

کرتے جاتے ہیں، بات کچھ بھی نہیں ہوتی مگر "فلاں کی منگیتر ایسی تھی"، "اس کا کلاس فیلو بڑا اسمارٹ تھا" میں یہ ناول کی صورت اختیار کرلیتی ہے اور اچھی خاصی ضخامت حاصل کرلیتی ہے۔ یہ بڈھے اور بیکار حضرات اس کے اندر کہیں کسی عورت کے جسم پر بات کرتے ہیں تو کہیں کسی خوبصورت مرد کا حلیہ بیان کرتے ہیں اور یوں اپنے نفس کو بھی تسکین دیتے ہیں اور پڑھنے والوں کے نفس کو چاہے عورت ہو یا مرد مخالف جنس کی باتیں پڑھ کر ایک "مزہ سا" آتا ہے۔ نہایت افسوس کا مقام ہے ہم سب کے لئے کہ ایسے مخرب اخلاق ناولوں کو فروغ دینے کیلئے حوصلہ

افزائیاں کی جاتی ہیں۔ ایک اور بات یہ کہ اگر یہ اتنی ہی اچھی چیز ہے تو آپ اسے اپنے بچوں سے کیوں چھپاتے ہیں؟ وجہ عیاں ہے کہ آپ کا ضمیر زندہ ہے اور آپ اپنے نوجوان بیٹے یا بیٹی کے اخلاق کو یوں خراب نہیں کرنا چاہتے تو خود کیوں پڑھ لیتے ہیں؟ افسوس صد افسوس "خواتین ڈائجسٹ نام رکھ کر" خواتین کو مذاق بنایا جارہا ہے۔ کسی بے پردہ عورت کی تصویر لگا کر بے حیائی کو فروغ دیا جارہا ہے۔ یہ ڈائجسٹ ہر بازار میں دستیاب ہیں، ہر ہاتھ میں جاتے ہیں۔ ذرا سوچئے تخمیناً کتنے لوگوں کے اخلاق روز بروز صرف اسی خباثت کے ذریعے خراب ہورہے ہیں۔

یادرکھئے بچے ازل سے بے حیا نہیں ہوتے، وہ سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے ہی انتہا تک پہنچتے ہیں جس کے لئے پہلی سیڑھی میرے محسن ڈائجسٹوں کے لکھاری اور فلموں کے اداکار مہیا کرتے ہیں۔ ان ڈائجسٹوں میں خاص کر نوجوان نسل کے ذہن کے اعتبار سے مواد موجود ہوتا ہے جو وہ "مزے لے لے" کر پڑھتے ہیں اور پھر تجربات انجام دیتے ہیں اور جس قسم کے محبوب کے بارے میں ڈائجسٹ کے ذریعے تصویر سوچی ہوتی ہے اسے اپنے گرد ونواح میں ڈھونڈتے ہیں۔ اللہ ہی رحم فرمائے۔

افسوس اس بات کا نہیں کہ سرطان ایبض سے متاثرہ افراد اس کا شوق رکھتے ہیں بلکہ "مشرقی" "لڑکے اور" باحیا لڑکیاں" بھی اس کا شغف رکھتی ہیں، ستم تو یہ کہ بڑے بڑے مذہبی بہن بھائی اس لعنت سے محفوظ نہیں۔ خدا گواہ ہے میں نے اپنے ہی اقرباء خواتین اور مرد حضرات کے گھر یہ شیطان نامے رکھے دیکھے ہیں۔ یہ حضرات ذکر وصلوٰۃ سے دل صاف کرکے ان ڈائجسٹوں سے سارا ستیاناس کرلیتے ہیں۔ علماء اور صوفیا حضرات کے نزدیک دل کو جانے والے چار راستے آنکھیں، کان، گویائی، سوچ جب تک مثبت راہ پر نہیں ہوں گے کام نہیں بنے گا۔

آخری درخواست یہی کروں گا کہ وہ بہنیں جو باشعور ہیں اور اس مبارک رسالے (خواتین کا اسلام) کو پڑھتی ہیں وہ ڈائجسٹوں سے پرہیز کریں، اپنی بہنوں کو بھی سمجھائیں، بچوں کو بھی بچائیں۔ یادرکھئے! اللہ تعالیٰ شرک وکفر تو برداشت کرلیتا ہے مگر فحاش معاشرہ ہرگز برداشت نہیں کرتا۔ (فقط ایک گنہگار)

تیسری خبر

21 جنوری 2004ء بدھ کے دن خواتین کا اسلام شمارہ 46 کے صفحہ 3 پر محمد احمد حافظ صاحب کی تحریر تعمیرِ فکر میں ''دو خبریں'' پڑھی تو بہت سے واقعات ذہن میں گھوم گئے اور دل و دماغ نے قلم اٹھانے اور ان خیالات کو نقطوں کا لباس پہنانے پر مجبور کیا۔ محمد احمد حافظ صاحب نے تو فرانس کی دو خبروں کا ذکر کیا ہے لیکن میں یہاں ایک تیسری خبر کا ذکر کروں گی جو فرانس میں نہیں آپ کے اپنے ملک...... آپ کے اپنے پاکستان میں وقوع پذیر ہو رہی ہے۔ وہ پاکستان...... وہ

ک۔ بنت محمد اشرف ٹیکسلا

پاک سرزمین جس کی بنیاد ''لا الٰہ الا اللہ'' پر رکھی گئی اور جس میں اسلامی اصولوں کے نفاذ کا وعدہ کیا گیا۔ آج اسی ملک کے ایک شہر حسن ابدال کے لڑکیوں کے ایک پرائیویٹ اسکول میں دورانِ تعلیم اسکارف لینے پر پابندی عائد کی گئی ہے، اور یہ پابندی اسکول کی پرنسپل نے نہیں بلکہ ''اسلامیات کی ٹیچر'' نے عائد کی۔ حیرت ہے کہ پرنسپل کرسچن ہوتے ہوئے بھی اسکارف کو پسند کر رہی ہیں اور اس کی تعریف کر رہی ہیں جبکہ اسلامیات کی ٹیچر اسکارف کو ''پھندے'' سے تشبیہ دے رہی ہیں۔ ان کا کہنا ہے: ''کتنی اذیت میں مبتلا ہیں یہ لڑکیاں جو ہر وقت اسکارف پہنتی ہیں۔ ان کا دم نہیں گھٹتا یہ گردن کے پاس لپٹا رہتا ہے...... یہ پردہ تو نہیں ہے...... کہاں آتا ہے اسلام میں کہ اسکارف سے پردہ ہوتا ہے...... اگر آپ کو سردی لگتی ہے تو آپ اون کا مفلر لے لیں اسکارف لینا ضروری ہے۔'' حتیٰ کہ اسلامیات کے پیریڈ میں جن لڑکیوں نے قرآن پاک اور حدیث نبوی کی اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے یا پیریڈ کا لحاظ رکھتے ہوئے اسکارف سے سر ڈھانپا ہوتا تو ان کا اسکارف اتروا دیتیں اور کہتیں: ''یہ جو آپ کی سیش (SASH) ہے یہ سر ڈھکنے کے لئے کافی ہے۔'' اور وہ SASH یا پٹی ایسی ہوتی ہے جس سے سر کا آٹھواں حصہ بھی مشکل سے ڈھکتا ہے۔ کیا یہی ادب ہے دین سیکھنے کا ان کو جب بھی کلاس میں غصہ آتا جیسے تیسے اسکارف اتروا کر ہی غصے کا سمندر سکوت اختیار کرتا۔

ہماری پرنسپل نے جب اسکول کی چند باحجاب لڑکیوں کو دیکھا تو تعریف کی کہ یہ اس میں کتنی اچھی لگتی ہیں۔ اس کے برعکس اسلامیات کی مس کے خیالات یہ ہیں: ''اسلام میں کہاں آتا ہے کہ برقع پہنو یا اس سے پردہ ہوتا ہے۔ آپ نے سورۃ الاحزاب میں پڑھا ہے کہ چادر سے پردہ ہو جاتا ہے۔ تو پھر یہ برقع کیوں اوڑھتی ہیں، کیا ان کو گرمی نہیں لگتی۔ کتنا بند ہوتا ہے، ہوا کا راستہ بھی نہیں ہوتا، اور جو لڑکیاں اتنے فٹ برقع پہنتی ہیں، اس سے تو انسان ایسے ہی بہتر ہے۔'' شاید اس دنیا کی گرمی کو سامنے رکھتے ہوئے وہ جہنم کی گرمی کو بھلا رہی ہیں۔ ٹھیک ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آج کل برقع بھی ایک فیشن بن گیا ہے۔ بہت سی لڑکیاں فٹ برقع سلواتی ہیں لیکن اس میں ''شرعی پردہ'' کرنے والی لڑکیوں کا تو کوئی قصور نہیں وہ کیوں اس ظلم کی چکی میں پسی جائیں۔ یہ ٹیچر برقع اوڑھنے والی لڑکیوں کو سب کے سامنے ''ڈاکو بھائی'' کہہ کر پکارتی ہیں، دوستوں، اساتذہ اور جماعت میں سب کے سامنے اسکارف کی وجہ سے اور برقع کی وجہ سے بے عزت اور شرمندہ کرتیں ہیں۔ ایک لڑکی کے ذریعے معلوم ہوا کہ مس کہہ رہی تھیں کہ آپ عنقریب دیکھیں گے کہ آفس کے باہر لکھا ہوگا کہ ''برقع کی اسکول میں اجازت نہیں ہے جس طرح اسکارف کو میں نے ختم کروایا ہے اسی طرح برقع بھی جلد ہی ختم ہو جائے گا۔'' شاید مس کو یہ معلوم نہیں کہ۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ پھیلے گا جتنا کہ دباؤ گے
فانوس بن کر جس کی حفاظت خدا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

زمانے میں جیسے بھی حالات ہوں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کلمۂ حق کہنے سے گریز نہیں کرتے میں بھی انہیں میں سے ایک ہوں۔ امید ہے کہ جس طرح آپ حافظ صاحب کی دو خبریں پڑھ کر حیران ہوئی ہوں گی بنت محمد اشرف کی یہ تیسری خبر بھی آپ کی حیرانی میں اضافہ کرے گی۔

ام شہید

سالِ نو مبارک

سالِ گزشتہ بیت گیا سالِ نو شروع
اک نئے دن کی صبح، سورج ہوا طلوع
یا قادرِ مطلق ترے آگے ہے یہ خضوع
تو حاکمِ برحق ہے، دعائیں ہیں باخشوع

دستِ دعا بلند ہیں یا رب قبول ہو
سالِ نو ہمارے لئے باعثِ شرف ہو
لمحے گرفت میں ہوں محبت کا درس ہو
حق کا علم اٹھائے ہوں اور پیش رفت ہو

یا رب تو ہم کو عزم کی تکمیل عطا کر
قرآن ہو راہِ عمل توفیق عطا کر
سوئے ہوئے ضمیروں کو بیداری عطا کر
سالِ نو میں دین کی توقیر عطا کر

گھر سے فرار کا انجام

بنت بشیر محمد سلانوالی سرگودھا

مجھے تو نہیں لگتا کہ تمہارے گھر والے مان جائیں گے۔

ارے کیسے نہیں مانیں گے وہ مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں میں انہیں راضی کرلوں گی۔

اگر وہ راضی نہ ہوئے تو۔

تو پھر بعد میں دیکھا جائے گا۔

دیکھو تم آج ضرور بات کر لینا کہیں یہ نہ ہو کہ میرے گھر والے بھی اپنی بات سے پھر جائیں۔

اچھا ٹھیک ہے میں آج ضرور بات کروں گی۔

O......

صفیہ اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹی تھی باقی سب بہن بھائی شادی شدہ تھے۔صفیہ کی بھی منگنی بچپن ہی میں اپنے چچازاد سے طے ہو چکی تھی میٹرک کے بعد جب اس نے کالج میں داخلہ لیا تو وہاں اس کی ملاقات ایک لڑکے سے ہوئی۔عابد ایک امیر ماڈرن فیملی سے تعلق رکھتا تھا اس کے برعکس صفیہ کا خاندان متوسط طبقے کا نہایت شریف اور مہذب خاندان تھا اور اس کے باوجود اس نے عابد سے شادی کا فیصلہ کر لیا تھا وہ جو بات کرتی اسے کر کے بھی دکھاتی تھی۔

O......

رات جب سب گھر والے سونے کے لئے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تو آہستہ سے چلتی ہوئی امی جان کے کمرے میں پہنچ گئی۔امی جان مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔

ہاں بولو بیٹا۔ادھر یہاں آؤ میرے پاس۔وہ امی کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی۔

ہاں اب بتاؤ کیا بات پوچھنی تھی۔

امی دراصل وہ......وہ......اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی بات کرنے کی۔

بیٹا تم اتنی پریشان کیوں ہو کسی نے کچھ کہا ہے۔

نہیں تو۔

تو پھر کیا بات ہے۔

امی میرا ایک دوست ہے عابد میں اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔

ک ک......کیا ش ش......شادی۔

جی ہاں میں اس سے وعدہ کر چکی ہوں۔

تم ہوش میں تو ہو کہ تم کیا کہہ رہی ہو لگتا ہے تمہارا دماغ چل گیا ہے۔

آپ جو بھی سمجھیں لیکن۔

لیکن ویکن کو چھوڑو اگر تمہارے ابو کو پتہ چل گیا تو وہ تمہیں جان سے مار ڈالیں گے۔

امی آپ آرام سے میری بات مان جائیں مجھے کسی کا ڈر نہیں ہے۔اگر آپ نے میری بات نہ مانی تو میں کچھ بھی کر سکتی ہوں۔

اس سے آگے ایک لفظ بھی مت کہنا تم نے ہماری محبت کا یہ صلہ دیا ہے ہم نے اس لئے تمہیں تعلیم دلوائی ہے کہ تم ہماری ہی عزت کو ملیامیٹ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور ویسے بھی تمہاری منگنی بچپن میں تمہارے چچازاد سے ہو چکی ہے لہٰذا اب کچھ نہیں ہو سکتا آرام سے جا کر سو جاؤ۔

امی اوپر کمبل لپیٹ کر سو گئیں وہ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی اور سوچنے لگی کہ مجھے اب کیا کرنا چاہئے آخر سوچتے سوچتے اس نے ایک فیصلہ کر لیا اور یہ اس کا اٹل فیصلہ تھا۔

O......

صبح جب وہ کالج پہنچی تو سامنے ہی عابد کو اپنا منتظر پایا وہ جلدی سے اس کی طرف بڑھ گئی۔

یہ اتنی پریشان کیوں لگ رہی ہو۔عابد نے اس کی پریشانی محسوس کرتے ہوئے کہا۔

میں نے رات گھر والوں سے بات کی تھی۔پھر یہ کہ وہ نہیں مان رہے میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ وہ نہیں مانیں گے لیکن میں ہارنے والی نہیں ہوں میں نے ایک فیصلہ کیا ہے اور تمہیں میرا ساتھ دینا ہوگا۔کورٹ میرج۔

ک ک......کیا مطلب۔

مطلب یہ ہے کہ ہم گھر سے بھاگ کر عدالت میں شادی کرلیں گے۔

لیکن اس طرح سے تو سب کی عزت برباد ہو جائے گی۔وہ اس کی باتیں سن کر گھبرا گیا۔

مجھے کسی کی عزت کی کوئی پرواہ نہیں ہے تم رات 12 بجے ہمارے گھر کے سامنے والے پارک میں میرا انتظار کرنا۔اپنی بات مکمل کر کے وہ جلدی سے کلاس روم میں چلی گئی۔

O......

اس نے گھڑی پر نظر ڈالی تو ابھی 12 بجنے میں 20 منٹ باقی تھے وہ جلدی سے اٹھی اور اپنا اٹیچی کیس اٹھا کر باہر نکل آئی۔نقد رقم زیورات اور کپڑے وغیرہ اس نے پہلے ہی پیک کر کے رکھ لئے تھے۔گھر پر الوداعی نظر ڈال کر وہ آہستہ سے گیٹ کھول کر سڑک پر پہنچ گئی دور روشنی میں اس نے عابد کو کھڑے دیکھ لیا تھا اسے یقین تھا کہ وہ ضرور آئے گا۔وہ جلدی سے اس کے قریب پہنچ گئی۔

صفیہ جلدی کرو یہاں سے نکل جائیں یہ نہ ہو کہ ہمیں کوئی دیکھ لے وہ ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر چلے گئے کیونکہ عابد گھر کا انتظام کر کے آیا تھا۔

O......

آج ان کی شادی کو ایک ماہ سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا۔اسے ہر وقت عابد کا بدلتا ہوا رویہ پریشان کئے رکھتا تھا آج بھی اس نے آنے میں بہت دیر کر دی تھی ابھی وہ یہی باتیں سوچ رہی تھی کہ دروازہ کھلا عابد اندر داخل ہوا وہ بہت تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

آپ نے اتنی دیر کیوں لگا دی؟

امی کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔

کیا تم گھر گئے تھے؟

تمہارا کیا مطلب ہے کہ میں بھی تمہاری طرح گھر والوں کو چھوڑ دوں؟

میں نے تو آپ کی خاطر گھر والوں کو چھوڑا تھا۔

کیوں میں نے تمہیں کہا تھا کہ گھر سے بھاگ جاؤ اگر اتنی ہی عزت والی ہوتیں تو کبھی تم ایسا قدم نہ اٹھاتیں میں اگر چاہوں تو اب بھی اپنے ہی گھر میں رہائش اختیار کر سکتا ہوں کیونکہ جو لڑکی ماں باپ کو چھوڑ کر کسی کے ساتھ فرار ہو سکتی ہے وہ عنقریب شوہر کو بھی چھوڑ کر کسی اور کے ساتھ بھاگ سکتی ہے۔وہ زہر اگلتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

آج اسے احساس ہوا تھا کہ اس نے جذبات میں آ کر بہت غلط فیصلہ کر ڈالا تھا اور اب سوائے پچھتانے کے اور کیا ہو سکتا تھا۔

تار رشتوں کے مگر....

درد ایسا تھا کہ
آنکھوں میں بھر آئے آنسو
آئے بے ساختہ پھر یاد مجھے
امی ابو
جو ہوتے ساتھ تو وہ "ساتھ"
"دوا" ہو جاتا
سوچتے سوچتے
جانے مری کب آنکھ لگی
دیکھا میں نے کہ
ہیں وہ پاس مرے بیٹھے ہوئے
ابو غمگین ہیں تو
امی پہ سکتہ طاری
اشک آنکھوں میں ہیں
اور کرتی ہی جاتی ہیں دعائیں
قطرے اشکوں کے پھسل کر
جو گرے چہرے پر
چونک کر جاگا تو
پایا نہ کسی کو میں نے
پھر مرے دل میں
انوکھا سا خیال جاگ اٹھا
ماں اور باپ یہ مانا کہ
گزر جاتے ہیں
تار رشتوں کے مگر ٹوٹنے نہیں پاتے!

حمید عادل

منا کیوں رو رہا ہے؟

ام سالم

کیا آپ کا بچہ زور زور سے چیخ کر روتا ہے؟ بے کل اور بے چین رہتا ہے، ممکن ہے کہ بچے کی والدہ کام میں مصروفیت کی وجہ سے وقت نہ دے پائی ہو اور بچہ ماں کی دوری کی وجہ سے سراپا احتجاج بن گیا ہو۔ آپ غور کیجیے، مندرجہ ذیل صورتیں انتہائی نگہداشت کا تقاضا کرتی ہیں۔

○ جب پیٹ بھرا ہوا ہو، تھکن نہ ہو اور اس کے کپڑے وغیرہ بھی گیلے نہ ہوں اس کے باوجود وہ رو رہا ہو۔

○ جب دودھ پینے کے باوجود جاگ کر رونے لگتا ہے۔

○ دودھ پینے کے باوجود رو رہا ہے۔

○ رونے کا سلسلہ ہر روز ایک مقررہ وقت مثلاً شام میں شروع ہوتا ہو۔ اگر درج ذیل علامات پائی جائیں تو یقیناً بچہ کسی اندرونی کیفیت کی وجہ سے رو رہا ہے لیکن ایسا نہیں ہے تو

پھر مندرجہ ذیل صورتوں پر عمل کیجیے:

جھولا جھلایئے:

یہ عمل آپ اپنے بازوؤں میں لے کر بھی کرسکتی ہیں، بچے کو گود میں لے کر دھیرے دھیرے کمرے میں ٹہلیں، اُسے میٹھی میٹھی لوری سنائیں یا پھر جھولے میں ڈال کر اسے حرکت دیں۔ ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ جھولنے والی کرسی پر بیٹھ جائیں اور بچے کو گود میں لے لیں اس طرح بھی بچہ آرام کی نیند سو جاتا ہے یا رونے سے خاموش ہو جاتا ہے۔

تھپکنا اور چمٹانا:

بچے کو اپنے سینے سے لگا کر تھپکنے سے بھی بچہ خاموش ہو جاتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ماں کے دل کی دھڑکن اُسے بڑا سکون اور اطمینان بخشتی ہے اور اس کے جسم کی حرارت سے بھی اسے بڑا آرام ملتا ہے۔ مشاہدہ ہے کہ جو والدین باقاعدگی سے اپنے بچوں کی مقررہ وقت پر مالش کرتے ہیں وہ بچے بڑے مطمئن اور پر سکون رہتے ہیں۔

گرم پانی کا غسل:

نیم گرم پانی سے غسل کرانے سے بھی بچے کی طبیعت میں بشاشت آتی ہے۔ اس غسل میں اتنا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس کے سر اور منہ پر پانی دھیرے دھیرے ڈالا جائے تاکہ اسے سانس لینے میں مشکل نہ ہو ورنہ اُسے یہ عمل خوف زدہ کردے گا۔

ماحول کی تبدیلی:

بڑوں کی طرح بچہ بھی ایک جیسے ماحول سے اکتا جاتا ہے بلکہ جلدی اکتا جاتا ہے اس لئے اسے گھر سے باہر یا پھر کم از کم اس کے کمرے سے دوسرے کمرے میں لے جایئے، اسے تازہ اور کھلی ہوا میں سانس لینے کا موقع دیجیے، آپ تھکی ہوئی ہوں تو اسے گھر کے دوسرے چاہنے والے افراد دادا، دادی، نانا، نانی یا بھائی بہن کی آغوش میں دے دیجیے وہ نہال ہو جائے گا۔

پیارے پیارے نام

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ اس کے علاوہ ناموں میں بہترین نام محمد اور احمد ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے نام ہیں۔ آپ اپنے منے کا نام اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں تو ''عبد'' کا اضافہ کریں جیسے الستار اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے تو آپ عبدالستار نام رکھیں یا عبدالوہاب، محمد بابرکت نام ہے، آپ بچے کا کوئی بھی نام رکھنا چاہتے ہیں تو ''محمد'' ساتھ لگا دیں جیسے ''محمد وقاص'' ''محمد اسعد'' ویسے مفرد نام بھی اچھے ہوتے ہیں، بچے کو پکارنے اور لکھنے میں آسانی رہتی ہے جیسے ایمن، احمد۔

لڑکوں کے نام

ابراہیم: جلیل القدر نبی کا نام
ایوب: اللہ کی طرف رجوع کرنے والا
ایاس: زور آور
اسعد: بہت خوش نصیب
ایمن: برکت وسعادت والا

لڑکیوں کے نام:

اِسعاد: سعادت و نیک بختی چاہنے والی
اُزویٰ: دیکھنے میں خوبصورت لگے
امل: امید
اَنسام: نسیم، پاکیزہ ہوا
اِخلاص: وفا و سچائی

ایب کنگ پرو پلس
خصوصی رعایت پر حاصل کریں
اور صرف پندرہ روز میں بڑھا ہوا وزن
اور پیٹ کم کریں لائف ٹائم گارنٹی کے ساتھ
ہوم ڈلیوری سروس

ابھی فون کریں
اور ابھی حاصل کریں
فیئر فٹنس
کراچی 0300-2184131 ملتان 0300-9638338 061-518811
رحیم یار خان 0731-78812 گجرات 0433-605125 ڈی جی خان 0641-468866

منفی سوچ کے منفی نتائج

بنتِ محمود

"اعمال کا دارومدار نیت پر ہے" اس حدیث میں آقائے مدینہ، راحت قلب وسینہ حضور احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بتایا کہ تمام اعمال کی بنیاد نیت ہے اس لئے جو اپنی نیت کو درست رکھے گا وہی کامیاب وسچا مسلمان کہلائے گا۔ آج مسلمانوں کی حالت کچھ عجیب وغریب ہوگئی ہے۔ معمولی سے معمولی مفاد کے لئے "بداعمالی اور بدنیتی" کے شکار ہورہے ہیں۔ اسی منفی سوچ کی وجہ سے جب ذلت وناکامی ان کے حصے میں آتی ہے تو کف افسوس ملتے ہیں اور اس بات پر غور نہیں کرتے کہ "منفی سوچ" کے دائرے میں جو بھی کام کیا جائے وہ باعث ذلت ہوتا ہے، منفی سوچ انسان کے کردار وذہن کو مسخ کرنا شروع کر دیتی ہے، منفی سوچ کے عادی انسانوں میں دیگر گناہوں کی کثرت ہوتی ہے اور جب انسان گناہوں کا عادی ہوجاتا ہے تو اس کا باطن وذہن کثیف ہوجاتا ہے اور جب باطن ناپاک ہوجائے تو ظاہر (وجود) ازخود ناپاک ہوجائے گا۔ منفی سوچ کا ایک نقصان یہ ہے کہ آدمی "سکون قلب" سے محروم ہوجاتا ہے اور دوسرا نقصان یہ ہے کہ معاشرے میں اس کی سرے سے کوئی عزت نہیں رہتی ہے۔ منفی سوچ رکھنے والوں کا چہرہ بہت جلد بے نقاب ہوجاتا ہے کیونکہ جب منفی سوچ کی وجہ سے یہ لوگ ذہنی وقلبی طور پر پریشان رہنے لگتے ہیں تو ان کا اصل ذہن لوگوں کو معلوم ہوجاتا ہے۔ اللہ عزوجل (جو بالخصوص نیتوں کو دیکھتا ہے) کی نعمتوں سے بھی منفی سوچ رکھنے والے فائدہ نہیں اٹھاسکتے۔ کسی کی ترقی، علمی معلومات، عملی اقدامات، دولت کی فراوانی کو دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھنا "منفی سوچ" کی بنیادی علامت ہے۔ حالانکہ آپ کی منفی سوچ کسی سے اس کا علم وعمل، حسن ودولت، ترقی کو ہرگز نہیں چھین سکتی تو بلاوجہ منفی سوچ کا شکار ہوکر اعمال نامہ کو سیاہ کرنا کہاں کی دانشمندی ہے۔ منفی سوچ آپ کے اندر موجود مثبت سوچ کے جذبات کو ابھرنے نہیں دے گی جس کی وجہ سے آپ مثبت کاموں کو سرانجام نہ دے سکیں گے۔

یہ بات بھی صحیح ہے کہ کوئی بھی انسان "منفی سوچ" سے قطعی بے نیاز نہیں ہوسکتا مگر اپنی زندگی کے اکثر معاملات کو منفی سوچ کے دائرے میں محدود کردینا کیا کم بری بات ہے۔ ہوشیار رہیں کہ کہیں منفی سوچ کی وجہ سے آپ کے حسین خیالات کی دنیا برباد نہ ہوجائے۔ وقتاً فوقتاً اپنی سوچ کا جائزہ لیتے رہیں تاکہ آپ کی سوچ آپ کو مضطرب وبے چین نہ کردے۔ انسان کا سکون غارت ہونا معمولی بات نہیں ہے، منفی سوچ ہمیں ذہنی وقلبی طور پر مفلوج کردیتی ہے۔ خیالات ایک بہتے دریا کی طرح ہیں، اس دنیا میں آپ تنکے کی طرح مت بہیئے بلکہ ایک مچھلی کی طرح رہیں تاکہ آپ روانی میں صحیح اور غلط سمت کو پہچان سکیں جو منفی سوچ کا مالک ہوگا اس میں دیگر خرابیاں وبرائیاں بہت جلد اپنا ڈیرہ جمالیتی ہیں۔ اگر کوئی آپ کے متعلق منفی سوچ رکھے اور آپ کو معلوم ہوجائے تو آپ پر کیا بیتے گی۔ بالکل اسی طرح آپ بھی کسی کے متعلق منفی سوچ نہ رکھیں۔ ایک مرشد کامل نے اپنے مرید کو نصیحت کی کہ "تم پہلے اپنی سوچ کو گناہوں سے دور رکھنا تمہارا وجود (ظاہر) ازخود گناہوں سے دور ہوجائے گا۔ ماہرین نفسیات کا بھی کہنا ہے کہ "منفی سوچ" رکھنے والے بہت سی نفسیاتی وذہنی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں اور منفی سوچ انسان کے قلبی سکون کو غارت کردیتی ہے۔ اکثر منفی سوچ رکھنے والوں کا "احساس کمتری" سے کافی قریبی تعلق ہوتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اسلامی دائرے کے مطابق اپنی سوچ کا جائزہ لیتے رہیں ورنہ یہ منفی سوچ ہمیں "جہنم کے تاریک گڑھوں کی طرف لے جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں منفی سوچ سے بچائے رکھے (آمین)

مستور رہنا چاہیئے

بن کے والد کی نظر کا نور رہنا چاہیئے — آپ عورت ہیں تو پھر مستور رہنا چاہیئے
گلیوں بازاروں میں ہرگز مت کریں خوشیاں تلاش — چار دیواری ہی میں مسرور رہنا چاہیئے
لفظ عورت کا ہے مطلب چھپنے والی چیز — پھر سراپا ستر کو مستور رہنا چاہیئے
خاطرِ عفت یہ بدخلقی عبادت ہے جناب — لاکھ کہتا ہے کوئی مغرور رہنا چاہیئے
آپ عفت کا ضامن ہے یہ قانونِ حجاب — آپ کو اسلام کا مشکور رہنا چاہیئے
ویڈیو، تصویر، گانے، اختلاطِ مرد و زن — ایسی تقریبات سے ہی دور رہنا چاہیئے
کیوں غلامانِ جہانِ عارضی کا خوف ہو — عشقِ آقا سے ہمیں مجبور ہونا چاہیئے
حرفِ لم یطمس پہ دنیا میں بھی ممکن ہے عمل — آپ کو جنت کی بن کر حور رہنا چاہیئے
دولتِ قربِ خداوندی نہ چھن جائے آخر
جائے عصیاں سے ہمیشہ دور رہنا چاہیئے

امتہ جون پوری

آپ کی صحت

جوڑوں کا درد:

ھ ڈاکٹر صاحبہ میری بہن کی عمر 26 سال ہے اور تقریباً 3 سال سے ان کو جوڑوں کے درد کی شکایت ہے ہومیو پیتھک علاج کروایا جس سے ایک ہاتھ کی تکلیف ٹھیک ہوگئی مگر باقی جسم میں مسلسل درد رہتا ہے خاص کر ہاتھوں میں بہت درد ہوتا ہے اور صبح بیدار ہوتے وقت یہ درد شدید تر ہوتا ہے اور کمر کا کوئی کام نہیں کرسکتی بالکل معذوروں کی طرح ہوگئی ہے میں نے اپنے جو مسائل بیان کیے ہیں ان کے صرف جواب دے دیں۔ (بنت صادق۔ کرک)

☆ آپ کو مخصوص ایام میں جو شکایات ہوتی ہیں اس کے لئے Pulsattila 30 (پلساٹیلا) دوا دن میں تین مرتبہ 5-5 قطرے ایک چمچہ پانی میں لیں۔ اس کے ساتھ گیس کے لئے CARBO VEG 30 یہ بھی مندرجہ بالا طریقے سے استعمال کریں۔

آپ کی بہن LEDUM PAL 200 میں روزانہ 2 خوراک 4-5 قطرے ایک چمچہ پانی میں لیں ساتھ ہی کیلشیم کے لئے Cac.1000 کی ایک گولی روزانہ ایک گلاس پانی میں گھول کر پیئیں۔ پھل اور دودھ کا استعمال زیادہ کریں۔

دانت پیلے ہیں:

ھ میرے دانت شروع سے ہی پیلے ہیں میری عمر 20 سال ہے اور میں باقاعدگی سے دانت صاف کرتی ہوں لیکن پیلاہٹ نہیں جاتی جس سے شرمندگی ہوتی ہے مزید یہ کہ میرے نچلے جبڑے کے سامنے کے چار دانتوں سے ماس یعنی مسوڑے ختم ہو رہے ہیں اور جڑیں نظر آنے لگ گئی ہیں، میں چونکہ پردہ کرتی ہوں اس لئے ڈاکٹر کو نہیں دکھا سکتی۔ جہاں تک مجھے سمجھ پڑتی ہے کہ بچپن میں مجھے زبان دانتوں سے رگڑنے کی عادت تھی شاید یہ اسی وجہ سے ہے میری امی کا کہنا ہے کہ میں برش بہت رگڑ رگڑ کر کرتی ہوں اس لئے مجھے یہ مسئلہ درپیش ہے بہرحال آپ سے گزارش ہے کہ آسان سا کوئی نسخہ اور حل بتائیں تاکہ میں اس بیماری سے چھٹکارا پاسکوں۔ شکریہ۔ (بنتِ خلیل سرگودھا)

☆ آپ زیادہ زور سے برش نہ کیا کریں مسوڑھوں کی نسیں متاثر ہوتی ہیں۔ آپ PYODINE-Gargle\mouth wash استعمال کیا کریں اس سے آپ کے مسائل ان شاء اللہ حل ہوں گے۔ ویسے دانتوں کی پیلاہٹ ہاضمے کی خرابی سے ہوتی ہے اگر ایسا مسئلہ ہے تو اس کا مناسب علاج کروائیں۔

بھوک نہیں لگتی:

ھ میں آپ کا کالم بہت شوق سے پڑھتی ہوں آپ بہت بڑی خدمت کر رہی ہیں اللہ آپ کو اس کا اجر دے آمین۔ (۱) باجی میری عمر ۱۹ سال ہے قد تقریباً ساڑھے پانچ فٹ ہے مگر صحت اچھی نہیں ہے۔ بہت دبلی ہوں سب گھر والے مذاق اڑاتے ہیں۔ بھوک بہت کم لگتی ہے لگتی بھی ہے تو کھایا نہیں جاتا۔ (۲) فِگر کا بھی مسئلہ ہے سینہ سپاٹ لگتا ہے۔ (۳) ماہانہ مسئلہ بھی بہت تکلیف دہ ہوتا ہے، ایک دن پہلے ہی کمر اور پاؤں میں درد شروع ہوجاتا ہے اور تین چار دن تو بہت ہی تکلیف میں گزرتے ہیں۔ برائے مہربانی تینوں مسئلوں کا کوئی اچھا سا اور آسان حل بتادیں اللہ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے آمین۔ (آصفہ سردار۔ ملیر کراچی)

☆ مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ جس قدر آپ دبلی ہیں اتنا ہی مختصر آپ نے خط لکھا ہے خیر اچھی بات ہے کہ غیر ضروری باتوں سے گریز کیا ہے۔ آپ دوا Alfalfa Tonic(schawbe) (سیرپ) کی لیں۔ ہر کھانے سے ایک گھنٹہ پہلے 1 چمچ لیں۔ اس سے بھوک اور کمزوری کا مسئلہ حل ہوگا۔ اس کے ساتھ درد وغیرہ کے لئے Mag.phos 6x کی چار گولیاں دن میں 4 مرتبہ لیں۔ Mag.phos IM کی ایک خوراک ہر ہفتے ایک مرتبہ لیا کریں۔ جہاں تک فگر والا مسئلہ ہے اس میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں شادی کے بعد یہ چیز خود بخود ٹھیک ہوجاتی ہے۔

ڈاکٹر اُمّ محمد

دماغ کمزور ہوگیا ہے:

ھ ڈاکٹر صاحبہ میرا ایک بیٹا ہے جس کی عمر تقریباً 18 سال ہے اُس کی یادداشت بہت کمزور ہے۔ میں اُسے کوئی بات کرتی ہوں تو اُسے یاد نہیں رہتی۔ پڑھائی میں پہلے بہت اچھا تھا مگر اب کمزور ہوگیا ہے۔ پہلے تھوڑی دیر پڑھتا تھا مگر کلاس میں اول پوزیشن آتی تھی۔ اب دن بھر پڑھتا رہتا ہے لیکن پھر بھی اول پوزیشن نہیں آتی۔

ساری رات میں تقریباً 5 گھنٹے سوتا ہے۔ باقی رات انٹرنیٹ پر (Islamic room) میں تبلیغ کرتا رہتا ہے۔

مجھ سے کئی بار شادی کے بارے میں اظہار بھی کیا مگر میں نے اسے چھوٹا سمجھ کر چپ کرادیا، یہ تقریباً 3 سال سے ہو رہا ہے۔ برائے مہربانی کوئی آسان اور جلد اثر دکھانے والا نسخہ بتائیے اور اگر کچھ ہدایات اور احتیاطی تدابیر ہوں تو وہ بھی بتادیجئے۔ میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔ (ام فرہاد احمد۔ فیصل کالونی پشاور)

☆ آپ کے خط سے جو میں سمجھی ہوں وہ یہ ہے کہ آپ کا بیٹا بہت ذہین ہے اسے کوئی مسئلہ نہیں بس اسے انٹرنیٹ کی بیماری لگ گئی ہے۔ اس نے آپ سے کئی بار شادی کا کہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ انٹرنیٹ پر تبلیغ نہیں کرتا بلکہ کسی فیمیل سے چیٹنگ کرتا ہے اور پڑھائی کے دوران بھی اس کا ذہن ادھر ہی لگا رہتا ہے۔ جبھی تو سارا دن پڑھنے کے باوجود اسے کچھ یاد نہیں رہتا۔ انٹرنیٹ ہمارے نوجوانوں کو چٹ کر رہ گیا ہے۔ ان کی ساری دماغی اور عملی صلاحیتیں برباد ہو رہی ہیں۔ والدین خوش ہوتے ہیں کہ ہمارا بچہ کتنا Forward ہوگیا ہے حالانکہ وہ تعلیمی لحاظ سے Backward ہو رہا ہوتا ہے۔ بہرحال اب اسے پہلے جیسا ذہین بچہ بنانے کے لئے ضروری ہے کہ انٹرنیٹ سے بالکل پرہیز کرایا جائے، نہیں تو آپ کا بچہ پہلے والی پوزیشن پر نہیں آسکتا۔ آپ اسے کہیں کہ تبلیغ ہی کرنی ہے تو تبلیغی جماعت کے ساتھ وقت لگالے اب یہ بات آپ پر ہے کہ اسے کس طرح انٹرنیٹ سے پرہیز کرواتی ہیں، بس یہی دوا اور تدبیر ہے۔

ساس بہو خاندان کے اہم ستون

مسلم معاشرہ میں شادیاں ہونا مشکل ہوتا جارہا ہے اور جب شادیاں ہوجاتی ہیں تو ازدواجی زندگیاں کامیاب ہونا ساس، بہو اور شوہر نامدار پر منحصر ہے۔ ساس عموماً شادی کے بعد لڑکے اور بہو پر رعب جمانے لگتی ہے اور اقتدار سونپنا نہیں چاہتی بلکہ بہو کے ساتھ اجنبی جیسا سلوک کرتی ہے، اگر ایسا سلوک کیا جائے تو بہو بیٹی کیسے بنے گی اس کو بھی بہت جلد خاندانی فرد کا درجہ ملنا چاہئے جو ساس بہو سے راز چھپائے رکھتی ہیں اور بہو سے اجنبی جیسا سلوک کرے گی تو خاندان منتشر ہوجائے گا۔ ساسوں کے روایتی کردار اور مخالف بہو کردار سے انفرادی خاندانوں کا جنم ہو رہا ہے اور انفرادی خاندان کے وجود سے نئی نسل تنہائی کا شکار ہوتے جارہی ہے۔ لہٰذا ساسیں روایتی کردار کے سانچے سے باہر آئیں اور اپنے انتقامی جذبوں کو بالائے طاق رکھ کر بہو کے ساتھ بیٹی جیسا سلوک کریں۔ بہو کو اپنی بیٹی برابر سمجھیں اور متوازن کردار ادا کریں کہ خاندان کے سب افراد خوشی خوشی زندگی بسر کرسکیں۔ نئے خاندان کی ابتداء ساس/بیوی اور شوہر سے ہوتی ہے۔ ساس اور خسر نئے خاندان کے حالات وتقاضوں کے تحت ساتھ دیں تو ازدواجی زندگی کامیاب وکامران ہوگی۔

اخت حسین احمد۔ چنیوٹ

جہیز ایک بُری لعنت ہے

اکثر ہمارے مسلم معاشرے میں ہم کو یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ بعض لوگ نکاح مسجد میں کرتے ہیں تاکہ معاشرے کے لوگ یہ سمجھیں کہ یہ کتنے اسلامی ذہن رکھنے والے اور سنت رسول کی پابندی کرنے والے ہیں مگر اندرونی معاملہ کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ نکاح تو مسجد میں ایک بہانہ ہے لوگوں کو دھوکہ دینے کا۔ شادی سے پہلے ہی لین دین کی بات طے ہوجاتی ہے اور پورے کا پورا جہیز پہلے ہی لڑکی کے گھر پہنچا دیا جاتا ہے اور اس کے بعد جو بھی ہوتا ہے، آپ لوگ خوب جانتے ہیں۔ پہلے تو ہم لوگ لڑکے والوں کو جہیز دے کر ان غریب لڑکیوں کی شادیوں میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں جس کی وجہ سے وہ گھروں میں بیٹھی بوڑھی ہو رہی ہیں۔ ہمارے ایک غلط عمل سے کتنے گھروں کی لڑکیوں کی زندگیاں تباہ وبرباد ہو رہی ہیں۔ دنیا والوں کو دھوکہ دے کر ہم جو عمل کر رہے ہیں اللہ کے پاس بھی قابل قبول نہیں ہوگا اور اس کی سزا ہمیں ضرور ملے گی۔ مومن بھائیو اور بہنو! ابھی بھی وقت ہے سنبھل جائیں ورنہ ہمیں دوزخ کی آگ سے کوئی نہیں بچاپائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو صحیح علم اور عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

بنت حسان ماموں کانجن

حفظانِ صحت کے اصول

غذا کو احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا بہت ضروری ہے اس کے لئے حفظِ صحت کے اصولوں کو اختیار کیجئے اور ان کے مطابق غذا تیار اور استعمال کیجئے۔

غذائی سمیت کے سلسلے میں مرغ کا گوشت اور انڈے سب سے زیادہ سالمونیلا سے متاثر ہوتے ہیں اس کے اہم اسباب میں مرغیوں کا دانہ اور ان کا فضلہ شامل ہے۔ انڈے خریدتے وقت اور مرغی ذبح کراتے وقت ان کی صفائی کا خیال رکھئے۔

اگر گوشت فریزر میں جما دیا ہے تو اسے پکانے سے پہلے پگھلا کر خوب گرم کرلیجئے تاکہ اس کے جراثیم ختم ہوجائیں۔

فریزر سے کوئی غذا نکالنے کے بعد پگھلنے کے لئے رکھی جائے تو اسے کسی دوسری غذا پر نہ رکھا جائے، اسی طرح اس کا پانی نیچے رکھی اشیا پر گرے گا اور اسے آلودہ کرے گا۔

استعمال کے برتنوں کو گندی جگہ یا ایسی جگہ نہ رکھیں جہاں مکھیوں کا جھمگٹا ہو، باورچی خانے کی روزانہ یا ہفتے میں دوبار مکمل صفائی ضرور کرلیا کریں۔

کھانا بالخصوص گوشت چھوٹے اور بند برتن میں پکایا جائے، گوشت کی بوٹیوں کو چھوٹا کرلیجئے۔ خوب گلا ہوا گوشت محفوظ ہوتا ہے کچے پکے گوشت کے استعمال سے بچنا چاہئے۔ اس طرح ریفریجریٹر میں رکھے ہوئے کھانوں کو بھی خوب گرم کرکے استعمال کرنا چاہئے۔

اخت سعید۔ کراچی

لطیفے

مرسلہ: بنت محمد سعید،
جامعہ گلستان خورشید۔ فیصل آباد

ایک خاتون کی کار کو سامنے سے آتی ہوئی کار نے ٹکر ماردی خاتون نہایت غصے کے عالم میں کار سے باہر نکلیں اور چیخ کر بولیں تم لوگ آخر کس طرح گاڑی چلاتے ہو؟ نہ جانے تمہارا دھیان کہاں رہتا ہے؟ صبح سے یہ چوتھی گاڑی ہے جو میری گاڑی سے ٹکرائی ہے۔"

••••••••••

ایک بچے کی امی اس کی بڑی تعریف کرتی تھیں ایک دن اپنے شوہر سے کہنے لگیں "میرا بچہ بہت ذہین ہے جب یہ چلتا ہے تو ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی بڑا آفیسر چل رہا ہے ضدی اتنا ہے کہ لگتا ہے جیسے یہ مستقبل کا وزیر اعظم ہوگا، سمجھدار اتنا ہے کہ جیسے یہ مستقبل میں وزیر اطلاعات ونشریات بنے گا اور ذہین اتنا ہے کہ جیسے یہ حزبِ اختلاف کا قائد بھی بن سکتا ہے۔"

شوہر نے چیختے ہوئے کہا۔ بس کرو بیگم! مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑا ہوکر ہمیں جیل بھجوائے گا۔"

••••••••••

ایک عورت کا بیٹا پہلی دفعہ سسرال جارہا تھا کہ ماں نے اس کو کہا کہ بیٹا وہ جو کچھ پوچھیں تو اس کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا اس سے ان پر رعب پڑے گا۔ وہ سسرال گیا تو ساس نے پوچھا تم بس پر آئے یا گاڑی پر؟ داماد نے کہا میں تو جہاز پر آیا ہوں۔ پھر ساس نے پوچھا "بیٹے! لسی پیو گے یا دودھ؟" داماد نے کہا ملک شیک پیوں گا اتنے میں لڑکے کو چھینک آئی ساس نے کہا۔ 'ارے بیٹا کیا تم کو نزلہ ہے؟' داماد نے کہا نہیں مجھے تو کینسر ہے۔

جو آپ نے لکھا

تعمیر یا تخریب:

میں طالب علمی کے زمانے میں اور بعد میں بھی مختلف قسم کے میگزین، ڈائجسٹ اور ناول پڑھتی رہی، ابھی کچھ ہی عرصہ قبل اللہ پاک نے میرے ساتھ بھلائی کا معاملہ فرمایا کہ کہیں سے ''خواتین کا اسلام'' میرے ہاتھ لگ گیا، پڑھنا کیا تھا مجھے ایک فکر لاحق ہوگئی، پڑھ کر مکمل کیا اور پھر سوچنے لگی کہ اس رسالے میں اور جو کچھ میں پہلے پڑھتی تھی کیا فرق ہے؟ اور یہ ہمیں کیا فائدہ پہنچاتے ہیں؟ پھر خود ہی دل دل میں دھرانے لگی پہلے والے ناول ہمیں یہ سبق دیتے تھے، فلاں کو فلاں سے محبت ہوئی...... اس نے یوں کیا...... اس نے یوں کیا...... اس نے خودکشی کی...... وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اس سے ہمارے ذہنوں کی کیا تعمیر ہوتی ہے اور یہ ہمیں کس چیز پر ابھارتے ہیں؟ دل نے جواب دیا: یہ تخریب کی ترغیب دیتے ہیں، یہ برائی پر ابھارتے ہیں جبکہ ''خواتین کا اسلام'' ہمیں یہ درس دیتا ہے، پردہ کرو...... ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرو...... اپنے دنیا میں آنے کے مقصد کو پہچانو...... کسی کو تکلیف نہ دو...... غیبت، جھوٹ، فریب، بے پردگی و بے غیرتی سے بچو...... اپنے اللہ کو راضی کرو اور ہمیشہ کی کامیابی حاصل کرو۔ ہاں اس میں ہے ہماری ذہنوں کی تعمیر، ہمارے کردار کی تعمیر اور حقیقی کامیابی کی طرف راہنمائی۔ اس کے بعد سے میں نے اس تخریبی مواد سے توبہ کرلی اور اپنے کردار کی تعمیر کے لئے ''خواتین کا اسلام'' کو راہنما بنادیا ہے۔ اللہ پاک میری ساری مسلمان بہنوں کو صحیح سوچنے اور اور صحیح چیز اپنانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین (بنت عبدالرحمن۔ مانسہرہ)

مشعل راہ:

اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیک کام کا اجر عظیم عطا کرے۔ یہ میگزین اس دور میں مسلمان خواتین کے لیے مشعل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نیکی پھیلانے کی مزید توفیق عطا فرمائے اور ہم خواتین کو نیکی اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! شمارہ نمبر 42 ''خواتین کا اسلام'' بنت منیر کی تحریر ''پردہ ظاہری یا دل کا'' کے عنوان سے پڑھی بہت خوشی ہوئی، بہت اچھی تحریر ہے۔ وہ خواتین جو پردے کے بارے میں اس قسم کی رائے رکھتی ہیں۔ اگر اس کو پڑھیں تو شاید ان کو عقل آجائے اور اللہ پاک پردے کی توفیق بھی دے دیں۔ (ہمشیرہ حافظ سید سلطان۔ فیصل آباد)

اتنا اچھا کہ بیان کے لیے الفاظ نہیں:

41 نمبر شمارے میں اپنا خط دیکھا جسے پڑھ کر اتنی خوشی ہوئی کہ میں بیان نہیں کرسکتی۔ اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ آپ ہمارے خط ردی کی ٹوکری کی نذر نہیں کرتے۔ امید ہے کہ آپ ہمارے اور خط بھی شائع کریں گے۔ (ان شاء اللہ) باقی ''خواتین کا اسلام'' کے لیے کیا لکھوں؟ یہ اتنا اچھا جارہا ہے کہ لفظوں میں بیان نہیں کرسکتی، اس میں تقریباً تمام سلسلے اچھے جارہے ہیں ''آپ کی صحت'' والا سلسلہ تو بہت ہی اچھا ہے (ڈاکٹر ام محمد) بہنوں کے مسئلے بہت اچھی طرح حل کردیتی ہیں۔ (ڈاکٹر ام محمد) کے لیے دعائیں دل سے نکلتی ہے۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے۔

باقی خواتین کا اسلام کو ہم تک پہنچانے میں جن جن لوگوں کا ہاتھ ہے اللہ انہیں جزائے خیر دے، اللہ ہمارے ''خواتین کا اسلام'' اور ''بچوں کا اسلام'' کو مزید سے مزید ترقی دے۔ ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ آپ کو ہفتے میں دو رسالے شائع کرنے کے لئے کتنی محنت کرنی پڑتی ہوگی۔ ہم آپ کے لیے دعاگو ہیں کہ اللہ کو آپ کی پوری ٹیم کو محنت، قوت اور ہمت عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین) (بنت محمد خالد زرگر۔ خانپور، بگاشیر)

بہترین مصلح:

میں خواتین کا اسلام شروع کرنے پر آپ سب کی ممنون ہوں کہ آپ نے خواتین کی اصلاح کے لیے بہترین کام شروع کیا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس اجر کو آخرت کے لیے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

خواتین کا اسلام پڑھ کر الحمدللہ میری سوچ میں کافی تبدیلی آئی، بہت سی باتیں جن کا مجھے علم نہیں تھا اب قرآن وسنت کے مطابق ان کا علم ہوا۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس کو اللہ تعالیٰ کی مدد کی بدولت ہمیشہ شائع کرتے رہیں گے۔ یہ میرا پہلا خط ہے جو میں آپ کی طرف لکھ رہی ہوں ان شاء اللہ آئندہ بھی لکھتی رہوں گی۔ (بنت یعقوب ملک، اسلام آباد)

بھلائی کا حکم:

میں نے جب سے ''خواتین کا اسلام'' پڑھنا شروع کیا ہے، اس وقت سے میں اپنے اندر یہ تبدیلی محسوس کرتی ہوں کہ ہمارا دین اسلام کتنا اچھا مذہب ہے، لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم کرتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے اور جوان صفات کو اپنائے وہ بھی ہمارے دین میں پسندیدہ ہے۔ اب میں نے اچھی باتوں کو پھیلانے کا تہیہ کیا ہے، میری اپنی جن سہیلیوں سے ملاقاتی ہوتی ہے ان کو نماز پڑھنے کا، پردہ کرنے اور دوسرے اچھے اعمال کی تلقین کرتی رہتی ہوں اور ساتھ ساتھ ''خواتین کا اسلام'' کے پڑھنے کی ترغیب بھی دیتی رہتی ہوں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔ آمین (ام یوسف، کراچی)

روشن چراغ:

میں گذشتہ کچھ عرصے سے ''بچوں کا اسلام''، ''خواتین کا اسلام'' اور ''ضرب مومن'' کی قاریہ ہوں، لیکن خط پہلی دفعہ لکھ رہی ہوں۔ آج کل عجیب بھیڑ چال کا زمانہ آگیا ہے اور دنیائے صحافت میں ایک کے بعد ایک نیا اخبار نکلتا جارہا ہے لیکن ان میں فحش تصاویر اور غیر اخلاقی خبروں کی سرخیوں کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ کا بڑا فضل وکرم ہے کہ اس نے آپ لوگوں کو یہ توفیق بخشی کہ آپ نے ایک ایسے اخبار کو متعارف کروایا جو اس تاریکی کے دور میں روشن چراغ کی مانند ابھرا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اور روشن وتاباں رکھے اور پورا عالم اس کی تابانی سے منور ہو اور آپ سب کو اللہ تعالیٰ اس کارِ خیر کا اجر عظیم عطا فرمائیں۔ (آمین)

''خواتین کا اسلام'' کا میگزینی شکل میں شائع ہونا بہت مفید رہا، امید ہے نئے سلسلے ان شاء اللہ اور دل چسپ اور سبق آموز ہوں گے۔ ہماری دعائیں اس میگزین کی شاندار کامیابی کے لئے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو اور عروج عطا فرمائے۔ آمین۔ (بنت ساجد محمود اعوان، اٹک شہر)

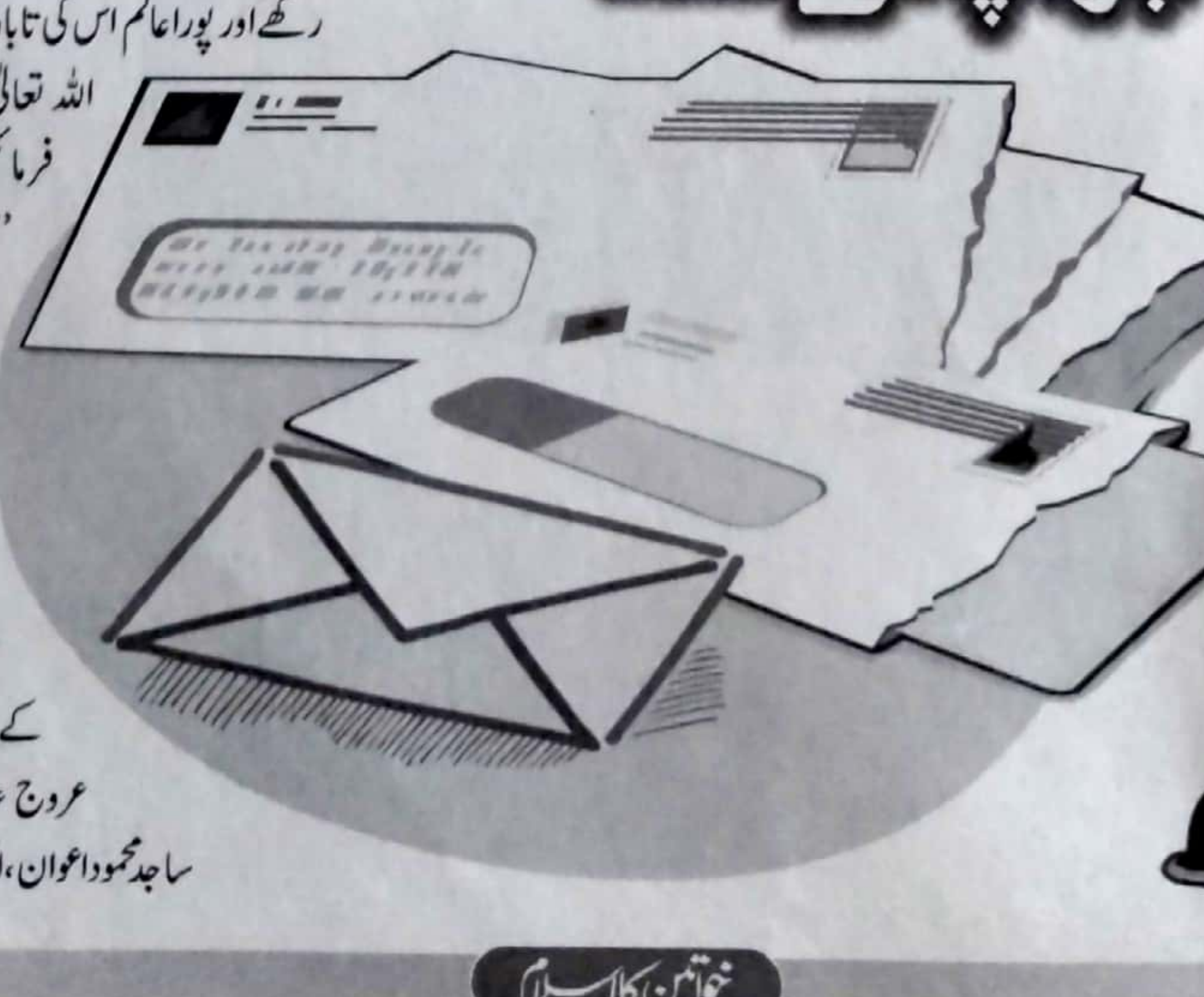

پھولوں سے خود کو سجائیں

آج کل بہار کا موسم جوبن پر ہے اور چمن زاروں میں رنگا رنگ پھول کھلکھلا رہے ہیں۔ پھول قدرت کی صناعی کا اہم شاہکار ہیں جو نہ صرف دیکھنے میں خوبصورت لگتے ہیں بلکہ ان کی دلفریب مہک سے ذہن بھی تروتازہ ہوتا ہے۔ پھولوں کا نام لینے اور ان کی دلفریب معطر خوشبو سانسوں میں جذب کرتے ہی رگ و پے میں ایک ٹھنڈک سی اتر آتی ہے پھول نہ صرف فطرت کی رعنائی کا اظہار کرتے ہیں بلکہ انسانی جمالیاتی حس کو بیدار بھی کرتے ہیں۔

پھول تازگی کا احساس دلاتے ہیں ان کا استعمال شخصیت میں جاذبیت پیدا کر دیتا ہے۔ پھول ہماری زندگی میں ایک اہم جز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ پھول بہار کی سب سے حسین سوغات ہیں جنہیں دیکھتے ہی فرحت سکون اور تازگی کا احساس ہوتا ہے۔ ہر باذوق شخص پھولوں کو پسند کرتا ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر ابٹن سے لے کر بارات کے استقبال تک ہر جگہ ان پھولوں کا وافر مقدار میں استعمال کیا جاتا ہے۔ دلہن کا ہار سنگھار پھولوں کے بغیر مکمل نہیں ہوتا، سچ تو یہ ہے کہ مشرقی دلہن پھولوں کا زیور پہنے نہایت حسین نظر آتی ہے۔ گلاب، موتیا، رات کی رانی، گیندا، سورج مکھی، گل داؤدی، نیلوفر، چمپا ایسے خوبصورت پھول ہیں جو اپنے اندر منفرد خوبصورتی رکھتے ہیں۔

پھولوں کا تحفہ:

تحفہ دینے کے لئے پھول سستا اور خوبصورت تحفہ ہیں گلاب کی کلی یا ایک پھول جب ایک فرد دوسرے کو دیتا ہے تو خود بخود جذبات کی عکاسی ہو جاتی ہے، اگر کوئی بیمار ہے تو مزاج پرسی کے وقت پھولوں کو لے جانا کتنا اچھا معلوم ہوتا ہے اس کا مریض پر بھی اچھا اثر ہوتا ہے۔

پھولوں کا طبی استعمال:

پھول محض سجاوٹ کے کام ہی نہیں آتے بلکہ ان کے اور بھی کئی بامقصد کام ہیں یہ کئی دواؤں میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً گلاب جو کہ پھولوں کا بادشاہ ہے اور یہ بادشاہ نہ صرف شکل و خوشبو میں یکتا ہے بلکہ اس کے علاوہ بھی اس کی بہت سی خصوصیات ہیں، گلاب کے پھول سے گل قند بنائی جاتی ہے جو کہ بہت سی دواؤں اور کھانوں میں استعمال ہوتی ہے۔ عرق گلاب کی اہمیت سے کون ناواقف ہوگا جو آنکھوں اور چہرے کے لئے بہت مفید ہے۔ گرمیوں کے موسم میں چند قطرے عرق گلاب آنکھوں میں ڈالیں۔ بے حد راحت کا احساس ہوگا۔ گلاب کے عرق میں لیموں اور گلیسرین ملا کر سردیوں میں استعمال کریں پھٹی ہوئی جلد پر فوری اثر ہوگا۔ تازہ پھولوں کو کپڑے کی ایک پوٹلی میں باندھ کر تھوڑے سے پانی میں ابال لیں پھر اس پانی کو ٹھنڈے پانی میں ملا کر اس سے غسل کریں۔ تازہ تازہ مہک گھنٹوں آپ کے پاس سے آتی رہے گی، گلاب کا عطر تو بنتا ہی ہے۔ اسی طرح سفیدے کے پتے اور اس کی چھال کو دانتوں پر ملنے سے منہ سے خوشگوار مہک آتی ہے۔ چنبیلی کے پتوں کو پانی میں ابال کر ٹھنڈے ہونے پر کلیاں کریں، دانتوں کے سارے کیڑے نکل جائیں گے اور دانت چمک دار بھی ہو جائیں گے۔

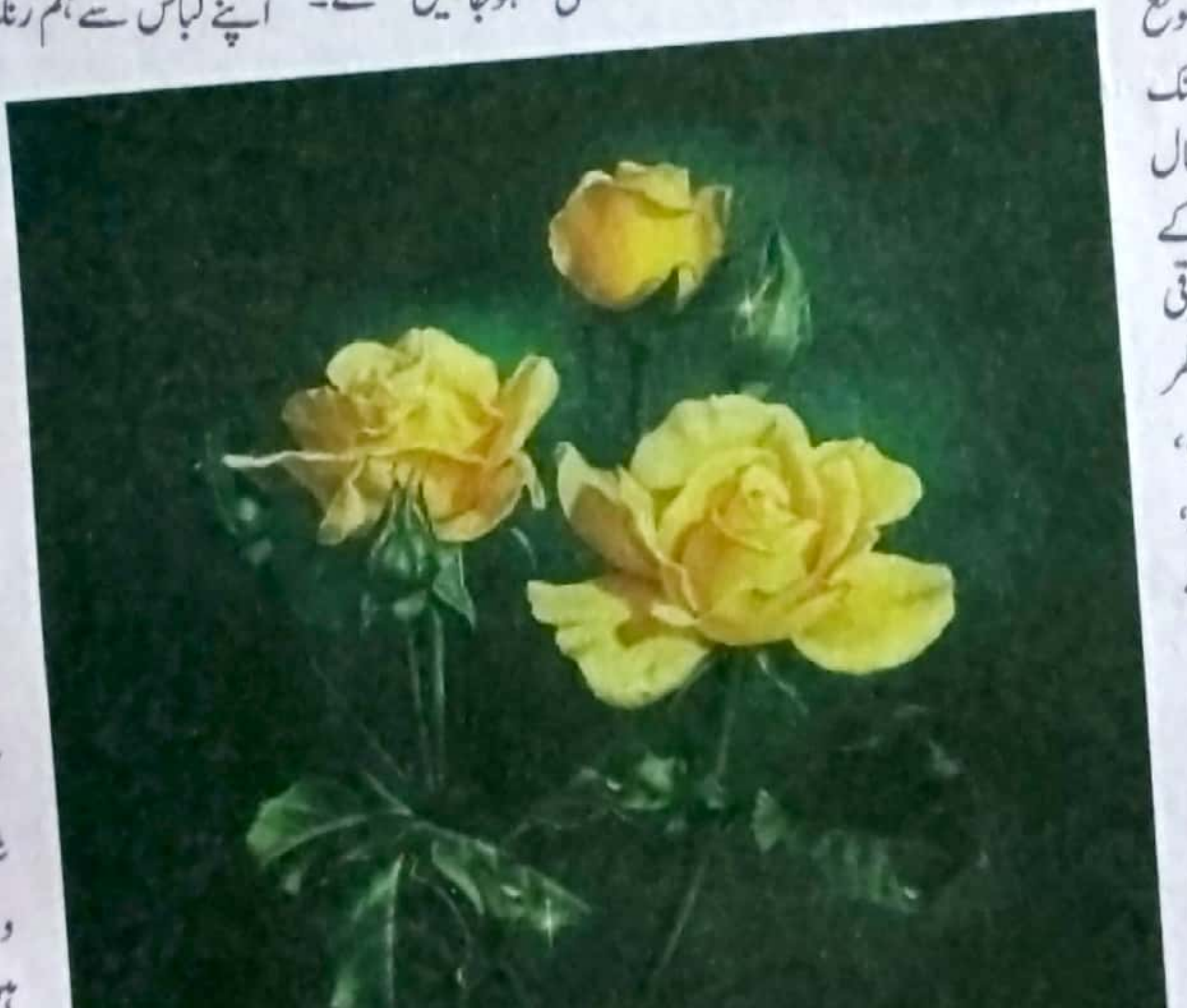

گلاب، موتیا اور چنبیلی کے عطر بے حد پسند کیے جاتے ہیں۔

پھولوں سے سنگھار:

ہار سنگھار اور زیور عورت کی ایک بڑی کمزوری ہے، عورت چاہے مشرق کی ہو یا مغرب کی زیور کی تمنا اسے رہتی ہے ہم یہاں بات پھولوں کی کر رہے ہیں تو جہاں پھول اتنے بے شمار کاموں میں استعمال ہوتا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ صنف نازک اسے بطور زیور نہ استعمال کرے۔ گلے کے ہار تو خیر عام ہیں ہی ان کے علاوہ بالوں میں لگانے کو لڑیاں، کانوں کے لئے بالیاں، ہاتھوں کے کنگن، کڑے گجرے انگوٹھی وغیرہ۔ یہ خوشبو بھرے زیور پہن کر ایک خوشگوار احساس ہوتا ہے، ہمارے یہاں بزرگ خواتین تو کانوں میں موتیے اور بیلے کی کلیاں یا پھول پہن کر بہت اچھا محسوس کرتی ہیں۔ پھولوں سے بنے ہوئے زیور موسم گرما کا خاص تحفہ ہیں۔ پھولوں کے زیور بے حد ہلکے پھلکے دلفریب و معطر ہونے کے علاوہ فرحت و سکون کا باعث بھی بنتے ہیں۔ پھولوں کے زیور آپ کو انفرادیت بخشتے ہیں۔

یوں تو سارے پھول ہی اپنی جگہ خوبصورت ہوتے ہیں لیکن سب سے زیادہ گلاب اور موتیے سے زیور بنائے جاتے ہیں اور گیندے سے بھی کنگن وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ مختلف رنگوں میں دستیاب ہونے کی وجہ سے خواتین اپنے لباس سے ہم رنگ پھولوں کا زیور بھی تیار کرواتی ہیں۔ پھولوں سے بنے زیور کی ایک خاص بات یہ ہے کہ ہر عمر کی خواتین با آسانی انہیں پہن سکتی ہیں اور یہ سب پر ہی اچھے معلوم ہوتے ہیں پھولوں کے کنگن اور بالوں کی لڑیاں تقریباً سب خواتین ہی اپنی مرضی سے پہن سکتی ہیں یہ بہت نازک بھی ہوتے ہیں اور بھاری بھی اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ کو کس قسم کا زیور پسند ہے۔ نئی نویلی شادی شدہ خواتین پھولوں سے اپنا وجود مہکائے بے حد خوبصورت لگتی ہیں پھولوں سے جہاں ان کو فرحت اور سکون میسر آتا ہے وہیں پھول ان کی صحت اور سکون پر خوشگوار اثرات ڈالتے ہیں دلہن کی تیاری میں پھول خاص اہمیت کے حامل ہیں موتیا اور گلاب کی حسین لڑیوں، گہنوں اور گجروں کی سجاوٹ دلہن کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کرتی ہے۔ دلہن کا سنگھار تو مکمل ہی پھولوں سے ہوتا ہے۔

پھولوں کو توڑنا تو مجبوری ہے کہ ان سے سجاوٹ کرنی ہوتی ہے یا خواتین کا زیور بنایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ پھولوں کو توڑنا ظلم ہے کہ آپ خواہ مخواہ توڑ کر مسل کر پھینک دیں، پھول کو ڈالی پر ہی بہار دکھانے دیں۔

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے
خواتین کا اسلام
روزنامہ اسلام
52
بدھ 11 محرم 1425ھ مطابق 3 مارچ 2004ء
مجھے کِس جرم میں قتل کیا گیا
بے پردگی کا طوفان
تری قسمت سے رزمِ آرائیاں ہیں باغبانوں میں
DIL BOLA...
Pakola
Rs. 20

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

درسِ قرآن و حدیث

ابتہال

ابتہال کا معنی ہے اللہ کے سامنے گڑگڑانا، تضرّع اور عاجزی کرنا، اللہ کی طرف متوجہ ہو کر خوب دعا کرنا، ابتہال ہی سے مباہلہ بھی ہے، مباہلہ میں یہی ہوتا ہے کہ دو فریق اللہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا کرتے ہیں کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہے، جب نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد جو کہ ساٹھ افراد پر مشتمل تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بحث مباحثہ کیا، آپ نے اس وفد کے شرکاء کا عقیدۂ توحید اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حقیقی مقام سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ اعترافِ حق پر آمادہ نہ ہوئے، تب آپ نے اللہ کے حکم سے انہیں مباہلہ کی دعوت دی اور فرمایا'' آپ ان سے کہہ دیجئے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو، ہم اپنی عورتوں اور اور تم اپنی عورتوں کو، ہم اپنے آپ کو اور تم اپنے آپ کو لے آؤ پھر ہم خوب خشوع اور عاجزی سے اللہ سے دعا کریں کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

چونکہ یہ لوگ دل سے حقیقت کو جان تو چکے تھے مگر زبان سے تسلیم کرنے میں انہیں اپنی عزت اور وجاہت اور سیادت و قیادت کی موت دکھائی دیتی تھی اس لیے وہ مباہلہ کے لیے تو تیار نہ ہوئے البتہ سالانہ جزیہ دینے پر راضی ہو گئے، لیکن ہمیں اس وقت مباہلہ کی حقیقت کے بارے میں بحث نہیں کرنی بلکہ ''ابتہال'' جو کہ ایک اہم ایمانی صفت اور اہلِ ایمان و تقویٰ کی خاص نشانی ہے اس کے بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتے ہیں۔

قرآن کریم میں معدّد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے مخصوص بندوں کی جو امتیازی صفات بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک صفت ''ابتہال'' بھی ہے یعنی وہ رب ذوالجلال کے سامنے روتے، گڑگڑاتے اور تضرّع کے ساتھ دعائیں کرتے ہیں، سورۂ اسراء میں ہے۔

''جن لوگوں کو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے جب وہ ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار پاک ہے بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہو کر رہا اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گر جاتے ہیں اور روتے جاتے ہیں اور اس سے ان میں اور زیادہ عاجزی پیدا ہوتی ہے۔''

سورۂ سجدہ میں ہے

''ان کے پہلو بچھونوں سے الگ رہتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں''، احکم الحاکمین کے سامنے ابتہال، تضرّع، عاجزی، لاچاری محتاجی اور مسکینی کا اظہار عبدیت ہے اور انسان کی تخلیق کا مقصد جو خود اسے پیدا کرنے والے نے بتایا ہے وہ عبدیت اور عبادت ہے، بندوں کے مقامات میں سے سب سے بلند مقام عبدیت ہی ہے، اسی کی وجہ سے بندے کو فضل و شرف حاصل ہوتا ہے، ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوقات اور کائنات میں سب سے فائق تھے، یوں تو آپ کی پوری زندگی اور زندگی کا ہر عمل اپنے اندر عبدیت کی شان لیے ہوئے تھے مگر آپ کی دعائیں خاص طور پر عبدیت کا شاہکار تھیں، دعا کرتے ہوئے آپ پر ''ابتہال'' کی ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی، آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے، لب کپکپانے لگتے، جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے، ہاتھ آسمان کی طرف اٹھ جاتے اور پھر اٹھتے ہی چلے جاتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا میں دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی''

غزوۂ بدر کا وہ منظر مطالعۂ سیرت کرنے والے ہر مسلمان کو یاد ہے جب ایک طرف مشرکین کے ایک ہزار جنگجو تھے تو دوسری طرف تین سو تیرہ بے سروسامان مسلمان تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رخ ہو کر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلا دیئے اور یہ دعا مانگنے لگے ''اے اللہ! جو تو نے وعدہ کیا تھا وہ پورا فرما، اے اللہ! جو کچھ دینے کا تو نے وعدہ کیا تھا وہ عطا فرما، اے اللہ! اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو تیری عبادت کرنے والا کوئی بھی باقی نہیں رہے گا'' یہ دعا کرتے ہوئے آپ پر ''ابتہال'' کی کچھ ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ آپ کے کندھے سے چادر گر گئی (اور آپ کو خبر بھی نہ ہوئی) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے چادر اٹھا کر شانہ مبارک پر ڈالی اور پیچھے سے لپٹ کر عرض کیا یا نبی اللہ! اتنی ہی دعا کافی ہے، بے شک اللہ نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے وہ اسے پورا فرمائے گا۔''

آپ کی وہ دعا بھی بڑی عجیب تھی جب آپ نے اپنی امت کو یاد کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھائے اور یہ عرض کرتے ہوئے آپ رو پڑے کہ ''اے اللہ! میری امت پر رحم فرما، میری امت پر رحم فرما، اللہ عزّ وجلّ نے (سب کچھ جانتے ہوئے بھی) جبریل سے کہا جاؤ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پوچھو کہ آپ کیوں رو رہے ہیں، جبریل نے حاضرِ خدمت ہو کر سوال کیا آپ نے (امت کے بارے میں اپنی فکرمندی کے بارے میں) انہیں آگاہ کیا، تو اللہ نے فرمایا ''اے جبریل جاؤ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں اور میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ ''ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کر دیں گے اور آپ کو پریشان نہیں ہونے دیں گے۔''

یونہی آپ کی ہر دعا ''ابتہال'' یقین و رضا اور عجز و فنائیت کی صفات کی حامل ہوتی تھی، بسا اوقات جب آپ سحر کے مبارک وقت میں مصروفِ دعا ہوتے تھے تو آپ کے سینے سے رونے کی گھٹی گھٹی آواز یوں نکلتی تھی جیسے آگ پر ہنڈیا کے ابلنے کی آواز ہوتی ہے۔

''ابتہال'' سے غم اور پریشانی دور ہو جاتی ہے، اللہ کی نصرت نازل ہوتی ہے، اس کی رحمتیں ہم دوشِ سفر ہو جاتی ہیں، دل کا تزکیہ ہوتا ہے اور نفس کو راحت حاصل ہوتی ہے، دعائیں قبول ہوتی ہیں اور بندے اور خدا کا تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہو جاتا ہے۔

مسلمان کی شان یہ ہے کہ اولاً تو ہمہ وقت ہی اس پر ابتہال اور توجہ الی اللہ کی کیفیت طاری رہے ورنہ بوقتِ دعا ابتہال بہرحال ضروری ہے وہ دعائیں جو ڈھلمل یقین، تغافل، کاہلی، بے نیازی اور عدمِ توجہ کے ساتھ کی جاتی ہیں وہ قبولیت اور اجابت سے محروم رہتی ہیں۔

آئینہ دیکھنے کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَوّٰی خَلْقِیْ وَاَحْسَنَ صُوْرَتِیْ وَزَانَ مِنِّیْ مَا شَانَ مِنْ غَیْرِیْ. (رواہ البزار)

ترجمہ: حمد و شکر اس اللہ کے لئے جس نے میرے جسم کو موزوں بنایا اور مجھے اچھی شکل وصورت عطا کی اور مجھے اس خوش نمائی سے نوازا جس سے دوسرے بہت سے بندوں کو نہیں نوازا گیا۔

فائدہ: حسنِ صورت اللہ تعالیٰ کی عطاء ہے، اس عطا کا تقاضا ہے کہ اللہ پاک کا بار بار شکر ادا کیا جائے۔ خدانخواستہ شکل وصورت اچھی نہ ہوتی تو کیا کسی انسان کے بس میں یہ بات تھی کہ بدصورتی کو خوب صورتی میں تبدیل کرسکتا؟ بیوٹی پارلروں سے چند گھنٹوں کے لئے تو خوب صورتی حاصل کی جاسکتی ہے مستقل نہیں، شکر ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت اور جذبۂ عبودیت میں اضافہ در اضافہ ہوتا رہتا ہے اور انسان تکبر وغرور سے بچا رہتا ہے۔

تری قسمت سے رزم آرائیاں ہیں باغبانوں میں

ہمارا ملک ''پاکستان'' اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، جب حصول پاکستان کی تحریک چلائی گئی تو ہر آدمی کے ذہن میں یہی تھا کہ ایک ایسا ملک ہوگا جہاں اسلام کا نظام حیات نافذ ہوگا، شریعت کی مکمل پاس داری کی جائے گی، ہر مسلمان نہ صرف یہ کہ دینی اعمال کی ادائیگی میں آزاد ہوگا بلکہ جو لوگ اس کی راہ میں رکاوٹ بنیں گے ان کی سرکوبی کی جائے گی۔ پاکستان بن گیا لیکن بدقسمتی سے یہ ساری خواہشیں جو تحریکِ پاکستان کے کارکنوں کے سینوں میں موج زن تھیں اور وہ سارے خواب جو بچے بوڑھے اور جوان قیام پاکستان سے قبل دیکھا کرتے تھے، پاکستان بننے کے بعد چکنا چور ہوگئے۔ اقتدار پر ان لوگوں کا قبضہ ہوا جن کے حاشیۂ خیال میں بھی اسلام نہ تھا۔ پاکستان بننے کے بعد بھی بدستور انگریز کا وہی کالا قانون اب تک نافذ ہے اور اسی قانون کی بدولت گزشتہ پچپن چھپن سالوں میں مغرب کی ناہنجار تہذیب اتنا پھل پھول چکی ہے کہ پاکستان کا ایک ایک گھر اس تہذیب کی دَل دَل میں گردن تک دھنسا نظر آرہا ہے۔ مغربی تہذیب ہے کیا؟...... تو سنئے مغربی تہذیب فی الحقیقت اس نظریے اور فلسفے کا نام ہے کہ اس دنیاوی زندگی میں جتنا عیش وآرام کیا جاسکتا ہے کرلینا چاہئے، جو شخص اس عیش سے محروم رہا تو گویا وہ بڑا بدقسمت ہے، چناں چہ مغرب کا ہر فرد ہمہ وقت اس تگ ودو میں رہتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ مال کیسے بناسکتا ہے، وہ زیادہ سے زیادہ پیٹ کس طرح بھر سکتا ہے، وہ منہ، آنکھ، زبان اور شرم گاہ کی لذت سے کس طرح زیادہ لطف اندوز ہوسکتا ہے؟ بس اس کی تگ ودو کا منتہا، اس کی سوچ اور فکر کا محور اور اس کی زندگی کا پہلا اور آخری مقصد صرف مال اور جسم کی ''لذت'' کا حصول ہوکر رہ گیا ہے۔ مال کا مقصد حاصل کرنے کے لئے اس نے سودی کاروبار کے جال بچھائے اور جسمانی لذت کا مقصد حاصل کرنے کے لئے عورت کو ''آزادی'' دی یعنی اس نے عورت کو ورغلایا کہ گھر کی چاردیواری اس کے لئے قید خانہ ہے، برقع اور حجاب اس کے لئے عذاب سے کم نہیں، ایک مرد کے نکاح میں رہنا تو سراسر غلامی ہے۔ عورت بے چاری اس گمراہ کن فلسفے کے جال میں آگئی اور اس نے کہا کہ واقعی اب تک مجھ پر ظلم ہوتا رہا چناں چہ وہ ساری پابندیاں توڑ کر باہر نکل کھڑی ہوئی، لیکن اس باہر نکلنے سے کیا کیا عذاب اتر آئے ان کی جھلک مغرب ہی کی پروردہ ایک نومسلم خاتون کے الفاظ میں سنئے!

''یورپ میں اخلاقی زوال عروج پر ہے، پسند کی شادی کی جاتی ہے، جب ایک دوسرے سے دل بھر جاتا ہے تو علیحدگی اختیار کرکے نئی پسند کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں، بچوں کو اپنی عیش کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں اس لئے روک تھام کے لئے طرح طرح کے طریقے استعمال کئے جاتے ہیں، بچے والدین سے جلد ہی اکتا کر گھر چھوڑ جاتے ہیں اور اپنی مرضی سے رہتے ہیں، وہاں دولت ہی سب سے بڑا خدا اور دولت ہی سب سے بڑا رشتہ ہے۔ جرائم، تشدد، آبروریزی عام ہے، فیملی سسٹم تباہ ہوچکا ہے، معاشرتی وروحانی ابتری کا یہ عالم ہے کہ عورت عورت اور مرد مرد سے شادی کرتے ہیں، مغرب کی عورت عریاں ہوچکی ہے، وہ سور کھاتے اور انہی جیسی خرمستیاں کرتے ہیں۔''

بدقسمتی سے یہی کلچر اور تہذیب پہلے دھیرے دھیرے پاکستان میں لائی جارہی تھی مگر اب تو جیسے برائیوں کے سارے بندھن ٹوٹ گئے ہیں اور ساری رکاوٹیں دور ہوگئی ہیں۔ ایک سیلاب ہے جو امڈا چلا آرہا ہے۔ پچھلے دنوں پاکستان میں ویلنٹائن ڈے منایا گیا، لڑکوں نے لڑکیوں کو اور لڑکیوں نے لڑکوں کو سرِ راہ ''پھول'' پیش کئے۔ 14رفروری کو بسنت کیا منائی گئی کروڑوں روپے کا سرمایہ ہوا میں اڑا دیا گیا۔ اس کھیل میں 20 قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور 250 سے زائد افراد زخمی ہوگئے...... ویلنٹائن ڈے...... بسنت...... جشن بہاراں...... میلہ مویشیاں...... سیف گیمز...... کرکٹ میلہ...... فوڈ اسٹریٹس...... میکڈونلڈ...... کے ایف سی...... کھابہ کلچر...... یہ سب کیا ہے؟...... ''مستی موج میلہ'' کا نعرہ کس بات کی نشان دہی کرتا ہے؟ یہی نا کہ پوری قوم عیش، آرام اور لذتیت کی دل دادہ بن کر رہ جائے...... اس کا معبود دولت، اس کا مذہب عیش وعیاشی اور اس کا قبلہ جنسی آوارگی بن جائے اور پھر یہاں بھی وہی کچھ دیکھنے کو ملے جو مغرب میں نظر آرہا ہے۔ جب کوئی قوم عیش ومستی میں کھو جاتی ہے تو پھر خدا اور رسول سے غافل ہوجاتی ہے۔ خدا سے غفلت انسان کے مزاج میں دینی احکام سے بغاوت پیدا کرتی ہے۔ مغرب یہی چاہتا ہے کہ ہم لہو ولعب میں ڈوب کر خدائی احکام کے باغی ہوجائیں۔

خواتین اسلام! کافرانہ کلچر وتہذیب کی یلغار اس تیز رفتاری اور منصوبہ بندی کے ساتھ ہورہی ہے کہ معمولی رکاوٹیں اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ ان فیصلہ کن لمحات میں میدان عمل آپ کو پکار رہا ہے کہ آیئے اور اپنے فرض کو پہچانئے ورنہ اقبال کے الفاظ میں

نشانِ برگ گل تک نہ چھوڑ اس باغ میں گلچیں!
تری قسمت سے رزم آرائیاں ہیں باغبانوں میں
وطن کی فکر کر ناداں! مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں
نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے پاکستاں والو!
تمہاری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں

والسلام محمد احمد حافظ

خط وکتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301

خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

عورتوں کے لئے بال کاٹنا:

سوال: بعض اوقات لڑکیوں کے بال نیچے سے پھٹ جاتے ہیں اور شاخیں نکل آتی ہیں۔ کیا بال بڑھانے کی نیت سے ان شاخوں کو انچ دو انچ تک کاٹنا جائز ہے؟ (ایک بہن)

جواب: جہاں سے پھٹ کر شاخیں نکلتی ہیں وہاں سے کاٹنا جائز ہے۔ اس سے اوپر کاٹنا جائز نہیں۔

حق کی تلاش:

سوال: جب مجھے یہ حدیث یاد آتی ہے کہ امت کے ۷۳ فرقے ہوں گے جن میں ۷۲ دوزخی اور ایک جنتی ہوگا تو میرے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ میں حق کی تلاش میں ہوں۔ مختلف لائبریریوں سے کتب منگوا کر میں نے مطالعہ کیا۔ تفسیر اور حدیث پڑھی، نتیجے اہل حدیث اور اہل سنۃ والجماعت کو حق سے قریب تر پایا، لیکن ان دونوں میں سے کس کا انتخاب کروں؟ میرے لئے یہ مسئلہ کٹھن ہے۔ ایک رات خوب دعاء و تضرع کے بعد سوگئی۔ خواب میں دیکھتی ہوں کہ مسجد میں نماز ادا کررہی ہوں، مسجد سے باہر آئی تو اندھیرا چھایا ہوا ہے، اسی دوران ایک جھولا نما سواری آجاتی ہے، اس میں بیٹھ کر گھر پہنچ جاتی ہوں۔ کچھ دیر بعد دھوپ کی مانند تیز روشنی نظر آتی ہے، میں گھبرا جاتی ہوں کہ آج میری فجر قضاء ہوگئی، پھر کانوں میں اذان کی آواز آتی ہے۔ میں حیران ہوں کہ یہ دن چڑھے اذان کیسی؟ اچانک نگاہ اٹھا کر دیکھتی ہوں تو آسمان پر جگمگاتا چاند نظر آتا ہے۔ سوچتی ہوں یہ دھوپ نہیں بلکہ اسی چاند کی روشنی ہے۔ آخر میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ اس خواب کی روشنی میں میری رہنمائی فرمائیے۔ کیا جوابی لفافہ بھیج کر آپ سے مسائل پوچھ سکتی ہوں؟ (ایک دینی بہن۔ جھنگ)

جواب: حق کی تلاش و جستجو تو ضروری ہے، اس کے بغیر نجات ممکن نہیں۔ مگر اس کے لئے ذاتی مطالعہ کافی نہیں، بالخصوص کسی غیر عالم انسان کا مطالعہ اسے خطرناک حد تک گمراہی کی طرف لے جاسکتا ہے۔ اسی طرح خواب کی بھی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ نہ ہی خواب میں نظر آنے والی بات کوئی پائیدار اور حتمی بات ہوتی ہے۔ گو کہ اچھا خواب مؤمن کے حق میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہوتا ہے۔ آپ کے خواب میں کوئی ایسا واضح اشارہ نہیں ملتا جس سے مقصد کی طرف راہنمائی ملتی ہو۔ تلاش حق کے لئے ایک تو آپ دعاء کا سلسلہ جاری رکھیں، روزانہ صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعاء کرتی رہیں کہ یا اللہ: میں آپ کی رضا اور خوشنودی کی طلبگار ہوں، اس کا راستہ مجھ پر واضح کردیجئے اور اس پر میرا شرح صدر فرمادیجئے۔ اس کے ساتھ ساتھ درج ذیل کتب میں سے

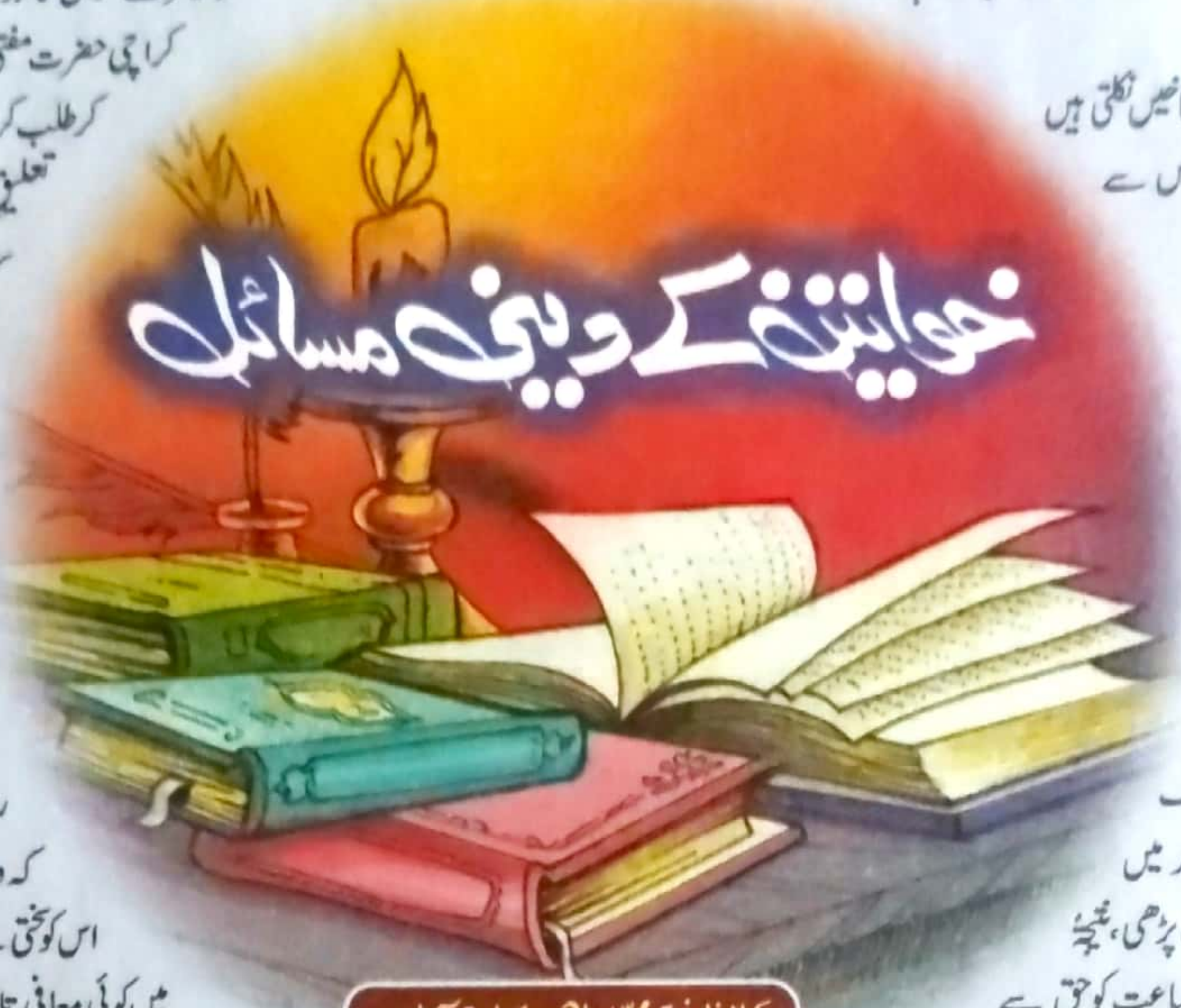

خواتین کے دینی مسائل

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

جو دستیاب ہوں ان کا بغور مطالعہ کیجئے: معارف القرآن (حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ) معارف الحدیث (مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ) اسلام کیا ہے؟ (ایضا) دین و شریعت (ایضا) اختلاف امت اور صراط مستقیم (مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید) اصلاحی نصاب (حضرت تھانوی قدس سرہ) علماء دیوبند کا دینی رخ (قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ)۔

جوابی لفافہ بھیج کر بھی مسائل کا جواب حاصل کرسکتی ہیں۔

ش۔ا بھلوال جوابی لفافہ بھیج کر جواب حاصل کریں۔

حمل میں وقفہ:

سوال: اس وقت میرے چار بچے ہیں لیکن بچوں میں وقفہ بہت کم ہوتا ہے۔ پہلا بچہ ۸ ماہ کا ہوتا ہے کہ دوسرا حمل ٹھہر جاتا ہے۔ اس طرح پہلے بچے کا دودھ اور اس کی نشوونما پوری نہیں ہوتی۔ میں چاہتی ہوں کہ ٹیکہ لگوالوں جس سے کچھ وقفہ ہوجاتا ہے۔ خاوند سے اجازت مانگی تو انہوں نے کہا پہلے مفتی صاحب سے پوچھ لیں۔ (ام محمد طاہر بلال۔ چاہ عمروالا)

جواب: اس عذر سے وقفہ جائز ہے جتنی مدت مناسب سمجھیں وقفہ کرالیں۔

خاوند کو استاذ کہہ کر بلانا:

سوال: بیوی اپنے خاوند کو استاذ کہہ کر بلاسکتی ہے؟ یا خاوند بیوی کو باجی کہہ کر بلاسکتا ہے؟ اس سے نکاح میں فرق تو نہیں آئے گا؟ (ایضا)

جواب: استاذ ایک خاص اصطلاحی لفظ ہے۔ اگر واقعی بیوی نے اس سے کچھ پڑھا ہے تو استاذ کہنا صحیح ہے ورنہ غلط، بیوی کو باجی کہنا جائز نہیں گو کہ نکاح پر کوئی اثر نہ پڑے گا (تیسرے سوال کا جواب دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی حضرت مفتی محمد صاحب کی خدمت میں خط لکھ کر طلب کریں)

تعلیق طلاق سے رجوع:

سوال: ایک بار مجھے اپنے خاوند کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ گناہ میں مبتلا ہے، اس پر میں نے احتجاج کیا تو اس پر ہماری لڑائی ہوگئی اور اس نے مجھے ایک طلاق دے دی، لیکن رجوع کرلیا۔ پھر ایک بار دوبارہ جھگڑتے ہوئے طلاق دے دی لیکن رجوع کرلیا۔ اب مجھے پھر معلوم ہوا کہ وہ مبتلائے معصیت ہے، میں نے اس کو سختی سے روکا اور کہا کہ اب اس معاملے میں کوئی معافی تلافی نہ ہوگی، آگے سے اس نے بھی دھمکی دی کہ اب اگر تم نے اس معاملے کو کہیں اچھالا تو میری طرف سے طلاق، اب ہماری صلح ہوگئی۔ خاوند کہتا ہے وہ جملہ میں نے یونہی غصے میں کہہ دیا تھا۔ کیا وہ اپنی بات سے رجوع کرسکتے ہیں؟ (ایک خاتون)

جواب: اگر آپ نے اس معاملے کو اچھالا تو تیسری طلاق واقع ہوجائے گی، خواہ خاوند سے صلح کرچکی ہیں اور وہ پابندی اٹھا چکا ہے، بہر کیف طلاق پڑ جائے گی۔ **لا رجوع فی الایمان** (ہدایہ) آپ اس کی اصلاح کی کوشش کریں، اگر باز نہ آئے تو صاف بتادیں کہ یہ بے حیائی مجھ سے برداشت نہیں ہوتی، اب میں تمہارا راز فاش کردوں گی، اور رشتۂ زوجیت ہمیشہ کے لئے ختم ہوجائے گا۔

پھیلے ہوئے ابرو درست کرنا:

سوال: کیا ابرو زیادہ پھیل جائیں تو ان کو درست کرنا صحیح ہے؟۔ اس کی تفصیل یہاں بعض علماء سے معلوم کی تو بتایا گیا کہ اگر ابرو دو انگلیوں کے برابر چوڑے ہوں تو انہیں درست کرسکتے ہیں، اس کی وضاحت کیجئے، دو انگلی سے کم لیکن ایک انگلی سے زائد ہوں تو ان کی اصلاح درست ہے یا نہیں؟ نیز یہ بتایئے ابروؤں کے درمیان میں سے بال دور کرسکتے ہیں یا نہیں؟ (بنت محبوب الٰہی۔ حسن ابدال)

جواب: اگر ابرو اس قدر پھیل جائیں کہ دیکھنے میں عام عورتوں کے ابرو سے مختلف اور بدشکل نظر آئیں تو زائد بال دور کرکے عام حالت کے مطابق بنانا جائز ہے۔ ایک انگلی یا دو انگلی کی تحدید نہیں، ابرو مل جائیں تو زینت کی نیت سے درمیان کے بال اکھاڑنا جائز نہیں۔

بے پردگی کا طوفان

بنتِ مطیع الرب کراچی

میں جوں ہی بارات کے ساتھ شادی ہال کے وسیع وعریض لان میں داخل ہوئی تو دم بخود رہ گئی رنگ وبو کا سیلاب سا تھا، مکس گیدرنگ کے ساتھ ساتھ موسیقی کا بھی انتظام تھا ایکسٹرا ڈرم اور موسیقی کی دھنوں سے ساری فضا تھرک رہی تھی، نوجوان لڑکے استقبال وانتظام میں منہمک تھے۔ وڈیو تصاویر، گہما گہمی، زرق برق اور بجی بنی مقابلہ حسن میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے والی خواتین مخلوط محفل میں آزادانہ اور بڑی شوخی سے محرم نامحرم تمام مردوں کو محظوظ کررہی تھیں میں اس صورتحال میں خاصی پریشان سی تھی مگر کچھ کہنا نقار خانے میں طوطی کی آواز کے مترادف تھا، میں جرأت نہ کرسکی مگر اپنے 5 فٹ کے وجود پر تو مجھے اختیار تھا میری نظروں تلے وہ آیت آرہی تھی۔ کہ ''اپنی زیب وزینت کو چھپاؤ اور دورِ جہالت کی طرح اپنی سج دھج نہ دکھاتی پھراؤ۔''

میں نے اپنے برقعے کو اتارا نہیں حالانکہ میں بڑے اہتمام سے تیار ہوکر آئی تھی، میرا دل ایک مسلمان کی شادی کی اس محفل کو دیکھ کر خون کے آنسو رو رہا تھا، جب میں دلہن کو دیکھنے کے لئے گئی تو میری دوست حیرت سے مجھے دیکھ کر کہتی ہے کیا تم تبلیغی ہوگئی ہو؟ پھر دوسری سہیلی نے مذاقاً کہا کہ تمہاری یہ حالت کب سے ہے مجھے اپنی مسلمان بہنوں کی حالت پر خاصہ افسوس ہوا پھر ایک نے کہا تمہارے میاں مولوی ہیں؟ میں نے کہا کاش ایسا ہوجائے کہ میرا شوہر دین کا عالم بن جائے، یہ میرے پروردگار کا فضل ہے کہ اس نے مجھے دین سے سرفراز کیا میرا دل دین کی روشنی سے منور ہے اور باطنی آنکھیں کھل جانے کے بعد اشیاء کے درست حقیقت کا زیادہ اندازہ ہوتا ہے۔

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہیے
مدِ نظر تو مرضیِ جاناں چاہیے

اور دوسری طرف ہماری ایک عزیزہ کو میرے بھائی کے لیے چاند سی بھابھی کی تلاش تھی، میرے سے پوچھا تو میں نے ان کو بتایا کہ ہمارے ہاں درس میں ایک بہت ہی خوش شکل لڑکی آتی ہے اتنے خوبصورت عادات واطوار کی لڑکیاں تو خوش نصیب لوگوں کیگھر کی دہلیز پر قدم رکھتی ہیں مگر جو جواب میں نے سنا تو انگشت بدنداں رہ گئی اور گھر آکر بھی اس کے جملے میرے سماعت میں ہتھوڑے کی طرح برس رہے تھے، انہوں نے بڑے واضح طور پر کہا کہ یہ سب تو ٹھیک ہے مگر وہ ضرور شرعی پردہ کرتی ہوگی اور نقاب پوش ''منجاڑتلز'' ٹاپ کی لڑکی میرے بھائی کے ساتھ میچ نہیں کرسکے گی۔ میں سوچنے لگی کیا ہم بھی یہود ونصریٰ کی طرح ہوگئے جنہوں نے اپنی عورتوں کو آزاد کردیا؟ کیا ہم شرالدواب یعنی بگڑے ہوئے جانور بن چکے ہیں؟ آنکھ، کان، دل، دماغ رکھتے ہوئے تمام تر صلاحیتوں سے محروم کھڑے ہیں اور جس چیز کو دل بھاتا ہے وہی کرتے ہیں حالاں کہ اسلام میں من چاہی زندگی کا تصور نہیں ہے رب چاہی زندگی کا حکم ہے جو لوگ رب چاہی زندگی گزارتے ہیں اور اپنے اللہ سے ڈرتے ہیں انہیں لوگوں کی باتوں کی ملامت کا ڈر نہیں ہوتا، سورۃ المائدہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مخصوص بندوں کی شان یہ فرمائی ہے کہ: ''وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔''

آج امت مسلمہ جس پرآشوب دور سے گزر رہی ہے اس کی حالت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہر اہل ایمان کا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ اگر آج ہم بچی توبہ اپنے رب کے حضور پیش کرکے اپنے اعمال کو درست کریں اور اس دنیا کو امتحان گاہ سمجھیں اور اس شان سے رہیں گویا بازار سے گزرا ہوں مگر خریدار نہیں۔

دنیا پرستی اور نفس پرستی کو دل سے نکال باہر کریں Disposable Thing of World کے پیچھے نہ بھاگیں، خدارا! جلدی کریں ہوش میں آئیں ورنہ پھر ہم پچھتائیں گے اور پچھتاوا کسی کام نہیں آئے گا۔ ہم چلائیں گے، بین کریں گے ہمارے آنسو پتھر بن جائیں گے، ہم آہ وفغاں کریں گے مگر ہماری آہوں کے لیے دروازے آسمان کے نہیں کھولے جائیں گے اور ہماری دعائیں قبول نہیں کی جائے گی، ابھی وقت ہے، سوچ لیجئے گا۔ خدا ہم سب کو راہِ ہدایت دکھلائے۔ (آمین)

کیا بھول گئی ہو تم روزِ محشر روزِ حساب

کیسی بے چینی ہے اور یہ کیسا ہے اضطراب
ہر پل بھر رہی ہے کانٹوں سے اپنا دامن
تیرے قدموں سے جو زمیں کو کھینچ لیں
ہر بات کو تم ہنس کے ٹال دیتی ہو
جنت تیرے قدموں تلے رکھ کر تجھے معتبر کردیا
ندامت کے آنسو معافی دلوادیتے ہیں

کب سمجھیں گے ہم، یہ زندگی ہے اک سراب
ارے پگلی جنہیں سمجھ بیٹھی ہے تو گلاب
کبھی نہ دیکھنا تم اتنے اونچے خواب
کیا بھول گئی ہو تم یومِ محشر، روزِ حساب
دیکھو! کہیں ماند نہ پڑجائے اس کی آب و تاب
اس لئے اے بنت! بہادے ان آنکھوں سے تو سیلاب

مرسلہ: بنت محمد حنیف ٹوبہ ٹیک سنگھ

علم دین

دین کی فہم کی روشنی کے ساتھ ہی شاہراہ زندگی کے تنگ وتاریک مراحل میں جگمگاتے عمل کی راہیں منور ہوتی ہیں۔ علم دین کے بغیر تو زندگی ناکام ہی ہے، اس لیے کہ جو فرد اپنے نصاب زندگی اور ضابطہ حیات ہی سے بہرہ ہو تو وہ صراط مستقیم کو کس طرح پا سکتا ہے۔
دین پر چلنے میں مشکل کی بنیادی وجہ اس کی اہمیت کا ذہنوں میں راسخ نہ ہونا ہے، اگر یہ واضح ہو جائے تو پھر کیسا ہی ماحول کیوں نہ ہو دین پر چلنا مشکل نہیں ہوتا۔
دین کے راستے پر اٹھا ہوا ہر قدم ایک تبدیلی لاتا ہے۔ علم شعور کو منور کرتا ہے اور شعور عمل پر ابھارتا ہے۔
دین کا علم خاموشی سکھاتا ہے، توجہ سے سننا سکھاتا ہے، اطاعت پر مائل کرتا ہے، عاجزی وانکساری کا قرینہ سکھاتا ہے، غرور، نزدیک نہیں آنے دیتا، عبادت میں خشوع وخضوع پیدا ہوتا ہے، دین کے علم ہی سے حقوق العباد کی پہچان ہوتی ہے۔ دین کے بغیر کامیاب زندگی گزارنا ناممکن ہے۔ (بنت مولانا عبدالرشید ارشد)

کشکول

سچے موتی

☆ سچا دوست، وفا شعار بیوی اور نیک اولاد بڑے مقدر سے ملتے ہیں۔
☆ شرم کی کشش حسن سے زیادہ ہے۔
☆ عقل مند سوچ کر بولتا ہے اور بے وقوف بول کر سوچتا ہے۔
☆ غلطی کرنا انسانی اور معاف کرنا خدائی صفت ہے۔
☆ غصے میں کبھی انصاف نہیں کیا جا سکتا۔
☆ جو ایک مرتبہ اعتماد کو ٹھیس پہنچا چکا ہو اس پر کبھی اعتبار نہ کرنا۔
☆ انسان زبان کے پردے میں چھپا ہوتا ہے۔
☆ اگر کوئی بدصورت ہے تو ضروری نہیں کہ وہ اندر سے بھی ایسا ہی ہو۔
☆ ایک باپ سات بیٹوں کی پرورش کر سکتا ہے لیکن سات بیٹے ایک باپ کی پرورش نہیں کر سکتے۔
☆ غصہ حماقت سے شروع ہو کر ندامت پر ختم ہوتا ہے۔
(اہلیہ اقبال-حیدرآباد)

باپ کی اپنی بیٹی کو رخصتی کے وقت دس نصیحتیں

اے میری پیاری بیٹی! جان لے
1- کہ تم دونوں! ادھر سے ادھر ایک قوی رشتے میں منسلک ہو گئے ہو اور اب اس میں کوئی مشکل نہیں رہی کہ تم میں سے ہر ایک دوسرے کیلئے سعادت ونجات کا سبب بنے یا بدبختی کا سبب نے۔ بیٹی تم احتیاط واجتناب کرنا کہ اول اختلاف تیری طرف سے پیدا ہو تمہارے آپس میں، اس لئے کہ پھر ایک دوسرے سے نفرت کی آگ ہمیشہ سلگتی رہتی ہے۔
2- جہاں تک ہمت ساتھ دے اپنے شوہر کی اطاعت کا دامن نہ چھوڑنا اور مذاق، مسخرہ پن، جنونی باتوں سے کنارہ کش رہنا اور شوہر سے بڑائی اور انکار سے تو ضرور بچنا کیونکہ یہ طلاق کی چابی ہے اور زیادہ خفگی وناراضگی کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ یہ چیز بغض کو جنم دیتی ہے۔
3- صحت وتندرستی کا پورا خیال رکھنا اور ان چیزوں سے اجتناب کرنا جو چہرے کو بدشکل کر دیں خواہ وہ میک اپ کیوں نہ ہو۔
4- جو کام تیرے ذمے ہوں ان کو جوان مردی اور بہادری سے انجام دینا اور یاد رکھو کہ گھر سے باہر کے امور ومعاملات تیرے شوہر کے ہیں لیکن اندرونی خانہ داری کے کام کاج تیرے ذمے ہیں۔
5- گھر کے کاموں کو نظم وضبط سے رکھو اور کسی کو اپنے رازوں پر مطلع مت کرو۔
6- شوہر کے خطوط وغیرہ کو مت دیکھو اور جو چیز تم کو وہ نہ بتانا چاہتا ہو اس کو اگلوانے کی بھی کوشش نہ کرو۔
7- اس کے ساتھ اپنے اختلافات کے اسباب کو بھی بخوبی جان رکھو اور اس کے علاوہ کسی کو ان پر مطلع مت ہونے دو۔
8- یاد رکھو کہ ہر لطیف الذوق آدمی اپنی عورت کی عقل مندی، حسن ذوق اور تدبیر وانتظام وغیرہ کا اندازہ اچھی طرح لگا لیتا ہے خواہ تم ان چیزوں کو اپنے سینے میں چھپانے کی کوشش کرو اور شوہر کو گھریلو چھوٹے چھوٹے مسائل میں ہر گفتگو کے اندر پریشان مت کرو۔
9- جب میں تمہارے ہاں آؤں اور تم کو ان باتوں پر عمل پیرا نہ پاؤں تو یہ مجھے انتہائی شاق گزرے گا اور اگر تم کو گھر کے کام کاج میں اپنی تمنا کے مطابق عمل کرنے والا دیکھوگا تو یقین جانو کہ مجھے انتہائی خوشی وفرحت حاصل ہوگی۔
10- (بس آخری نصیحت یہ ہے کہ) ان نصیحتوں کو پلے باندھے رکھنا اور کم از کم مہینے میں ایک بار ضرور مطالعہ کرنا۔
بس اب دعا وسلام کے ساتھ جاؤ میں تم کو اللہ کی حفاظت میں دیتا ہوں۔
(ہمشیرہ قاری منیر الزمان صدیقی۔ شہدادکوٹ)

ہوشیار

تمام افراد کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آج کل ایک خوف ناک بلا نکلی ہوئی ہے جو انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ لوگوں کو نقصان پہنچانے میں ہمہ وقت مصروف ہے۔ یہ بلا جس گھر میں داخل ہو جاتی ہے اس گھر کے افراد میں دنگا، فساد، عام ہو جاتا ہے، لوگوں کے مال ہڑپ کر جاتی ہے۔ جہاں ایک دفعہ داخل ہو جائے نکلنے کا نام نہیں لیتی اور بالآخر سارے گھر کو ویران کر کے دم لیتی ہے۔ عورتوں پر اس کے طرح طرح سے حملے ہوتے ہیں۔ انہیں عجیب وغریب موذی بیماریوں میں مبتلا کر دیتی ہے آنکھیں، زبان اور دل اس بلا کی وجہ سے شدید متاثر ہوتے ہیں۔ اس میں بچے، بڑے مرد وخواتین میں سے کسی کی تخصیص نہیں۔ مشہور ہے کہ اس کا کاٹا پانی نہیں مانگتا۔ لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنے گھروں کے دروازے خوب بند رکھیں، اپنے گھروں میں روزانہ صبح اٹھنے کے بعد اور رات کو سونے سے پہلے تین مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھ کر پھونک ماریں نماز روزہ، صدقات کا بہت زیادہ اہتمام رکھیں۔ اگر یہ بلا کسی گھر میں داخل ہو جائے تو مرد وخواتین سب کو چاہئے کہ اس بلا کے قدم جمانے سے پہلے ہی اسے نکال باہر کریں۔ مرد حضرات سے گزارش ہے کہ اس بلا کو فوری طور پر ختم کرنے کے لئے منصوبہ بندی کریں نہیں تو یہ ہر چیز کو خس وخاشاک کی طرح بہا کر لے جائے گی۔
آخر میں آپ کو اس بلا کا نام بھی بتا دیں کہ اسے عرف عام میں ''ٹیلی ویژن'' کہا جاتا ہے۔ (ع۔ع کوہاٹ)

پکی دوستی

اہلیہ محبوب الرحمٰن

میں ایک ڈاکٹر ہوں گھر میں بھی میں نے نیچے کے حصے میں کلینک بنا رکھا ہے جس میں بیمار خواتین اور دیگر مریضوں کو دیکھتی ہوں گھر میں کلینک بنانے کی وجہ بچے چھوٹے تھے اور میں زیادہ دیر گھر سے باہر نہیں رہ سکتی تھی۔ سردی زیادہ ہونے کی وجہ سے نزلہ زکام جیسے وبائی امراض پھیلے ہوئے تھے میرے پاس آنے والے مریض بھی اس قسم کے تھے میرا بھی موسمی اثرات کی وجہ سے زکام سے برا حال تھا میں کلینک جلد بند کر کے آرام کرنا چاہتی تھی۔ میرا بیٹا دو دفعہ مجھے بلانے کے لئے آچکا تھا۔ میں اٹھنے ہی والی تھی کہ ایک بوڑھی سی خاتون اندر داخل ہوئی۔ ’’السلام علیکم۔‘‘

’’وعلیکم السلام۔‘‘ وہ شکل سے بھی کافی بیمار نظر آرہی تھی۔ ’’کیا ہوا ہے آپ کو‘‘۔

’’میرے سارے جسم میں درد ہے سارے پٹھوں میں کھنچاؤ محسوس ہو رہا ہے۔‘‘

’’کب سے تکلیف ہے‘‘۔

’’آج صبح سے زیادہ ہو رہی ہے میں تہجد کے لئے اٹھی تھی پانی گرم نہیں تھا اور میں نے ٹھنڈے پانی سے ہی وضو کرلیا۔ اس لئے شاید ٹھنڈ لگ گئی ہے۔‘‘ (یاد رہے کہ ان دنوں میں پانی کو بھی جما دینے والی سردی پڑ رہی تھی)۔

’’کیوں کیا گرم پانی نہیں تھا‘‘۔ میں نے حیرانی سے کہا۔

’’ڈاکٹر صاحبہ ہمارے ہاں گرم پانی کا انتظام کیا ہونا ہمیں تو ٹھنڈا پانی بھی مشکل سے ہی میسر آتا ہے۔‘‘

اس کی ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے والی بات نے مجھے ہلا کر رکھ دیا تھا ایک اس کی عمر بڑھاپا اس حال میں بھی یہ ٹھنڈے یخ پانی سے وضو کر کے اپنے اللہ کو یاد کرتی ہے اور میں نے اتنی سہولتیں گیزر کے ساتھ گرم پانی، اٹیچ باتھ، گرم کمرہ ہونے کے باوجود کبھی نماز نہیں پڑھی اس بوڑھی خاتون کو دوائی وغیرہ دے کر میں نے فارغ کر دیا۔ اس کے جانے کے بعد بھی میرا دھیان اس کی طرف ہی رہا میں ادھر ہی بیٹھی رہی شرمندگی اور ندامت کے ساتھ مجھے یہ بھی یاد نہیں رہا کہ میں آج جلد فارغ ہو کر آرام کرنا چاہتی تھی۔ میرے بیٹھے بیٹھے اذان کی آواز آنے لگی عشاء کا وقت ہو رہا تھا، میں جو کبھی اس بلاوے پر نہیں اٹھی تھی آج فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اوپر آکر میں نے وضو کیا گرم پانی سے، میرا خیال پھر اس عورت کی طرف چلا گیا میں نے نماز شروع کر دی نماز سے فارغ ہونے کے بعد نے اللہ تعالیٰ سے رو رو کر اپنے اس گناہ کی معافی مانگی، نماز کے بعد مجھے اپنے اندر وہ سکون اترتا ہوا محسوس ہوا جو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا ہزاروں نعمتوں کے ہونے کے باوجود میری زندگی میں سکون نام کی کوئی چیز نہیں تھی جس کی وجہ سے میری طبیعت میں بیزاری اور چڑچڑاپن رہتا کیونکہ مسلسل کام کی وجہ سے دماغ اور جسم دونوں تھک جاتے تھے، نماز پڑھنے کے بعد مجھے وہ تروتازگی محسوس ہوئی جیسے میں نے کوئی کام ہی نہیں کیا۔ نماز نہ پڑھنے سے پہلے میں کبھی تھکن اتارنے کے لئے ٹی وی کھول کر بیٹھ جاتی تھی یا اپنی ایک سہیلی کی طرف چلی جاتی نماز شروع کر دینے کے بعد میں کافی دن اس کی طرف نہ جاسکی ایک دن وہ خود ہی آگئی کہنے لگی۔ ’’کہاں ہوتی ہو آج کل لگتا ہے بھول ہی گئی ہو۔‘‘

’’بس میں نے اب کسی اور سے دوستی کرلی ہے، دوستی بھی وہ جو بالکل پکی کبھی نہ ختم ہونے والی۔‘‘ میں نے جواب دیا وہ حیران سی ہوگئی۔

’’کیوں بھئی آخر ہمیں بھی تو پتہ چلے کس سے دوستی کی ہے؟‘‘ وہ زیادہ ہی پریشان نظر آنے لگی تو میں نے کہہ دیا: ’’میں نے اپنے رب سے دوستی کرلی ہے جو ہمیشہ قائم رہنے والی ہے باقی دوستیاں اور رشتہ داریاں تو صرف مختصر وقت کے لئے ہیں واقعی اس دوستی میں جو سرور اور سکون ہے وہ کسی اور میں نہیں۔ اسی طرح اس کے عطا کردہ احکام کے اندر جو حکمتیں ہیں وہ ہر لحاظ سے ہمارے لئے خیر ہی خیر ہیں۔

ایک صاحب کا سفرنامہ پڑھنے کا اتفاق ہوا انہوں نے لکھا ہے میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک آدمی مجھے کچھ دیر کھڑا دیکھتا رہا وہ غیر مسلم تھا جب میں نماز سے فارغ ہوا تو کہنے لگا یہ ورزش کا طریقہ تم نے میری کتاب سے سیکھا ہے کیونکہ میں نے بھی اسی طریقے سے ورزش کرنے کا طریقہ بتایا ہے جو شخص اس طریقہ سے ورزش کرے گا وہ کبھی بھی طویل اور پیچیدہ امراض میں مبتلا نہیں ہوگا پھر اس ماہر نے وضاحت کی کہ اگر کھڑا آدمی فوراً سجدے کی ورزش میں چلا جائے تو اس سے اعصاب اور دل پر برا اثر پڑتا ہے اس لئے میں نے اپنی کتاب میں یہ بات خاص طور پر درج کی ہے کہ پہلے کھڑے ہو کر ورزش کی جائے پھر جھک کر ہاتھوں اور کمر کی ورزش کی جائے پھر سر کو زمین سے لگا کر ورزش کی جائے، یہ ورزش صرف ماہرین ہی کرا سکتے ہیں اور لوگوں کو تو بہت محنت سے سکھانی پڑتی ہیں لیکن تم نے تو بہت اچھے طریقے سے کی ہیں۔ جب اس نے یہ بات کہی تو وہ نماز پڑھنے والے آدمی کہنے لگے میں مسلمان ہوں اور اسلام نے مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے میں نے آپ کی کتاب ہرگز نہیں پڑھی اور ایسا عمل دن میں پانچ مرتبہ کرتا ہوں، اس بات کے سنتے ہی وہ انگریز ماہر حیران رہ گیا بہرحال یہ تو ویسے ایک بات لکھ دی۔ لیکن جو لوگ نماز نہیں پڑھتے وہ نماز کو اللہ پاک کا حکم سمجھ کر شروع کریں ورزش سمجھ کر نہیں پھر بتائیں کہ جو سکون نماز پڑھنے میں ہے وہ کسی اور بات میں نہیں تجربہ شرط ہے۔

اَلمیہ

رات کو صبح کیا، صبح کو پھر شام کیا
اور ہاں ہم نے بھلا اور کوئی کام کیا
آرزو نام کمالینے کی اس درجہ بڑھی
جا کے بازار میں خود اپنے کو نیلام کیا
فکر میں، پیٹ کے دوزخ کو بجھانے کیلئے
چین سے بیٹھے نہ اک پل کبھی آرام کیا
اپنے پیشے میں علمدار حسد کا تمغہ
اپنے سینے پر رکھا جیسے نام کیا
چند سکوں کے لئے اپنی انا کا سودا
کر کے انسان نے سچائی کو بے دام کیا
المیہ آج کے اس دور مشینی کا یہی
نام رکھتے ہوئے خود کو یہاں گمنام کیا

ر، س قریشی

ہم سا نہ ہوگا کوئی جہاں میں سیاہ بخت

بنت محمد نواز خلیق ڈیرہ غازیخان

اپنی لغزش پہ ذرا بھی نہیں نادم ہوتے
اک یہی عیب ہے اس دور کے انسانوں میں

آج ہمارے معاشرے میں بھی تقریباً ہر جگہ عورتوں کے حقوق کا تذکرہ ہو رہا ہے جبکہ ہمارا حال یہ ہے کہ صنعتی ترقی اور جدید ٹیکنالوجی کی دوڑ میں غیر مسلموں سے آگے نکلنے کی بجائے بس اُن کی وضع و قطع، ان کا رہن سہن، مردوں نے ان کی ٹائی، پتلون، کلین شیو جبکہ عورتوں نے ان کی بے پردگی اور فحاشی کو اپنایا ہے۔ بقول شاعر۔

لیلیٰ کے لبوں پر سرخی ہے مجنوں کے گلے میں ٹائی ہے
اسے شوق نمائش عام کا ہے وہ ڈھولا میٹھا ماہی ہے

انگریز قوم کی تہذیب و معاشرت کی نقالی کا خبط اور جنوں مسلمانوں پر کچھ ایسا سوار ہے کہ دین و مذہب کے واضح احکام سے بے اعتنائی برتنے کے ساتھ ساتھ طبعی شرم وحیا اور غیرت انسانی سے بھی محروم ہونے لگے ہیں۔ دین اسلام نے دنیوی ترقی اور جدید علوم وفنون سے مسلمانوں کو روکنا تو درکنار الٹا اس کی زوردار حمایت کی ہے مگر مرد و عورت میں ہر ایک کے لئے ایک دائرہ کار مقرر کر دیا ہے بیرون خانہ کے تمام کام کاج، کاروبار، بھاگ دوڑ، محنت و مشقت، مزدوری، ملازمت، فکرِ معاش سب دھندے صرف مرد کے ذمے ہیں اور اندرون خانہ کی تمام ذمہ داریاں امور خانہ داری سلائی کڑھائی، بچوں کی پرورش، گھر کی دیکھ بھال وغیرہ عورت کے ذمے ہیں حتیٰ کہ عورت کا خرچ نان ونفقہ سب مرد کے ذمہ ہے اگر بیوی ہے تو خاوند کے، اگر بہن ہے تو بھائی کے، اگر ماں ہے تو بیٹے کے، اگر بیٹی ہے تو والدین کے ذمے مگر مغرب زدہ لوگوں نے عورت کو کس مقام سے کس مقام پر لا پہنچا ہے اخبارات و رسائل، ڈائجسٹ و ناولوں کے سرورق جواں لڑکیوں کی رنگین ومزین تصویریں ٹی وی پر کیسٹوں پر اور تو اور بازاروں اور محلوں میں چیزیں بیچنے کے لئے بھی عورتوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ انگریز بنات اسلام کو اجاڑ کر اپنی سازش میں کامیاب ہو گئے اور بنات اسلام کی پاکیزہ جوانیاں انگریزی تہذیب کی قربان گاہ میں ترقی دینے کی بھینٹ چڑھ گئیں۔

ہم سا نہ ہوگا جہاں میں کوئی سیاہ بخت
روشن ہے بزم غیر ہمارے چراغ سے

افسوس! بہت زیادہ افسوس کا مقام ہے اتنی بڑی اخلاقی اور معاشرتی بربادی کرا کے بھی ہم مسلمان عقل کے ناخن لینے کو تیار نہیں اور پاگلوں کی طرح مغرب زدہ لوگوں کے پیچھے بھاگے جا رہے ہیں۔

بچو تقلید مغرب سے اے مسلمانو
کہ مغرب میں جاتے ہی سورج ڈوب جاتا ہے

اللہ تعالیٰ کی منشاء ہے کہ عورتیں خواہ مخواہ اپنی آواز یا اپنے زیور کی جھنکار غیر مردوں کو نہ سنائیں اگر ضرورتاً بولنا بھی پڑے تو احتیاط کے ساتھ بات کریں اسی بناء پر عورت کا اذان دینا بھی منع ہے، جب عورت اپنے دین پر تھی، توحید پر تھی تو اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے بیٹے اس کی گود سے پیدا کئے جن پر زمین تو زمین آسمان کو بھی فخر ہے، توحید کا ڈنکا بجانے والے، سچائی کا سکہ دنیا پر بٹھانے والے، سخاوت کی دھوم مچانے والے، نڈر و بہادر، عظیم داعی، محدثین، شہداء اور انبیاء بھی اسی گود سے ہی پیدا ہوئے مگر اب جب سے عورت نے مغرب کی دیکھا دیکھی دین کو چھوڑا، پردے کو چھوڑا، دفتروں، سڑکوں اور ہوٹلوں میں آنے جانے لگی تو اس کی گود سے چور، ڈاکو، بدعت کو رواج دینے والے، باطل پرستوں کا ساتھ دینے والے، زکوٰۃ نہ دینے والے، سود کھانے والے، حق پرستوں کو ستانے والے، گانے بجانے والے، عورتوں کو سڑک پر لا کھڑا کرنے والے، باطل کو حق سمجھنے والے، حدیثوں کا انکار کرنے والے، انگریزوں کا کہا ماننے والے، سنت کو مٹانے والے، مسلمانوں کا مذاق اڑانے والے، پردے کو ختم کرانے والے بھی اسی گود سے پیدا ہوئے، کیوں؟ صرف اس وجہ سے کہ اسلام نے جو مقام عورت کو دیا وہ اُس مقام کو بھول گئی۔

اے مسلم عورت! زمانہ جہالت میں تیری کیا حیثیت تھی اور دین اسلام نے تجھے کیا حیثیت دی، تو اپنی حیثیت کو ہی بھلا بیٹھی عورت کو تو وہ مقام ملا جو مردوں کو بھی نہیں ملا، جب بیٹی بن کر جنم لیتی ہے تو ماں باپ کے لئے جنت کی دلیل بن جاتی ہے جب شوہر کے گھر جاتی ہے تو کامل اطاعت کرنے پر خود جنتی بن جاتی ہے اور جب صاحب اولاد ہوتی ہے تو اولاد کے لئے جنت کا نشان بن جاتی ہے، افسوس ہے کہ آج وہ مسلمان خواتین جن کا تعلق ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابیات وخواتین اسلام سے جڑتا تھا آج وہ ننگ انسانیت اور رسوائے زمانہ یورپ کی خواتین کے نقش قدم پر چلنے پر فخر محسوس کرتی ہیں۔ تف ہے ایسی ذہنی غلامی اور بے ضمیری پر۔

خدارا سمجھنے کی کوشش کریں آج بھی وقت ہے، ہم اب بھی اپنے اصلی مقام کو پاسکتی ہیں مگر اس دور میں تھوڑی سی محنت کرنی پڑے گی، میری تمام خواتین اسلام سے التجا ہے اس پرفتن دور میں غیرت مندو باحیا اور مسلمان خواتین کی طرح زندگی گزاریں اور دوسروں کو بھی تلقین کریں اور مغرب زدہ مردوں سے بھی التجا ہے کہ وہ اپنی حس غیرت کو بیدار کریں اور بنت حوا کو یوں رسوا نہ کریں۔

قوم و ملت کی ترقی ہو نہیں سکتی عزیز
گر عمل ہم نے خلاف سنت و قرآن کیا

مجھے کس جرم میں قتل کیا گیا

آپا جی کے قلم سے

کل ایک اخبار میں خبر پڑھی، دل دھک سے رہ گیا، میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ آج کے اس روشن دور میں بھی اس قدر تاریک ذہن والے لوگ موجود ہیں؟ کیا آج بھی زمانہ قبل از اسلام والی جاہلیت ہمارے معاشرے میں باقی ہے؟ جب عرب میں اسلام کا نور نہیں پھیلا تھا تو سنگ دل، شقی قسم کے لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے تاکہ انہیں کسی کو داماد نہ بنانا پڑے، اسلام آیا تو انسان نے تہذیب اور شرافت سیکھی، اسے معلوم ہوا کہ انسانی قدریں کیا ہوتی ہیں؟ قانونِ فطرت کیا ہے؟ مثالی معاشرہ کیا ہوتا ہے؟...... لیکن آج پھر لگتا ہے کہ 1400 سو سال پہلے والا معاشرہ پلٹ آیا ہے بلکہ میں تو کہوں گی کہ اس وقت سے بھی زیادہ افسوسناک صورت پیدا ہوگئی ہے...... خیر تو میں کہہ رہی تھی کہ ایک اخبار کے سروے کے مطابق ’’کراچی کے ویران علاقوں، کچرا کنڈیوں، گندے نالوں اور ندیوں سے گزشتہ تیس سال کے دوران 31 ہزار سے زائد نوزائیدہ بچوں کی نعشیں ملی ہیں جن میں 80 فیصد تعداد لڑکیوں کی تھی ان بچوں کو گلا گھونٹ کر یا تیزاب پھینک کر قتل کیا گیا ہوتا ہے۔ ویران جگہوں سے ایسے بچے بھی ملتے ہیں جو زندہ ہوتے ہیں، لوگ ان بچوں کو کپڑوں میں لپیٹ کر پھینک جاتے ہیں، آوارہ کتے اور بلیاں انہیں بھنبھوڑتی ہیں تو بچے کے رونے کی آواز سن کر علاقے کے لوگ پولیس کو یا رفاہی اداروں کو اطلاع دیتے ہیں۔ ایسی نعشیں بھی ملتی ہیں جنہیں جانور نوچ کر کھا چکے ہوتے ہیں، کراچی کے ایک رفاہی ادارے نے متعدد جگہوں پر جھولے لگا رکھے ہیں جن پر لکھا ہوتا ہے کہ بچے کو قتل نہ کریں جھولے میں ڈال دیں۔‘‘

میں حیران ہوں کہ وہ ماں باپ کتنے پتھر دل ہیں کہ اپنے ہی وجود سے جنم لینے والی ننھی سی جان کو بے دردی کے ساتھ قتل کر کے آوارہ کتوں اور بلیوں کی غذا بننے کے لئے ویران جگہوں پر پھینک دیتے ہیں (یہ تو مشرکین مکہ سے بھی زیادہ بدبخت ہیں کہ کم از کم وہ لوگ زمین میں تو دفن کر دیتے تھے) یا اللہ کیا یہ مسلمانوں کا معاشرہ ہے؟ ہمارا پیارا دین تو ہمیں بچیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تعلیم دیتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ مبارک ہے کہ جس کی دو بچیاں ہوں اور وہ ان کی اچھی تربیت کرے اور حسنِ ادب کی تعلیم دے تو اس کے لئے جنت واجب ہے۔ میں سوچتی ہوں کہ اتنے پیارے دین کے ہوتے ہوئے بھی لوگ جاہلوں والی عادتوں کو اپنائے ہوئے ہیں۔ کوئی بیٹی کو جہیز دینے کے خوف سے قتل کر رہا ہے، کوئی سسرال والوں کے ڈر سے۔ بعض لوگ ان ننھی منی جانوں کو اپنے گناہ چھپانے کے لئے بھی قتل کر دیتے ہیں۔ کتنے شقی اور بدبخت لوگ ہیں۔ سوچئے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ دراصل ہماری اکثریت وہموں کا شکار ہوگئی ہے۔ عقائد کمزور ہوگئے ہیں۔ ایسا ماحول پیدا کرنے میں میڈیا کا بھی بڑا کردار ہے۔ اس وقت ٹی وی ہمارے معاشرے کی جڑیں کاٹ رہا ہے، اس سے وہ وہ پروگرام نشر ہو رہے ہیں کہ شاید کبھی شیطان نے بھی نہ سوچے ہوں گے۔ کلچر، ثقافت، تہذیب اور ٹیلنٹ کے نام پر عورت کو سر بازار نیلام کیا جا رہا ہے۔ عورت کو آزادی کی پٹی پڑھا کر گھروں سے دیس نکالا دیا جا رہا ہے۔ عورت عریاں ہو کر...... دینی احکام، معاشرتی روایات اور گھریلو چار دیواری کی گھٹن زدہ فضا سے آزاد ہو کر باہر نکلتی ہے تو بڑے بڑے انسان نما مگرمچھ جھپٹ کر دبوچ لیتے ہیں اور اس بری طرح بھنبھوڑتے ہیں کہ عورت سے اپنا آپ نہیں پہچانا جاتا، ظاہر ہے جب یہ ماحول ہو تو ان ننھی منی جانوں کے گلے گھونٹتے ہوئے کس کا دل پسیجے گا؟ اخلاق، شرم وحیاء، انسانیت، عفو وکرم، دردمندی، یہ ساری خوبیاں تو پہلے ہی اپنے وجود سے نکل چکی ہوتی ہیں۔ کہاں ہیں حقوق انسان اور حقوق اطفال کے علَم بردار کیا انہیں یہ انسانیت سوز ستم نظر نہیں آتا؟ کتوں بلیوں کی حفاظت کے لئے تو جھگڑتے ہو اور ننھی منی معصوم جانوں کو کتوں کی غذا بننے کے لئے پھینک دیتے ہو کیا یہی انسانیت ہے؟

آخ تھو تمہاری گندی تہذیب پر
یاد رکھو کل قیامت کے دن یہی ننھے ننھے ہاتھ ہوں گے اور تمہارے گریبان ہوں گے، وہ معصوم بچے اور بچیاں چیخ چیخ کر تم سے پوچھ رہے ہوں گے۔

’’بتاؤ! ہمیں کس جرم میں قتل کیا‘‘

کیا اس دن تمہارے پاس کوئی جواب ہوگا؟

دوستی کا حق ادا کر دیا

بنت خالد ضیاء

دروازے سے اندر قدم رکھتے ہوئے سمیہ کو یہ سمجھنے میں دقت ہوئی کہ وہ مطلوبہ گھر پہنچ چکی ہے، اس نے احتیاط سے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی اور در و دیوار کو پہچاننے کی کوشش کی، مبادا وہ کہیں اور تو نہیں آ گئی۔ اونچی آواز میں ڈیک لگا ہوا تھا، پورے گھر میں گانے گونج رہے تھے، کہیں سے ٹی وی چلنے کی آوازیں آ رہی تھیں اور غالباً وہ لاؤنج ہی تھا، جہاں زور و شور سے کی جانے والی بحث طول اختیار کر رہی تھی، اس سے پہلے کہ یہ بحث لڑائی کی شکل اختیار کرتی سمیہ نے پلٹ کر زور سے دروازہ ناک کیا لیکن اسے اس وقت بڑی کوفت ہوئی، جب سارے شور میں ناک کرنے کی آواز کہیں دب کر رہ گئی وہ واپس جانے کے لئے مڑنے ہی لگی تھی کہ اس کی سہیلی ردا کی آواز نے اس کے قدموں کو وہیں جکڑ لیا۔ "ارے...... ارے...... ٹھہرو...... سمیہ تم واپس کیوں جا رہی ہو؟" "میں نے ناک کیا تھا! کوئی نہیں آیا تو میں واپس پلٹ گئی" اس نے مسکراتے ہوئے کہا "اوہ سوری! دراصل میرے کمرے میں بھی فل والیم ویڈیو کیسٹ چل رہی تھی، اس لئے ناک کرنے کی آواز سنائی نہ دی، وہ تو شکر ہے خدا کا میں نے کچن میں جاتے ہوئے تمہیں دیکھ لیا ورنہ تم تو جا چکی تھی" وہ اسے لیے ڈرائنگ روم میں آ گئی۔ یہاں ایک اور کوفت سے سمیہ کا سامنا ہوا "ایسا ہے ردا کہ اس وقت میں جلدی میں ہوں چونکہ یہاں سے گزر رہی تھی اس لیے سلام دعا کرنے آ گئی" سمیہ نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا "آر یو آل رائٹ سمیہ؟ تم کچھ ڈسٹرب لگ رہی ہو، ہمارے درمیان تکلف کی کوئی دیوار نہیں، تم با آسانی اپنی کنفیوژن دور کر سکتی ہو" ردا نے برقعے میں لپٹے سمیہ کے وجود اور پھر چہرے کو دیکھ کر کہا "اچھا دراصل یہ سٹیچو (بت) مجھے پریشان کر رہے ہیں۔"

اوہو! یہ تو شاہکار ہیں...... ماسٹر پیسز...... ان میں چند ایک میری پسند سے ہیں، یہ صرف سجانے کے ہیں، کیوں کیا ہوا" ردا نے حیرت سے کہا تو سمیہ نے گہرا سانس لیا اور اس کے معصوم چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا "اس سے رحمت کے فرشتے گھر میں نہیں آتے......" "ردا! امی گھر پر میرا انتظار کر رہی ہوں گی، انہیں پڑوس میں تعزیت کے لئے جانا ہے اور مجھے گھر پر رہنا ہے، تم میرے ہاں آنا ملنے...... میں انتظار کروں گی۔" السلام علیکم کہہ کر باہر آئی تو بھائی انتظار کر رہا تھا۔ کچھ دیر میں گھر پر موجود وہ اپنے اور ردا کے گھر کا لاشعوری طور پر موازنہ کر رہی تھی، سکون کے احساس نے اس کی زباں پر کلمہ شکر رواں کر دیا۔

دو دن بعد ردا سمیہ کے ہاں تھی "سمیہ تمہارے ہاں اتنا سکون ہے کہ میرا اپنے گھر جانے کو جی نہیں کرتا۔" سمیہ مسکرا دی، اسے آج ردا ڈپریسڈ لگ رہی تھی، استفسار کرنے کی دیر تھی کہ ردا کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے "سمیہ! انکل پاپا اور بھائی میں زبردست فائٹ ہوئی ہے، بھائی شوبز کی دنیا میں جانا چاہتے ہیں جبکہ پاپا کا کہنا ہے کہ اگر بھائی نے یہ حرام کام کیا تو دونوں میں سے کوئی ایک گھر میں رہے گا اور ہم لوگ دونوں میں سے کسی کو بھی کھونے کا حوصلہ نہیں رکھتے ہم سب سخت ٹینشن میں ہیں"۔ سمیہ کچھ دیر سوچتی رہی پھر یوں گویا ہوئی "ردا! والدین بچوں کے معصوم ذہن میں جو عادت ڈال دیتے ہیں وہ اس کے ذہن کے پردے میں محفوظ ہو جاتی ہے، صرف یہ ہی نہیں بلکہ عمر بڑھنے اور ذہن کی پختگی کے ساتھ ساتھ یہ عادتیں بھی پختہ ہو جاتی ہیں جو آگے چل کر خطرناک ترین بنتی ہیں، بعض اولاد حقیقت پہچان لیتی ہے اور بعض انہی راہوں میں بھٹک کر احساسِ پشیمانی اور پچھتاوے دے جاتی ہے۔" ردا کے چہرے پر الجھن دیکھ کر اسے کہنے کا موقع دینے کو وہ خاموش ہو گئی۔"

لیکن سمیہ! ہمارے والدین نے تو ہماری بہترین تربیت کی ہے، ہر طرح سے ہمارا خیال رکھا، مکمل آزادی دی، گھر میں ہر آسائش ہے، اپنی تمام تر چاہتوں سے ہمیں پالا ہے، پھر......"

"نہیں ردا! تم غلط کہہ رہی ہو۔ میں تمہارے والدین کے خلاف تمہیں اکسا نہیں رہی بلکہ حق و باطل میں امتیاز بتا رہی ہوں۔ دیکھو، تم دور نہ جاؤ بلکہ قریبی مثال ہماری لے لو، تم خود کہتی ہو ہمارے ہاں سکون بہت ہے، جانتی ہو کیوں؟"

ردا نے انکار میں سر ہلایا تو اس نے کہنا شروع کیا۔

"یہ سکون ماحول اور تربیت کے مرہون منت ہے، ہمارے ہاں ڈیک، ٹی وی، ہر ایسی فحش چیز کے ساتھ جینے کا تصور نہیں جبکہ تمہارے ہاں ان کے "بغیر" جینے کا تصور نہیں۔ ہمارے ہاں یہ عالم ہے کہ تصویر والی کوئی کتاب نہیں، بچوں کی کتابوں میں جو تصویریں ہوتی ہیں انہیں اسٹیکر لگا کر یا کسی بھی آئیڈیا سے پوشیدہ کر دیا جاتا ہے، ایسا کوئی شیڈ تمہارے ہاں نہیں۔ اس نقطے کو سامنے رکھتے ہوئے پرکھو کیا یہ بہترین تربیت ہے؟ وہ آزادی جو تمہیں میسر ہے آسائش میں شمار ہوتی ہے یا سب سے بڑی بے آسائشی میں؟ اب یہ فیصلہ کرنا تمہارے لیے مشکل نہیں کہ چاہت کا وہ اظہار جو تمہارے والدین کر رہے ہیں، جس سے تمہاری دنیا اور آخرت کسی میں بھی سکون نہیں وہ بہتر ہے یا وہ اظہار جو دین دار والدین کرتے ہیں جس سے دنیا و آخرت دونوں پر سکون ہیں، وہ بہتر ہے؟"

"لیکن سمیہ اب کیا ہو سکتا ہے؟ کیا ان پچھتاووں کے دشت سے نکلنے کا کوئی رستہ نہیں؟" ردا نے امید و عاجزی سے کہا۔

"کیوں نہیں، بالکل ہے پر اتنا آسان نہیں جتنا گھر کی بنیاد ڈالتے وقت تھا، اگرچہ اب مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں، اسکے لئے میدان عمل میں قدم رکھنے کی پہل تمہیں کرنی ہو گی، یہ جانتے ہوئے کہ گھر کی فضا بنانے یا بگاڑنے کا کریڈٹ براہ راست عورت کو جاتا ہے، تم خالہ جان کو منانے اور بتانے کی کوشش ضرور کرنا کہ اگر وہ اور ان کے ساتھ خالو بھی اپنا شعور و احساس جگا لیں تو بہت جلد وہ گھر کی حالت کو درست کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ خود کو سب سے پہلے کمپلیٹلی، سچی اور پکی مسلمان بناؤ"

"ان شاء اللہ بہت جلد تم مجھے مکمل چینج پاؤ گی" ردا نے پر عزم لہجے میں کہا۔

"اپنے ڈرائنگ روم سے وہ سٹیچو بھی نکال دو کیونکہ جس گھر میں بت یا تصویر ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، تم خود سوچو جہاں رحمتِ خدا ہو وہاں ہی سکون و عافیت ہوتی ہے، اور رحمت فرشتے ہی پہنچاتے ہیں، جب آپ گھر میں فرشتوں کو لوٹانے کا سامان رکھیں گی تو وہ کیسے آئیں گے؟ پھر آپ کے ہاتھ تو کچھ نہیں آئے گا۔"

"دوستی کا حق تم نے ادا کر دیا ہے" ردا اسکی ممنون ہو رہی تھی۔

"انسان کی بہترین دوست دینی کتب بھی ہوتی ہیں اور دینی مجالس بھی، اب تم نے ان کا اہتمام کرنا ہے" "جواباً ردا کی آنکھیں چمکنے لگیں وہ بولی ان شاء اللہ" تو سمیہ پھر گویا ہوئی" اور ہاں اب تمہارے کمرے میں گانوں کی بجائے تلاوت قرآن کریم گونجنی چاہئے۔"

ردا نے چونک کر سمیہ کو دیکھا اور دونوں مسکرا دیں۔

وقت نے اڑان تیز کی، پتہ ہی نہ چلا، سمیہ شادی ہو کر فیصل آباد آ گئی اور آج پانچ سال بعد اس کی ردا سے اچانک ملاقات ہوئی تھی۔

ردا نے بتایا کہ "اس نے ماں کو ہم نوا بنا کر کوشش شروع کی، وقت کا پہیہ گھومتا رہا اور گھر پر سے گمراہی کا غبار چھٹتا رہا، آج ماں بیٹی کی کوشش اور خدا کی رحمت سے گھر کی فضا مہک رہی ہے۔"

سمیہ نے ماضی سے پلٹ کر حال کو سوچا اور مسکراتے ہوئے کروٹ بدل لی۔

مہنگی چائے

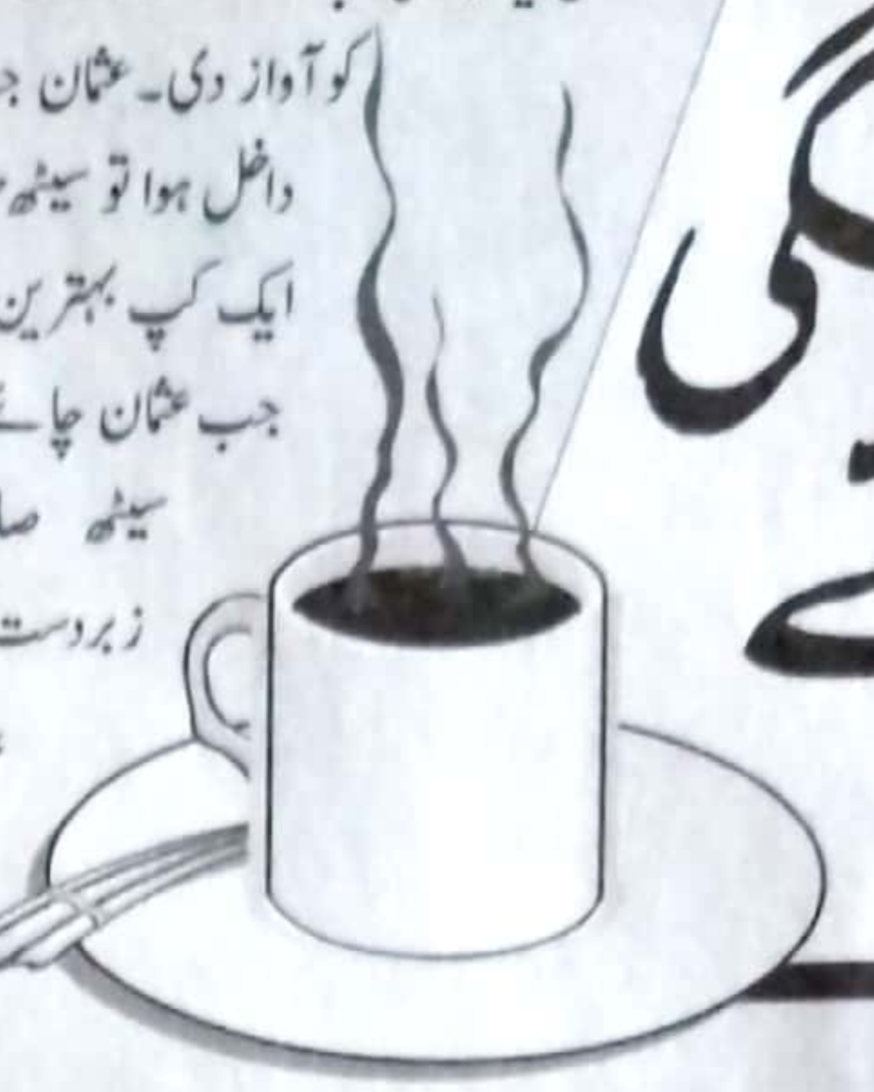

عثمان بیٹا جلدی آجاؤ...... سیٹھ حماد نے اپنے پیارے بیٹے کو آواز دی۔ عثمان جب کمرے میں داخل ہوا تو سیٹھ حماد بولے! بیٹا ایک کپ بہترین چائے بنالاؤ، جب عثمان چائے کا کپ لایا تو سیٹھ صاحب بولے'' زبردست'' بیٹا یہ کیسے بنائی؟ بے وقوف بیٹے نے جواب دیا'' ابو آگ نہیں جل رہی تھی تو آپ کی تجوری میں سے ہزار ہزار کے نوٹ نکالتا گیا اور جلاتا گیا اور یہ ایک کپ چائے بنالی۔ سیٹھ صاحب غصے سے کھڑے ہوگئے اور وہی پیالی عثمان کے سر پر دے ماری۔ عثمان حیران تھا کہ اس میں غصے کی کیا بات ہے۔''

جی ہاں آپ بھی حیران نہ ہوں آج کل ہماری حالت بھی بالکل اسی طرح ہے۔ نماز، پردہ، شرم وحیا، حلال رزق غرض تمام دین اسلام کے قیمتی ارکان کو قربان کر کے ہم جو'' دنیا'' یعنی سٹیٹس بناتے ہیں وہ کل ہمارے سروں پر مارا جائے گا اور ہم حیرانگی سے کہیں گے کہ یہ کیا ہم نے تو نرس و ایئر ہوسٹس بن کر لوگوں کی خدمت کی تھی۔ بچوں کو مکمل انگریز بنا کر'' مہذب'' اور'' اعلیٰ تعلیم یافتہ'' بنایا تھا۔ مترنم آواز سے خاوند کے سب دوستوں سے بات کرتی تھیں کہ کسی کا دل نہ'' خفا'' ہو اور ہمیں خوش اخلاق سمجھے لیکن یاد رکھئے یہ'' خوبیاں'' ڈبونے والی ہیں اور اللہ تعالیٰ کو خوبصورت آواز میں جادو جگانے والی'' ملکۂ ترنم'' نہیں، گھر کے کونے میں تلاوت کرنے والی'' مستور مجسم'' چاہئے۔ نرس وایئر ہوسٹس بن کر مردوں کی'' دلداری'' کرنے والی نہیں گھر والوں کا خیال رکھنے والی'' گھر داری'' کرنے والی پسند ہے۔

تیری ارزاں جان کو اللہ نے
جنت کے بدلے خریدا ہے

اُمِّ سعد قریشی

دُختران وطن سے

نچوڑ دل کو شراب طہور پیدا کر
پھر اس میں اپنی وفا کا سرور پیدا کر
چراغ خانہ دل ہے تو، شمع بزم نہیں
حجاب و شرم کا دل میں نور پیدا کر
اے خود فریب! جگادو ذوق خود شناسی کو
اندھیرے میں نہ بھٹک برق طور پیدا کر
ہے تیرے ہاتھ میں تقدیر ملک و ملت کی
دیار پاک میں مشرق کا نور پیدا کر
بنیں جو طارق و ٹیپو خالد و قاسم
تو اس چمن کے لئے وہ طیور پیدا کر
بہے وطن کی بقا کے لئے لہو جن کا
وہ پاسبان دلیر و غیور پیدا کر
فریب، جھوٹ، نمائش یہ ہے نئی تہذیب
جہاں تازہ تو ان سب سے دور پیدا کر
تو محترم ہے بہت ہے تیرا مقام بلند
گرا نہ خود کو دل با شعار پیدا کر
میں شاخ طاق ہوں میری غزل ہے میرا ثمر
میری غزل سے مئے پر سرور پیدا کر
سکون ذکر و تلاوت اور شب کی خلوتوں میں ہے
کمال بندگی سے لذت سرور پیدا کر

مرسلہ: ا س ج چوٹیا بہاول نگر

سیرت

ام نعمان، ساہیوال

آپ سب نے یہ ضرور سنا ہوگا کہ:

'' اچھی سیرت دیکھ
صورت نہ دیکھ
سنکھیا بھی سفید ہوتی ہے......''

لیکن آج کل جو New Generation ہے وہ صرف سفید سنکھیا ہی دیکھ رہی ہے اور ان کو اس میں ہر طرح کی خوبی نظر آرہی ہے، وہ اس کے مضر اثرات کو بھی جانچنے کی زحمت گوارہ نہیں کر رہے ہیں۔ میرے دور کے ایک اچھے سے بھائی تھے، اعلیٰ ظرف، خوش اخلاق جیسی ان کی شکل تھی ویسے ہی اچھے ان کے بلند اخلاق وکردار۔ انہوں نے اپنے سوتیلے بھائی بہنوں کی ماں باپ گزر جانے کے بعد ایسی تربیت کی کہ سب انہیں دیکھتے ہی آخر کہہ اٹھتے۔ انہیں صرف ایک ہی خواہش تھی کہ ان کی شریک حیات بھی نہایت ہی خوبصورت اور بلند اخلاق کی حامل ہو۔ آج کی طرح کا ماحول نہیں تھا، بڑے بزرگوں نے یہ خواہش جاننے کے بعد بھی کہ ان کی شادی ایک اچھے خاندان میں کردی۔ لڑکی اچھی تھی، سانولی سلونی، دراز قد، صرف آنکھوں میں کچھ خامی تھی یعنی وہ ترچھی تھیں۔ کچھ دن تو بھائی صاحب بجھے بجھے سے رہے، اس کے بعد بھابھی صاحبہ نے اپنے اعلیٰ کردار، ضبط وتحمل اور بلند اخلاق سے سب کو ایسا گرویدہ کردیا کہ سب لوگ ان کی شخصیت کا دم بھرنے لگے یہی نہیں بھائی صاحب کا بھی یہ حال تھا کہ اٹھتے بیٹھتے ان کا دم بھرتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ہر آنکھ نم تھی ہر زبان پر یہ کلمہ تھا کہ اللہ ہر ایک کو ایسی بیوی، ایسی بیٹی اور ایسی بھابھی دے۔'' بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدور پیدا'' آخر میں آج کل کے بھائیوں سے یہ گزارش ہے اچھی سیرت دیکھو بس......

آپ کا دسترخوان

حیدرآبادی بھنڈی

اشیاء:
بھنڈی ½ کلو۔ پیاز 2 عدد درمیانے (باریک کٹے ہوئے)۔ ٹماٹر 1 عدد بڑا (پسا ہوا)۔ نمک حسب ذائقہ۔ کٹی ہوئی لال مرچ ½ 1 چائے کا چمچہ۔ ہلدی ½ چائے کا چمچہ۔ ثابت سوکھا دھنیا 1 چائے کا چمچہ۔ سفید زیرہ 1 چائے کا چمچہ۔ تل 1 چائے کا چمچہ۔ پسا ہوا کھوپرا 1 چائے کا چمچہ۔ کچی مونگ پھلی 5 دانے۔ تیل حسب ضرورت

زیرہ، تل، کھوپرا گرائنڈر میں پیس لیں۔

ترکیب: بھنڈی کو درمیانے ٹکڑے کاٹ کر تیز آنچ پر کڑھائی میں تل لیں۔ اب پیاز ایک دیگچی میں کچے پکے تل لیں اُس میں نمک، مرچ، ہلدی ڈال دیں اور ہلکا سا پانی ڈال دیں تاکہ مصالحہ نہ جلے۔ اب ٹماٹر ڈال کر تھوڑا سا بھونیں پھر بھنڈی ڈال کر ہلکی آنچ پر 10 منٹ پکائیں اب ثابت مصالحہ جو پیس لیا ہے اُس کو ڈال کر 5 منٹ کے لئے دم دے دیں۔ اگر چاہیں تو کسی اچار کا مصالحہ 1 چائے کا چمچہ یا املی کی چٹنی ڈال دیں اور دم دے کر چولہا بند کر دیں۔ حیدرآبادی بھنڈی تیار ہے۔ مسنون طریقے سے تناول فرمائیں۔

اُن حلوہ سُن (ترکی میٹھا)

اشیاء: میدہ 2 کپ۔ دودھ 2 کپ۔ چینی 2 کپ۔ مکھن 1 ٹکیہ (بڑی)۔ ثابت چلغوزہ 2 کھانے کے چمچے (چھیلے ہوئے)۔

ترکیب: سب سے پہلے 2\3 مکھن کی ٹکیہ اور میدہ ایک جگہ بھون لیں جب تک میدہ لال ہو، دوسری جگہ دودھ، چینی اور باقی مکھن ایک جگہ پکالیں کہ چینی گھل جائے۔ اس کے بعد دودھ کا آمیزہ میدہ کے آمیزے میں ڈال کر مکس کرلیں۔ تھوڑا اور بھونیں یہاں تک کہ دودھ خشک ہوجائے اور آمیزہ دیگچی چھوڑ دے۔ اس کے بعد امیزہ کو جس شکل میں چاہے ڈھال کر پلیٹ میں نکال لیں، چاہیں تو ٹکیوں کی شکل میں چمچہ کی مدد سے ڈھال لیں اور ٹھنڈا ہونے پر کھائیں۔ (چلغوزہ کی جگہ بادام پستہ یا مونگ پھلی بھی استعمال کرسکتے ہیں۔ (ام ذیشان وحسان۔ کراچی)

بریڈ فرائیڈ رول

اشیاء: ڈبل روٹی کے توس، 8 عدد۔ قیمہ بھنا ہوا، 1 پیالی۔ انڈے، 2 عدد۔ مکھن، 2 اونس۔ دودھ، ½ پیالی۔ آٹا، 1 کھانے کا چمچ۔ نمک، ½ چائے کا چمچ۔ کالی مرچ پسی ہوئی ½ چائے کا چمچ۔ ہرا دھنیا ہری مرچ، حسب ذائقہ۔

ترکیب: قیمہ، مکھن، کالی مرچ، ہری مرچ اور دھنیا سب کو ملا کر باریک پیس لیں۔ ڈبل روٹی کے توس کے کنارے کاٹ لیں، اب توس کو دودھ میں ہلکا سا بھگوئیں اس کے بعد ایک سائیڈ پر تھوڑا سا قیمہ رکھئے اور جو سادہ حصہ ہے اس کو قیمہ پر رکھ کر کناروں کو دبا دیں۔ آٹے کو تھوڑے سے پانی میں گھول کر لئی سی بنائیں اور اس میں سے توس کے کناروں کو چپکا دیں۔ اب انڈوں کو پھینٹ لیں۔ کسی کڑھائی میں اتنا گھی یا تیل ڈالئے کہ رول آسانی سے تل سکیں، گھی گرم ہوجائے تو اس میں رول ڈال کر تل لیں، سرخی مائل ہونے پر رول نکال لیں اور ان کا بھی گھی خشک کرنے کے لئے انہیں ٹشو پیپر یا کسی عام کاغذ پر رکھیں، اس کے بعد پلیٹ میں سلاد اور ٹماٹر کے ساتھ سجا کر پیش کریں۔ (م، حنیف۔ لیہ)

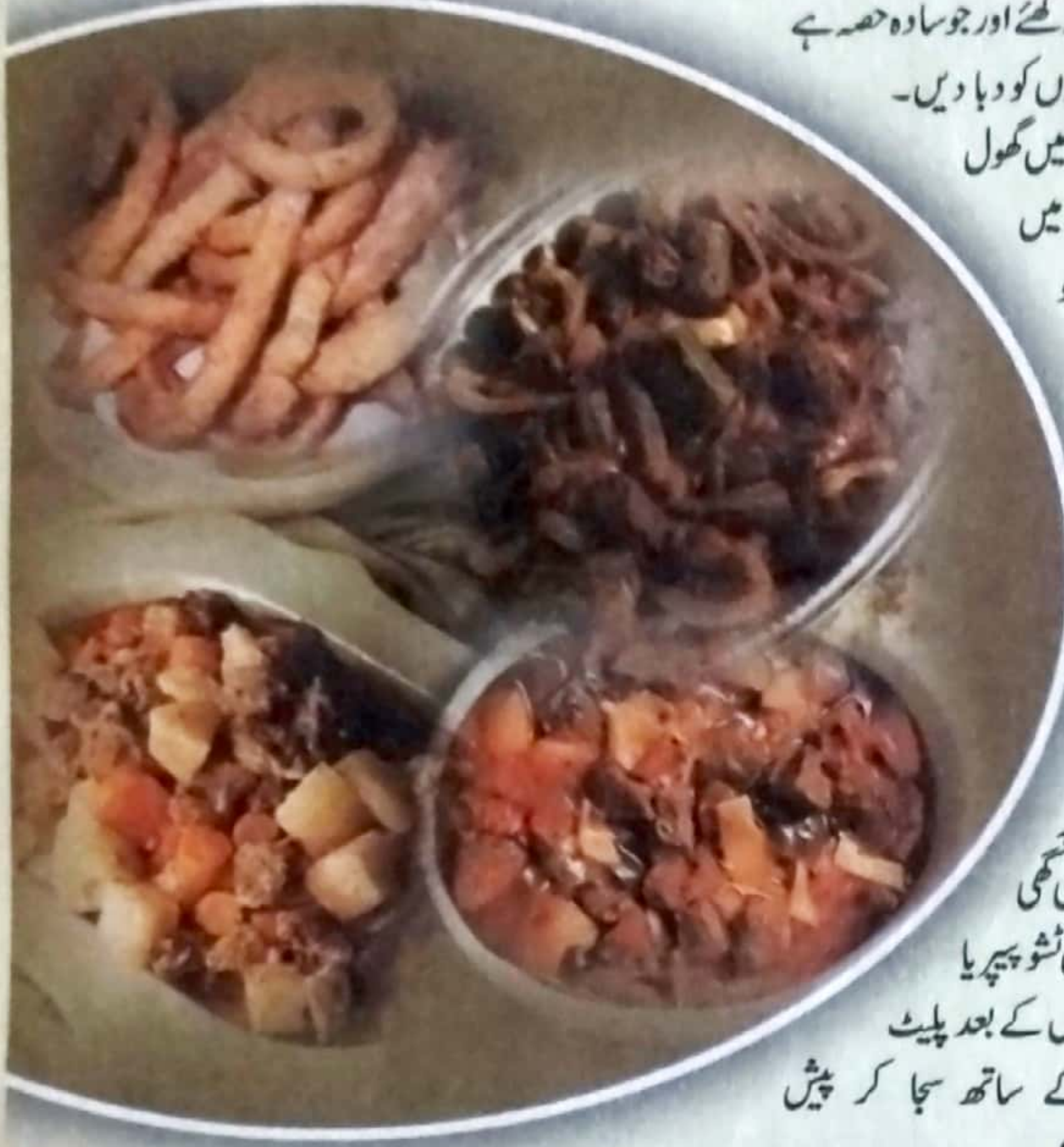

گولاش

اشیاء: بچھڑے کا گوشت ایک کلوگرام۔ گھی 125 گرام۔ لہسن 6 جوئے۔ پیاز 250 گرام۔ ٹماٹر 100 گرام۔ نمک حسب ذائقہ۔ ہلدی ایک چٹکی۔ سرخ مرچیں دو کھانے کے چمچ۔

ترکیب: سب سے پہلے گوشت کی حسب منشاء سائز میں بوٹیاں بنالیں، پیاز کے چھلکے الگ کرکے ایک مربع انچ برابر ٹکڑوں میں کاٹ لیں اور ان کو گھی میں سرخ کرلیں پھر گوشت، مرچیں، ٹماٹر، ہلدی اور نمک ڈال کر بھونیں تھوڑا سا پانی شامل کرلیں اور اوپر ڈھکن دے کر ہلکی آنچ پر پکنے دیں۔ پون گھنٹہ کے بعد آنچ مزید ہلکی کردیں۔ اس دوران لہسن کو باریک کاٹ کر اس میں شامل کریں تھوڑی دیر کے بعد جب اس میں سے پانی خشک ہوجائے اور گوشت گل جائے تو برتن کو چولہے سے الگ کرلیں اور ڈش میں نکال کر گوشت کو سلاد کے ساتھ دسترخوان کی زینت بنائیں۔ (ر، حنیف۔ لیہ)

تکہ بوٹی

اشیاء: دستی کا گوشت، آدھ کلو۔ دہی، ایک چھٹانک۔ گرم مصالحہ پسا ہوا، چائے کا ایک چمچہ۔ نمک اور سرخ مرچ، حسب ذائقہ۔ ادرک، چوتھائی چھٹانک۔ لہسن، چھ جوئے۔ سوکھا دھنیا اور سفید زیرہ، چائے کا ایک چمچہ۔ گھی، ایک بڑا چمچہ۔

ترکیب: گوشت کے مربع انچ کے برابر ٹکڑے بنا کر ابالیں تاکہ وہ نیم پختہ ہوں اور پانی خشک ہوجائے تو اتار لیں اس کے بعد مصالحہ پیس کر دہی میں ملا دیں اور گوشت کے ٹکڑے ٹھنڈے کرکے ان پر دہی لگا لیں یہ ٹکڑے سیخ پر لگا کر کوئلوں پر سینک کر سرخ کرلیں اور کٹی ہوئی پیاز اور سلاد کے ساتھ استعمال کریں۔

اونین رنگ

اشیاء: میدہ ایک کپ۔ بیکنگ پاؤڈر ایک چائے کا چمچہ۔ انڈہ ایک عدد۔ نمک آدھا چائے کا چمچہ۔ دودھ ایک کپ۔ پیاز دو عدد۔

ترکیب: پیاز کے گول گول رنگ کاٹ لیں میدے میں بیکنگ پاؤڈر، انڈہ اور نمک ملائیں اور دودھ میں ان چیزوں کو حل کریں اس کے بعد اس کمپچر میں پیاز کے رنگ ڈبو کر فرائی کریں۔

آلو کے پکوڑے

اشیاء: آلو آدھا کلو۔ نمک اور مرچ حسب ذائقہ۔ سفید زیرہ آدھا چائے کا چمچہ۔ بیسن ایک پاؤ۔ لیموں ایک پاؤ۔ لیموں ایک عدد۔ گرم مصالحہ پسا ہوا آدھا چائے کا چمچہ۔

ترکیب: آلو کو ابال کر مسل لیں ان میں نمک مرچ اور سفید زیرہ ملائیں اور لیموں کا رس بھی ملا دیں، بیسن میں نمک مرچ اور گرم مصالحہ ڈال کر گھولیں اور پھر آلو کے گول گول ٹکڑے بنا کر بیسن میں ڈبو کر فرائی کریں۔ پکوڑے تیار ہیں۔ (بنت غلام علی۔ ڈھڈیال ضلع چکوال)

آپ کی صحت

ایام نہیں ہوئے:

٭ عرض یہ ہے کہ میں ہر دفعہ خواتین کا اسلام بڑے شوق کے ساتھ پڑھتی ہوں کیونکہ اس میں جو صحت کے بارے میں صفحہ آتا ہے میں دیکھتی ہوں کہ جو میرا مسئلہ ہے شاید وہ مسئلہ دوسرے کے ساتھ بھی ہو تو وہ اس میں آیا ہو لیکن نہیں ہوتا برائے مہربانی میرا یہ مسئلہ حل کردیں وہ یہ ہے کہ میری عمر تقریباً 20 سال ہے مجھے ابی تک مینسز نہیں ہوئے ایک دفعہ بھی نہیں ہوئے تو اس کے بارے میں میرے والدین بھی بہت پریشان ہیں آپ مجھے اس کے بارے میں کچھ مشورہ دیں کہ میں اس کا علاج کہاں سے کروں اور کیسے کروں میں بہت پریشان ہوں اس پریشانی کی وجہ سے میرا دل پڑھائی میں نہیں لگتا اگر آپ میرا یہ مسئلہ حل کردیں گی تو میں آپ کی شکر گزار رہوں گی۔ (بنت حافظ عبدالغفور۔ راولپنڈی)

☆ آپ ایک دوا Senecio∅ (سنے شیو) لیں یہ دن میں تین مرتبہ ایک گھونٹ پانی میں 10-10 قطرے لیں۔ ان شاء اللہ افاقہ ہوگا۔ اگر پھر بھی نہ ہو یا دوا بند کرنے کے بعد رک جائیں تو پھر یوٹرس کا الٹرا ساؤنڈ کرانا پڑے گا پھر جو رپورٹ آ گئے گی اس کے مطابق ہی تشخیص اور علاج ہوگا۔

بال گرتے ہیں:

٭ میری عمر 21 سال ہے اور میری نظر بھی کافی کمزور ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے بال انتہائی کمزور ہیں اور کچھ بال سفید بھی ہیں۔ خشکی بھی کافی ہے۔ بال انتہائی روکھے اور بے جان ہیں۔ ان کا رنگ بھی صحیح سیاہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ قدرے پیلے پیلے اور بھورے ہیں۔ حالانکہ پہلے یہ سیاہ تھے۔ لیکن قریباً چار پانچ سالوں سے یہ ایسے ہوگئے ہیں۔ آپ مجھے کوئی موثر نسخہ بتائیں جس سے بال مضبوط بھی ہوجائیں اور لمبے، گھنے، سیاہ اور چمکدار بھی ہوجائیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے چہرے پر کالے کالے داغ پڑ گئے ہیں۔ کیل بھی آہستہ آہستہ نکلتے رہتے ہیں۔ دانے بھی نکلتے رہے ہیں۔ پھر خود ہی ٹھیک ہوجاتے ہیں لیکن داغ پڑ جاتے ہیں مجھے ایک بیوٹیشن سے پتہ چلا ہے کہ ایک فشر ہے جس سے داغ اور دانے ٹھیک ہوجاتے ہیں۔ میں ان کے پاس گئی تو کہنے لگیں کہ داغ اور دانوں کا فشر 2 یا 3 مرتبہ علیحدہ علیحدہ ہوگا 22 دن کے وقفے سے۔ 22 دن کے اندر اندر اگر دوسرا فشر نہ کروایا تو پہلے کا اثر ختم ہوجائے گا۔ یعنی پھر دوبارہ 2 فشر کروانے ہوں گے۔ میں نے پہلا فشر کروایا تو اس نے ساتھ بلیچ بھی کی اور اسکے 60 روپے الگ وصول کئے اور 65 روپے کی ایک ٹیوب جس کا نام ''کرائیو کارٹ کریم'' تھا بھی لکھ کر دی۔ میں آپ سے مشورہ لینا چاہتی ہوں کہ کیا اس سے داغ دھبے دور ہوجائیں گے اور کیا اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا؟ براہ کرم جلد جواب دیں اب تک تو کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ اور دانے نکل آئے ہیں۔ (بنت خالد بن رشید۔ واہ کینٹ)

☆ بی بی آپ اپنے چہرے کو تختہ مشق نہ بنائیں اس سے مزید خراب ہوگا۔ جتنے طریقے آزمائیں گی مزید دانے بنیں گے، آپ دانے نکلنے کی اصل وجہ دور کریں یعنی اگر مینسز ٹھیک طرح نہیں ہوتے تو اس کا علاج کریں یہ اس کی گرمی کی وجہ سے دانے نکلتے ہیں۔ باقی بالوں کے لئے دوا ACID PHOS Ø دن میں دو مرتبہ صبح اور رات 10-10 قطرے ایک گھونٹ پانی میں لیں، بالوں میں ناریل کا تیل لگایا کریں۔ اچھی طرح مساج کریں اور فوراً شیمپو نہ کیا کریں۔

سوال شائع نہیں کرنا:

☆ بنت ستار، محمود کوٹ شہر: آپ کے چہرے پر بال اور دانے اندرونی خرابی کی وجہ سے نکلتے ہیں اندرونی خرابی ٹھیک ہوجائے گی تو چہرہ صاف ہوجائے گا انشاء اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوا AIETRIS FAR. Ø (ایلٹرس فارینوسا) دن میں 2 مرتبہ 10-10 قطرے 1 گھونٹ پانی میں لیں اس کے ساتھ ہی دوسرے مسئلے کے لئے دوا

ڈاکٹر ام محمد

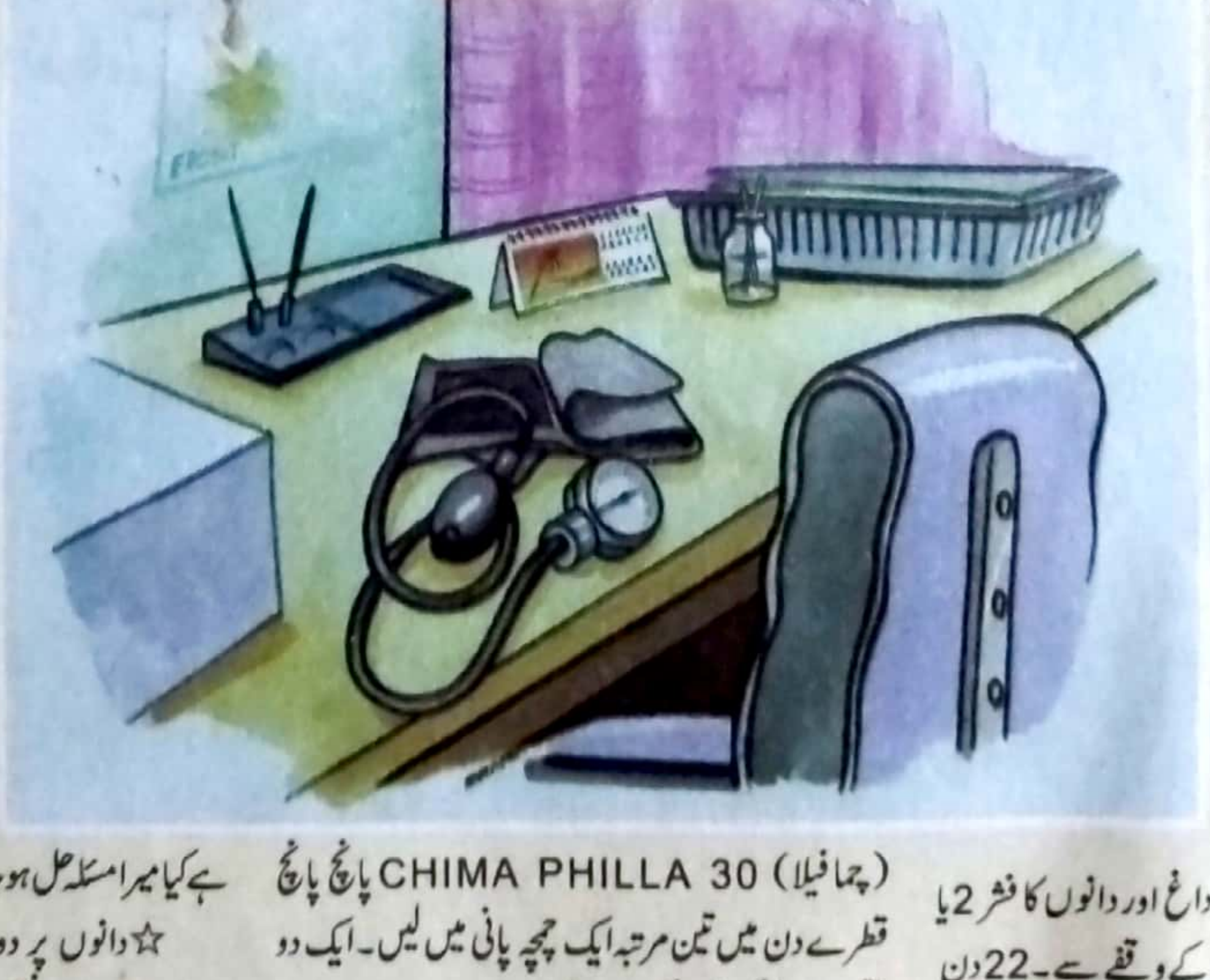

CHIMA PHILLA 30 (چمافیلا) پانچ پانچ قطرے دن میں تین مرتبہ ایک چمچ پانی میں لیں۔ ایک دو بوتل استعمال کرکے مجھے بتایئے گا۔

میری بیماریوں کی تفصیل یہ ہے کہ:

٭ (1): مجھے قبض کی شکایت رہتی ہے تقریباً 5-6 دن تک اور کبھی ٹھیک ہوجاتی ہے اور کھانا کھانے کے بعد مسلسل ڈکاریں آتی ہیں۔ (2): پہلے میرا رنگ بالکل صاف تھا اور اب ناک پر گالوں پر پہلے بھورا مائل دھبے پڑتے ہیں اور پھر چھائیوں میں بدل جاتے ہیں جن کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں۔ (3): میری عمر 23 سال ہے اور مجھے ایام کے پہلے دو دن پیٹ کے نچلے حصے میں بہت درد ہوتا ہے اور مینسز کے بعد گاڑھا سفید مادہ خارج ہوتا ہے اُن دنوں میں میری ٹانگوں میں بہت درد ہوتا ہے۔ (4): میرے منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہے اور میری جسامت بہت کمزور ہے میں آپ کو ساری زندگی دعائیں دوں گی میرے لئے کوئی سستا اور آسان علاج بتادیں۔ میرے لئے کون سی غذائیں اور پھل بہتر ہیں ان کے بارے میں بھی لکھ دیں۔ (اخت فاروق۔ خان پور)

☆ آپ دوا Pulsatilla 30 (پلسا ٹیلا) روزانہ 4 خوراکیں یعنی 5-5 قطرے ایک چمچ پانی میں لیں اور اس کے ساتھ Mag.phos 6x میں 4-4 گولیاں دن میں 4 مرتبہ لیں۔ چھائیوں کے لئے شمارہ نمبر 42 میں مختلف تدابیر لکھی ہیں آزما کر دیکھیں۔ قبض اور ڈکاروں کا مسئلہ بھی حل ہوجائے گا۔ تمام موسم کے پھل لیں بلکہ ان کا جوس بنا کر پئیں تو بہت فائدہ مند رہے گا، گائے کا گوشت نہیں استعمال کریں، پانی زیادہ سے زیادہ پئیں۔

چہرے کے دانے:

٭ باجی میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے چہرے پر باریک باریک دانے نکلتے ہیں اور کمر پر بھی ایسے ہی دانے ہیں، یہ دانے ایک دم زیادہ ہوجاتے ہیں اور کبھی ایک دم میرا چہرہ صاف ہوجاتا ہے، خاص طور پر میرا ماتھا ان دانوں سے بھرا رہتا ہے پہلے یہ دانے ایک دم سرخ ہوجایا کرتے تھے اور میرا چہرہ لال ٹماٹر کی طرح ہوجایا کرتا تھا میں نے ان کا بہت علاج کروایا ہے اب یہ سرخ تو نہیں ہوتے ہیں مگر حالت وہی ہے اور مجھ کو قبض بھی رہتی ہے یہ مسئلہ قریباً چار سال سے ہے۔ باجی دو ماہ بعد میری خالہ کی شادی ہے کیا میرا مسئلہ حل ہوجائے گا۔ (بنت محمد۔ چھالیہ)

☆ دانوں پر دوا Facecure لگایا کریں چاہے دانے ہوں، چاہے ختم ہوجائے مسلسل استعمال کریں، ساتھ ہی دوسرے مسئلے کے لئے (اونسموڈیم 1 M) Onosmodium 1M کی خوراک ہفتے میں ایک مرتبہ لیں اور روزانہ Chimaphilla 200 کی ایک خوراک لیں۔ ویسے خالہ کی شادی ہے پریشان آپ!

بے کار نہ سمجھیے

زوجہ حامد
ایبٹ آباد

ہم بہت سی چیزوں کو بے کار سمجھ کر پھینک دیتے ہیں یہ بھی نہیں سوچتے کہ شاید بعد میں یا دوسرے مقصد کے لئے کام آئے۔

چائے کی پتی:

جیسے ہم چائے بنا کر پتی اُسی وقت پھینک دیتے ہیں۔ کبھی آپ نے سوچا ہے کہ یہ کتنے کام کی ہے۔ جی ہاں یہ چائے کی پتی بڑے کام کی ہے۔ اگر آپ کی آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے ہیں تو جب آپ چائے چھان لیں تو اُسی وقت آنکھوں کے گرد اس پتی کو رکھیں اور پانچ منٹ کے لئے آنکھیں بند کریں پھر چہرہ دھولیں چند دنوں میں ٹھیک ہو جائیں گے اگر آپ اس چائے کی پتی کو ہوادار برتن میں رکھ کر جمع کرلیں جب زیادہ ہوجائے تو پانی میں ڈال کر اُبالیں اور وہ پانی بوتل میں ڈال کر فریج میں رکھ دیں جب سر دھولیں تو آخر میں آدھ کپ یہ پانی سر پر ڈالیں پھر صاف پانی 5 منٹ بعد ڈالیں اس سے آپ کے بال کالے لمبے اور چمکدار بن جائیں گے۔ اس طرح پتی جمع کرتی جائیں اگر آپ کے گھر میں گلاب کے پودے ہوں تو جب یہ پتی خشک ہوجائے تو ان پودوں میں ڈالیں پھر دیکھیں آپ کے گلاب کس طرح پھولوں سے بھر جاتے ہیں اور دیر تک تازہ رہتے ہیں آج کے بعد چائے کی پتی پھینکنے کے بجائے سنبھالیں گے۔

چوکر:

جب آٹا چھانا جاتا ہے تو ہم چوکر کو یا تو پھینک دیتے ہیں اول تو ہمیں چھانے بغیر آٹا استعمال کرنا چاہئے کیونکہ یہ آنتوں اور معدے کے لئے اچھا ہوتا ہے۔ لیکن آج کل ملاوٹ کا دور ہے اس لئے چھاننا ضروری ہے تاکہ ملاوٹ شدہ چیزیں الگ ہو جائیں۔ لیکن اس سے نکلنے والے چوکر کو بھی سنبھال لیں۔ اس لئے کہ اگر آپ کی جلد مردہ اور کھردری ہے تو آپ کو اس کی ضرورت ہے آپ ہاتھ منہ کو پہلے گیلا کرلیں پھر چوکر تھوڑا سا لیں اور صابن کی طرح ہاتھوں میں ملیں اور منہ پر خوب رگڑیں پھر ہاتھوں میں خوب ملیں اور تھوڑی دیر رہنے دیں پھر دھولیں۔ یہ Scrub کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اگر آپ کے سر میں خشکی ہے تو اس چوکر میں لیمو کا رس ملائیں اور بالو کی جڑوں میں لگائیں پھر آدھ گھنٹے بعد سر دھولیں۔ ہے نا فائدے کی بات!!

خراب دودھ یا کھٹا دہی:

ان میں سے اگر کوئی بھی خراب ہو جائے تو ہم فوراً پھینک دیتے ہیں۔ اگر آپ کے سر میں خارش ہو یا دانے ہوں یا پھر سکری ہو تو آپ سر دھونے سے ایک گھنٹہ پہلے بالوں کی جڑوں میں اچھی طرح لگائیں بہت جلد سکری ختم ہو جائے گی یا پھر آپ کو جسم پر کہیں بھی خارش خشکی ہو تو وہاں پر دن میں تین مرتبہ لگائیں۔ اگر چہرہ مرجھایا ہوا ہے تو صابن کی طرح چہرے پر لگائیں پھر سادہ پانی سے منہ دھوئیں۔ چہرہ نکھر جائے گا۔ اگر کبھی آپ کی سبزی جل جائے تو کھٹا دہی 2 چمچ ڈالیں ذائقہ بدل جائے گا یا اگر آٹے کو خمیر بنانا ہو تو کھٹا دہی ایک چمچ ڈالیں ایک گھنٹے میں آٹا خمیر بن جائے گا۔

آلو:

اکثر یہ ہوتا ہے کہ آلو میٹھے نکل آتے ہیں تو ہم ان کو پھینک دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بڑے کام کے ہیں۔ اگر آلو میٹھے ہوں تو پتلے پتلے کاٹ لیں اور سرکے میں ڈالیں اوپر زیرہ نمک مرچ کلونجی ڈال کر دو تین دن مرتبان میں رکھیں مزیدار آچار تیار ہے۔ اس کے علاوہ اگر کسی کا کوئی حصہ جل جائے تو آلو ابالیں اور ٹھنڈا ہونے پر پیس کر جلے ہوئے جگہ پر لگانے سے آرام آجاتا ہے، نشان اور چھالا نہیں بنتا۔ ان ہی آلوؤں کو آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے مٹانے کے لئے پندرہ منٹ کیلئے رکھ دیں بالکل ٹھیک ہو جائیں۔ آلوؤں کا حلوہ بھی بن سکتا ہے پہلے آلوؤں کو اچھی طرح ابالیں پھر خوب پیس لیں پھر آدھا کلو دودھ ڈال کر مزید ابالیں اور خشک کرلیں پھر گھی ڈال کر خوب تلیں پھر چینی، شکر اور الائچی ڈالیں مزیدار حلوہ تیار ہے۔ بے حد طاقتور ہوتا ہے دبلے پتلے لوگ خوب کھائیں اور موٹے ہو جائیں۔

اسی طرح بہت سی چیزیں ہوتی ہیں جن کو ہم بے کار سمجھ کر پھینک دیتے ہیں۔ کبھی کبھی شیشے کی بوتل ہوتی ہیں جو آچار جام یا کسی اور چیز کی خالی ہوتی ہیں تو ہم پھینک دیتے ہیں اگر ہم اس پر خوب صورت پینٹنگ کریں تو اس کی شکل تبدیل کر کے کسی اور کام کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ اس طرح بہت سے اور ڈبوں کو بھی کارآمد بنا سکتی ہیں اپنی عقل سے۔ ان پر گریس پیپرز بھی لگا سکتی ہیں اور خوب صورت بیل بوٹے بھی بنا سکتی ہیں۔ آپ ایک بار کوشش کر کے دیکھیں پھر آپ کو اپنے ڈرائنگ روم کے لئے کوئی چیز خریدنے کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ آپ خود ان بے کار چیزوں کو خوب صورت بنا کر ڈیکوریشن پیس بنا سکتی ہیں۔ یہ ہوا آپ کی عقل کا امتحان۔ اپنے ذہن پر زور دیں پھر دیکھیں آپ کیسی کیسی چیزیں تخلیق کر سکتی ہیں۔ ان شاء اللہ

مرسلہ: اُمِّ سودہ

آئرن کیپسول کھجور

حاملہ عورتوں کے لئے آئرن کیپسول:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نزدیک حاملہ عورتوں کے لئے کھجور کے برابر کوئی شفا نہیں اور نہ ہی شہد کے برابر مریض کے لئے کوئی شے۔ کیونکہ سیدہ مریم کے ہاں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو کھجور حضرت مریم علیہ السلام کی غذا تھی۔ اگر علمِ خداوندی میں اس سے اعلیٰ کوئی دوسری غذا ہوتی تو وہ ان کو ضرور کھانے کو ملتی (نزہۃ المجالس، جز ثانی)

''فی فال وٹ'' کیپسول حاملہ خواتین کو دورانِ حمل فولاد کی کمی کو پورا کرنے کے لئے استعمال کرائے جاتے ہیں۔ برلن یونیورسٹی کے شعبہ فارمالوجی کے ڈاکٹروں نے کھجور پر طویل تحقیق کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اگر روزانہ حاملہ خواتین کو کھجور استعمال کرائی جائے تو اس کا اثر حاملہ کے تمام اعضاء پر مثبت پڑتا ہے اور ساتھ ہی بچے کو تقویت پہنچتی ہے۔ جو خواتین کھجور کا استعمال کریں گی ان کے حمل کی پیچیدگیاں ختم ہو جائیں گی اور وضع حمل کے خطرات کم ہو جائیں گے۔ (سائنس اوورورلڈ)

کھجور چونکہ آئرن یعنی فولاد سے پُر ہے اور حاملہ عورتوں میں فولاد کی ضرورت اور اہمیت بڑھ جاتی ہے اس لئے ان کو کھجور کا استعمال کرانا بہت ضروری ہے۔ وضع حمل کے وقت ماہرین کھجور کا استعمال ضرور بتاتے ہیں۔

ایک خاتون کا ڈلیوری کیس ہمیشہ مشکل اور پریشان کن ہوتا تھا، بہت علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا، مشورہ دیا گیا کہ ان کو روزانہ ایک یا ایک سے زائد کھجوریں استعمال کرائیں اور بچے کی پیدائش تک استعمال کرائیں، جب ایسا کیا گیا تو مریضہ حیرت انگیز طور پر صحت یاب ہو گئیں۔ رحم کی کمزوری کی وجہ سے جن خواتین کو حمل نہیں ٹھہرتا ان کے لئے چھوہارا اور خشک کھجور بہت مفید ہے۔ سیلان الرحم یعنی لیکوریا میں عورتیں اکثر اس کو استعمال کریں تو تمام رحمی امراض رفع ہو جاتے ہیں۔ کمزوری سے ہونے والے کمر درد میں بھی چھوہارا بہت فائدہ بخشتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کھجور غیر معمولی غذائی اور دوائی اہمیت کا حامل پھل ہے۔

خوشخبری
حج اور عمرہ کرنے والوں کیلئے
تھوک و پرچون
ہمارے یہاں ہر قسم کے احرام، ٹوپی، جائے نماز، کھجوریں، بیلٹ، رومال، تسبیح، زم زم کی خالی بوتلیں اور حج و عمرہ کرنے والوں کا جملہ سامان، نیز ہوزری، منیاری، نلکی، بٹن، بکرم، سوت، اون، ریشمی دھاگہ وغیرہ مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔

فاروق جنرل اسٹور
شاہی بازار، نزد ایڈوانی لین حیدر آباد
فون: 0221-642695

پہلے کیوں نہ بتایا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ روزنامہ اور ہفت نامہ خواتین کا اسلام کو پڑھنے والے اس کے لئے کام کرنے والے اس کو خریدنے والے اور اس کے بیچنے والے اور اس کے علاوہ تمام لوگ بالکل خیریت سے اور بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں۔ اب تک میں خواتین کا اسلام کی خاموش قاریہ تھی یعنی میں نے چپ سادھی ہوئی تھی۔ لیکن کہتے ہیں ناں کہ چپ رہنا بعض اوقات بہت مشکل ہوتا ہے تو میں نے بھی قلم کی زبان بولنا شروع کر ہی دی۔ اس سے پہلے میں نے ایک مضمون آپ کو بھیجا تھا۔ خط نہیں لکھا تو یہ پہلا خط ہے۔ 24 دسمبر کو جو شمارہ آیا تھا اس میں مجھے پتہ چلا کہ اس میگزین کا مدیر کوئی اور ہے۔ میں اشتیاق احمد صاحب کو سمجھی تھی۔ اس بار کے میگزین میں پہلا خط پڑھا تو ان صاحب کو بھی یہی غلط فہمی تھی آپ نے دور کی، اگر یہ خط نہ آیا ہوتا تو میں شاید آپ کو بھی اشتیاق احمد کے نام سے مخاطب کرتی۔ آپ نے پہلے سے کیوں نہ بتایا مثلاً اشتیاق احمد تو دو باتوں میں اپنا بتا دیتے ہیں تو آپ بھی کوئی دو تین باتیں بنا ہی لیں۔ لیکن خیر اب تو پتہ چل ہی گیا، اور آپ سے کہنا تھا کہ آپ خط تو شائع کر دیتے ہیں۔ لیکن نام شائع نہیں کرتے۔ میرا مطلب ہے جیسا کہ بچوں کا اسلام میں ہوتا ہے کہ جن شہروں سے خط آئے ہیں صرف ان کے نام لکھ دیا کریں اس طرح تسلی ہو جاتی ہے ورنہ اگر خط نہ شائع ہو تو زبان چلتی ہے۔ جو کہ نہیں چلنی چاہئے کیونکہ آپ تو بڑے ہیں ہماری کیا مجال؟ اور آپ سے پوچھنا تھا کہ میگزین میں ڈاکٹر ام محمد سے اپنے مشورے پوچھے جاتے ہیں۔ اس کا کیا طریقہ ہے؟ یا پھر ان سے براہ راست پوچھیں اور براہ راست پوچھنے کا طریقہ کیا ہے؟۔ اس کے علاوہ خواتین کا اسلام بہت اچھا جا رہا ہے۔ میں درود شریف کے بارے میں کچھ باتیں بھیجنا چاہتی ہوں تو وہ اگلے خط میں بھیجوں کی یا میں بھیج سکتی ہوں؟ ضرور بتائیے گا۔ اللہ اسلام کو مزید پھیلائے۔ میرا مطلب ہے روزنامہ اور ہفتہ وار خواتین کا اسلام۔ ان کے ذریعے سے بہت لوگوں کی زندگی اسلام کی طرف مائل ہوئی ہے۔ یہ میرے ساتھ ہوا ہے اس لئے کہہ رہی ہوں۔ اللہ آپ سب کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔ اللہ حافظ (بنت ابن اسماعیل۔ چوک شاہ عالم گیٹ لاہور)

☆ ''خواتین کا اسلام'' کے مدیر محمد احمد حافظ ہیں اور ہر ہفتے ''تعمیر فکر'' کے عنوان سے ان کا مضمون میگزین میں شامل ہوتا ہے۔ خط جتنے آتے ہیں تقریباً سب ہی شائع ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر ام محمد صاحبہ کے لئے آپ ''خواتین کا اسلام'' کے ایڈریس پر خط لکھ سکتی ہیں لفافے پر ''آپ کی صحت'' کا عنوان لکھنا ضروری ہوتا ہے۔ درود شریف کے متعلق ضرور لکھ بھیجئے ہم شائع کریں گے البتہ مستند ہونا ضروری ہے۔

بسوں میں خواتین کے ساتھ بدتمیزی:

ہم چند طالبات یہاں ملیر کے ایک کالج میں پڑھتی ہیں۔ الحمدللہ ہم مکمل پردہ کرتی ہیں چونکہ ہمیں اپنے کالج کو بس کے ذریعے جانا ہوتا ہے اس لئے بس کے سفر پر مجبور ہیں۔ صبح کے وقت چونکہ رش بہت زیادہ ہوتا ہے اس لئے بہت سے مرد حضرات اپنے والے حصے سے نکل کر خواتین والے اپارٹمنٹ میں بھی آجاتے ہیں جس سے خواتین کو انتہائی کوفت ہوتی ہے۔ بعض اوقات تو ہمیں مردوں کے ناروا سلوک کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے، ہماری کئی طالبات ساتھیوں کے پرس بھی چھینے جا چکے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے بسوں کے اگلے حصے میں مردوں کی سواری پر کافی سختی کی گئی تھی مگر آج کل پھر وہی حالات ہیں ناظم شہر نعمت اللہ خان صاحب سے ہمارا مطالبہ ہے وہ اس معاملے کو توجہ سے حل کروائیں۔ (چند طالبات۔ ملیر کراچی)

اخبارات میں عورتوں کی تصویریں:

میں آپ کے موقر میگزین کے توسط سے اعلیٰ سرکاری حکام تک یہ پیغام پہنچانا چاہتی ہوں کہ ہمارے ملک میں شائع ہونے والے اکثر و بیشتر اخبارات و جرائد نہ جانے کن مقاصد کے تحت اپنے ٹائٹل یا فرنٹ پیج پر خواتین کی بے ہودہ اور فحش تصاویر چھاپتے رہتے ہیں، جبکہ ہمارا یہ ملک اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا اور یہاں صرف اور صرف مسلمان بستے ہیں۔ جن کی اپنی ایک تہذیب، ثقافت اور اپنا علیحدہ کلچر ہے مگر ہمارے اخبارات و جرائد نے جو طرز عمل اپنا رکھا ہے یہ سراسر مغربی اور ہندوانہ کلچر کی عکاسی کرتا ہے۔ اسلام میں تو قطعی طور پر جاندار کی تصویر کشی حرام ہے مگر ہمارے اخبارات و جرائد اسلام کے اس حکم کا بالکل لحاظ نہیں کرتے، بلکہ ہماری نوجوان نسل کو بے حیا اور اخلاق باختہ بنانے کے لئے وہ آئے دن نئے ہتھکنڈے اختیار کرتے رہتے ہیں۔ میری اعلیٰ حکام سے پرزور اپیل ہے کہ وہ ان اخبارات و جرائد کے لئے کوئی ٹھوس اور جامع پالیسی بنائے، جس سے اس قبیح روایت کا سدِ باب ہو سکے۔ (بنت عابد حسین۔ اوکاڑہ)

فرق محسوس ہوتا ہے:

ہم گھر کے سارے افراد میگزین ''خواتین کا اسلام'' بڑے شوق سے پڑھتے ہیں، اس لئے ہمیں بدھ کے روز کا بڑی شدت سے انتظار رہتا ہے، اس سے پہلے ہم لوگ دوسرے کئی میگزین پڑھا کرتے تھے، لیکن ''خواتین کا اسلام'' اور دیگر میگزینوں میں جب ہم نے موازنہ کیا تو ہمیں ایک واضح فرق محسوس ہوا، وہ یہ کہ اس کو پڑھنے کے بعد ہمارا ضمیر ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ ہم زندگی کس طرح گزار رہے ہیں، اور کس طرح گزارنی چاہئے؟؟ جبکہ دوسرے رسائل اور میگزین پڑھ کر سوائے تھوڑی سی معلومات اور وقت گزاری کے اور کچھ ہاتھ نہیں لگتا۔ دعا ہے اللہ پاک سب مسلمانوں کو اچھے برے کی تمیز عطا فرمائیں۔ امین۔ (بنت عبداللہ۔ ایبٹ آباد)

تبدیلی کا سبب:

میں تقریباً دو مہینے سے پابندی سے روزنامہ ''اسلام'' اور ''خواتین کا اسلام'' پڑھ رہی ہوں۔ اس سے پہلے مجھے اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں تھا ''خواتین کا اسلام'' تک میری رسائی کچھ اس طرح ہوئی کہ میں ایک دعوت میں شریک تھی۔ وہاں میری ایک دوست بھی شریک تھی، اس کے اندر میں نے کچھ تبدیلی محسوس کی تو پوچھا یہ تبدیلی کیسے؟ تو اس نے کہا میں نے جب سے ''خواتین کا اسلام'' پڑھنا شروع کیا ہے میری زندگی کی کایا ہی پلٹ گئی ہے، اس نے مجھے بھی اس کے پڑھنے کی ترغیب دی، اس کے بعد سے میں مسلسل اس کو پڑھ رہی ہوں اور واقعی وہی تبدیلیاں میں اپنے اندر بھی محسوس کر رہی ہوں۔ اب میں اپنی اس دوست کے لئے بھی دعا کرتی ہوں اور آپ کے لئے بھی جو محنت کر کے اس میگزین کو تیار کرتے ہیں اللہ پاک خواتین کے اسلام کو ہدایت کا ذریعہ بنادے۔ امین۔ (اخت وقاص۔ کراچی)

جی نہیں بھرتا:

''خواتین کا اسلام'' جوں ہی میرے ہاتھ لگتا ہے تو میں اس کو ایک ہی مجلس میں پڑھ کر ختم کر دیتی ہوں، ایک تحریر پڑھنے کے بعد دوسری، تیسری اور سارا رسالہ ختم کیے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں کرتا ہے، پورا پڑھ لینے کے بعد بھی ایک تشنگی سی محسوس ہوتی ہے کہ کاش اس کے اور صفحات ہوتے۔ میری گزارش ہے کہ آپ اس کے صفحات میں اضافہ کریں۔ میں ''خواتین کا اسلام'' پڑھ لینے کے بعد پڑوس میں اپنی سہیلی کو بھیج دیتی ہوں۔ جب سے اس نے پڑھنا شروع کیا ہے اب وہ اپنا اخبار خریدنے لگی ہے، میں رسالہ پڑھنے کے بعد دعا کرتی ہوں اللہ پاک آپ کو اس کام میں ترقی عطا فرمائے۔ امین۔ (بنت یاسر علی۔ لاہور)

جو آپ نے لکھا

اپنی شخصیت کو سنواریئے

اُخت سعید قریشی

اللہ پاک نے انسان کو جیسے پیدائشی طور پر ساری مخلوقات میں ممتاز فرمایا، اسی طرح اس کے بعد نظام حیات میں بھی وہ اس کو ممتاز دیکھنا چاہتے ہیں۔ اب جو لوگ پیدا تو انسان ہوئے لیکن انہوں نے نافرمانی کے سبب اپنے تخلیقی مقصد ہی کو چیلنج کردیا تو وہ شرف انسانیت ملنے کے بعد بھی اس شرف سے محروم ہیں، اور کسی طرح بھی اللہ پاک کی حقیقی عنایتوں کے مستحق نہیں، اس کے برعکس جن لوگوں کو اللہ پاک نے ایمان کی دولت عطا فرمائی ہے ان کو اسلام بڑی پختگی کے ساتھ اس پر ابھارتا ہے کہ وہ ذی وقار رہیں، وہ اپنے لباس، وضع قطع، رہن سہن اور معاملات میں اپنی ایک شان کا مظاہرہ کریں کیوں کہ ان کے پاس اس کا بہترین نمونہ موجود ہے، وہ بہترین کلچر اور تمدن کے وارث ہیں۔ اپنی بے مثال تہذیب اور ثقافت کی عظمت کو اجاگر کریں، ایسی تہذیب جو دائمی ہے کبھی اس کو زوال نہیں، جبکہ اسلامی تہذیب کے علاوہ دوسری تہذیبیں محض بے ثبات رسوم ورواج کے مغلوبے ہیں جو کہ آج ایک شکل میں ہیں اور کل دوسری شکل میں۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو حسن ترتیب، سلیقہ مندی، وقار اور اصلاح نفس کی تعلیم دیتا ہے باطنی تزکیہ کے ساتھ ساتھ ظاہری حالت کی اصلاح پر بھی زور دیتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر سے لوٹتے ہوئے اپنے اصحاب سے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ ”بے شک تم ابھی اپنے بھائیوں کے پاس لوٹنے والے ہو، اپنے کجاووں کو ٹھیک کرلو اور اپنے لباس کو درست کرلو تا کہ تم لوگوں میں باوقار نظر آؤ کیونکہ اللہ پاک بھدے پن کو پسند نہیں فرماتے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیب دار ہیئت اور بدحالی کو ناپسند فرماتے تھے۔ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لباس و دیگر ضروریات میں اسراف سے منع فرمایا وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری حالت کے اہتمام سے لاپروائی کو بھی غیر مستحسن قرار دیا ہے۔

اسلام مسلمانوں کو اصلاح احوال پر ابھارتا ہے، خاص کر خواتین کو اس پر توجہ کی تاکید کرتا ہے، عورت ان معاملات میں بسا اوقات افراط و تفریط کا شکار ہو جاتی ہے، اگر وہ ایک طرف اپنے جسم کا خیال رکھتی ہے تو دوسری طرف عبادات اور دینی شعائر کے قائم کرنے میں اس سے کوتاہی ہو جاتی ہے، اور اگر کچھ نہ کچھ عبادات کی طرف اس کا رخ ہے تو صحیح عقیدہ اور درست اس ـ او جھل ہوگا، اسی طرح اگر عقیدے اور عبادات کا کچھ پاس تو ہے لیکن ساتھ ہی غیبت، چغل خوری، طعنہ زنی، لوگوں کے ساتھ بدگمانی، پڑوسیوں کے ساتھ بدزبانی، عزیزوں کے ساتھ قطع رحمی، والدین کے اکرام اور حسن سلوک کا خیال نہ رکھنا، شادی کے بعد شوہر کے حقوق کی رعایت نہ رکھنا، ساس اور نندوں کے ساتھ بدکلامی، اولاد ہونے کے بعد اس کی صحیح تربیت نہ کرنا اور دوسری ان جیسی بری عادات اس کی شخصیت میں دراڑیں ڈال کر رکھ دیتی ہیں۔

اسی طرح عورت کے لئے ہرگز مناسب نہیں کہ وہ خانگی ذمہ داریوں اور اُمُوْمَتِیہ (ماں بننے کی) مصروفیات میں گھر کر اپنے ظاہر سے غافل ہو جائے، بلکہ اس کو چاہیے کہ بغیر اسراف اور مبالغے کے اپنے ظاہر کو زیب و زینت بخشے کیوں کہ اس کا اثر خود اس کی ذات پر بھی پڑتا ہے، اس کے شوہر، اولاد اور گھر والوں پر بھی پڑتا ہے۔ عورت کا اپنے سراپے کو درست رکھنے کا اہتمام کرنا اس کے باریک بین اور باذوق ہونے کی خبر دیتا ہے، عورت کا صحیح شکل میں اپنے ظاہر کو مزین کرنا اس کے باطن کی سلامتی پر بھی دلالت کرتا ہے کیوں کہ اس کا ظاہر اس کے باطن سے جدا نہیں۔ عورت نفاست و نظافت، ترتیب و تنقیح، شرافت و لیاقت کا جوہر اور نچوڑ ہے ان ہی صفات سے مل کر اس کی شخصیت بنتی ہے۔ دانش مند اور باشعور عورت اپنے ظاہر اور باطن کا توازن برقرار رکھتی ہے، وہ اس چیز کا اچھی طرح ادراک اور سمجھ رکھتی ہے کہ وہ جسم، عقل اور روح کا مجموعہ ہے اور ان تینوں عناصر کا اس پر حق ہے اور ہر ایک کا وہ پورا پورا حق ادا کرتی ہے۔

اگر کوئی عورت ان حقوق کے پورا کرنے میں اعتدال نہیں رکھ سکتی، کسی ایک چیز میں غلو اور زیادتی یا کمی اور نقص کا شکار ہو جاتی ہے، مثلاً وہ جسم کا تو خیال رکھتی ہے اس کے لئے ظاہری زیب و زینت، بناؤ وسنگھار اختیار کرتی ہے لیکن روح اور عقل کی فکر نہیں کرتی، یہ اس کے لئے بڑے نقصان کا باعث ہے۔ کیونکہ جسم جس چیز یعنی خاک سے مرکب ہے کچھ عرصہ بعد دوبارہ خاک کا حصہ بن کر اسی کی صورت میں ڈھل جائے گا، محض ظاہری بننا ٹھننا پھر کوئی کام نہیں آئے گا، لیکن اگر اس کے ساتھ روح پر بھی محنت کی ہوگی تو جسم کے خاتمے کے بعد اس کا ثمر سامنے آئے گا، روح چوں کہ اللہ پاک کا امر ہے اور اس کی تعمیر بھی اللہ پاک کے اوامر کی تعمیل سے ہوتی ہے۔

اسلامی تعلیمات ہی ان (جسم، عقل اور روح) کے توازن کو برقرار رکھنے کی صلاحیت رکھتی ہیں اور ان کے حق کو پورا کرنے کی ترغیب دیتی ہیں اس لئے جو بھی اسلام سے راہنمائی حاصل کرتا ہے اس کی شخصیت میں ایک نکھار پیدا ہوتا ہے جو اس کا دنیا و آخرت میں بھرپور تعاون کرتا ہے۔

...اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

54

بدھ، 25 محرم 1425ھ مطابق 17 مارچ 2004ء

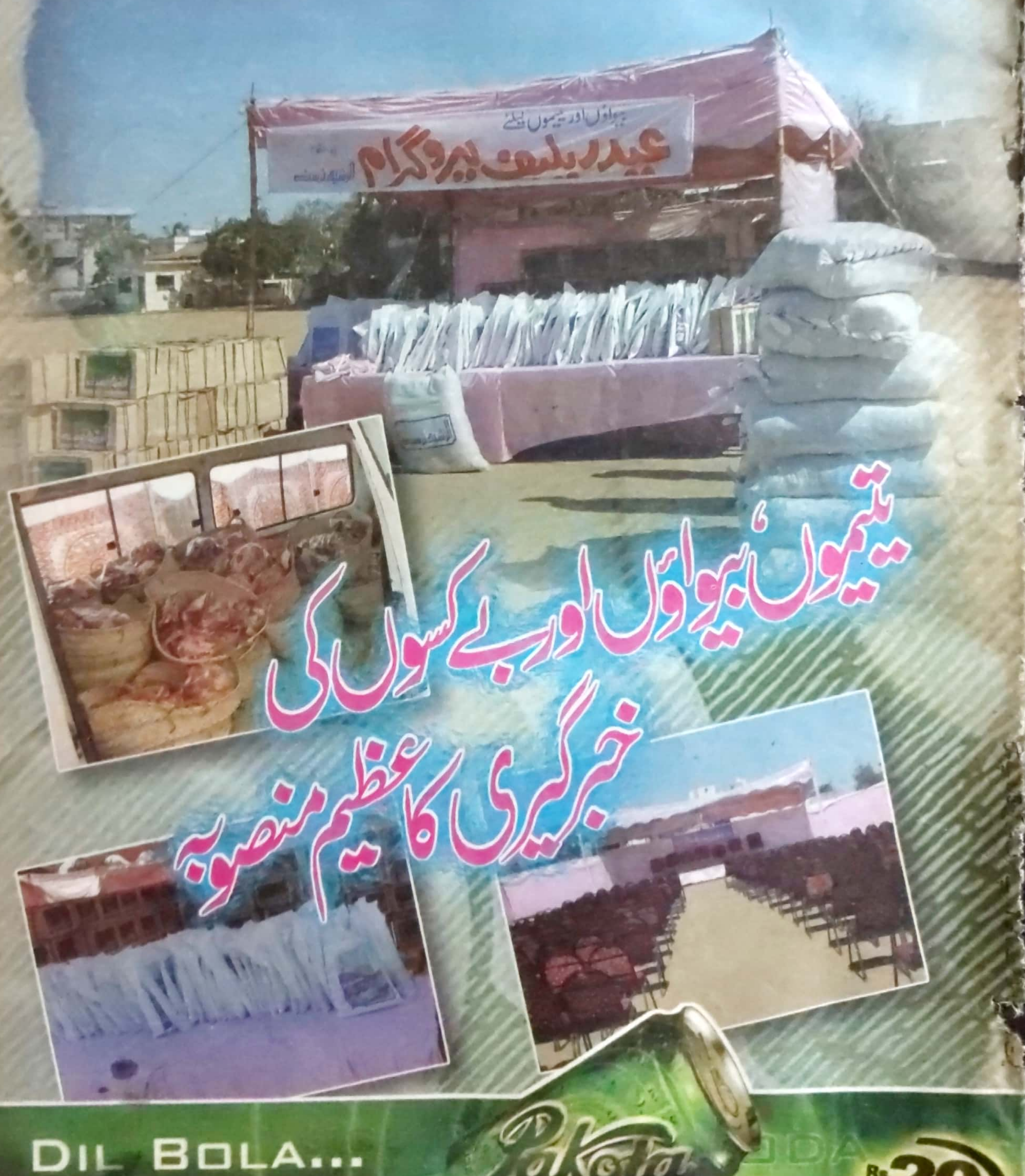

یتیموں، بیواؤں اور بے کسوں کی خبر گیری کا عظیم منصوبہ

DIL BOLA... Pakola

Rs. 20

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

درسِ قرآن و حدیث

احتساب

اسلامی تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم ''احتساب'' کی بھی ہے اور یہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں سے ایک نمایاں خلق بھی ہے، ''احتساب'' کا لفظ پڑھتے اور سنتے ہی ہمارے ذہن میں محاسبہ کا معنی آتا ہے اور چونکہ ہم آئے دن اخبارات میں اقتدار سے محروم کیے جانے والے سیاست دانوں اور لیڈروں کے احتساب کے بارے میں اپنے حاضر ڈیوٹی حکمرانوں کے تہلکہ خیز بیانات پڑھتے رہتے ہیں اس لیے ہمارے ذہنوں میں ''احتساب'' محاسبہ اور گرفت کا معنی راسخ ہو چکا ہے جبکہ عربی زبان میں ''احتساب'' کے دو معنی زیادہ مشہور ہیں شمار کرنا اور کافی ہو جانا۔ قرآن کریم کی آیت کا وہ مشہور ٹکڑا جسے وظیفہ کے طور پر بھی پڑھا جاتا ہے ''حسبنا اللہ ونعم الوکیل'' اس میں ''حسبنا'' کفایت ہی کے معنی میں ہے یعنی ''ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔''

کتاب وسنت میں ''احتساب'' کا لفظ عام طور پر طلبِ اجر اور رضاءِ الٰہی کے لیے استعمال ہوتا ہے، کسی بھی عبادت اور نیک عمل میں صرف رضاءِ الٰہی کی نیت کرنا اور مصائب وامراض میں طلبِ اجر کی نیت سے صبر کرنا ''احتساب'' کہلاتا ہے، قرآنِ کریم میں اگرچہ ''احتساب'' کا لفظ تو نہیں آیا ہے لیکن مذکورہ بالا مفہوم کو ادا کرنے والی آیات بے شمار ہیں مثال کے طور پر سورۂ رعد کی آیت ۲۲ ہی کو لے لیجیے جس میں فرمایا گیا ہے

''اور وہ لوگ جو اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کے لیے صبر کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خفیہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں اور برائی کو اچھائی کے ساتھ دفع کرتے ہیں ان کے لیے آخرت کا اچھا انجام ہے۔'' کہا جاسکتا ہے کہ اس آیتِ کریمہ میں ''احتساب'' کی تعلیم دی گئی ہے، یونہی سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ جو حکم دیا ہے ''اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے جنہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں یقیناً ہم اللہ کے لئے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے خصوصی رحمتیں بھی نازل ہوتی ہیں اور عمومی رحمتیں بھی نازل ہوتی ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں'' تو یہاں بھی ''احتساب'' والوں ہی کی فضیلت بیان کی گئی ہے، حضرت قتادہ رحمہ اللہ سورۂ بقرہ کی مذکورہ آیات کے حوالے سے فرماتے تھے کہ ''جو شخص ایک مصیبت میں تین انعاماتِ الٰہی حاصل کرنا چاہتا ہے وہ ''احتساب'' کے ذریعہ حاصل کرسکتا ہے یعنی خصوصی رحمت، عمومی رحمت اور ہدایت، کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چیز اپنے ذمہ لے لیتا ہے وہ ضرور عطا کرتا ہے'' جب اس نے مصیبت اور پریشانی میں خالص اسی کی رضاء کے لیے صبر کرنے والوں کے ساتھ تین انعامات کا وعدہ کیا ہے تو یقیناً وہ یہ تین انعامات عطا کرے گا۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ قرآن کریم میں ''احتساب'' کا لفظ صراحۃً نہیں آیا ہے البتہ احادیث میں یہ لفظ بار بار آیا ہے مسند احمد کی وہ مشہور روایت جو حضرت اُبی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ آپ نے ضرور سنی ہوگی جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کیے ہیں جبکہ میں نے اس کے قیام کا حکم دیا ہے ''فمن صامه وقامه احتسابا'' جو شخص رضاءِ الٰہی کے لیے اس کے روزے رکھے گا اور قیام کرے گا وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جائے گا جیسے اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔''

اسی سے ملتے جلتے الفاظ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اس روایت میں بھی ہیں جو حضرات ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اب تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے یہ حقیقت بھی سمجھ آگئی ہوگی کہ احتساب کا تعلق ظاہر سے زیادہ باطن کے ساتھ ہے اور اس کا مفہوم اخلاص کے بہت قریب اور مشابہ ہے۔ ''احتساب'' کی وجہ سے ایسے مباح اعمال بھی عبادت بن جاتے ہیں جنہیں بظاہر انسان دنیوی ذمہ داری کے طور پر بجالاتا ہے، اہل وعیال کے نان نفقہ ہی کو لے لیجیے یہ ہر شخص کی شرعی، اخلاقی اور معاشرتی ذمہ داری ہے لیکن جب وہ اپنے بیوی بچوں پر ارشادِ باری تعالیٰ کی تعمیل اور رضاءِ الٰہی کے حصول کی خاطر خرچ کرتا ہے تو اس ازدواجی فریضہ کی ادائیگی کو بھی صدقہ اور نیکی شمار کیا جاتا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب مسلمان اپنے اہل وعیال پر ''احتساب'' (طلبِ ثواب کی نیت) سے خرچ کرتا ہے تو اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔''

یہی حال مصائب اور حوادث کا ہے، جب کسی حادثہ یا مصیبت کے پیش آنے کی صورت میں کوئی شخص طلبِ ثواب کی نیت کرلیتا ہے تو بارگاہِ الوہیت سے اسے جنت کی بشارت سنائی جاتی ہے، ابن ماجہ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے! اگر تو نے پہلے صدمہ کے وقت صبر کیا اور طلبِ ثواب کی نیت کی تو میں تیرے لیے جنت کے علاوہ کسی بدلے پر راضی نہیں ہوں گا۔''

اللہ کی طرف سے جو مصیبت آنے والی ہے، اسے انسان ٹال تو نہیں سکتا البتہ اگر وہ رضا بالقضاء اور طلبِ ثواب کی نیت کرلے تو اس کے حق میں یہ مصیبت، رحمت اور راحت بن سکتی ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب کسی کے بیٹے کا انتقال ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے سوال کرتا ہے تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کرلی؟ وہ اثبات میں جواب دیتے ہیں اللہ دوبارہ پوچھتا ہے کیا تم نے میرے بندے کے لختِ جگر کو موت دے دی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں جی ہاں! پھر رب تعالیٰ دریافت فرماتا ہے (جب تم نے ایسا کیا) میرا بندہ کیا کہہ رہا تھا فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ آپ کی تعریف کررہا تھا اور ''انا للہ'' پڑھ رہا تھا، اللہ فرماتے ہیں ''میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کردو اور اس کا نام رکھ دو ''بیت الحمد''۔ (ترمذی)

مختصر یہ کہ ''احتساب'' اللہ کی محبت اور رضا تک پہنچانے والا راستہ ہے، ایمان کے کمال اور اسلام کے حسن کی دلیل ہے، جنت کے حصول اور جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے، احتساب کی وجہ سے دارین کی سعادت حاصل ہوتی ہے، مصائب کا برداشت کرنا نہ صرف آسان ہو جاتا ہے بلکہ ان پر اجر وثواب بھی حاصل ہوتا ہے، احتساب کی وجہ سے ریا سے بچاؤ ہو جاتا ہے اور پروردگار پر اعتماد اور اس کے ساتھ حسن ظن میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

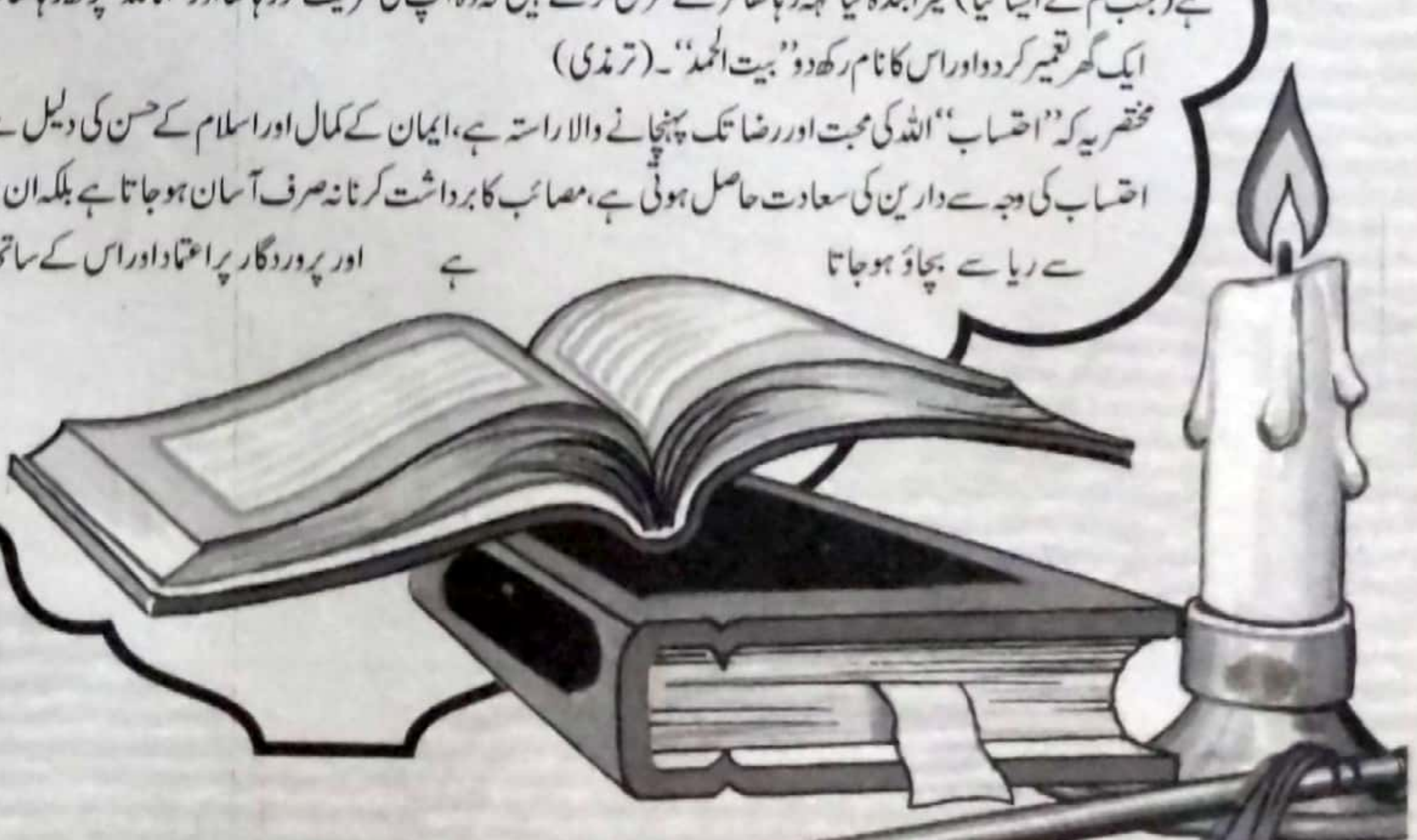

مجھے خوش بخت کردے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اَخْشَاکَ کَاَنِّیْ اَرَاکَ اَبَداً حَتّٰی اَلْقَاکَ وَ اَسْعِدْنِیْ بِتَقْوَاکَ وَ لَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِکَ. (طبرانی)

ترجمہ: اے اللہ! میرا حال ایسا کردے کہ تیرے حضور حاضر ہونے تک تیرے قہر وجلال سے میں ہر وقت اس طرح لرزاں وترساں رہوں کہ گویا ہر دم تجھے دیکھ رہی ہوں اور اپنے خوف وتقویٰ کی دولت نصیب فرما کر مجھے خوش بخت کردے اور ایسا نہ ہو کہ تیری نافرمانی کرکے میں بدبختی میں مبتلا ہو جاؤں۔

بے جوڑ شادیوں کا خمیازہ

ہمارا معاشرہ بعض اعتبارات سے بہت ہی افراط وتفریط کا شکار ہے۔ کچھ باتوں کو غیرت کا نام دے کر اس پر سختی سے کاربند ہیں اور بہت سی باتیں جنہیں دین نے ہمارے اوپر لازم کیا ہے انہیں چھوڑ رکھا ہے، جس کا نتیجہ معاشرتی اور اخلاقی بگاڑ کی صورت میں نکل رہا ہے۔ بے جوڑ شادیاں اسی قبیل سے تعلق رکھتی ہیں۔ والدین اپنے بچوں کے لئے مال دار، خوب صورت اور بڑے مرتبے والا رشتہ ڈھونڈھتے ہیں۔ اس ڈھونڈنے ڈھونڈنے میں ہی عمریں بڑی ہو جاتی ہیں۔ بعد میں جب شادی انجام پاتی بھی ہے تو بسا اوقات میاں بیوی کی عمروں میں اس قدر فرق ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ابا بیٹی یا ماں بیٹا محسوس ہوتے ہیں، پھر جب خاندانی جھگڑے ہوتے ہیں تو مغرب کی پروردہ این جی اوز انہی باتوں کا بتنگڑ بناتی اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسے اسلام کا نام دے کر اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ سندھ کے بہت سے علاقوں اور پنجاب کے بعض دور دراز اضلاع سے آئے روز اس طرح کی خبریں اخبارات کی زینت بنتی رہتی ہیں ''70 سالہ بوڑھے کی 16 سالہ بچی سے شادی''، چوں کہ بچی کو طبعی طور پر بوڑھے میاں سے مناسبت نہیں ہوتی اس لئے زنا کے دروازے کھلتے ہیں جو مزید بے شمار خرابیوں کو جنم دیتا ہے۔ اس سلسلے میں ہمارا کیا طرز عمل ہونا چاہئے؟ آج کی نشست میں اسی بات کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے......

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''بعض لوگ غضب کرتے ہیں کہ مال کے لالچ میں بوڑھوں سے نکاح کرتے ہیں۔ گنگوہ میں ایک لڑکی اپنی ساتھیوں سے کہا کرتی تھی کہ جب میاں گھر آتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نانا جان آگئے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی روح پر ہزاروں رحمتیں ہوں کہ وہ فرماتے ہیں کہ لڑکی جب بالغ ہو جائے تو اس پر کسی کا اختیار نہیں رہتا، یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے مگر اتفاق سے امام صاحب کا فتویٰ بالکل مصلحت کے موافق آپڑا۔ آج کل اس بات کو بے شرمی سمجھا جاتا ہے کہ والدین لڑکی کا کسی سے نکاح کرنا چاہیں اور وہ انکار کردے، حالاں کہ نکاح کا کہنا (کہ لڑکی کہے میں فلاں سے شادی کرنا چاہتی ہوں) بے شرمی ہے انکار بے شرمی نہیں بلکہ یہ تو عین حیاء ہے۔ تو ایسے موقعوں پر (جب لڑکے کی عمر بہت زیادہ ہو) لڑکی کو ضرور انکار کردینا چاہئے۔ بعض لوگ اس خرابی کے جواب میں کہ ''لڑکی کم عمر اور لڑکا ادھیڑ عمر تو غالب یہ ہے کہ وہ بے چاری بہت جلد بیوہ ہو جائے گی'' یوں کہا کرتے ہیں کہ اجی یہ تو خبر نہیں کہ پہلے کون مرے گا؟ اس لئے کیا عجب ہے کہ لڑکی پہلے مر جائے مگر ظاہر تو یہی ہے کہ پہلے بڑے میاں مریں گے اور پھر لڑکی کی مٹی خراب ہوتی رہے گی...... لوگ ہم عمری کا بالکل خیال نہیں رکھتے، بالخصوص بعض قوموں میں اس کے الٹ رواج ہے یعنی لڑکا بہت چھوٹا ہوتا ہے اور لڑکی بڑی، لڑکا نابالغ ہے اور لڑکی پوری جوان، دونوں کا نکاح ہو جاتا ہے پھر اخیر میں فضیحتے ہوتے ہیں، چوں کہ عورت کے قویٰ ضعیف ہوتے ہیں اس لئے جلد بوڑھی ہو جاتی ہے، مرد شرعی قواعد کے اعتبار سے حاکم ہے تو ''اماں جان'' پر حکومت کرتے اچھا لگے گا؟ تو لامحالہ اس پر دوسری عورت کو لائے گا اور زندگی دشوار ہوگی۔ لڑکے کی کم عمر اور لڑکی کی زیادہ عمر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا۔''

(اشرف الجواب بحذف وتسہیل)

شادیوں میں صرف عمر کا فرق ہی نہیں بلکہ تعلیم، سماجی مرتبے، مالی اور خاندانی حیثیت کا فرق بھی اکثر اوقات ازدواجی زندگیوں کو تباہ کرتا ہے۔ ہمارے ہاں مادہ پرستی عام ہے، لڑکی والے چاہتے ہیں کہ انہیں ٹھیک ٹھاک قسم کا مال دار لڑکا چاہئے جبکہ لڑکے والے اس بات پر نظر رکھتے ہیں کہ لڑکی والے جہیز کتنا دے سکتے ہیں؟ چوں کہ دونوں طرف مادہ پرستی کے ہی جذبات ہوتے ہیں اور نکاح سے مقصود محض دین کے ایک حکم کی بجا آوری نہیں ہوتا اس لئے ازدواجی زندگی میں جھگڑے، ناراضی، طلاق اور مقدمہ بازی تک نوبت آتی ہے۔

بعض لوگ اپنی بچیوں کو خوب اعلیٰ تعلیم دلواتے ہیں تاکہ ان کے لئے بہترین رشتہ مل سکے، دماغ میں ایک سانچا فٹ کرلیا جاتا ہے پھر اس کی تلاش شروع ہو جاتی ہے۔ جب دماغی تخیلات کے مطابق کوئی رشتہ نہیں ملتا تو شادی لیٹ ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بیٹیاں گھر میں بیٹھی بوڑھی ہو رہی ہوتی ہیں۔ کراچی اور لاہور جیسے شہروں میں ایسی بچیوں کی تعداد ہزاروں میں ہوگی۔ والدین جب دیکھتے ہیں کہ شادی کی عمر نکلی جا رہی ہے تو بے جوڑ رشتہ پر بھی بخوشی راضی ہو جاتے ہیں۔ بعد میں چاہے ازدواجی زندگی تلخیوں کا مجموعہ ہی کیوں نہ بن جائے۔ ایسا اس لئے ہو رہا ہے کہ دونوں طرف مادی سوچ ہے۔ اگر طرفین دین کو مقدم رکھیں اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''بچہ بچی بالغ ہو جائیں تو فوراً نکاح کی فکر کرنی چاہئے''، کے مطابق فکر کریں تو کوئی دقت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر معاملے میں دین کو ہی مقدم رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

والسلام

محمد احمد حافظ

خط وکتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون 021-6683301

خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

مسواک عورتوں کے لئے بھی مسنون ہے

سوال: مسواک کی سنت فقط مرد حضرات کے لئے ہے یا عورتوں کے لئے بھی! اگر دونوں کے لئے ہے تو اکثر عورتیں اس سنت سے بے خبر اور محروم ہیں۔ براہ کرم مسواک کی فضیلت اور اہمیت اجاگر فرما کر عورتوں کو اس کوتاہی کا احساس دلائیے۔ (ہمشیرہ محمد عثمان اعجاز۔ لاہور)

جواب: مسواک کی سنیت مرد و عورت سمیت ہر مسلمان کے لئے یکساں ہے۔ اس کی فضیلت و بزرگی اور اس پر موعود اجر و انعام بھی سب کے لئے ہے۔ پھر عورتوں کا مسواک جیسی عظیم سنت سے یکسر محروم رہنا بڑے خسارے کی بات ہے۔ صحیح حدیث کی رو سے مسواک صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی محبوب سنت رہی ہے، اور یہ ان دس باتوں میں سے ہے جنہیں انسانی فطرت میں شمار کیا گیا ہے:

عشر من الفطرة قص الشارب و اعفاء اللحية و السواک . الحديث (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اگر امت پر مشقت و تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اسے ہر نماز پر مسواک کا حکم دیتا (صحاح ستہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن یا رات میں جب بھی نیند سے بیدار ہوتے مسواک ضرور فرماتے۔ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف آوری پر پہلا پہلا کام کیا کرتے؟ فرمایا مسواک۔ (مسلم، نسائی)

نیز ارشاد ہے: جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے اس نماز پر جو بلا مسواک پڑھی جائے ستر گنا فضیلت رکھتی ہے۔ (احمد۔ موصلی، بزار)

مسواک کا عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر محبوب و مرغوب تھا کہ دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اہتمام فرمایا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل مسواک تھا۔ (بخاری)

البتہ کسی عورت کے مسوڑھے کمزور ہوں اور مسواک کا تحمل نہ ہو تو اس کے لئے دنداسہ وغیرہ کا استعمال مسواک کے قائم مقام ہے۔ بشرطیکہ مسواک کی نیت سے ایسی چیز استعمال کرے۔

مرد و عورت کے رکوع سجدہ کا فرق

سوال: خواتین کا اسلام شمارہ ۴۰ میں آپ نے مرد و عورت کی نماز میں رکوع سجدہ کا فرق بتایا ہے لیکن اہل حدیث حضرات کہتے ہیں مرد و عورت کا سجدہ ایک طرح ہے۔ مزید ان کا کہنا ہے کہ حالت قیام میں دائیں بائیں پاس والی عورتوں کے ساتھ عورت کے پاؤں ملے ہوئے ہوں۔ یہ مسئلہ کہاں تک درست ہے؟ (ہمشیرہ حافظ عثمان اعجاز۔ لاہور)

جواب: ''مرد و عورت کی نماز کا فرق'' اسی عنوان سے ''خواتین کا اسلام'' میں کچھ عرصہ پیشتر مفصل و مدلل شائع ہو چکا ہے اس میں یہ حدیثیں نقل کی گئی تھیں:

''و کان یامر الرجال ان یتجافوا فی سجودھم و یامر النساء ینخفضن فی سجودھن''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو حکم فرماتے کہ جسم کھول کر سجدہ کریں اور عورتوں کو حکم فرماتے کہ سجدہ میں سمٹ جائیں۔ (سنن کبریٰ للبیہقی ص:۲۲۳۔ ج:۱)

''واذا سجدت الصقت بطنھا فی فخذیھا کأستر ما یکون لھا.'' الحدیث۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب عورت سجدہ کرے تو اپنا پیٹ رانوں سے چپکا کر خوب پردہ پوشی اختیار کرے۔ (بیہقی ص:۲۲۲۔ ج:۱)

''عن ابن عباس انه سئل عن صلوة المراة فقال تجتمع و تحتفز.''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عورت کی نماز کا طریقہ دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا: اپنے جسم کو اکٹھا کر کے سمٹ کر نماز ادا کرے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص:۳۰۲۔ ج:۱)

معروف تابعی امام ابراہیم نخعی، امام مجاہد اور حضرت حسن بصری رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی یہی فتویٰ ہے (حوالہ بالا)

باقی رہا یہ دعویٰ کہ ''عورتوں کے پاؤں باہم ملے ہوئے ہوں''۔ تو اس سلسلے میں پہلی بات یہ کہ عورت کی نماز انفرادی ہے۔ جماعت کے احکام مردوں کے لئے ہیں۔ لہٰذا عورتوں کو یہ مسئلہ بتانا کہ وہ ایک دوسرے سے پاؤں ملا کر کھڑی ہوں بے معنی ہے۔ دوسری بات یہ کہ مردوں کے لئے تاکید ہے کہ نماز باجماعت میں صف بندی کا خاص اہتمام کریں اور کندھے سے کندھا ملائیں (نہ کہ قدم سے قدم) روایات ملاحظہ ہوں:

اقیمو الصفوف و حاذوا بین المناکب . الحدیث (ابوداؤد)

مشہور صحابی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: فرأیت الرجل یلزق منکبه بمنکب صاحبه و رکبته برکبة صاحبه و کعبه بکعبه

میں نے دیکھا کہ ایک شخص دوسرے شخص کے کندھے سے اپنا کندھا اس کے گھٹنے سے اپنا گھٹنا اور اس کے ٹخنے سے اپنا ٹخنا ملا کر کھڑا ہوتا ہے (ابوداؤد) حالانکہ تمام اعضاء کا اتصال اور ملاپ حقیقۃً ناممکن ہے، اس لئے شارح بخاری امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

المراد بذلک المبالغة فی تعدیل الصف و سد خلله

اس سے مراد صفوں کی درستگی اور خالی جگہوں کے پر کرنے میں مبالغہ ہے۔ (فتح الباری ص:۳۵۲ ج:۲)

غسل کے مسائل

سوال: ا۔ کوئی خواب یا تصور میں اپنے آپ کو ہمبستری کرتے دیکھے یا حالت جنابت میں دیکھے تو اس سے غسل فرض ہوتا ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر غسل کرتے ہوئے ریح خارج ہو جائے تو غسل نئے سرے سے کرنا ضروری ہے یا وہی غسل کافی ہے؟

۳۔ ہمارے ہاں کوئی عورت مخصوص ایام کے بعد غسل کرتی ہے تو غسل کے بعد شش کلمے پڑھنا بھی ضروری سمجھتی ہے، پاک ہونے کے لئے کلمۂ طیبہ پڑھنا کافی نہیں؟ (بنت عبداللہ)

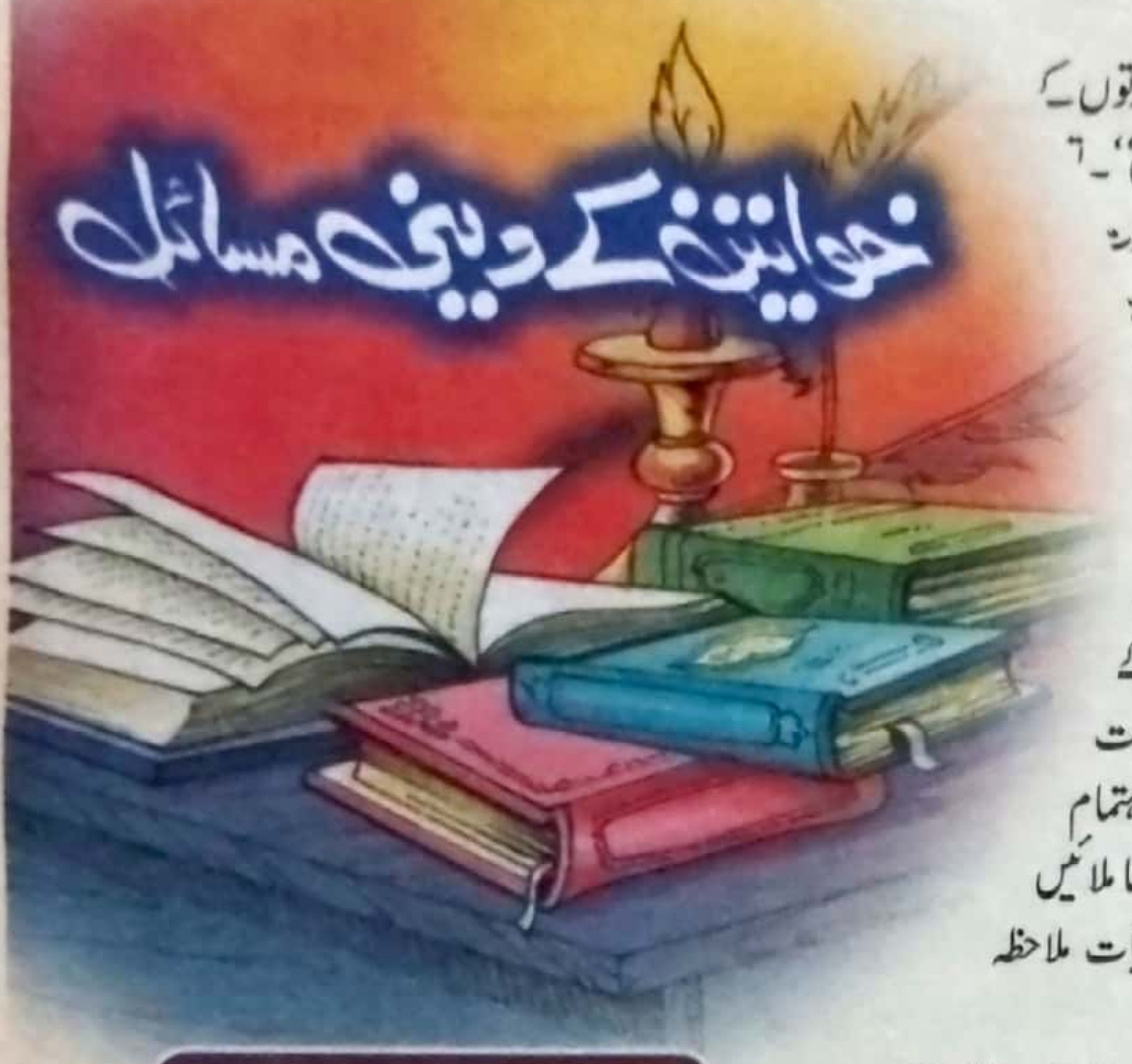

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

جواب: ا۔ خواب و خیال اور تصور سے غسل فرض نہیں ہوتا جب تک کہ جسم یا کپڑے پر تری نہ دیکھے بلکہ تری نظر آنے پر بھی غسل کی فرضیت میں تفصیل ہے جو بہشتی زیور میں دیکھی جا سکتی ہے۔

۲۔ غسل کرتے ہوئے ریح خارج ہو گئی تو غسل پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ریح کے بعد اگر اتنا پانی بہا دیا جس سے سارا جسم یا کم از کم اعضاء وضو تر ہو گئے تو وضو اور غسل مکمل ہیں، اور اگر غسل کے بعد ریح خارج ہوئی تو غسل صحیح ہے، لوٹانے کی ضرورت نہیں، البتہ وضو لوٹانا پڑے گا۔

۳۔ غسل کے ۳ فرض پورے کرنے پر عورت پاک صاف ہو جاتی ہے۔ شش کلمے یا کلمۂ طیبہ پڑھنے کی ضرورت ہے نہ ہی ان کا کوئی ثبوت۔ پھر ایسی بے ثبوت چیز کو ضروری سمجھنا تو حد درجہ جہالت اور بدعت ہے البتہ غسل خانہ سے نکلنے کے بعد کلمہ شہادت اور دعاء اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین ⭘ پڑھ لی جائے تو وضوء کے بعد پڑھی جانے والی مسنون دعاء پر عمل ہو جائے گا۔ ویسے عام اوقات میں کلمہ طیبہ پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے لہٰذا کثرت سے اس کا ورد کیا جائے، خواہ کوئی حالت جنابت ہی میں ہو۔

غسل کی فرضیت سے متعلق شرم و حیاء پر مشتمل مسائل خواتین بہشتی زیور میں پڑھ لیا کریں، پھر بھی اگر کچھ سمجھنے کی ضرورت ہو تو جوابی لفافے کے ہمراہ خط لکھ کر معلوم کر سکتی ہیں۔

ضروری اعلان

''خواتین کے دینی مسائل'' کالم کے لئے تین سوالات سے زائد نہ بھیجیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک ایسا مختصر جملہ ہے جس کے پڑھنے میں نہ کوئی محنت مشقت ہے نہ کوئی وقت خرچ ہوتا ہے مگر اس کے آثار و برکات نہایت دور رس اور عظیم الشان دینی اور دنیوی فوائد پر مشتمل ہیں مومن جب کھانے سے پہلے بسم اللہ کہتا ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ حقیقت اس کے سامنے مستحضر ہے کہ یہ کھانے کا لقمہ جو اس نے اٹھایا ہے اس کی تخلیق میں اس کا بہت کم دخل ہے جب ایک دانہ زمین کے اندر سے درخت کے روپ میں نکلا ہے پھر لاکھوں جانوروں اور انسانوں نے اس کی حفاظت و تربیت کی خدمت انجام دی یہاں تک کہ وہ کھانے کے قابل لقمہ بنا ہے، یہ سب کچھ کسی مخفی قدرت کے کارنامے ہیں انسان کی مجال نہیں کہ ان سب قوتوں سے کام لے سکے، اسی طرح جب پانی پینے سے پہلے بسم اللہ کہتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پانی کی حقیقت اس کے سامنے ہے کہ کس طرح قادر مطلق نے اس کو سمندر سے بخارات بنا کر اڑایا پھر بادل بنا کر جمایا اور پھر کس طرح اس فضائی مشین نے اس نمکین پانی کو میٹھے پانی میں تبدیل کر دیا اور پھر بقدر ضرورت پانی کو برسا کر کھیتوں، درختوں کو سیراب کیا، تالابوں اور پانی کے حوضوں کو وقتی طور پر استعمال کرنے

بنت عبداللہ کراچی

کے لئے بھر دیا اور اس کے بہت بڑے ذخیرے کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر ایک عجیب قسم کے واٹر ورکس بنا کر رکھ دیا جس میں نہ ٹینکی بنانے کی ضرورت ہے نہ اُس ٹینکی میں پانی سڑنے اور خراب ہونے کا کوئی اندیشہ ہے۔

آج کے مہذب انسان بلوری گلاس میں پانی ہاتھ میں لے کر حلق میں انڈیل دیتے ہیں اگر اس پر غور کریں تو بے ساختہ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ پکار اٹھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقائق کو مستحضر کرنے کے لئے قولاً اور عملاً اس کی تعلیم دی کہ کھانے اور پینے سے پہلے بسم اللہ کہو اور فارغ ہو کر "الحمد للہ" کہو یعنی جس قدرت نے اس کھانے اور مشروب کو حیرت انگیز کارنامے کے ساتھ تم تک پہنچایا ہے اس کا شکر ادا کرو، اسی طرح سواری پر سوار ہوتے وقت بسم اللہ پڑھیں اس کے معنی ہیں کہ وہ اس حقیقت کا اعتراف کر رہا ہے کہ نہ سواری میری تخلیق کا نتیجہ ہے نہ اس پر قابو پانا اور کاموں کے لئے دھوپ چھاؤں تر اور خشک زمین پر اس کو دوڑانا میرے بس کی بات ہے یہ سب کچھ کسی قدرت کاملہ کے کارنامے ہیں۔ اسی طرح اسلامی تعلیم یہ ہے کہ انسان اپنی نقل و حرکت اور ہر کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھے اللہ کے نام پر شروع کرے اور اسی پر ختم کرے جو عین ان کاموں کے اشتغال کے وقت بھی اس کو ایک عارف وذاکر بنا دے گی اور اس کے بعد ہزاروں برکات لائے گی۔ بسم اللہ ایک کیمیا ہے جو خاک کو سونا بنا دیتی ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "یعنی جو ذی شان کام بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہے۔"

دنیا نے رنگ و روپ بدلا، نئی تعلیم آئی، نئی تہذیب چلی مگر وہ ایسے لوگوں کی طرف سے آئی جن کے یہاں خدا ہی کا کوئی تصور نہیں، اسی وجہ سے ان کے کسی کام کی ابتداء بسم اللہ نہیں ہوتی ہے ان کی تقریر تحریر بھی اس نور و برکت سے محروم ہیں، افسوس کی چیز یہ ہے کہ مسلمانوں نے اور چیزوں میں تو ان کی نقل اتاری ہی تھی اس غفلت مجرمانہ میں بھی انہی کی تقلید کرنے لگے، تقریر کو بسم اللہ اور خطبہ مسنونہ سے شروع کرنا دقیانوسیت اور ملائیت کی علامت قرار دے دیا جو اُن کے نزدیک سب سے بڑا جرم ہے۔ کھانے، پینے، چلنے پھرنے میں ان کو کبھی خدا یاد نہیں آتا کس قدر محرومی اور بدنصیبی ہے کہ یہ چھوٹا سا بے محنت عمل جو کیمیا کا حکم رکھتا ہے اس سے بھی اپنے آپ کو محروم کر لیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون اس مختصر سے تحریر کی اصل مسلمانوں کو اس غفلت پر متنبہ کرنا ہے کہ اور کچھ نہیں ہوتا تو اس بے محنت کام سے تو دم نہ چرائیں اور اس کی برکات و فضائل کو بلاوجہ ضائع نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (ماخوذہ! احکام و خواص بسم اللہ)

دنیاوی نعمتوں پر عبادت کو ترجیح دینے والی عورت

ایک عورت جس کا نام حسنہ تھا، اس نے دنیا کی نعمتوں کو چھوڑ دیا تھا اور عبادت میں مشغول ہو گئی تھی، دن کو روزے رکھتی اور رات کو قیام کرتی تھی، اس کے گھر میں کچھ بھی نہیں تھا جب اس کو پیاس لگتی تو نہر کی طرف چلی جاتی اور اپنے ہاتھوں سے پانی پیتی، شکل و صورت کے لحاظ سے نہایت حسین تھی، ایک عورت نے اس کو شادی کا مشورہ دیا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے کوئی ایسا زاہد (دنیا سے بے رغبت) آدمی لے آ جو مجھے دنیاوی معاملات میں پریشان نہ کرے۔ ہاں مجھے یقین ہے کہ تو ایسا آدمی نہیں پا سکے گی، خدا کی قسم میرے دل میں یہ ہے کہ دنیا کی لذتوں میں نہیں پڑوں گی اور نہ مردوں کے ساتھ دنیا کے مزے اڑاؤں گی، اگر تو کوئی ایسا آدمی پائے جو خود بھی روئے مجھے بھی رلائے، خود بھی روزے رکھے مجھے بھی حکم کرے، خود بھی صدقہ کرے اور مجھے بھی شوق دلائے اگر ایسا آدمی مل جائے تو اچھی بات ہے ورنہ سلام۔ (خواتین اسلام کا مثالی کردار ص ۹۳)

مرسلہ: بنت اعزاز احمد لاہوری

انگریز نبی کی کہانی اس کی زبانی

اہلیہ محبوب الرحمٰن

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا۔ اسلام کے عقائد میں یہ عقیدہ شامل ہے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا اس بات پر ایمان نہ ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کے دل میں جان ومال اور اولاد سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔'' اللہ تعالیٰ نے جن کو بھی نبوت کے لئے چنا وہ اپنی قوم میں سب سے ممتاز، سب سے زیادہ عقل وعلم والے اور خوبصورت تھے۔ اب ایک ایسے جھوٹے نبی کا حال پڑھیں جو اپنے آپ کو نبی کہتا تھا اس کا تعلق کس خاندان سے تھا اور اس کی تعلیمات کیا تھیں؟ اس کو ماننے والی کچھ خواتین آج کل لوگوں کے گھروں میں جا کر اس کے جھوٹے مذہب کی تبلیغ کر رہی ہیں اور لوگ علم نہ ہونے کے باعث ان کو بھی مسلمان سمجھتے ہیں اور ان کے ساتھ تعلقات رکھتے ہیں جس کا اثر ان مسلمانوں کی زندگی پر بھی پڑتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''نیک اور بد دوست کی مثال ایسی ہے جیسی مشک والا اور بھٹی جھونکنے والا پس مشک والا یا تو تجھے کچھ ہدیہ کرے گا یا تو اس سے خریدے گا ورنہ خوشبو تو تجھے پہنچتی ہی رہے گی اور بھٹی جھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلادے گا ورنہ بدبو تو پہنچے گی ہی۔'' اسی طرح ان لوگوں کے ساتھ تعلقات رکھنے سے اپنی آخرت خراب ہونے کا خدشہ ہے۔ آئیں اس جھوٹے نبی کا حال خود اس کی زبانی پڑھیں۔

میں نے برابر سولہ برس سے یہ اپنے پر حق واجب ٹھہرالیا کہ اپنی قوم کو اس (برطانیہ) گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف بلاؤں اور ان کی سچی اطاعت کی طرف ترغیب دوں مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی تھی وہ یہ کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی مسلمانوں کی محسن ہے، یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی عربی میں تالیف کر کے مسلمانوں کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں، یہاں تک کہ مسلمانوں کے دو مقدس شہروں مکہ ومدینہ اور اس کے علاوہ مصر، کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کردی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں پیدا ہوگئے تھے یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہ سکا۔''

یہ باتیں مرزا غلام احمد قادیانی کی ہیں جس نے انگریزوں کے کہنے پر نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے لاکھوں مسلمانوں کو ایمان کی دولت سے محروم کیا۔ مرزا کے بیٹے اس کی بھونڈی شخصیت سے واقف تھے، اس لئے اس کے دو بیٹے مرزا سلطان احمد اور مرزا افضل احمد یہ دونوں مرزا کی تکذیب کرتے تھے انہوں نے قادیانیت کو قبول نہیں کیا۔ مرزا افضل کے خسر مرزا شیر علی لوگوں کو مرزا کے پاس جانے سے روکتے تھے، تسبیح لئے راستے میں بیٹھے رہتے جو کوئی نیا آدمی آتا اسے اپنے پاس بلا کر بٹھا لیتے اور سمجھانا شروع کر دیتے کہ مرزا صاحب سے میری قریبی رشتہ داری ہے آخر میں نے کیوں نہ اسے مان لیا اس کی وجہ یہی ہے کہ میں اس کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں میں جانتا ہوں کہ یہ ایک دوکان ہے جو لوگوں کو لوٹنے کے لئے کھول رکھی ہے اصل میں اس کی آمدنی کم تھی بھائی نے جائداد سے بھی محروم کر دیا اس لئے یہ دوکان کھول لی ہے آپ لوگوں کے پاس کتابیں اور اشتہار پہنچ جاتے ہیں آپ سمجھتے ہیں پتہ نہیں کتنا بڑا بزرگ ہوگا، اس کا پتہ تو ہم لوگوں کو ہے جو دن رات اس کے پاس رہتے ہیں یہ باتیں میں نے آپ کی خیر خواہی کے لئے آپ کو بتائی ہیں۔''

مرزا کی تعلیمات یہ تھیں کہ لوگوں کو اسلام کے ارکان اور جہاد سے روکا جائے، جو مسلمان اس کو اس سے باز رہنے کا کہتا اس کو وہ چیلنج کرتا کہ تو میری زندگی میں مرجائے گا...... تجھے یہ ہوگا...... وہ ہوگا اور اس طرح کے دعوے کرتا، لیکن اللہ پاک نے اس کے سارے دعوے جھوٹے ثابت کئے، ہر جگہ اس کو ذلت اور ہزیمت اٹھانی پڑی۔ مثلاً مرزا نے ایک عورت ''محمدی بیگم'' سے اپنے نکاح کی پیش گوئی کی، پھر اس کے لئے بہت کوششیں کی، اس کے والدین کو لالچ دی لیکن مرزا کے ساتھ اس کا نکاح نہ ہوسکا اور مرزا کی یہ پیش گوئی بھی جھوٹی ثابت ہوئی۔ اسی طرح مرزا کا ایک مولانا صاحب سے مناظرہ ہوا، مرزا کو اس میں بھی شکست ہوئی تو مرزا کہنے لگا ہم میں سے جو جھوٹا ہو اللہ اس پر ہیضے کی شکل میں موت نازل کرے پھر دنیا نے دیکھا مرزا ہیضے کی بیماری کا شکار ہوا اور اسی سے اس کی موت واقع ہوئی، جبکہ مولانا صاحب ہیضے سے محفوظ رہے، مرزا نے جب بھی اس طرح کا دعویٰ کیا اللہ پاک نے فوراً اس کو جھوٹا ثابت کیا۔ اس کے علاوہ مرزا کی نبوت کا یہ حال کہ مرزا کے بقول جو فرشتہ مرزا پر وحی لاتا تھا وہ انگریز تھا، انگریزی زبان میں وحی لے کر آتا تھا، اس کا نام ''ٹیچی ٹیچی'' تھا۔

مرزا کی ذات کی یہ حالت تھی بدصورت، بدخلق، جاہل اور دیگر کوئی عیب ایسا نہ تھا جو اس میں نہ ہو، کیا ایسا شخص نبی ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں لیکن انگریز نے مسلمانوں کو ایمان سے محروم کرنے کے لئے یہ چال چلی تاکہ کم فہم لوگ اس کی باتوں میں آکر مرزا کی تصدیق کر کے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں، انگریز کے اس لگائے ہوئے پودے کی جڑیں کاٹنے کے لئے اور قادیانیوں کو کافر قرار دینے کے لئے کئی تحریکیں چلیں، بے شمار عام مسلمان اور علماء کرام شہید ہوئے، بے شمار لوگوں کو جیلیں کاٹنی پڑیں، آخرکار مسلمانوں کی محنت رنگ لائی اور قادیانیوں کو متفقہ طور پر کافر قرار دیا گیا۔ اس کے باوجود یہ سازشی ٹولہ آج بھی مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے لہٰذا مسلمانوں کو ان سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

کشکول

برگزیدہ خاتون

عطا بن مبارک فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ایک عبادت گزار بزرگ خاتون تھیں حضرت بردہ، وہ شب بھر قیام کرتیں جب تمام حرکات ٹھہر جاتیں دنیا کی آنکھوں کو سکون آجاتا رات پوری طرح چھا جاتی تو وہ غم واندوہ میں ڈوبی آواز میں پکارتیں! آنکھیں سوگئیں ستارے ڈوب چکے ہیں، ہر محبوب اپنے محبوب کی آغوش میں پہنچ چکا، میرے محبوب (اللہ) میں تیری خدمت میں حاضر ہوں بھلا تو مجھے عذاب دے گا جب کہ میرا دل تیری محبت سے لبریز ہے میرے محبوب ایسا نہ کیجئے۔ حضرت سفیان نے ایک روز بردہ کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے یہاں کی عورتوں میں ان سے بڑھ کر مجاہدہ کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی وہ اللہ کے خوف سے اس قدر روئیں کہ بینائی بھی جاتی رہی۔ (بنت مولانا محمد سلیمان جٹ۔ ملتان)

زریں اصول زندگی

زندگی بسر کرو، سادگی کے ساتھ

محبت کرو، ہر انسان کے ساتھ

کسی کے کام آؤ، خلوص کے ساتھ

عاقبت سنوارو ،عبادت کے ساتھ

تاریخ پڑھو، عبرت کے ساتھ

عبادت کرو، عاجزی کے ساتھ

دعا مانگو، یقین کے ساتھ

شخصیت سنوارو، اخلاق کے ساتھ

پیش آؤ، ادب کے ساتھ

اپنی زبان کو بند رکھو کیونکہ مچھلی جب تلک منہ نہیں کھولتی وہ شکار کے شکنجے میں نہیں آتی۔

خوب سیرت بننے کی اتنی ہی کوشش کرو جتنی خوبصورت بننے کی کرتے ہو۔ (بنت عبدالسلام۔ کمبوہ۔ (سکھر)

فال نکالنا

زمانہ جاہلیت کی طرح آج کل بھی نام نہاد مسلمان طرح طرح کی بدفالیوں میں مبتلا ہیں۔ خصوصاً عورتوں میں اس طرح کی باتیں بہت مشہور ہیں۔ اگر کوئی شخص کام سے نکلا اور بلی سامنے سے گزر گئی یا کسی کو چھینک آ گئی تو سمجھتے ہیں کہ کام نہیں ہوگا، جوتی پر جوتی رکھی گئی تو کہتے ہیں سفر در پیش ہوگا، آنکھ پھڑکنے لگی تو فلاں بات ہوگی، مرغ نے اذان دے دی تو گویا مصیبت آ گئی، بس اسے ذبح کرنے کو دوڑ پڑتے ہیں مختلف علاقوں اور قوموں میں اس طرح کی اور بھی بہت سی باتیں مشہور ہیں۔ یہ سب جاہلانہ خرافات اور غیر اسلامی خیالات ہیں جو کچھ ہوتا ہے تقدیر سے ہوتا ہے۔ اور اللہ کے چاہنے سے ہوتا ہے موحد بندہ خام خیالوں میں کبھی نہیں پڑتا اور وہم کی دنیا کو کبھی نہیں بساتا۔ حدیث شریف میں آتا ہے: الطیرۃ شرک۔ (بدفالی لینا شرک ہے۔) (ماخوذ تحفہ خواتین صفحہ نمبر ۵۳۳) (انعت شبیر پنڈی داس)

چار کاموں میں جلدی کرنی چاہئے

1: مہمان کو کھانا کھلانے میں۔

2: مردے کی تجہیز و تکفین میں۔

3: لڑکی کی شادی کرنے میں۔

4: قرض ادا کرنے میں۔ (بنت حاجی سرانجام، کوہاٹ)

مسلمان کا تعارف

ا: مسلمان کا گھر: جنت

۲: مسلمان کی انتظار گاہ: قبر

۳: مسلمان کا کام: اشاعتِ دین

۴: مسلمان کا لباس: اللہ تعالیٰ کا خوف

۵: مسلمان کے دوست: اللہ، رسول، مومن۔

۶: مسلمان کے دشمن: نفس، شیطان

۷: مسلمان کا قید خانہ: دنیا

۸: مسلمان کے لئے تحفہ: موت

۹: مسلمان کی دوا، سورۃ فاتحہ، آب زمزم

۱۰: مسلمان کا مقصد: اللہ تعالیٰ کی رضا۔ (ام اسامہ، پشاور)

اس وقت کا عالم کیا ہوگا؟

یہ کنکرو گلے کا بولے گا اور سانس کا ڈورہ ٹوٹے گا

جب روح کھنچے گی رگ رگ سے اس وقت کا عالم کیا ہوگا

ماں باپ تیرے اور شوہر، بچے رہ جائیں گے سب روتے روتے

جب تیرا جنازہ اٹھے گا اس وقت کا عالم کیا ہوگا

یہ جسم گواہی خود دے گا ہر حصہ بدن کا بولے گا

خاموش زبان جب ہوجائے گی اس وقت کا عالم کیا ہوگا

اے غافل مسلماں ہوش میں آ، کچھ دل میں بھی ہے خوف خدا کا

لے جائیں گے تجھ کو دفنانے اس وقت کا عالم کیا ہوگا

کچھ موت کا غم بھی ہے کہ نہیں کچھ خوف خدا کا ہے کہ نہیں

جب اپنی قبر میں پہنچے گا اس وقت کا عالم کیا ہوگا

بنت عبداللہ، کراچی

یتیموں، بیواؤں اور بے کسوں کی

اسلام ایک عالم گیر اور آفاقی مذہب ہے، انسانوں کے لئے اس کی تعلیمات ہمہ جہت رہنما اور اس کے احکام ہمہ گیر مفید ہیں، اسلام تمام انسانوں کی بلا امتیاز زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کرتا ہے اور اس کا ہر شعبہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کا تسلی بخش حل پیش کرتا ہے۔ اسلام خدمت خلق اور بنی نوع انسان کے جملہ حقوق کی حقیقی پاسداری پر زور دیتا ہے بلکہ حقوق انسانی کے فلسفے کا بانی ہی صحیح معنوں میں دین اسلام ہے، اللہ پاک کے بہت سارے فرامین اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی ایک بڑی تعداد اسلام کے اس پہلو پر روشنی ڈالتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے سورۂ حشر کے اندر فرمایا ''اور (جو لوگ) اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان کو اپنے اوپر فاقہ کیوں نہ ہو اور جن کو بچایا گیا لالچ (بخل) سے وہی کامیابی پانے والے ہیں۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انفاق کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا ''جس کے پاس دو سواریاں ہوں وہ ایک سواری اس شخص کو دے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس کے پاس دگنا زادراہ ہو وہ ایک حصہ اس شخص کو دے جس کے پاس زادراہ نہ ہو۔'' (ابوداؤد) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بڑے واضح انداز میں اس کی عملی تصویر دکھائی، متعدد ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ مختلف مواقع پر اپنا مال ومتاع اور جمع پونجی سب کی سب اللہ پاک کی راہ میں لٹادی، مدینہ طیبہ ہجرت کر کے آنے والے مہاجرین کے لئے انصاری بھائیوں نے وہ بے مثال تعاون اور ایثار پیش کیا جو رہتی

دنیا تک یاد رکھا جائے گا، دوسرے کسی بھی مذہب کے ماننے والے اس فراخ دلی کا تصور بھی نہیں کر سکتے، وہ مسلمان ہی تھے جو اپنے دوسرے مسلمان بہن، بھائی کی تکلیف پر تڑپ کر رہ جاتے، اپنی جان کو مشقت میں ڈال کر دوسرے کی تکلیف کا ازالہ کرتے تھے، مسلمانوں کے خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ راتوں کو محلہ محلہ اور گلی گلی گھوم کر لوگوں کی حالت دریافت کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک خیمے سے بچوں کے رونے کی آواز سنی تو ان کا حال دریافت کروایا، پتہ چلا بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں واپس آئے اور بیت المال سے اپنے کندھوں پر آٹا اٹھا کر ان کے خیمے تک پہنچایا اور پھر اپنے ہاتھوں سے کھانا تیار کر کے بچوں کو کھلایا، جب بچے کھا کر خوش ہوئے تو ان کے دل کو قرار آیا اور واپس لوٹے۔ یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک موقع پر فرمارہے ہیں کہ ''اگر دریائے نیل کے کنارے ایک کتا بھی بھوک سے مر جائے تو مجھے اس کا خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق مجھ سے پوچھ گچھ نہ کر لیں۔'' یہ سب اسلامی تعلیمات کا اثر تھا کہ اللہ پاک نے ان کے دلوں میں اپنی مخلوق کے لئے مودت ومحبت کا جذبہ بھر دیا تھا، انسان تو انسان کسی بھی ذی روح کو اذیت پہنچنے سے ان کے دل دکھ جاتے تھے۔

جوں جوں زمانہ گزرتا گیا، مسلمان اسلامی تعلیمات سے دوری اختیار کرتے گئے، دنیا کی طرف میلان بڑھتا گیا، مال کی ہوس اور مادہ پرستی ان کے دلوں میں گھر کرتی گئی، ایک دوسرے کا دکھ درد محسوس کرنے کی بجائے لاتعلقی کی روش کو اپنا لیا گیا، دوسرے کی تنگ دستی اور بدحالی پر تعاون کی بجائے اپنی مزید خوشحالی کی خواہش بڑھتی گئی اور پھر آہستہ آہستہ معاشرہ خوشحالی کی بلندیوں سے فقر وفاقہ اور غربت وافلاس کی کھائی میں جا گرا، اس انفرادی لاپرواہی اور غفلت نے معاشرے کو اندر سے کھوکھلا کر کے رکھ دیا اور اس کا دوسرا بڑا نقصان یہ ہوا کہ اسلام دشمن قوتوں نے میدان خالی دیکھ کر اس سے دل کھول کر فائدہ اٹھایا، خدمت خلق اور انسانی حقوق کی آڑ میں اپنے گھناؤنے منصوبے نہ صرف یہ کہ ترتیب دئے بلکہ پورے اسلامی معاشرے میں ان کا جال پھیلا دیا۔ بڑے طویل عرصے اور لمبے جمود کے بعد امت مسلمہ کا درد رکھنے والے چند مخلص مسلمانوں نے اس سمت توجہ کی آج سے تقریباً آٹھ سال قبل علماء کرام کی نگرانی میں عالم اسلام کی علمی اور روحانی شخصیت فقیہ العصر حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیر سرپرستی ''الرشید ٹرسٹ'' کے نام سے ایک خالص رفاہی ادارے کا قیام عمل میں لا کر خدمت خلق کے نئے باب کا آغاز کیا گیا۔ علماء ومشائخ اور بزرگان دین کی دعاؤں کی برکت سے یہ ادارہ خدمت خلق کے میدان میں انتہائی سبک رفتاری سے منازل طے کرنے لگا، چند سالوں میں اپنی خدمات کو بین الاقوامی سطح تک پھیلا کر عالم اسلام کے اس غیر معمولی خلاء کو پر کیا، ''الرشید ٹرسٹ'' نے عالم اسلام کے کئی ممالک میں مستحق مسلمان بہن بھائیوں کی دل کھول کر امداد کی، بے سروسامان اور مفلوک الحال مسلمانوں کا بھرپور تعاون کیا، جن میں جنگ زدہ، آفت زدہ، غریب ونادار اور معذورین بھی شامل تھے۔ ایک خاتون جب اکلاپے کی زندگی گزار رہی ہو، چھوٹے چھوٹے بچے ہوں اور ہر روز دو وقت کی روٹی کے لئے پریشان ہو خصوصاً جب عید جیسے تہوار آئیں تو اس کے دل میں یہ ہوک ضرور اٹھتی ہے کہ کاش میرے میاں زندہ ہوتے اور ان کے دم سے گھر میں رونق ہوتی، بچوں کے چہرے خوشیوں سے تمتما رہے ہوتے، ایسے موقع پر کوئی انسان اُس بیوہ کی ضروریات پوری کر دے تو یقیناً وہ ایسے نیک انسان کو زندگی بھر دعائیں دے گی۔

میگزین رپورٹ

خبر گیری کا عظیم منصوبہ

اس سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر ٹرسٹ نے بیوگان، یتامیٰ اور مساکین کے لئے ''عید ریلیف پروگرام'' عید پیکیج تیار کیا اس کام کے لئے پورے ملک میں ٹرسٹ کے کارکنان کی تقریباً 56 کمیٹیاں بنائی گئیں، جملہ کارکنان نے خدمت خلق کے جذبے کے ساتھ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا خاص کر کمیٹیوں کے انچارج مولانا محبوب الرحمٰن صاحب نے جس محنت، لگن اور خوش اسلوبی کے ساتھ اس خدمت کو انجام دیا وہ لائق تحسین ہے۔ (فجزاہ اللہ خیراً)

ان مستحق افراد میں 5000 بیوائیں اور تقریباً 17000 یتیم بچے اور بچیاں شامل ہیں، صرف کراچی شہر کے اندر مستحق بیواؤں میں تقریباً 500 سلائی مشینیں خود کفالتی منصوبے کے تحت تقسیم کی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ کراچی میں کل 966 بیوگان، تقریباً 1613 یتیم بچے اور 1890 یتیم بچیوں کی امداد کی گئی۔ اندرون سندھ، بدین، شہداد پور، تھر، میر پور خاص، سکھر اور دوسرے شہروں میں مجموعی طور پر 428 بیوگان، 568 یتیم بچوں اور 793 یتیم بچیوں کو نقد رقم اور کپڑے فراہم کئے گئے۔ پنجاب کے شہروں لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد، سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور دوسرے کئی شہروں میں کل 1055 بیواؤں، 1462 یتیم بچوں اور تقریباً 2131 یتیم بچیوں میں نقد رقم اور کپڑے تقسیم کئے گئے۔ صوبہ سرحد کے شہروں پشاور، مالاکنڈ ڈویژن، مانسہرہ اور دوسرے شہروں اور دیہی علاقوں میں 700 بیواؤں 1400 یتیم بچوں اور تقریباً 1400 یتیم بچیوں میں نقد رقم اور سوٹ تقسیم کئے گئے۔ صوبہ بلوچستان کے کوئٹہ اور دوسرے شہروں میں کل 1000 بیوگان، 2000 بچوں اور 2000 بچیوں میں امداد تقسیم کی گئی، اسی طرح آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات میں مجموعی طور پر 428 بیواؤں اور 568 بچوں اور تقریباً 793 بچیوں کو امداد فراہم کی گئی۔

یہ ٹرسٹ کی صرف عیدالاضحیٰ کے موقع پر تقریباً سوا کروڑ روپے مالیت کے خصوصی پیکج کی اجمالی رپورٹ ہے، اس کے علاوہ ٹرسٹ کی خدمات سال بھر جاری رہتی ہیں۔ جن میں ٹرسٹ تعلیم کو عام کرنے کے لئے مکاتب و مدارس اور مساجد کا قیام، صحت کے میدان میں میڈیکل کیمپس، ایمبولینس سروس اور ضرورت مند افراد کو شفاف خون کی فراہمی، زلزلہ زدگان اور آفت زدگان کی امداد، فراہمی خوراک و آب، عیدالاضحیٰ کے موقع پر اجتماعی قربانی کے ذریعے نادار افراد کو تازہ گوشت کی فراہمی علاوہ ازیں مستحق افراد کے لئے مستقل امداد جیسے رفاہی امور میں اپنی خدمات پیش کر رہا ہے۔

ٹرسٹ کی ان خدمات میں وہ خواتین و حضرات برابر کے شریک ہیں، جنہوں نے مشکل اور آزمائش کے اوقات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا خصوصاً وہ مائیں بہنیں جنہوں نے اپنے زیورات تک مشکل گھڑیوں میں اپنے مسلمان بہن بھائیوں کے تعاون کے لئے پیش کئے اور اس گئے گزرے دور میں صحابیات (رضوان اللہ علیھن) کا نمونہ پیش کیا، آخر میں تمام مسلمان بہن بھائیوں سے دعا کی گزارش ہے کہ اللہ پاک ٹرسٹ کی خدمات کو تا قیامت باقی رکھے اور ہر قسم کے شرور سے حفاظت فرمائے۔ آمین

دیکھا جو تیر کھا کے

اُمّ عبداللہ غازی

(حصہ دوم)

عامر کے والدین اَپر کلاس کے حساب سے ''کافی دین دار'' تھے یعنی اتنے دیندار سمجھے جاتے تھے کہ اس سے زیادہ دینداری کو نہ اپر کلاس پسند کرتی تھی اور نہ ہی برداشت کرنے کو تیار تھی۔ مثلاً عامر کے والد نے داڑھی تو رکھی ہوئی تھی لیکن اگر نائی چھوٹی کر دیتا تو وہ اس ٹرمنگ ''Terming'' پر اسے جھاڑنا پسند نہیں کرتے تھے۔ عامر کی والدہ سر پر پابندی سے اسکارف اوڑھتی تھی مگر چہرے کا پردہ کیونکہ اُن کے ہاں ''ضرورت سے زیادہ'' سمجھا جاتا تھا اس لیے وہ بھی چہرہ چھپانا ضروری نہیں سمجھتی تھیں۔ ٹی وی ''Well-Informed'' یعنی باخبر رہنے کے لیے ضروری سمجھا جاتا تھا اس لیے وہ بھی گھر میں موجود تھا البتہ نماز کے وہ دونوں پابند تھے۔ گاڑی میں اکثر گانوں کی جگہ تلاوت لگی رہتی تھی اور فرض حج اور نفلی عمرہ وغیرہ بھی کر چکے تھے۔ نیز زکوٰۃ وصدقات میں بھی اُن کا ہاتھ کافی کھلا تھا۔ غرض جتنی ''دینداری'' کی اَپر کلاس اجازت دیتی تھی وہ تو انہوں نے اپنائی تھی اور باقی چونکہ دنیا کو بھی ساتھ لے کر چلنا تھا اس لیے اس سے زیادہ ''دینداری'' کے وہ بھی قائل نہیں تھے۔

عامر پاکستان پہنچا تو اُس کو دیکھ کر اُس کے اپنے بھی حیران رہ گئے۔ کہاں وہ پینٹ شرٹ میں گاڑی کی چابی گھماتا اور سیٹی بجاتا عامر اور کہاں یہ چہرے پر سنت سجائے، سر پر ٹوپی رکھے نیچی نگاہوں والا عامر۔ بہت سے لوگوں نے بے ساختہ کہا کہ ''ماشاءاللہ کیسا نورانی چہرہ ہے۔ دیکھ کر ہی ایمان تازہ ہو جاتا ہے''۔

یا رب نگاہِ بد سے چمن کو بچائیو
بلبل بہت ہے دیکھ کے پھولوں کو باغ باغ

گھر پہنچتے ہی وہ کشمکش شروع ہو گئی جس کی بہت دنوں سے امید تھی۔ والدین کا کہنا تھا کہ ''عامر کو اتنی اچھی ڈگری لے کر آنے کے بعد فوراً اپنے کیریئر (Career) کی طرف توجہ دینی چاہئے، آخر یہ دور Competition کا دور ہے۔'' جبکہ برطانیہ پلٹ اِس نوجوان کا کہنا تھا کہ ''زندگی تو تین ہزار میں بھی گزر سکتی ہے، پہلے میں علمِ دین حاصل کر لوں پھر دیکھا جائے گا۔'' والدین کا خیال تھا کہ ''اچھی نوکری روز روز نہیں ملتی، موقع (Opportunity) کو ضائع کرنا بے وقوفی ہے'' عامر کا جواب تھا کہ ''کسی بینک یا غیر ملکی فرم میں تو میں نے ویسے بھی نوکری نہیں کرنی، وہاں کا ماحول ذہن کو خراب کرتا ہے'' والدین کو یہ فکر کہ عامر کو کسی ''مدرسے'' کی ہوا لگ گئی تو پھر یہ پکے والا اسلام اپنا لے گا پھر اس کو کون سمجھا سکے گا۔'' عامر کو رہ رہ کر حسیب کی یہ نصیحت یاد آتی تھی کہ ''پاکستان جاتے ہی علماء سے ملنا اور تعلق رکھنا ورنہ معاشرہ تمہیں اپنے جیسا بنا لے گا۔''

آخر کار عامر کے والدین کو ایک ''ماڈرن قسم کے مسلم اسکالر'' مل گئے جن کے پاس لچھے دار باتیں اور خوبصورت الفاظ بکثرت موجود تھے۔ انہوں نے ''اسلام کی خدمت'' کے نام پر عامر کے ذہن کو اس راہ پر لانا شروع کیا کہ ''مدرسے جانا ضروری نہیں ہے۔ تم ویسے بھی تو اسلام کی خدمت کر سکتے ہو، پاکستان کو پڑھے لکھے ماڈریٹ مسلمانوں کی ضرورت ہے، تم جیسے نوجوان اپر کلاس میں بہت تبدیلی لا سکتے ہیں۔''

عامر کے پاس اب تک کی ساری پونجی ایمان کے بعد حسیب کی ڈیڑھ ماہ کی صحبت تھی، جس نے اس میں یہ ولولہ بھر دیا تھا کہ اپنی زندگی کو اللہ کی رضا کے مطابق گزارنا ہے۔ اب تک وہ اسی جذبے کے تحت مخالفت کو برداشت کر رہا تھا، اس کے علاوہ اس کے پاس نہ دلائل تھے اور نہ ہی علم، نہ مستند علماء سے کوئی تعلق رہا تھا اور نہ ہی علماء کی کتب سے واسطہ، نہ اہل اللہ کی صحبت نصیب ہوئی تھی اور نہ ہی اہل علم کی مجالس۔ وہ کب تک اُن اسکالر صاحب کی باتوں سے متاثر نہ ہوتا جبکہ اُن کا اندازِ واردات بھی انوکھا تھا، دین کی خدمت کے نام پر دین والوں سے ہی دور کرنا ان کو بخوبی آتا تھا۔ آہستہ آہستہ انہوں نے عامر کو اس حد تک رام کر ہی لیا کہ وہ اُن ہی کی باتوں کو اصل اسلام سمجھنے لگا۔ ٹی وی کو وقت کی ضرورت قرار دیا جانے لگا، چہرے کے پردے میں بھی ''گنجائش'' کی راہ ڈھونڈی گئی، رزقِ حلال کمانے کے فضائل بتا بتا کر اُسے پیسہ کمانے کی مشین بنانے کی تیاریاں ہونے لگیں، والدین کے حقوق اتنے بڑھا چڑھا کر پیش کیے گئے کہ ''حقوق اللہ'' نظر انداز ہونے لگے، غرض ہر مسئلے میں ''وسعت'' اور ''گنجائش'' کی ایسی راہیں نکالی گئیں کہ اصل احکامات کہیں پیچھے رہ گئے اور اُن کی من چاہی تشریحات پر عمل ہونے لگا۔

یہ تو حالات کی شدت نے وضاحت کر دی
ورنہ سوچا بھی نہ تھا، اپنے پرائے ہوں گے
ہم جو نادان تھے بہت، اُن پر یقین کر بیٹھے
یہ گماں تھا نہ کہ بہروپ سجائے ہوں گے
یہ گماں چشمِ عقیدت میں تو کھٹکا بھی نہ تھا
میرے محسن میرے دشمن کے سدھائے ہوں گے

اور آج جب ریحانہ آنٹی مریم کے سامنے ''اپنی کارروائی'' کی تفصیلی رپورٹ پیش کر رہی تھیں تو مریم کا دل کٹ رہا تھا۔ وہ کہہ رہی تھیں، ''ہمیں سب سے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ اگر عامر نے ایسی لڑکی سے شادی کر لی جو جیٹھ وغیرہ سے بھی پردہ کرتی ہو تو پھر تو ہماری فیملی ٹوٹ ہی جائے گی اور سارے رشتہ دار الگ خفا ہوں گے۔'' مریم چاہنے کے باوجود یہ نہ کہہ سکی کہ عامر کو خدا کے حکم سے ہٹانے کے بعد آپ کی فیملی کو ٹوٹنے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ وہ پھر بولیں ''مگر شکر ہے کہ عامر اب ذرا سنبھل گیا ہے، وہ سمجھ گیا ہے کہ بے کار زندگی تو نہیں گزارنی تو پھر کیریئر Career وغیرہ تو بنانا ہی پڑے گا ناں۔'' وہ انہیں دیکھ کر رہ گئی۔ Career بنانے سے تو انہیں کسی نے منع نہیں کیا تھا مگر حرام حلال کی تمیز تو ضروری تھی۔ کس کس بات کو روئیں اور کس سے جا کر فریاد کریں یہاں تو اپنے ہی اپنی اولاد کو جہنم کا ایندھن بنانے پر تل گئے ہیں۔ دونوں ہاتھوں سے اولاد کو منہ کے بل دوزخ کے گہرے گڑھے میں گرانے کی تیاریاں ہیں۔ اول تو والدین کو اولاد کی دینی حالت کی فکر ہی نہیں ہے، فقط دنیا بنانے کا غم ہے، دنیا بنانے کے لیے چاہے اولاد کو امریکا برطانیہ جیسی گندی سوسائٹی میں بھی بھیجنا پڑے تو گوارا ہے، پھر اگر کوئی نیک بخت محض خدا کے فضل سے اللہ کے راستے پر چل پڑے تو سارا خاندان ایسے واویلا کرتا ہے گویا خدانخواستہ اُن کا بیٹا ''ہیروئن'' پینے لگ گیا ہو، باقاعدہ والدین سے افسوس کیا جاتا ہے کہ اُن کا بیٹا ''مذہبی'' ہو گیا ہے۔ پھر ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے کہ کسی طرح اس کو واپس اس گندگی کی طرف لے جائیں جس میں خود بیٹھے ہیں۔ نجانے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے کہ ''فرض'' کے مقابلے میں ''غرض'' اور ''سنت'' کے مقابلے میں نام نہاد ''وسعت'' کو کیوں فوقیت دی۔

قصہ مختصر یہ کہ جس عامر کے دل میں کافرستان جا کر اللہ کو راضی کرنے کا شوق پیدا ہوا تھا، جس کو غیر اپنے تمام تر حربوں کے باوجود نہ پھسلا سکے، جس کی نگاہوں کو مغرب کی چکا چوند نے خیرہ کرنے کی بجائے جھکنا سکھا دیا تھا، اس کو ''پاکستان'' میں اپنے ہی لوگوں نے بخوبی بہکا لیا

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

نیا چراغ

بنت ابو عمیر عباسی مری

گھنٹی کی آواز پر خالہ شمیم نے لپک کر دروازہ کھولا تو سامنے ان کی پڑوسن بریرہ کھڑی تھی۔

''السلام علیکم خالہ جان!''

''وعلیکم السلام بیٹی اندر آؤ کیا حال ہے۔'' خالہ نے ایک ہی سانس میں کہہ ڈالا۔

''الحمد للہ میں بالکل ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں۔ خالہ جان!''

''بیٹی بس زندگی کے دن پورے کر رہی ہوں او کھے سوکھے۔ خالہ نے دوپٹہ اوڑھتے ہوئے پریشان لہجے میں کہا۔ کب آئی ہو بیٹی؟''۔

''پرسوں آئی تھی آج واپسی ہے سوچا زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں خالہ سے مل کر جاؤں۔''

''بہت اچھا کیا ہے۔ اللہ تمہاری زندگی دراز کرے۔'' خالہ نے دعائیہ انداز میں کہا۔

''سنائیے خالہ دن کیسے گزر رہے ہیں کچھ پریشان لگ رہی ہیں۔'' بریرہ نے ہمدردی سے پوچھا۔

''بیٹی کیا بتاؤں پتا ہی نہیں چل رہا کیا کیا جائے لگتا ہے دنیا جہاں کی پریشانیاں میرے لئے ہی ہیں۔''

''کیوں خالہ کیا پریشانی ہے؟'' بریرہ نے پوچھا۔

''بات یہ ہے کہ تمہارے خالو دفتر میں کلرک ہیں ان کی اتنی آمدنی کہاں کہ اخراجات پورے ہوں ایک چیز گھر میں لاؤ تو دوسری کے لئے پیسے نہیں بچتے، ایک سوٹ لا کر ابھی پہنا ہی نہیں ہوتا کہ فیشن بدل جاتا ہے۔ اب لڑکیوں کو بھی تو محروم نہیں رکھنا ناں ابھی دو بیٹیوں کی شادی بھی کرنی ہے، ان کے لئے کوئی جہیز وہیز بھی بنانا ہے۔ اب تو جتنا دو لوگ پھر بھی معاف نہیں کرتے، ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ''۔ خالہ نے اپنی دکھ بھری کہانی سنائی۔ بریرہ نے قدرے سنجیدہ انداز میں ان کی طرف دیکھا اور پھر گویا ہوئی۔

''خالہ جان! اگر آپ میری چند باتیں دل کے کان سے سنیں تو میں عرض کروں''۔

''کیوں نہیں بیٹی میرا ہمدرد وہی ہے جو میری پریشانی کا حل نکالے۔''

''پھر غور سے سنیں جتنی پریشانیاں اور مسائل ہیں ہمارے اپنے پیدا کردہ ہیں ورنہ ہمارے دین اسلام نے جو قیامت تک کے لئے ہے ہمیں نہایت ہی آسان اور پرسکون زندگی عطا کی ہے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے۔ ''دنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی مسافر یا راہ گزر۔'' اب آپ خود یہ اندازہ کرلیں کہ ایک آدمی یہاں سے کسی دوسرے شہر یا ملک جاتا ہے اگر وہ عقل مند ہے تو وہ اپنے لئے اتنا ہی سامان لے گا جتنا اسے درکار ہوگا بلکہ اس کی یہی کوشش ہوگی کہ کم سے کم سامان ہو، لیکن اس کے برعکس ایک آدمی نے جانا تو لاہور ہے پلیٹ فارم پر کھڑا گاڑی کا منتظر ہے، اور وہ خوب سے خوب اپنے آرام و آسائش کے لئے سامان کر رہا ہے کہ وہ جتنی دیر انتظار گاہ میں ہے نہایت آرام سے رہے تو ہر دیکھنے والا اسے پاگل ہی سمجھے گا کہ لو بھئی چند لمحے تو یہاں ہے اور سامان ایسا کر رہا ہے لگتا ہے زندگی ادھر ہی گزارنی ہے۔ اب اچانک گاڑی آئی وہ اس میں سوار ہو گیا، اس کا سارا سامان ادھر ہی رہ جائے گا۔ یہی مثال دنیا کی ہے ہم یہاں ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آئے ہماری اصل منزل آخرت ہے لیکن ہم یہاں ایسے دل لگا بیٹھے جیسے رہنا ہی یہاں ہے، صرف اپنی ناک کی خاطر زندگیاں برباد کر دیتے ہیں کہ لوگ کچھ نہ کہہ دیں، اس کا کوئی احساس نہیں کہ تمام کائنات کے سامنے اگر اللہ تعالیٰ نے پوچھ لیا کہ میرے دین کو کیوں چھوڑا تھا تو کیا جواب دیں گے؟ (اللہ ہم سب کو اس سے بچائے) خالہ ہماری زندگیوں کا اصل مقصد تو اللہ کی عبادت ہی ہے۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ترجمہ (نہیں ہم نے پیدا کیا انسانوں اور جنوں کو مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔) ہم اپنے اصل مقصد سے ہٹ گئے، دنیا کو اپنا سب کچھ بنا لیا اور دین کو ضرورت کے لئے بھی نہیں سیکھا، خالہ آپ خود سوچیں آپ کو اپنی بیٹیوں کے لئے جہیز کی تو فکر ہے لیکن آپ نے بچیوں کو دین کی کتنی تعلیم دی ہے؟ ضروری نہیں کہ مدرسۃ البنات میں ہی تعلیم حاصل کریں، گھر میں بنیادی علم کی بھی ضرورت کبھی محسوس کی ہے؟ کیا ہماری بیٹیاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں سے زیادہ قیمتی ہیں، جب آپ نے بیٹیوں کو جہیز نہیں دیا تو ہم کون ہوتے ہیں؟ کیا ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بیٹیوں سے پیار کرنے والے ہیں؟'' بریرہ سانس لینے کے لئے رکی تو خالہ نے کہا۔

''بیٹی تمہاری ایک ایک بات آب زر سے لکھنے کے قابل ہے، لیکن بیٹی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو تو جہیز دیا تھا، جو آپ کی سب سے پیاری اور لاڈلی بیٹی تھیں''۔ خالہ نے جہیز کی ٹھوس دلیل دیتے ہوئے کہا۔ بریرہ نے سر ہاتھ سے تھام لیا اور بولی:

''خالہ اصل بات جو بزرگوں نے فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جب شادی ہوئی تو اس سے پہلے وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہتے تھے، جب ان کی شادی ہوئی تو ان کو الگ گھر کی ضرورت محسوس ہوئی اب نئے گھر کے لئے ضرورت کا سامان تک نہیں تھا، لہٰذا نبی علیہ السلام نے اپنی لاڈلی بیٹی کو نہایت قلیل سامان دیا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو پوری دنیا اپنی لاڈلی بیٹی کے قدموں میں ڈال دیتے لیکن ایسا نہیں ہوا آپ کی وہ بیٹی جو جنت میں عورتوں کی سردار ہوگی اسے چکی چلاتے چلاتے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے، گھر میں جھاڑو دینے سے اکثر آپ کے کپڑے گرد آلود رہتے، پانی کا مشک اٹھانے سے سینہ مبارک زخمی ہو جاتا لیکن جب سردار کائنات سے ایک غلام کا مطالبہ کرتیں ہیں تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب ملتا ہے: بیٹی میں تمہیں غلام سے بہتر چیز نہ بتادوں وہ بیٹی بھی نبی علیہ السلام کی تھیں خوشی سے کہنے لگیں ضرور یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹی سونے سے پہلے ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ کر سویا کرو یہ غلام سے بہتر ہے۔ خالہ سوچنے کی بات ہے کیا نبی علیہ السلام کی ایک ہی بیٹی تھی؟ کیا آپ نے سیدہ زینب، ام کلثوم اور رقیہ رضی اللہ عنہن کو بھی جہیز دیا تھا؟ ہمارے ہاں مروجہ جہیز نبی علیہ السلام کی سنت نہیں ہندوانہ رسم ہے جسے ترک کرنا ہم پر فرض ہے۔'' بریرہ نے خالہ کو سمجھانے کی پوری سعی کی، خالہ کے ذہن کے بھی بند دریچے کھل گئے اور وہ کہنے لگیں: ''بیٹی اللہ تمہیں جزائے خیر دے تم نے میری پریشانی حل کر دی ہے، اب ان شاء اللہ میں خود بھی اپنی بچیوں کو بھی دینی تعلیم ضرور دلواؤں گی، اللہ مجھ جیسی لاتعداد بہنوں کو دین کی سمجھ عطا فرمائے اور تمام باطلانہ رسم و رواج سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔ خالہ اس کے علاوہ آپ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کے مواعظ اور بدھ کو خواتین کا اسلام ضرور پڑھا کریں ان شاء اللہ آپ کی پریشانیاں خود بخود حل ہو جائیں گی۔ ان شاء اللہ۔

''خالہ! اب مجھے اجازت دیجئے کافی وقت ہو چکا ہے۔'' بریرہ نے ہاتھوں میں دستانے پاؤں میں موزے پہنتے ہوئے اجازت چاہی۔ خالہ نے بریرہ سے پھر آنے کا وعدہ لے کر ڈھیر ساری دعائیں دیتے ہوئے کہا۔ اچھا بیٹی خوش رہو۔ بریرہ نے خالہ کو الوداعی مصافحہ کرتے ہوئے السلام علیکم کہا اور رخصت ہو گئی۔ آج بریرہ بہت خوش و مسرور تھی کیونکہ اس کی تھوڑی سی ہمت سے ایک گھر میں نیا چراغ روشن ہو گیا تھا۔ اللہ ہم سب کو حق بات سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

آپ کا دسترخوان

میوہ پوٹلی پلاؤ

اشیاء: چاول 1 کلو (دھو کر بھگودیں)۔ ثابت دھنیا 4 کھانے کے چمچ۔ لہسن 8 جوے۔ دہی ½ کپ۔ ادرک 1 کھانے کا چمچ۔ بادام کی گری 1 کپ (بھگو کر چھلکا اتارلیں)۔ کشمش ¼ کپ۔ انجیر 2 1 عدد۔ گوشت 1 کلو (بکرے/مرغی کا)۔ سونف 4 کھانے کے چمچ۔ پیاز 2 عدد (سلائس کرلیں)۔ گھی 1 کپ۔ نمک 4 کھانے کے چمچ۔ اخروٹ کی گری ½ کپ۔ پستہ ¼ کپ۔ چھوہارے 10 عدد (گھٹلی نکال لیں)

ترکیب: ثابت دھنیا اور سونف کو کسی ململ کے کپڑے میں باندھ کر پوٹلی بنالیں گوشت، لہسن کے جوے، ادرک اور ایک پیاز کٹی ہوئی پانی میں ڈال کر یخنی بنالیں اور پوٹلی بھی اس میں ڈال دیں۔ اتنا پانی ڈالیں کہ گوشت گلنے کے بعد بھی چھ گلاس پانی بچ جائے۔ ایک بھاری پیندے کے برتن میں گھی گرم کرکے پیاز بگھارلیں اور اس میں میوہ تل کے نکال لیں۔ اب اسی گھی میں گوشت اور ساتھ ہی دہی اور نمک ڈال کر بھون لیں سونف اور دھنیے کی پوٹلی کو اچھی طرح نچوڑ کر عرق نکال لیں۔ جب گوشت بھن جائے تو چاول، یخنی اور میوہ ڈال کر پکنے کے لئے رکھ دیں اگر یخنی کم لگے تو تھوڑا پانی ڈال لیں۔

تیز آنچ پر چاولوں کا پانی خشک کرکے ہلکی آنچ پر دم پر رکھ دیں۔ مزیدار میوہ پوٹلی پلاؤ تیار ہے۔ رائتہ اور سلاد کے ساتھ گرما گرم پیش کردیں۔

گرین رائس

ضروری اشیاء: باسمتی چاول 1 کلو (20 منٹ کیلئے پانی میں بھگودیں)۔ ہرا دھنیا 2 گھٹی۔ ادرک ایک چھوٹا ٹکڑا۔ لہسن 1 گٹھی۔ نمک حسب ذائقہ۔ ہری مرچیں 5 عدد۔ گھی ½ کپ۔ لیموں کا رس 2 کھانے کے چمچ۔ ثابت زیرہ 1 چائے کا چمچ۔ ثابت کالی مرچ 1 چائے کا چمچ۔ مارجرین 2 کھانے کے چمچ۔ پودینہ آدھی گٹھی۔ ثابت گرم مصالحہ تھوڑا سا۔

ترکیب: سب سے پہلے ہرا دھنیا، پودینہ، ہری مرچیں، لہسن، ادرک، زیرہ، کالی مرچ اور نمک کی باریک سی چٹنی پیس لیں۔ دیگچی میں گھی گرم کریں۔ پھر ثابت گرم مصالحہ ڈال کر کچھ دیر فرائی کریں پھر اس میں چٹنی ڈال کر ہلکا سا تل لیں۔ اس کے بعد بھیگے ہوئے چاول ڈال دیں اور تھوڑا سا بھون کر لیموں کا رس چھڑک دیں۔ تقریباً تین کپ پانی اور نمک ڈال کر ابال لیں۔ جب پانی خشک ہوجائے تو ہلکی آنچ پر دم پر رکھیں اور اوپر سے مارجرین ڈال دیں گرین رائس تیار ہیں۔ رائتے اور سلاد کے ساتھ گرم گرم سرو کریں۔

مکس سبزیوں کی بھاجی

اجزاء: گاجر ایک پاؤ گول کاٹ لیں۔ مٹر ایک پاؤ چھلی ہوئی۔ پھول گوبھی ایک پاؤ صرف پھول کاٹ لیں۔ میتھی تھوڑی سی مقدار میں توڑلیں۔ پالک باریک کاٹ لیں۔ ہری پیاز باریک کاٹ لیں۔ آلو چھوٹے سائز کے ابال لیں۔ سیم پھلی ایک پاؤ باریک کاٹ لیں۔ لوکی ایک پاؤ باریک کاٹ لیں۔

ترکیب: اب ایک دیگچی میں تیل گرم کرکے اس میں زیرہ، ثابت لال مرچ، کڑی پتہ اور اجوائن ڈال کر بگھارلیں پھر اس میں لہسن ادرک کا پیسٹ ڈال کر بھونیں اب اس میں سوائے آلو کے باقی تمام سبزیاں ڈال دیں۔

نوٹ: سبزیوں کی رنگ خراب ہونے سے بچانے کے لئے اس میں لیموں کے دو چھلکے بھی ڈال دیں پھر اس میں ٹماٹر، ہری مرچ، کٹی ہوئی لال مرچ، ہلدی اور نمک بھی شامل کرکے ہلکی آنچ پر سبزیاں گلنے تک پکائیں۔ جب تمام سبزیاں گل جائیں تو اس میں ابلے ہوئے چھوٹے آلو ڈال دیں۔ اچھی طرح مکس کرلیں گرم مصالحہ اوپر سے ڈال دیں۔ چند منٹ دم پر رکھ کر اتار لیں۔ مزیدار سبزیوں کی بھاجی کو دہی کے رائتے کے ساتھ یا ہری دھنیے کی چٹنی کے ساتھ پیش کریں۔ اگر اس کے ساتھ کچوری بنالیں اور گاجر کا اچار وغیرہ کے ساتھ پیش کریں تو لطف دوبالا ہوجائے گا۔

بالائی دار قورمہ

ضرورت اشیاء: گوشت ½ کلو (بکرے یا مرغی کا)۔ لہسن کٹا ہوا 1 چائے کا چمچ۔ چھوٹی الائچی 6 یا 8 عدد۔ جائفل جاوتری 2 عدد (پسی ہوئی)۔ دہی 1 پیالی (پھینٹ لیں)۔ نمک حسب ذائقہ۔ کیوڑہ 1 چائے کا چمچ۔ ادرک باریک (کٹی ہوئی) 2 چائے کے چمچ۔ سیاہ زیرہ ½ چائے کا چمچ۔ بڑی الائچی 2 عدد (چھیل لیں)۔ گھی 1 پیالی۔ سرخ مرچ پاؤڈر 1 کھانے کا چمچ۔ پیاز (درمیانی) 4 عدد (لچھے دار کاٹ لیں) بالائی ½ کپ۔

ترکیب: دیگچی میں گھی گرم کریں اور پیاز ڈال کر لائٹ براؤن کرلیں۔ پیاز براؤن ہونے پر نکال لیں اور اخبار پر پھیلا دیں۔ خستہ ہونے پر چورا کرلیں اور اس کو الگ رکھ دیں۔ اس گھی میں ادرک، لہسن، سیاہ زیرہ، چھوٹی الائچی، بڑی الائچی، جائفل جاوتری، دہی، سرخ مرچ پاؤڈر اور نمک ڈال کر 2 یا 3 منٹ تک بھون لیں۔ اب مرغی ڈال کر 2 منٹ تک مزید بھون لیں۔ 2 پیالی پانی ڈال کر 4 یا 5 منٹ تک اور پکائیں۔ اب چورا کی ہوئی پیاز، کیوڑہ ڈال کر 10 منٹ تک دم پر رکھ دیں۔ سرو کرتے وقت بالائی ڈال دیں، مزیدار بالائی دار قورمہ تیار ہے۔ گرم گرم پراٹھوں کے ساتھ سرو کریں۔

بنت مولانا یٰسین ترنم شریف
اخت سید منور صالح حیدرآباد

خود کو آگ لگالی

بنت محمد ارشاد ہری پور

یہ واقعہ 13 جون 1992ء کا ہے یہ بالکل سچا واقعہ ہے ہری پور کے ایک گاؤں میں پیش آیا عبدالجلیل نامی شخص کے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی جس کا نام آمنہ رکھا، یہاں کا رواج ہے کہ لڑکی پیدا ہوتے ہی نام رکھ لیا جاتا ہے اور منگنی کے نام پر ایک دھاگہ باندھا جاتا ہے۔ آمنہ کی چچی نے اس معصوم بچی کا دھاگہ اپنے بیٹے داؤد کے لئے باندھ لیا کہ میں اسے بہو بناؤں گی، آمنہ کے والد نے خوشی سے ہاں کر دی، آمنہ کے والد سادہ طبیعت آدمی تھے اور اس کی والدہ بھی بڑی نیک، اصول پسند خاتون تھی۔ آمنہ اپنے والدین کی پہلی اولاد تھی دن ہفتے اور سال گزرتے گئے آمنہ جوان ہوگئی تو داؤد کے والدین نے کہا کہ جلیل صاحب آپ کی بیٹی اب جوان ہوگئی ہے آپ ہمیں تاریخ متعین کر دیں ہم جلد داؤد کے ماتھے پہ سہرا اور آمنہ کو اپنی بہو بنتے دیکھنا چاہتے ہیں، آمنہ کے والدین نے شادی کی تاریخ دے دی جب آمنہ کی شادی ہوئی اس وقت اس کی عمر تقریباً انیس بیس سال ہوگی۔ داؤد کی والدہ والد بھی بہت خوش تھے کہ ان کی بہو بڑی سلیقہ مند، نیک سیرت اور خوب صورت ہے۔

آمنہ بیاہ کر سسرال آگئی یہاں آکر اسے وہی ماں باپ کا پیار ملا، داؤد ماں کا اپنی بیوی سے محبت وسلوک کو دیکھتا تو خوش ہوتا تھا کہ یہ عام لوگوں کی طرح بہو ساس نہیں ہیں۔ داؤد اور آمنہ مثالی شوہر بیوی تھے شادی کا ایک سال بہت اچھا گزرا پھر نجانے کس کی نظر لگی وہی چچی جو ماں کی طرح آمنہ کو چاہتی تھیں اب اُس کو بہو سے نفرت تھی، وہی چچی جو آمنہ کے سگھڑاپے پر تکبر کیا کرتی تھی، ہر وقت تعریفیں کیا کرتی تھی اب وہی چچی ہے، وہی زبان ہے مگر اب تعریفوں کے بجائے طعنے، گالیاں، بددعائیں تھیں۔ آمنہ کا آیا وقت مشکل ہوتا جاتا، سسر اور شوہر گھر میں ہوتے تو چچی سیدھے منہ بات کرتیں لیکن جب چچا اور داؤد کام پر جاتے تھے تو آمنہ کو ہر وقت چچی کی گالیاں سننی پڑتیں، مگر آمنہ نے نہ کبھی شوہر کو شکایت کی نہ کبھی سسر کو، یہی سوچ کر رہ جاتی کہ داؤد تو ٹھیک ہے ناں مجھے چچی کی کیا پرواہ، لیکن کچھ عرصہ بعد ماں نے بیٹے کو اپنا ہم نوا بنالیا، اب داؤد بھی آمنہ کی سیدھی بات الٹی کر کے جھگڑا شروع کر دیتا تھا۔

آخر ایک دن وہ بھی آیا کہ آمنہ کے والدین پر قیامت ٹوٹ پڑی جب سنا کہ آمنہ نے خود کو آگ لگالی ہے، آمنہ کی والدہ روتی چیختی پہنچی تو ساس صاحبہ بھی جھوٹی محبت کا اظہار کر کر کے رو رہی تھیں، آمنہ کے سسر و شوہر کھیتوں میں گئے ہوئے تھے جب یہ سنا تو گھر آئے دیکھا کہ آمنہ کا جسم جھلس گیا تھا۔ ساس نے بہانہ کیا کہ اس نے خود اپنے آپ کو آگ لگالی ہے اسے کوئی فکر ہے نہ غم، نیک شوہر ہے، ہم ماں باپ ہیں آخر اس سے پوچھنا کیوں یہ کچھ کیا ہے؟ یہ ہمیں بدنام کرنا چاہتی ہے۔ آمنہ کی ماں بیٹی کا سر گود میں رکھے رو رہی تھی پھر جب اُسے ہسپتال پہنچایا گیا تو وہاں آمنہ نے اپنی ماں سے کہا کہ اماں میں دوپہر کو کام ختم کر کے سونے کے لئے لیٹی، لیٹتے ہی سوگئی میری آنکھ اس وقت کھلی جب مجھے درد ہوا، چچی نے تیل میرے سینے پر چھڑک دیا میں اٹھ کر بیٹھی چیخی چلائی تو انہوں نے اوپر سے آگ لگا کر مجھے دروازہ بند کر کے شور مچانا شروع کر دیا کہ بہو نے خود کو آگ لگادی ہے، میں نے نہ چچا کو بتایا ہے نہ داؤد کو، اماں آپ بھی انہیں نہ بتانا، اماں مجھے معاف کرتی رہنا۔ آمنہ کی ماں یہ سن کر چلا چلا کر فریادیں کر رہی تھی کہ اف خدایا میں نے اس بیٹی کو جنا ہی نہ ہوتا یا اسے کسی غیر کو بیاہ کر دے دیتی شاید میری بیٹی زندہ تو رہتی۔ آمنہ نے آخری بار آنکھیں کھولی ماں کو چپ کرایا اور کہا کہ ماں میرا سر گود میں رکھ، ماں نے اس کا سر اپنی گود میں رکھا ہی تھا کہ روح پرواز کر گئی۔ سوچئے قارئین اس ماں کے دل پر کیا گزری ہوگی جس کی لخت جگر نے اس کے سامنے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ ان ظالم سسرالیوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر ان کی بیٹی کے ساتھ کوئی ایسا کرے تو ان پر کیا گزرے گی؟ یہ صرف ایک ساس کا مسئلہ نہیں اکثر خوشدامنیں بہو پر ظلم کو اپنا حق سمجھتی ہیں، وہ یہ نہیں دیکھتیں کہ یہ بھی کسی ماں کی بیٹیاں ہیں؟ خدارا ان پر ظلم نہ کیجئے، ان کو بھی کسی ماں کی بیٹی سمجھئے۔

پیارے پیارے نام

لڑکوں کے نام

بَشّار: دلی سکون پانے والا، روشن چہرے اور پر مسرت طبیعت والا۔
بَاسِل: بہادر، آگے بڑھ کر حملہ کرنے والا، شیر کا نام۔
بَرَاء: برائیوں سے محفوظ۔
بَسّام: بہت فرحت و مسرت والا۔
بَارِغ: چمک دار، اپنے دوستوں میں ممتاز۔

لڑکیوں کے نام

بَدْرُ الدُّجی: اندھیری رات میں خوب چمکتا چاند۔
بَدْرِیَہ: ماہ کامل، بھری چاندنی۔
بُشْریٰ: اچھی خبر۔
بَسْمَۃ: مسکراہٹ، مسکرانے والی۔
تَسْنِیم: جنت کا چشمہ۔

تو حجاب لیتی

اے کاش میری بہنا تو حجاب لیتی
پھر یوں نہ ذلتوں کے عذاب لیتی
تہذیب غیر کے بدنما پھیکے یہ رنگ سارے
نہ آگے بڑھ کے بہنا، یوں بے تابی لیتی
اک خزانے کی مانند ہے تُو مگر احساس نہیں
ورنہ اپنے پہ نہ ہر حریص کی نگاہ خراب لیتی
مرد و زن ہیں برابر اور آزادی نسواں کا نعرہ
اک بھول ہے بہنا، نہ منزلوں کے بدلے تو سراب لیتی
ڈش اور کیبل سے تو تُو نے بے حیائی کا سبق سیکھا
خدا کو کاش راضی کرتی قرآن کا تو نصاب لیتی
جو تو اچھی مثال بنتی نمونۂ اخلاق بنتی
پھر یہ نسل نو بھی کافر سے تیرا حساب لیتی

ہمشیرہ مشتاق ساہو وال سرگودھا

اخت سید منور صالح حیدر آباد

ٹوٹکے

1: جلے ہوئے سالن کی بو:
اگر سالن جل جائے تو فوراً دوسری دیگچی میں پلٹ لیں، اور اس میں آدھا کپ دودھ ڈال دیں جلنے کی بو غائب ہو جائے گی۔

2: نرم اور پھولے کوفتے بنانا:
کوفتہ بناتے وقت اگر اس کے قیمے میں مصالحوں کے ساتھ دو یا تین چٹکی سہاگہ ملا دیا جائے تو کوفتے پھولے ہوئے اور نرم بنیں گے اور ذائقے میں بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

3: چاول خوشبودار بنائیں:
چاول ابالتے وقت اس میں ایک چمچ لیموں کا رس ڈالنے سے ان کی رنگت صاف اور چاول خوشبودار ہو جاتے ہیں۔

4: شیشے کے برتن:
شیشے کے برتنوں کو اگر نمک اور سرکہ ملا کر دھویا جائے تو چمک اٹھتے ہیں۔

5: گوشت کو گلانا:
بعض اوقات گوشت ایسا آجاتا ہے جو گلنے میں ہی نہیں آتا خربوزے کے چھلکے پھینکنے کے بجائے ان کو سکھا کر رکھ دیں اور گوشت میں ڈال دیں تو وہ گل جائے گا۔

6: گھی میں پانی:
فرائی پین اگر ذرا سا بھی گیلا رہ گیا تو جب آپ گھی ڈال کر کوئی چیز تلنے لگتے ہیں گھی میں سے آواز آنے لگتی ہے۔ اگر گھی میں چٹکی بھر آٹا چھڑک دیا جائے تو ٹھیک ہو جاتا ہے۔

7: ٹماٹر کا چھلکا:
بعض لوگوں کو ٹماٹر کا چھلکا ہضم نہیں ہوتا۔ تو اس صورت میں ٹماٹر کو کانٹے یا چھری کی نوک چبھو کر پکڑ لیں اور آگ پر رکھ دیں چھلکا ترخ کر پھٹ جائے گا اب آسانی سے سارا چھلکا اتار دیں اور ٹماٹر سالن میں ڈال دیں۔

8: پیاز کی بو:
پیاز کاٹنے کے بعد ہاتھ میں بدبو آنے لگتی ہے اس بو کو دور کرنے کے لئے انگلیوں پر نمک اچھی طرح مل کر نیم گرم پانی سے ہاتھ دھو لیں۔

9: منہ سے پیاز کی بدبو:
سلاد میں یا کسی چیز میں کچی پیاز کھائی جائے تو منہ سے بو آنے لگتی ہے اس کو دور کرنے کے لئے تھوڑا سا دھنیا چبا لیں تو بو دور ہو جائے گی۔

10: جما ہوا شہد:
کبھی کبھی شہد اپنے جار میں پڑے پڑے سوکھ جاتا ہے اسے دوبارہ اصلی حالت میں کرنے کے لئے جار کو گرم پانی میں تھوڑی دیر کے لئے رکھ دیں دوبارہ پتلا ہو جائے گا۔

مہندی

مہندی کے متعلق یہ بتانے کی ضرورت تو نہیں کہ یہ کیا ہوتی ہے لیکن پھر بھی میں بتائے دیتی ہوں، مہندی ایک قسم کے درخت کو کہتے ہیں، اس کی پتیاں پیس کر ہاتھ پاؤں پر لگانے سے سرخی آجاتی ہے۔ مہندی نسوانی حسن کا ایک لازمی جزء ہے۔ جو مہندی اچھا رنگ دے اسے ''رنگ دار'' اور ''رچنی'' کہتے ہیں۔ سرخ رنگ کی شوخ اور گہری کو ''شہانی مہندی'' کہتے ہیں۔ مہندی لگوانے کو ''مہندی بندھوانا'' کہتے ہیں، ہاتھ پاؤں میں مہندی ملنے اور لگانے کو ''مہندی رچانا'' اور مہندی کے رنگ آنے کو ''مہندی رچنا'' کہتے ہیں، عورتوں کے ہاتھوں پر مہندی سے بنائے ہوئے بیل بوٹوں کو ''نگار'' اور اس انداز میں مہندی لگے ہوئے ہاتھ کو ''نگاریں'' کہتے ہیں۔ شادی سے پہلے دلہن کو جو مہندی لگائی جاتی ہے اسے ''حنا مہندی'' کہتے ہیں۔ کاغذ جس میں مہندی کی پڑیاں باندھتے ہیں اور کپڑا جو حنا بندی کے بعد ہاتھ پاؤں کے گرد باندھتے ہیں ''حنا بند'' کہلاتے ہیں۔ مہندی کے رنگ کا زردی مائل سرخ رنگ کو ''حنائی پکار'' کہتے ہیں۔ (بنت عبدالغفور۔ لاہور)

بگھار

بگھار سے وہ گھی مراد ہے جس میں پیاز ڈال کر داغ دیا گیا ہو۔ بگھار بالعموم پیاز، لہسن اور سفید زیرے کا لگایا جاتا ہے، ایک چھٹانک گھی میں ایک گٹھی درمیانی پیاز کتر کر یا لہسن کی آدھی پوتھی کتر کر گھی میں ڈال کر دھیمی آنچ پر چڑھائیں اور سنہرا تل لیں۔ پہلے کنارے سنہرے ہونے شروع ہوں تو یہ تیز آنچ کی نشانی ہے۔ ایسی حالت میں کرچھے کو آگ سے ہٹا لیں اور ہلا کر گرم شدہ گھی کی تپش میں سنہرا کر لیں اور مطلوبہ ڈونگے میں بگھار لگا دیں۔
بعض دفعہ پیاز یا لہسن کے ساتھ زیرہ شامل کر کے بگھار تیار کیا جاتا ہے ایسی صورت میں لہسن یا پیاز سنہرا ہو جائے تو برتن آگ سے ہٹا لیں اور زیرہ ڈال دیں، برتن کو حرکت دے کر گھی کو ہلائیں تاکہ زیرہ بادامی رنگ میں سنہرا ہو جائے اس کے بعد جس سالن میں ڈالنا ہو اس میں ڈال دیں۔

(مرسلہ: ام ذیشان، لاہور)

اچار محفوظ رکھنے کی تدبیریں

اکثر اوقات اچار یا مربہ پر پھپھوندی لگ کر خراب ہو جاتا ہے، مندرجہ ذیل تدبیروں پر عمل کیا جائے تو اچار ختم ہونے تک خراب ہونے سے بچا رہتا ہے۔

۱۔ اچار یا مربہ جب بھی مرتبان سے نکالا جائے دھلا ہوا صاف اور خشک چمچ استعمال کریں۔

۲۔ ہفتے میں ایک دو مرتبہ اچار یا مربے کو اوپر نیچے بھی کر دینا چاہئے۔

۳۔ تیل، سرکہ، عرق یا شیرہ پھانکوں سے دو تین انگلی اوپر رہنا چاہئے۔

۴۔ اگر ذرا شبہ ہو کہ تیل کچی گھانی نہیں ہے تو پھر اتنا گرم کر لیں کہ سطح پر دھواں اٹھنے لگے، تو اب تیل کو ٹھنڈا کر کے اچار میں ڈال دیں۔

۵۔ چٹنی، قوام وغیرہ بھی خوب ڈھکے ہوئے رکھنے چاہئیں۔

۶۔ اچار، چٹنی اور مربہ میں کیوں کہ تھوڑی بہت کھٹاس ہوتی ہے اس لئے انہیں پلاسٹک کے برتن کی بجائے مٹی یا چینی کے مرتبان میں محفوظ رکھیں۔ (مرسلہ: بنت سعید، ساہیوال)

جو آپ نے لکھا

تبدیلی آرہی ہے:

☜ پچھلے دنوں بھائی جان خواتین کا اسلام لے کر آئے پڑھ کر دل بہت خوش ہوا، پہلے میں ناول پڑھتی تھی اب میں نے ناول اور دیگر رسائل پڑھنے چھوڑ دیئے ہیں صرف خواتین کا اسلام اور بچوں کا اسلام کا مطالعہ کرتی ہوں اور پھر اپنی دوسری سہیلیوں فوزیہ، شازیہ اور مصباح وغیرہ کو پڑھنے کے لئے دیتی ہوں۔ خواتین کا اسلام پڑھ کر ہم سب سہیلیوں میں تبدیلی آرہی ہے، ہم نے نماز پڑھنا شروع کر دی ہے اور ان شاء اللہ جلد ہی نقاب کرنے کے بارے میں سوچ رہی ہیں دعا کریں اللہ ہمیں استقامت دیں اور ہم مکمل مسلم اسٹوڈنٹ بن کر اپنے آپ کو سنواریں میری تمام مسلمان بہنوں سے یہ درخواست ہے کہ وہ نماز پڑھیں، پردہ کریں اور ایک پکی و سچی مسلمان عورت ہونے کا ثبوت دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی یہ کاوش (خواتین کا اسلام) قبول و مقبول فرمائے اور اسے مزید ترقی و کامرانی سے ہمکنار کر کے آپ کو دنیا آخرت میں کامیاب کرے۔ آمین۔ (ش اور ف پھموں اسکول)

تعریف کے الفاظ نہیں:

☜ اس شمارے میں آپ کی تحریر ''کیا آپ نے اپنی حفاظت کا انتظام کرلیا'' پڑھی، آپ کی تحریر بہت پراثر تھی ''خواتین کا اسلام'' کی تعریف کے لئے مجھے الفاظ نہیں مل رہے، اس کی ہر تحریر عمدہ، ہر سلسلہ اچھا ہے، بنتِ محمود کی تحریر ہو یا ام محمد کا کالم، مولانا ابراہیم صادق آبادی کا مسائل والا صفحہ ہو یا کسی اور بہن کی تحریر سب مفید ہیں اور دلچسپ بھی، مجھے خاص طور پر درس قرآن اور حدیث نبوی والا صفحہ بہت پسند ہے یہ صفحہ ہر بدھ کو میرا سبق ہوتا ہے۔ خواتین کا اسلام تو ہمارا اپنا رسالہ ہے میرے پاس یہ رسالے آتے ہیں میں انہیں دوسری بہنوں اور دوستوں کو بانٹ دیتی ہوں، جو بھی پڑھتی ہیں اسی کی ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کام پر بہت بڑا اجر دے گا (ان شاء اللہ) اللہ اس رسالے کو مزید ترقی دے اور آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے (آمین ثم آمین)۔ (بنت قاری سعید احمد اسد۔ خوشاب)

قیامت تک جاری رہے:

☜ خواتین کا اسلام میگزین کی صورت میں شائع کرنے پر ہم سب دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ بچوں کا اسلام اور خواتین کا اسلام ہم بہت شوق سے پڑھتے ہیں اور تمام شمارے ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ خواتین کا اسلام کو نظر بد سے بچائے اور قیامت تک اسے جاری و ساری رکھے آمین۔ خواتین کے اسلام کے تمام مضامین بہت اچھے ہیں خاص طور پر کشکول، آپ کی صحت اور آپ کا دسترخوان بہت اچھے جا رہے ہیں۔ ہمارے اس خط کو ضرور شائع کریں تاکہ اطمینان ہو جائے کہ آپ تک ہمارے خطوط پہنچتے بھی ہیں یا نہیں، اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کی تمام محنت کو قبول فرمائیں۔ آمین۔ (بنت سبز علی، بنت فضل اکبر)

اچھا اقدام:

☜ امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے ہر بدھ کو ''خواتین کا اسلام'' کا بے چینی سے انتظار رہتا ہے اس دور میں یہ خواتین کی اصلاح کے لئے ایک بہت اچھا اقدام ہے۔ مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آپ خواتین کے نام شائع نہیں کرتے بے شک عورت کو اپنے باپ، بھائی، شوہر اور بیٹے کے نام سے ہی جاننا چاہئے، عورت کے محافظ ہی اس کی پہچان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ''خواتین کا اسلام'' کو دن دگنی رات چوگنی ترقی دے۔ آمین۔ (بنتِ شفیق۔ چیچہ وطنی)

ہر عنوان لاجواب ہے:

☜ الحمدللہ خواتین کا اسلام تیزی سے مقبول ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مزید ترقی عطا فرمائے (آمین)، میں باقاعدگی سے خواتین کا اسلام شوق سے پڑھتی ہوں اور اپنی کئی ساتھیوں کو بھی لگوا چکی ہوں، وہ بھی اتنی ہی دلچسپی سے پڑھتی ہیں جتنی دلچسپی سے میں پڑھتی ہوں بلکہ یقین جانیں گھر کے کام بعد میں کرتے ہیں جب تک رسالہ نہ پڑھ لیں، اس میں صحیح طور پر مسلم معاشرے کی عکاسی ہوتی ہے، اس کا ہر عنوان لاجواب ہوتا ہے، پڑھ کر فوراً ہی دل عمل کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ (ام بازغ۔ واہ کینٹ)

زیرِ لب

گرج چمک

سقراط کی بیوی بہت جھگڑالو عورت تھی، ایک دن اس نے کسی بات پر سقراط کو جلی کٹی سنانا شروع کر دی۔ سقراط کافی دیر تک چپ چاپ بیٹھا رہا، پھر اٹھ کر باہر جا کر بیٹھ گیا۔ جب بیوی نے دیکھا کہ اس کی باتوں کا سقراط پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تو اس نے پانی کی بھری ہوئی بالٹی سقراط پر انڈیل دی۔ سقراط ہنسا اور کہنے لگا: مجھے یقین تھا کہ گرج چمک کے بعد بارش بھی ہوگی۔ (ک۔ح۔کراچی)

غزل سنو!

ایک شخص دوسرے کے پیچھے بھاگ رہا تھا کہ پولیس والے نے اسے روک کر پوچھا ''اس کے پیچھے کیوں بھاگ رہے ہو؟'' اس نے جواب دیا'' جناب! اس نے اپنی غزل تو سنا دی اب میری غزل نہیں سنتا۔

گھسیٹا

دو آدمی ٹرین میں سفر کر رہے تھے۔
پہلا آدمی: جناب! آپ کا کیا نام ہے؟
دوسرا آدمی: گھ گھ گھس گھسیٹا۔
پہلا آدمی: نام تو میرا بھی اتفاق سے گھسیٹا ہے۔ لیکن اتنا بھی نہیں جتنا کہ آپ نے گھسیٹا ہے۔ (انیس الدین۔ جاگیر، گڑھی حبیب اللہ)

جواز

ایک شخص رات گئے سڑک پر گھوم رہا تھا۔ پولیس کانسٹیبل نے اسے آوارہ گردی کے الزام میں پکڑا اور پوچھا۔ جناب! ''رات کے دو بجے سڑکوں پر گھومنے کا کیا جواز ہے۔'' اس شخص نے جواب دیا ''اگر میرے ذہن میں جواز ہوتا تو میں کبھی کا گھر جا کر اسے اپنی بیوی کے سامنے پیش کر چکا ہوتا۔'' (ہمشیرہ حافظ محمد عطاء اللہ۔ ملتان)

مہکتے پھولوں کی سرزمین

اختر سعید بالاکوٹی

فلک بوس کوہساروں، دلکش مرغزاروں، دل نشین سمن زاروں، برفانی کوہستانوں، پرکیف جھیلوں، مسکراتے چشموں، کھلکھلاتی ندیوں، گنگناتے آبشاروں، مہکتے پھولوں، سحرانگیز فضاؤں، شاداب صبحوں اور سرمئی شاموں کو دیکھنے اور گل پوش وادی میں قدم رکھنے والے ہر سلیم الفطرت انسان کی زبان پر بے ساختہ یہ الفاظ آجاتے ہیں "فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون O" پس اللہ پاک کی پاکی بیان کرو جب شام کرو اور جب صبح کرو۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کی نعمتیں سمجھانے کے لئے دنیا کی نعمتیں اور جنت کے مناظر کی جھلک دکھانے کے لئے دنیا کے حسین نظارے پیدا فرمائے، اگرچہ آخرت کی نعمتیں اور مناظر دنیا کی نسبت کروڑہا درجے اعلیٰ اور حسین ہیں لیکن اللہ پاک نے انسانوں کو آخرت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ایک گنا ان دنیاوی نقوش میں بھی کشش رکھی ہے۔ قدرت کی اس رعنائی اور زیبائی کو دیکھنے والوں میں سے اکثر اسی عکس کو دیکھ کر ہی حقیقت کے طالب ہوئے، نقاشِ فطرت کی حقیقی جنت کے ایک پرتو دیکھنے کے لئے ہم بھی عازم سفر ہوتے ہیں، تو آیئے ہم آپ کو پاکستان کی حسین ترین وادی، "وادیٔ کاغان" لئے چلتے ہیں۔ وادیٔ کاغان صوبۂ سرحد کے ہزارہ ڈویژن کے شمال مشرق میں واقع ہے۔

تقریباً پونے دوسو کلومیٹر میں پھیلی ہوئی یہ وادی سطح سمندر سے 2133 میٹر سے لے کر 4145 تک بلند ہے، اس وادی میں سیاحت کا بہترین موسم گرمیوں میں مئی سے ستمبر تک ہے، وادیٔ کاغان کی ابتدا بالاکوٹ سے ہوتی ہے، اسی لئے بالاکوٹ کو وادیٔ کاغان کا دروازہ کہا جاتا ہے، جونہی آپ اس وادی میں قدم رکھیں گے تو فلک بوس پہاڑ آپ کا استقبال کریں گے، جنہوں نے برف کی سفید چادریں اوڑھ رکھی ہوں گی، ان پہاڑوں کے پہلو میں سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی سڑک نگر نگر کے مسافروں کو اپنی پیٹھ پر سوار کر کے پریوں کے اس دیس کے قریب سے قریب کرتی ہے اور جوں جوں آدمی آگے بڑھتا جاتا ہے تو لو چلتے موسم میں بھی اس حسین دیس کی ٹھنڈی اور یخ ہوائیں اس کے گال تھپتھپاتی ہیں اور اس کا ماتھا چومتی ہیں۔ سرسراتے اور گنگناتے آبشار آنے والے کو گیت سنا سنا کر محبت کا پیغام دیتے ہیں۔ آپ جب سڑک پہ رواں ہوں گے تو پھنکارتے ہوئے دریا کو بھی اپنے ساتھ ساتھ پائیں گے جو شور مچا مچا کر اپنے جوش کا اظہار کر کے آپ پر اپنی طاقت کی دھاک بٹھانے کی کوشش کر رہا ہوگا، حقیقتاً یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ملکوت اور جبروت کا نمونہ ہے۔ اس دریا کا نام "دریائے کنہار" ہے یہ پاکستان کا سب سے چھوٹا اور سب سے تیز ترین دریا ہے، اس کا منبع وادی کی تین مشہور جھیلیں ہیں۔ ۱۔جھیل سیف الملوک ۔۲۔جھیل دودی پت سر ۳۔جھیل لولی پت سر (ان کی تفصیل بعد میں آئے گی) ان جھیلوں کا پانی بہہ کر آتا ہے اور پھر مختلف جگہوں میں چھوٹے چھوٹے ندی، نالوں کے پانی کو اپنے ساتھ ساتھ ملا کر دریا کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ بالاکوٹ سے سڑک اور دریا کا ساتھ شروع ہوتا ہے تو پھر وادی کے آخری سرے تک الگ ہونے کا نام نہیں لیتے۔

آپ وادی میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور فیاضیوں کو دیکھ کر حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہو جائیں گے، قدرت ہے تو اس کی ہر چیز میں خوبصورتی ہی خوبصورتی ہے۔ برفانی چوٹیاں، گھاٹیاں، تلہٹیاں، باغ و راغ، گونا گوں اشجار، ان کے برگ و بار، چرند پرند، آتی جاتی رتوں کا جوبن، جھومتے جھامتے، گرجتے برستے بادل، چپ چاپ جھیلیں، شفاف پانی کے چشمے اور تاحدِ نظر سبزہ ہی سبزہ۔ بالاکوٹ سے کاغان جاتے ہوئے سڑک کے قریب اور دور تقریباً ہر دس کلومیٹر کے بعد چھوٹی بڑی بستیاں آتی ہیں اور ہر بڑی بستی کے ساتھ بازار بھی ہیں، جن میں اشیاء ضرورت دستیاب ہوتی ہیں، کاغان جانے والی سڑک کچھ عرصہ قبل تک صرف جیپ کے لئے قابل استعمال تھی، اب اس میں کچھ کشادگی کر دی گئی ہے اور بڑی گاڑیاں بھی آمد و رفت کے لئے استعمال کی جانے لگی ہیں، بالاکوٹ سے تین گھنٹے کی مسافت کے بعد کاغان کا پڑاؤ آتا ہے، کاغان اچھی خاصی آبادی اور بڑے بازار پر مشتمل ایک قصبے کا نام ہے، اسی قصبے سے سرمست آبشاروں، دیوہیکل گلیشیروں اور مہیب پربتوں کی ابتداء ہوتی ہے، اسی وجہ سے پوری وادی کو اسی قصبے کے نام پر "وادیٔ کاغان" کہا جاتا ہے، کاغان اور اس کے بعد والے علاقوں میں سردیوں کے موسم میں شدید سردی اور طوفانی برفباری ہوتی ہے اس لئے سردیوں میں یہ سارا علاقہ آمد و رفت کے لئے بند ہو جاتا ہے اور یہاں کے مکین بھی نقل مکانی کر کے بالاکوٹ، مانسہرہ اور ان کے مضافاتی علاقوں کا رخ کرتے ہیں، موسم سرما میں یہ وادی بپھر جاتی ہے، جب یہ اپنا جمالی لباس اتار کر جلالی خلعت زیب تن کرتی ہے تو پھر سیاح تو درکنار اس کے اپنے مکین بھی اس کے اس رخ سے نالاں ہو کر دوسرے علاقوں کا رخ کرتے ہیں پھر جوں ہی موسم سرما ختم ہوتا ہے اور قدرت اس وادی کو سبزے کا لباس پہناتی ہے تو پھر اپنے پرائے سب اس کی طرف لپکتے ہیں۔ اس کی یہ دورخی بھی مظاہر قدرت میں سے ہے، کسی چیز کا خوب صورت یا بدصورت ہونا بھی خالق کائنات کے مختارِ کل ہونے کا برملا اظہار ہے کہ وہ ذات جب چاہے خوب صورتی کو بدصورتی میں بدل ڈالے اور بدصورتی کو خوب صورتی بخش دے۔